کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2244 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الآرا تالیف

اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر

جلد دوم

ترجمہ بنام

جَہَنَّم میں لے جَانے وَالے اعمال

مؤلف: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

SC1286

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2244 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الارا تالیف

(جلد دوم)

اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر (جلد2)

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

مُؤَلِّف

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	:	اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر (جلد2)
ترجمہ بنام	:	جہنم میں لے جانے والے اعمال
مصنف	:	شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی
مترجمین	:	مدنی علما (شعبہ تراجمِ کتب)
سن طباعت	:	رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۳۲ھ بمطابق جون 2011ء
قیمت	:	روپے

تصدیق نامہ

تاریخ: ۸ ربیع النور ۱۴۳۲ھ حوالہ نمبر: ۱۷۱

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر'' کے ترجمہ

''جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد2)''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پرمجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

12-02-2011

E.mail.ilmia@dawateislami.net

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''گناہوں سے ہر دم بچایا الٰہی'' کے 21 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ {۱۰} جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۶،۱۷} اس حدیثِ پاک ''تَهَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج ۲، ص ۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۸} اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۱۹} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا۔ {۲۰} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۱} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدينة العلمية

از: شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدينة العلمية**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل 6 شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب

(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدينة العلمية**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدينة العلمية**'' کو دن گیارہویں اور رات

بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ ھ

{.....مدنی انقلاب.....}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ''**مدنی انقلاب**'' برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو!

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

خیر کی بنیاد خلوت وجلوت میں تقوٰی و پرہیز گاری پر ہے۔ جو اس خصلت کو اختیار کر لیتا ہے دنیا وآخرت کی بھلائیاں اس میں جمع ہو جاتی ہیں۔ تقوی کے دینی و دنیوی فوائد وفضائل بے انتہا ہیں...... متقی کو تنگ دستی سے نجات دی جاتی ہے اور وہاں سے رزق عطا کیا جاتا ہے جہاں اس کا گمان نہ ہو[1] ...... قرآنِ حکیم سے ہدایت پاتا ہے[2] ...... اسے علم سے نوازا جاتا ہے[3] ...... اسے حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کی قوت عطا کی جاتی ہے، اس کی خطائیں مٹا دی جاتی اور گناہ بخش دیئے جاتے ہیں[4] ...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی ولایت عطا فرماتا ہے[5] ...... اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب نصیب ہوتا ہے[6] ...... اس کے لئے جہنم سے نجات ہے[7] ...... اور اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔[8]

قرآن کریم میں جا بجا تقوٰی کا درس دیا گیا ہے۔ حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''قرآنِ مجید میں تقوٰی کا اطلاق تین معانی پر کیا گیا ہے: (۱)...... ڈر اور خوف (۲)...... اطاعت وعبادت (۳)...... دل کو گناہوں سے پاک رکھنا اور یہی حقیقی تقوٰی ہے۔''[9]

تقوٰی ہی وہ شے ہے جو بندے کو اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ عالی کا مکرم ومعزز بناتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (پ۲۶، الحجرات: ۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک **اللہ** کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔''

الغرض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے احکامات کی بجا آوری اور ممنوعات سے اجتناب کر کے اس کی ناراضی وعذاب سے بچنے کا نام تقوٰی ہے اور تقوٰی کی آسان تعبیر یہ ہے کہ ''اَنْ لَّا یَرَاكَ اللّٰهُ حَیْثُ نَهَاكَ وَلَا یَفْقِدُكَ حَیْثُ اَمَرَكَ یعنی تیرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے تجھے روکا ہے اور اس مقام سے غیر حاضر نہ پائے

---

[1] ......پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳۔ [2] ......پ۱، البقرۃ: ۲۔ [3] ......پ۳، البقرۃ: ۲۸۲۔ [4] ......پ۹، الانفال: ۲۹۔

[5] ......پ۲۵، الجاثیۃ: ۱۹۔ [6] ......پ۲، البقرۃ: ۱۹۴۔ [7] ......پ۱۶، مریم: ۷۲۔ [8] ......پ۲۶، محمد: ۱۵۔

[9] ......منہاج العابدین للغزالی، العائق الرابع النفس، ص۵۹ ملخصا۔

جہاں حاضر ہونے کا اس نے تجھے حکم دیا ہے۔'' یاد رکھیئے! رب تعالیٰ کی نافرمانی دنیا وآخرت میں تباہی وبربادی اور ذلت ورُسوائی کا سبب ہے۔اس کے متعلق چند آیات مبارکہ، احادیث طیبہ اوراقوال کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿1﴾......ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ﴿۳۶﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو حکم نہ مانے اللّٰہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

﴿2﴾......اور ایک مقام پر فرمایا:

اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى ﴿۷۴﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۷۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جو اپنے رب کے حضور مجرم ہوکر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے نہ جئے۔

﴿3﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دِل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلے تو دِل صاف ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ کرتا رہے تو وہ نقطہ پھیلتا رہتا ہے یہاں تک کہ سارا دِل سیاہ ہوجاتا ہے۔اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے: ''کَلَّا بَلْ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، المطففین:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دِلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔''(۱)

﴿4﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گناہوں کی کثرت سے دل سخت ہوجاتا ہے۔''(۲)

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''گناہوں کی وجہ سے بندہ ملنے والے رزق سے محروم کردیا جاتا ہے۔'' (۳)

﴿6﴾......اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اے

---

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی معالجة......الخ، فصل فی الطبع علی القلب الحدیث۷۲۰۲، ج۵، ص۴۴۱۔

(۲)......فردوس الاخبار بمأثور الخطاب، الحدیث۶۳۵۹، ج۴، ص۱۱۵، مفهوماً۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث۲۲۴۵۰، ج۸، ص۳۳۵۔

موسیٰ! میری مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا (یعنی برباد ہونے والا) ابلیس ہے کیونکہ سب سے پہلے اسی نے میری نافرمانی کی اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اسے مردہ لکھ دیتا ہوں۔''[1]

﴿7﴾......حضرتِ سیِّدُنا وہیب بن ورد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نافرمان عبادت کی لذت پاسکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ جو گناہ کا پختہ ارادہ کرتا ہے وہ بھی عبادت کی لذت سے محروم رہتا ہے۔''[2]

﴿8﴾......حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن علوی حداد شافعی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نظر رحمت سے محروم ہونے اور اس کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گناہوں پر اصرار کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لیتا ہے، وہ شیطان کا یار ہوتا ہے اور اہلِ ایمان اس سے بیزار ہوتے ہیں۔''[3]

پیارے اسلامی بھائیو! اگر گناہوں پر عتاب، عقاب اور عذاب نہ بھی ہوتو کیا یہ کم ہے کہ بندہ گناہوں کی وجہ سے سابقین کو ملنے والے بلند مراتب اور نیکوں کو عطا کئے جانے والے ثواب سے محروم رہتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ گناہوں میں رُسوائی، دوزخ کا عذاب، جبّار و قہّار عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کا ایسا غضب ہے جس کے آگے تمام زمین وآسمان والے ٹھہر نہ سکیں۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے خود کو بچائے تاکہ دنیا وآخرت میں رسوائی سے بچ جائے اور دونوں جہاں میں کامیابی وسرخروئی اس کا مقدر قرار پائے۔

پیش نظر کتاب ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد ۲)**'' علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیتمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۹۷۴ھ) کی تالیف ''**اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر**(الجزء الثانی) ﴿مطبوعہ: دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۴۱۹ھ﴾'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس سے قبل جلد اول **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے ''**مکتبۃ المدینہ**'' سے طبع ہو کر عوام وخواص میں مقبول ہوچکی ہے۔ پہلی جلد کے ترجمہ کو قبلہ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ، پاک و ہند کے کثیر مفتیانِ عظام اور علما و مشائخ کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی، دینی مدارس کے طلبا، نگران واراکین مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی) اور مبلغین اسلامی بھائیوں نے خوب سراہا اور بارہا اس

[1]......الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ المؤلف، خاتمہ، ج۱، ص۲۷، مفہوماً۔

[2]......صفۃ الصفوۃ، وھیب بن الورد، ج۱، الجزء الثانی، ص۱۴۹۔

[3]......رسالۃ المذاکرۃ مع الاخوان المحبین من اھل الخیر والدین (مترجم)، ص۴۳۔

کتاب کو پڑھنے اور خرید کر دوسرے اسلامی بھائیوں تک پہنچانے کی ترغیب دلائی۔ حضرت سیدنا علامہ ابن حجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کتاب میں گناہوں کی اقسام بالتفصیل بیان فرمائی ہیں۔ پہلی جلد میں **240** گناہوں کا تذکرہ ہے جن میں سے **67** باطنی اور **173** ظاہری گناہ ہیں اور دوسری جلد میں **227** ظاہری گناہوں کا تذکرہ ہے۔

''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' کے عظیم الشان جذبہ کے تحت **دعوتِ اسلامی** کی خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس ''مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ'' کے **شعبہ تراجم کتب** (عربی سے اردو) کے مَدَنی علما کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دوسری جلد کے ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ جنہوں نے اس ترجمہ کو آپ تک پہنچانے کے لئے مسلسل کاوش اور انتھک کوشش کی ہے۔ کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً **ربِّ رحیم** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **محبوب کریم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی عنایتوں اور شیخ طریقت وشریعت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔

المدینۃ العلمیہ اور الزواجر عن اقتراف الکبائر

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ سے کسی بھی عربی کتاب کا ترجمہ کم وبیش 16 مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔ جن میں تخریج، ترجمہ، آیات مبارکہ اور ان کے ترجمہ کا تقابل، فارمیٹنگ، پروف ریڈنگ، تفتیش تخریج، مفید و ناگزیر حواشی، شرعی تفتیش اور مشکل الفاظ کی تسہیل اور ان پر اعراب، فائنل پروف ریڈنگ وغیرہ ایسے کٹھن مراحل شامل ہیں۔ زیرِ نظر ترجمہ بنام **''جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد ۲)''** پر مذکورہ مراحل کے ساتھ ساتھ درج ذیل امور کا بھی التزام کیا گیا ہے:

{1}......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت پہنچے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

{2}......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

{3}......روایت کے مضمون ومفہوم کے پیشِ نظر ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

{4}......آیات مبارکہ کا ترجمہ امامِ اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے

ترجمۂ قرآن ''**کنزالایمان**'' سے درج کیا گیا ہے۔

{5}......احادیث کریمہ کی تخریج اصل ماخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور باقی حوالہ جات میں جو کتب دستیاب ہوسکیں ان سے تخریج کی گئی ہے۔

{6}......کتاب کم وبیش 2244 حوالہ جات سے مزین وآراستہ ہے۔

{7}......علاماتِ ترقیم (رموزِاوقاف) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

{8}......ترجمہ میں حتَّی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اسلامی بھائی اس کتاب سے فائدہ اٹھاسکیں۔

{9}......اگر کہیں مشکل اور غیر معروف الفاظ ضروری تھے تو ان پر اعراب لگا کر ہلالین میں معانی ومطالب لکھ دیئے ہیں۔

{10}......احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے وقت اکابر مترجمین اہلسنّت کے اردو تراجم سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔

{11}......بطورِ وضاحت یا احناف کا مؤقف بیان کرنے کے لئے حواشی بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

{12}......ماٰخذ ومراجع کی فہرست کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کتاب کو پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص علمائے کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو تحفہ میں پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ نیز ہمیں ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِمِ کتب

(مجلس المدینۃ العلمیۃ)

کِتَابُ النِّکَاح

کبیرہ نمبر241: شادی نہ کرنا

اس گناہ کے کبیرہ ہونے کے متعلق بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے واضح طور پر کلام فرمایا کیونکہ انہوں نے بیان فرمایا کہ لعنت بھی کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے اور اِمَامُ الْحَرَمَیْن نے نکاح کے باب میں ذکر کیا ہے کہ،

﴿1﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے نکاح نہ کرنے والے پر اپنے اس فرمان سے لعنت فرمائی: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شادی نہ کرنے والے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو کہتے ہیں کہ ''ہم شادی نہیں کریں گے۔'' اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو اس طرح کہتی ہیں۔ [1]

لیکن یہ ہمارے اُصولوں کے مطابق نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نکاح نذر کے ساتھ ہی واجب ہوتا ہے اور جنہوں نے بعض حالات میں نکاح کو واجب قرار دیا مثلاً اگر نکاح نہ کرے تو زنا وغیرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو نکاح نہ کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بعید نہیں بشرطیکہ وہ مہر اور شادی کے اخراجات پر قادر ہو اور شادی نہ کرنے کی وجہ سے اسے زنا وغیرہ میں پڑنے کا خوف یا گمان ہو تو اس صورت میں نکاح نہ کرنے میں بہت خرابیاں ہیں لہٰذا اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جائے گا۔

---

[1] ......فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام، الحدیث۵۴۸۸، ج۲، ص۲۳۱۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث:۷۸۹۶، ج۳، ص۱۳۹۔

کبیرہ نمبر242: اجنبی عورت کو شہوت سے دیکھنا

(جبکہ گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر243: اجنبی عورت کو شہوت سے چھونا

(جبکہ گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر244: اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا

(جبکہ ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا محرم نہ ہو جس سے وہ شرم وحیا کریں اگرچہ عورت ہی ہو اور نہ ہی اجنبی عورت کا شوہر ہو)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''ابنِ آدم پر زنا کا جو حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اسے ضرور پائے گا، آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (حرام) سننا ہے، زبان کا زنا بولنا (یعنی فحش کلامی کرنا) ہے، ہاتھوں کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور دل زنا کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''[۱]

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے، پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ دینا ہے۔''[۲]

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق نشان ہے: ''آنکھیں زنا کرتی ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔''[۳]

﴿4﴾......حضور نبیٔ رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔''[۴]

......صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم ۔۔الخ، الحدیث:۶۷۵۴، ص۱۱۴۱۔

......سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی ما یؤمر بہ ۔۔الخ، الحدیث:۲۱۵۳، ص۱۳۸۱۔

......المسند للامام احمد حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث:۳۹۱۲، ج۲، ص۸۴۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۴۸۷، ج۲۰، ص۲۱۲۔

﴿5﴾......حضور نبی کریم ،رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:'' عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور کسی شخص کو مٹی اور سیاہ بدبودار کیچڑ میں لت پت خنزیر روندے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت کے کندھوں کے ساتھ ہوں جو اس کے لئے حلال نہیں۔''(۱)

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' تم یا تو اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے یا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔''(۲)

﴿7﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:'' اے علی! بے شک جنت میں تیرے لئے خزانہ ہے اور تو اس کی دوقرنوں والا ہے(۳) ایک بار نظر پڑ جائے تو دوسری بار نہ دیکھ کیونکہ تجھے پہلی نظر معاف ہے دوسری معاف نہیں۔''(۴)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عبد**اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:'' نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، جس نے میرے خوف سے اسے ترک کیا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔''(۵)

﴿9﴾......تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جس مسلمان کی کسی عورت کے حسن پر نظر پڑے پھر وہ اپنی نگاہیں جھکا لے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی

---

(۱)......المعجم الکبیر ،الحدیث: ۷۸۳۰،ج۸،ص۲۰۵۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۴۰، ج۸، ص۲۰۸۔

(۳)......یعنی حضرت سیِّدُنا ذوالقرنین سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی دوطرفوں کے مالک اور اس کے تمام اطراف میں چلنے والے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں منقول ہے کہ زمین میں سفر کرنے اور ان کی حکومت مشرق ومغرب کے کناروں تک پہنچنے کی وجہ سے انہیں یہ نام دیا گیا۔ازمصنف

(۴)......المصنف لابن أبی شیبة ،کتاب الفضائل ،باب فضائل علی بن ابی طالب ،الحدیث:۲،ج۷،ص۴۹۸۔

(۵)......المعجم الکبیر ،الحدیث: ۱۰۳۶۲،ج۱۰،ص۱۷۳۔

میٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر یہ حدیث صحیح ہوتو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی نظر بلاقصد غیرمحرم پر پڑے پس وہ احتیاط کرتے ہوئے اپنی نگاہ پھیر لے۔'' (۲)

﴾10﴿......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بروزِ قیامت ہر آنکھ رو رہی ہوگی سوائے اس آنکھ کے...... جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں (کو دیکھنے) سے بند رہی......جس نے راہِ خدا میں جاگ کر رات گزاری اور......جس آنکھ سے خوفِ خدا سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا۔'' (۳)

﴾11﴿......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی آنکھیں جہنم کو نہیں دیکھیں گی: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پہرہ دینے والی آنکھ (۲)......خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ اور (۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے باز رہنے والی آنکھ۔'' (۴)

﴾12﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم مجھے اپنی چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱)......جب بات کرو تو سچ بولو (۲)......جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳)......جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (۴)......اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵)......اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶)......اپنے ہاتھوں کو (حرام سے) روکو۔'' (۵)

﴾13﴿......حضرت سیِّدُنا جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اچانک پڑنے والی نظر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی نگاہ پھیر لو۔'' (۶)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث أبی أمامۃ الباھلی، الحدیث:۲۲۳۴۱، ج۸، ص۲۹۹۔
شعب الایمان للبیھقی ، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث:۵۴۳۱، ج۴، ص۳۶۶۔

(۲)......شعب الایمان للبیھقی،باب فی تحریم الفروج،تحت الحدیث:۵۴۳۱، ج۴، ص۳۶۶۔

(۳)......حلیۃ الاولیاء ،الرقم:۲۳۱ صفوان بن سلیم ،الحدیث:۳۶۶۲، ج۳، ص۱۹۰۔

(۴)......المعجم الکبیر ، الحدیث:۱۰۰۳، ج۱۹، ص۴۱۶، ''کفت'' بدلہ ''غضت''۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبادۃ بن الصامت ،الحدیث:۲۲۸۲۱، ج۸، ص۴۱۲۔

(۶)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث جریر بن عبد اللّٰہ ،الحدیث:۱۹۲۱۸، ج۷، ص۶۳۔

﴿14﴾……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ہر صبح دو فرشتے ندا کرتے ہیں: ''افسوس! مردوں کے لئے عورتوں کے سبب اور عورتوں کے لئے مردوں کے سبب بربادی ہے۔'' (۱)

﴿15﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے۔'' (۲)

﴿16﴾……سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔'' تو ایک انصاری نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حَمْو کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟''(۳) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حَمْو (۴) تو موت ہے۔'' (۵)

حضرت سیِّدُنا ابو عبید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''یعنی بندے کے لئے اس فعل سے مر جانا بہتر ہے۔ جب شوہر کے باپ کے متعلق اتنی سخت وعید ہے حالانکہ وہ محرم ہے تو اجنبی کا معاملہ کتنا سخت ہوگا۔'' (۶)

---

(۱)……سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب فتنة النساء، الحديث: ۳۹۹۹، ص۲۷۱۷۔

(۲)……العجم الكبير، الحديث: ۱۱۴۶۲، ج۱۱، ص۱۵۳۔

(۳)……حَمْو شوہر یا بیوی کے باپ کو یا مطلقاً رشتہ دار کو کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق صرف شوہر کے باپ کو کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے اور ایک قول کے مطابق صرف بیوی کے باپ کو کہتے ہیں۔ از مصنف

(۴)……مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد 5، صفحہ 14 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''بھاوج کا دَیْوَر (سے) بے پردہ ہونا موت کی طرح باعثِ ہلاکت ہے یہاں (صاحبِ) مرقات نے فرمایا کہ حَمْو سے مراد صرف دیور یعنی خاوند کا بھائی ہی نہیں بلکہ خاوند کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے جیسے خاوند کا چچا، ماموں، پھوپھا وغیرہ۔ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی اور اس کی بھتیجی، بھانجی وغیرہ سب کا بھی یہ ہی حکم ہے۔ خیال رہے کہ دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادۃً بھاوج دیور سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس سے دل لگی، مذاق بھی کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اجنبیہ غیر محرم سے مذاق دل لگی کس قدر فتنہ کا باعث ہے، اب بھی زیادہ فتنہ دیور، بھاوج اور سالی، بہنوئی میں دیکھے جاتے ہیں۔''

(۵)……صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب لا يخلون رجل بامرأة……الخ، الحديث: ۵۲۳۲، ص۴۵۲۔

(۶)……شعب الايمان للبيهقی، باب فی تحريم الفروج، تحت الحديث: ۵۴۳۷، ج۴، ص۳۶۸۔

تنبیہ:

مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا موقِف ہے گویا انہوں نے پہلی اور دوسری حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، لیکن شیخین (یعنی امام نووی و امام رافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا) وغیرہ نے فرمایا ہے کہ زنا کی طرف لے جانے والے امور کبیرہ گناہ نہیں اور ان دونوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ شیخین کے قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب شہوت اور فتنے کا خوف نہ ہو۔ اور دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے قول کو اس پر محمول کیا جائے کہ جب یہ دونوں چیزیں پائی جائیں۔ اسی وجہ سے میں نے پہلے موقِف کو ان دونوں (یعنی شہوت اور فتنے کے خوف) کے ساتھ مقید کیا۔ یہاں تک کہ انہیں کبیرہ گناہ قرار نہ دینے کی کوئی واضح دلیل پائی جائے اور ان دونوں کے نہ پائے جانے کے باوجود اسے کبیرہ گناہ قرار دینا انتہائی بعید از قیاس ہے۔

{......مدنی انقلاب......}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللّٰه و رسول عَزَّوَجَلَّ وصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے "**دعوتِ اسلامی**" کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے "**مدنی انعامات**" نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر "**مدنی انقلاب**" برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللّٰه کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں ۔۔۔ اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو!

کبیرہ نمبر245: اَمْرَد کو دیکھنا (جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر246: اَمْرَد کو چُھونا (جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

کبیرہ نمبر247: اَمْرَد کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا (جبکہ شہوت اور فتنے کا خوف ہو)

ان تین کو بھی سابقہ تینوں گناہوں کے طریقہ پر مبنی ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے کیونکہ امرد گناہ میں مبتلا ہونے کا بڑا سبب ہے۔ زنا، لواطت اور اسی طرح ان کے مقدمات کو علیحدہ علیحدہ کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرات شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے قول کو برقرار رکھا جس میں انہوں نے کچھ گناہوں کو صغیرہ قرار دیا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجنبیہ اور امرد کی طرف دیکھنا جائز نہیں اور حضرت سیِّدُ نا ابوحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ھ) وغیرہ نے مطلق فرمایا ہے کہ ''بغیر حاجت کے شہوت کے ساتھ قصداً دیکھنا فسق ہے اور دیکھنے والے کی گواہی مردود ہے۔ اسی طرح اگر بغیر شہوت کے فضول نظر ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''اس مؤقف کو اختیار کیا گیا ہے کہ جب اس کی نیکیاں زیادہ ہوں تو صرف اس عمل سے فاسق نہ ہوگا جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پس یہ کبیرہ گناہ نہیں جو بندے کا عادل ہونا ختم کر دے۔ ہاں! اگر فتنے کا خوف ہو پھر نظر ڈالے تو اس صورت میں اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے۔''

یہ آخری قول میرے مؤقف کے مطابق ہے اور میں نے یہاں دونوں اقوال، جن میں سے ایک میں اسے کبیرہ اور دوسرے میں غیر کبیرہ قرار دیا گیا تھا، میں تطبیق دی ہے۔ پس اس میں غور کرو کیونکہ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ میں نے ان گناہوں کو اور گزشتہ گناہوں کو شہوت اور فتنہ کے خوف کے ساتھ مقید کیا تا کہ یہ چھ گناہ، کبیرہ گناہوں کے قریب ہو جائیں، یہ قید لگانے کی وجہ یہ نہیں کہ حرمت اس کے ساتھ مقید ہے اور اصح قول یہ ہے کہ حتی الامکان فساد کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے عورت اور امرد کے ساتھ یہ افعال کرنا بغیر شہوت کے بھی حرام ہے اگرچہ فتنہ سے امن میں ہو۔ کیونکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہونے کے باوجود اگر دیکھنا جائز ہو تب بھی یہ برائی اور فساد کی طرف لے جاتا ہے۔ پس شریعت کی خوبیوں کے

لائق یہی ہے کہ ان تمام احوال سے اِعراض کیا جائے اور فتنہ کے دروازے کو اور اس کی طرف لے جانے والی چیزوں کو مطلقاً بند کر دیا جائے۔اسی وجہ سے ہمارے ائمّہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے عورت کے ناخنوں کے تَراشوں خواہ ہاتھ سے جدا ہوں یا ہاتھ کے ساتھ، کی طرف دیکھنا حرام قرار دیا ہے[1] اس پر بنا کرتے ہوئے کہ اصح قول کے مطابق عورت کے ہاتھوں اور چہرے کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ عورت کا ستر ہے خواہ لونڈی ہی ہو اگرچہ یہ دونوں (یعنی ہاتھ اور چہرہ) نماز میں آزاد عورت کا ستر نہیں۔اسی طرح عورت سے جدا ہونے والی باقی چیزوں کو دیکھنا بھی حرام ہے کیونکہ کبھی بعض کا دیکھنا کُل کے دیکھنے کی طرف لے جاتا ہے، پس دیکھنا مطلقاً حرام ہونا ہی بہتر ہے۔جس طرح مرد پر عورت کی بیان کردہ چیزوں کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت پر بھی حرام ہے کہ وہ مرد کی ان چیزوں کو دیکھے اگرچہ شہوت اور فتنے کا خوف نہ ہو۔اگر مرد اور عورت دونوں نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے محرم ہوں تو ناف سے لے کر گھٹنے تک کے علاوہ کی طرف دیکھنا اور آپس میں تنہائی اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ یہاں فساد کا گمان نہیں۔[2]

اسی طرح وہ مرد بھی عورت کو دیکھ سکتا ہے جس کا آلۂ تناسل ڈھیلا پڑ جائے کہ اس میں کچھ طاقت باقی نہ رہے اور نہ ہی شہوت اور عورتوں کی طرف میلان باقی رہے۔اسی طرح اگر مرد کسی عورت کا غلام ہو اور یہ دونوں قابلِ اعتماد اور عادل ہوں تو وہ بھی اسے دیکھ سکتا ہے۔لیکن دونوں کا صرف زنا سے پاک دامن ہونا کافی نہیں بلکہ دونوں میں عدالت کی صفت کا ہونا ضروری ہے۔

انتہائی بوڑھا، مریض، عنین (یعنی جو جماع پر قادر نہ ہو) خصی (یعنی جس کے خصیے کوٹ یا نکال دیئے جائیں) اور مجبوب (یعنی جس کا آلۂ تناسل کاٹ دیا جائے) اس طرح نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک پر عورت کی طرف دیکھنا اور عورت پر ان کی طرف دیکھنا صحیح سالم مرد و عورت کی طرح حرام ہے۔

---

[1]......**احناف کے نزدیک:** ''عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے۔'' (بہارشریعت، ج۳،حصہ۱۶،ص۴۴۹)

[2]......**احناف کے نزدیک:** ''جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔'' (بہارشریعت،حصہ۱۶،ص۸۷)

مراہق، ذمیہ اورزانیہ فاسقہ سے پردے کا حکم:

مُرَاہِق (یعنی قَرِیْبُ الْبُلُوْغ) لڑکے یا لڑکی کا ولی انہیں ہر اس کام سے روکے جس سے بالغ یا بالغہ کو روکا جاتا ہے اور عورتوں پر قَرِیْبُ الْبُلُوْغ لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ مسلمان عورت پر واجب ہے کہ ذمی عورت سے پردہ کرے تاکہ وہ کسی فاسق یا کافر کو اس کے اوصاف بیان نہ کرے جس کی وجہ سے وہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائے۔ اور زانیہ فاسقہ بھی ذمی عورت کے حکم میں ہے، لہٰذا پاک دامن عورت کا اس سے بچنا ضروری ہے تاکہ وہ اسے اپنی بری عادات کی طرف نہ لے جائے۔

البتہ! علاج معالجہ، گواہی، تعلیم، بیع یا اس طرح کی کسی چیز کی عورت کو حاجت ہو تو بقدرِ ضرورت اس کو دیکھنا جائز ہے۔ کتبِ فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے [1]۔

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا ابوحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ ھ) سے جو کلام نقل کیا ہے وہ ذکر کردہ 6

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397 صفحات پر مشتمل کتاب: ''**پردے کے بارے میں سوال جواب**'' صَفْحَہ 36 پر شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں: اگر طبیبہ (لیڈی ڈاکٹر) مُیَسَّر نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں اجازت ہے۔ اِس بارے میں صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اجنبی عورت** کی طرف نظر کرنے میں ضَرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ **عورت بیمار** ہے، اس کے علاج میں **بعض اَعضاء** کی طرف نظر کرنے کی ضَرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چُھونا پڑتا ہے مَثَلاً **نبض** دیکھنے میں ہاتھ چُھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں **وَرَم** کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ **پھوڑا** ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اِس صورت میں مَوضَعِ مرض (یعنی مرض کی جگہ) کی طرف نظر کرنا یا اِس ضَرورت میں بقدرِ ضَرورت اس جگہ کو چُھونا جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے (کہ) کوئی **عورت علاج** کرنے والی نہ ہو۔ ورنہ چاہیے یہ کہ **عورتوں کو بھی علاج** کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مَواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے وَرَم کو دیکھ سکتی ہیں۔ جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضَرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضَرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضَروری ہے کہ صِرف اُتنا ہی حصّۂ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضَرورت ہے باقی حصّۂ بدن کو اچّھی طرح **چھپا** دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ اگر دیکھنے سے کام چل سکتا ہے تو چُھونے کی شرعاً اجازت نہیں۔ یاد رہے! چھونا دیکھنے سے زیادہ سخت ہے۔

کبیرہ گناہوں کی تصریح کرتا ہے۔پس انہوں نے فرمایا:''حضرات شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے قول کو برقرار رکھا جس میں انہوں نے کچھ گناہوں کو صغیرہ قرار دیا مگران کی یہ بات محلِ نظر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجنبیہ اور امرد کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔اوراس میں بھی غور وفکر کی ضرورت ہے پس حضرت سیِّدُ نا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۰ھ) وغیرہ نے مطلق فرمایا ہے کہ''بغیر حاجت کے شہوت کے ساتھ قصداً دیکھنا فسق ہے اور دیکھنے والے کی گواہی مردود ہے۔اسی طرح اگر بغیر شہوت کے فضول نظر ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔''امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں:''علمانے اس مؤقف کو اختیار کیا ہے کہ جب اس کی نیکیاں زیادہ ہوں تو صرف اس عمل سے فاسق نہ ہوگا جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔یہ اس درجے کا کبیرہ گناہ نہیں جو عدالت [1] سے نکال دیتا ہے۔ہاں!اگر فتنے کا خوف ہو پھر نظر ڈالے تو اس صورت میں اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے۔''

میں نے بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے میرے ذکر کردہ مؤقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:''عورت اور امرد کی طرف شہوت سے دیکھنا زنا ہے کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ،

﴿1﴾......''آنکھوں کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور نفس (زنا کی) تمنا اور خواہش کرتا ہے۔'' [۲]

اسی لئے صالحین نے امردوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کو دیکھنے، ان سے خلط ملط ہونے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بچنے کے متعلق مبالغہ فرمایا۔حضرت سیِّدُ ناحسن بن ذکوان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا:''امیروں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری عورتوں کی صورتوں جیسی ہوتی ہیں اور وہ عورتوں سے بڑھ کر فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔''

ایک تابعی فرماتے ہیں:''میں نوجوان سالک (یعنی عابد وزاہد نوجوان) کے ساتھ بے ریش لڑکے کے بیٹھنے کو سات درندوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔'' مزید فرماتے:''کوئی شخص ایک مکان میں کسی امرد کے ساتھ تنہا رات نہ

......عدالت کا لغوی معنی استقامت ہے اور شرعی معنی راہِ حق پر استقامت اور ممنوع باتوں سے بچنا ہے۔ (التعریفات۱۰۵)

......صحیح مسلم ، کتاب القدر ، باب قدر علی ابن ادم......الخ ، الحدیث۶۷۵۳، ۶۷۵۴، ص۱۱۴۰، ۱۱۴۱۔

گزارے۔''

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے گھر، دُکان یا حمام میں امرد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا کیونکہ،

﴿2﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''[1]

جو امرد عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے اس میں فتنہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے عورتوں کی نسبت زیادہ برائی کا امکان ہوتا ہے اور اس کے حق میں عورتوں کی نسبت شک اور شر کے ایسے طریقے آسان ہیں جو عورت کے حق میں آسان نہیں لہٰذا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہونا چاہئے۔ ان سے بچنے اور نفرت کرنے کے بارے میں اسلاف کے بے شمار اقوال ہیں اور وہ انہیں اَنتان (یعنی بدبودار) کہتے تھے کیونکہ ان سے شرعی طور پر نفرت کی گئی ہے۔ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس سب میں یہی حکم ہے خواہ اچھی نیت سے ہی دیکھا جائے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) ایک حمام میں داخل ہوئے۔ آپ کے پاس ایک خوبصورت لڑکا آیا تو ارشاد فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کر دو کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان جبکہ ہر امرد کے ساتھ 17 شیاطین دیکھتا ہوں۔''

ایک شخص حضرت سیِّدُنا امام احمد حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے دریافت فرمایا: ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یہ میرا بھانجا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''آئندہ اسے لے کر میرے پاس نہ آنا اور اسے ساتھ لے کر راستے میں نہ چلا کرنا تاکہ اسے اور تمہیں نہ جاننے والے بدگمانی نہ کریں۔''

﴿3﴾……جب قبیلہ عبد القیس کا وفد اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنی

[1] ……المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۳۰، ج۸، ص۲۰۵۔
جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، الحدیث: ۲۱۷۲، ص۱۸۶۹۔

پشت مبارک کے پیچھے بٹھا دیا اور ارشاد فرمایا: ''حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی آزمائش بھی نظر سے ہوئی۔''[1]

کہتے ہیں: ''نظر زنا کی ڈاک ہے۔'' اور سابقہ حدیثِ پاک بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ ''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔''[2]

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر248: غیبت کرنا

کبیرہ نمبر249: اس پر خاموش اور رضا مند رہنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۱۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(۱۲)

(پ۲۶، الحجرات:۱۱،۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہ ہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

آیاتِ مقدّسہ کی مختصر وضاحت

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ

''سُخْرِیّۃ'' سے مراد یہ ہے کہ جس سے مزاح کیا جائے اس کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس حکم خداوندی

[1]......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة الحادية عشرة، ص۶۴۔

[2]......المعجم الكبير، الحديث: ۱۰۳۶۲، ج۱۰، ص۱۷۳۔

کا مقصد یہ ہے کہ کسی کوحقیر نہ سمجھو، ہوسکتا ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تم سے بہتر، افضل اور زیادہ مقرب ہو۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کتنے ہی پریشان حال، پراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں کہ جن کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ضرور اسے پورا فرما دے۔''(۱)

ابلیسِ لعین نے حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حقیر جانا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہمیشہ کے خسارے میں مبتلا کر دیا اور حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمیشہ کی عزت کے ساتھ کامیاب ہوگئے۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور اس میں احتمال ہے کہ عَسٰی، یَصِیْرُ کے معنی میں ہو یعنی کسی دوسرے کوحقیر نہ جان کیونکہ جب کبھی وہ عزت والا ہوجائے گا اور تو ذلیل ہوجائے گا تو پھر وہ تجھ سے انتقام لے گا۔

لَا تُھِیْنُ الْفَقِیْرَ عَلَّکَ اَنْ   تَرْکَعَ یَوْمًا وَالدَّھْرُ قَدْ رَفَعَہٗ

ترجمہ:......فقیر کی توہین نہ کر شاید تو کسی دن فقیر ہوجائے اور زمانے کا مالک اسے امیر کر دے۔

وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ

یعنی تم ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور لَمز (یعنی اشارہ) قول کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے بھی، جبکہ ھَمز صرف قول کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:''ھَمز آنکھ، منہ اور ہاتھ سے ہوتا ہے جبکہ لَمز صرف زبان سے ہوتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا لیث رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ''لُمَزَۃ سے مراد وہ ہے جو تیری موجودگی میں تجھ پر عیب لگائے اور ھُمَزَۃ سے مراد وہ ہے کہ جو تیری عدم موجودگی میں تجھ پر عیب لگائے۔'' حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد (متوفی ۱۰۴ھ) کا اس آیتِ مبارکہ'' وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ﴿۱﴾ (پ۳۰، الھمزۃ:۱) ترجمۂ کنزالایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔'' کے تحت فرماتے ہیں کہ''ھُمَزۃ سے مراد لوگوں میں عیب لگانے والا ہے اور لُمَزۃ سے مراد وہ ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) ہے۔''

نَبز سے مراد پھینکنا ہے اور لقب سے مراد وہ نام ہے جو مُسمّٰی کی بلندی یا پستی کا شعور دلائے یعنی ایک دوسرے

......جامع الترمذی ،ابواب المناقب ،باب مناقب البراء بن مالک ،الحدیث۳۸۵۴،ص۲۰۴۷،بتغیرٍ۔

کے برے نام نہ رکھو یعنی اس طرح نام نہ رکھو کہ انسان کو اس کے اصل نام کے علاوہ نام سے پکارا جائے یا جیسے اے منافق، اے فاسق کہنا حالانکہ وہ اپنے فسق سے توبہ کر چکا ہو۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں **سُخْرِیَّة** کو **لَمز** اور **نَبز** سے اس لئے مقدّم کیا گیا کہ یہ ان دونوں سے زیادہ اذیت ناک ہے کیونکہ اس میں کسی شخص کی اس کی موجودگی میں حقارت اور توہین کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور **لَـمز** سے مراد انسان کے اندر موجود عیب کا اظہار کرنا ہے اور یہ پہلے سے کم ہے۔ اس کے بعد **نَبز** یعنی برے لقب سے پکارنا۔ یہ ان دونوں کے مقابلے میں کم ہے کیونکہ اس کے معنی کا لقب کے مطابق ہونا ضروری نہیں کہ کبھی اچھے کو برا اور برے کو اچھا نام دے دیا جاتا ہے۔ گویا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرما رہا ہے: ''تکبر نہ کرو کہ اپنے بھائیوں کو اس قدر حقیر سمجھنے لگو کہ ان کی طرف بالکل توجہ ہی نہ دو اور اسی طرح ان کے مرتبے کو کم کرنے کے لئے انہیں عیب مت لگاؤ اور ان کو ایسے ناموں سے نہ پکارو جنہیں وہ ناپسند کرتے ہوں۔''

''**اَنْفُسَکُم**'' سے ایک دقیق نکتہ پر خبردار فرمایا گیا ہے جس کو سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ''تمام مؤمنین ایک بدن کے قائم مقام ہیں کہ جب اس کے بعض حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

{شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اخوت اس کو کہتے ہیں چُبھے کانٹا جو کابل میں — تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے }

پس اس اعتبار سے جس نے کسی دوسرے کو عیب لگایا تو حقیقت میں اس نے اپنے آپ کو عیب لگایا۔ نیز جب یہ کسی کو عیب لگائے گا تو وہ بھی اسے عیب لگا سکتا ہے۔ گویا یہ ایسا شخص ہے جو خود اپنے آپ کو عیب لگاتا ہے اور درج ذیل حدیثِ پاک کی وعید کے تحت آجاتا ہے کہ،

﴿2﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی اپنے باپ کو ہرگز گالی نہ دے۔'' صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کوئی شخص اپنے باپ کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ کسی شخص کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے گا۔'' (1)

(1)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر وأکبرھا، الحدیث۲۶۳، ص۶۹۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔

نیز اس فرمانِ باری تعالیٰ کی وعید کے تحت آجاتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ (پ۵،النسآء:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۔

تَلْمِزُوْۤا اور تَنَابَزُوْا کے دونوں صیغے ایک دوسرے کے برعکس ہیں کیونکہ بعض اوقات مَلْمُوْز (یعنی جس پر عیب لگایا جاتا ہے) اسی وقت اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ عیب لگانے والے کو عیب لگائے، لہٰذا اسے عیب لگانے والے کے احوال کی جستجو کی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے بعض عیوب پر آگاہ ہوجائے، مگر نبز کا معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ جس کو ناپسندیدہ لقب دیا جائے وہ دوسرے کو بھی اسی وقت ایسا لقب دینے پر قادر ہوتا ہے، پس دونوں طرف سے یہ فعل واقع ہوسکتا ہے۔

"بِئْسَ الِاسْمُ" کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان تینوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کیا وہ فسق کے نام کا مستحق ہو گیا اور یہ انتہائی خامی ہے حالانکہ پہلے وہ کامل الایمان تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے ساتھ سخت وعید ملا دی اور فرمایا: "وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾"

یہ شدید وعید ان تینوں میں سے ہر ایک گناہ کے بڑے ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گمانوں سے بچنے کا حکم دیا اور اس کی وجہ بیان فرمائی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

بدگمانی کی تعریف:[۱]

بدگمانی یہ ہے کہ "کسی کے بارے میں یقینی خبر کے بغیر اس کے کسی برائی میں مبتلا ہونے کا تجھے گمان ہو اور تیرا دل اس پر پختہ ہو یا بغیر شرعی دلیل کے تو زبان سے اسے بیان کردے۔"

﴿3﴾......اسی وجہ سے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بدگمانی سے بچو! کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔"[۲]

اپنے معاملے کا یقینی علم رکھنے والا عقلمند دوسرے میں موجود یقینی عیب جاننے کے باوجود بہت کم ہی بدگمانی

---

[۱]......بدگمانی کے متعلق تفصیلی معلومات اور شرعی احکام کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 57 صفحات پر مشتمل کتاب "**بدگمانی**" کا مطالعہ فرمایئے۔

[۲]......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینھی عن التحاسد والتدابر، الحدیث:۶۰۶۶، ص۵۱۲۔

کرتا ہے کیونکہ کوئی شئے کبھی ظاہراً تو صحیح ہوتی ہے مگر باطناً صحیح نہیں ہوتی اور کبھی معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، پس وہ اس وقت گمان پر بھروسا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

ظن کی اقسام:

(۱)......ہر گمان گناہ نہیں بلکہ بعض تو واجب ہوتے ہیں جیسے دلائلِ شرعیہ پر مرتَّب ہونے والے فروعی (یعنی دلیل سے ثابت جزوی) مسائل میں مجتہدین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے گمان، لہٰذا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲)......بعض مستحب ہوتے ہیں جیسا کہ،

﴿4﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مومن کے بارے میں اچھا گمان رکھو۔'' (۱)

(۳)......بعض مباح ہوتے ہیں۔

(۴)......اور بعض گمان حزم کہلاتے ہیں (یعنی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا اور عقل مند لوگوں کے مشورے پر عمل کرنا) اور اسی سے متعلق حدیثِ پاک ہے۔ چنانچہ،

﴿5﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بے شک بدگمانی حزم سے ہے۔'' (۲)

یعنی وہم کرنے والا حقیقت میں کسی کام پر قادر بھی ہوتا ہے جیسے وہ احتیاطاً کسی ایسے شخص کے معاملہ کو طول دے جس کے حال سے وہ بے خبر ہو یہاں تک کہ وہ اس سبب سے دوسرے سے تکلیف یا دھوکے میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو جائے، پس اس گمان کا نتیجہ کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا نہیں بلکہ برائی پہنچنے سے اپنی جان کو بچانے میں مبالغہ کرنا ہے۔

تَجَسُّس کا معنی ہے چھان بین کرنا اور **جاسوس** اسی سے نکلا ہے اور اس سے مراد لوگوں کے عیب تلاش کرنا ہے، جبکہ **تَحَسُّس** سے مراد احساس اور ادراک ہے اور اسی سے ظاہری اور باطنی حواس ہیں۔

قرآنِ کریم کی ایک شاذ قراءت میں **تَجَسُّس** کی بجائے **تَحَسُّس** ہے، ان کے معنی و مفہوم کے متعلق چند

......المعجم الکبیر، الحدیث۹ ۲۳، ج۲۳، ص۱۵۶۔

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب مُداراۃالناس، باب الحذرمن الناس......الخ، الحدیث:۱۱۴، ج۷، ص۵۳۹۔

اقوال مروی ہیں:

(۱)...... یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اوران دونوں کا معنی خبروں کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

(۲)...... دونوں مختلف ہیں، پہلے سے مرادظاہر کی چھان بین اوردوسرے سے مراد باطن کی چھان بین کرنا ہے۔

(۳)...... پہلے سے برائی اور دوسرے سے بھلائی مراد ہے۔حالانکہ یہ قول محلِ نظر ہے اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یہاں یہ مرادنہیں۔

(۴)...... پہلے سے مرادایک شخص سے کسی دوسرے کے متعلق پوچھنااوردوسرے سے مراد کسی سے اس کے اپنے متعلق پوچھنا ہے۔

اس کا معنی جو بھی ہو بہرحال آیتِ کریمہ میں لوگوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں پڑنے اوران کے متعلق بحث کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿6﴾...... حضور نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے:''نہ جاسوسی کرو،نہ حرص کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو،نہ ایک دوسرے سے بغض رکھواورنہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرواوراے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ جیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔''(۱)

﴿7﴾...... رسولِ اَکرم ،شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے وہ لوگو جوزبان سے تو ایمان لائے ہومگرتمہارے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! نہ تو مسلمانوں کی غیبت کرواورنہ ہی ان کے پوشیدہ عیب تلاش کروکیونکہ جومسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہرفرمادے گااور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہرفرمادے تو وہ اسے ذلیل ورسوا کردے گا اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہواہو۔''(۲)

﴿8﴾...... حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی:''ولید بن عقبہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جبکہ اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے بہہ رہے ہوتے ہیں؟''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد

---

(۱)......صحیح مسلم ،کتاب البر والصلة والادب ،باب تحریم الظن......الخ ،الحدیث:۶۵۳۹،۶۵۳۴،ص۱۱۲۷۔

(۲)......سنن ابی داود ،کتاب الادب ،باب فی الغیبة ، الحدیث:۴۸۸۰،ص۱۵۸۱۔

جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ،باب ما جاء فی تعظیم المؤمن ،الحدیث:۲۰۳۲،ص۱۸۵۵۔

فرمایا: ''ہمیں جاسوسی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر ہم پر کوئی چیز ظاہر ہوگی تو اس کے مطابق عمل کریں گے۔'' [1]

غیبت کا بیان:

''وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا'' یعنی تم میں سے کوئی کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ایسا عیب بیان نہ کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو، گزشتہ آیتِ مبارکہ کی وضاحت سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کسی کے منہ پر اس کا عیب بیان کرنا غیبت سے بڑھ کر اذیت ناک ہوتا ہے۔

﴿9﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' عرض کی گئی: ''جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا فرماتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔'' [2]

غیبت حرام ہونے کی حکمت:

کسی کی برائی بیان کرنے میں خواہ کوئی سچا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی غیبت کو حرام قرار دینے میں حکمت یہ ہے کہ مومن کی عزت کی حفاظت میں مبالغہ کرنا ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی حرمت اور اس کے حقوق کی بہت زیادہ تاکید ہے، نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی عزت کو گوشت اور خون کے ساتھ تشبیہ دے کر مزید پختہ و مؤکد کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مبالغہ کرتے ہوئے اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا اور ارشاد فرمایا: ''اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ'' [3] عزت کو گوشت سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ

---

[1] ......المستدرک، کتاب الحدود، باب النھی عن التجسس، الحدیث: ۸۱۹۰، ج۵، ص۵۳۸۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الغیبة، الحدیث: ۶۵۹۳، ص۱۱۳۰۔

[3] ......ترجمہ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

انسان کی بےعزتی کرنے سے وہ ایسی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جیسا کہ اس کا گوشت کاٹ کر کھانے سے اس کا بدن درد محسوس کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ عقل مند کے نزدیک اس کی عزت اس کے خون اور گوشت سے زیادہ قیمتی ہے۔ عقل مند انسان جس طرح لوگوں کا گوشت کھانا اچھا نہیں سمجھتا اسی طرح ان کی عزت پامال کرنا بدرجۂ اولیٰ اچھا تصور نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک تکلیف دِہ امر ہے اور پھر اپنے بھائی کا گوشت کھانے کی تاکید لگانے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بھائی کا گوشت کھانا تو دور کی بات ہے چبانا بھی ممکن نہیں ہوتا لیکن دُشمن کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ بعض اوقات انسان اپنے سخت دشمن کا گوشت بغیر کسی توقف کے کھا جاتا ہے۔

اعتراض: کسی کے سامنے اس کے عیب بیان کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے اسی وقت تکلیف ہوتی ہے جبکہ عدم موجودگی میں غیبت کرنے سے اسے اس کی اطلاع نہیں ہوتی جس کی غیبت کی گئی ہے۔

جواب: اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مَیْتًا کی قید سے یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی، اگرچہ یہ انتہائی پست اور برا فعل ہے۔ لیکن بالفرض اگر وہ مردہ جان لے تو اسے ضرور تکلیف ہو کیونکہ میت کو اگر اپنا گوشت کھانے کا احساس ہو جائے تو اسے بھی ضرور تکلیف ہوگی۔ اسی طرح کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان کرنا بھی حرام ہے کیونکہ جس کی غیبت کی گئی اگر اسے اطلاع ہو جائے تو اُسے بھی تکلیف ہوگی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ عزت جس طرح بندے کا اپنا حق ہے اس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی تاکیدی حق ہے۔ اب اگر بالفرض جس کی غیبت کی جائے اسے اطلاع ہونا ممکن نہیں تو پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کی رعایت کرنے اور لوگوں کو عزتوں پر ہاتھ ڈالنے سے روکنے اور غم کی وجوہات میں سے کسی وجہ میں پڑنے سے بچنے کے لئے یہ حرام ہی ہے۔ سوائے چند اسباب کے، کیونکہ وہاں ضرورت کا مقام ہے۔ پس ضرورت کی وجہ سے اس وقت غیبت مباح ہوگی۔ جیسا کہ آیتِ کریمہ نے "مَیْتًا" کا ذکر کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ مردار کا گوشت کھانا (جبکہ جان جانے کا خطرہ ہو تو) ضرورتاً جائز ہے یہاں تک کہ اگر مجبور شخص (جس کی جان جانے کا خطرہ ہو) مردار آدمی کے ساتھ مردار جانور پائے تو اس کے لئے مردار آدمی کھانا جائز نہیں مگر جب صرف مردار آدمی ہی پائے تو اسے کھا سکتا ہے۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''فَکَرِھْتُمُوْہُ'' کا تقدیرکلام یہ ہے کہ تم اس کھانے یا گوشت کو ناپسند کرتے ہو، لہٰذا ایسا کام نہ کرو جو اس کے مشابہ ہو اور حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد(متوفی ۱۰۴ھ) کا یہ قول اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب لوگوں سے کہا جائے: ''اَیُحِبُّ اَحَدُ کُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا یعنی کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے؟'' تو وہ کہیں گے: ''نہیں۔'' تو پھر ان سے کہا جائے: ''فَکَرِھْتُمُوْہُ یعنی تو تمہیں یہ گوارا نہ ہوگا۔'' یعنی جیسے تم یہ ناپسند کرتے ہو (کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو) اسی طرح اس کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا بھی چھوڑ دو۔

اور اَیُحِبُّ میں ہمزہ انکاری ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ ''تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا۔ پس جب تم اس کو ناپسند کرتے ہو تو پھر اس کی برائی بیان کرنے کو بھی ناپسند کرو۔''

ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ ''فَکَرِھْتُمُوْہُ'' کا معطوف علیہ محذوف ہے یعنی اصل عبارت یوں تھی کہ ''عُرِضَ عَلَیْکُمْ ذٰلِکَ فَکَرِھْتُمُوْہُ یعنی تمہیں پیش کیا جائے تو تم اسے ناپسند کرو گے۔''

اس آیتِ کریمہ میں ''فَکَرِھْتُمُوْہُ'' کی (ہٗ) ضمیر منصوب متصل کا مرجع میت ہو تو یہ بھی درست ہے تو اس صورت میں گویا کہ یہ اس کی صفت واقع ہوگی اور اس ڈراوے میں مبالغہ کا فائدہ دے گی یعنی مطلب یہ ہوگا کہ ''مردار اگرچہ انتہائی مجبوری کی حالت میں شاذونادر ہی کھایا جاتا ہے لیکن وہ بھی جب بدبودار ہوجائے تو پھر تو ہر کوئی اس سے نفرت کرتا ہے اور اس جگہ سے بھی دور بھاگتا ہے اور اس کے قریب تک پھٹکنے کی کوشش نہیں کرتا تو اسے کھانے کے لئے بھلا کیسے اس کے قریب جائے گا؟ غیبت کا بھی یہی حال ہے کہ اس سے اسی طرح دور رہنا واجب ہے جس طرح بدبودار مردار سے دور رہا جاتا ہے۔''

مذکورہ دونوں آیاتِ مبارکہ سے حاصل ہونے والے نتائج وفوائد میں غوروفکر کریں گے اور ان میں اپنی فکر کے احاطے کو وسعت دیں گے تو اس برائی سے اِنْ شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ محفوظ رہیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی کتاب کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح مزید غوروفکر کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر رحمت اور مہربانی فرماتے ہوئے ان دونوں آیتوں میں سے ہر ایک کو توبہ کے ساتھ ختم کیا۔ البتہ! پہلی آیتِ مبارکہ نہی کے صیغے سے شروع کی گئی اور دونوں کے قریب

ہونے کی وجہ سے نفی ''وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ'' پر ختم کی گئی اور دوسری آیتِ مبارکہ ''اجْتَنِبُوْا'' امر کے صیغے کے ساتھ اثبات سے شروع کی گئی اور ''اِنَّ اللّٰه'' پر ختم کی گئی اور صرف پہلی آیتِ مبارکہ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان ''وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ'' کے ساتھ سخت تنبیہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جو پہلی آیت طیبہ میں مذکور ہوا اس میں زیادہ برائی ہے۔ کیونکہ یہاں موجودگی میں مزاح یا اشاروں وغیرہ سے ایذا پہنچانا مراد ہے بخلاف دوسری آیتِ مبارکہ کے۔ کیونکہ یہ ایک مخفی امر ہے۔ گمان، تجسُّس اور غیبت میں سے ہر ایک پوشیدگی اور عدمِ علم کا تقاضا کرتا ہے۔

مندرجہ بالا آیاتِ مقدّسہ جن آداب، احکام، حکمتوں اور وعیدوں پر مشتمل ہیں، ان میں سے چند کا ذکر یہاں ختم ہوا کیونکہ ان کو نازل فرمانے والے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ مکمل طور پر کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ اب غیبت اور اس کے متعلقات کے بارے میں چند احادیثِ مبارکہ ذکر کی جائیں گی۔

احادیثِ مبارکہ میں غیبت کی مذمّت:

﴿10﴾...... حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر میں حرام ہے۔'' (پھر استفسار فرمایا:) ''کیا میں نے تمہیں (خدا عَزَّوَجَلَّ کا) پیغام پہنچا دیا؟'' (تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں۔'') [۱]

﴿11﴾...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے۔'' [۲]

﴿12﴾...... بزار شریف میں ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود سے بڑھ کر گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی بے عزتی کرے۔'' [۳]

﴿13﴾...... ابوداؤد شریف کے ایک نسخہ میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ

---

[۱] ......صحیح البخاری، کتاب الأضاحی، باب من قال:الأضحی یوم النحر، الحدیث:۵۵۵۰، ص۴۷۷۔

[۲] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث:۶۵۴۱، ص۱۱۲۷۔

[۳] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند سعید بن زید، الحدیث:۱۲۶۴، ج۴، ص۹۳۔

عالیشان ہے: ''بے شک کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' (۱)

﴿14﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سب سے کم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے اور سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (۲)

﴿15﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑا گناہ کون سا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنا ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (۳)

(پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

﴿16﴾......ابوداؤد شریف میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا ہے۔'' (۴)

﴿17﴾......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سود کی قباحت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: ''آدمی کو ملنے والا سود کا ایک درہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک 36 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور بے شک سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، الحدیث:۴۸۷۷، ص۱۵۸۱، "الرجل" بدله "المرء"۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت ـ الخ، باب الغیبة وذمها، الحدیث:۱۷۴، ج۷، ص۱۲۵۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۱۱، ج۵، ص۲۹۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، الحدیث:۴۸۷۶، ص۱۵۸۱۔

(۵)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث:۳۶، ج۴، ص۳۴۵۔

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود 72 گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سے ادنیٰ ترین اپنی ماں سے زنا کرنے کی طرح ہے اور بے شک سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (۱)

﴿19﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کے 70 سے زائد دروازے ہیں، ان میں سب سے کم یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور سود سے بڑھ کر گناہ اور خباثت مسلمان کی عزت وحرمت کو ختم کرنا ہے۔'' (۲)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''آپ کے لئے حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کی فلاں فلاں خوبیاں ہی کافی ہیں۔'' بعض راویوں نے کہا: ''یعنی ان کا پست قد ہونا۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھولا جائے تو اسے بھی بدبودار کردے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ''میں نے تو ایک انسان کی حکایت ہی بیان کی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں کسی انسان کی حکایت کو پسند نہیں کرتا خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔'' (۳)

﴿21﴾......حضرت سیِّدَتُنا سُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ''اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا صفیہ بنت حیی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کا اونٹ بیمار ہوگیا جبکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کے پاس ایک اونٹ زائد تھا تو **سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: ''ایک اونٹ انہیں دے دو۔'' اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا نے جواب دیا: ''میں اس بنت یہودی کو دے دوں۔'' تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم ان کی اس بات پر ناراض ہوگئے جس کے باعث ذوالحجہ، محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک ان سے کلام نہ کیا۔'' (۴)

......المعجم الاوسط ،الحدیث: ۷۱۵۱، ج۵، ص۲۲۷۔

......الدر المنثور، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ ۱۲، ج۷، ص۵۷۴۔

......سنن ابی داود ، کتاب الادب ، باب فی الغیبۃ ، الحدیث ۴۸۷۵، ص۱۵۸۱۔

......سنن ابی داود ، کتاب السنۃ ، باب ترک السلام علی أھل الأھواء ، الحدیث: ۴۶۰۲، ص۱۵۶۱۔

﴿22﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھی تھی، میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: ''یہ لمبے دامن والی ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِلْفَظِیْ اِلْفَظِیْ یعنی جو کچھ تیرے منہ میں ہے نکال پھینک۔'' تو میں نے منہ سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔'' (1)

﴿23﴾......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''جب تک میں اجازت نہ دوں تم میں سے کوئی شخص افطار نہ کرے۔'' لہٰذا لوگوں نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ہر آدمی آتا اور عرض کرتا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں پورا دن روزے سے رہا ہوں، لہٰذا مجھے افطار کرنے کی اجازت دیجئے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے اجازت عطا فرما دیتے یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور عرض گزار ہوا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے گھر والوں میں سے دو نوجوان لڑکیاں بھی ہیں جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہونے سے شرماتی ہیں، آپ انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرما دیجئے۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ دوبارہ آیا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چہرۂ انور پھیر لیا۔ وہ پھر آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے رُخِ انور پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں نے روزہ رکھا ہی نہیں اور اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو آج پورا دن لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) رہا ہو؟ جاؤ اور انہیں حکم دو کہ اگر واقعی انہوں نے روزہ رکھا ہے تو قے کریں۔'' وہ آدمی واپس چلا گیا اور جا کر انہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم سنایا۔ جب انہوں نے قے کی تو دونوں کی قے میں خون کا لوتھڑا نکلا۔ وہی شخص دوبارہ بارگاہِ مصطفٰی میں حاضر ہوا اور صورت حال بتائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (باذنِ پروردگار غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ دونوں اپنے پیٹوں میں اس کو باقی رکھتیں تو ان دونوں کو جہنم کی آگ کھا جاتی۔'' (2)

---

(1) ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت ـ الخ، باب تفسیر الغیبة، الحدیث: ۲۱۴، ج۷، ص۱۴۵ ـ

(2) ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث: ۳۱، ج۴، ص۳۴۰ ـ

﴿24﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ کسی غلام سے ان الفاظ میں مروی ہے: ''حضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: ''قے کرو۔'' تو اس نے خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا۔ پھر دوسری سے ارشاد فرمایا: ''تم بھی قے کرو۔'' تو اس نے بھی خون، پیپ اور تازے گوشت کی قے کی یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا۔ اس کے بعد آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک انہوں نے حلال چیزوں سے روزہ رکھا لیکن حرام چیزوں سے افطار کر دیا۔ ایک دوسری کے پاس جا بیٹھی اور پھر دونوں لوگوں کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) لگیں۔'' [1]

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ہم خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا تو لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کتنا عاجز یا کتنا کمزور ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اپنے رفیق کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔'' [2]

﴿26﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک آدمی کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس کے کھڑے ہونے سے اس کی کمزوری کو ملاحظہ فرمایا تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کتنا عاجز ہے!'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا اور اس کی غیبت کی۔'' [3]

﴿27﴾......لوگوں نے سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی: ''فلاں شخص خود نہیں کھا سکتا یہاں تک کہ کوئی اسے کھلائے اور نہ ہی چل سکتا ہے یہاں تک کہ کوئی اسے چلائے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے اس کی غیبت کی ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے تو وہ بات بیان کی ہے جو اس میں موجود ہے۔'' ارشاد فرمایا:

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث عبيد مولى النبی، الحديث٢٣٧١٤، ج٩، ص١٦٥۔

[2] ......مسند ابی يعلی الموصلی، مسند ابی هريرة، الحديث٦١٢٥، ج٥، ص٣٦٢۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحديث٤٥٨، ج١، ص١٤٢۔

’’جب تم نے اپنے بھائی کا عیب بیان کیا تو تمہارے لئے وہ غیبت کے طور پر کافی ہے۔‘‘ (۱)

﴿28﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ ہم رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد ایک شخص نے اس کی غیبت کی تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا: ’’خلال کرو۔‘‘ اس نے عرض کی: ’’میں کس وجہ سے خلال کروں حالانکہ میں نے گوشت تو نہیں کھایا؟‘‘ ارشاد فرمایا: ’’بے شک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔‘‘ (۲)

﴿29﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: 4 آدمی ایسے ہیں کہ وہ جہنمیوں کی تکلیف اور زیادہ کر دیں گے (یعنی ان کی اذیت میں اضافے کا سبب بنیں گے) وہ کھولتے پانی اور آگ کے درمیان دوڑتے ہوئے ہلاکت وتباہی مانگتے ہوں گے، بعض جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: ’’ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟‘‘ اُن میں سے......ایک کو انگاروں کے صندوق کا طوق ڈالا گیا ہوگا......دوسرا اپنی آنتیں کھینچ رہا ہوگا......تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور......چوتھا اپنا گوشت کھا رہا ہوگا۔ صندوق والے سے کہا جائے گا: ’’اس بدبخت کو کیا ہوا؟ اس نے تو ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا۔‘‘ وہ کہے گا: ’’میں اس حال میں مرا کہ میری گردن پر لوگوں کے اموال کا بوجھ (یعنی قرض) تھا۔‘‘ پھر اپنی انتڑیاں کھینچنے والے سے کہا جائے گا: ’’اس بدبخت شخص کا معاملہ کیسا ہے جس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟‘‘ تو وہ جواب دے گا: ’’میں کپڑوں کو پیشاب سے بچانے کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔‘‘ پھر جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہی ہوگی، اس سے کہا جائے گا: ’’اس بدنصیب کا معاملہ کیسا ہے جس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟‘‘ وہ کہے گا: ’’میں بدنصیب خبیث بری بات کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح لذت اُٹھاتا تھا جیسا کہ جماع کی باتوں سے۔‘‘ پھر جو شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا اس سے پوچھا جائے گا: ’’اس مردود کو کیا ہوا جس نے ہماری تکلیف میں مزید اضافہ کر دیا؟‘‘ تو وہ جواب دے گا: ’’میں بدبخت غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا اور چغلی کرتا تھا۔‘‘ (۳)

......حلیة الأولیاء، الرقم ۳۹۹ عبد اللہ بن المبارک، الحدیث ۱۱۸۸۳، ج۸، ص۲۰۴۔

......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۰۹۲، ج۱۰، ص۱۰۲۔

......الزھد لابن مبارک مارواہ نعیم بن حماد فی نسخہ، باب صفة النار، الحدیث ۳۲۵، ص۹۴۔

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب الغیبة و ذمھا، الحدیث ۱۸۷، ج۷، ص۱۳۲۔

﴿30﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا وہ قیامت کے دن اس کے قریب لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''اسے مردہ حالت میں کھا جس طرح اسے زندہ کھاتا تھا۔'' پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور (سخت تکلیف کی وجہ سے) شوروغل مچائے گا۔'' (۱)

﴿31﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مردہ خچر کے قریب سے گزرے تو بعض احباب سے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا اسے پیٹ بھر کر کھانا مسلمان آدمی کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) سے بہتر ہے۔'' (۲)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اپنے خلاف زنا کی گواہی دی اور عرض گزار ہوا: ''میں نے ایک عورت سے فعلِ حرام کا ارتکاب کیا ہے۔'' لیکن حضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر بار اس سے اعراض فرماتے۔ راوی نے آگے پوری حدیث بیان کی، یہاں تک کہ آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تیرا اس بات سے کیا ارادہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''مجھے پاک کر دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لہٰذا اسے سنگسار کر دیا گیا۔ حضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انصار کے دو آدمیوں کو سنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: ''اس کی طرف تو دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی لیکن اس کا دل مطمئن نہ ہوا یہاں تک کہ کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا۔'' آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے۔ پھر کچھ دیر چلنے کے بعد ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جس کے پاؤں پھیلے ہوئے تھے تو استفسار فرمایا: ''فلاں فلاں کہاں ہیں؟'' انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم حاضر ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا: ''اس مردہ گدھے کو کھاؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے صدقے ہمیں معاف فرمائے، اسے کون کھا سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس آدمی کی عزت پامال کرنے سے تمہیں جو گناہ ملا ہے وہ اس مردار کو کھانے سے زیادہ سخت ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ تو اس وقت

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۶۵۶، ۵۸۵۳، ج۱، ۴، ص۴۵۰، ۲۴۱۔

(۲)......التوبیخ والتنبیه لأبی الشیخ الأصبهانی، باب کفارة الغیبة، الحدیث: ۲۱۴، ص۹۴۔

جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔'' (۱)

﴿33﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ معراج کی رات حضور نبی کریم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہنم میں ایک ایسی قوم کو دیکھا جو مردار کھا رہے تھے تو استفسار فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے۔'' اور انتہائی سرخ اور نیلے رنگ کا ایک آدمی دیکھا تو پوچھا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہے؟'' عرض کی: ''یہ اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹنے والا ہے۔'' (یہ تمام ثمودیوں میں پرلے درجے کا شریر اور خبیث النفس ''**قدار بن سالف**'' تھا)۔'' (۲)

﴿34﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، ان سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتیں پامال کرتے تھے۔'' (۳)

﴿35﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے جسموں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتے تھے۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''پھر میں ایک بدبودار گڑھے کے پاس سے گزرا تو اس میں سخت آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ آپ کی (امت کی) وہ عورتیں ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور ایسے کام کرتی ہیں جو ان کے لئے جائز نہیں۔'' پھر میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں (یعنی سینوں) کے ساتھ لٹک رہے تھے، تو میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' عرض کی: ''یہ منہ پر عیب

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، الحدیث:۴۳۸۴، ج۶، ص۲۹۰۔
سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک، الحدیث:۴۴۲۸، ص۱۵۴۶۔
......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث:۲۳۲۴، ج۱، ص۵۵۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔
......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبة، الحدیث:۴۸۷۸، ص۱۵۸۱۔

لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ (پ۳۰، الھمزۃ:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ (۱)

﴿36﴾......حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بدبُو اُٹھی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے، یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔'' (۲)

﴿37﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت ہے۔'' عرض کی گئی: ''وہ کیسے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک بندہ زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی۔'' (۳)

دو قبروں میں ہونے والے عذاب کے اسباب:

﴿38﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ ایک آدمی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بائیں طرف تھا۔ دریں اثنا ہم نے اپنے سامنے دو قبریں پائیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔'' یہ فرما کر رو دیئے، پھر فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مجھے ایک ٹہنی لا دے۔'' ہم نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں سبقت لے گیا اور ایک ٹہنی لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک رکھ دیا پھر ارشاد فرمایا: ''یہ جب تک تر رہیں گے ان پر عذاب میں کمی رہے گی اور ان دونوں کو غیبت اور

......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۵۵، ج۵، ص۳۰۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث:۱۴۷۸۹، ج۵، ص۱۲۴۔

......المعجم الاوسط، الحدیث:۶۵۹۰، ج۵، ص۶۴۔

پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے[1]۔'' [2]

﴿39﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قبر کے پاس تشریف لائے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: ''یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔'' پھر ایک تر ٹہنی منگوائی اور اسے قبر پر رکھ کر ارشاد فرمایا: ''اُمید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔'' [3]

﴿40﴾......حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بقیعِ غرقد تشریف لائے تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو قبروں کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے فلاں اور فلانہ کو، یا فرمایا: فلاں فلاں کو دفن کر دیا؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں، یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' ارشاد فرمایا: ''ابھی فلاں کو (قبر میں) بٹھا کر (گرز) مارا گیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اسے اتنا مارا گیا ہے کہ اس کا ہر عضو جدا ہو چکا ہے اور اس کی قبر میں آگ بھر دی گئی ہے اور اس نے ایسی چیخ ماری ہے جسے سوائے جن وانس کے تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ باتیں نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اب دوسرے کو بھی مارا جا رہا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اسے بھی اس قدر طاقت سے مارا گیا ہے کہ اس کی بھی ہر ہڈی جدا ہو گئی ہے اور اس کی قبر میں بھی آگ بھڑکا دی گئی ہے، اس نے ایک ایسی چیخ ماری ہے جسے جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق نے سن لیا ہے اور اگر تمہارے دلوں میں فساد نہ ہوتا اور تم زیادہ کلام نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔'' تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان دونوں کا گناہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا:

---

[1] ......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! **غیبتوں** اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا قبر کے عذاب کے اسباب میں سے ہے۔ آہ! ہمارا نازک بدن جو کہ معمولی کانٹے کی چبھن، دوپہر کی دھوپ کی تپش وجلن اور بخار کی معمولی سی اگن برداشت نہیں کر سکتا وہ قبر کا ہولناک عذاب کیسے سہہ سکے گا۔ (غیبت کی تباہ کاریاں، ص۷۱)

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل ،حديث أبی بكرة، الحديث:۲۰۳۹۵ ،ج۷،ص۳۰۴،"بکی" بدله" بلی"۔

[3] ......المعجم الاوسط ،الحديث:۲۲۴۱ ،ج۲،ص۳۵۔

''پہلا پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔'' [۱]

﴿41﴾......مذکورہ حدیث پاک امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے جو چغلی کے باب میں بیان کی جائے گی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ''صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ان دونوں کو کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیب کی بات ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے (مسند احمد میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں: اور اگر تمہارے دل منتشر نہ ہوتے اور تم زیادہ کلام نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں)۔'' [۲]

یہ حدیثِ پاک صحاح ستہ اور دیگر کئی کتبِ حدیث میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ ''کِتَابُ الطَّھَارَۃ'' کی ابتدا میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان تمام روایات میں غور وفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ متعدد روایات ہیں اور اگر یہ مان لیا جائے تو پھر ان کے ظاہری الفاظ سے جس تعارض کا وہم پیدا ہوتا ہے وہ بھی خود بخود ختم ہو جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اکثر روایات میں یہ ہے کہ ان دونوں قبر والوں کو چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ دونوں روایات میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان سے گزرے۔ پہلی بار دو قبروں کے قریب سے گزرے تو ایک قبر والے کو چغلی اور دوسرے کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا اور دوسری مرتبہ گزرے تو ایک قبر والے کو غیبت اور دوسرے کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔'' [۳]

﴿42﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غیبت اور چغلی ایمان کو اسی طرح کاٹ دیتی ہیں جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔'' [۴]

---

[۱] ......الخصائص الکبری، باب فیما اطلع علیه......الخ، ج۲ ص۸۹، مختصراً۔

[۲] ......المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث أبی أمامة الباهلی ، الحدیث: ۲۲۳۵۵ ، ج۸، ص۳۰۴۔

[۳] ......الترغیب والترهیب ، کتاب الادب ، الترهیب من الغیبة......الخ ، تحت الحدیث: ۴۳۶۱، ج۳، ص۴۰۵۔

[۴] ......الترغیب والترهیب ، کتاب الادب، الحدیث: ۴۳۶۲، ج۳، ص۴۰۵۔

مفلس کون ہے؟

﴿43﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔'' تو آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے فلاں کو گالی دی ہوگی، فلاں پر تہمت لگائی ہوگی، فلاں کا مال کھایا ہوگا، فلاں کا خون بہایا ہوگا اور فلاں کو مارا ہوگا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمہ حقوق کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''[1]

﴿44﴾......حضور سیدِ عالم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندے کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ میرے صحیفہ میں تو نہیں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''تو نے جو غیبتیں کی تھیں اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔''[2]

﴿45﴾......**شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی آدمی کو عیب لگانے کے لئے اس کے متعلق ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کی آگ میں قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ اس کے بارے میں اپنی کہی ہوئی بات کی توجیہ پیش کرے۔''[3]

﴿46﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کو عیب لگانے کے لئے اس کے متعلق ایسی بات کہے جس سے وہ بَری ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے بروزِ قیامت جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کی توجیہ پیش کرے۔''[4]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹۔

[2] ......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من الغیبة......الخ، الحدیث: ۴۳۶۴، ج ۳، ص ۴۰۶۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳۶، ج ۶، ص ۳۲۷۔

[4] ......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من اعانة المبطل......الخ، الحدیث: ۳۴۲۹، ج ۳، ص ۱۵۱۔

﴿47﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبرصلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جوکسی مسلمان کی برائی بیان کرے جواس میں نہیں پائی جاتی تواللّٰہعَزَّوَجَلَّ اُسے اس وقت تک رَدْغَۃُ الْخَبَال(یعنی دوزخیوں کے خون اور پیپ)میں رکھے گاجب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل نہ آئے(۱)۔''(۲)

طبرانی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے:''اوروہ اس(جہنمیوں کےخون اور پیپ)سے نہ نکل سکے گا۔''(۳)

﴿48﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنصلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عبرت نشان ہے:''پانچ گناہ ایسے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں:(۱)......اللّٰہعَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲)......کسی کوناحق قتل کرنا(۳)......کسی مسلمان پرتہمت لگانا(۴)......جنگ سے بھاگنااور(۵)......ایسی قسم کھاناجس کے ذریعے کسی کامال ناحق چھینا جائے۔''(۴)

﴿49﴾......سرکارِوالاتَبار،ہم بےکسوں کے مددگارصلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ بخشش نشان ہے:''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کوغیبت سے بچایااللّٰہعَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پرہے کہ اسے جہنم سے آزادفرمادے۔''(۵)

﴿50﴾......سیِّدِ عالَم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ مغفرت نشان ہے:''جس نے اپنے بھائی کی عزت کوبچایااللّٰہعَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے چہرے کوجہنم کی آگ سے بچائے گا۔''(۶)

﴿51﴾......رحمتِ عالَم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ معظّم ہے:''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی

---

(۱)......حضرت سیِّدُ ناشیخ عبدالحق محدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی(متوفی ۱۰۵۲ھ)حدیثِ پاک کے اس جملہ''جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نکل نہ آئے''کا معنی یہ بیان فرماتے ہیں:''وہ دوزخیوں کی سی حالت میں رہے گاجب تک توبہ کرکے اس گناہ سے نہ نکل آئے یاجس عذاب کاوہ مستحق ہوچکاہے اسے بھگتنے کے بعدپاک ہوجائے۔''

(اشعّۃ اللمعات، باب الشفاعۃ فی الحدود، الفصل الثالث،ج۳، ص ۲۹۰)

(۲)......سنن ابی داود ،کتاب القضاء ،باب فی الرجل یعین علی خصومۃ......الخ، الحدیث:۳۵۹۷، ص ۱۴۹۰ ۔

(۳)......المعجم الکبیر ،الحدیث:۱۳۴۳۵ ،ج۱۲ ،ص۲۹۷ ۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند ابی ھریرۃ ،الحدیث:۸۷۴۵،ج۳،ص۲۸۶ ''وَبَھْتٍ'' بدلہ ''اَوْنَھْبُ''۔

(۵)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا،کتاب الصمت،باب ذب المسلم عن عرض أخیہ،الحدیث:۲۴۰،ج۷،ص۱۶۰ ۔

(۶)......جامع الترمذی ،ابواب البر والصلۃ ،باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم ،الحدیث:۱۹۳۸ ،ص۱۸۴۶ ۔

عزت کی حفاظت کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس سے جہنم کا عذاب دور فرما دے گا۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (پ ۲۱، الروم: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (۱)

﴿52﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دُنیا میں اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو جہنم سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔'' (۲)

﴿53﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد کرنے (یعنی غیبت سے روکنے) کی استطاعت رکھتا تھا اور اس کی مدد کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، لیکن اگر اس نے اس کی مدد نہ کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔'' (۳)

﴿54﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں اس کی عزَّت کی جاتی ہوتا کہ اس کی عزت ختم ہو جائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزَّت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی ایسی جگہ پر مدد فرمائے گا جہاں اُسے مددِ الٰہی درکار ہوگی۔'' (۴)

غیبت کی مذمّت میں بُزرگانِ دین کے فرامین

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ عذابِ قبر کو 3 حصوں میں تقسیم کیا گیا

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب وغیرہ، باب الترھیب من الغیبة......الخ، الحدیث۴۷: ۴۳، ج۳، ص۴۰۸۔

(۲)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة، باب ذب المسلم عن عرض أخیه، الحدیث: ۱۰۵، ج۴، ص۳۸۵۔

(۳)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۲۰۳ ابان بن ابی عیاش، ج۲، ص۶۴ ''أذله'' بدله ''أدرکه''۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیه، الحدیث: ۴۸۸۴، ص۱۵۸۱۔

ہے: (۱)......ایک تہائی عذاب غیبت کی وجہ سے (۲)......ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) کی وجہ سے اور (۳)......ایک تہائی چغلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''غیبت بندۂ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے جتنی جلدی آکلہ (یعنی اعضاء کو کھا جانے والی) بیماری اس کے جسم کو خراب کرتی ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! تم اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتے جب تک کہ لوگوں کے ان عیوب کو تلاش کرنا ترک نہ کر دو جو خود تمہارے اندر پائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ تم اپنے عیوب کی اصلاح شروع کر دو اور اپنے آپ سے ان عیبوں کو دور کر لو۔ پس جب تم ایسا کر لو گے تو یہ چیز تمہیں اپنی ہی ذات میں مشغول کر دے گی اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ایسا بندہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔'' (۲)

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''ہم نے اسلاف (یعنی گزشتہ بزرگوں) کو دیکھا کہ وہ حضرات لوگوں کی بے عزّتی کرنے سے بچنے کو نماز روزے سے بڑھ کر عبادت تصوُّر کیا کرتے تھے۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا فرمان ہے: ''جب تو کسی کے عیوب بیان کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے عیوب یاد کر لیا کر۔'' (۴)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ''تم اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو دیکھتے ہو مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے۔'' (۵)

حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کسی شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''غیبت سے بچو، کیونکہ یہ انسانی کتوں کا سالن ہے۔'' (۶)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں: ''تم پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر لازم ہے

---

(۱)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب الغیبۃ وذمھا، الحدیث:٥٤، ج٤، ص٣٥٥۔

(۲)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب الغیبۃ وذمھا، الحدیث:٥٤، ٦٠، ج٤، ص٣٥٦، ٣٥٩۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث٥٥، ص٣٥٧۔ (۴)......المرجع السابق، الحدیث٥٦، ص٣٥٧۔

(۵)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، ج٣، ص١٧٧۔

(۶)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب کفارۃ الاغتیاب، الحدیث:١٦١، ج٤، ص٤٢٠۔

کیونکہ یہ شفا ہے اور لوگوں کا (برائی کے ساتھ) ذکر کرنے سے بچو کیونکہ یہ بیماری ہے۔'' [1]

{......عیبوں کو ڈھونڈتی ہے عیب جُو کی نظر　　جو خوش نظر ہیں ہنر و کمال دیکھتے ہیں......}

تنبیہات

تنبیہ1:

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ نیز اس سے لازم آتا ہے کہ غیبت پر رضامندی کے ساتھ خاموش رہنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اس بنا پر کہ قدرت کے باوجود برائی سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور غیبت تو بہت بڑی برائیوں میں سے ایک ہے جس کا اثبات گزشتہ بحث سے ہو چکا ہے۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: ''غیبت سے روکنے پر قدرت کے باوجود خاموش رہنے کا بھی وہی حکم ہونا چاہئے جو غیبت کا ہے، ہاں! اگر اسے روکنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو اس سے دُور ہٹ جائے۔''

امام بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللّٰہ زرکشی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه (متوفی ۷۹۴ھ) نے بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے فرمایا: ''روکنے پر قدرت کے باوجود غیبت سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرات شیخین (یعنی امام نووی اور امام رافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّة کے اس قول ''غیبت اور اس پر خاموش رہنا صغیرہ گناہ ہے۔'' کو برقرار رکھا مگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ''غیبت کے مطلق صغیرہ ہونے کا قول ضعیف یا باطل ہے۔'' اور مفسِّرِ قرآن حضرت سیِّدُنا امام ابو عبداللّٰہ محمد بن احمد قرطبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) وغیرہ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے ایک گروہ کا کلام بھی اسی کے موافق ہے جیسا کہ کبیرہ کی تعریف میں گزر چکا ہے۔ نیز قرآن وسنت میں بھی اس پر سخت حکم موجود ہے اور جو غیبت کی مذمت پر مروی احادیثِ مبارکہ میں غور و فکر کرے وہ از خود اس کا کبیرہ ہونا جان لے گا۔ حُجَّةُ الْاِسْلَام

......[1] موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة والنمیمة، باب الغیبة وذمها، الحدیث:۶، ج۴، ص۳۶۲۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو اسے صغیرہ کہتے ہوئے نہیں پایا۔(۱) عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ اطلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیبت سے منع نہ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی برائی ہے، خصوصاً اولیائے کرام اور اہلِ کرامات رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی غیبت کرنا اور اس کا کم تر درجہ یہ ہے کہ اگر اجماع ثابت نہ ہوتا تو دو مختلف غیبتوں کے مابین فرق کیا جاتا کیونکہ اس کے درجات، مفاسد اور اس سے پہنچنے والی تکلیف میں کمی بیشی اور ایذا رسانی کے اعتبار سے بہت زیادہ اختلاف ہے۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''غیبت یہ ہے کہ انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو خواہ اس کے دین، دنیا، ذات، اخلاق، مال، اولاد، بیوی، خادم، غلام، عمامہ، کپڑوں، حرکات وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، ترش روئی اور خوش ہونے وغیرہ کے متعلق ہو۔''

بدن میں غیبت کی مثالیں: مثلاً اندھا، لنگڑا، نابینا، گنجا، چھوٹا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا۔

دین میں غیبت کی مثالیں: مثال کے طور پر فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سستی کرنے والا، گندگی میں پڑنے والا اور والدین کا نافرمان وغیرہ کہنا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان امور میں غیبت کے مختلف ہونے کی وجہ

---

(۱)...... یہاں حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا ہے کہ ''امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے غیبت کو صغیرہ قرار دیا۔'' مگر حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کتب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے غیبت پر بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی اور اسے صریح طور پر حرام قرار دیا۔ نیز آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ سے اس کی حرمت کو واضح کیا۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم''** میں فرماتے ہیں: ''زبان سے غیبت کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں دوسرے لوگوں کو اپنے بھائی کے عیب سے آگاہ کرنا اور ناپسندیدہ وصف سے اس کی شناخت کرانا پایا جاتا ہے۔ اس معاملے میں اشارۃً کلام، صریح کلام کی طرح ہے اور فعل قول کی مثل ہے، اشاروں کنایوں سے کسی کا عیب بیان کرنا، لکھنا اور حرکت کرنا وغیرہ ایسے تمام طریقے جن سے مقصود سمجھ آتا ہو، غیبت میں داخل ہیں اور حرام ہیں۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة:الغيبة، ج۳، ص ۱۷۹)

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے نزدیک بھی غیبت کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کسی خاص صورت کو صغیرہ قرار دیا ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اسی مقام پر عمامہ وسواری وغیرہ کے عیوب بیان کرنے کو صغیرہ فرمایا۔

سے ایذا اور تکلیف بھی مختلف ہوتی ہے۔

البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ لنگڑا، نابینا، زرد اور کالا کہنا یا عمامہ، لباس اور سواری کا عیب بیان کرنا صغیرہ گناہ ہے کیونکہ ان صفات سے تکلیف کم ہوتی ہے مگر فسق و فجور، ظلم، والدین کی نافرمانی، نماز میں سستی اور اس کے علاوہ بڑے بڑے گناہوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے جو کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ہمیشہ کے لئے غیبت کا دروازہ بند کرنے کے لئے مختلف غیبتوں کے مابین فرق نہ کیا جائے جیسا کہ شراب کا معاملہ ہے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ ''غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی ضَرَاوَت (تیزی) ہے (یعنی غیبت کا چھوڑنا عادی شرابی کے شراب چھوڑنے کی طرح مشکل ہے)۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس لعنت سے محفوظ فرمائے اور ہماری طرف سے غیبت والوں کے حقوق خود ہی ادا فرمائے کیونکہ اس کے علاوہ انہیں کوئی شمار نہیں کر سکتا اور اس میں کوئی خفا (پوشیدگی) نہیں کہ یہاں ''**غیبت کرنے**'' کو جائز یا واجب کرنے کا کوئی سبب نہیں بلکہ جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس سے تفریح کرنا یا اسے تکلیف پہنچانا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا کلام ختم ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد نے ''**اَلْخَادِم**'' میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اتباع کی اور کہا: ''صحیح یہ ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے اس پر دلیل قائم فرمائی اور اس حدیثِ پاک سے استدلال کیا کہ،

﴿55﴾...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اُسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر (یعنی مکۂ مکرمہ) میں حرام ہے۔''(۱)

حضرت سیِّدُنا استاذ ابو اسحاق اسفرائنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی (متوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی کتاب ''اَلْعَقِیْدَۃ'' میں کَبَائِر کے بیان میں، حضرت سیِّدُنا جیلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے شَرْحُ التَّنْبِیْہ میں اور حضرت سیِّدُنا کواشی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۸۰ھ) نے اپنی تفسیر میں غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ جبکہ بعض علما نے اس کو صغیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس نص پر آگاہ نہ ہوئے ہوں اور اس پر حیرت ہے جو مردار کھانے کو تو کبیرہ

......صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث:۱۷۳۹، ص۱۳۶۔

گناہوں میں شمار کرے مگر غیبت کو کبیرہ گناہ نہ جانے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردہ انسان کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ٦٢٣ھ) نے اس سے قبل اس بات پر جزم کیا ہے کہ ''اہلِ علم اور حاملینِ قرآن کے متعلق وَقِیْعَۃ کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے اور وَقِیْعَۃ سے مراد غیبت ہے۔'' اور قرآن وحدیث کے مطابق غیبت مطلقاً کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ، صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ،

﴿56﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔'' (١)

﴿57﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک آدمی کا کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سب سے بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔'' (٢)

﴿58﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے سال ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم پر یہ دن اس مہینے اور اس شہر میں حرام ہے۔'' (٣)

حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشا پوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٣١٩ھ) اپنی کتاب **''اَدَبُ الْعِبَاد''** میں فرماتے ہیں کہ ''تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس حکم سے اپنی امت پر غیبت کو حرام قرار دیا اور اس کی حرمت کو خون اور اموال کی حرمت کے ساتھ ملا دیا۔ پھر تاکیداً یہ بتا کر اس کی حرمت میں مزید اضافہ کر دیا کہ غیبت اسی طرح حرام ہے جس طرح اس حرمت والے مہینے میں اس شہر حرام (یعنی مکہ مکرمہ) کی حرمت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧١ھ) نے اپنی تفسیر میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں غیبت سے توبہ کرنا واجب ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ٥٠٥ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو غیبت کو صغیرہ

---

(١)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی سباب المسلم......الخ، الحدیث: ٢٢١، ص ٦٩١۔

(٢)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ٤٨٧٧، ص ١٥٨١ ''الرجل'' بدلہ ''المرء''۔

(٣)......صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث: ١٧٣٩، ص ١٣٦۔

کہتے ہوئے نہیں پایا۔حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) پر تو حد درجہ تعجب ہے کہ وہ بھی یہاں خاموش ہیں حالانکہ اس سے قبل خود ہی نقل کر چکے ہیں کہ ''اہلِ علم کی غیبت کرنا کبائر میں سے ہے۔'' اور اسی طرح حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کا یہ قول کہ ''غیبت کے وقت خاموش رہنا صغیرہ گناہ ہے۔'' بھی لائقِ تعجب ہے کیونکہ اس سے قبل وہ نقل کر چکے ہیں کہ ''برائی ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بُلْقِینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بھی اس طرف مائل ہوئے کہ ''غیبت صغیرہ گناہ ہے۔'' انہوں نے حضرت سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) کا قول اور ان کا جواب ذکر کرنے کے بعد جس عبارت سے اِستدلال کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ''اہلِ علم اور حاملینِ قرآن کی غیبت کے متعلق بعض علما فرماتے ہیں کہ یہ اس بات پر مبنی ہے کہ ''غیبت صغیرہ گناہ ہے۔'' یعنی جب ہم نے غیبت کو کبیرہ گناہ قرار دیا تو اس میں کوئی خصوصیت نہیں جبکہ صَاحِبُ الْعُدَّۃ اسے صغیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہیں۔حضرت سیِّدُ نا امام اَذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) فرماتے ہیں کہ ''غیبت کے مطلق صغیرہ ہونے کا قول ضعیف یا باطل ہے۔'' اور مفسرِ قرآن حضرت سیِّدُ نا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ ھ) وغیرہ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے ایک گروہ کا کلام بھی اسی کے موافق ہے۔نیز قرآن وسنت میں بھی اس پر سخت حکم موجود ہے اور جو غیبت کی مذمت پر مروی احادیثِ مبارکہ میں غور وفکر کرے وہ از خود اس کا کبیرہ ہونا جان لے گا۔حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے علاوہ میں نے کسی کو اسے صغیرہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا اور عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ اطلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیبت سے منع نہ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کے مخالف قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ علم اور حاملینِ قرآن رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کا وَقِیْعَۃ (یعنی نقص نکالنا) غیبت نہیں بلکہ یہ مسلمان کو گالی دینے اور اس کی بے عزتی کرنے میں داخل ہے اور اس کی دلیل گزر چکی ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک سے بھی اس پر اِستدلال کیا جاتا ہے کہ،

﴾59﴿......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔'' (۱)

غیبت یہ ہے کہ کسی کا ایسا عیب بیان کرنا جسے سننا وہ پسند نہیں کرتا خواہ وہ عیب اس میں موجود ہو۔ یہ ہم نے اس لئے کہا ہے کیونکہ وَقِیْعَۃ میں ضروری ہے کہ نقص پایا جائے اور وقیعہ مسلمان کو گالی دینے میں داخل ہے۔ جیسا کہ امام مسلم بن حجّاج نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۲۶۱ھ) نے روایت کیا ہے کہ،

﴾60﴿......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''(غیبت یہ ہے کہ) تیرا اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' (۲)

غیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا محلِ نظر ہے کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردار کا گوشت کھانے کی کراہیت سے تشبیہ دی اور ارشاد فرمایا:

اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا (پ۲۶، الحجرات:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس کا معنی یہ ہے کہ (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس استفسار پر) ان کے لئے یوں جواب دینا ضروری تھا کہ کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا۔ پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں فرمایا ''فَكَرِهْتُمُوْهُ'' اور میں (یعنی علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی) نے احادیثِ مبارکہ میں غیبت اور اس پر عذاب کی وعید نہیں دیکھی، البتہ! حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ روایت مروی ہے کہ،

﴾61﴿......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث:۶۵۰۲، ص۵۴۵ ''آذی'' بدلہ ''عادی''۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ، الحدیث:۶۵۹۳، ص۱۱۳۰۔

تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) اوران کی عزتوں پرحملہ (یعنی بےعزتی) کرتے تھے۔'' (1)

یہ حدیثِ پاک غیبت کے کبیرہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ تو صرف اس کی حرمت، اس سے نفرت دلانے اوراس سے جھڑکنے پر دلالت کرتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا کلام ختم ہوگیا۔

حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے مؤقف کا جواب یہ ہے کہ ''اگر وَقِیْعَۃ مسلمان کوگالی دینے میں داخل ہے تو مسلمان کوگالی دینے کے ذکر کے ساتھ اس کا علیحدہ ذکر کیوں کیا گیا اورحضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا کہ ''جس نے اسے غیبت سے جدا کیا تو اس نے اسے کبیرہ بنادیا اورغیبت کو صغیرہ بنادیا۔'' کیونکہ وَقِیْعَۃ سے جب گالی مراد لی جائے تو یہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اگر چہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے علاوہ کے بارے میں ہو تو پھراس کے ساتھ تخصیص کیسے ہوسکتی ہے، لہٰذا حق یہ ہے کہ صرف وَقِیْعَۃ کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے اور جو کہتے ہیں کہ غیبت صغیرہ گناہ ہے اور وَقِیْعَۃ سے مراد غیبت ہے تو یہ واضح ہے مگر اہلِ علم اورحاملینِ قرآن کی عظمت وبزرگی ان کے معاملے میں سختی کا تقاضا کرتی ہے تاکہ لوگ ان کی خامیاں نکالنے سے باز رہیں اور جو کہتے ہیں کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے یا وَقِیْعَۃ سے مراد گالی لیتے ہیں تو وَقِیْعَۃ کو علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کی شدت میں تاکید پیدا کی جائے۔ اورعلامہ زرکشی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی وَقِیْعَۃ سے غیبت مراد لی ہے۔ پس اس سے حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا واضح رد ہوجاتا ہے۔

غیبت کے کبیرہ گناہ ہونے کے متعلق قرآنی مثال سے مذکورہ مفید معنی رد ہوجاتا ہے اس لئے کہ غیبت کے معاملہ میں جھڑک اورسختی پائی جاتی ہے کیونکہ مردار کا گوشت کھانا کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جو چیز اس کے مشابہ ہو بلکہ غیبت اس سے بھی زیادہ فساد والی ہے۔ اسی وجہ سے علامہ زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا: ''ان پر تعجب ہے جو مردار کھانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہیں اورغیبت کو کبیرہ گناہوں میں شمار نہیں کرتے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مردار آدمی کا گوشت کھانے کی طرح قرار دیا ہے۔''

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث۴۸۷۸، ص۱۵۸۱۔

سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراضات:

(۱)......غیبت پر عذاب کی کوئی وعید احادیثِ مبارکہ میں نہیں آئی۔(۲)......مذکورہ حدیثِ پاک اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کی حرمت اوراس سے جھڑکنے پر دلالت کرتی ہے۔

جوابات:

دوسرے اعتراض کا جواب تو بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں بیان کردہ عذاب انتہائی شدید عذاب ہے اور کبیرہ تو ہوتا ہی وہ گناہ ہے جس میں شدید وعید پائی جائے اور یہ بھی ایک شدید وعید ہی ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب بھی واضح ہے کیونکہ جس نے بھی میری ذکر کردہ احادیث مبارکہ میں غور وفکر کیا وہ جان لے گا کہ غیبت میں شدید ترین اور بہت بڑا عذاب پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث مبارکہ میں ہے کہ [(۱)......غیبت سود سے بڑھ کر ہے(۲)......اگر اسے سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے (۳)......جہنمی جہنم میں مردار کھا رہے تھے(۴)......ان کی فضا بدبودار تھی اور(۵)......انہیں قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔]، ان میں سے بعض احادیث ہی اس کے کبیرہ ہونے کے لئے کافی ہیں۔ پس جب یہ ساری جمع ہو جائیں تو پھر غیبت کرنا کیونکر کبیرہ گناہ نہ کہلائے گا؟ یہ تو صحیح احادیثِ مبارکہ میں ہے اوراس کے علاوہ غیر صحیح احادیث مبارکہ میں اس سے بھی اشد وعیدیں ہیں، لہٰذا غیبت کے کبیرہ ہونے پر کثیر صحیح احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں لیکن اس کے مفسدات میں اختلاف کے اعتبار سے اس کے کم یا زیادہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا قول گزر چکا ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ”غیبت ایک لا علاج بیماری اور ایسا زہر ہے جو زبانوں پر ٹھنڈے صاف شفاف پانی سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔“

﴿62﴾......صاحبِ جَوَامِعُ الْکَلِم [1] (یعنی حضرت سیِّدُ نا محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے اس فرمانِ

---

[1] ......جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی ومطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔(کوثر الخیرات، ص۵۵)

عالیشان سے اِسے مال غصب کرنے اور قتل کرنے کے برابر قرار دیا: ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔'' (۱)

غصب اور قتل اجماعاً کبیرہ گناہ ہیں، مسلمان بھائی کی عزت پامال کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ،

﴿63﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی عزت حلال جاننا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سرلیا۔ (۲)

(پ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴿64﴾......حضور نبی کریم صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیبت زنا سے بدتر ہے۔'' (۳)

غیر مکلَّف کی غیبت کا حکم:

سوال: ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ کیا بچے اور مجنون کی غیبت کا وہی حکم ہے جو مکلّف کی غیبت کا ہے؟

جواب: حضرت سیِّدُنا ابونصر عبدالرحیم بن عبدالکریم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۴ھ) نے ''اَلْمُرْشِد'' میں اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ''جس کی غیبت کی اس سے معذرت کرنا واجب ہے اور یہ معذرت کرنا تب واجب ہوگا جبکہ وہ اساءَت کا محل بھی ہو (یعنی جس کی غیبت کی جارہی ہو اس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کی دل آزاری ہوگی)۔ لہٰذا بچے اور مجنون سے معذرت کرنا واجب نہیں اور اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مکلّف کا حق اور قیامت کے دن مطالبے کا حق باقی رہے اگرچہ ندامت ثابت ہونے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ساقط ہوجائے گا۔'' ''اَلْخَادِم'' کا کلام ختم ہوا۔

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث: ۲۵۶۴، ص۱۱۲۷۔

(۲)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۱۱، ج۵، ص۲۹۸، دون قوله "امرئ"۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۵۹۰، ج۵، ص۶۳۔

یہاں انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ معذرت کے واجب نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجنون اور بچے کی غیبت کرنا جائز ہے اور اس کے لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور غیر مکلّف کی غیبت سے توبہ آئندہ بیان ہونے والے چند ارکان پر موقوف ہے یہاں تک کہ معذرت بھی ان ارکان میں شامل ہے۔لیکن اگر وہ مر گیا اور توبہ کی باقی شرائط پائی گئیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ساقط ہوجائے گا لیکن بندے کا حق باقی رہے گا۔

تنبیہ2: غیبت کی جائز صورتیں

غیبت میں چونکہ اصل وہ حرمت ہے جو کبھی واجب ہوتی ہے یا پھر کسی ایسی صحیح شرعی غرض کی وجہ سے کبھی مباح ہوتی ہے کہ جس کا حصول اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔پس غیبت کے جواز کی چھ صورتیں ہیں:

پہلی: مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ ایسے شخص کو شکایت کرے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ ظلم کو ختم یا کم کرسکتا ہے۔

دوسری: کسی شخص کو برے کام سے روکنے کے لئے مدد طلب کرتے ہوئے ایسے شخص سے تذکرہ کرنا جس کے متعلق برائی مٹانے کی قدرت کا یقین ہو مثلاً اصلاح کی نیت سے بتانا کہ فلاں اس برائی میں ملوَّث ہے، آپ اسے سمجھائیے۔جبکہ وہ اعلانیہ گناہ کرتا ہو ورنہ ایسا کرنا غیبت ہے جو کہ حرام ہے۔

تیسری: مفتی سے یہ کہہ کر فتویٰ طلب کرنا کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا، کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس سے چھٹکارا پانے یا اپنا حق حاصل کرنے کے لئے میں کون سا طریقہ اختیار کروں؟ ہاں! افضل یہ ہے کہ وہ اس کا نام مبہم رکھے اور اس طرح کہے: ''آپ اس مرد یا عورت کے فلاں معاملے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ مقصد تو اس سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔البتہ! صراحتاً اس کا نام لینا بھی جائز ہے، کیونکہ مفتی کبھی اس کی تعیین سے وہ معنی حاصل کرلیتا ہے جو ابہام سے حاصل نہیں کرسکتا۔لہٰذا نام ذکر کرنے میں مصلحت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی ہند کی روایت میں آیا ہے۔

چوتھی: مسلمانوں کو شر سے بچانا اور انہیں نصیحت کرنا۔جیسے راویوں، گواہوں، مصنِّفین اور افتاء یا اداروں کے نااہل، فاسق یا بدعتی مُتَصَدِّرِین (یعنی فتوی دینے والوں) کی جرح کرنا جبکہ وہ اپنی بدعت کی طرف بلاتے بھی ہوں اگرچہ

خفیہ طور پر ہی ایسا کرتے ہوں تو اس صورت میں بالاتفاق ان کی غیبت نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی سے مشورہ کرے اگرچہ شادی کے ارادے سے مشورہ نہ کرے یا دینی یا دنیوی معاملے میں کسی غیر سے مل بیٹھنے کا مشورہ نہ کرے بشرطیکہ اس دوسرے کے قبیح ہونے کا صرف اسے ہی علم ہو جیسے فسق، بدعت، لالچ وغیرہ مثلاً شادی کے معاملے میں تنگ دستی جیسے معاملات (کا صرف اسے ہی علم ہو جس سے مشورہ لیا گیا ہو) جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح کرنے سے منع کرنے کے متعلق حدیثِ پاک آگے آرہی ہے۔ پھر اگر اصلاح عیب ذکر کرنے پر موقوف ہو تو عیب ذکر کرے لیکن اس پر زیادتی کرنا جائز نہیں یا پھر عیب دو ہوں تو انہیں ہی بیان کرے کیونکہ یہ مجبور کے لئے مردار کھانے کی طرح ہے جس کے لئے اس سے بقدرِ ضرورت ہی کچھ لینا جائز ہوتا ہے۔ ہاں! اس سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نصیحت کا ارادہ ہو نہ کہ کسی اور فائدے کا۔ لیکن اکثر اوقات انسان اس سے غافل ہو جاتا ہے اور شیطان اس پر مسلّط ہو جاتا ہے اور اسے اس وقت اس کام پر ابھارتا ہے جبکہ اس کا نصیحت کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا اور اسے مطمئن کرتا ہے کہ یہ نصیحت ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی عہدہ پر فائز شخص اگر کسی ناشائستہ حرکت کا شکار ہو جائے۔ جیسے فسق یا غفلت وغیرہ تو ایسے شخص سے اس بات کا ذکر کرنا واجب ہے جو اس کو معزول کرنے، کسی دوسرے کو والی بنانے یا اسے نصیحت کرنے اور استقامت پر ابھارنے پر قادر ہو۔

پانچویں: جو اعلانیہ فسق یا بدعت کا ارتکاب کرے جیسے بھتہ لینے والے، اعلانیہ شراب کے عادی اور باطل ولایت والے پس ان کے اعلانیہ گناہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن کسی دوسرے عیب کا ذکر کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کا کوئی اور سبب ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٧٨٣ھ) فرماتے ہیں: "اَذْکَارُ النَّوَوِی" میں ہے کہ اس کی غیبت کرنا جائز ہے جو اپنے فسق یا بدعت کا اعلانیہ ارتکاب کرتا ہو جیسے اعلانیہ شراب پینے والا، بھتہ اور ظلماً مال لینے والا۔ پس جس چیز کا وہ اعلانیہ ارتکاب کرے اس کا ذکر جائز ہے اور اس کے علاوہ عیوب کو بیان کرنا جائز نہیں۔ [1]

چھٹی: عیب ذکر کرنے سے کسی کی برائی مقصود نہ ہو بلکہ اس کی معرفت و شناخت مقصود ہو تو عیب ذکر کرنا جائز ہے مثلاً کسی کا ایسا لقب ذکر کرنا جیسے اندھا، نابینا، بہرہ اور گنجا وغیرہ کہنا اگرچہ اس کی پہچان اس کے بغیر بھی ہوسکتی

......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب بیان ما یباح من الغیبة، ص٢٧٢۔

ہو۔پس پہچان کرانے کے لئے وہ لقب بیان کرسکتا ہے مگر خامی بیان کرنے کے لئے نہیں اور اگر لقب کے بغیر پہچان ہوسکتی ہوتو بہتر یہ ہے کہ لقب بیان نہ کرے۔

ان6اسباب میں سے اکثر پر اتفاق ہے اوران پر صحیح اور مشہور احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ،

﴿65﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کسی کے لیےاذنِ حاضری طلب کیا گیا تو ارشاد فرمایا:''اُسے اجازت دے دو، وہ قبیلے کا برا شخص ہے۔''(۱)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی(متوفی ٢٥٦ھ) نے مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

﴿66﴾......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''میرا خیال ہے کہ فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔''حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی ١٧٥ھ) فرماتے ہیں: وہ دونوں مخرمہ بن نوفل بن عبد مناف قرشی اور عیینہ بن حصن فزاری منافق تھے۔''(۲)

﴿67﴾......حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئی اور عرض کی:''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت ابوجہم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''معاویہ غریب آدمی ہے،اس کے پاس کچھ مال نہیں اور ابوجہم اپنی گردن سے عصا(یعنی چھڑی) نہیں اُتارتا۔''(۳)

﴿68﴾......مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ پاک صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے۔''(۴)

---

(۱)......صحیح البخاری ،کتاب الادب ،باب ما یجوز من اغتیاب أھل الفساد والریب ،الحدیث:٦٠٥٤،ص٥١١۔
(۲)......صحیح البخاری ،کتاب الادب ،باب ما یجوز من الظن ،الحدیث:٦٠٦٧،ص٥١٢۔
(۳)......صحیح مسلم ،کتاب الطلاق ،باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا ،الحدیث:٣٦٩٧،ص٩٣١۔
(۴)......صحیح مسلم ،کتاب الطلاق ،باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا ،الحدیث:٣٧١٤،ص٩٣٢۔

﴿69﴾......جب عبد اللہ بن اُبَی منافق لعین نے اس سفر میں کہا جس میں لوگوں کو تکلیف پہنچی تھی کہ،

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ ترجمۂ کنزالایمان: ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہوجائیں۔ (پ۲۸، المنافقون:۷)

اور کہا:

لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ (پ۲۸، المنافقون:۸) ترجمۂ کنزالایمان: ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

تو حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر اس کی خبر دی تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِبْنِ اُبَیّ کو بلوایا تو وہ قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو منافقین نے کہا: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! زید نے آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جھوٹ بولا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انتہائی جلال آ گیا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تصدیق میں سورۂ منافقون کی یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں پھر آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منافقین کو بلایا تاکہ آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے لئے استغفار کریں تو انہوں نے اپنے منہ پھیر لئے۔ (۱)

﴿70﴾......حضرت سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی ہند بنتِ عتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کی: ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مال کو روک کر رکھنے والے ہیں، مجھے اتنا مال نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو۔ البتہ! میں ان کے مال سے ان کی لاعلمی میں کچھ لے لیتی ہوں (تو کیا میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟)۔ ارشاد فرمایا: ''دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔'' (۲)

تنبیہ3: غیبت کی مثالیں

ہمارے ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے کہ غیبت یہ ہے کہ تو زندہ یا مردہ کسی معیَّن مسلمان یا ذمی

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ المنافقین، باب وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ ......الخ، الحدیث:۴۹۰۳، ص۴۲۰۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب اذا لم ینفق الرجل......الخ، الحدیث:۵۳۶۴، ص۴۶۳۔

کا کوئی ایسا عیب بیان کرے جو اس میں موجود ہو اور اسے اس کا بیان کرنا ناپسند ہو خواہ اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اس عیب کا ذکر کیا جائے۔ آیتِ مبارکہ کی طرح حدیثِ پاک میں بھائی کے ساتھ تعبیر کرنا شفقت کے لئے اور یہ یاد دلانے کے لئے ہے کہ مسلمان کے حق میں غیبت سے باز رہنے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے کیونکہ یہ عزت وحرمت کے اعتبار سے اشرف و اعظم ہے۔ پھر یہ کہ جس عیب کو وہ ناپسند کرتا ہے خواہ (۱)......وہ اس کے بدن میں ہو جیسے بھینگا، چھوٹے قد والا، انتہائی کالا یا اس کے برعکس ہو (۲)......یا اس کے نسب میں ہو جیسے اس کا باپ ہندی یا موچی وغیرہ ہو (۳)......یا اس کے اخلاق کے بارے میں ہو جیسے برے اخلاق والا اور عاجز وضعیف ہو (۴)......یا اس کے ایسے فعل کا ذکر ہو جن کا دین سے تعلق ہو جیسے جھوٹا ہو، نماز میں سستی کرنے والا، اچھی طرح ادا نہیں کرتا، والدین کا نافرمان، زکوٰۃ نہ دینے والا یا مستحقین کو ادا نہ کرنے والا ہو (۵)......یا اس کے دنیوی فعل کے متعلق ہو جیسے زیادہ با اَدب نہ ہو، اپنی ذات پر کسی کا کوئی حق نہ سمجھنے والا یا زیادہ کھانے یا زیادہ سونے والا ہو (۶)......یا اس کے کپڑوں کے بارے میں ہو جیسے لمبے یا چھوٹے دامن یا میلے کپڑوں والا ہو (۷)......یا اس کے گھر کے بارے میں ہو جیسے اس کے گھر میں اشیائے ضرورت کم ہوں (۸)......یا اس کی سواری کے بارے میں ہو جیسے سرکش ہو (۹)......یا اس کے بچے کے بارے میں ہو جیسے کم تربیت والا ہو (۱۰)......یا اس کی بیوی کے بارے میں ہو جیسے بہت زیادہ گھر سے باہر نکلنے والی ہو یا بوڑھی ہو یا پھر اس پر حکم چلانے والی یا میلی رہنے والی ہو (۱۱)......یا کسی کے ملازم کے بارے میں ہو جیسے بھاگنے والا ہو یا اس کے علاوہ ہر وہ عیب جس کے بارے میں علم ہو کہ اگر اسے معلوم ہو جائے تو وہ ناپسند کرے گا۔

کچھ لوگوں کا مؤقف ہے کہ ''دینی خامی بیان کرنے میں کوئی غیبت نہیں کیونکہ یہ وہ برائی ہے جس کی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی مذمت فرمائی۔ چنانچہ، (۱)......آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک عورت کی کثرتِ عبادت کا ذکر کیا گیا اور یہ کہ وہ پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے تو ارشاد فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔''[1] اور (۲)......ایک عورت کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بخیل ہے تو ارشاد فرمایا: ''تب تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔''[2]

......المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۹۶۸۱، ج۳، ص۴۴۲۔

......الزھد لابن المبارک، باب اصلاح ذات البین، الحدیث۷۴۳، ص۲۵۷۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں فرماتے ہیں: ''یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ایسی صفات اس وجہ سے بیان کرتے تھے کہ انہیں سوالات کے ذریعے شرعی احکام جاننے کی ضرورت ہوتی تھی نیز ان کا مقصد خامی نکالنا نہیں ہوتا تھا اور سرکارِ عالی وقار صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کے علاوہ انہیں اس قسم کی باتوں کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس پر دلیل یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے کسی کے متعلق ایسی بات کہی جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ غیبت کرنے والا ہے کیونکہ آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیبت کی جو تعریف کی ہے یہ اس میں داخل ہے۔ گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''فلاں عورت پست قد والی ہے۔'' اور ''فلاں مرد کتنا عاجز ہے۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیبت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''دوسرے کا ذکر کرنا یا تو غیبت ہوگا یا بہتان یا پھر **اِفْك** (یعنی بغیر تحقیق کے الزام تراشی کرنا) اور ان سب کا حکم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں موجود ہے۔ پس **غیبت** یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہو اور **بہتان** یہ ہے کہ ایسی بات جو اس میں موجود نہ ہو اور **اِفْك** یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے جو تجھے پہنچے۔''[1]

تنبیہ4:

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ غیبت میں کوئی فرق نہیں خواہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ حاضر ہو یا غائب اور یہی قابلِ اعتماد بات ہے۔ جبکہ ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ غیبت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے، کیا اس کی عدم موجودگی میں ہی غیبت ہوگی جیسا کہ اس کا نام (یعنی غیبت) تقاضا کرتا ہے یا پھر اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کوئی فرق نہیں۔ یہی سوال کئی لوگوں کے درمیان گردش کرتا رہا بالآخر میں نے حضرت سیِّدُنا علامہ ابو فورک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھا کہ انہوں نے **''مُشْکِلُ الْقُرْآن''** میں سورۂ حجرات کی تفسیر میں بہترین قاعدہ بیان فرمایا کہ ''کسی کی عدم موجودگی میں اس کا (برائی کے ساتھ) ذکر کرنا (غیبت ہے)۔'' اسی طرح حضرت سیِّدُنا سلیم رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۴۴۷ھ) نے غیبت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرے اگرچہ وہ

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغیبة، بیان معنی الغیبة وحدودھا، ج۳ص۱۷۸۔

برائی اس میں موجود ہو۔''

''اَلْمُحْکَم ''میں ہے کہ''غیبت مسلمان کی عدم موجود گی میں ہی ہوتی ہے۔''اور میں نے حضرت سیِّدُ نا امام تقی الدین بن دقیقُ الْعید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی ۷۰۲ھ) کے مخطوطے میں یہ بات پائی کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی حدیثِ پاک بیان فرمائی کہ،

﴿71﴾......آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایسی بات جسے تواپنے مسلمان بھائی کے سامنے بیان کرنا ناپسند کرے وہ غیبت ہے۔''[1]

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل شاشی المعروف علامہ قفال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی ۳۶۵ھ) نے اپنے فتاویٰ میں غیبت کو شرعاً غیر مذموم صفات کے ساتھ خاص کیا بخلاف زنا وغیرہ کے۔پس ان کے نزدیک زانی کا ذکر کرنا جائز ٹھہرا۔ان کی دلیل یہ حدیث پاک ہے:

﴿72﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا:''فاسق کا ذکر ان مذموم صفات کے ساتھ کرو جو اس میں ہیں تا کہ لوگ اس سے بچیں۔''[2]

لیکن اگر کوئی مقصد نہ ہو تو پردہ پوشی مستحب ہے ورنہ اسے ذلیل ورسوا کرنے یا اس کے فسق میں مبتلا ہونے کی اطلاع دینے کے لئے اس کے فسق کو بیان کرنا ضروری ہے۔

کسی شرعی ضرورت کے بغیر (غیبت کے) جواز کا مذکورہ قول ضعیف ہے جس پر اتفاق نہیں کیا جائے گا اور مذکورہ حدیثِ پاک بھی ضعیف ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل(متوفی ۲۴۱ھ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ''یہ حدیث منکر ہے۔''

اور حضرت سیِّدُ نا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی(متوفی ۴۵۸ھ) نے ارشاد فرمایا:''اس کی کوئی اصل نہیں اور اگر یہ صحیح حدیث بھی ہو تو اسے اعلانیہ گناہ کرنے والے یا گواہ بننے والے فاجر شخص پر محمول کیا جائے گا یا اس پر اعتماد کیا جا رہا ہو تو اس صورت میں فاجر کے حال کو بیان کرنے کی ضرورت ہوگی تا کہ اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔''[3]

[1] ......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۸۸۲ محمد بن احمد، الحدیث: ۱۰۷۲۱، ج ۵۱، ص ۲۸۔

[2] ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ، باب الغیبۃ التی ......الخ، الحدیث: ۸۴، ج ۴، ص ۳۷۴۔

[3] ......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الستر علی اصحاب القروف، تحت الحدیث: ۹۶۶۴، ج ۷، ص ۱۰۹۔

حضرت سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) نے جس بات پر مذکورہ حدیث کومحمول کیا یہ متعین ہے اورانہوں نے اپنے استاذ حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۰۵ھ) سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسے ان الفاظ سے لائے ہیں کہ،

﴿73﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''فاسق کی کوئی غیبت نہیں۔'' (۱)

مسلم شریف کی حدیثِ پاک کا عام حکم اس حدیث کے خلاف ہے جس میں غیبت کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ ''تیرا اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔''(۲) اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم''میں غیبت کی تعریف جس پر امت کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ ''اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔'' (۳) اور حدیثِ پاک میں بھی یہی تعریف ہے اور یہ تمام علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کے مؤقف کو رد کرتا ہے۔

جن لوگوں کی غیبت کرنا جائز ہے، ان میں سے ایک وہ ہے جو اعلانیہ فسق کا ارتکاب کرے اس اعتبار سے کہ اس کا ذکر کرنے میں کوئی عار نہ ہو جیسے ہیجڑا، بھتہ لینے والے اور لوگوں کا مال چھیننے والا۔ فاسق جس گناہ کا اعلانیہ ارتکاب کرے اس کے بیان کرنے میں کوئی گناہ نہیں، کیونکہ ضعیف سند کے ساتھ ایک حدیثِ پاک موجود ہے کہ،

﴿74﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے حیا کی چادر اتار دی اس کی کوئی غیبت نہیں۔'' (۴)

حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۹ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''کسی انسان کی تنقیص کرتے ہوئے اس کے کسی عیب کی طرف اشارہ کرنا زبان سے کہنے کے قائم مقام ہے۔'' پھر آپ نے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی حدیثِ پاک ذکر کی کہ،

(۱)......شعب الایمان للبیہقی ،باب فی الستر علی اصحاب القروف ،تحت الحدیث:۹۶۶۵ ،ج۷،ص۱۰۹ ۔

(۲)......صحیح مسلم ،کتاب البر والصلة والادب ، باب تحریم الغیبة ، الحدیث:۶۵۹۳،ص۱۱۳۰ ۔

(۳)......احیاء علوم الدین،کتاب آفات اللسان،الآفة الخامسة عشرة الغیبة، بیان معنی الغیبة وحدودها،ج۳،ص۱۷۸ ۔

(۴)......مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا ،باب ذکر الحیاء وما جاء فیه ،الحدیث:۱۰۲،ص۸۷۔

﴿75﴾......جب انہوں نے ایک عورت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پست قد ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تو نے غیبت کی ہے، اُٹھ اور اس کا کفارہ ادا کر۔'' [1]

یہاں پر ''اَلْخَادِم'' کے کلام کا خلاصہ ختم ہو گیا۔

اور صاحب خادم نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے حوالے سے علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کا جو قول نقل کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا اور کسی شرعی مقصد کے بغیر علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کا غیبت کے جواز کا قول ضعیف ہے اور ان کی ذکر کردہ حدیثِ پاک غیر معروف ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو بھی اسے ضرورت کی صورت پر محمول کرنا متعین ہے اور ''اَلتَّوَسُّط'' میں ہے کہ ''علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کے کلام میں جو حدیثِ پاک ذکر کی گئی ہے اس کی کوئی اصل نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔''

ذمی کافر کی غیبت کا حکم:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) سے کافر کی غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کی غیبت 3 وجوہات کی بنا پر حرام ہے: (۱) ایذا دینا (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق میں خامی نکالنا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بندوں کے افعال کا خالق ہے اور (۳) بے مقصد کام میں وقت ضائع کرنا۔'' مزید ارشاد فرمایا کہ ''پہلی وجہ حرام ہونے، دوسری مکروہ ہونے اور تیسری خلافِ اَولیٰ ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ بعض احکام میں ذمی بھی مسلمان کی طرح ہی ہوتا ہے کہ اسے بھی ایذا دینے سے منع کیا گیا ہے اور بے شک شریعت نے اس کی عزت، خون اور مال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔'' اور ''اَلْخَادِم'' میں ارشاد فرمایا کہ ''اسی قول کا صحیح ہونا اَولیٰ ہے۔'' اور حضرت سیِّدُنا محمد بن حبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان (متوفی ۳۵۴ھ) نے ''صَحِیْحُ ابْنِ حَبَان'' میں روایت کیا ہے کہ،

﴿76﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''جس نے کسی یہودی یا

[1]......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۴۴۵ الحسن بن عمارۃ، ج۳، ص۱۱۴۔

نصرانی کو تکلیف دہ بات کہی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"[1]

"سَمْعٌ" کا معنی یہ ہے کہ کسی کو ایسی بات کہنا جو اسے اذیت دے اور غیبت کی حرمت پر اس کی واضح دلالت کے بعد مزید کسی کلام کی گنجائش نہیں۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے مزید ارشاد فرمایا: "اور باقی رہا حربی تو پہلی وجہ کی بنا پر اس کی غیبت کرنا حرام نہیں اور دوسری اور تیسری وجہ کی بنا پر مکروہ ہے۔ لیکن بدعتی اگر کفر بکے تو وہ حربی کی طرح ہے ورنہ مسلمان کی طرح۔ مگر اس کی بدعت کا ذکر کرنا مکروہ نہیں۔" اور حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۹ھ) نے اس حدیثِ پاک "تیرا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہنا جسے وہ ناپسند کرے۔" کے تحت فرمایا: "اس میں دلیل ہے کہ یہود و نصاریٰ اور تمام باطل مذاہب والے جو تیرے بھائی نہیں اور وہ جسے اس کی بدعت نے دینِ اسلام سے خارج کر دیا ہو، اُن کی کوئی غیبت نہیں۔" "اَلْخَادِم" میں ہے کہ "یہ قول علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اس قول سے ٹکراتا ہے جو انہوں نے اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے کے بارے میں کہا اور تعارض (یعنی اختلاف) واضح ہے۔ پس صحیح یہی ہے کہ ذمی کی غیبت بھی حرام ہے جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔"

تنبیہ5: غیبت کی اقسام

غیبت کی سابقہ تعریف سے یہ وہم کیا جاتا ہے کہ یہ زبان کے ساتھ خاص ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس کی خامی دوسرے کو بتا کر اسے ایذا دینا اور یہ علت اس صورت میں بھی موجود ہے جب آپ کسی دوسرے کو مبہم انداز میں کسی فعل سے یا ہاتھ، آنکھ سے اشارہ کر کے یا لکھ کر اس کی ایسی خامی بتائیں جس کا ذکر کرنا وہ ناپسند کرتا ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں: "مذکورہ قسم کے غیبت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح وہ سارے طریقے جو مقصود کو سمجھنے کی طرف لے جاتے ہیں جیسے کسی کی نقل اتارتے ہوئے چلنا پس یہ بھی غیبت ہے بلکہ غیبت سے بھی بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب الذمی والجزیۃ، الحدیث: ۴۸۶۰، ج۷، ص۱۹۳۔

الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے فرمایا: اس طرح کرنے سے اس شخص کی تصویر سامنے آجاتی ہے اور یہ سمجھانے میں زیادہ واضح اور دل کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور کتاب لکھنے والے کا معیَّن شخص کا ذکر کرکے اس کے کلام کو رد کرنا بھی غیبت ہے۔ مگر یہ کہ غیبت کو مباح کرنے والے مذکورہ چھ اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے اور اسی طرح آپ کا یہ کہنا بھی غیبت ہے کہ ''آج جو لوگ ہمارے پاس سے گزرے ان میں سے ایک نے اس طرح کیا جبکہ مخاطب اس سے معین شخص کو سمجھ رہا ہو اگرچہ کسی خفیہ قرینہ سے ہو ورنہ آپ کا یہ کہنا حرام نہ ہوگا جیسا کہ اِحْیَاءُ الْعُلُوم وغیرہ میں ہے۔'' [1]

اعتراض: علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا یہ قول کہ غِیْبَتٌ بِالْقَلْب یعنی دل سے غیبت کرنا حرام ہے، مذکورہ مؤقف کی نفی کرتا ہے لہٰذا مخاطب کے سمجھنے کا کوئی اعتبار نہیں؟

جواب: دل کی غیبت سے مراد یہ ہے کہ آپ کے دل میں کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو اور بغیر کسی شرعی جواز کے آپ اس پر دل کو پختہ کرلیں۔ پس دل کی غیبت سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی یہی مراد متعین ہوتی ہے اور مخاطب کو غیر معین شخص کی بات بتانا جو آپ کے نزدیک معین ہو لیکن اس کے لیے بدگمانی کا اعتقاد اور دل کا پختہ ارادہ نہ ہو تو اس اعتبار سے یہ دو الگ صورتیں بن جائیں گی۔ پھر میں نے ''اِحْیَاءُ عُلُومِ الدِّیْن'' میں بدگمانی کے بارے میں دیکھا تو وہاں بھی میرے ذکر کردہ کلام کے مطابق تصریح ہے اور اس پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے کلام کو محمول کرنا بھی متعین ہو جاتا ہے۔

غیبت کی خبیث ترین قسم یہ ہے کہ کوئی شخص صالحین کا طریقہ کار اور اپنا مقصود سمجھاتے ہوئے غیبت سے بچنے کا اظہار کرے حالانکہ اپنی جہالت کی بنا پر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس نے ریاکاری اور غیبت دو فحش باتوں کو جمع کرلیا ہے مثلاً بعض ریاکاروں کے سامنے جب کسی انسان کا ذکر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ''اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے ہمیں حیا کی کمی یا بادشاہوں کے پاس جانے کی مصیبت میں گرفتار نہ کیا۔'' حالانکہ اُن کا ارادہ دعا کرنا نہیں بلکہ سننے والے کو دوسرے کا عیب سمجھانا ہوتا ہے۔

کبھی تو اس کی خباثت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پہلے وہ کسی کی تعریف کرتا ہے پھر اس تعریف میں غیبت کی آمیزش ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس وہ کہتا ہے کہ فلاں عبادت یا علم میں بہت زیادہ کوشش کرنے والا ہے لیکن وہ بھی اسی

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشرة الغیبة، بیان ان الغیبة لا تقتصر......الخ، ج۳، ص۱۷۹۔

مصیبت میں مبتلا ہے جس میں ہم سب مبتلا ہیں یعنی اس میں صبر کی کمی ہے۔ پس وہ بات اپنی کرتا ہے لیکن اس کا مقصود دوسرے کی مذمت کرنا ہوتا ہے۔ نیز اپنی مذمت کرنے میں صالحین کے ساتھ تشبیہ دے کر خود اپنی تعریف کرنا اس کا مقصود ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ تین فحش عادتوں کو جمع کر لیتا ہے: غیبت، ریاکاری اور اپنی تعریف کرنا بلکہ چار کو کیونکہ یہ کام کرنے کے باوجود وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ گمان کرتا ہے کہ وہ غیبت سے بچنے والے نیکوکاروں میں سے ہے اور اس کا سبب جہالت ہی ہے کیونکہ جو جہالت کی حالت میں عبادت کرتا ہے شیطان اس کے ساتھ کھیلتا ہے اور اس پر ہنستا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور تمام عبادات وریاضات برباد کر کے اسے ہلاکت اور گمراہی کے گڑھوں میں پھینک دیتا ہے۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ ''میرے دوست کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ میرے لئے تکلیف دہ ہے لہٰذا ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اسے ثابت قدم رکھے۔'' حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے اور وہ جاہل اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باطن کی خباثت سے اچھی طرح آگاہ ہے اور وہ اس کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لیتا ہے اور یہ اس سے زیادہ سخت ہے جس کا ارتکاب جاہل لوگ سرعام کرتے ہیں۔

غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تعجب کے طور پر کسی کی غیبت کو توجہ سے سننا تاکہ غیبت کرنے میں غیبت کرنے والے کا لطف دوبالا ہو۔ حالانکہ وہ جاہل یہ نہیں جانتا کہ غیبت کی تصدیق کرنے والا بلکہ اس پر خاموش رہنے والا بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہوتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:

﴿77﴾...... حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔'' (1)

پس وہ شریک ہونے سے نہیں بچ سکتا جب تک کہ زبان سے انکار نہ کرے۔ اگر ہو سکے تو کسی اور بات میں مشغول ہو جائے اگر ایسا نہ کر سکے تو کم از کم دل میں برا جانے اور اس پر لازم ہے کہ اس مجلس سے چلا جائے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو ورنہ معذور ہے اور اس میں صرف زبان سے اس کا یہ کہنا فائدہ نہ دے گا کہ ''خاموش ہو جا۔'' جبکہ دل اس کو پسند کر رہا ہو اور نہ ہی ہاتھ وغیرہ سے اشارہ نفع مند ہو سکتا ہے۔ البتہ! زبان سے انکار شدت اختیار کر جائے تو یقیناً فائدہ حاصل ہو گا۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں ہے:

---

(1)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، بیان ان الغیبۃ لا تقتصر......الخ، ج۳، ص۱۸۰۔

﴿78﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''بے شک جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر تھا پس اس نے اس کی مدد کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر اس نے مدد نہ کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔'' (۱)

﴿79﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کو غیبت سے بچایا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرما دے۔'' (۲)

تنبیہ6: غیبت کے اسباب

غیبت پر ابھارنے والے امور بہت زیادہ ہیں۔ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......جس نے آپ کو غصہ دلایا کبھی تو اس کی برائیاں بیان کر کے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے لیکن کبھی غیبت سے بھی غصہ کم نہیں ہوتا۔لہٰذا وہ دل میں جمع ہوتا رہتا ہے اور پختہ کینہ بن کر برائیاں بیان کرنے کا دائمی سبب بن جاتا ہے۔غصہ اور کینہ غیبت پر ابھارنے والے بہت بڑے اسباب ہیں۔

(۲)...... بھائیوں کی موافقت اور ان کے ساتھ ان کے معاملات میں نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے حسنِ سلوک سے پیش آنا یا پھر انہی جیسے معاملات اپنا لینا اس ڈر سے کہ اگر وہ خاموش رہا یا انکار کیا تو وہ اس کو بوجھ سمجھیں گے اور اس سے الگ ہو جائیں گے اور اپنی جہالت کی وجہ سے یہ گمان کرتا ہے کہ یہ یاری، دوستی کی ضروریات میں سے ہے، بلکہ کبھی تو خوشی و غمی میں دوستوں سے تعاون کا اظہار کرتے ہوئے ان کے کسی سے ناراض ہونے کے سبب خود بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔لہٰذا وہ اس شخص کا برا تذکرہ کرنے اور عیوب بیان کرنے میں ان کے ساتھ اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ آخرکار ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۳)......کسی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ اس کی خامیاں نکالنا چاہتا ہے یا پھر کسی بزرگ کے سامنے اس کے خلاف کوئی گواہی دینے کا ارادہ رکھتا ہے، لہٰذا اس بزرگ کے سامنے پہلے ہی اس کی برائی بیان کر دے تاکہ اسے اس بزرگ

۱......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۲۰۲ ابان بن ابی عیاش، ج۲، ص۶۴ ''أذلہ'' بدلہ ''أدرکہ''۔

۲......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب ذب المسلم عن عرض أخیہ، الحدیث:۲۴۰، ج۷، ص۱۲۰۔

کی نظروں سے گرادے۔اس سلسلے میں اکثر اوقات اُسے جھوٹ سے کام لیناپڑتا ہے وہ اس طرح کہ پہلے وہ اس کے سچے عیب بیان کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ دیگر عیوب بھی بیان کرتا ہے تا کہ وہ اس معاملے میں اپنے سچے ہونے پر دلیل قائم کر سکے کہ وہ تمام باتوں میں سچا ہے۔

(۴)......کسی قبیح چیز کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو اس سے اپنے بری ہونے کا اظہار اس طرح کرے کہ اس برے فعل کا ارتکاب تو فلاں نے بھی کیا ہے، حالانکہ حق تو یہ تھا کہ اس فعل سے اپنی برأت کا اظہار کسی دوسرے کے مرتکب ہونے کا تذکرہ کئے بغیر کیا جاتا اور کبھی اپنے عذر کی تمہید یوں باندھتا ہے کہ فلاں بھی اس کے ساتھ اس کام میں شریک ہے اور وہ بھی برا ہے۔

(۵)......بناوٹ کرنا اور اپنی شان بلند کرنا اور دوسرے کا مقام گرانا۔ جیسے یہ کہنا کہ فلاں جاہل ہے یا اس کا فہم و ادراک کمزور ہے۔اس طرح ان عیوب سے اپنے آپ کو محفوظ ثابت کرنے کے ساتھ اپنی بزرگی کا اظہار کرنا۔

(۶)......کسی سے لوگوں کے محبت کرنے اور اس کی تعریف کرنے کی وجہ سے حسد کرنا اور حاسد یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے عیب بیان کر کے لوگوں کو اس کی تعریف کرنے سے روکے تا کہ اس سے لوگوں کے تعریف کرنے اور محبت کرنے کی نعمت چھن جائے۔

(۷)......یا پھر غیبت کا سبب محض کھیل اور مذاق کرنا ہوتا ہے یعنی کسی کے بارے میں وہ ایسی باتیں کرے جن کے ذریعے وہ لوگوں کو ہنسائے۔حالانکہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا مذاق اڑانا ایسا ہی ہے جیسے اس کی موجودگی میں اس کا مذاق اڑانا کیونکہ اس سے اس کی تحقیر ہوتی ہے۔

یہ غیبت کے عام اسباب ہیں اور خاص اسباب ابھی باقی ہیں جو ان سے بھی زیادہ برے اور خبیث ہیں:

(۱)......دین دار آدمی کا کسی برائی سے حیران ہو کر یہ کہنا کہ ''کتنی عجیب بات ہے جو میں نے فلاں میں دیکھی۔'' اگرچہ وہ اس برائی سے اپنے تعجب کرنے میں سچا بھی ہو لیکن پھر بھی حق یہ تھا کہ فلاں کا نام ذکر نہ کرتا کیونکہ اس طرح وہ غیبت کرنے والا گناہ گار ہو جائے گا اور اسے اس کا شعور تک نہ ہوگا۔

(۲)......یا پھر کسی کا یہ کہنا کہ ''فلاں آدمی پر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیسے اپنی کنیز کو پسند کرتا ہے حالانکہ وہ تو بدصورت ہے۔''

(۳)...... یا پھر کسی کا یہ کہنا کہ ’’وہ کیسے فلاں آدمی کے سامنے پڑھتا ہے حالانکہ وہ جاہل ہے۔‘‘

(۴)......غیبت کا ایک سبب رحم کھانا بھی ہے۔ وہ یوں کہ کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس پر اظہارِ غم کرنا اور یہ کہنا کہ ’’فلاں کی مصیبت نے مجھے غمگین کر دیا۔‘‘ اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو لیکن وہ اس کا نام لینے سے نہیں بچ سکا اس لئے غیبت کا مرتکب ہوا۔ اس کا غم و رحمت تو بہتر ہے لیکن شیطان اسے ایسے شر کی طرف لے جاتا ہے جس کا اسے علم نہیں ہوتا۔ اس پر رحم کھانا اور اظہارِ غم کرنا نام لئے بغیر بھی ہو سکتا ہے مگر شیطان اسے نام لینے پر برانگیختہ کرتا ہے تاکہ اس کے اظہارِ غم اور رحم کھانے کا ثواب باطل ہو جائے۔

(۵)......کسی کے برائی میں مبتلا ہونے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غضب ناک ہونا۔ پھر وہ اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے اس کا نام لیتا ہے حالانکہ لازم تو یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے ذریعے اس پر اپنے غصے کا اظہار کرے اور کسی دوسرے پر ظاہر نہ کرے یا پھر اس کا نام چھپائے اور برائی کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرے۔

یہ تینوں (یعنی تعجب، رحمت اور غصہ) ایسے اسباب ہیں کہ عوام تو دور کی بات ہے ان کا سمجھنا علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے لئے بھی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ تعجب، رحمت اور غصہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہو تو (مغضوب کا) نام لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے، بلکہ غیبت کی رخصت کے اسباب صرف وہی ہیں جو گزشتہ صفحات پر بیان ہو چکے ہیں اور یہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

تنبیہ7: غیبت کا علاج

غیبت کا علاج جاننا آپ پر لازم ہے۔ اس کا علاج اجمالی اور تفصیلی دونوں طریقوں سے ہو سکتا ہے:

اجمالی علاج:

(۱)......اس کا اجمالی طریقہ تو یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ غیبت کے ذریعے آپ نے خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کی سزا کا مستحق بنا لیا ہے جیسا کہ اس پر گزشتہ آیات و احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ نیز اسی طرح یہ بھی جان لیں کہ یہ آپ کی نیکیوں کو بھی ختم کر دے گی کیونکہ مسلم شریف کی حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ مفلس وہ ہے کہ جس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائیں گی۔ اگر پھر بھی اس پر کچھ حقوق باقی رہ گئے تو اس پر دوسروں (یعنی

حقوق والوں) کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنتی ہوگا یا جس کے گناہ زیادہ ہوں گے وہ جہنمی ہوگا اور اگر نیکیاں اور گناہ برابر ہوئے تو اعراف (یعنی جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام) والوں میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے۔ پس غیبت سے بچو کیونکہ یہ آپ کی نیکیوں کے خاتمے اور گناہوں کے زیادہ ہونے کا سبب بن جائے گی اور آپ جہنمیوں میں سے ہوجائیں گے چنانچہ،

﴿80﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''بے شک غیبت اور چغلی ایمان کو ختم کر دیتے ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔'' (۱)

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کہا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے نزدیک تمہاری اتنی زیادہ قدر نہیں کہ میں تمہیں اپنی نیکیوں میں فیصلہ کرنے والا بنادوں۔'' (۲)

پس مذکورہ احادیثِ مبارکہ پر ایمان رکھنے والا ان میں بیان کردہ غیبت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے مکمل طور پر بچالے گا۔

(۲)......یہ علاج بھی آپ کے لئے نفع مند ہے کہ آپ اپنے عیوب میں غور و فکر کریں اور ان سے پاک ہونے کی کوشش کریں تاکہ آپ اس فرمانِ نبوی کے تحت داخل ہوجائیں کہ،

﴿81﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں (یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں تو اسے چاہئے کہ اس کا گھر اس کے لئے کافی ہو (یعنی بلاضرورت گھر سے باہر نہ جائے) اور اپنی خطاؤں پر روئے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھے اُسے چاہئے کہ اچھی بات کہے تاکہ فائدہ پائے یا بری بات سے رُکا رہے تاکہ محفوظ رہے۔'' (۳)

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من الغیبۃ......الخ، الحدیث۴۳۶۴، ج۳، ص۴۰۵۔

(۲)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، بیان العلاج الذی......الخ، ج۳، ص۱۸۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث۷۷۰۶، ج۸، ص۱۶۸۔

اور تجھے اس بات پر حیا آئے کہ تو کسی دوسرے کو اس کی ایسی برائی پر ملامت کرے جس میں یا اس جیسی کسی برائی میں تو خود مبتلا ہو۔ پھر اگر وہ چیز (جس پر تو اس کی مذمت کر رہا ہے) پیدائشی ہو تو اس کی مذمت دراصل اس کے پیدا کرنے والے کی مذمت ہے کیونکہ جس نے کسی صنعت (یعنی بنی ہوئی چیز) کی مذمت کی اس نے بنانے والے کی مذمت کی۔

ایک شخص نے کسی دانش مند سے کہا: ''اے بری صورت والے۔'' تو اس عقلمند انسان نے جواب دیا: ''میں نے اپنا چہرہ خود نہیں بنایا کہ میں اسے خوبصورت بناتا۔'' اور اگر تم خود میں کوئی عیب نہیں پاتے حالانکہ یہ بات بعید از عقل ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں عیوب سے پاک پیدا فرما کر احسان فرمایا، لہٰذا اپنے نفس کو بڑا نہ سمجھو۔

(۳)......اسی طرح یہ علاج بھی فائدہ مند ہے کہ آپ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ دوسرے کو بھی غیبت سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح آپ کو ہوتی ہے لہٰذا کس طرح دوسرے کے لئے اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں جس سے خود آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

تفصیلی علاج:

تفصیلی علاج یہ ہے کہ آپ غیبت پر ابھارنے والے اسباب پر غور کریں پھر انہیں جڑ سے کاٹ دیں کیونکہ بیماری کا علاج اس کے سبب کو ختم کرنے سے ہی ہو سکتا ہے، لہٰذا جب آپ غیبت پر ابھارنے والے اسباب کو جان لیں گے تو ان کو ختم کرنا آپ کے لئے آسان ہو جائے گا جس طرح غصے کی حالت میں آپ اس بات کو جان لیتے ہیں کہ اگر آپ نے غیبت کر کے اپنے غصے کو ٹھنڈا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر غضب ناک ہوگا کیونکہ آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے منع کردہ فعل کو ہلکا سمجھا اور اس کی وعید کے باوجود اس فعل کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ،

﴿82﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم کا ایک دروازہ ہے جس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا غصہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔''(1)

کسی سے حسنِ سلوک سے پیش آتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لے کر مخلوق کو راضی کریں گے تو وہ بہت جلد آپ کو اس کی سزا دے گا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں۔

---

(1)......جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف الھمزۃ، الحدیث: ۶۰۴۰، ج۲، ص۳۲۵۔

حسد کے وقت اس بات میں بھی غور کرلیں کہ آپ نے اس کی وجہ سے دنیا وآخرت کے خسارے کو جمع کرلیا ہے۔ دنیا کا خسارہ تو یہ ہے کہ آپ کا کسی کی نعمت پر اس سے حسد کرنا اور پھر اس حسد کی وجہ سے عذاب کا مستحق بن جانا۔ جبکہ آخرت کا خسارہ یہ ہے کہ آپ آخرت میں اسے نیکیاں دینے یا اس کے گناہ لینے کے ذریعے اس کی مدد کریں گے۔ لہٰذا آپ اس کے تو دوست ہیں لیکن اپنے دشمن ہیں۔ پس آپ نے اپنے حسد کی خباثت کے ساتھ اپنی حماقت کی جہالت کو جمع کرلیا ہے اور بسا اوقات یہی چیز آپ کی طرف سے اس کی فضیلت پھیلنے کا سبب بن جاتی ہے جیسے شاعر کا قول ہے:

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰـهُ نَشْـرَ فَـضِيْـلَـةٍ طُـوِيَـتْ اَتَـاحَ لَهَـا لِسَـانَ حَسُـوْدٖ

ترجمہ: اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی چھپی ہوئی فضیلت کو پھیلانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے حاسدین کی زبانوں کو دراز کردیتا ہے۔

فخر وخود پسندی اور اپنی فضیلت کے اظہار کے وقت یہ بات یاد رکھیں کہ جب آپ نے کسی کا برا تذکرہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا مقام ومرتبہ خود ہی ختم کردیا اور لوگ آپ کے قابلِ اعتماد ہونے کا جو اعتقاد رکھتے تھے آپ اس پر بھی پورے نہ اُترے۔ بلکہ جب وہ آپ کو پہچان لیں گے کہ یہ لوگوں کی عزتوں کو داغ دار کرنے والا اور برے مقاصد رکھنے والا ہے تو وہ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ لہٰذا آپ نے وہ مقام ومرتبہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں یقینی تھا اسے اس غیر یقینی چیز کے بدلے میں بیچ دیا جو بے بس مخلوق کے پاس ہے۔

کسی کا مذاق اڑاتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھیں کہ ''جب آپ نے کسی دوسرے کو لوگوں کے سامنے رسوا کیا تو یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو رسوا کردیا۔'' اور خود پسندی اور استہزا میں بڑا فرق ہے۔

غیبت پر ابھارنے والے بقیہ اُمور کا علاج مذکورہ بحث سے ظاہر ہوجائے گا لہٰذا ان کے بیان کی حاجت نہیں تاکہ بحث طویل نہ ہوجائے۔

تنبیہ8:

یہ بات پہلے بیان ہوچکی ہے کہ غِیْبَت بِالْقَلْب (یعنی دل سے غیبت کرنا، بدگمانی) حرام ہے اور اس کا معنی بھی بیان ہوچکا ہے اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' کا وہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے جس میں دل سے غیبت کرنے کی حرمت کا بیان ہے۔

بدگمانی

یادرہے کہ بدگمانی بھی بدگوئی کی طرح حرام ہے۔ بدگمانی سے میری مراد وہ گمان ہے جو دل میں پختہ ہو اور کسی پر برائی کا حکم لگائے البتہ دل میں برے خیالات معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے مگر برا گمان ممنوع ہے۔ برا گمان یہ ہے کہ انسان کا نفس اس کی طرف جھک جائے اور دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

بدگمانی کی حرمت کا سبب:

اس کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ دل کے معاملات کو سوائے علّام الغیوب رب عَزَّوَجَلَّ کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا آپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ آپ کسی کے بارے میں برا گمان رکھیں جب تک آپ کے سامنے کوئی ایسی واضح دلیل ظاہر نہ ہو جائے کہ جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ لہٰذا اس وقت جو بات آپ کو معلوم ہے یا جس کا مشاہدہ کیا اس کا اعتقاد رکھے بغیر کوئی چارہ نہیں اور جس چیز کا آپ نے نہ تو آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور نہ ہی کانوں سے اس کے متعلق کچھ سنا لیکن پھر بھی وہ آپ کے دل میں کھٹکے تو جان لیں کہ آپ کے دل میں کھٹکنے والی بات شیطانی وسوسہ ہے۔ پس آپ پر لازم ہے کہ اسے جھٹلا دیں کیونکہ شیطان سب سے بڑا فاسق ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سورت کے شروع میں فرمایا:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا (پ۲۶، الحجرات:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

یعنی کسی برے خیال کی وجہ سے دھوکا نہ کھانا جبکہ وہ خیال اپنے خلاف کا احتمال رکھتا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ فاسق کی خبر سچی ہو لیکن آپ کے لئے اس کی تصدیق کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہو۔ اسی وجہ سے ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے کسی سے شراب کی بو آنے پر حد کا حکم نہیں دیا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی اور چیز کی بو ہو۔(1) چنانچہ،

......صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی بہارِ شریعت میں نقل فرماتے ہیں: ''شراب پینے کا ثبوت فقط منہ میں شراب کی سی بدبو آنے بلکہ قے میں شراب نکلنے سے بھی نہ ہوگا یعنی فقط اتنی بات سے کہ بُو پائی گئی یا شراب کی قے کی حد......

﴿83﴾……شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمان کا خون اور مال حرام قرار دیا ہے اور یہ (بھی حرام ٹھہرایا ہے) کہ کسی مسلمان کے بارے میں برا گمان کیا جائے۔''(1)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے لئے کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی جائز نہیں مگر یقینی مشاہدہ یا کسی عادل کی گواہی سے جیسا کہ ایسی صورت میں مال لینا جائز ہے۔ ورنہ خیر وشر کے احتمال کی وجہ سے حتی الامکان کسی مسلمان کے متعلق اپنی اس بدگمانی کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں۔

حقیقی بدگمانی کی علامت:

حقیقی بدگمانی کی علامت یہ ہے کہ کسی کے بارے میں آپ کا دل تبدیل ہو جائے یعنی محبت نفرت میں بدل جائے ،آپ اسے بوجھ سمجھیں اوراس کی سہولیات میں کمی کر دیں۔ چنانچہ،

﴿84﴾……تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مومن میں تین برائیاں ایسی ہیں جن سے وہ چھٹکارہ حاصل کرسکتا ہے اور بدگمانی سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر اپنا دل پختہ نہ کرے۔''(2)

یعنی بدگمانی جس بات کا تقاضا کر رہی ہے وہ اس پر دل کو نہ جمائے کیونکہ یہ چیز اس کے دل کو محبت سے نفرت و ناپسندیدگی کی طرف پھیر دے گی اور نہ ہی اعضاء کے کسی فعل سے بدگمانی کا موجب عمل کرے۔ شیطان کبھی کبھار اپنے کسی ادنیٰ سے فریب کے ذریعے دل میں لوگوں کی برائی راسخ کر دیتا ہے اور یہ وسوسہ پیدا کرتا رہتا ہے کہ یہ تو آپ کی انتہائی ذہانت وفطانت اور بیدار مغزی کے باعث ہے اور مومن تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حقیقت میں وہ شیطان کے دھوکے اور تاریکی سے دیکھنے والا ہوتا ہے۔ جب آپ کو کوئی عادل شخص کسی قسم کی کوئی خبر دے اور

……قائم نہ کریں گے کہ ہوسکتا ہے حالتِ اضطرار یا اکراہ میں پی ہو مگر بو یا نشہ کی صورت میں تعزیر کریں گے جبکہ ثبوت نہ ہو۔ اوراس کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا اور ایک مرد اور دو عورتوں نے شہادت دی تو حد قائم کرنے کے لئے یہ ثبوت نہ ہوا۔''

(بہارِ شریعت،حصہ ۹،ج ۲ ص ۳۹۱)

1……شعب الایمان للبیھقی ،باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۰۶ ،ج۵،ص۲۹۷ ،بتغیرٍقلیلٍ۔

2……احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان ،الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ ،بیان تحریم الغیبۃ،ج۳،ص۱۸۶ ۔
المعجم الکبیر، الحدیث۳۲۲۷،ج۳،ص۲۲۸ ،مفھوماً۔

آپ اس کی تصدیق یا تکذیب کی طرف مائل ہو جائیں تو آپ مخبر عنہ (یعنی جس کے متعلق خبر دی گئی) کے بارے میں برا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے یا مخبر (یعنی خبر دینے والے) کے بارے میں جھوٹ کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے ان دونوں باتوں میں سے ایک (یعنی تصدیق یا تکذیب کرنے) پر گنہگار ٹھہریں گے۔ لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ خبر دینے والے کے بارے میں تفتیش کر لیں کہ آیا ان دونوں کے درمیان کسی قسم کی عداوت کی وجہ سے یہ تہمت تو نہیں ہے، اگر ان میں عداوت پائیں تو توقف فرمائیں اور جس کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے اس کا جو مرتبہ اس بدگمانی سے قبل آپ کے دل میں تھا اسے اسی حال پر باقی رکھیں اور جسے لوگوں کے متعلق ایسی باتیں کرنے کی عادت ہو اس کی طرف توجہ نہ دیں۔

چاہئے تو یہ کہ جب بھی آپ کے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں برا خیال آئے تو اس کے لئے بھلائی کی دعا کریں تا کہ شیطان کو غصہ آئے اور وہ اس دعا کی وجہ سے آپ کے دل میں برا خیال ڈالنے سے باز آ جائے اور جب آپ کو کسی مسلمان کی لغزش کا پتہ چلے تو اسے گناہ سے بچانے کے لئے تنہائی میں نصیحت کریں اور وہ جس مصیبت کا شکار ہوا اس پر اسی طرح غم کا اظہار کریں کہ اگر وہی مصیبت آپ کو پہنچتی تو آپ غمگین ہو جاتے تا کہ آپ نصیحت، غم کے اجر اور اس کے دین پر اس کی مدد کرنے کا ثواب اکٹھا کر سکیں۔

تجسس:

بدگمانی کے نتائج میں سے ایک ''ٹوہ میں پڑنا'' بھی ہے کیونکہ دل گمان کو ہی کافی نہیں سمجھتا بلکہ یقین چاہتا ہے لہٰذا وہ ٹوہ میں پڑ جاتا ہے۔ تجسس کی ممانعت پیچھے گزر چکی ہے اور تجسس یہ ہے کہ وہ مخلوق کو اس کے راز میں نہ رہنے دے لہٰذا وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ آپ کو ایسی بات کی خبر دے کہ اگر وہ آپ سے پوشیدہ رہتی تو آپ کے دل اور دین کے لئے زیادہ سلامتی تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک ہی آیت میں غیبت کے ساتھ بدگمانی کو بھی جمع کر دیا ہے کیونکہ یہ عام طور پر ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں۔

تنبیہ9:

غیبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جلدی تمام شرائط کے ساتھ توبہ کرے، اسے قطعی طور پر ترک کر دے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ندامت کا اظہار کرے تا کہ اسکے حق سے بری ہو جائے۔ پھر بھی غیبت کرنے والا **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہوئے اس سے معافی مانگتا رہے تاکہ وہ اسے معاف فرما دے اور وہ غیبت کی نحوست سے نکل جائے۔

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''غیبت سے بری ہونے کے لئے استغفار کافی ہے۔'' اور انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تو نے غیبت کی اس کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس کے لئے استغفار کرے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس کا کفارہ یہ ہے کہ آپ اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے بھلائی کی دعا کریں۔'' (۲)

صحیح یہ ہے کہ ''غیبت کرنے والے کا اپنی غیبت سے بری ہونا ضروری ہے۔''

اعتراض: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ عزت کا کوئی عوض نہیں لہٰذا جس کی غیبت کی اس سے معافی مانگنا واجب نہیں بخلاف مال کے کیونکہ اس کا عوض ہوتا ہے اس لئے صاحبِ مال سے معافی مانگی جاتی ہے۔

جواب: ان کا یہ گمان مردود ہے کیونکہ عزت کے معاملے میں حدِ قذف واجب ہے لہٰذا عزت پامال کرنے کی صورت میں بھی اس سے معافی مانگی جائے گی بلکہ احادیثِ صحیحہ میں ظلم سے اپنی براءت حاصل کرنے کا حکم ہے اس دن سے پہلے کہ جس دن کوئی درہم ہوگا نہ دینار۔ بلکہ ظالم کی نیکیاں ہوں گی جو مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پس اس طرح معافی طلب کرنا متعین ہوگیا۔

البتہ! میت اور غائب کے لئے کثرت سے دعا و استغفار کرنی چاہئے اور جس سے معافی مانگی جائے اس پر معاف کرنا مستحب ہے لازم نہیں، کیونکہ یہ اس کی طرف سے نیکی اور احسان ہے۔ اسلاف کا ایک گروہ اپنا حق مباح کرنے سے منع کرتا تھا۔ بہرحال درج ذیل حدیثِ پاک پہلے مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ،

﴿85﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ابوضمضم کی طرح نہیں ہوسکتا کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے: ''بے شک میں نے اپنی عزت لوگوں پر صدقہ کردی۔'' (۳)

حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو میں اس سے ظلم کا بدلہ لوں گا اور نہ ہی قیامت کے دن اس سے جھگڑا کروں

---

(۱)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب کفارۃ الاغتیاب، الحدیث ۱۵۵، ج۴، ص ۴۱۷۔

(۲)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الخامسۃ عشرۃ الغیبۃ، بیان کفارۃ الغیبۃ، ج۳، ص ۱۹۰، قول مجاھد۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرجل یحل......الخ، الحدیث: ۴۸۸۶، ص ۱۵۸۱۔

گا۔مگراس کامعنی یہ نہیں کہ اس کی غیبت جائز ہوجائے گی کیونکہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کاحق ہے اورکسی چیز کے پائے جانے سے پہلے اس کامباح کرنا ہے۔اسی بناپر دنیامیں حق ساقط نہ ہوگا۔فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے وضاحت سے بیان فرمایاہے کہ ''جس شخص نے اپنے حق میں گالی کومباح کردیاحدِّ قذف سے اس کاحق ساقط نہ ہوگا نہ دنیامیں اورنہ ہی آخرت میں ۔کِتَابُ الشَّھَادَات،توبہ کی بحث میں اس کے متعلق تفصیلی کلام کیاجائے گا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر250: بُرے ناموں سے پکارنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں ارشادفرماتا ہے:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اورایک دوسرے کے برے نام نہ رکھوکیا ہی برا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا اور جوتوبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

(پ۲۶، الحجرات:۱۱)

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے اسے غیبت سے الگ قسم شمار کیاہے مگران کی یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ بھی غیبت کی ایک قسم ہے جیسا کہ گزشتہ بحث سے معلوم ہوچکا ہے۔گویاانہوں نے آیتِ مبارکہ کے اسلوب کی پیروی کی ہے کیونکہ اس میں برے ناموں سے پکارنے اورغیبت میں سے ہرایک کوالگ الگ ذکر کیا گیا ہے،لہٰذا یہ آیتِ مقدسہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان دونوں (یعنی غیبت اور برے ناموں سے پکارنے) کے درمیان فرق ہے۔ہاں! اگریہ جواب دیا جائے کہ بُرے ناموں سے پکارنا مذکورہ غیبت سے ہی ہے مگراس کوعلیحدہ ذکرکرنااس وجہ سے ہے کہ یہ اس کی سب سے بری قسموں میں سے ہے اوراس کوعلیحدہ ذکرکرنے سے مقصوداس کی قباحت بیان کرنا اوراس سے روکنے میں مبالغہ کرنا ہے۔حضرت سیِّدُنا امام محیُّ الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی۶۷۶ھ) کی کتاب ''اَلْاَذْکَار'' میں ہے:''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کااس بات پراتفاق ہے کہ کسی انسان کوایسالقب دینا حرام ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہوخواہ وہ (برالقب) اس کی صفت ہو یااس کے ماں باپ کی یاکسی اورکی۔''(۱)

......الأذکار للنووی ،کتاب الأسماء ،باب النھی عن الألقاب التی یکرھھا صاحبھا ،ص۲۳۳۔

کبیرہ نمبر 251:

مسلمان کا مذاق اڑانا

اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ (پ۲۶، الحجرات:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لئے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''چلے آؤ! چلے آؤ!'' وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا۔ جب وہ دروازے کے پاس پہنچے گا تو وہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: ''آجاؤ! آجاؤ!'' وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا۔ جب وہ اس کے پاس آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: ''آؤ!'' لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما نے اس فرمانِ الٰہی: ''وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا (پ۱۵، الکھف:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: کہیں گے ہائے خرابی ہماری! اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''صغیرہ سے مراد مومن کا مذاق اڑاتے ہوئے ہنسنا اور کبیرہ سے مراد اس کا مذاق اڑاتے ہوئے قہقہے لگانا ہے۔'' (۲)

مفسِّرِ قرآن حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۷۱ھ) اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ (پ۲۶، الحجرات:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کا کوئی نام رکھا اور پھر اس کے ذریعے اس کا مذاق اڑایا تو وہ

......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من احتقار المسلم، الحدیث۴۵۴۹، ج۳، ص۴۶۲۔

شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث۶۷۵۷، ج۵، ص۳۱۰۔

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبۃ والنمیمۃ، باب ما نھی عنہ العباد......الخ، الحدیث۱۵۴، ج۴، ص۴۱۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

فاسق ہے۔‘‘ [1]

اور سُخْرِیَّہ سے مراد کسی کوحقیر جاننا اوراس کی توہین کرنا ہے نیز اس کے عیبوں اور خامیوں کواس طرح ظاہر کرنا ہے کہ اس پرہنسی آئے۔کبھی قول،فعل یا اشارے سے نقل اتار کر مذاق اڑایا جاتا ہے یا کبھی اس کے بے ترتیب کلام یا بے تکے عمل پر ہنسا جاتا ہے یا اس کی بنی ہوئی کسی چیز پر یا اس کی بدصورتی پر مذاق اڑایا جاتا ہے۔

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے غیبت کے تحت ذکر کرنے کے باوجود علیحدہ بھی ذکر کیا ہے مگر ان کی یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ بھی غیبت کی ایک قسم ہے جیسا کہ گزشتہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے۔گویا انہوں نے قرآنِ حکیم کے اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے اور جھڑکنے میں مبالغہ کرتے ہوئے اسے ذکر کیا کیونکہ آیتِ مبارکہ میں اس کے بعد غیبت کا بیان ہے۔

کبیرہ نمبر252:

چغل خوری کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍۙ﴿۱۱﴾ (پ۲۹، القلم:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔

﴿۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍۙ﴿۱۳﴾ (پ۲۹،القلم:۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: درشت خواس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

یعنی جو اپنے باپ کا نہ ہو اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے اس سے استدلال کیا کہ ’’وَلَدُ الزِّنَا بات نہیں چھپاتا۔‘‘ تو اس کا بات نہ چھپانا چغلی کھانے کو لازم ہے اور چغلی کھانا وَلَدُالزِّنا ہونے پر دلیل ہے:

﴿۳﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿۱﴾ (پ۳۰، الھمزة:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔

ایک قول یہ ہے کہ لُمَزَة سے مراد چغل خور ہے۔

---

[1] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی،پ۲۶، الحجرات ،تحت الآیة۱۱، الجزء السادس عشر،ج۸،ص۲۳۶۔

﴿۴﴾ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ (پ۳۰، اللھب:۴)　　ترجمۂ کنزالایمان: لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔

ایک قول کے مطابق ابولہب کی بیوی (اُمِ جمیل بنت حرب) چغل خور تھی، لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے یہاں کی باتیں وہاں بتاتی تھی اور آیت مبارکہ میں چغلی کو لکڑی اس لئے کہا گیا کیونکہ چغلی بھی لوگوں کے درمیان اسی طرح عداوت پھیلاتی ہے جس طرح لکڑی آگ پھیلاتی ہے:

﴿۵﴾ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا (پ۲۸، التحریم:۱۰)　　ترجمۂ کنزالایمان: پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے۔

کیونکہ حضرت سیّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیوی (واہلہ) آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مجنون کہتی تھی اور حضرت سیّدُنا لوط عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیوی (واعلہ) نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مہمانوں کے بارے میں بتا دیا تھا تاکہ وہ ان سے اپنے ایجاد کردہ گندے فعل کا ارادہ کریں حتی کہ انہیں عبرت ناک عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا گیا۔

﴿1﴾......حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''[1]

ایک روایت میں نَمَّام کے بجائے قَتَّات ہے اور قتات بھی چغل خور کو کہتے ہیں۔[2]

ایک قول کے مطابق، ''نَمَّام وہ ہے جو ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھے جو باتیں کر رہے ہوں پھر لوگوں کے سامنے ان کی چغلی کرے اور قَتَّات وہ ہے جو لوگوں کی باتیں ان کی لاعلمی میں سن کر آگے پھیلائے۔

﴿2﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دفعہ ایسی دو قبروں کے پاس سے گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے امر کی وجہ سے نہیں ہو رہا (یعنی اگر یہ عمل کرتے تو یہ ان کے لئے مشکل نہ تھا) ہاں، یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا جبکہ دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔''[3]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ، الحدیث: ۲۹۰، ص۶۹۵۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۹۱، ص۶۹۶۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الدلیل علی نجاسۃ البول، الحدیث: ۶۷۷، ۶۷۸، ص۷۲۷۔

اس حدیثِ پاک کی کئی اسناد پہلے کئی جگہوں پر بیان ہو چکی ہیں۔

(حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) ''ایک تہائی عذابِ قبر غیبت کی وجہ سے، ایک تہائی چغل خوری کی وجہ سے اور ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (۱)

سرکار صلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عذابِ قبر ملاحظہ فرما لیا:

﴿3﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شدید گرم دن بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ بھی آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے چل رہے تھے۔ جب آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جوتوں کی آواز سنی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دل میں کچھ آیا تو بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے آگے جانے دیا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ عمل اس لئے کیا تا کہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ جب آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بقیعِ غرقد سے گزر رہے تھے تو اسی دوران دو قبریں دیکھیں جن میں دو آدمی دفن کئے گئے تھے۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس ٹھہر گئے اور دریافت فرمایا: ''آج تم نے یہاں کس کس کو دفن کیا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''فلاں فلاں کو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کا کیا معاملہ ہے؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (باذنِ پروردگار غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک سرسبز شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور اسے دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے ایسا کرنے کی وجہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تا کہ ان کے عذاب میں کمی ہو جائے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہیں کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیب ہے جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور اگر تمہارے دل آلودہ و پراگندہ نہ ہوتے اور تم زیادہ باتیں نہ کرتے تو وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔'' (۲)

﴿4﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خوری، گالی گلوچ اور

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الغیبة و النمیمة، باب الغیبة و ذمها، الحدیث:۴۵، ج۴، ص۳۵۵۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامة الباھلی، الحدیث:۲۲۳۵۵، ج۸، ص۳۰۴ بتغیرٍ قلیلٍ۔

حمیت (یعنی پاسداری) جہنم میں (لے جانے والی) ہیں۔'' (۱)

﴿5﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''چغل خوری اور کینہ جہنم میں ہیں، یہ دونوں کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''خبردار! بے شک جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغلی عذابِ قبر کا سبب ہے۔'' (۳)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''ہم میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھہر گئے، ہم بھی رک گئے۔ اچانک آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رنگ مبارک متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص کی آستین لرزنے لگی۔ ہم نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ماجرا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو میں سنتا ہوں وہ تم سنتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ان دو بندوں کو ان کی قبروں میں ایک ہلکے سے گناہ کی وجہ سے دردناک عذاب دیا جا رہا ہے۔'' (یعنی جو ان کے گمان میں ہلکا گناہ تھا جبکہ حقیقت میں اس کے بڑا گناہ ہونے پر اتفاق ہے) ہم نے عرض کی: ''وہ گناہ کون سا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں میں سے ایک پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا لوگوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتا تھا یعنی ان کی چغلیاں کھاتا تھا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھجور کی بغیر پتوں والی دو شاخیں منگوائیں اور ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک شاخ رکھ دی۔ ہم نے عرض کی: ''کیا یہ چیز انہیں فائدہ دے گی؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، جب تک یہ دونوں شاخیں تر وتازہ رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔'' (۴)

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۶۱۵، ج۱۲، ص۳۴۱۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۴۶۵۳، ج۳، ص۳۰۱۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب الکذب، الحدیث ۵۷۰۵، ج۷، ص۴۹۴۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الاذکار، الحدیث ۸۲۱، ج۲، ص۹۶۔

﴿8﴾……شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”حاسد،چغل خوراور کاہن مجھ سے نہیں،نہ میں ان سے ہوں۔“پھرآپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان تلاوت فرمایا:

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۵۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان:اور جو ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سرلیا۔[۱]

(پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

﴿9﴾……تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ یاد آجائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بدترین بندے چغلی کھانے والے،دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور بے عیب لوگوں کی خامیاں نکالنے والے ہیں۔“[۲]

﴿10﴾……ایک روایت میں ہے کہ”دوستوں کے درمیان فساد ڈالنے والے(بدترین بندے ہیں)۔“[۳]

﴿11﴾……حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”منہ پر برا بھلا کہنے والوں،پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والوں،چغلی کھانے والوں اور بے عیب لوگوں میں عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ (بروزِقیامت) کتوں کی شکل میں جمع فرمائے گا۔“[۴]

﴿12﴾……حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار،مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”میرے نزدیک بروزِ قیامت تم میں سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے اعتبار سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔“[۵]

﴿13﴾……ایک روایت میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب ایسے حسنِ اخلاق والے ہیں جو لوگوں کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں،

---

[۱]……مجمع الزوائد،کتاب الأدب، باب ماجاء فی الغیبة والنمیمة،الحدیث:۱۳۱۲۴،ج۸،ص۱۷۲۔

[۲]……المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عبد الرحمن بن غنم الاشعری،الحدیث:۱۸۰۲۰،ج۶،ص۲۹۱۔

[۳]……موسوعة الامام ابن ابی الدنیا ،کتاب الصمت وآداب اللسان ،باب ذم النمیمة ،الحدیث:۲۵۵،ج۷،ص۱۶۹۔

[۴]……التوبیخ والتنبیه لابی الشیخ،باب البهتان وماجاء فیه،الحدیث:۲۲۰،ص۹۷۔

[۵]……جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ،باب ما جاء فی معالی الاخلاق ،الحدیث:۲۰۱۸،ص۱۸۵۳۔

وہ لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں، جبکہ تم میں سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے برے بندے چغلی کھانے والے، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے عیب لوگوں کے عیب تلاش کرنے والے ہیں۔'' (۱)

﴿14﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے برے بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِین نے عرض کی ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کی مرضی ہو تو ضرور بتائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بدتر وہ ہے جو تنہا پڑاؤ ڈالتا، اپنے غلام کو مارتا اور اپنی عطا وبخشش کو روکتا ہے، کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام علیہم الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم چاہیں تو ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگوں سے بغض رکھتا اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام علیہم الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم پسند فرمائیں تو ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو نہ تو کسی لغزش کو معاف کرے، نہ معذرت قبول کرے اور نہ ہی خطاؤں کو چھپائے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام علیہم الرِّضْوَان نے عرض کی: ''کیوں نہیں! یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور اس کی برائی سے کوئی محفوظ نہ ہو۔'' (۲)

﴿15﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو درجے میں نماز، روزے اور صدقے سے بھی افضل ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِین نے عرض کی ''کیوں نہیں! (یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! ضرور بتائیں)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم

......العجم الاوسط، الحدیث۷۶۹۷، ج۵، ص۳۸۷، "العیب" بدلہ "العنت"۔

......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۷۷۵، ج۱۰، ص۳۱۸ "لا یقیلون عثرۃ" بدلہ "لا یقبلون عثرۃ"۔

نے ارشادفرمایا: ''آپس میں صلح کروادینا کیونکہ باہمی تعلقات کابگاڑمونڈنے والا ہے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''یہ حَالِقَه (یعنی مونڈنے والا) ہے، میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کومونڈتا ہے بلکہ یہ تو دین کومونڈتا ہے۔'' (۱)

﴾16﴿......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی مسلمان کے متعلق ایسی بات مشہور کی جس سے وہ بری تھا تاکہ دنیا میں اسے بدنام کرے، تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کوحق ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم میں پگھلادے یہاں تک کہ جوکچھ اس نے کہا اسے ثابت کرے۔'' (۲)

﴾17﴿......حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''بنی اسرائیل قحط کا شکار ہوئے تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کئی بار بارش کے لئے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''میں نہ تمہاری دعا قبول کروں گا اور نہ ہی ان کی جوتمہارے ساتھ ہیں۔ جب تک کہ تم میں ایک ایسا چغل خور موجود ہے جو بار بار چغلی کھاتا ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں؟'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشادفرمایا: ''اے موسیٰ! میں جس چیز سے تم بندوں کومنع کرتا ہوں کیا خود اسے کروں۔'' پس ان سب نے اجتماعی توبہ کی تو بارش ہوئی۔'' (۳)

ایک نیک بزرگ سے ان کے بھائی نے ملاقات کی اوران کے دوست کی چغلی کھائی تو انہوں نے ارشادفرمایا: ''اے میرے بھائی! تم نے غیبت کی اور میرے پاس تین گناہ لے کر آئے: (۱)......مجھے اپنے مسلمان بھائی سے ناراض کیا (۲)......اس وجہ سے میرے دل کومشغول کیا اور (۳)......اپنے امین نفس پرتہمت لگائی۔'' (۴)

منقول ہے کہ ''جوآپ کو یہ خبردے کہ فلاں نے آپ کوگالی دی ہے تو وہ آپ کوبھی گالی دے گا۔''

ایک شخص حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس آیا اورکسی کی چغلی کھائی تو آپ نے اس سے

(۱)......جامع الترمذی ،ابواب صفة القیامة ،باب فی فضل صلاح ذات البین ،الحدیث:۲۵۰۹،ص۱۹۰۴۔

(۲)......الترغیب و الترھیب، کتاب القضاء وغیرہ، باب الترھیب من اعانة المبطل...الخ، الحدیث۳۴۴۹، ج۳، ص۱۵۱۔

(۳)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السادسة عشرة النمیمة، ج۳، ص۱۹۲۔

(۴)......المرجع السابق ، بیان حد النمیمة ومایجب فی ردھا، ص۱۹۳۔

ارشاد فرمایا: ''مجھے اس شخص کے پاس لے جاؤ۔'' پس آپ اس کے ساتھ چل دیئے اور وہ شخص دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے نفس کو ظلم سے بچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے (جس کی چغلی کھائی گئی تھی) تو فرمایا: ''اے میرے بھائی! جو کچھ تم نے میرے متعلق کہا اگر سچ ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میری بخشش فرمائے اور اگر تم نے میرے بارے میں جھوٹی بات کہی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری بخشش فرمائے۔''

منقول ہے کہ ''چغل خور کا عمل شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ شیطان کا عمل تو دل میں وسوسہ کے ذریعے ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا عمل آمنے سامنے ہوتا ہے۔''

چغل خور غلام:

ایک غلام کو بیچتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ ''اس میں سوائے چغلی کے کوئی عیب نہیں۔'' ایک شخص نے اس عیب کو ہلکا جانا اور اسے خرید لیا۔ وہ غلام اس مالک کے پاس چند دن تک چغلی سے رکا رہا پھر ایک دن اس نے اپنے مالک کی بیوی سے چغلی کھائی کہ ''اس کا شوہر کسی عورت کو پسند کرتا ہے یا اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔'' اور اسے مشورہ دیا کہ ''استرا لے کر اپنے شوہر کی گدی کے چند بال مونڈ دے تاکہ میں ان بالوں پر جادو کا عمل کرسکوں۔'' اس عورت نے اس کی بات کو سچ سمجھا اور ایسا ہی کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، پھر وہ غلام اپنے مالک کے پاس آیا اور اس کی بیوی کے بارے میں چغلی کھائی کہ ''اس کا ایک خفیہ یار ہے جس سے وہ محبت کرتی ہے اور آج رات تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے لہٰذا تم جھوٹ میں سو جانا تاکہ خود ہی دیکھ لو۔'' اس مالک نے بھی اس کی بات کو سچ جانا، پس وہ جھوٹ میں سو گیا۔ جب اس کی بیوی اس کے بال مونڈنے کے لئے آئی تو اس نے خود سے کہا: ''غلام نے سچ ہی کہا تھا۔'' لہٰذا جب اس کی بیوی اس کے حلق کے بال مونڈنے کے لئے جھکی تو اس نے وہی استرا لے کر اسے ذبح کردیا۔ جب اس عورت کے خاندان کے لوگ آئے اور اسے مردہ پایا تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کردیا۔ اس چغل خور کی بری عادت سے دونوں خاندانوں کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چغل خور کی بات کی تصدیق کرنے کی قباحت اور اس پر مرتب ہونے والے بڑے شر کی طرف

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السادسة عشرة النميمة، ج۳، ص۱۹۵ ۔

اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اشارہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝۶ (پ۲۶،الحجرات:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس لعنت سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

تَنْبِیْہَات

تنبیہ1:

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ چغلی کھانا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی تصریح گزشتہ صحیح حدیثِ پاک میں یوں کی گئی ہے:''ہاں! یہ کبیرہ گناہ ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:''امت کا اس پر اجماع ہے کہ چغل خوری حرام ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔''[1]

اعتراض: جب حدیثِ پاک میں ہے کہ ''مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ یعنی انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔'' تو آپ چغلی کو کیسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں؟

جواب: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں: (۱)......اس کا چھوڑنا اور اس سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں (۲)...... یہ تمہارے اعتقاد میں بڑا نہیں۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ۝۱۵ (پ۱۸، النور:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

(۳)...... یا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا گناہ نہیں۔ اس پر بخاری شریف کی سابقہ حدیثِ پاک بھی دلالت کرتی ہے کہ ''ہاں! یہ کبیرہ گناہ ہے۔''

---

[1]......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من النمیمۃ، تحت الحدیث:۴۳۳۴، ج۳، ص۳۹۴۔

تنبیہ2: چغلی کی تعریف:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے چغلی کی تعریف یہ کی ہے کہ ''لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے ان کی باتیں ایک دوسرے کو بتانا۔'' اور ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں ہے کہ ''اکثر نے یہی کہا ہے لیکن یہ صرف اسی کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہر ایسی بات ظاہر کرنا ہے کہ جس کا ظاہر کرنا ناپسند ہو خواہ جس سے اس نے بات سنی وہ ناپسند کرتا ہو یا جسے سنائی یا کوئی تیسرا شخص اس کو ناپسند کرتا ہو، خواہ اس کا اظہار قول سے ہو یا لکھ کر یا پھر آنکھوں یا ہاتھوں کے اشاروں سے، خواہ جو بات بتائی جارہی ہے وہ قولی ہو یا فعلی یا جس شخص کی بات کی جارہی ہے وہ اس میں یا کسی اور میں پایا جانے والا عیب یا نقص ہو۔ پس چغلی کی حقیقت راز کو فاش کرنا اور جس بات کے ظاہر ہونے کو کوئی ناپسند کرتا ہو اس سے پردہ اٹھانا ہے۔ لہٰذا لوگوں کے جن احوال کو بھی دیکھا جائے تو مناسب یہی ہے کہ انہیں بیان کرنے سے خاموش رہا جائے سوائے اس چیز کے کہ جسے بیان کرنے سے مسلمانوں کو نفع ہو یا پھر کوئی نقصان دور ہو۔ مثلاً اگر کسی کو دیکھے کہ وہ کسی دوسرے کا مال ہڑپ کررہا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے بارے میں بتائے بخلاف اس کے کہ اگر کسی کو دیکھا کہ وہ اپنا ہی مال چھپا رہا ہے تو اب اگر اس نے کسی سے اس کا تذکرہ کیا تو یہ غیبت اور راز فاش کرنا کہلائے گا اور جس کی چغلی کھائی جائے اگر وہ خامی یا عیب واقعتاً اس شخص میں موجود بھی ہو تو یہ غیبت بھی ہوگی اور چغلی بھی۔''

اگر حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے مذکورہ کلام سے مقصود چغل خوری ہو تو یہ ان تمام صورتوں میں کبیرہ گناہ ہوگا جن کا کسی بھی فقیہہ نے مطلقاً ذکر کیا ہے۔ کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے چغلی کے متعلق جو وضاحت کی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں اور اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فساد پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ایسے نقصانات اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہر وہ چیز جو اس طرح ہو (یعنی نقصان اور خرابیوں کا باعث بنے تو) اُس کا حکم یہ ہے کہ وہ واضح طور پر گناہِ کبیرہ ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ کسی کے بارے میں محض ایسی خبر دیں کہ جس کا اظہار وہ ناپسند کرتا ہو لیکن وہ خبر نہ تو اسے کوئی نقصان دے اور نہ ہی وہ اس کا کوئی عیب یا نقص ہو۔

اگر حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کا اس کو چغلی کا نام دینا تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی

جواس مندرجہ بالا بات کی طرف توجہ دے گا وہ جان لے گا کہ یہ کبیرہ گناہ نہیں۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے خود کسی چیز کے غیبت ہونے میں یہ شرط رکھی کہ جس کی غیبت کی جارہی ہے وہ خامی یا نقص اس میں موجود بھی ہو۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جس کی چغلی کھائی جائے اگر وہ خامی یا عیب حقیقتاً اس شخص میں موجود بھی ہوتو یہ غیبت بھی ہوگی اور چغلی بھی۔'' لہٰذا غیبت تو تبھی ہوگی جبکہ وہ خامی اس میں پائی بھی جاتی ہو۔ پس چغلی غیبت سے بھی زیادہ بری ہوئی (کیونکہ اس سے مراد یہ ہوا کہ خواہ وہ بیان کردہ خامی اس میں ہو یا نہ ہو) لہٰذا مناسب یہی ہے کہ چغلی کو اس صورت میں کبیرہ کہا جائے جبکہ اس کے سبب کوئی ایسا فساد یا بگاڑ پیدا ہو جس کی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے وضاحت کی ہے۔ اس پر غور وفکر کرو کیونکہ میں نے کسی کو اس بات پر آگاہ نہیں پایا۔ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کا کلام نقل تو کرتے ہیں لیکن جس بات پر میں نے متنبہ کیا ہے اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ البتہ! جس نے مطلقاً غیبت کو کبیرہ گناہ قرار دیا اُسے چاہئے تھا کہ چغلی کے کبیرہ ہونے کے لئے یہ شرط لگاتا کہ اس میں غیبت کے مفاسد کی طرح مفاسد پائے جائیں اگرچہ وہ لوگوں کے درمیان فساد برپا کرنے والے اسباب تک نہ پہنچیں۔

تنبیہ3: چغلی پر برانگیختہ کرنے والی چیزیں

چغلی پر ابھارنے والی باتیں درج ذیل ہیں:

(۱)......جس کی چغلی کھائی جارہی ہے اس کے بارے میں برا ارادہ ہونا (۲)......جس سے چغلی کھائی جارہی ہے اس سے محبت ہونا یا (۳)......فضول باتوں میں پڑنے سے خوش ہونا۔

اس کا علاج بھی غیبت کی طرح ہے۔ جس سے چغلی کھائی جائے جیسے ''فلاں نے تیرے بارے میں یہ کہا یا تیرے حق میں ایسا کیا۔'' اسے چھ باتوں کا خیال رکھنا چاہئے: (۱)......وہ اس کی بات کو سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور کے فاسق ہونے پر اجماع ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی فرمانِ عالیشان ہے: ''اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا (پ۲۶، الحجرات: ۶) ترجمۂ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔'' (۲)......اسے آئندہ کے لئے دینی اور دنیوی اعتبار سے اس بری عادت سے منع کرے (۳)......اگر وہ اعلانیہ توبہ نہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے

اس سے ناراض ہوجائے (۴)......جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے کیونکہ جو اس کے بارے میں بتایا گیا اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے ایسا ہی کیا اور (۵)......جو کچھ اسے بتایا گیا اس کی ٹوہ اور تلاش میں نہ پڑے یہاں تک کہ خود ہی ثابت ہوجائے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

(۶)......جس بات سے چغل خور کو منع کررہا ہے وہ بات اپنے لئے پسند نہ کرے یعنی اس کی چغلی آگے بیان نہ کرے کہ وہ یہ کہنے لگے کہ ''فلاں نے مجھے یہ بات بتائی۔'' کیونکہ اس طرح یہ بھی چغل خور، غیبت کرنے والا اور جس چیز سے منع کررہا تھا خود اس کا کرنے والا بن جائے گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کسی کے بارے میں کوئی منفی (NEGATIVE) بات کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چغلی کھانے والے سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو ہم تمہارے معاملے تحقیق کریں! اگر تم جھوٹے نکلے تو اس آیتِ مبارکہ کے مصداق قرار پاؤ گے: ''**اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا**(پ۲۶، الحجرات:۶) ترجمہ کنزالایمان: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔'' اور اگر تم سچے ہوئے تو یہ آیتِ مقدسہ تم پر صادق آئے گی: ''**هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ**﴿۱۱﴾ (پ۲۹، القلم:۱۱) ترجمہ کنزالایمان: بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔'' اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کردیں۔'' اس نے عرض کی: ''یاامیر المؤمنین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن! معاف کردیجئے! آئندہ کبھی ایسا (یعنی غیبت اور چغل خوری) نہیں کروں گا۔''[1]

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک (متوفی ۹۹ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۱۲۴ھ) کی موجودگی میں اس شخص پر اظہارِ ناراضی کیا جس کی اس سے چغلی کھائی گئی تھی تو اس شخص نے اس بات کا انکار کردیا۔ خلیفہ نے کہا: ''جس نے مجھے بتایا ہے، وہ سچا آدمی ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا امام زہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۱۲۴ھ) نے ارشاد فرمایا: ''چغل خور کبھی سچا نہیں ہوسکتا۔'' تو سلیمان بن عبدالملک نے کہا: ''آپ نے سچ کہا، اے شخص! سلامتی

---

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمۃ ومایجب فی ردھا، ج۳، ص۱۹۳۔

کے ساتھ چلا جا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ نا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص آپ کے سامنے کسی کی چغلی کھاتا ہے تو وہ آپ کی بھی چغلی کھائے گا۔'' یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چغل خور کو ناپسند کیا جائے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، اس کی صداقت پر یقین نہ کیا جائے اور اس کو ناپسند کیونکر نہ کیا جائے حالانکہ وہ آپ کو جھوٹ، غیبت، تہمت، خیانت، چوری، حسد، لوگوں کے درمیان فساد اور دھوکا سے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ وہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن رشتوں کے جوڑنے کا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے انہیں توڑنے کی کوشش کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۴۲)

(پ ۲۵، الشورٰی: ۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: مؤاخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چغل خور بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔ (۲)

❁❁❁❁❁❁❁

{...... تعریف اور سعادت......}

حضرت سیِّدُ نا امام عبد اللّٰہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۱، ج۴، ص ۳۸۸)

---

(۱)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمۃ و مایجب فی ردھا، ج۳، ص۱۹۳۔

(۲)......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان حد النمیمۃ و مایجب فی ردھا، ج۳، ص۱۹۳۔

کبیرہ نمبر253:

دو رُخا ہونا

دورُخے پن کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم مختلف قسم کے لوگوں کو پاؤ گے۔ ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھے جب انہوں نے اسلام کو سمجھ لیا تو اسلام میں بھی بہتر ہو گئے۔ تم لوگوں میں سے بہترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو اس حالت میں (یعنی اسلام لانے کے بعد) اس چیز (یعنی منافقت) کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور تم لوگوں میں بدترین دو چہروں والے کو پاؤ گے جو ایک چہرے کے ساتھ اِس کے پاس آتا ہے اور دوسرے چہرے کے ساتھ اُس کے پاس جاتا ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا محمد بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، کچھ لوگوں نے میرے دادا حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں عرض کی: ''ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جا کر ان باتوں کے برعکس کہتے ہیں جو ہم ان سے جدا ہو کر کہتے ہیں۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''ہم اس (عمل) کو زمانۂ رسالت مآب میں منافقت شمار کرتے تھے۔'' (۲)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''دو چہروں والا (یعنی منافق) قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے آگ کے (بنے ہوئے) دو چہرے ہوں گے۔'' (۳)

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، الحدیث۳۴۹۳،۳۴۹۴، ص۲۸۵۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من ثناء السلطان۔۔الخ، الحدیث۷۱۷۸، ص۵۹۸۔

مسند ابی داود الطیالسی، الحدیث۱۹۵۵، ص۲۶۴۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۶۲۷۸، ج۴، ص۳۷۰۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی ذی الوجھین، الحدیث۴۸۷۳، ص۱۵۸۰۔

﴿5﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کی دو زبانیں ہوں گی اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی آگ کی دو زبانیں بنا دے گا۔'' (۱)

تنبیہ:

پہلی دو صحیح حدیثوں کی بنا پر دورُخے پن کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس لئے اسے علیحدہ ذکر نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اسے چغلی میں داخل سمجھا مگر اسے مطلقاً کبیرہ قرار دینا محلِ نظر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''دو زبانوں والا وہ شخص ہے جو ایسے دو آدمیوں کے درمیان جاتا ہے جو باہم دشمن ہیں اور وہ (منافق) ہر ایک سے اس کے موافق بات کرتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ دو باہم عداوت رکھنے والوں کے پاس جائے اور ایسا نہ کرے۔ وہ اس صفت سے متصف ہوتا ہے اور یہ حقیقی نفاق ہے۔''

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم قیامت کے دن لوگوں میں سب سے برا اس شخص کو پاؤ گے جو اِس کے پاس یہ بات کہتا ہے اور اُس کے پاس وہ بات کہتا ہے۔'' (۲)

﴿7﴾......ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ''اِس کے پاس اِس چہرے سے اور اُس کے پاس اُس چہرے سے آتا ہے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''دو چہروں والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک امین نہیں ہو سکتا۔'' (۴)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم میں سے کوئی اِمَّعَہ نہ ہو۔''

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۸۵، ج۶، ص۳۱۳۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۱۰۴۳۳، ج۳، ص۵۵۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجھین، الحدیث: ۶۰۵۸، ص۵۱۲۔

(۴)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۶۰۲ کثیر بن زید، ج۷، ص۲۰۵۔

لوگوں نے عرض کی: ''اِمَّعَہ سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو ہر ہوا کے ساتھ چل پڑتا ہے۔ (یعنی بغیر سوچے سمجھے ہر کسی کی بات پر عمل کرنے لگ جاتا ہے)۔''

حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دو آدمیوں سے دورخی ہو کر ملنا نفاق ہے۔ نفاق کی کئی علامتیں ہیں اور یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔''

اعتراض: آدمی کیسے دوز بانوں والا ہوسکتا ہے؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟''

جواب: جب کوئی شخص دو ایسے افراد کے پاس جائے جو ایک دوسرے کے دشمن ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور وہ اس میں سچا ہو تو وہ منافق ہے نہ دوز بانوں والا۔ کیونکہ ایک شخص کبھی باہم دو دشمنوں کا دوست بھی ہوتا ہے لیکن اس کی یہ دوستی کمزور اور ضعیف ہوتی ہے جو اخوت و بھائی چارے کی حد تک نہیں پہنچ پاتی۔ کیونکہ اگر اس کی یہ دوستی پختہ ہوتی تو اس بات کا تقاضا کرتی کہ دوست کا دشمن اس کا بھی دشمن ہے۔ ہاں! اگر اس نے دونوں میں سے ہر ایک کی بات دوسرے تک پہنچائی تو وہ دوز بانوں والا شمار ہوگا۔ اور یہ فعل چغلی سے زیادہ برا ہے کیونکہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کو کچھ بتانے سے ہی چغل خور بن جائے گا اور جب دوسرے کو بھی کچھ بتایا تو اس نے چغلی پر بھی زیادتی کی اور اگر اس نے ان میں سے کسی کو کوئی بات تو نہ بتائی البتہ! ان دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کو اچھا سمجھا تو تب بھی دوز بانوں والا کہلائے گا اور اسی طرح اگر اس نے دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا یا اس نے موازنہ کرتے ہوئے ہر ایک کی تعریف کی یا پھر ایک کی موجودگی میں تو اس کی تعریف کی لیکن جب اس سے علیحدہ ہوا تو اس کی مذمت کی تو ان تمام صورتوں میں وہ دوز بانوں والا کہلائے گا۔ [1]

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ بادشاہ کی موجودگی میں اس کی تعریف کرنا اور اس کی عدم موجودگی میں مذمت کرنا نفاق ہے۔ اس کی صورت یہ بنے گی کہ اگر اسے بادشاہ کے پاس جانے اور اس کی تعریف کرنے کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اس سے مال و عزت ملنے کی توقع ہو اور پھر جب مال وجاہ میں سے کسی ایک ضرورت کی وجہ سے بادشاہ کے پاس جائے اور اس کی تعریف کرے تو وہ منافق ہے اور حدیثِ پاک کا یہی معنی ہے۔ چنانچہ،

[1]......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۶۔

﴿10﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''مال وجاہ کی محبت دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزیاں پیدا کرتا ہے۔'' (۱)

یعنی بعض اوقات انسان کو امرا کے پاس جانا پڑتا اور ان کی مراعات اور دِکھلاوے کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اگر ان کے پاس مجبوراً جانا پڑے مثلاً کسی کمزور کے چھٹکارے کے لئے، ان کے پاس جائے بغیر اس کی گلوخلاصی کی امید نہ ہو اورتعریف نہ کرنے کی وجہ سے ان کا خوف ہو تو وہ معذور ہے کیونکہ شر (یعنی برائی) سے بچنا جائز ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم لوگوں کے سامنے تو ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں یعنی ان سے مسکرا کر ملتے ہیں لیکن ہمارے دل ان پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں۔'' (۲) اور حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ،

﴿11﴾......حاضری کا اذن طلب کرنے والے ایک شخص کے متعلق سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، یہ برے معاملے والا ہے۔'' (اس کے جانے کے بعد) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استفسار کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جاتی ہے۔'' (۳)

یہ حدیثِ پاک خندہ پیشانی اور مسکرا کر ملنے کے باب سے تعلق رکھتی ہے، بہرحال کسی کے شر سے بچنے کے لئے اس کی تعریف کرنا ایک کھلا جھوٹ ہے جو کسی حاجت کے وقت یا بالخصوص کسی کے انتہائی مجبور کرنے پر ہی جائز ہے۔ منافقت کی ایک علامت یہ ہے کہ کوئی ناحق بات سنے تو اس کی تصدیق یا تائید کرے مثلاً سر کو حرکت دے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے جھٹک دے اور (اس کی طاقت نہ ہو تو) زبان سے روکے اور (اس کی بھی طاقت نہ ہو تو) دل میں برا جانے۔ (۴)

۞۞۞۞۞۞۞

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، تحت باب المداراة مع الناس، ص۵۱۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب المداراة مع الناس، الحدیث: ۶۱۳۱، ص۵۱۷۔

سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حسن العشرة، الحدیث۴۷۹۳، ص۱۵۷۶۔

......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة السابعة عشرة کلام ذی اللسانین......الخ، ج۳، ص۱۹۷ مفهوماً۔

کبیرہ نمبر254:

بہتان تراشی کرنا

غیبت کے باب میں یہ صحیح حدیثِ پاک بیان ہوچکی ہے کہ ''اگر وہ بات اس میں نہیں تو تو نے اس پر بہتان (یعنی جھوٹا الزام) لگایا۔''[۱]

بہتان تراشی غیبت سے زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے لہٰذا یہ ہر ایک پر گراں گزرتا ہے جبکہ غیبت کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ بعض عقل مندوں پر گراں نہیں گزرتی اس لئے کہ وہ خود اس بری عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''پانچ چیزوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......ناحق قتل کرنا (۳)......مومن پر تہمت لگانا (۴)......میدانِ جنگ سے بھاگ جانا اور (۵)......ایسی جبری قسم جس کے ذریعے کسی کا مال ناحق لے لیا جائے۔''[۲]

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی کی کوئی ایسی بات ذکر کی جو اس میں نہیں تا کہ اس کے ذریعے اس کو عیب زدہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم میں قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات ثابت کرے۔''[۳]

تنبیہ:

بہتان تراشی کو بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے جھوٹ میں شمار کرنے کے ساتھ ساتھ علیحدہ طور پر بھی کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کے بارے میں خاص طور پر مذکورہ شدید وعید آئی ہے، لہٰذا اسے علیحدہ ذکر کیا۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

[۱]......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الغیبة، الحدیث:۶۵۹۳، ص۱۱۳۰۔

[۲]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث:۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶ "وَبَھْتُ" بدله "اَوْنَھْبُ"۔

[۳]......المعجم الاوسط، الحدیث:۸۹۳۶، ج۶، ص۳۲۷۔

کبیرہ نمبر255: ولی کا جبراً نکاح سے روکنا

اس کی صورت یہ ہے کہ عاقلہ و بالغہ عورت اپنے ولی کو اپنے کفو[1] میں (یعنی حسب ونسب وغیرہ میں ہم پلہ شخص سے) شادی کرنے کے لئے کہے لیکن وہ انکار کردے۔ حضرت سیِّدُنا امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) نے اپنے فتاویٰ جات میں اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اور ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کو نکاح سے جبراً روکنا کبیرہ گناہ ہے۔'' لیکن حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اپنی کتابوں میں اس کا صغیرہ ہونا ثابت کیا جبکہ کبیرہ ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **النہایۃ** میں ارشاد فرمایا: ''جب وہاں حاکمِ اسلام موجود ہو تو نکاح سے جبراً روکنا حرام نہیں۔'' جبکہ ان کے علاوہ کسی کا فرمان یہ ہے کہ ''جب ہم حاکم کے ولی ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں تو نکاح سے جبراً روکنا مطلقاً حرام نہیں ہونا چاہئے۔'' یعنی اس وقت معاملہ صرف ولی پر منحصر نہیں ہوتا۔ جب ہم اسے صغیرہ گناہ کہیں تو بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا۔ حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ٦٢٣ھ) کے کلام کا ظاہری معنی بھی یہی ہے کہ ''عورت کو جبراً شادی سے روکنا صغیرہ سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔'' یعنی انہوں نے فرمایا: ''نکاح سے روکنے کے معاملے میں مجبور کرنا اگرچہ کبیرہ گناہوں میں سے نہیں، لیکن بار بار اس کا ارتکاب کرنے والا فاسق بن جاتا ہے اور بعض کے نزدیک اس کی کم از کم تعداد تین بار ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ٦٢٣ھ) کے اس قول کی تردید انہی کے اس فرمان سے ہو جاتی ہے جو انہوں نے کِتَابُ الشَّہَادَات میں ذکر فرمایا کہ اس بات پر واضح حکم اور جمہور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 53 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ و عار (بے عزتی ورسوائی کا سبب) ہو، کفائت (حسب ونسب میں ہم پلہ ہونا) صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔

(الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج٤، ص١٩٤)

موجود ہے کہ ''جب نیکیاں غالب ہوں تو کسی ایک قسم کے صغیرہ گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنا نقصان نہیں دیتا۔'' اور ایک ضعیف توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''صغیرہ پر ہمیشگی اختیار کرنا فسق ہے اگرچہ نیکیاں غالب ہوں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر256: پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام دینا

یعنی کسی شخص کے صریح جائز پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام دینا جبکہ وہ صراحتاً قبول بھی کر چکا ہو اور اس کا قبول کرنا معتبر بھی ہو۔ نیز نہ اس نے اور نہ لڑکی والوں نے اجازت دی ہو یا اس پیغام سے اعراض کیا ہو۔ اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ بیع کے باب میں دوسرے کے سودے پر سودا کرنے کے متعلق جو وضاحت ہو چکی ہے یہ اسی کی مثل ہے۔ لہٰذا وہی بحث یہاں صادق آئے گی۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر257: بیوی کو شوھر کے خلاف بھڑکانا

کبیرہ نمبر258: شوھر کو بیوی کے خلاف بھڑکانا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو کسی مرد کے خلاف اس کی بیوی کو یا اس کے غلام کو بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۱)

﴿2﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس نے کسی عورت کو اس کے خاوند یا غلام کو آقا کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''جس نے کسی غلام کو اس کے گھر والوں کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکایا وہ بھی ہم

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بریدة الاسلمی، الحدیث: ۲۳۰۴۰، ج۹، ص۱۶۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأة علی زوجھا، الحدیث ۲۱۷۵، ص۱۳۸۳۔

میں سے نہیں۔'' [۱]

﴿4﴾……سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:بے شک شیطان مردود پانی پراپنا تخت بچھاتا ہے پھراپنے شیطانی لشکروں کوفتنہ وفساد پھیلانے کے لئے بھیجتا ہے۔سب سے زیادہ فتنہ برپا کرنے والا اس کے نزدیک زیادہ مقرب ہوتا ہے۔جب ان میں سے کوئی آکر کہتا ہے کہ''میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا۔''تو شیطان مردود کہتا ہے:''تونے کچھ نہیں کیا۔''پھرایک اورآکرکہتا ہے:''میں نے فلاں شخص اوراس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی۔''تو ابلیس مردوداس چیلے کواپنے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے:''تونے بہت اچھا کام کیا۔''پھراسے گلے لگالیتا ہے۔ [۲]

تنبیہ:

پہلے گناہ کوکبیرہ گناہوں میں شمارکرنے پرتمام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے۔نیز انہوں نے اس موضوع پرروایت نقل فرمائی کہ میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کرنے والے پرلعنت فرمائی اورمیری بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے بھی اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔دوسرا گناہ بھی پہلے کی مثل ہے جیسا کہ ظاہر ہے اگرچہ ان دونوں میں فرق کرنا ممکن ہے وہ یوں کہ مردتو فساد ڈالنے والے اوراپنی بیوی دونوں سے گزارہ کرسکتا ہے مگر بیوی ایسانہیں کرسکتی کیونکہ بیوی کوشوہر کے خلاف بھڑکانا یاشوہرکو بیوی کے خلاف کرنا عام ہےخواہ بھڑکانا مرد کی طرف سے ہو یاعورت کی طرف سے،عورت یامرد سے شادی کرنے یاکرانے کاارادہ ہو یااس طرح کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞

……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب الحظر والاباحة ، الحدیث۵۵۳۲، ج۷،ص۴۳۴۔

……صحیح مسلم ،کتاب صفات المنافقین ،باب تحریش الشیطان……الخ ،الحدیث۷۱۰۶،ص۱۱۶۸۔

کبیرہ نمبر259: مَحرم سے نکاح کرنا

یعنی کسی شخص کا ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اس پر نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے حرام ہو اگرچہ اس کے ساتھ ہم بستری نہ کرے پھر بھی یہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یہی بات بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام میں بھی موجود ہے لیکن انہوں نے اس کی عمومی حرمت اور عدمِ مجامعت کا ذکر نہیں کیا اور یقیناً ان کی اس سے مراد یہی تھی۔ اس کو علیحدہ قسم ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی کا اپنے حرام رشتے سے نکاح کرنا شجرِ شریعت کو جڑ سے اکھیڑنے کے مترادف ہے اور بلاشبہ اس کے نزدیک حدودِ شرعیہ کی پاسداری کی کوئی اہمیت نہیں خصوصاً ایسا فعل جس کی قباحت پر اہلِ خرد و دانش کا اتفاق ہے۔ ایسے فعل کا ارتکاب اس شخص سے کبھی نہیں ہو سکتا جس میں تھوڑی سی بھی مروّت ہو چہ جائیکہ جو دین کو کچھ سمجھتا ہو۔

کبیرہ نمبر260: طلاق دینے والے کا حلالہ پر رضا مند ہونا

کبیرہ نمبر261: طلاق یافتہ عورت کا اِس پر رضامند ہونا

کبیرہ نمبر262: حلالہ کرانے والے کا رضا مند ہونا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

﴿2﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''میں تمہیں ادھار لئے ہوئے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''کیوں نہیں! یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (ضرور بتائیں)'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے، دونوں پر لعنت فرمائی۔'' (۲)

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثا وما فیه من التغلیظ، الحدیث:۳۴۴۵، ص۲۳۱۱۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب المحلل والمحلل له، الحدیث:۱۹۳۶، ص۲۵۹۲۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۲۷۹ھ) اس حدیثِ پاک کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''جن اہلِ علم کا اس پر عمل ہے، ان میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم، ان کے صاحبزادے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ شامل ہیں۔ یہی تابعین میں سے فقہا کا قول ہے۔'' (1)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی ٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حلالہ کرنے والے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(یہ جائز) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے نہ کہ مکر وفریب سے اور نہ ہی کتاب اللّٰہ (کے احکام) کا مذاق اڑاتے ہوئے کہ پھر تم ذائقہ چکھنے لگو۔'' (2)

﴿4﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمرِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جو حلالہ کرنے والا اور کرانے والا لایا گیا میں اس کو رجم کروں گا۔'' (3)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے سے اس کی وضاحت دریافت فرمائی تو ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں زانی ہیں۔''

﴿5﴾......ایک شخص نے حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے یہ مسئلہ دریافت کیا: ''آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے اس لئے نکاح کیا تا کہ اسے اس کے سابقہ شوہر کے لئے حلال کر دوں حالانکہ اس کے شوہر نے نہ تو مجھے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اسے اس کا علم ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''(ایسا کرنا صحیح) نہیں، بلکہ نکاح تو رغبت سے ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت تجھے پسند آئے تو اسے اپنے پاس روک لے اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دے اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں ہم اسے (یعنی حلالہ کے عمل کو) جہالت شمار کرتے تھے۔'' (4)

﴿6﴾......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اپنے شوہرِ اول کے لئے (حلال ہونے کے لئے) عورت کے حلالہ کرانے کے

---

1 ......جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی المحلل والمحلل له، تحت الحدیث: ۱۱۲۰، ص۱۷۶۰۔

2 ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۵۶۷، ج۱۱، ص۱۸۰، بتغیرٍ قلیلٍ۔

3 ......المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التحلیل، الحدیث: ۱۰۸۱۹، ۱۰۸۲۰، ج۶، ص۲۱۱۔

4 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۴۶، ج۴، ص۳۶۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ جہالت ہے۔''(۱)

﴿7﴾......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی چچازاد بہن کو طلاق دے دی پھر شرمسار ہو کر اس کی طرف راغب ہوا اور ارادہ کیا کہ کوئی شخص اس کی چچازاد سے نکاح کر کے اس کے لئے اسے حلال کر دے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں زانی ہیں، اگرچہ 20 سال تک یا جتنا عرصہ اس حالت میں رہیں بشرطیکہ وہ (یعنی حلالہ کرنے والا) جانتا ہو کہ اس کا حلالہ کرانے کا ارادہ تھا۔''(۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس پر نادم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شرمسار کیا اور شیطان کی پیروی کی تو اپنے لئے چھٹکارے کی کوئی راہ نہ پائے گا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''آپ حلالہ کرنے والے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے وہ خود دھوکے میں رہتا ہے۔''(۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی دو احادیثِ مبارکہ میں لعنت کی وجہ سے واضح ہے اور یہ دونوں احادیثِ مبارکہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اس صورت پر محمول ہیں کہ جب یہ شرط لگائی جائے کہ حلالہ کرنے والا ہم بستری (یعنی وطی کرنے) کے فوراً بعد طلاق دے دے گا یا نکاح کو فاسد کرنے والی کوئی شرط عائد کی جائے تو اس وقت حلالہ کرنا گناہِ کبیرہ کہلائے گا۔ لہٰذا طلاق دینے والا، حلالہ کرنے والا اور وہ عورت تینوں اس گھٹیا فعل کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو جائیں گے۔ اسی وجہ سے کئی شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اسے مطلقاً کبیرہ قرار دینا اسی صورت پر محمول ہے کیونکہ فاسد شرط کے بغیر یہ فعل مکروہ ہے، نہ کہ حرام، چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ہو اور ان کے پوشیدہ ارادوں اور نکاح سے پہلے والی شرائط کا کوئی اعتبار نہیں۔(۴)

---

(۱)......المصنف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب التحلیل، الحدیث:۱۰۸۱۵، ج۶، ص۲۱۰۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۱۰۸۲۰۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۱۰۸۲۱۔

(۴)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ......

ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے دونوں احادیثِ مبارکہ کو مطلق رکھتے ہوئے حلالہ کو حرام قرار دیا ہے۔ان میں سے چند صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور تابعین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:''جب تینوں کی نیت حلالہ کی ہو تو نکاح ہی فاسد ہے۔'' جبکہ حضرت سیِّدُ نا امام نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''جب پہلے یا دوسرے شوہر یا عورت تینوں میں سے کسی ایک کی حلالہ کی نیت ہو تو دوسرے شوہر کا نکاح باطل ہوگا اور عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔''

حضرت سیِّدُ نا ابن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:''جس نے کسی عورت سے اس لئے نکاح کیا تا کہ وہ اسے پہلے شوہر کے لئے حلال کرے تو وہ پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی۔'' سیِّدُ نا امام مالک، سیِّدُ نا لیث، سیِّدُ نا امام سفیان ثوری اور سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بھی اس قول میں ان کی پیروی کی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا:''ایک شخص نے کسی عورت سے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ اسے پہلے شوہر کے لئے حلال کر دے اور عورت کو اس بات کا علم نہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا:''وہ حلالہ کرنے والا ہے اور جب اس نکاح سے تحلیل (یعنی عورت کو پہلے شوہر کیلئے حلال کرنے) کا ارادہ کرے تو ملعون ہے۔''[1]

۞۞۞۞۞۞۞

180......پر حلالہ کے بارے میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ ''نِکَاح بِشَرْطِ التَّحْلِیْل (یعنی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا) جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی، وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے، زوجِ اول وثانی (یعنی پہلا شوہر جس نے طلاق دی اور دوسرا جس سے نکاح کیا) اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائطِ حلالہ شوہرِ اوّل کے لئے حلال ہو جائے گی اور شرط باطل ہے اور شوہرِ ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیتِ خیر ہو تو مستحقِ اجر ہے۔'' (الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج۵، ص۵۱، وغیرہ)

[1]...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الخامسۃ والثلاثون، ص۱۵۸۔

کبیرہ نمبر263: بیوی کی چُھپی باتوں کو ظاہر کرنا

کبیرہ نمبر264: شوھر کی پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنا

(یعنی دونوں کا جماع کی تفصیلات اور اس طرح کی مخفی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کرنا)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک خبیث ترین وہ میاں، بیوی ہوں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ خلوت اختیار کریں پھر ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی راز کی باتیں لوگوں میں ظاہر کرے۔''[1]

﴿2﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ ہوگی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ خلوت اختیار کریں پھر شوہر اپنی بیوی کی راز کی باتیں پھیلائے۔''[2]

﴿3﴾......حضرت سیِّدَتُنا اَسماء بنت یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھی۔ مرد اور عورتیں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی مرد ایسا بھی ہے جو اپنی بیوی سے صحبت کرنے کو بیان کرے اور کوئی عورت ایسی بھی ہے جو اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستری کرنے کی باتوں کو ظاہر کرے۔'' یہ سن کر لوگوں پر خاموشی چھا گئی۔ (آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:) میں نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یارسول **اللہ** صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مرد عورتیں تو ایسا کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا مت کیا کرو، ایسا کرنے والا شیطان کی مثل ہے جو اپنی مادہ سے ملے اور اس سے بدکاری کرے جبکہ لوگ دیکھ رہے ہوں۔''[3]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سرالمرأة، الحدیث: ۳۵۴۲، ص۹۱۹ ''ینشر......الخ'' بدلہ ''ینشر سرھا''۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۳۵۴۳۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسماء ابنة یزید، الحدیث: ۲۷۶۵۴، ج۱۰، ص۴۳۹۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۱۴، ج۲۴، ص۱۶۲۔

﴿4﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کرے اور دروازہ بند کرلے پھر پردہ کرکے اس سے اپنی حاجت پوری کرے۔ پھر جب باہر نکلے تو اس کا تذکرہ اپنے دوستوں سے کرے اور ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی عورت دروازہ بند کرکے پردے میں اپنے شوہر سے حاجت پوری کرے پھر اس (یعنی ہم بستری کی باتوں) کا تذکرہ اپنی سہیلیوں سے کرے۔'' ایک سرخی مائل سیاہ چہرے والی عورت نے عرض کی: ''بخدا! یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بلاشبہ عورتیں ایسا کرتی ہیں اور یقیناً مرد بھی ایسا کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا مت کرو، اس کی مثال شیطان کی ہے جو راستے کے درمیان اپنی مادہ سے ملے اس سے اپنی حاجت پوری کرے پھر اسے وہیں چھوڑ کر چلا جائے۔'' (1)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کثرتِ جماع پر فخر کرنا حرام ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابنِ لَھِیْعَۃ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی ایسی بات جس کے ذریعے جماع پر فخر کیا جائے۔ (2) یعنی مطلق فخر کرنا حرام نہیں بلکہ ایسا فخر کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے عزت کا دامن تار تار ہوجائے۔''

﴿6﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''تین کے علاوہ سب مجالس امانت ہیں: (۱)......حرام خون بہانے کی مجلس (۲)......حرام کاری کی مجلس اور (۳)......ناحق مال لینے کی مجلس۔'' (3)

تنبیہ:

ان دونوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ صحیح احادیث سے واضح ہے اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اس میں جس کے بارے میں بات کی جارہی ہے اس کی ایذا رسانی اور غیبت پائی جارہی ہے اور اس عزت کو پامال کرنا پایا جارہا

(1) ......مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب کتمان ما یکون بین الرجل واھله، الحدیث:۷۵۶۳، ج۴، ص۵۴۰۔

(2) ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث:۵۲۳۲، ج۴، ص۳۱۴۔

(3) ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث: الحدیث:۴۸۶۹، ص۱۵۸۰۔

ہے جس کے صیغۂ راز میں رکھنے پر اور پھیلانے کی قباحت پر عقلا کا اتفاق ہے۔عنقریب کِتَابُ الشَّهَادَات میں اس کے متعلق وضاحت آئے گی۔

اس کی کراہت اور حرمت کے بارے میں حضرت سیِّدُ نا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کا کلام مختلف ہے کیونکہ انہوں نے کِتَابُ النِّکَاح میں ذکر فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اور شرح مسلم میں مسلم شریف کی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا۔ بہرحال ان دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ حرام اس وقت ہوگا جب وہ اپنی بیوی کے ایسے پوشیدہ احوال کا تذکرہ کرے کہ جو ان دونوں کے درمیان جماع اور خلوت کے وقت پیش آتے ہیں اور مکروہ اس وقت ہوگا جب وہ ایسی بات ذکر کرے جسے مروتاً نہیں چھپایا جاتا۔'' لہٰذا بغیر مقصد صرف جماع کا تذکرہ کرنا مکروہ ہوگا۔ پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دیکھا کہ انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ عنوان کے مطابق بیان فرمایا۔

❁❁❁❁❁❁❁

کبیرہ نمبر265: بیوی یا لونڈی کے پچھلے مقام میں وطی کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا بیوی کی دبر میں وطی کرے۔''(۱)

﴿2﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے عورت کی دبر میں وطی کی تحقیق اس نے (حکمِ شریعت کا) انکار کیا۔''(۲)

﴿3﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے۔''(۳)

---

(۱)......جامع الترمذی،ابواب الرضاع،باب ماجاء فی کراهیة إتیان النساء فی أدبارهن، الحدیث:۱۱۶۸،ص۱۷۶۶۔

(۲)......المعجم الاوسط،الحدیث۹۱۷۹،ج۶،ص۳۹۳۔

(۳)......سنن ابن ماجه،ابواب النکاح ،باب النهی عن إتیان النساء فی أدبارهن ،الحدیث:۱۹۲۳،ص۲۵۹۲۔

﴿4﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنی بیوی سے اس کے پچھلے مقام میں وطی کی وہ ملعون ہے۔''(۱)

﴿5﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے:''جس نے حائضہ سے یا بیوی کی دبر میں وطی کی یا کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا انکار کیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمائی۔''(۲)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے،''وہ اس سے بری ہوگیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمایا۔''(۳)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''یہ لواطتِ صُغریٰ ہے۔'' یعنی آدمی کا اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرنا۔(۴)

﴿8﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شرم وحیا اختیار کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا۔ عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔''(۵)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا خزیمہ بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمایا:''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا (پھر ارشاد فرمایا) عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔''(۶)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح، الحدیث:۲۱۶۲، ص۱۳۸۲۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الطهارة، باب النهی عن إتیان الحائض، الحدیث:۶۳۹، ص۲۵۱۴۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الکهانة والطیر، باب فی الکهان، الحدیث:۳۹۰۴، ص۱۵۱۰۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۷۱۵، ج۲، ص۶۰۲۔

(۵)......المعجم الکبیر، الحدیث:۳۷۳۳، ج۴، ص۸۸۔

(۶)......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب النهی عن إتیان النساء فی أدبارهن، الحدیث:۱۹۲۴، ص۲۵۹۲۔

نے عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع کرنے سے منع فرمایا۔‘‘ (۱)

﴿11﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، عورتوں سے ان کی دبر میں جماع کرنا حلال نہیں۔‘‘ (۲)

﴿12﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع کرتے ہیں۔‘‘ (۳)

﴿13﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’عورتوں سے ان کے پچھلے مقام میں جماع نہ کیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا۔‘‘ (۴)

تنبیہ:

اسے کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔آپ کو صحیح احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس فعل کے ارتکاب سے یہ چیزیں لازم آتی ہیں: (۱)......احکامِ شریعت کا انکار کرنا (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمانا اور (۳)......اس فعل کا لواطت صُغریٰ (یعنی چھوٹی لواطت) کہلانا اور یہ سب سے بری اور سخت وعید ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کا قول محلِ نظر ہے اور شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۷۶۱ھ) نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ’’اسے لواطت کے ساتھ ملحق کرنا چاہئے کیونکہ حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والے پر لعنت ثابت ہے۔‘‘

۞۞۞۞۞۞۞

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۷۲۲، ج۵، ص۳۹۳۔

(۲)......سنن الدار قطنی، کتاب النکاح، باب المھر، الحدیث: ۳۷۰۸، ج۳، ص۳۴۱، دون قولہ: من اللہ۔

(۳)......المعجم الاسط، الحدیث: ۱۹۳۱، ج۱، ص۵۲۴۔

(۴)......شعب الإیمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث: ۵۳۷۵، ج۴، ص۳۵۵۔

کبیرہ نمبر266: اجنبی (مرد یا عورت) کے سامنے بیوی سے وطی کرنا

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا تو بڑا واضح ہے کیونکہ اس کا مرتکب حقیقت میں دین اور دین داری کی بہت کم پرواہ کرتا ہے۔ کبیرہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ چیز غالباً بلکہ قطعی طور پر اسے اجنبی عورت کے ساتھ ملوَّث ہونے یا اجنبی مرد کے اپنی بیوی کے ساتھ ملوَّث ہونے کی طرف لے جاتی ہے۔ جس نے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کو کبیرہ قرار دیا اسے بدرجۂ اَولیٰ اس کو بھی کبیرہ گناہ شمار کرنا چاہئے کیونکہ یہ فساد کے اعتبار سے اس سے زیادہ برا اور قبیح فعل ہے۔

{......فضائلِ قرآنِ کریم......}

فرمانِ مصطفٰے:

''یہ قرآن مجید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بے شک یہ قرآن مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مُبِین، نفع بخش شفا، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ مَیں نہیں کہتا کہ ''الٓمّ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔''

(المستدرک، الحدیث:۲۰۸۷، ج۲، ص۲۵۶)

ا۔ باب الصداق

کبیرہ نمبر267: مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح کرنا

(یعنی کسی عورت سے اس ارادے سے نکاح کرنا کہ اگر اس نے مہر کا مطالبہ کیا تو ادا نہیں کرے گا)

﴿1﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا جبکہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اسے مہر ادا نہ کرے گا تو اس نے اسے دھوکا دیا۔ اب اگر اس عورت کو اس کا حق مہر ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا جبکہ قرض خواہ کو واپس کرنے کا ارادہ نہ تھا تو اس نے اسے دھوکا دیا یہاں تک کہ اس کا مال ہڑپ کر گیا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ چور (شمار) ہوگا۔'' (1)

﴿2﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے کسی عورت کا مہر پورا پورا مقرر کیا جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ اس کا ادا کرنے کا ارادہ نہیں تو اس نے عورت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر دھوکا دیا اور باطل طریقے سے اس کی شرمگاہ کو حلال کرنا چاہا۔ وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا۔'' (2)

﴿3﴾......حضور سید دو عالم صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے، پھر اپنی حاجت پوری کر کے اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی لے جائے۔ کوئی شخص مزدور سے کام تو لے لیکن اس کی اجرت ادا نہ کرے اور جو کسی جانور کو بے فائدہ مار ڈالے۔'' (3)

﴿4﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کسی عورت سے اس نیت سے نکاح کیا کہ وہ اس کا مہر ادا نہ کرے گا اور (ادا کئے بغیر) مر گیا تو موت کے دن زانی (کی مثل گناہگار) ہوگا۔'' (4)

---

(1)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۱، الجزء الاول، ص۴۳۔

(2)......السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الصداق، باب ما جاء فی حبس الصداق۔۔۔الخ، الحدیث ۱۴۳۹۹، ج۷، ص۳۹۵۔

(3)......المستدرک، کتاب النکاح، باب أعظم الذنوب عند اللہ، الحدیث ۲۷۹۲، ج۲، ص۵۳۸۔

(4)......المعجم الکبیر، الحدیث ۷۳۰۲، ج۸، ص۳۵۔

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، یہ پہلی صحیح حدیث اور بعد والی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور اسی پر بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اعتماد کیا ہے لیکن انہوں نے عنوان یہ دیا ہے کہ وہ کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے دل میں یہ خیال نہ ہو کہ وہ مہر ادا کرے گا۔ مگر میں نے اس سے مختلف عنوان دیا ہے اور وہ بڑا واضح ہے۔ یعنی جس کے دل میں نہ تو مہر ادا کرنے کا خیال ہو اور نہ منع کرنے کا تو اس پر حرمت کا اطلاق نہیں ہوگا چہ جائیکہ کبیرہ قرار دیا جائے۔ میں نے اس عبارت سے یہی سمجھا ہے۔ البتہ! جس کا یہ قول ہے اس نے پہلی حدیث کے ظاہر سے دھوکا کھایا ہے اور اس کے آخری حصے کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی مابعد روایت کی طرف دیکھا جس میں یہ ہے کہ ''اللّٰه عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ اس کا مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں۔'' اگر وہ اس کو دیکھتا تو وہی عنوان دیتا جو میں نے دیا ہے۔

سوال: اس کو کبیرہ گناہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس گناہ کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تین کبیرہ گناہ پائے جاتے ہیں: (۱) دھوکا (۲) ظلم اور (۳) آزاد کے منافع کسی چیز کے بدلے حاصل کرنا پھر عوض کی ادائیگی سے انکار کر دینا۔

میں نے عنوان میں عورت کے مطالبہ کرنے کی قید اس لئے لگائی تاکہ وہ اس سے نکل جائے جس کا پختہ ارادہ ہو کہ وہ مہر ادا نہ کرے گا (اور عورت بھی مطالبہ نہ کرے) کیونکہ عام طور پر عورتیں یا تو مہر معاف کر دیتی ہیں یا پھر ساری زندگی اس کا مطالبہ ہی نہیں کرتیں۔ لہٰذا اس صورت میں مہر ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ گناہ گار نہیں ہوگا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔

۞۞۞۞۞۞۞

۲۔باب الولیمۃ

کبیرہ نمبر268: ذی رُوح کی تصویر بنانا

یعنی کسی قابلِ تعظیم چیز پر یا پھر مٹی وغیرہ جیسی کسی حقیر چیز پر کسی جاندار کی تصویر بنانا اگرچہ اس کی کوئی حقیقت نہ بھی ہو مثلاً پروں والے گھوڑے کی تصویر بنانا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔'' (۱)

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو لوگ یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا: جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' (اور وہ ایسا نہ کرسکیں گے) (۲)

﴿2﴾......ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک سفر (یعنی غزوۂ تبوک) سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے روشن دان پر پردہ لٹکا رکھا تھا۔ جس میں تصویریں تھیں۔ جب مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا تو چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں قیامت کے دن وہ لوگ سب سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔'' ام المؤمنین حضرت

---

(۱)......تفسیر الطبری، پ۲۲، الأحزاب، تحت الآیۃ ۵۷، الحدیث ۲۸۶۳۹، ج۱۰، ص۳۳۰، مفھوماً۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، الحدیث ۵۹۵۱، ص۵۰۴۔

سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''ہم نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنا لئے۔'' (۱)

﴿3﴾...... صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''(ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے تو میرے گھر میں تصویروں والا ایک پردہ (لٹکا ہوا) تھا، (اسے دیکھ کر) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پکڑ کر پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن وہ لوگ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے جو یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔'' (۲)

﴿4﴾...... ایک اور روایت میں ہے کہ ''ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا تو دروازے پر ہی ٹھہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔ (اُم المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں:) میں نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کئے تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟'' تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تکیہ کیسا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میں نے اسے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' پھر مزید ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔'' (۳)

﴿5﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں یہ

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما وطئ من التصاویر، الحدیث: ۵۹۵۴، ص۵۰۵۔

صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۲۸، ص۱۰۵۵۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الغضب والشدة لأمر اللہ تعالی، الحدیث: ۶۱۰۹، ص۵۱۵۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء، الحدیث: ۲۱۰۵، ص۱۶۴۔

تصویریں بناتا ہوں، مجھے اس کے بارے میں فتویٰ دیجئے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب ہوا، پھر فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' چنانچہ وہ اور قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ نہ کروں جو میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ہر مصور جہنمی ہے، اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جسم بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر تجھے تصویریں بنانی ہی ہیں تو درختوں اور بے جان چیزوں کی بنایا کرو۔'' (۱)

﴾6﴿......ایک روایت میں ہے کہ ''اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''میرا ذریعۂ معاش اپنے ہاتھ کی کاریگری ہے اور میں (جانداروں کی) تصویریں بناتا ہوں (اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟)۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں وہی بات بتاؤں گا جو میں نے **سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنی ہے کہ ''جس نے کوئی تصویر بنائی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک کہ وہ اس میں روح نہ پھونک دے اور وہ اس میں کبھی بھی روح نہ پھونک سکے گا۔'' اس پر وہ شخص (غصے یا تکبر کی وجہ سے) سخت ناراض ہو گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر، اگر تجھے یہ کام کرنا ہی ہے تو درخت یا غیر ذی روح کی تصاویر بنایا کر۔'' (۲)

﴾7﴿......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔'' (۳)

﴾8﴿......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب

......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۴۶، ص۱۰۵۶۔

......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح، الحدیث: ۲۲۲۵، ص۱۷۲۔

......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۳۷، ص۱۰۵۶۔

صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری تخلیق کی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایک ذرہ پیدا کر کے دکھائیں یا ایک دانہ بنا دیں یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھا دیں۔''[1] (یقیناً وہ ایسا نہیں کر سکتے)۔

﴿9﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن ظاہر ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی اور کہے گی: ''میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں: (۱)......جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا (۲)...... ہر سرکش ظالم اور (۳)......تصویریں بنانے والے۔''[2]

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''خبر دار! میں تجھے ایسے کام کے لئے بھیجوں گا جس کے لئے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بھیجا تھا کہ ہر تصویر مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو[3]۔''[4]

﴿11﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنازہ میں شریک تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے اور ہر بت توڑ دے، ہر قبر برابر کر دے اور ہر تصویر مٹا دے۔'' تو ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں (جاتا ہوں)۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس نے اہلِ مدینہ کو ہیبت زدہ کر دیا۔ وہ شخص گیا اور واپس آکر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے تمام بت توڑ دیئے، ہر قبر کو برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مٹا دیا ہے۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آئندہ جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر نازل کردہ (شریعت) کا انکار کیا۔''[5]

---

[1]......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورة الحیوان ......الخ،الحدیث:۵۵۴۳،ص۱۰۵۶۔

[2]......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة النار، الحدیث:۲۵۸۳،ص۱۹۱۱، "جعل" بدله "دعا"۔

[3]......مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود و نصاریٰ کی قبریں مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی۔'' مزید تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے! (مراة المناجیح، ج۲، ص۴۸۸، مطبوعه: ضیاء القرآن)

[4]......صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر، الحدیث:۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ص۸۳۰، عن ابی الهَیَّاج۔

[5]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث:۶۵۷، ج۱، ص۱۸۸۔

﴿12﴾……سیِّد عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔‘‘ (۱)

ایک روایت میں وَلَا صُوْرَۃٌ کی جگہ وَلَا تَمَاثِیْلُ (یعنی مجسمے) ہے۔ (۲)

﴿13﴾……مروی ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا لیکن تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ بات شاق گزری۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استفسار فرمانے پر حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ’’ہم (یعنی فرشتے) ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔‘‘ (اس دن کتے کا ایک پلاّ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تختِ مبارک کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا۔ مسلم)۔‘‘ (۳)

﴿14﴾……حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ’’فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، جُنبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو) یا کتا ہو۔‘‘ (۴)

﴿15﴾……حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’ایک مرتبہ میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ’’میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس گزشتہ رات حاضر ہوا تھا لیکن دروازے پر تصویروں کی وجہ سے داخل نہ ہوا۔ گھر میں نقش و نگار والا پردہ اور ایک کتا بھی تھا لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں موجود تصاویر کے سر کو کاٹنے کا حکم دیجئے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں، پھر پردے کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمایئے کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنالئے جائیں جو روندے جاتے رہیں اور کتے کو (گھر سے) نکالنے کا حکم فرمایئے۔‘‘ (۵)

(۱)……صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان……الخ، الحدیث:۵۵۱۴، ص۱۰۵۴۔

(۲)……المرجع السابق، الحدیث۵۵۱۹، ص۱۰۵۵۔

(۳)……صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لاتدخل الملائکۃ……الخ، الحدیث:۵۹۶۰، ص۵۰۵۔

صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر …… الخ، الحدیث:۵۵۱۱، ص۱۰۵۴۔

(۴)……سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث۲۲۷، ص۱۲۳۸۔

(۵)……سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الصور، الحدیث۴۱۵۸، ص۱۵۲۶۔

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(ایک دفعہ) میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''میں رات کو بھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے پاس حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی انسان کی تصاویر کی وجہ سے میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے پاس نہ آیا اور گھر میں ایک نقش ونگار والا رنگین کپڑا اور ایک کتا بھی تھا۔ لہٰذا دروازے پر جو تصویریں ہیں ان کے سروں کو کاٹنے کا حکم فرمایئے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں اور پردے کے متعلق حکم فرمایئے کہ اسے کاٹ کر دو گدے بنا لئے جائیں تاکہ وہ (تصویریں) پیروں سے روندی جائیں اور کتے کو بھی باہر نکالنے کا حکم دیجئے۔'' پس حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ایسا ہی کیا۔ وہ پلّا (یعنی کتے کا بچہ) حضرت سیِّدُنا امام حسن یا سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کا تھا جو آپ کے تخت کے نیچے (بیٹھ گیا) تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے حکم پر اسے نکال دیا گیا۔''[1]

﴿17﴾......حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''میں حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم پر رنج وغم کے آثار نمودار تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا: ''3 دن سے میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نہیں آئے۔'' اچانک آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے کتے کا بچہ اپنے سامنے بیٹھے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے حکم پر اسے مار دیا گیا۔ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوئے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے تبسم فرمایا اور دریافت فرمایا: ''آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''ہم (یعنی رحمت کے فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔''[2]

﴿18﴾......ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم سے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک مخصوص وقت حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ جب وہ لمحہ آیا تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر نہ ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْھَا ارشاد فرماتی ہیں: ''دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے ہاتھ میں ایک عصا مبارک تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الأدب، باب ماجاء أن الملائكة لاتدخل بيتا.الخ، الحديث۲۸۰۶، ص۱۹۳۳۔

[2] ......المسند للامام احمدبن حنبل، حديث اسامة بن زيد، الحديث: ۲۱۸۳۱، ج۸، ص۱۸۰، بتغيرٍ۔

وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے اسے پھینک دیا کہ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وعدہ خلافی نہیں کرتے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم متوجہ ہوئے تو ایک کتے کا پلا چار پائی کے نیچے دیکھ کر دریافت فرمایا: ''یہ کتا کب سے آیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے نہیں معلوم۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا تو میں نے اسے باہر نکال دیا۔ پھر حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا، میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''میں گھر میں موجود کتے کی وجہ سے حاضر نہ ہوا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔'' (1)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ ذکر کردہ صحیح احادیث سے واضح ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے اسی مؤقف کو اختیار کیا اور یہی ظاہر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کی شرح مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ میں نے عنوان میں اس کی حرمت کو عام ذکر کیا بلکہ یہ ان اقسام کی وجہ سے کبیرہ ہے جن کی طرف میں نے ظاہری طور پر اشارہ کیا۔ کیونکہ مذکورہ تمام صورتوں میں ایک ہی چیز کو ملاحظہ کیا جا رہا ہے۔ نیز فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا قول بھی اس کی نفی نہیں کرتا اور جو تصویر زمین یا چٹائی یا دستکاری کے کسی نمونے پر ہو وہ جائز ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو باقی رکھنا جائز ہے اور ضائع کرنا واجب نہیں۔ جب کسی ولیمہ کی جگہ میں اس طرح کی تصاویر ہوں تو یہ وہاں حاضری کے وجوب سے مانع نہیں۔ رہا جاندار کی تصویر بنانا تو وہ مطلقاً حرام ہے اگرچہ تصویر میں بعض ایسے ظاہری یا باطنی اعضاء پوشیدہ ہوں جن کے بغیر بھی زندگی پائی جاسکتی ہے۔ پھر میں نے **شرح مسلم** میں دیکھا کہ انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ مؤقف کی وضاحت کی۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

''حیوان کی تصویر بنانا حرام ہے اور اسے احادیثِ مبارکہ میں وارد شدید وعید کی بنا پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے خواہ اس تصویر کو قابلِ قدر جگہ یا ذلت و بے قدری کی جگہ پر رکھنے کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

(1) ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۱۱، ص۱۰۵۴، بتغیرٍ۔

کے وصفِ تخلیق سے مشابہت پائی جاتی ہے۔خواہ وہ چٹائی، کپڑے، درہم، دینار، سکے، برتن، دیوار، گدے یا اس طرح کی کسی چیز پر ہو۔البتہ! درخت اوراس طرح کی بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ جس چیز پر حیوان کی تصویر ہو(اس کا کیا حکم ہے؟) تو اگر وہ تصویر دیوار کے ساتھ لٹکی ہوئی ہو یا پہنے ہوئے کپڑے یا عمامہ پر ہو یا پھر کسی ایسی چیز پر ہو جس کی تعظیم کی جاتی ہے تو حرام ہے۔لیکن اگر کسی ایسی چیز میں ہو جس کی تعظیم نہیں کی جاتی جیسے چٹائی، گدہ اور تکیہ وغیرہ تو حرام نہیں۔

سوال: کیا فرشتگانِ رحمت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (چٹائی وغیرہ پر) تصویریں ہوں؟

جواب: میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔“ مطلق ہے، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ یہ حکم ہر صورت میں عام ہے۔اوراس میں کوئی فرق نہیں کہ تصویر مجسَّم ہو یا غیر مجسَّم ، بہرحال حرام ہے۔ یہ جمہور صحابہ و تابعین علما رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے مذہب کا خلاصہ ہے اور بعد والے علما جیسے حضرت سیِّدُنا امام شافعی، حضرت سیِّدُنا امام مالک، حضرت سیِّدُنا امام ثوری، حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ بہرحال سب علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ ”مجسم تصویر کی ہیئت تبدیل کرنا واجب ہے۔“

حضرت سیِّدُنا قاضی عیاض مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں: ”چھوٹی بچیوں کی گڑیوں کے بارے میں رخصت ہے۔“ لیکن حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) کے نزدیک ”کسی شخص کا اپنی بیٹی کے لئے گڑیاں خریدنا بھی مکروہ ہے۔“ اور کئی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ”ان احادیثِ مبارکہ سے بچیوں کے گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت بھی منسوخ ہوگئی۔“ (1)

حدیث میں مذکور الفاظ کی وضاحت

۱۔اَلْمَلَائِکَۃ: حضرت سیِّدُنا علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۳۸۸ھ) وغیرہ فرماتے ہیں: ”گزشتہ حدیث پاک ”لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا صُوْرَۃٌ وَلَا جُنُبٌ“ میں ملائکہ سے مراد برکت یا رحمت کے

(1) ......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، ج۱۴، ص ۸۱، ۸۲۔

فرشتے ہیں نہ کہ کراماً کاتبین (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے)۔ کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے کراماً کاتبین کا داخلہ منع نہیں۔''

۲۔جُنُب: ایک قول یہ ہے کہ جنبی سے مراد وہ شخص نہیں جو نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرکے غسل کرے۔ بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو غسل میں سستی کرتا اور اس کی عادت بنالیتا ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے پاس ایک ہی غسل میں تشریف لے جاتے جبکہ اس میں غسل فرض ہونے کے اول وقت سے تاخیر پائی جارہی ہے۔ چنانچہ،

﴿19﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنابت کی حالت میں سوجاتے اور پانی کو نہ چھوتے (یعنی غسل نہ فرماتے)۔''[1]

۳۔صُوْرَۃ: اس سے مراد ہر ذی روح کی تصویر ہے خواہ وہ مجسم ڈھانچے کی شکل میں ہوں یا صرف نقش ونگاری کے فن پارے ہوں، چھت میں ہوں یا دیوار میں، کپڑوں میں کڑھی ہوئی ہوں یا کسی دوسری چیز میں۔

۴۔کَلْب: یعنی اس سے شکار اور پہرہ دینے والے کتے مراد نہیں بلکہ ایسے کتے مراد ہیں جن کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اور کتے پالنے والے کا اس عمل کے سبب روزانہ دو قیراط اجر کم ہوجاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے، کیونکہ ان کے مضامین سے یہی واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ،

﴿20﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے شکار یا جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کوئی کتا پالا اس کے اجر میں یومیہ دو قیراط کی کمی ہوتی ہے[2]۔''[3]

......اور ایک روایت میں ''مِنْ اُجْرِہٖ'' کی جگہ ''مِنْ عَمَلِہٖ'' ہے۔[4]

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی الجنب ینام قبل أن یغتسل، الحدیث: ۱۱۸، ص۱۶۴۴۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب من اقتنی کلبالیس......الخ، الحدیث: ۵۴۸۱، ص۴۷۲۔

[3] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 656 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''قیراط ایک خاص وزن کا نام ہے یہاں قیراط فرمانا سمجھانے کے لئے ہے ورنہ ثواب اعمال یہاں کے باٹوں سے نہیں تولا جاتا۔''

[4] ......صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب من اقتنی کلبا لیس......الخ، الحدیث: ۵۴۸۱، ص۴۷۲۔

﴿21﴾......اور ایک روایت میں ہے، حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہرہ دینے والے یا جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کتا رکھنے والے کے اجر میں روزانہ ایک قیراط کم ہوجاتا ہے۔'' (۱)

﴿22﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے شکار کرنے والے یا جانوروں یا زمین کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کتا پالا اسکے ثواب میں روزانہ دو قیراط کم ہوجاتے ہیں۔'' (۲)

﴿23﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر کتے بھی دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان سب کو مارنے کا حکم دیتا۔ پس ان میں سے ہر خالص سیاہ کتے کو قتل کر دو اور جو لوگ گھروں میں کتا پالتے ہیں ان کے عمل میں ہر روز ایک قیراط کم ہوجاتا ہے سوائے شکار کرنے والے یا چوکیداری کرنے والے یا بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کے۔'' (۳)

❁❁❁❁❁❁❁

{......جنت میں لے جانے والے اعمال......}

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔''

(المستدرک، الحدیث ۷۱۵۵، ج۵، ص ۱۴۲)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب الأمر بقتل الکلاب......الخ، الحدیث ۴۰۳۲، ص ۹۵۱۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۴۰۳۰۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب الصید، باب ماجاء فی من أمسک کلبا ما ینقص من أجرہ، الحدیث ۱۴۸۹، ص ۱۸۰۴۔

کبیرہ نمبر269: طفیلی بننا

(یعنی اجازت یا رضامندی کے بغیر کسی کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جانا)

کبیرہ نمبر270: مہمان کا میزبان کی رضا جانے بغیر بِسیار خوری کرنا

کبیرہ نمبر271: انسان کا اپنے مال میں سے کثرت سے کھانا جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ اسے واضح نقصان دے گا

کبیرہ نمبر272: تکبر و دکھاوا کرتے ہوئے کھانے پینے میں وسعت کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوحمید ساعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کا عصا اس کی رضامندی کے بغیر لے لے۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اس لئے ارشاد فرمایا کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا مال حرام ٹھہرانے میں بڑی سختی فرمائی ہے۔[1]

﴿2﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، مال اور عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا یہ دن، یہ مہینہ، یہ شہر تم پر حرام ہے، کیا میں نے (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا) پیغام نہیں پہنچایا؟''[2]

﴿3﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کی تو بے شک اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے داخل ہوا وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔''[3]

﴿4﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان ایک

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنایات، الحدیث: ۵۹۴۶، ج۷، ص۵۸۷، " لمسلم "بدله"لامرئ"۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی لاترجعوا بعدی کفارا......الخ، الحدیث: ۷۰۷۸، ص۵۹۰۔

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب ماجاء فی إجابة الدعوة، الحدیث: ۳۷۴۱، ص۱۴۹۹۔

آنت سے کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔'' (۱)

﴿5﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ایک کافر مہمان کی میز بانی کی اور اس کے لئے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا پس دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا، پھر تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا وہ اس کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کے وقت وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا اور وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا لیکن وہ مکمل نہ پی سکا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان ایک آنت سے پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں سے پیتا ہے۔'' (۲)

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ابن آدم نے اپنے پیٹ سے برا برتن نہیں بھرا، اگر کھانا ہی ہو تو اس کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔'' (۳)

﴿7﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آجائے تو (پیٹ کے تین حصے کرلے) ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، دوسرا تہائی پانی کے لئے اور تیسرا تہائی حصہ سانس کے لئے چھوڑے۔'' (۴)

﴿8﴾......حضور نبئ اَکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والا قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو جُحَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر ڈکار لی۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب صبح کے وقت کچھ کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کے وقت کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے۔ (۵)

......صحیح البخاری، کتاب الإطعمة، باب المؤمن یأکل فی معًی واحدٍ، الحدیث:۵۳۹۴، ص۴۶۶۔

......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب المؤمن یأکل فی معًی واحدٍ......الخ، الحدیث:۵۳۷۴، ص۱۰۴۶ بتغیرٍ قلیلٍ۔

......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی کراھیة الکثرة الأکل، الحدیث:۲۳۸۰، ص۱۸۹۰۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الأطعمة، باب الإقتصاد فی الأکل و کراھة الشبع، الحدیث:۳۳۴۹، ص۲۶۷۹۔

......المعجم الاوسط، الحدیث ۸۹۲۹، ج۶، ص۳۲۵، "أکثرھم جوعا" بدله "أطولھم جوعا"۔

﴿9﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دُنیا میں پیٹ بھرنے والے کل آخرت میں بھوکے ہوں گے۔'' (۱)

﴿10﴾......بیہقی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔'' (۲)

﴿11﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بڑی توند (یعنی پیٹ) والا شخص دیکھا تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ یہاں نہ ہوتا (یعنی تیرا پیٹ بڑھا ہوا نہ ہوتا) تو تیرے لئے بہتر تھا۔'' (۳)

﴿12﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''بے شک قیامت کے دن بہت زیادہ کھانے پینے والے لائے جائیں گے جن کا وزن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، اگر چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھو:

فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ (پ۱۶، الکھف:۱۰۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔ (۴)

﴿13﴾......ایک دن رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھوک محسوس فرمائی تو ایک پتھر لے کر اپنے پیٹ پر باندھ لیا پھر ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! دنیا میں پیٹ بھر کر کھانے والے اور خوشحال زندگی گزارنے والے کتنے ہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن بھوکے اور ننگے ہوں گے۔ سن لو! کتنے ہی لوگ اپنے نفس کی تکریم کرنے والے ہیں جبکہ وہی نفوس انہیں بروزِ قیامت ذلیل کریں گے۔ یاد رکھو! کتنے ہی لوگ اپنے نفس کو ذلیل کرنے والے ہیں جبکہ وہی نفوس بروزِ قیامت ان کی تعظیم کریں گے۔'' (۵)

﴿14﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ بھی اسراف ہے کہ

......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۶۹۳، ج۱۱، ص۲۱۳۔
......شعب الایمان للبیھقی، باب فی المطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الأکل، الحدیث:۵۶۶۴، ج۵، ص۲۷۔
......المعجم الکبیر، الحدیث:۲۱۸۵، ج۲، ص۲۸۴۔
......شعب الإیمان للبیھقی، باب فی الطاعم والمشارب، فصل فی ذم کثرۃ الأکل، الحدیث:۵۶۷۴، ج۵، ص۳۴۔
......الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم:۳۷۵۹ابو البجیر، ج۷، ص۲۹۶۔

تجھے جس چیز کی خواہش پیدا ہوا سے کھا ڈالے۔'' (۱)

﴿15﴾ ...... اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دن میں دو مرتبہ کھاتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تم پسند کرتی ہو کہ پیٹ بھرنا تمہارا مشغلہ ہو، دن میں دو مرتبہ کھانا اسراف ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (۲)

﴿16﴾ ...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''کھاؤ، پیؤ اور صدقہ کرو مگر اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو۔'' (۳)

﴿17﴾ ...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میری امت میں سب سے شریر وہ لوگ ہیں جنہوں نے نعمتیں پائی اور ان کے جسم موٹے تازے ہو گئے۔'' (۴)

﴿18﴾ ...... شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو قسم قسم کے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کے پانی پئیں گے، رنگ برنگے لباس پہنے گے اور باچھیں کھول کر باتیں کریں گے۔ یہی میری امت کے سب سے برے لوگ ہیں۔'' (۵)

﴿19﴾ ...... تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت فرمایا: ''اے ضحاک! تم کیا کھاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! گوشت اور دودھ۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اس کے بعد وہ کہاں جاتا ہے؟'' عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو معلوم ہی ہے (کہ گندگی میں چلا جاتا ہے)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا کو اس گندگی سے تشبیہ دی ہے جو ابن آدم کے پیٹ سے خارج ہوتی ہے۔'' (۶)

---

(۱) ......سنن ابن ماجه، ابواب الأطعمة، باب من الإسراف أن تأكل كل ما اشتهيت، الحديث: ۳۳۵۲، ص۲۶۷۹۔

(۲) ......شعب الإيمان للبيهقي، باب المطاعم والمشارب، فصل في ذم كثرة الأكل، الحديث: ۵۶۴۰، ج۵، ص۲۶۔

(۳) ......المصنف لابن ابی شيبة، كتاب الباس، باب من قال البس ماشئت......الخ، الحديث: ۱، ج۶، ص۳۶۔

(۴) ......الترغيب والترهيب، كتاب الطعام، باب الترهيب من الإمعان في الشبع......الخ، الحديث: ۳۲۹۳، ج۳، ص۱۰۶۔

(۵) ......المعجم الكبير، الحديث: ۷۵۱۲، ج۸، ص۱۰۷۔

(۶) ......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث الضحاك بن سفيان، الحديث: ۱۵۷۴۷، ج۵، ص۳۴۱۔

تنبیہ:

پہلے تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا تو واضح ہے۔اس وجہ سے کہ پہلے دو میں باطل طریقے سے مال کھانا پایا جارہا ہے۔ نیز اس باب کی ابتدا میں ابوداؤد شریف کی بیان کردہ یہ روایت پہلے گناہ کے کبیرہ ہونے پر واضح ہے کہ'' وہ چور کی شکل میں داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔'' اسے حضرت سیِّدُنا امام ابوداؤد سلیمان بن اَشْعَث سَجِسْتَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۲۷۵ھ) نے ضعیف قرار نہیں دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک اس سے استدلال کرنا صحیح ہے۔البتہ! اُن کے علاوہ دیگر کئی محدثینِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: اس میں ایک راوی مجہول ہے جس کے قابلِ اعتماد ہونے میں اختلاف ہے اور جمہور علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک بھی یہ ضعیف ہے۔رہا تیسرا گناہ تو چونکہ اس میں اپنی جان کا نقصان ہے اور یہ اسی طرح کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا۔اسی طرح لباس کے متعلق گزشتہ روایات مثلاً تکبر کی بنا پر تہبند وغیرہ لٹکانے، پر قیاس کرتے ہوئے عنوان میں مذکور چوتھے گناہ کو بھی کبیرہ شمار کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں ایک قدرِ مشترک ہے یعنی خود پسندی اور تکبر کرنا۔اس بنا پر ان احادیثِ مبارکہ میں وارد وعید نقصان کی حد تک بسیار خوری یا غیر کے مال سے شکم پروری پر محمول ہوگی۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبداللہ حسین بن حسن بن محمد حلیمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۴۰۳ھ) کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان عالیشان: ''اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَاۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ (پ۲۶، الاحقاف:۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: '' یہ وعید اگرچہ کفار کے لئے ہے جو پاک ممنوع چیزوں کی طرف بڑھتے تھے اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ'' مگر جو لوگ پاک مباح چیزوں میں زیادہ مشغول رہتے ہیں ان پر بھی اس طرح کے عذاب کا ڈر ہے کیونکہ جو ان چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا دل دُنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔لہٰذا وہ خواہشات ولذات میں پھنسنے سے نہیں بچ سکتا۔ جب بھی وہ اپنے نفس کی کسی خواہش کو پورا کرتا ہے تو وہ اسے دوسری خواہش کی تکمیل پر ابھارنے لگ جاتا ہے۔ پس اس کے لئے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ اپنے

نفس کو کسی خواہش سے روک سکے اور اس طرح اس پر عبادت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پھر جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو کوئی بعید نہیں کہ اسے یہ کہا جائے: ''اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ''، پس یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ اپنے نفس کو اس کے لالچی پن کی طرف مائل ہونے دیں، ورنہ اس کا تدارک مشکل ہو جائے گا۔ البتہ! ابتدا ہی میں اس کا سد باب کرنا ممکن ہے کیونکہ یہ اس سے آسان ہے کہ آپ پہلے اسے فساد کا عادی بنائیں اور پھر اسے اصلاح کی طرف لوٹانے کی کوشش کریں۔

میں نے حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کے کلام کو ملاحظہ کیا تو پایا کہ پہلے گناہ کے متعلق انہوں نے بھی میرے ذکر کردہ موقف کی تائید کی ہے۔ ''اَلْاُمّ'' میں حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) سے منقول ہے کہ ''جو بلا حاجت، بِن بُلائے کسی دعوت پر جائے، اسے صاحبِ خانہ کی اجازت نہ ہو پھر بھی شریکِ دعوت ہو جائے تو وہ مَرْدُوْدُ الشَّهَادَت ہو جائے گا (یعنی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی) کیونکہ وہ حرام کھاتا ہے بشرطیکہ وہ دعوت اس جیسے عام شخص کی طرف سے ہو۔ لیکن اگر کھانا کسی بادشاہ یا بادشاہ جیسے معزز شخص کی طرف سے ہو اور وہ لوگوں کو دعوت دے تو یہ کھانا سب کے لئے عام ہے اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''[1]

''رَوْضَةُ الطَّالِبِيْن وَعُمْدَةُ الْمُفْتِيْن'' میں ''اَلشَّامِل'' کے حوالے سے ہے، ''(گواہی مردود ہونے کے لئے) بار بار آنا شرط ہے کیونکہ کبھی اسے شبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ صاحبِ خانہ منع کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب وہ بار بار آئے گا تو یہ مروّت کی کمی اور کمینگی کہلائے گی۔''[2]

حضرت سیِّدُنا ابن صبَّاغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے (گواہی مردود ہونے کے لئے) دعوت میں بار بار آنا شرط قرار دیا ہے کیونکہ بار بار آنا گھٹیا پن اور مروّت کی کمی کا باعث ہے۔'' یہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے اس قول کے برعکس ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ''گواہی مردود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حرام کھاتا ہے۔'' جبکہ حضرت

---

[1] ......الأم للامام الشافعي، كتاب الأقضية، شهادة القاذف، ج۳، الجزء السادس، ص۲۲۷۔

[2] ......روضة الطالبين وعمدة المفتين للنووي، كتاب الشهادات، فرع الخمر العينية......الخ، ج۱، ص۲۳۲۔

سیّدُنا ابن صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کا قول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں مروّت کوترک کرنے کی وجہ سے گواہی مردود نہ ہوگی کیونکہ مروّت ترک کرنا حرام نہیں بلکہ گواہی مردود ہونے کی وجہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا ہے اس لئے کہ یہی اصرار بعد میں کبیرہ بن جاتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دو الگ اور مختلف معاملے ہیں جوصرف کھانے سے متعلق ہیں۔لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص عمدہ اور لذیذ کھانے پر جھپٹ پڑے یا اس طرح اپنی پلیٹ میں کھانا اٹھا کر اسے بھر لے جیسا کہ عموماً گھٹیا لوگ کرتے ہیں اور ایسا گھٹیا فعل حاضرین پر گراں گزرتا ہے اور وہ حیا سے اپنی آنکھیں جھکا لیتے ہیں پس یہ عمل مروّت وحیا کے دامن کو چاک کرنے والا ہے۔لہٰذا گواہی مردود ہونے کے لئے کسی کا ایسی دعوت میں بن بلائے ایک ہی بار جانا کافی ہے اور بار بار جانے کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے حضرت سیّدُنا ابن صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کا کلام ذکر کرنے کے بعد یہ قول اپنے استاذ حضرت سیّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) سے لیا ہے اور ان کے علاوہ نے اسے صغیرہ قرار دیا ہے جو تکرار سے کبیرہ بن جاتا ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ دینار کا چوتھائی حصہ بھی غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایک یا دو بار کا کھانا غالباً اس حد تک تو نہیں پہنچتا۔البتہ! یہ خلافِ مروّت ہے۔ہاں جیسا کہ بعض گھٹیا طفیلیے کرتے ہیں کہ جب کسی خاص دعوت میں جاتے ہیں تو عمدہ ولذیذ کھانے پر جھپٹ کر کافی مقدار میں اٹھا لیتے ہیں جو کہ صاحبِ خانہ پر بہت گراں گزرتا ہے لیکن وہ لوگوں سے شرماتے ہوئے اور مروّت سے خاموش رہتا ہے۔پس یہ مروّت کو داغدار کرنے اور دستارِ حیا کو تار تار کرنے والی عادت ہے۔لہٰذا ایک بار ایسا کرنے سے ہی گواہی مردود ہو جائے گی۔

''اَلْمُوْقَف لِلْجَیْلی'' میں ہے کہ ''اس طفیلی کی گواہی مقبول نہیں جو بن بُلائے لوگوں کی دعوت میں شریک ہو جاتا ہے۔'' حضرت سیّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے بھی یہی کہا ہے اور ہم کسی کو نہیں جانتے جو اس کے مخالف ہو کیونکہ مرفوع حدیثِ پاک ہے کہ ''جو بن بلائے کھانے کے لئے آیا وہ چور بن کر آیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔'' کیونکہ وہ حرام کھاتا ہے اور ایسا کام کرتا ہے جس میں سفاہت، کمینگی اور مروّت کا ختم ہونا پایا جاتا ہے۔اگر وہ بار بار ایسا نہ کرے تو اس کی گواہی مردود نہیں کیونکہ یہ صغیرہ گناہ ہے۔ (1)

(1)......المغنی لابن قدامۃ، کتاب الشھادات، مسألۃ ۱۸۹۱، فصل ولا تقبل شھادۃ الطفیلی، ج۱۴، ص۱۶۹۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے نزدیک یہ حکم صرف کھانے کے بارے میں ہے نہ کہ اس پر جھپٹ پڑنے کے بارے میں۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

خاتمہ

﴾20﴿......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے: ''بدترین کھانا اس ولیمے کا ہے جس میں مالداروں کو تو دعوت دی جاتی ہے مگر مساکین کو نہیں بلایا جاتا۔ جو (بلا عذرِ شرعی) دعوت پر نہ آیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۱)

﴾21﴿......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''سب سے برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں آنے والوں کو روک دیا جائے اور انکار کرنے والے کو دعوت دی جائے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۲)

﴾22﴿......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمے میں بلایا جائے تو ضرور آئے۔'' (۳)

﴾23﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو اس کا بھائی شادی یا کسی اور موقع پر دعوت دے تو اسے چاہئے کہ قبول کرے۔'' (۴)

﴾24﴿......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تمہیں کراع مقام کی بھی دعوت دی جائے تو قبول کرو (''کراع'' غلیص مقام کے قریب ایک جگہ ہے۔ از مصنف)۔'' (۵)

﴾25﴿......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور قبول کرے، پھر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔'' (۶)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، الحدیث: ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ص ۹۱۸۔
(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۲۵۔
(۳)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۰۹، ص ۹۱۷۔
(۴)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۲۔
(۵)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۷، ص ۹۱۸۔
(۶)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۱۸۔

﴿26﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانے پر فخر کرنے والوں کے ہاں کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

شافعی علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے نزدیک اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ولیمہ کی دعوت چند شرائط کے ساتھ قبول کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دیگر تمام دعوتیں قبول کرنا مستحب ہے۔''

﴿27﴾……سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے انگلیاں چاٹنے اور برتن صاف کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۲)

﴿28﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا ارشادِ مبارک ہے: ''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اٹھالے اور اس سے تکلیف دہ چیز (یعنی مٹی وغیرہ) صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے، اپنے ہاتھ رومال سے اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۳)

﴿29﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''بے شک شیطان تم میں سے کسی کے پاس ہر کام کے وقت اپنی حیثیت کے مطابق آجاتا ہے یہاں تک کہ وہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اٹھالے اور اس سے اذیت والی شے (یعنی مٹی وغیرہ) صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ پھر جب فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۴)

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''برکت کھانے کے آخر میں ہے۔'' (۵)

---

(۱)……سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی طعام المتباریین، الحدیث: ۳۷۵۴، ص ۱۵۰۰۔

(۲)……صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة……الخ، الحدیث: ۵۳۰۴، ص ۱۰۴۱۔

(۳)……المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۱، ص ۱۰۴۰۔ (۴)……المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۳، ص ۱۰۴۱۔

(۵)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأطعمة، باب آداب الأکل، الحدیث: ۵۲۲۹، ج ۷، ص ۳۳۵۔

﴿30﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنی اُنگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (۱)

﴿31﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو نہ چھوئے جب تک انہیں چاٹ نہ لے یا چاٹ نہ لیا جائے۔'' (۲)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا ابوحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب کبھی ہم سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ساتھ کھانا کھانے لگتے تو ہم میں سے کوئی بھی شروع نہ کرتا جب تک آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم شروع نہ فرمالیتے۔ ایک بار ہم کھانے پر حاضر تھے کہ ایک اعرابی (یعنی بدو) تیزی سے آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ اس نے آتے ہی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک لونڈی آئی گویا اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ وہ بھی آتے ہی کھانے پر لپکی اور ہاتھ آگے بڑھایا۔ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا: ''جس کھانے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام نہ لیا جائے وہ شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔ شیطان اس اعرابی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ساتھ کھانا کھائے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس لونڈی کو لے کر آیا تا کہ کھانا کھالے لیکن میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔'' (۳)

شیطان کو قے آ گئی:

﴿33﴾......صحابیٔ رسول، حضرت سیِّدُنا امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم اسے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ شریف نہیں پڑھی تھی آخر

......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع و القصعة......الخ، الحدیث: ۵۳۰، ص ۱۰۴۱۔

......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع و القصعة......الخ، الحدیث: ۵۲۹، ص ۱۰۴۰۔

کتاب الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب لعق الأصابع، الحدیث: ۱۹۷۲۴، ج ۱۰، ص ۳۴۔

......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام، الحدیث: ۳۷۶۸، ص ۱۵۰۱۔

میں یاد آنے پر اس نے کہا: ''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ یعنی اللّٰہ کے نام سے اس کھانے کی ابتدا اور انتہا کرتا ہوں۔'' سرکار مدینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان اس شخص کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب اس نے بسم اللہ شریف پڑھی تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا۔'' (۱)

﴾34﴿......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے قیلولہ (یعنی دن میں آرام) کرنے اور رات گزارنے کی جگہ اور کھانے میں خلل اندازی نہ کرے تو اسے چاہئے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے اور کھانے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھے۔'' (۲)

گناہ معاف کرانے کا نسخۂ کیمیا:

﴾35﴿......حضرت سیِّدُنا معاذ بن اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس نے کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے میری طاقت اور قوت کے بغیر یہ رزق عطا فرمایا۔'' (۳)

کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا:

﴾36﴿......حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا ذریعہ ہے۔ میں نے یہ بات حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ذکر کی اور تورات میں جو کچھ پڑھا تھا اس کے متعلق بتایا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کھانے میں برکت کا ذریعہ اس سے پہلے وضو کرنا (یعنی دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا) ہے۔'' (۴)

﴾37﴿......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''جسے یہ پسند ہو کہ

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث امیة بن مخشی، الحدیث۱۸۹۸۵، ج۷، ص۱۰۔
......المعجم الکبیر، الحدیث۲۱۰۲، ج۲، ص۲۴۰، بدون قوله" ولا مبیتاً"۔
......سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب مایقول اذا لبس ثوبا جدیدا، الحدیث۴۰۲۳، ص۱۵۱۷۔
......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی الوضوء قبل الطعام وبعده، الحدیث:۱۸۴۶، ص۱۸۳۹۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ کرے اسے چاہئے کہ جب کھانا سامنے آئے تو وضو کرے اور جب کھانا کھالے تو بھی وضو کرے (یعنی ہاتھ دھوئے)۔''(۱)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو حضرت سیِّدُنا امام سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا (متوفی ۱۷۹ھ) نے ناپسند فرمایا اور حضرت سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں: ''اسی طرح ہمارے امام حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے مسلم شریف کی اس روایت کی وجہ سے ہاتھ نہ دھونا مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

﴿38﴾......(ایک دفعہ) سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور عرض کی گئی: ''کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نماز نہیں پڑھ رہا کہ وضو کروں(۲)۔''(۳)

﴿39﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک مجھے وضو کا حکم دیا گیا ہے جبکہ میں نماز کے لئے کھڑا ہوں۔''(۴)

﴿40﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہو اور وہ ہاتھ دھوئے بغیر سو جائے اور اسے کوئی چیز (یعنی کوئی موذی جانور) نقصان پہنچائے تو وہ اپنے

---

(۱)......سنن ابن ماجه، ابواب الأطعمة، باب الوضوء عند الطعام، الحديث: ۳۲۶۰، ص۲۶۷۴۔

(۲)......یہ حدیث بیانِ جواز کے لئے ہے ورنہ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ کھانے سے قبل کھانے کا وضو فرماتے اور کبھی ایسا عمل بھی فرماتے جو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک عادت کے خلاف ہوتا تاکہ اُمَّت کو مسئلہ معلوم ہو جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ کھانا کھانے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں اور گزشتہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونا سنتِ مبارکہ ہے۔ چنانچہ، ''**بہارِ شریعت**'' میں منقول ہے: ''سنت یہ ہے کہ قبلِ طعام اور بعدِ طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں۔ بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔'' (بهار شريعت، کهانے کا بيان، حصه۱۶، ص۱۹)

(۳)......صحيح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز أکل المحدث الطعام......الخ، الحديث: ۸۲۸، ص۷۳۷۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی غسل اليدين عند الطعام، الحديث: ۳۷۶۰، ص۱۵۰۱۔

آپ کو ہی ملامت کرے۔'' [۱]

﴿41﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے برص کی بیماری لگ جائے تو اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔'' [۲]

﴿42﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے پس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔'' [۳]

﴿43﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو درمیان سے نہ کھائے بلکہ ایک کنارے سے کھائے۔'' [۴]

﴿44﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بہترین سالن سرکہ ہے۔'' [۵]

﴿45﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے (اپنے بدن پر) مالش کرو کیونکہ یہ انتہائی بابرکت درخت سے (حاصل کیا جاتا) ہے۔'' [۶]

﴿46﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''بے شک یہ طیب اور برکت والا ہے۔'' [۷]

﴿47﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''گوشت دانتوں سے نوچ کر کھاؤ کہ اس طرح یہ زیادہ لذیذ اور جلدی ہضم ہونے والا ہے۔'' [۸]

﴿48﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر

---

[۱]......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی غسل الید من الطعام، الحدیث:۳۸۵۲، ص۱۵۰۶۔

[۲]......المعجم الکبیر، الحدیث:۵۴۳۵، ج۶، ص۳۵۔

[۳]......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی کراھیة الأکل من وسط الطعام، الحدیث:۱۸۰۵، ص۱۸۳۵۔

[۴]......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی الأکل من اعلی الصحفة، الحدیث:۳۷۷۲، ص۱۵۰۱۔

[۵]......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب فضیلة الخل والتادم به، الحدیث:۵۳۵۰، ص۱۰۴۴۔

[۶]......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء فی أکل الزیت، الحدیث:۱۸۵۱، ص۱۸۳۹۔

[۷]......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النور، باب کلوا الزیت وادھنوا به، الحدیث:۳۵۵۷، ج۳، ص۱۶۲۔

[۸]......جامع الترمذی، ابواب الأطعمة، باب ماجاء أنه قال: انھشوا اللحم نھشا، الحدیث:۱۸۳۵، ص۱۸۳۸۔

کھایا پھر نماز ادا فرمائی۔'' [1]

﴿49﴾......حضرت سیِّدُ نا ابومعشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ زیادہ مزیدار اور جلدی ہضم ہونے والا ہے۔'' [2]

﴿50﴾......حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہے جس پر زیادہ سے زیادہ ہاتھ پڑیں (یعنی جس میں زیادہ لوگ شامل ہوں)۔'' [3]

﴿51﴾......ایک دفعہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم مل کر کھانا کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ؟'' انہوں نے عرض کی: ''علیحدہ علیحدہ۔'' ارشاد فرمایا: ''مل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا نام بھی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔'' [4]

﴿52﴾......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک کو دائیں ہاتھ سے کھانا پینا اور لینا دینا چاہئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا اور بائیں ہاتھ سے ہی لیتا دیتا ہے۔'' [5]

﴿53﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا، ایک شخص نے عرض کی: ''اگر میں برتن میں تنکے دیکھوں (تو کیا کروں)؟'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے (اوپر سے تھوڑا سا) انڈیل دو۔'' اس نے عرض کی: ''میں ایک سانس سے سیراب بھی نہیں ہوتا۔'' تو ارشاد فرمایا: ''برتن منہ سے ہٹا (کر سانس) لو۔'' [6]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، الحدیث: ٧٩٢، ص٧٣٥۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الأطعمة، باب فی أکل اللحم، الحدیث: ٣٧٧٨، ص١٥٠٢، "وانھشوه": بدله: "وانھسوه"۔

[3] ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث: ٢٠٤٠، ج٢، ص٢٨٨۔

[4] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأطعمة، باب آداب الأکل، الحدیث: ٥٢٠٠، ج٧، ص٣٢٧۔

[5] ......سنن ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب الأکل بالیمین، الحدیث: ٣٢٦٦، ص٢٦٧٥۔

[6] ......جامع الترمذی، ابواب الأشربة، باب ماجاء فی کراھیة النفخ فی الشراب، الحدیث: ١٨٨٧، ص١٨٤٢۔

﴿54﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے برتن کے سوراخ سے پینے اور مشروب (یعنی ہر پینے کی چیز) میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (۱)

﴿55﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (۲)

﴿56﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مشکیزے سے پئے اور اس میں سانس لے۔ (۳)

﴿57﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم (پانی پینے میں) تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (۴)

﴿58﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم برتن سے (پانی پیتے وقت) تین مرتبہ سانس لیتے اور ارشاد فرماتے: ''یہ لذیذ اور زیادہ سیراب کرنے والا ہے۔'' (۵)

وضاحت: مذکورہ حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے منہ سے برتن جدا کرتے، پھر سانس لیتے کیونکہ ابھی ایک روایت گزری ہے جس میں خود حکم فرمایا: ''برتن منہ سے ہٹا (کر سانس) لو۔

﴿59﴾......حضور سید عالم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے مشکیزوں کے منہ موڑ کر پانی پینے سے منع فرمایا۔'' (۶)

﴿60﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے: ''رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔'' (حضرت سیِّدُنا ایوب رَحْمَةُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں) مجھے بتایا گیا ہے کہ ''ایک شخص نے مشکیزے سے منہ لگا کر پیا تو اس سے سانپ نکل آیا۔'' (۷)

......سنن ابی داود، کتاب الأشربة، باب فی الشرب مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، الحدیث: ۳۷۲۲، ص۱۴۹۸۔

......سنن ابی داود، کتاب الأشربة، باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فیه، الحدیث: ۳۷۲۸، ص۱۴۹۹۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأشربة، باب آداب الشرب، الحدیث: ۵۲۹۲، ج۷، ص۳۵۸۔

......صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب بنفسین أو ثلاثةٍ، الحدیث: ۵۶۳۱، ص۴۸۲۔

......جامع الترمذی، ابواب الأشربة، باب ماجاء فی التنفس فی الإناء، الحدیث: ۱۸۸۴، ص۱۸۴۲۔

......صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب اختناث الأسقیة، الحدیث: ۵۶۲۵، ص۴۸۲۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۷۱۵۶، ج۳، ص۹۔

۳۔ باب عشرۃ النساء

کبیرہ نمبر273: ظلمًا ایک بیوی پر دوسری کو ترجیح دینا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور اس نے دونوں کے درمیان عدل نہ کیا تو وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۱)

﴿2﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو تو بروز قیامت یوں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی نسبت دوسری کی طرف زیادہ مائل ہو تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔'' (۳)

﴿4﴾......صحیح ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے: ''اسکے دونوں پہلوؤں میں سے ایک فالج زدہ ہوگا۔'' (۴)

وضاحت: حدیثِ پاک میں مذکور لفظِ ''مَالَ اور یَمِیْلُ'' سے مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک کو ان ظاہری اُمور میں ترجیح دے جن میں حضور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ترجیح دینا حرام قرار دیا نہ کہ دل کا مائل ہونا۔ کیونکہ اصحابِ سُنَنِ اربعہ (یعنی سننِ ترمذی، سننِ ابی داوٗد، سننِ ابنِ ماجہ اور سننِ نسائی) اور حضرت سیِّدُ نا ابن حبان رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اپنی صحیح میں روایت نقل فرمائی ہے کہ،

﴿5﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی

1......جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر، الحدیث: ۱۱۴۱، ص ۱۷۶۳۔

2 الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترھیب من ترجیح احدی......الخ، الحدیث: ۳۰۴۹، ج۳، ص۲۸۔

3......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث: ۲۱۳۳، ص ۱۳۸۰۔

4......سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب میل الرجل الی بعض نسائه دون بعض، الحدیث: ۳۳۹۴، ص ۲۳۰۷۔

......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب القسم بین النساء، الحدیث: ۱۹۶۹، ص ۲۵۹۴۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باری میں عدل فرماتے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرتے: ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! یہ میری تقسیم ہے جس کا مالک میں ہوں پس جس کا تو مالک ہے اور میں نہیں، اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔'' (۱)

﴿6﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک عدل کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کی دونوں جانبیں دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل وعیال اور اپنی رعایا میں عدل کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں۔'' (۲)

تنبیہ: مذکورہ وعید کی بنا پر اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے کیونکہ اس میں ناقابل برداشت تکلیف ہے اگرچہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر نہیں کیا۔

کبیرہ نمبر274: بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا جیسے مہر، نفقہ وغیرہ

کبیرہ نمبر275: حقوقِ شوہر ادا نہ کرنا مثلاً بلا عذرِ شرعی جماع سے روکنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿۱﴾ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ (پ۲، البقرۃ:۲۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿۲﴾ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ (پ۲، البقرۃ:۲۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وضاحت فرمائی کہ مرد کے طلاق دے کر رجوع کر لینے سے مقصود عورت کی اصلاح کرنا ہے اور اسے تکلیف پہنچانا مراد نہیں، تو اس کے بعد یہ وضاحت بھی فرمادی کہ ''میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے پر کچھ حق ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''اس آیت مبارکہ کی وجہ سے

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الحدیث:۲۱۳۴، ص۱۳۸۰۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر......الخ، الحدیث:۴۷۲۱، ص۱۰۰۶۔

میں اپنی بیوی کی خاطر اسی طرح سنورتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے سنورتی ہے۔''[1]

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مرد پر لازم ہے کہ عورت کے حقوق اور ضروریات پوری کرے اور عورت پر بھی اس کی فرمانبرداری اور تابعداری کرنا واجب ہے۔'' جبکہ بعض کا قول یہ ہے کہ ''عورتوں کا اپنے شوہروں پر حق یہ ہے کہ جب وہ طلاق دے کر رجوع کریں تو ان کی غلطی کی اصلاح بھی کریں، جبکہ مردوں کا ان پر یہ حق ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کیا ہے اسے نہ چھپائیں۔'' زیادہ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ کو اس کے عام حکم پر باقی رکھا جائے اگرچہ اس کا ابتدائی حصہ اس قول کی تائید کرتا ہے۔

بہرحال مرد کا مرتبہ عورت سے بلند تر ہے کیونکہ وہ فضل، عقل، دیت، میراث اور غنیمت کے اعتبار سے اس سے زیادہ کامل ہے اور امامت، فیصلہ کرنے اور گواہی دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری سے شادی کرسکتا ہے اور کسی کو اپنی لونڈی بھی بنا سکتا ہے، طلاق دینے اور پھر رجوع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ عورت انکار بھی کرے مگر عورت طلاق دینے کا اختیار نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ رحمت وشفقت اور باہمی معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کی ذمہ داری مرد پر زیادہ ہے جیسے مہر دینا، نفقہ دینا، عورت کو ضرر رساں اشیاء سے بچانا، اس کی ضروریات پوری کرنا اور اسے آفات وبلیات کی جگہوں پر جانے سے روکنا۔ لہٰذا انہی زائد حقوق کی وجہ سے عورت کو مرد کی خدمت سرانجام دینے کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْؕ (پ۵، النسآء:۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے۔

مرد کی افضلیت کی وجوہات:

یہی وجہ ہے کہ اس آیتِ مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرینِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''بہت سی حقیقی اور شرعی وجوہات کی بنا پر مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

[1] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۲۸، ج۲، الجزء الثالث، ص۹۶۔

پہلی وجہ:

مرد علم وعقل میں عورتوں سے زائد ہوتے ہیں، ان کے دل مشقت طلب کاموں کو برداشت کرنے کی سکت رکھتے ہیں اور اسی طرح وہ قوت وطاقت، عموماً معاہدۂ کتابت (یعنی غلام کا اپنے مالک سے یہ طے کرلینا کہ وہ اتنی رقم اسے کما دے تو آزاد ہوجائے گا)، گھڑسواری اور تیراندازی میں بھی برتر ہوتے ہیں، علمائے کرام، امامتِ کبریٰ اور صغریٰ بھی انہی میں پائی جاتی ہے۔ مجاہد، مؤذن اور خطیب مرد ہی ہوتے ہیں، مساجد میں جمعہ اور اعتکاف کا انعقاد بھی مرد ہی کرتے ہیں، حدود وقصاص اور نکاح وغیرہ میں بھی مردوں کی گواہی لی جاتی ہے، میراث کی زیادتی، عورتوں کو میراث میں عصبہ بنانا اور دیت کا ضامن ہونا بھی مردوں سے ہی متعلق ہے، نکاح، طلاق، رجعت اور کئی بیویوں کی ولایت کا حق بھی مرد ہی کو حاصل ہے، نیز نسب کی نسبت بھی انہی کی طرف ہوتی ہے۔

دوسری وجہ:

مہر اور نان ونفقہ وغیرہ دینا بھی مردوں کا کام ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان پر شوہروں کے حقوق ہیں۔'' (۱)

جب عورت کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ ہے تو وہ اس کے ہاتھ میں ایک عاجز قیدی کی طرح ہے۔ چنانچہ،

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاں قیدی ہیں۔'' (۲)

﴿3﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کمزور غلاموں اور عورتوں کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔'' (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۲۱۴۰، ص۱۳۸۰۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث۱۱۶۳، ص۱۷۶۶۔

(۳)......الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث: ۱۲۶، ص۱۵۔

اسی کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی ارشاد فرماتا ہے:

وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ (پ۴، النساء:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اوران سے اچھا برتاؤ کرو۔

ابراہیم بن سری بن سہل، المعروف امام زجاج (متوفی۳۱۱ھ) لکھتے ہیں: ''اس سے مراد خرچہ، گھر میں انصاف اور گفتگو میں نرمی ہے۔'' یہ بھی منقول ہے کہ ''مرد بھی عورت کے لئے اسی طرح سنورے جیسے وہ اس کے لئے سنورتی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام سے نقل فرمایا ہے کہ ''انہوں نے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ اگر بیوی کو ایک خادم کافی نہ ہو تو زیادہ خُدَّام رکھنا واجب ہے۔'' اور امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اور حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا (متوفی ۱۵۰ھ) کے اس قول کو غلط قرار دیا ہے کہ ''مرد پر بیوی کے لئے ایک ہی خادم رکھنا واجب ہے۔'' کیونکہ دنیا میں کئی عورتیں ایسی ہیں جنہیں ایک خادم کفایت نہیں کرتا جیسا کہ بادشاہوں کی لڑکیاں جن کی شان بہت بلند ہوتی ہے، کھانا پکانے اور کپڑے دھونے کے لئے انہیں ایک خادم کافی نہیں ہوتا۔

حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کے اس مؤقف کو رد کرتے ہوئے کہا گیا کہ صرف اس نظریہ کی بنا پر ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کو غلط قرار دینا بالکل فاسد ہے، کیونکہ گفتگو تو ان حقوق کے متعلق ہو رہی ہے جو خاوند پر زوجیت کے اعتبار سے واجب ہیں اور اس اعتبار سے یہ بات بھی معلوم ہے کہ مرد پر وہی اشیاء مہیا کرنا واجب ہے جن کی ذاتی طور پر عورت محتاج ہوتی ہے اور جو اس کی ذات سے متعلق ہوتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوی کے لئے ان سب کے حصول کے لئے صرف ایک خادم کافی ہے۔ اگر اسے ایک سے زیادہ خدام کی ضرورت ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱)......اگر عورت کو خادم کی ضرورت ان امور کی وجہ سے ہو جو زوجیت سے خارج ہوں اور ان کا تعلق اس کی اپنی ذات سے ہو تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہے اور (۲)......اگر وہ امور مرد سے متعلقہ ہوں تو اس کی ذمہ داری مرد پر ہے مگر زوجیت کے اعتبار سے نہیں۔

پس دونوں امام صاحبان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے فرمان کا صحیح ہونا ظاہر ہو گیا اور جس نے انہیں غلط قرار دیا اس کا انہیں غلط قرار دینے میں سخت کلامی سے پیش آنا بھی اچھی طرح واضح ہو گیا۔ **ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا ادب کرنے**

میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

﴿4﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں تو اس نے اسے دھوکا دیا اور اس کا حق ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی (شمار) ہوگا۔'' (۱)

﴿5﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، مسلمانوں کا امام (یعنی حکمران) نگران ہے اس سے اس کے ماتحتوں (یعنی عوام) کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے اس سے اس کی رعایا (یعنی بچوں) کے بارے میں سوال ہوگا، مرد اپنے گھر میں نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں (یعنی بیوی بچوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، (الغرض) تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔'' (۳)

﴿7﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بے شک لوگوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور وہ اپنے گھر والوں پر نرمی کرنے والا ہو۔'' (۴)

﴿8﴾......دوسری روایت میں ہے: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہے۔'' (۵)

﴿9﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔'' (۶)

---

(۱)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۱، الجزء الاول، ص۴۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، الحدیث: ۸۹۳، ص۷۰۔

(۳)......جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث: ۱۱۶۲، ص۱۷۶۵۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب فی استکمال الایمان والزیادۃ والنقصان، الحدیث: ۲۶۱۲، ص۱۹۱۵۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث: ۳۸۹۵، ص۲۰۵۰۔

(۶)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث: ۳۸۹۵، ص۲۰۵۰۔

﴿10﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بے شک عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، لہٰذا اس سے نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے زندگی بسر کرو۔'' (۱)

﴿11﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔'' (۲)

﴿12﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تو اس سے گزارا کرنا چاہے تو اسی حالت میں کرسکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔'' (۳)

﴿13﴾......**سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان خوشبودار ہے: ''کوئی مومن مرد (یعنی شوہر) کسی مؤمنہ عورت (یعنی بیوی) سے بغض نہیں رکھتا۔ (البتہ!) اگر اس کی ایک عادت بُری لگے تو دوسری عادت سے وہ خوش ہوجائے گا یا اس کے علاوہ کچھ اور فرمایا۔'' (۴)

﴿14﴾......ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور چہرے پر مت مارو اور اسے برے الفاظ نہ کہو (جیسے اللہ تیرا برا کرے!) اور اس سے (وقتی) قطعِ تعلق کرنا ہو تو گھر میں کرو۔'' (۵)

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث: ۴۱۶۷، ج۶، ص۱۸۹۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خَلْقِ آدَمَ وَذُرِّیَّتِہٖ، الحدیث: ۳۳۳۱، ص۲۶۹۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۳۶۴۳، ص۹۲۶۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۳۶۴۵، ص۹۲۶۔

(۵)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، الحدیث: ۲۱۴۲، ص۱۳۸۰۔

﴿15﴾……**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حِجَّۃُ الوداع کے موقع پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا اور وعظ ونصیحت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''سُن لو! عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی مانند ہیں، تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ ہاں! اگر وہ کوئی واضح غلطی کریں تو انہیں بستروں سے الگ کر دو اور ایسی مار مارو کہ نہ ہڈی ٹوٹے اور نہ ہی نشان پڑے، اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو ان پر ظلم مت کرو۔ خبردار! تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تم پر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل ہونے دیں جو تمہیں ناپسند ہو جبکہ تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کے کھانے پینے اور پہننے کے معاملات میں اچھا برتاؤ کرو۔'' (۱)

شوہر کے حقوق کے متعلق احادیثِ مبارکہ:

﴿16﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (۲)

﴿17﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب عورت پانچ وقت نماز پڑھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔'' (۳)

﴿18﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اسے کہا جائے گا: ''جنت کے جس دروازے سے چاہے، داخل ہو جا۔'' (۴)

﴿19﴾……سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شادی شدہ عورت (یعنی حضرت سیِّدُنا حصین بن محصن

---

(۱)……جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، الحدیث۱۱۶۳، ص۱۷۶۶۔

(۲)……جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث:۱۱۶۱، ص۱۷۶۵۔

(۳)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث۴۱۵۱، ج۶، ص۱۸۴۔

(۴)……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمٰن بن عوف الزھری، الحدیث۱۶۶۱، ج۱، ص۴۰۶۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پھوپھی) سے دریافت فرمایا: ''تیرا اپنے شوہر سے کیسا برتاؤ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کی لیکن اب میں اس سے عاجز آ گئی ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کیسے اس سے عاجز آ گئی ہو وہ تو تیری جنت اور دوزخ ہے۔'' (۱)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شوہر کا۔'' پھر میں نے عرض کی: ''مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اس کی ماں کا۔'' (۲)

﴿21﴾......ایک عورت نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں عورتوں کی طرف سے قاصدہ بن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی ہوں۔'' پھر اس نے مردوں کے لئے جہاد کے اجر اور مالِ غنیمت کا تذکرہ کیا پھر بولی: ''ہمارے لئے اس کے بدلے میں کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تجھے جو بھی عورت ملے اسے میری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ بے شک خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کو جاننا اس (یعنی جہاد اور مالِ غنیمت) کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔'' (۳)

﴿22﴾......ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''میری یہ بیٹی شادی سے انکار کرتی ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''اپنے باپ کی بات مان لو۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا! میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے یہ نہ بتا دیں کہ بیوی پر

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمۃ حصین، الحدیث:۲۷۴۲، ج۱۰، ص۳۸۳۔
المعجم الکبیر، الحدیث۴۴۹، ج۲۵، ص۱۸۳۔

......السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب حق الرجل علی المرأۃ، الحدیث:۹۱۴۸، ج۵، ص۳۶۳۔

...... کتاب المجروحین من المحدثین لابن حبان، الرقم۳۵۰ رشدین بن کریب، ج۱، ص۳۷۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

شوہر کا حق کیا ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ وہ شوہر کے پیپ بھرے زخم کو اپنی زبان سے چاٹ لے یا اس کے نتھنے پیپ اور خون سے بھر جائیں اور وہ نگل لے تب بھی شوہر کا حق ادا نہ ہوگا۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! اب تو میں کبھی شادی نہیں کروں گی۔'' پھر حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کرو۔'' (۱)

﴿23﴾......ایک عورت نے حضور نبئ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''میں فلاں بنت فلاں ہوں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں جانتا ہوں، بتاؤ! کیا کام ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں اپنے عابد و زاہد چچازاد بھائی کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے جانتا ہوں۔'' اس نے عرض کی: ''اس نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، مجھے بتائیے کہ بیوی پر شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ اگر وہ حقوق ایسے ہوں کہ جن کی ادائیگی میرے بس میں ہو تو اس سے نکاح کروں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شوہر کے حق میں سے ہے کہ اگر اس کے نتھنوں سے خون یا پیپ جاری ہو اور بیوی اپنی زبان سے چاٹ لے تو بھی اس کا حق ادا نہ کیا۔ اگر کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں جب وہ ان کے پاس آئیں، کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے شوہر کو بیوی پر فضیلت دی ہے۔'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔'' (۲)

سرکش اونٹ کیسے مطیع ہوا؟

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ انصار کے ایک گھرانے کے پاس اونٹ تھا جس پر وہ (کنوئیں سے) پانی لاتے۔ اس پر قابو پانا مشکل ہو گیا کہ اپنی پیٹھ پر کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا۔ انصار حضور نبئ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''ہمارے پاس ایک اونٹ ہے

......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی امرأته؟، الحدیث:۱، ج۳، ص۳۹۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......المستدرک، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی زوجته، الحدیث۲۸۲۲، ج۲، ص۵۴۷۔

جس پر ہم پانی لاتے ہیں، اب اس پر قابو پانا دشوار ہے کہ وہ کسی کو اپنی پیٹھ پر بیٹھنے نہیں دیتا اور ہماری کھیتیاں اور درخت پیاسے ہیں۔آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کوحکم فرمایا: ''کھڑے ہوجاؤ۔''پس وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور باغ میں داخل ہوگئے، اونٹ باغ کی ایک جانب تھا، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرف چل دیئے تو انصار نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کتے کی طرح ہوگیا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ نہ کردے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔''

جب اونٹ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آ گیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوکر گر پڑا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پیشانی سے پکڑ لیا، وہ اتنا ذلیل وحقیر لگ رہا تھا کہ اس قدر پہلے کبھی نہ تھا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے کام میں لگا دیا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ چوپایہ ہے جو عقل نہیں رکھتا پھر بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم عقل رکھتے ہیں لہٰذا ہمارا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کریں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے اور اگر کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں شوہر کے عورت پر عظیم حق کی بنا پر عورت کو حکم دیتا کہ وہ اسے سجدہ کرے، اگر مرد کے قدموں سے لے کر سر کی چوٹی تک زخم ہوں جن سے پیپ اور خون جاری ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ لے تو بھی اس نے شوہر کا حق ادا نہیں کیا۔'' (۱)

﴿25﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے:''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس لئے کہ عورتوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے شوہروں کے حقوق ہیں۔'' حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس وقت فرمائی جب حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اہلِ حیرہ کو اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کی:''آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے

......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:۱۲۶۱۴، ج۴، ص۳۱۷۔

زیادہ مستحق ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سجدہ کیا جائے۔‘‘ (۱)

﴿26﴾......حضرت سیِّدُنا ابنِ ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ’’جب حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ شام سے واپس آئے تو میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سجدہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ’’یہ کیا (طریقہ) ہے؟‘‘ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ’’یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں شام گیا تو انہیں دیکھا کہ اپنے سرداروں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، پس میں نے بھی ارادہ کرلیا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سجدہ کروں۔‘‘ تو ارشاد فرمایا: ’’ایسا نہ کرو کیونکہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عورت اس وقت تک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔‘‘ (۲)

﴿27﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت بیان ہے: ’’اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کے عظیم حق کی وجہ سے سجدہ کرے، کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ اگر مرد اسے اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے اس حال میں کہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو (تب بھی اسے اپنے آپ سے نہ روکے)۔‘‘ (۳)

﴿28﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ پاک ہے: ’’کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ جنّتی عورتیں کون سی ہیں؟‘‘ ہم نے عرض کی: ’’جی ہاں! یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم!‘‘ ارشاد فرمایا: اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت زیادہ بچے جننے والی اور جب اس کا شوہر غصہ میں ہو یا اسے تکلیف دی جائے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو جائے تو وہ کہے: ’’یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔‘‘ (۴)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۲۱۴۰، ص۱۳۸۰۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث: ۴۱۵۹، ج۶، ص۱۸۶۔

(۳)......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب حق الزوج علی الزوجۃ، الحدیث: ۷۴۰۵، ج۵، ص۲۴۰۔

(۴)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۱۱۸، ج۱، الجزء الاول، ص۴۶۔

﴿29﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ پرنور ہے: ''جو عورت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ (۱)......اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جسے وہ ناپسند کرتا ہو (۲)......اس کے گھر سے اس حال میں نہ نکلے کہ وہ ناپسند کرتا ہو (۳)......اس کے خلاف کسی کی بات نہ مانے (۴)......اس کے بستر سے علیحدگی اختیار نہ کرے (۵)......اسے نقصان نہ پہنچائے (۶)......اگر وہ اس پر ظلم کرے تو بھی اس کی خدمت میں حاضر رہے یہاں تک کہ وہ اِس سے راضی ہو جائے، اگر وہ اسے قبول کرلے تو کتنی اچھی بات ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اِس کا عذر قبول فرمائے گا اور اِس کی حجت کو قوی فرمائے گا اور اِس پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ راضی نہ ہو تو یہ بارگاہِ خداوندی میں اپنا عذر پہنچا چکی ہے۔''[1]

﴿30﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شریعت بیان ہے: ''شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اگر وہ اس کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے اور یہ اونٹ کی پشت پر ہو تو بھی اُسے خود سے نہ روکے، اور شوہر کا بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی اور پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہیں ہوگا اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو واپس لوٹنے تک اس پر زمین وآسمان اور رحمت وعذاب کے فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے۔''[2]

﴿31﴾......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''عورت اس وقت تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا تمام حق ادا نہ کردے، اگر وہ عورت سے حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرے جبکہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو تب بھی اسے اپنے آپ سے نہ روکے۔''[3]

﴿32﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایسی عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے بے پرواہ نہیں ہوسکتی۔''[4]

---

[1] ......المستدرک، کتاب النکاح، حق الزوج علی زوجتہ، الحدیث: ۲۸۲۴، ج۲، ص۵۴۸۔

[2] ......الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء......الخ، الحدیث: ۳۰۲، ج۳، ص۲۵۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۰۸۴، ج۵، ص۲۰۰۔

[4] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۲۳۴۹، ج۶، ص۳۴۰۔

﴿33﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں جو بھی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو جنّتی حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہلاک کرے! اسے تکلیف نہ دے، بے شک ابھی یہ تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ جائے گا۔'' (1)

﴿34﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشگوار ہے: ''جب مرد اپنی بیوی کو خواہش پوری کرنے کے لئے بلائے تو وہ ضرور اس کے پاس چلی جائے اگرچہ تنور پر ہو۔'' (2) (مثلاً روٹی وغیرہ پکا رہی ہو)

﴿35﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے، پس وہ اس سے ناراضی میں رات گزار دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (3)

﴿36﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے مگر وہ انکار کر دے تو آسمان کا مالک اس پر ناراض رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (4)

﴿37﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے علیحدہ ہو کر رات گزارتی ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (5)

﴿38﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین اشخاص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ ان میں اس عورت کو بھی شمار کیا گیا ہے جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔'' (6)

﴿39﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں

---

(1)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب الوعید للمراۃ علی ایذاء المراۃ زوجھا، الحدیث:۱۱۷۴، ص۱۷۶۷۔

(2)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث:۱۱۶۰، ص۱۷۶۵۔

(3)......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعھا من فراش زوجھا، الحدیث:۳۵۴۰، ص۹۱۹۔

(4)......المرجع السابق، الحدیث:۳۵۴۰۔ (5)......المرجع السابق، الحدیث:۳۵۳۸۔

(6)......سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب من اَمَّ قوماوھم لہ کارھون، الحدیث:۹۷۱، ص۲۵۳۴۔

جن کی نہ نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان تک بلند ہوتی ہے۔ اور ان میں اس عورت کو بھی شمار کیا جس سے اس کا شوہر ناراض ہو یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔'' (۱)

﴿40﴾......سرکارِوالاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جب عورت اپنے گھر سے نکلے اور اس کا شوہر اس بات کو ناپسند کرے تو اس کے واپس آنے تک آسمان میں موجود ہر فرشتہ اور جن وانس کے علاوہ ہر وہ چیز جس کے پاس سے گزرے وہ اس پر لعنت بھیجتی ہے۔'' (۲)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ پہلی اور آخری حدیثِ مبارکہ سے بالکل واضح ہے کیونکہ پہلی حدیثِ پاک میں ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے زانی ملے گا۔'' اور یہ انتہائی سخت وعید ہے اور آخری حدیثِ پاک میں ہے کہ ''شوہر کی نافرمان پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتوں اور جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے۔'' اور یہ بھی اسی طرح انتہائی شدید وعید ہے، پس اس سے ان دونوں کا کبیرہ ہونا واضح ہو گیا، اگرچہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی اس طرح وضاحت نہیں کی جس طرح میں نے عنوان میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......علم سیکھنے سے آتا ہے......}

فرمانِ مصطفٰی: ''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث:۹۲۳۱۲)

---

(۱)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب نفی قبول صلاۃ المرأۃ......الخ، الحدیث:۹۴۰، ج۲، ص۶۹۔
شعب الایمان للبیہقی، باب فی حق السادۃ علی الممالیک، الحدیث:۸۶۰۱، ج۶، ص۳۸۳۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث:۵۱۳، ج۱، ص۱۵۸۔

کبیرہ نمبر276: قطع تعلقی کرنا

(یعنی اپنے مسلمان بھائی کو بلا عذر شرعی تین دن سے زیادہ چھوڑنا)

کبیرہ نمبر277: رُوگردانی کرنا

(یعنی مسلمان بھائی سے اعراض کرنا کہ وہ اس سے ملے تو یہ اس سے چہرہ پھیر لے)

کبیرہ نمبر278: ایک دوسرے سے بُغض رکھنا

(یعنی جو دل کو ان دونوں میں سے ایک کی طرف پھیر دے)

قطع تعلقی کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......سیِّد عالم، نُور مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلقی جائز نہیں۔ جب تک وہ ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں حق سے دور رہتے ہیں اور ان میں سے جو پہلے ناراضی ختم کرتا ہے تو اس کا قطع تعلقی ختم کرنے میں پہل کرنا اس کے (گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے، اگر وہ اسے سلام کرے اور دوسرا قبول نہ کرے اور اس کے سلام کا جواب نہ دے تو فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے۔ اگر وہ اسی ناراضی پر فوت ہو جائیں تو وہ دونوں جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''[1]

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُور مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''وہ (یعنی آپس میں قطع تعلقی کرنے والے) دونوں جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ ہی جنت میں اکٹھے ہوں گے۔''[2]

﴿3﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُور مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''کسی بندے کے لئے دوسرے

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ھشام بن عامر، الحدیث:۱۶۲۵۸، ج۵، ص۴۸۷۔
المعجم الکبیر، الحدیث:۴۵۴، ج۲۲، ص۱۷۵۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب ماجاء فی التباغض......الخ، الحدیث:۵۶۳۵، ج۷، ص۴۷۰۔

سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا جائز نہیں، اگر وہ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کریں تو جنت میں کبھی بھی جمع نہ ہوں گے، جو اپنے دوست سے (کلام میں) پہل کرے گا تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا، اگر وہ دوسرے کو سلام کرے لیکن وہ اس کا جواب نہ دے اور سلام قبول نہ کرے تو پہلے کے سلام کا جواب فرشتہ دیتا ہے اور دوسرے کا جواب شیطان دیتا ہے۔“ (۱)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں، اگر ان (یعنی قطع تعلقی کرنے والوں) کی آپس میں ملاقات ہو اور ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کرے اور دوسرا اس کے سلام کا جواب دے تو یہ دونوں اجر میں شریک ہیں، لیکن اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو یہ (یعنی سلام کرنے والا) قطع تعلقی کے گناہ سے بچ گیا اور دوسرا اس گناہ کا مرتکب ہوا۔“ (راوی فرماتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا: ”اگر وہ دونوں قطع تعلقی میں ہی مر گئے تو جنت میں اکٹھے نہ ہوں گے۔“ (۲)

﴿5﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ”نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ ہی قطع تعلقی کرو اور اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایمان والوں کی آپس میں قطع تعلقی صرف تین دن تک ہے، (اس کے بعد بھی) اگر وہ کلام نہیں کرتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے اعراض فرما لیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگیں۔“ (۳)

﴿6﴾......حضور نبیِّ کریم، رء ُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو شخص اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھے وہ جہنم میں جائے گا مگر یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے معاف فرما دے۔“ (۴)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے اپنے بھائی سے

(۱)......الترغیب الترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من التھاجر والتشاحن والتدابر، الحدیث۴۲۳۵، ج۳، ص۳۶۹۔
(۲)......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب لاتحل الھجرة......الخ، الحدیث۷۳۴۳، ج۵، ص۲۲۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔
(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث۳۹۵۷، ج۴، ص۱۴۵۔
(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۳۱۵، ج۱۸، ص۱۵۸، ”برحمته“ بدله ”بکرمته“۔

سال بھر قطع تعلق کئے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کی طرح ہے۔''[۱]

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا کہ لوگ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور قطع تعلقی کرانے سے (مایوس نہیں ہوا)۔''[۲]

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے:''جب دو مسلمان آپس میں قطع تعلق کرتے ہیں تو ان میں (تعلق توڑنے والا) اسلام سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور اس کا لوٹنا یہ ہے کہ وہ اپنے (ناراض دوست) کے پاس آئے اور اسے سلام کرے۔''[۳]

﴿10﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر دو شخص اسلام میں داخل ہوں پھر دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں تو ان دونوں میں سے ایک اسلام سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔''[۴] (یعنی ان دونوں میں سے جو ظالم ہو وہ اسلام سے نکل جاتا ہے)

﴿11﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:''آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، پیٹھ نہ پھیرو، بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور اے بندگانِ خدا! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلُّق رکھے۔''[۵]

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا امام طبرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی (متوفی ۳۶۰ھ) کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:''وہ دونوں ملتے ہیں تو ایک، ایک طرف منہ کر لیتا ہے اور دوسرا، دوسری طرف اور جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے وہ جنت کی طرف پہلے جائے گا۔''[۶]

---

[۱]......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث۴۹۱۵، ص۱۵۸۳۔

[۲]......صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامھم، باب تحریش الشیطان......الخ، الحدیث۷۱۰۳، ص۱۱۶۸۔

[۳]......المعجم الکبیر، الحدیث۸۹۰۴، ج۹، ص۱۸۳، دون قولہ: الی ماخرج منہ۔

[۴]......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث۱۷۷۳، ج۵، ص۱۷۶۔

[۵]......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحسد، الحدیث۱۹۳۵، ص۱۸۴۷۔

[۶]......المعجم الاوسط، الحدیث۸۷۴۷، ج۶، ص۲۷۔

حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''میں سمجھتا ہوں، تَدَابُر سے مراد یہ ہے کہ مسلمان بھائی سے روگردانی کرنا اور اس سے اپنا چہرہ پھیر لینا۔''(۱)

﴿13﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلقی رکھے کہ دونوں ملیں تو ایک، ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا، دوسری طرف اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''(۲)

اس سے علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے استدلال کیا ہے کہ ''سلام قطع تعلقی کا گناہ ختم کر دیتا ہے۔''

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں، جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔''(۳)

﴿15﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، پھر اگر تین دن ایسے ہی گزر جائیں تو وہ ضرور اسے ملے اور سلام کرے اگر اس نے جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہوگئے اور اگر جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوگا اور سلام کرنے والا قطع تعلقی (کے گناہ) سے بچ جائے گا۔''(۴)

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، محبوب ربِ اکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ہر پیر اور جمعرات کو (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس دن مشرک کے علاوہ ہر شخص کو معاف فرما دیتا ہے مگر اسے نہیں بخشتا جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہوتی ہے فرماتا ہے: ''ان دونوں کو آپس میں صلح کرنے تک چھوڑ دو۔''(۵)

---

(۱)......المؤطأللامام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المھاجرۃ، مسئلۃ، ج۲، ص۴۰۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب تحریم الھجر......الخ، الحدیث:۶۵۳۲، ص۱۱۲۶۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث:۴۹۱۴، ص۱۵۸۳۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث:۴۹۱۲، ص۱۵۸۳۔

(۵)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب النھی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۴،۶۵۴۷، ص۱۱۲۷۔

﴿17﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مشرک کے علاوہ ہر شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر اسے نہیں بخشتا جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہو، پس (فرشتوں کو) کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کرلیں، ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کرلیں، ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔'' (1)

﴿18﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن زمین والوں کے رجسٹر آسمان والوں کے رجسٹروں میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں، پس مشرک کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جس کی اپنے (مسلمان) بھائی سے دشمنی ہو۔'' (2)

﴿19﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر پیر اور جمعرات کے دن (بندوں کے) اعمال (بارگاہِ الٰہی) میں پیش کئے جاتے ہیں، پس جو گناہ سے معافی طلب کرتا ہے اسے معاف کر دیا جاتا ہے اور جو توبہ کرتا ہے اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔'' (3)

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ پندرہ شعبان کی رات رحمت کی تجلی فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔'' (4)

اُمَّتِ محمدی پر رحمتِ خداوندی:

﴿21﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے پاس تشریف لائے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (آرام کی

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب النهی عن الشحناء، الحدیث: ٦٥٤٤، ص١١٢٧۔

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث: ٨٩٢٧، ج٦، ص٤٢٤۔

(3)......المعجم الاوسط، الحدیث: ٧٤١٩، ج٥، ص٣٠٥۔

(4)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، الحدیث: ٥٦٣٦، ج٧، ص٤٧٠۔

خاطر) اپنا لباس مبارک اُتارا، ابھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھیک طرح سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لباسِ مبارک زیبِ تن کرلیا (اور تشریف لے گئے)۔ مجھے شدید غیرت آئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی دوسری زوجۂ محترمہ کے پاس تشریف لے جارہے ہیں، میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نکل پڑی اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بقیعِ غرقد میں پایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مومن مردوں، عورتوں اور شہدا کے لئے بخشش طلب کررہے ہیں۔ میں نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے رب کے کام میں مصروف ہیں جبکہ میں دنیا کی حاجت میں ہوں۔ میں واپس پلٹ کر (جلدی جلدی) اپنے حجرہ میں آگئی اور (اسی وجہ سے) میرا سانس پھول رہا تھا۔''

میرے پیچھے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے استفسار فرمایا: ''اے عائشہ! سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے، پھر لباسِ مبارک اتار کر بیٹھے بھی نہیں کہ دوبارہ زیبِ تن فرما کر چل دیئے، مجھے سخت غیرت آئی میں نے گمان کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری کسی ساتھ والی (یعنی کسی دوسری زوجۂ محترمہ) کے پاس تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بقیعِ غرقد میں دعا و استغفار کرتے ہوئے دیکھا۔''

پھر **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تم سے ناانصافی کریں گے؟ میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس میں قبیلۂ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس رات میں مشرک، باہم دشمنی رکھنے والے، قطع تعلقی کرنے والے، تکبر سے تہبند کو لٹکانے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شرابی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لباس مبارک اتارا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا مجھے اس رات قیام (یعنی عبادت و ریاضت) کی اجازت دیتی ہو؟'' میں نے عرض کی:

''جی ہاں! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان!'' پس آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیام کیا اور پھر ایک طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما چکے ہیں لہٰذا میں نے اٹھ کر اپنا ہاتھ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تلووں پر رکھا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حرکت کی اور میں خوش ہوگئی، میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدوں میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنی میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی، تیری ناراضی سے تیری رضا کی اور تیری عظمت کے سامنے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، تیری ذات بزرگ ہے، میں تیری پوری تعریف نہیں کرسکتا تیری شان ایسی ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثنا فرمائی۔'' جب صبح ہوئی تو میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان کلمات کا تذکرہ کیا، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! ان کلمات کو خود بھی اچھی طرح سیکھ لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ مجھے یہ کلمات حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتائے ہیں اور مجھے سجدوں میں بار بار ان کے پڑھنے کا کہا ہے۔'' (۱)

﴾22﴿......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرھویں رات اپنی تمام مخلوق پر رحمت کی تجلی فرماتا ہے، پس سوائے دو (بدقسمت) افراد کے اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے: (۱)......کینہ پرور اور (۲)......قاتل۔'' (۲)

﴾23﴿......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرھویں رات تمام اہلِ زمین کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک اور کینہ پرور کو نہیں بخشتا۔'' (۳)

﴾24﴿......حضرت سیِّدُنا ابو ثعلبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ شعبان کی پندرھویں رات اپنی تمام مخلوق پر رحمت کی تجلی فرماتا ہے، پس مؤمنین کو بخش دیتا ہے، کفار کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پرور لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ ترک کر دیں۔'' (۴)

---

(۱)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۵۳، ج۲، ص۵۸۹۔

(۳)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۰، ج۳، ص۳۸۱۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۰، ج۲۲، ص۲۲۳

﴿25﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِمدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''3 باتیں ایسی ہیں جس شخص میں ان میں سے ایک بھی نہ ہوتو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی مغفرت فرمادے گا: (۱)......وہ اس حال میں مرا کہ اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا (۲)......نہ جادو کا عمل کیا اور (۳)......نہ ہی اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھا۔'' (1)

﴿26﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک رات قیام فرمایا اور نماز پڑھی، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما چکے ہیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اٹھ کر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انگوٹھے کو حرکت دی، جب آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حرکت کی تو میں (واپس اپنی جگہ) لوٹ آئی، جب آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا: ''اے عائشہ! یا یہ ارشاد فرمایا: ''اے حمیراء! کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اللّٰہ کا رسول تیرے ساتھ ناانصافی کرے گا؟'' (یعنی تیرا حق پورا نہیں کریں گے) تو میں نے عرض کی: ''نہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بلکہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طویل سجدے کی وجہ سے میں نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روح قبض ہو چکی ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو ارشاد فرمایا: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر رحمت کی تجلّی فرماتا ہے، پس استغفار کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے، رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ پروروں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (2)

﴿27﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن

1......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۳۰۰۴، ج۱۲، ص۱۸۸۔

2......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۲۔

کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی: (۱)......وہ شخص جو ایسی قوم کی امامت کرائے جو اسے ناپسند کرتی ہو(۲)......وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)......وہ دو بھائی جو آپس میں ناراض ہوں۔'' [1]

﴿28﴾......ایک روایت ان الفاظ میں ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' پھر مذکورہ روایت کی مثل ذکر کی۔ [2]

﴿29﴾......ابتدائے کتاب میں حسد کے بیان میں ایک انصاری صحابی کی روایت گزر چکی ہے جنہیں حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما نے اس کے پاس رات گزاری تا کہ اس کا عمل دیکھیں۔ لیکن آپ نے اس کا کوئی بڑا عمل نہ دیکھا تو پوچھا: ''آپ کا کون سا ایسا عمل ہے کہ جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے آپ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''میرا اس کے سوا کوئی عمل نہیں کہ میں کسی مسلمان کے متعلق اپنے دل میں کھوٹ نہیں پاتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی کو جو نعمت عطا فرمائی اس پر حسد نہیں کرتا۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما نے ارشاد فرمایا: ''یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اس مقام تک پہنچایا اور یہ ایسی چیز ہے جو ہر کسی کے بس میں نہیں۔'' [3]

تنبیہ: ان تین گناہوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور صحیح احادیثِ مبارکہ میں موجود شدید وعیدوں کی بنا پر اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے مثال کے طور پر (۱)......وہ دونوں کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ [4] (۲)......وہ جہنم میں ہے۔ [5] (۳)......وہ خون بہانے کی طرح ہے۔ [6] (۴)......ان دونوں میں سے ایک اسلام

---

[1] ......سنن ابن ماجه،ابواب اقامة الصلوات، باب من اَمَّ قوماوهم له كارهون، الحديث:۹۷۱،ص۲۵۳۴۔

[2] ......المصنف لابن ابی شيبة،كتاب الصلاة، باب فی الامام يؤم القوم وهم له كارهون، الحديث:۶،ج۱،ص۴۴۵۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحديث:۱۲۶۹۷،ج۴،ص۳۳۲۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل ،حديث هشام بن عامر، الحديث:۱۶۲۵۵،ج۵،ص۴۸۷۔

[5] ......المعجم الكبير، الحديث۸۱۵،ج۱۸،ص۳۱۵۔

[6] ......سنن ابی داود ،كتاب الأدب ،باب فی هجرة الرجل اخاه، الحديث۴۹۱۵،ص۱۵۸۳۔

سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے۔[1] (۵)......وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔[2] وغیرہ وغیرہ۔

صَاحِبُ الْعُدَّۃ کا یہ قول کہ''تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع تعلقی کرنا صغیرہ گناہ ہے۔''یہ بہت بعید ہے اگرچہ شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی، پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے یقینی طور پر مذکورہ ترکِ تعلق کو کبیرہ گناہ قرار دیا اور صَاحِبُ الْعُدَّۃ اور امام زرکشی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی بات پر توجہ نہ دی بلکہ ارشاد فرمایا کہ''مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کو صغیرہ گناہ قرار دینا محلِ نظر ہے اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں قطع تعلقی، تکلیف اور فساد پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ کہا جائے کہ بار بار کرنے سے یہ کبیرہ ہو جائے گا۔''

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مذکورہ قول کہ''ہاں یہ کہا جائے کہ بار بار کرنے سے یہ کبیرہ ہو جائے گا۔''محلِ نظر ہے اور اگر ہم اسے تسلیم بھی کر لیں تو پھر بھی یہ ہمارے مؤقف کی نفی نہیں کرتا کیونکہ مقصود یہ ہے کہ کیا اس کے کبیرہ ہونے کا معنی وہ ہے جو مذکور ہوا یا تین دن کی مدت میں اس پر اصرار کرنا ہے۔ بہرحال پہلی توجیہ ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اصل حرمت کے لئے تین دن کی قید لگائی گئی ہے کیونکہ تین دن گزرنے کے بعد بگاڑ پیدا کرنا اور تعلقات توڑنا ثابت ہو جاتا ہے بخلاف پہلی صورت [اس میں قطع تعلقی، تکلیف اور فساد پایا جاتا ہے] کے، پس یہاں اصرار کا اعتبار نہیں۔

قطع تعلقی کی حرمت سے کچھ مسائل خارج کئے گئے ہیں جن کا ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر کیا ہے جیسا کہ میں نے عنوان میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ''اگر تعلقات توڑنا ہاجر (یعنی قطع تعلقی کرنے والا) اور مہجور (یعنی جس سے قطع تعلقی کی جائے) کی دینی اصلاح کا سبب ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث۱۷۷۳، ج۵، ص۱۷۶۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث۴۹۱۴، ص۱۵۸۳۔

کبیرہ نمبر279: عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا

(اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو)

﴿1﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''(غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ (یعنی زنا کرنے والی) ہے اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے۔'' یعنی زانیہ ہے۔[1]

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو عورت خوشبو لگائے اور کسی قوم کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے اور (غیر محرم کو دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے۔''[2]

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے ایک عورت گزری، اس سے خوشبو آ رہی تھی، آپ نے دریافت فرمایا:''اے اَمَۃُ الْجَبَّار! کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ بولی:''مسجد کا۔'' استفسار فرمایا:''اس لئے خوشبو لگائی ہے؟'' اس نے عرض کی:''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: واپس جا اور اسے دھو ڈال (کیونکہ) میں نے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو نماز کے لئے خوشبو لگا کر مسجد جائے جب تک کہ وہ واپس جا کر اسے دھو نہ دے۔''[3]

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ خزیمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے اس روایت سے استدلال کیا ہے بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو اور آپ جانتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک اس پر صحیح دلیل ہے کہ اس عورت پر خوشبو کو دھو کر صاف کرنا واجب ہے اور اگر اس نے خوشبو دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔ نیز یہاں پر خاص طور پر دھونا مراد نہیں بلکہ اس کی خوشبو کو دور کرنا مراد ہے۔

﴿4﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اسی دوران قبیلہ مزینہ کی ایک عورت آراستہ پیراستہ اِتراتی ہوئی مسجد میں داخل ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے لوگو! اپنی عورتوں کو بھڑکیلے اور خوشبودار لباس پہن کر مسجد جانے سے روکو کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے خوبصورت لباس

[1]......جامع الترمذی، ابواب الأدب، باب ماجاء فی کراھیة خروج المراة متعطرة، الحدیث:۲۷۸۶، ص۱۹۳۲۔

[2]......صحیح ابن خزیمة، کتاب الامامة فی الصلاة، باب التغلیظ فی تعطر المراة......الخ، الحدیث:۱۶۸۱، ج۳، ص۹۱۔

[3]......المرجع السابق، باب ایجاب الغسل علی المتطیبة......الخ، الحدیث:۱۶۸۲، ج۳، ص۹۲۔

پہنا اور مسجد میں خوشبو لگا کر حاضر ہوئیں تو بنی اسرائیل دھتکار دیئے گئے۔'' (1)

تنبیہ:

بیان کردہ احادیثِ مبارکہ سے اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے لیکن ہمارے اصولوں کے مطابق اسے تب کبیرہ قرار دیا جائے جب فتنہ ثابت ہو جائے اور اگر فتنے کا صرف خوف ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر گمان ہو تو حرام ہے مگر کبیرہ گناہ نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر280: عورت کا نافرمان ہونا

یعنی عورت کا شوہر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر گھر سے نکلنا جبکہ کوئی شرعی ضرورت نہ ہو جیسے کوئی ایسا فتویٰ لینا ہو جو مرد نہ لے سکتا ہو یا کسی فاسق و فاجر کی دست درازی کا اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی گھر کے گرنے کا خطرہ ہو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ (پ۵، النسآء:۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ **اللہ** نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح **اللہ** نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو، بے شک **اللہ** بلند بڑا ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

جب عورتوں نے میراث وغیرہ میں مردوں کو فضیلت دینے پر اعتراض کیا تو انہیں اس فرمانِ باری تعالیٰ سے جواب دیا گیا:

---

(1) ......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب فتنة النساء، الحديث:۴۰۰۱، ص۲۷۱۷۔

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔ (پ۵، النسآء:۳۲)

مردوں کی افضلیت کا سبب:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ کریمہ میں واضح فرمایا ہے کہ اس نے میراث میں مردوں کو عورتوں پر اس وجہ سے فضیلت دی ہے کیونکہ وہ ان پر افسر ہیں، اگرچہ جنسی لذت حاصل کرنے میں دونوں شریک ہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مردوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کی اصلاح کریں، انہیں ادب سکھائیں، ان کی حفاظت کا اہتمام کریں اور انہیں حق مہر ادا کریں کیونکہ قَوَّام کا صیغہ قَیِّم سے زیادہ بلیغ ہے اور قَوَّام سے مراد ایسا منتظم وکارپرداز ہے جو مصالح، تدبیر و تادیب، حفاظت کا اہتمام کرنے اور آفات سے بچانے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہو۔

پہلی آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول:

﴿1﴾...... یہ آیتِ کریمہ حضرت سیِّدُنا اسعد بن ربیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق نازل ہوئی جو انصار کے نقیبوں میں سے ایک تھے، اُن کی بیوی نے اُن کی نافرمانی کی تو انہوں نے اُسے تھپڑ رسید کر دیا، اس کا باپ اسے لے کر تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: ''میری بیٹی اس کے نکاح میں گئی اور اس نے اسے تھپڑ رسید کر دیا جس کا نشان اس کے چہرے پر موجود ہے۔'' تو حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے بدلہ لے لو۔'' پھر فرمایا: ''(تھوڑی دیر) صبر کرو یہاں تک کہ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہم نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ایک کام کا ارادہ فرمایا لیکن جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارادہ فرمایا وہی بہتر ہے۔'' [1]

پس معلوم ہوا کہ اس آیتِ مبارکہ میں دلیل ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ادب سکھا سکتا ہے لیکن اسے بیوی کے ساتھ برا سلوک نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ'' سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اس فرمانِ خداوندی ''وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ'' میں اس بات پر دلیل ہے کہ مرد نے تنگ دست ہونے کی

---

[1] ......تفسیر البغوی، النساء، تحت الآیۃ ۳۴، ج ۱، ص ۳۳۵۔

وجہ سے بیوی کو نفقہ نہ دیا تو اِس پر اُس کی فضیلت اور کارپردازی ختم ہوگئی۔لہٰذا جب بیوی پر اس کی منتظم و مدبر ہونے کی حیثیت ختم ہوگئی تو اب حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) وغیرہ کے نزدیک بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کرسکتی ہے کیونکہ نکاح کا شرعی مقصود ہی نہیں پایا جارہا جبکہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کا قول اس کے برعکس ہے۔[۱]

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ''فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ ؕ'' (پ۳،البقرۃ:۲۸۰) تنگ دست قرض دار کے متعلق عام ہے جسے مذکورہ آیت اور دیگر آیات کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔''قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ''لفظِ قُنُوت سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ اور شوہروں کی اطاعت ہے۔یعنی وہ عورتیں اپنے شوہروں کی موجودگی میں ان کی اطاعت اور عدم موجودگی میں ان کے مال اور گھر کی حفاظت کریں نیز اپنے آپ کو زنا سے روک کر ان کی (عزت کی) حفاظت کریں تاکہ انہیں نہ تو کسی قسم کی کوئی شرمندگی اُٹھانا پڑے اور نہ ہی کسی کی اولاد کا بوجھ اٹھانا پڑے۔چنانچہ،

﴿2﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کے بعد ایک مومن کو جو چیز فائدہ دیتی ہے وہ اس کی نیک بیوی ہے، اگر یہ اسے کوئی حکم دے تو وہ اِس کی اطاعت کرے، اگر اس کی طرف دیکھے تو وہ اِس کی خوشی کا باعث بنے، اگر اُس پر (بھروسا کرتے ہوئے) کوئی قسم اُٹھا لے تو وہ اِس کی قسم کو پورا کردے اور اگر یہ موجود نہ ہو تو وہ اپنے نفس اور اِس کے مال کے معاملے میں اِس کی خیرخواہی کرے۔''(راوی فرماتے ہیں:) پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مذکورہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔[۲]

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک عورتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے دو ایسے اوصاف یعنی قٰنِتٰتٌ اور حٰفِظٰتٌ ذکر کئے جو ان کی اور ان کے شوہروں کی نسبت سے دین و دُنیا سے متعلق ہر کمال کو شامل ہیں تو اپنے اس فرمانِ عالیشان

---

[۱]......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب،''بہارِ شریعت''جلد دوم صَفْحَہ 269 پر ہے:''شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے، یونہی اگر مالدار ہے مگر مال یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کریں بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لے کر یا کچھ کام کر کے صرف کرے اور وہ سب شوہر کے ذمہ ہے کہ اُسے دینا ہوگا۔'' (الدر المختار، کتاب الطلاق،باب النفقۃ، ج۵، ص۳۰۹ تا ۳۱۱)

[۲]......سنن ابن ماجه، ابواب النكاح، باب افضل النساء، الحديث ۱۸۵۷، ص۲۵۸۸۔

''وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ'' سے غیر صالح عورتوں کا بھی ذکر فرمایا اور خــوف سے مراد وہ حالت ہے جو مستقبل میں پیش آنے والے کسی ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ارشاد فرمایا: ''نُشُوز کی دلالت کبھی قول سے ہوتی ہے جیسے جب خاوند اسے بلاتا تو وہ حاضر ہو جاتی اور اس سے بات کرتا تو بڑی عاجزی وانکساری سے بات کرتی لیکن اس کے بعد اس کی حالت تبدیل ہوگئی (یعنی اب وہ بلائے تو نہ آئے اور بات کرے تو نرم لہجے میں نہ کرے)۔ اور کبھی نُشُــوز کی دلالت فعل کے ساتھ ہوتی ہے جیسے پہلے جب وہ اس کے پاس آتا تو وہ کھڑی ہو جاتی اور اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرتی۔ جب وہ اس سے مجامعت کا ارادہ کرتا تو ہنسی خوشی اس کے لئے بستر بچھاتی لیکن پھر اس کی حالت تبدیل ہوگئی (یعنی نہ تو اس کی آمد پر کھڑی ہو اور نہ ہی برضا ورغبت اس کی جنسی خواہش پوری کرے) پس یہ ابتدائی باتیں ہیں جو نافرمانی کے خوف کو ثابت کرتی ہیں۔ نُشُــــوز حقیقت میں نافرمانی اور مخالفت کا نام ہے، جب نافرمانی زیادہ ہو جائے تو کہا جاسکتا ہے، گویا وہ شوہر پر غالب آگئی۔''

پھر فرمایا: ''فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ'' حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: نُشُــوز یہ ہے کہ مرد کے لئے معطر نہ ہو اور اپنے نفس سے اس کو روکے اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری سے پھر جائے اور وعــظ سے مراد یہ ہے کہ شوہر اُسے انجام کے خوف کی نصیحت کرے یعنی اس سے کہے کہ ''تجھ پر میرے لازم حقوق کے معاملے میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور اس کے سخت انتقام سے خوف کر۔'' اور ''وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ'' حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ بستر میں اس کی طرف پیٹھ کر لے اور اس سے گفتگو نہ کرے۔'' جبکہ دیگر مفسرینِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اس سے علیحدہ کسی دوسرے بستر پر سو جائے۔'' بہر حال دونوں قول صحیح ہیں۔ البتہ! عورت کو ڈانٹنے کے اعتبار سے دوسرا قول زیادہ بلیغ ہے، کیونکہ اگر وہ اِس سے محبت کرتی ہوگی تو اِس کی علیحدگی اُس پر گراں گزرے گی اور وہ نافرمانی سے باز آجائے گی یا اگر اس سے نفرت کرتی ہوگی تو یہ عمل اس کی خواہش کے مطابق ہوگا، پس اس وقت اس کا نافرمان ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

ایک قول یہ ہے کہ اھْجُرُوْھُنَّ ھَجَرَ سے مشتق ہے اور یہ زبانی جھڑکنے سے زیادہ برا ہے یعنی نافرمان عورتوں

سے گفتگو میں سختی سے پیش آ ؤ اور انہیں جماع وغیرہ کے لئے بے قرار کر دو۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں گھروں میں اونٹ کی رسی سے سخت باندھ دو۔'' مگر یہ قول بعید از عقل اور شاذ ہے اگرچہ اسے حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد بن طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۳۱۰ھ) نے اختیار کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۴۳ھ) نے ارشاد فرمایا: کتاب وسنت کو جاننے والے عالم کی یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ لیکن اسے اس تاویل پر ابھارنے والی ایک غریب روایت ہے جو حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجۂ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک اس علیحدگی کی مدت ایک مہینہ ہے جیسا کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمل ہے۔ جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اپنی اُمِّ وَلَد حضرت سیِّدَتُنا ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرنے کا راز بتایا لیکن انہوں نے یہ راز اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بتا دیا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَۚ (پ۲۸، التحریم:۱) ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب بتانے والے (نبی)! تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔'' (1)

گویا ''اَلْعُلَمَاء'' سے حضرت سیِّدُنا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کی مراد اُن کے ہم مذہب علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام ہیں۔ البتہ! شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک بیوی کو بستر سے علیحدہ کرنے کی انتہائی مدت کچھ نہیں کیونکہ یہ فعل تو عورت کی اصلاح کے لئے ہے، پس اگر وہ اصلاح یافتہ نہ ہو تو اسے چھوڑے رکھے اگرچہ کئی سال گزر جائیں اور اگر وہ اصلاح پا جائے تو اسے چھوڑے رکھنے کی کوئی وجہ نہیں جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًاؕ''

''فِی الْمَضَاجِعِ'' میں فِی یا تو ظرفیت کا ہے جو اُهْجُرُوْهُنَّ کے متعلق ہے یعنی ان کے ساتھ سونا ترک کر دو یا فِی سببیت کا ہے یعنی ان کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں اپنے بستر سے جدا کر دو۔ ایک قول میں یہ بھی ہے کہ یہی بعد والا معنی

(1) ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، النساء، تحت الآیۃ ۳۴، ج۳، الجزء الخامس، ص ۱۲۰۔

طے شدہ ہے کیونکہ فِی الْمَضَاجِعِ، ھَجَرَ کے لئے ظرف نہیں بلکہ اس کا سبب ہے۔حالانکہ معاملہ ایسا نہیں بلکہ یہاں فِی ظرفیت کا ہی صحیح ہے اور ھَجَرَ اس میں واقع ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ نُشُوْزَھُنَّ کے متعلق ہے لیکن یہ معنوی اعتبار سے صحیح نہیں کیونکہ مَضْجَع میں نافرمانی پر نُشُوْز کو مقصور کرنے کا وَہم پایا جارہا ہے حالانکہ ایسا نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور نہ ہی یہ نئی بات ہے کیونکہ اس میں مصدر اور اس کے معمول کے درمیان اجنبی چیز کا فاصلہ ہے، جبکہ ایک قول یہ ہے کہ نُشُوْزَھُنَّ کے بعد فعل محذوف ہے یعنی وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ وَنَشَزْنَ۔ بے شک اس سے وہی شخص راہِ فرار اختیار کرتا ہے جو محض سمجھانے بجھانے اور ڈرانے دھمکانے جیسے اقدامات پر توقف نہیں کرتا جبکہ ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے اس لئے کہ خوف یہاں پر یقین کے معنی میں ہے اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے بھی اسی طرح منقول ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس معاملے میں غلبۂ ظن ہی کافی ہے اور اِضْرِبُوْھُنَّ سے مراد ایسی مار پیٹ ہے جو اذیت ناک نہ ہو اور نہ ہی اس سے جسم پر نشانات پڑیں۔حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''جیسے گھونسا (یعنی مُکا)۔''اور حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''مسواک سے مارا جائے۔''

اور حدیثِ پاک میں چہرے پر مارنے سے منع فرمایا گیا ہے اور فرمایا کہ اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں۔ (1)

عورت کو کتنی ضربیں لگائی جائیں:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''40 سے کم مرتبہ مارا جائے گا کیونکہ یہ ایک آزاد انسان کی کم از کم حد ہے۔'' اور دوسرے علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''20 سے کم مرتبہ مارا جائے گا کیونکہ یہ ایک غلام کی پوری حد ہے۔'' بہرحال اسے بدن پر مختلف جگہوں پر مارا جائے گا اور لگاتار ایک ہی جگہ نہ مارا جائے تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو اور اس کے چہرے پر نہ مارے نیز اتنا نہ مارے کہ وہ مر جائے۔بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''لپیٹے ہوئے رومال یا اپنے ہاتھ سے مارے کوڑے اور ڈنڈے سے نہ مارے۔'' گویا قائل نے یہ قول حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اخذ کیا ہے۔

---

(1) ......سنن ابی داود، کتاب النکاح ،باب فی حق المراۃ علی زوجھا ،الحدیث:۲۱۴۲،ص۱۳۸۰۔

مختصر یہ کہ مارنے میں نرمی کے پہلو کو مدِّ نظر رکھا جائے۔اسی وجہ سے حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ارشاد فرمایا: ''بالکل نہ مارنا افضل ہے۔''

سوال: کیا یہ تینوں افعال (یعنی نصیحت کرنا، بستر سے جدا کرنا اور مارنا) بالترتیب ہیں یا نہیں؟

جواب: اس میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''پہلے نافرمان عورت کو زبان سے نصیحت کرے، اگر نہ مانے تو اسے بستر سے جدا کر دے اور اگر پھر بھی نہ مانے تو مار پیٹ سے کام لے اور اگر مارنے سے بھی نصیحت حاصل نہ کرے تو کوئی ثالث بھیجے۔''

جبکہ دیگر ائمۂ کرام اور فقہائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کہنا ہے کہ ''نافرمانی کے خوف کے وقت اس ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا اور جب نافرمانی ثابت ہو جائے تو تمام کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

لَا تَبْغُوْا سے مراد یہ ہے کہ ''ان پر زبردستی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو، یعنی انہیں اپنی محبت کا پابند نہ کرو کیونکہ دل ان کے ہاتھوں میں نہیں۔''

حضرت سیِّدُ نا ابن عیینہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''زیادہ موزوں اور مناسب یہی ہے کہ اس کی تفسیر عام ہو یعنی ان سے ایسے کام کا مطالبہ نہ کرو جو ان پر شرعی طور پر لازم نہیں بلکہ انہیں ان کی اپنی مرضی پر چھوڑ دو کیونکہ انہوں نے بطورِ احسان طبعی طور پر اپنے آپ کو بہت سے ایسے حقوق اور خدمت کا پابند کیا ہوا ہے جو ان پر لازم نہیں۔''

مذکورہ آیتِ مبارکہ کا اختتام ان دو اسمائے مبارکہ ''عَلِیًّا کَبِیْرًا'' پر ہو رہا ہے جو کہ موضوع کے انتہائی مناسب ہیں کیونکہ ان دونوں کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی برتری اور کبریائی کے باوجود اپنے بندوں کو ایسے کام کا پابند نہیں کرتا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور وہ نافرمان کا مؤاخذہ نہیں کرتا جبکہ وہ توبہ کر لے پس تم بھی اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتیں انہیں اس کام کا پابند نہ کرو اور ان کی نافرمانی پر ان کی معافی قبول کر لو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ تمہارے ظلم کو روکنے سے عاجز ہوں تو (جان لو کہ) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو بلند شان والا، کبیر اور قادر ہے جو ان کی طرف سے تم سے بدلہ لے سکتا ہے اور صحیح احادیثِ مبارکہ میں نافرمانی کی بعض صورتوں پر شدید وعید گزر چکی ہے تو نافرمانی کی باقی صورتوں کو انہی پر قیاس کیا جائے گا۔ چنانچہ، انہیں احادیثِ مبارکہ میں سے صحیحین کی

حدیث ہے کہ،

﴿3﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد اس سے ناراضی میں رات گزار دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۱)

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے جدا ہو کر رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (۲)

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو آسمان والا (یعنی جس کا حکم اور بادشاہت آسمان میں بھی ہے) اس پر ناراض رہتا ہے یہاں تک اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (۳)

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ گزر چکی ہیں کہ ''جس عورت پر اس کا شوہر ناراض ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔'' (۴)

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) سے مروی ہے کہ مجھے اس صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا جس نے سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''قیامت کے دن عورت سے سب سے پہلے اس کی نماز اور شوہر کے متعلق سوال کیا جائے گا۔'' (۵)

﴿7﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان باقرینہ ہے: ''عورت کے لئے اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں (کسی کو) آنے کی اجازت دینا جائز ہے۔'' (۶)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعھا من فراش زوجھا، الحدیث: ۳۵۴۰، ص ۹۱۹۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۳۵۳۸۔ (۳)......المرجع السابق، الحدیث: ۳۵۴۰۔

(۴)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب نفی قبول صلاۃ المراۃ الغاضبۃ......الخ، الحدیث: ۹۴۰، ج۲، ص ۶۹۔

(۵)......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث ۹۱، ج۱، ص ۳۱، عن انس بن مالک۔

(۶)......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تاذن المراۃ فی بیت زوجھا لاحد الاَّ باذنہ، الحدیث: ۵۱۹۵، ص ۴۴۹۔

یہاں روزے سے مراد نفلی روزہ یا ایسا واجب روزہ ہے کہ جس کے رکھنے میں وقت کی وسعت ہو تو وہ ایسا کوئی روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا شوہر شہر میں موجود ہو، خواہ اس کی کوئی سوکن ہو اور اس روز شوہر اس کی سوکن کے پاس ہو تب بھی روزہ نہ رکھے، جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا کہنا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی سوکن شوہر کو اس کے ساتھ مجامعت کی اجازت دے دے۔ البتہ! اگر شوہر خود اسے روزہ رکھنے کی اجازت دے دے یا وہ روزہ رکھنے پر اپنے شوہر کی رضامندی جان لے تو روزہ رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اِس سے جماع کرنا چاہتا ہو لیکن اِس کے روزے کی وجہ سے رُک جائے۔ اس بات سے قطع نظر کہ شوہر کے لئے اس سے اپنی نفسانی حاجت پوری کرنا اور اس کے روزے کو فاسد کرنا جائز ہے کیونکہ عموماً انسان عبادت کو فاسد کرنے سے ڈرتا ہے اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں شوہر کی اطاعت کے واجب ہونے کے متعلق گزرا ہے کہ ''اگر سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کو حکم دیتے کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتے کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ اس کا حق اس پر بہت زیادہ ہے۔''[1]

﴿8﴾......ایک عورت نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنے شوہر کا ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری اس سے کیا نسبت ہے؟ بے شک وہی تیری جنت و دوزخ ہے۔''[2]

﴿9﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت کی طرف نظرِ (رحمت) نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اُس سے بے پرواہ نہیں۔''[3]

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ''خَثْعَم قبیلے کی ایک عورت حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے آگاہ فرمائیے کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ کیونکہ میں بیوہ عورت ہوں، اگر مجھے طاقت

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث: ۴۱۵۹، ج۶، ص۱۸۳۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمة حصین بن محصن، الحدیث: ۱۹۰۲۴، ج۱۰، ص۳۸۳۔

[3] ......السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب شکر المرأۃ لزوجھا، الحدیث: ۹۱۳۵، ج۵، ص۳۵۴۔

ہوئی (تو نکاح کروں گی) ورنہ بیوہ ہی بیٹھی رہوں گی؟'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس سے اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل چاہتا ہو اور یہ اونٹ پر سوار ہو تو پھر بھی اس سے اپنے آپ کو نہ روکے اور بیوی پر شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو محض بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہیں اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے بھی نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو واپس آنے تک اس پر زمین وآسمان اور رحمت وعذاب کے فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے۔'' (1)

معلوم ہوا کہ عورت پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کو راضی رکھنے کی کوشش کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی ناراضی سے بچے۔ مثلاً اُسے اُس حالت میں جماع سے نہ روکے جس میں اُس کے لئے جماع کرنا مباح ہو۔ البتہ! حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک حیض ونفاس کی حالت میں غسل سے پہلے اُسے جماع سے روک سکتی ہے اگرچہ خون بھی رُک چکا ہو۔ (2)

عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو شوہر کی ملکیت سمجھے لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی چیز میں تصرف نہ کرے۔ بلکہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ ''اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہ کرے کیونکہ وہ شوہر کے ہاں اس عورت کی طرح ہے جس کو تصرفات سے روک دیا گیا ہو۔'' بلکہ اس پر لازم ہے کہ شوہر کے حقوق کو اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق پر مقدَّم رکھے بلکہ بعض صورتوں میں اپنے حقوق پر بھی

---

1 ......الترغیب الترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء......الخ، الحدیث: ۳۰۲۰، ج۳، ص۲۵۔

مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۴۴۹، ج۲، ص۴۳۸۔

2 ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اول صفحہ 383 پر ہے: ''مسئلہ: (حیض کا خون) پورے دس دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو، مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔ مسئلہ: دس دن میں کم سے پاک ہوئی تاوقتیکہ (یعنی جب تک کہ) غسل نہ کرلے یا وہ وقتِ نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللّٰہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غسل کرلے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ مسئلہ: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تو اگرچہ غسل کرلے جماع ناجائز ہے تاوقتیکہ عادت کے دن پورے نہ ہولیں۔ جیسے کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کردے مگر جماع کے لئے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔''

مقدَّم رکھے، جس قدر ہو سکے صاف ستھری رہ کر ہر لمحہ اپنے آپ کو تیار رکھے کہ شوہر اس سے جماع کر سکے اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اس پر فخر نہ کرے اور نہ ہی اس کی کسی بری عادت کی وجہ سے اس کی عیب جوئی کرے۔

حضرت سیِّدُنا امام اصمعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک گاؤں میں گیا، وہاں میں نے ایک حسین وجمیل عورت دیکھی جس کا شوہر بدصورت تھا، میں نے اس سے پوچھا: ''تم اپنے لئے اس (بدصورت شخص) کے ماتحت رہنا کیسے پسند کرتی ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے شخص سن! ہوسکتا ہے کہ اس کا اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تعلق اچھا ہو، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کا ثواب بنا دیا ہو اور شاید! میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو میرے اس گناہ کی سزا بنا دیا ہو۔''

﴿11﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ارشاد فرمایا: ''اے عورتو! اگر تم اپنے اوپر اپنے شوہروں کے حقوق جانتیں تو تم میں سے ہر ایک شوہر کے قدموں کا غبار اپنے رخسار سے صاف کرتی۔''[1]

﴿12﴾...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری جنتی بیویوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''کیوں نہیں (ضرور بتایئے)، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت، جب وہ شوہر کو ناراض کر دے یا اسے تکلیف دی جائے یا اس کا شوہر اس پر غصہ کرے تو وہ کہے: ''میرا یہ ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں۔''[2]

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''عورت پر واجب ہے کہ (۱)...... ہمیشہ اپنے شوہر سے حیا کرے (۲)...... اس کے سامنے نگاہیں نیچی رکھے (۳)...... اس کے حکم کی اطاعت کرے (۴)...... اس کی گفتگو کے وقت خاموش رہے (۵)...... اس کی آمد اور روانگی پر کھڑی ہو جائے (۶)...... سوتے وقت اپنا آپ اسے پیش کر دے (۷)...... اس کی عدم موجودگی میں اس کی عزت اور مال کے معاملے میں اس سے خیانت نہ کرے (۸)...... اس

---

[1] ......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی المراۃ، الحدیث۸، ج۳، ص۳۹۸۔

[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث۱۷۴۳، ج۱، ص۴۷۲۔

المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۱۱۸، ج۱، الجزء الاول، ص۴۶۔

کو پسند آنے والی خوشبو لگائے (۹)......مسواک اور خوشبو سے اپنے منہ کو صاف رکھے (۱۰)......اس کی موجودگی میں ہمیشہ سجی سنوری رہے اور اس کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار نہ کرے (۱۱)......اس کے گھر والوں اور رشتہ داروں کی عزت کرے اور (۱۲)......اس کی طرف سے کم کو بھی زیادہ سمجھے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والی عورت کو چاہئے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اپنے شوہر کی اطاعت کی کوشش کرے اور پوری کوشش کرکے شوہر کی رضا حاصل کرے کیونکہ وہی اس کی جنت اور دوزخ ہے۔'' چنانچہ،

﴿13﴾......شفیعِ روزِ شُمار، باذنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں جائے گی۔'' [1]

﴿14﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب عورت نمازِ پنجگانہ پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو، داخل ہو جاؤ۔'' [2]

﴿15﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱)......اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی عورت کے لئے ہوا میں پرندے، پانی میں مچھلیاں، آسمان میں فرشتے اور چاند سورج اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت میں رہتی ہے (۲)......جو عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے (۳)......جو عورت اپنے شوہر کے چہرے پر تیوری چڑھانے کا باعث بنتی ہے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہتی ہے یہاں تک کہ اُسے ہنسا کر راضی کرلے اور (۴)......جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلتی ہے اس کے واپس پلٹنے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

﴿16﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار (قسم کی) عورتیں جنّتی ہیں اور چار (قسم کی) جہنمی۔'' پھر جنت میں جانے والی چار عورتوں کا ذکر کیا: (۱)......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اپنے شوہر کی فرمانبردار پاک دامن عورت (۲)......زیادہ بچے جننے والی، صبر کرنے والی اور اپنے شوہر کے ساتھ کم پر قناعت کرنے والی

---

[1] ......سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۱۸۵۴، ص ۲۵۸۸۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمٰن بن عوف الزھری، الحدیث: ۱۶۶۱، ج ۱، ص ۴۰۶۔

(۳)......حیادار اور شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور اُس کے مال کی حفاظت کرنے والی نیز اس کی موجودگی میں اپنی زبان قابو میں رکھنے والی اور (۴)......جس کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، لیکن وہ اپنی اولاد کے لئے اپنے نفس کو روکے رکھے اور ان کی تربیت کرے، ان کی اچھی دیکھ بھال کرے اور اس خوف سے شادی نہ کرے کہ کہیں وہ برباد نہ ہو جائیں۔ اور جہنم میں جانے والی چار عورتیں یہ ہیں: (۱)......اپنے شوہر سے بدکلامی کرنے والی، اگر وہ غائب ہو تو اپنے نفس کی حفاظت نہ کرے اور اگر موجود ہو تو اسے اپنی زبان سے تکلیف دے (۲)......اپنے شوہر کو طاقت سے زیادہ کام پر مجبور کرے (۳)......جو اپنے آپ کو لوگوں سے نہ چھپائے اور اپنے گھر سے بن سنور کر نکلے اور (۴)......جس کا کھانے پینے اور سونے کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو اور اُسے نماز سے کوئی دلچسپی نہ ہو اور نہ ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اپنے شوہر کی اطاعت میں کوئی رغبت ہو۔

پس جس عورت میں یہ صفات پائی جائیں، اگر وہ توبہ نہ کرے تو ملعونہ اور جہنمیوں میں سے ہے۔ اسی لئے،

﴿17﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں زیادہ عورتیں ہیں۔'' (۱)

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اپنے شوہروں کی اطاعت بہت کم کرتی ہیں اور بناؤ سنگھار بہت زیادہ کرتی ہیں۔ اور ''تَبَرُّج'' سے مراد یہ ہے کہ جب عورت اپنے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو فخریہ لباس پہنے، بناؤ سنگھار کرے اور اپنی ذات سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہوئی جائے اگرچہ وہ خود فتنے سے محفوظ بھی ہو مگر لوگ اس کے فتنے سے محفوظ نہ ہوں گے۔ چنانچہ،

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے اور عورت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں ہوتی ہے۔'' (۲)

﴿19﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: عورت چھپانے کی چیز ہے

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث: ۶۴۴۹، ص ۵۴۲۔

(۲)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب اختیار صلاۃ ۔۔ الخ، الحدیث: ۱۶۸۵، ج ۳، ص ۹۳، بتغیرٍ قلیلٍ۔

لہٰذا عورتوں کو گھروں میں بند رکھو کیونکہ جب عورت کسی راستے پر نکلتی ہے اور گھر والے اس سے پوچھتے ہیں: ''کہاں کا ارادہ ہے؟''تو وہ کہتی ہے: ''میں مریض کی عیادت کروں گی اور جنازہ میں شرکت کروں گی۔'' وہ ایک بالشت بھی نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو لیتا ہے، حالانکہ عورت اس کی مثل رضائے الٰہی کہیں نہ پائے گی کہ وہ اپنے گھر میں رہے، رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے۔ (۱)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی زوجۂ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا سے استفسار فرمایا: ''عورت کے لئے سب سے بہتر کیا ہے؟''تو انہوں نے جواب دیا: ''وہ مَردوں کو نہ دیکھے اور مرد اسے نہ دیکھیں۔'' (۲)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرمایا کرتے تھے: ''کیا تمہیں شرم وحیا نہیں آتی ؟ یا تم میں غیرت نہیں؟ کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو لوگوں کے درمیان نکلنے کی اجازت دے دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھے اور لوگ اسے دیکھیں۔'' (۳)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بیٹھی تھیں کہ ایک نابینے صحابی حضرت سیِّدُنا ابنِ اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں ازواجِ مطہرات کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے عرض کی: ''یہ تو نابینا ہیں، نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پہچانتے ہیں۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں بھی نہیں دیکھتی ؟'' (۴)

جس طرح مرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھے اسی طرح عورت پر بھی لازم ہے کہ مردوں کو دیکھنے سے اپنی نظریں بچائے۔ جب عورت اپنے باپ سے ملنے یا حمام میں جانے کے لئے گھر سے نکلنے پر مجبور ہو تو بناؤ سنگھار

---

(۱)......المعجم الکبیر ،الحدیث ۸۹۱۴،ج۹،ص۱۸۵،مفہوماً۔

(۲)......حلیۃ الاولیاء،الرقم ۱۳۳ فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ، الحدیث ۱۴۴۵،ج۲،ص۵۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند علی بن ابی طالب ،الحدیث:۱۱۱۸،ج۱،ص۲۸۲،مختصراً۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب اللباس، الحدیث ۴۱۱۲، ص۱۵۲۳، ''عائشۃ وحفصۃ''بدلھما'' ام سلمۃ ومیمونۃ''۔

کے بغیر موٹے کپڑے میں لپٹ کر اپنے شوہر کی اجازت سے نکلے، چلتے ہوئے نگاہیں نیچی رکھے اور دائیں بائیں نہ دیکھے ورنہ گنہگار ہوگی۔ ایسی ہی ایک عورت بناؤ سنگھار کئے ہوئے مرگئی۔ گھر والوں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ باریک کپڑوں میں ملبوس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ اچانک ہوا چلنے لگی جس سے اس کا ستر کھل گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے اعراض فرما کر ارشاد فرمایا: ''اسے بائیں طرف والوں میں جہنم کی طرف لے جاؤ کیونکہ یہ دنیا میں بناؤ سنگھار کرتی تھی۔''

﴿21﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت زیادہ گریہ وزاری کرتے ہوئے پایا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کس چیز نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رُلا دیا؟'' ارشاد فرمایا: ''اے علی! رات کے وقت مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ انہیں مختلف قسم کے عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ پس ان کے عذاب کی شدت دیکھ کر میں رو پڑا (پھر جہنمی عورتوں کے عذاب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) میں نے (۱)......ایک عورت دیکھی جو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا۔ (۲)......ایک اپنی زبان کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں انڈیلا جا رہا تھا۔ (۳)......ایک کے پاؤں کو اس کی چھاتیوں سے اور ہاتھوں کو اس کی پیشانی سے باندھا گیا تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے تھے۔ (۴)......ایک چھاتیوں سے لٹکی ہوئی تھی۔ (۵)......ایک کا سر خنزیر کے سر جیسا اور بدن گدھے کے بدن کی طرح تھا جس پر ایک لاکھ طرح کے عذاب تھے۔ (۶)......کتے کی شکل کی ایک عورت کے منہ سے آگ داخل ہوتی اور اس کی شرمگاہ سے نکل جاتی تھی اور فرشتے آگ کے ہتھوڑوں سے اس کے سر پر مار رہے تھے۔'' حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کھڑی ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں: ''اے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان کے اعمال کیسے تھے کہ وہ اس عذاب سے دوچار ہوئیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے میری لختِ جگر! (۱)......جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے بال مردوں سے نہیں بچاتی تھی۔ (۲)......جو اپنی

زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔ (۳)......جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی وہ شوہر کے بستر کو ایذا دیتی (یعنی زنا کرتی) تھی۔ (۴)......جس کے پاؤں اس کی چھاتیوں سے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے تھے وہ جنابت اور حیض کے بعد غسل نہیں کرتی تھی اور نماز کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی۔ (۵)......جس کا سر خنزیر کے سر کی مثل اور بدن گدھے کے بدن کی طرح تھا وہ چغل خور اور جھوٹ بولنے والی تھی۔ (۶)......اور وہ جو کتے کی شکل کی تھی اور اس کے منہ سے آگ داخل ہوتی اور شرمگاہ سے نکلتی تھی وہ احسان جتلانے والی اور حسد کرنے والی تھی اور اے میری لختِ جگر! اس عورت کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے۔''

جب عورت کو اپنے شوہر کی مکمل طور پر اطاعت کرنے اور اس کو راضی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی طرح شوہر کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، اس کے حقوق پورے کرے یعنی اسے نفقہ دے، اس کی حفاظت کرے اور رضامندی اور دل کی خوشی سے کپڑے پہنائے، نرمی سے بات کرے، اس کے برے اخلاق پر صبر کرے اور حدیثِ پاک میں عورتوں کے بارے میں وصیت کرنے کا حکم گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ عَوَان ہیں جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امانت کو پکڑ رکھا ہے اور عَوَان، عَانِیَۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے قیدی۔ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورت کو مرد کے حکم اور اس کے قہر و غضب کے تحت داخل ہونے کی بنا پر قیدی سے تشبیہ دی اور حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے۔''[1] اور ایک روایت میں ہے کہ ''میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے زیادہ مہربان ہوں۔''[2] اور واقعی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ازواجِ مطہرات کے ساتھ بہت زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔

﴿22﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنی بیوی کی بد اخلاقی پر صبر کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسا اجر عطا فرمائے گا جو حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی آزمائش پر عطا فرمایا اور جس عورت نے اپنے شوہر کے برے اخلاق پر صبر کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسا اجر عطا فرمائے گا جو فرعون کی بیوی

[1] ......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبی، الحدیث:۳۹۰۵، ص۲۰۵۰۔

[2] ......تاریخ بغداد، الرقم۳۶۹۰ جعفر بن حم، ج۷، ص۲۲۱۔

حضرت آسیہ بنت مزاحم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کو عطا فرمایا۔''(1)

خلیفہ ثانی کا بہترین جواب:

﴿23﴾......مروی ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تاکہ اپنی بیوی کے برے اخلاق کی شکایت کرے۔ وہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا، اچانک اس نے سنا کہ آپ کی بیوی آپ کے ساتھ تیز تیز باتیں کر رہی تھی جبکہ آپ خاموش تھے اور اسے جواب نہیں دے رہے تھے، تو وہ یہ کہتا ہوا لوٹ گیا کہ ''جب امیر المؤمنین کا یہ حال ہے تو میرا کیا ہوگا؟'' حضرت سیّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ باہر نکلے اور اسے واپس پلٹتے ہوئے دیکھا تو اسے پکارا: ''تیری کیا حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ! میں اپنی بیوی کی بدخلقی اور زبان درازی کی شکایت لے کر آپ کے پاس آیا تھا لیکن میں نے آپ کی بیوی کو بھی اس طرح باتیں کرتے پایا تو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ رہا تھا کہ جب امیر المؤمنین کا اپنی بیوی کے ساتھ یہ حال ہے تو میرا کیا حال ہوگا؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! وہ میرا کھانا تیار کرنے والی، روٹی پکانے والی، کپڑے دھونے والی اور میرے بچوں کو دودھ پلانے والی ہے حالانکہ یہ کام اس پر لازم نہیں، نیز اس کی وجہ سے میرا دل حرام کام سے رکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ میں اسے برداشت کرتا ہوں۔'' تو اس شخص نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ! میری بیوی بھی اسی طرح ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! بے شک یہ کچھ لمحوں کے لئے ایسی ہوتی ہیں۔''

بیوی کی بدسلوکی برداشت کرنے پر انعام:

ایک نیک شخص کا بھائی ہر سال ایک مرتبہ اس سے ملاقات کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس کی ملاقات کے لئے آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''تمہارے شوہر کا بھائی، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اسے ملنے آیا ہے۔'' عورت نے اسے بتایا کہ ''تمہارا بھائی لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا ہے، (پھر بددعا دینے لگی کہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے واپس نہ لوٹائے۔'' اور اسے بہت زیادہ گالیاں دینے لگی۔ اسی دوران اس شخص نے دیکھا

(1)......احیاء العلوم، کتاب آداب النکاح، الباب الثالث فی آداب المعاشرۃ......الخ، ج۲ص۵۵۔

کہ اس کا بھائی ایک شیر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے آ رہا ہے۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے اپنی ملاقات کے لئے آنے والے بھائی کو سلام کیا اور خوش آمدید کہا، پھر شیر کی پیٹھ سے لکڑیوں کا گٹھا اُتار کر اسے کہا: ''جاؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تم میں برکت دے۔'' اس کے بعد وہ اپنے بھائی کو گھر لے گیا، اس کی بیوی ابھی بھی اسے برا بھلا کہہ رہی تھی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بہرحال اس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا، وہ شخص بیوی کی بدسلوکی پر اپنے بھائی کے صبر کرنے سے بہت متعجب ہو کر واپس لوٹا۔

آئندہ سال وہ شخص دوبارہ آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک عورت نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے بتایا: ''تیرے شوہر کا بھائی اس کی ملاقات کے لئے آیا ہے۔'' اس عورت نے اسے خوش آمدید کہا اور دونوں بھائیوں کی بہت زیادہ تعریف کی اور اسے کہا: اپنے بھائی کا انتظار کرو۔ جب اس کا بھائی آیا تو اس نے دیکھا کہ لکڑیاں اس کی پیٹھ پر تھیں، اس نے گھر کے اندر لے جا کر اسے کھانا کھلایا جبکہ اس کی بیوی دونوں کی بہت زیادہ تعریف کر رہی تھی۔ جب اس شخص نے اپنے بھائی سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس سے سابقہ بیوی اور اِس بیوی کے درمیان فرق کے متعلق پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ ''احسان فراموش اور بدزبان بیوی کے زمانے میں شیر اُس کی لکڑیاں اُٹھاتا تھا جبکہ اِس ایمان دار، تعریف کرنے والی نرم خو بیوی کے دور میں وہ اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا رہا ہے، آخر اس کا کیا سبب ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''اے میرے بھائی! وہ برے اخلاق والی بیوی فوت ہو گئی، میں اس کی نافرمانی اور تکالیف پر صبر کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے لئے شیر کو مسخّر کر دیا جو تم نے دیکھا کہ میری لکڑیاں اُٹھاتا تھا۔ پھر میں نے اس نیک عورت سے شادی کی، اب میں اس کے ساتھ سکون میں ہوں لیکن مجھ سے شیر جدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نیک عورت کے ساتھ راحت حاصل کرنے کی وجہ سے میں اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔''

تنبیہ:

شوہر کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ نے تصریح کی ہے۔ البتہ! شیخین (امام نووی و امام رافعی) رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ ''بغیر کسی سبب کے عورت کا خود سے شوہر کو روکنا خصوصی طور پر کبیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ انہوں نے نافرمانی کی تمام صورتوں پر تنبیہ کی ہے۔ میری

گزشتہ بحث بھی اس کو شامل ہے لیکن میں نے تفصیل بیان کرنے کے لئے اسے علیحدہ طور پر ذکر کیا اور یہ بات گزر چکی ہے کہ نشوز میں شدید وعید ہے جیسے فرشتوں کا عورت پر لعنت بھیجنا جب وہ بلا عذرِ شرعی شوہر کو خود سے روکے۔ حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی ارشاد فرماتے ہیں: میرے والد ماجد شیخ الاسلام (یعنی حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی) فرشتوں کے لعنت بھیجنے والی حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہیں کہ ''کسی معین گناہگار پر لعنت کرنا جائز ہے۔'' اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اس بارے میں غور وفکر کیا اس احتمال کے سبب کہ فرشتوں کا عورت کو لعنت کرنا خاص نہ ہو بلکہ عام ہو۔ یعنی یوں کہا جا سکتا ہے کہ ''ہر اس عورت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے جو اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

{...... حدیث قدسی ......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **54** صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیث رسول**'' صَفحہ **51** تا **52** پر ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اے ابن آدم! جس نے ہنس ہنس کر گناہ کئے میں اسے رُلا رُلا کر جہنم میں ڈالوں گا اور جو میرے خوف سے روتا رہا میں اسے خوش کر کے جنت میں داخل کروں گا۔

اے ابن آدم! کتنے غنی ایسے ہیں جو روزِ حساب محتاجی ومفلسی کی تمنا کریں گے؟

۞...... کتنے بے رحم ایسے ہیں جنہیں موت ذلیل ورسوا کر دے گی؟

۞...... کتنی شیریں چیزیں ایسی ہیں جنہیں موت تلخ کر دے گی؟

۞...... نعمتوں پر کتنی خوشیاں ایسی ہیں کہ جنہیں موت گدلا کر دے گی؟

۞...... کتنی خوشیاں ایسی ہیں جو اپنے بعد طویل غم لائیں گی؟

(مجموعۃ رسائل الامام الغزالی،المواعظ فی الاحادیث القدسیۃ،ص۵۷)

۴۔ باب الطلاق

کبیرہ نمبر281: بلاعذرِ شرعی شوہر سے طلاق مانگنا

﴾1﴿......حضرت سیِّدُ نا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس عورت نے بغیر کسی شرعی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“ (۱)

﴾2﴿......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک طلاق کا مطالبہ کرنے والیاں منافق ہیں اور کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر سے بغیر کسی شرعی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرے پھر جنت کی ہوا پائے۔ یا فرمایا: جنت کی خوشبو پائے۔ (۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو اس صحیح حدیثِ پاک سے واضح ہے کیونکہ اس میں سخت وعید پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ ہمارے شافعی مذہب کے اُصولوں کی بناپر مشکل ہے، اس کی تائید اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان سے بھی ہوتی ہے:

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ (پ۲، البقرۃ:۲۲۹) ترجمۂ کنز الایمان: تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے۔

اس سے قبل جو شرط بیان کی گئی ہے وہ طلاق کے جواز کے لئے نہیں بلکہ طلاق کو قابلِ نفرت سمجھنے کی نفی کے لئے ہے اور اس فرمانِ نبوی سے بھی ہمارے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ،

﴾3﴿......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔“ (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، الحدیث:۲۲۲۶، ص۱۳۸۷۔
جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی المختلعات، الحدیث:۱۱۸۷، ص۱۷۶۹۔

(۲)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة، الحدیث:۵۵۰۳، ج۴، ص۳۹۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع وکیف الطلاق فیه، الحدیث:۵۲۷۳، ص۴۵۶، "خذ" بدله "أقبل"۔

اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرنے والی حدیث پاک اس پر محمول ہوسکتی ہے کہ جب عورت مرد کو طلاق دینے پر مجبور کرے یعنی وہ اس کے ساتھ ایسا سلوک اپنائے جو عام طور پر طلاق دینے کے لئے اُبھارتا ہو۔ گویا یہ جاننے کے باوجود کہ اس سے مرد کو شدید تکلیف پہنچے گی پھر بھی طلاق کے مطالبے میں اصرار کرے۔ نیز عورت کے پاس طلاق کا مطالبہ کرنے کا کوئی شرعی عذر بھی نہ ہو تو اس صورت میں یہ کبیرہ گناہ ہوگا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر282: عورتوں اور مردوں کی دلالی کرنا

کبیرہ نمبر283: مردوں اور اَمْرَدوں کی دلالی کرنا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ”تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......دَیُّوث اور (۳)......مردانی عورتیں (یعنی مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والیاں)۔“ (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تین (قسم کے) لوگوں پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کر دی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دَیُّوث، جو اپنے گھر والوں میں برائی کو برقرار رکھتا ہے۔“ (۲)

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تین (قسم کے) لوگ ایسے ہیں جن پر قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نظر (رحمت) نہ فرمائے گا: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......احسان کر کے جتلانے والا۔“ (۳)

---

(۱)......المستدرک، کتاب الایمان، باب ثلاثة لایدخلون الجنة......الخ، الحدیث: ۲۵۲، ج۱، ص۲۵۳۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث: ۵۳۷۲، ج۲، ص۳۵۱، دون قوله "لوالدیه"۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره، باب اخباره......الخ، الحدیث: ۷۲۹۶، ج۹، ص۲۱۸۔

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اور تین (قسم کے) لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیُّوث اور (۳) مردانی عورتیں۔'' (۱)

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین (قسم کے) لوگوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کردی ہے: (۱)......شراب نوشی کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دیُّوث، جو اپنے گھر والوں میں خباثت قائم رکھتا ہے۔'' (۲)

﴿6﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: 3 شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت ان کی طرف (بنظرِ رحمت) نہ دیکھے گا: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور (۳)......دیُّوث۔ اور 3 شخص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن (بنظرِ رحمت) نہ دیکھے گا: (۱)......اپنے والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......دے کر احسان جتلانے والا۔ (۳)

﴿7﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......دَیُّوث (۲)......مردانی عورتیں اور (۳)......شراب کا عادی۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عادی شرابی کو تو ہم نے جان لیا لیکن دیوث سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون آتا ہے۔'' عرض کی گئی: ''مردانی عورتیں کون سی ہیں؟'' تو سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔'' (۴)

تنبیہ:

شیخین (یعنی امام نووی وامام رافعی) رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمَا وغیرہ کے اقوال کے مطابق ان دونوں گناہوں کو کبیرہ شمار

......المستدرک، کتاب الایمان، باب ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ......الخ، الحدیث۲۵۲، ج۱، ص۲۵۳۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث۵۳۷۲، ج۲، ص۳۵۱۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث۶۱۸۵، ج۲، ص۴۹۶۔

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی الغیرۃ والمذاء، الحدیث:۱۰۸۰۰، ج۷، ص۴۱۲۔

کیا گیا ہے۔علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''دَیُّوث وہ ہے جو اپنے گھر والوں پر کوئی غیرت نہ کھائے۔''

جَوَاھِر میں ہے کہ ''دِیَاثَت سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جمع ہونا اور ناپسندیدہ اور باطل باتوں کو توجہ سے سننا۔'' حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جب کوئی شخص ایسا ہو جو خود تو گانا نہ گا سکتا ہو لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہو جو گانا گاتا ہو، پھر وہ اسے لے کر لوگوں کے پاس آئے تو وہ فاسق ہے اور یہ دِیَاثَت ہے۔'' یہاں جواہر کا کلام ختم ہو گیا۔

دِیَاثَت کی مذکورہ تعریف غیر معروف ہے اور معروف وہی ہے جو مذکورہ صحیح حدیثِ پاک کے بالکل مطابق ہے اور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔ البتہ! حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا کلام اس پر محمول ہے کہ مذکورہ حالت کا تعلق بھی دِیَاثَت سے ہے۔

لِسَانُ الْعَرَب میں ہے کہ ''دَیُّوث سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کا دلال ہو اور اپنے گھر والوں پر غیرت نہ کھائے۔ جبکہ تَدْیِیْث سے مراد قِیَادَت ہے۔'' مُحْکَم میں ہے کہ ''دَیُّوث وہ ہوتا ہے جس کے سامنے لوگ اس کی محرم عورتوں کے پاس آتے ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا ثعلب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جس کے گھر والے بدکاری میں مبتلا ہوں اور اسے اس کا علم بھی ہو (لیکن پھر بھی خاموش رہے)۔ یہ اصل میں سریانی زبان کا لفظ ہے اور اب عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔'' (1)

علاَّمہ محمد بن مکرم ابن منظور افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) نے لِسَانُ الْعَرَب میں دوسرا مفہوم یہ بیان کیا کہ دِیَاثَۃٌ، قِیَادَۃٌ کو شامل ہے اور قِیَادَۃٌ سے مراد یہ ہے کہ ''مردوں اور عورتوں کی دلالی کرنا۔'' جبکہ پہلے مفہوم کے اعتبار سے صرف بیوی کی دلالی مراد ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) وغیرہ نے ان دونوں کے درمیان فرق بیان کیا ہے اور میں نے بھی عنوان میں ان کی اتباع کی ہے۔ اَلرَّوْضَۃ کی تَتِمَّہ کے عنوان سے عبارت یہ ہے کہ ''قَوَّاد سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو اپنے گھر والوں کے پاس آنے کے لئے ابھارتا ہے اور پھر ان کو اور اپنے گھر والوں کو (بدکاری کے لئے) تنہائی مہیا کرتا ہے۔'' پھر صاحبِ روضہ نے فرمایا: ''زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ صرف اہلِ خانہ کے ساتھ خاص نہ

......لسان العرب، ج۱، ص۱۳۵۰۔

ہو بلکہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہو جو مردوں اور عورتوں کو حرام کام میں جمع کرتا ہے۔'' پھر خاتمہ کے عنوان سے بیان کیا: ''**دَیُّوث** وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے پاس آنے سے نہیں روکتا۔'' حضرت سیِّدُنا ابراہیم عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی سے منقول ہے کہ ''اس سے مراد وہ شخص ہے جو اس لئے لونڈی خریدتا ہے تا کہ وہ لوگوں کے لئے گانا گائے۔'' اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان اسی طرح فرق کیا جائے جیسے عام اور خاص میں کیا جاتا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام زَرْکَشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں: ''**دِیَاثَت** سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا اپنی بیوی کے ہر (جائز و ناجائز) معاملے کو اچھا سمجھنا اور **قِیَادَت** سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا اجنبی عورت کے ہر معاملے کو اچھا سمجھنا۔''

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر اسم ان دونوں (یعنی دیاثۃ اور قیادۃ) کو شامل ہو تو ان کے مترادف ہونے کی وجہ سے سابقہ احادیثِ مبارکہ ان دونوں کی حرمت پر دلیل ہیں اور اگر اسم دونوں کو شامل نہ ہو تو قیادۃ مروّت کو ختم کرنے والی ہے کیونکہ اس کا عادی مروت کی بنا پر اس کا خیال بہت کم رکھتا ہے اور اس لئے کہ نسب کو محفوظ رکھنا شرعاً مطلوب ہے اور بشری طبیعتیں بھی اس کا تقاضا کرتی ہیں۔ پس ایسا کرنے والا شریعت و طبیعت کا مخالف ہے، نیز اس میں حرام کاری پر مدد بھی پائی جاتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی یہی باتیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ بغیر کسی اختلاف کے کبیرہ گناہ ہے اور اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔'' بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مردوں اور عورتوں کی قید لگانے کی کوئی حاجت نہیں بلکہ یہ مردوں، عورتوں اور اَمْرَدوں (یعنی جنہیں دیکھ کر شہوت آئے ان) کے درمیان بھی انتہائی برا ہے۔''

۵۔ باب الرجعة

کبیرہ نمبر284: رجوع سے قبل حرام جانتے ہوئے طلاقِ رجعی والی عورت سے جماع کرنا

اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں جبکہ یہ ایسے شخص سے صادر ہو جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو، اگرچہ اس میں حد واجب نہیں کیونکہ حد کا واجب نہ ہونا شبہ کی وجہ سے ہے، اور یہ اس لئے کہ حدود کسی فساد کا ازالہ کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور جہاں تک ممکن ہو حد ساقط ہو جاتی ہے اور حد کا ساقط ہونا حرام ہونے کے حکم میں کمی کا تقاضا بھی نہیں کرتا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ مشترکہ لونڈی سے جماع کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔کبیرہ گناہ قرار دینے میں مالک کے شبہ کی طرف نہ دیکھا جائے گا جس میں اس کے لئے حد کا ساقط ہونا پایا جاتا ہے۔

اعتراض: اگر آپ کہیں کہ رجعی طلاق والی عورت سے جماع کے جائز ہونے میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے، تو اس کے باوجود یہ کبیرہ گناہ کیوں ہے؟

جواب: یہ انوکھی بات نہیں کیونکہ جس نبیذ [1] سے نشہ نہیں آتا اس کی حرمت میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔اس کے باوجود ہمارے (یعنی شوافع کے) نزدیک اس کا پینا کبیرہ گناہ ہے۔

[1]......وہ مشروب جس میں کھجوریں ڈالی جائیں جس سے پانی میٹھا ہو جائے مگر اعضاء کو سست کرنے والا اور نشہ آور نہ ہو۔ وگرنہ اس کا پینا حرام ہے۔(الفتاوی الخانیة، ج۱، ص ۹)

۶۔باب الایلاء (ایلاء کا بیان)[1]

کبیرہ نمبر285: بیوی سے ایلاء کرنا

(یعنی شوہر کا چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم اُٹھانا)

میرا اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ اس سے پہلے والا گناہ ہے اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیوی کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اس لئے کہ عورت کا شوہر سے چار ماہ تک دور رہنے کے بعد صبر ختم ہوجاتا ہے۔جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اپنے عظیم باپ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم فرمایا:''کوئی شخص اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ عرصے کے لئے غائب نہ ہو۔''[2]

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت، جلد دوم صَفْحَہ183 پر صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں:''ایلا دو قسم ہے ایک مؤقت یعنی چار مہینے کا، دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو بہرحال اگر عورت سے چار مہینے کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ مجنون ہو اور کفارہ لازم، جبکہ اللّٰہ تَعَالٰی یا اُس کی اُن صفات کی قسم کھائی اور جماع سے پہلے کفارہ دے چکا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں بلکہ پھر کفارہ دے۔اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہوجائے گی مثلاً یہ کہا کہ''اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے۔''اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہوگیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہوگئی۔پھر اگر ایلائے مؤقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یمین (قسم) ساقط ہوگئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُس کا کچھ اثر نہیں۔اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم! تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم! تجھ سے قربت نہ کروں گا تو اِن صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی، پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آ گیا، اگر وقتِ نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق بھی تو جزا واقع ہوجائے گی۔اور اگر چار مہینے گزر لئے اور قربت نہ کی تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی، مگر یمین بدستور باقی ہے۔سہ بارہ (یعنی تیسری مرتبہ) نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا، اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کرسکتا، اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں، یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے، اگر جماع کرے گا کفارہ واجب ہوگا۔اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اُس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہوگا مگر ایلا رہے گا، یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہوجائے گی۔پھر نکاح کیا پھر وہی حکم ہے پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم ہے یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ایلا بدستور باقی رہے گا۔''

[2] ......السنن الکبری للبیھقی، کتاب السیر، باب الامام لا یجمر بالغزّی، الحدیث۱۷۸۵۵، ج۹، ص۵۱۔

اس عظیم نقصان کی وجہ سے شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ ''جب چار ماہ کے بعد بھی مرد عورت سے جماع نہ کرے تو اس پر ایک طلاق واقع کردے۔'' اور ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ قول اس کے منافی نہیں کہ ''مرد پر اپنی بیوی سے ایک دفعہ بھی جماع کرنا واجب نہیں۔''(1) اس میں انہوں نے طبیعت چاہنے کا اعتبار کیا ہے۔ کیونکہ جب تک قسم نہ اٹھائی گئی ہو تو عورت ہمیشہ شوہر کی قربت کی اُمید رکھتی ہے لیکن جب اس کے برعکس اس سے قربت نہ کرنے کی قسم کھا کر اُسے ناامید کردیا جائے تو یہ بات اس کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر عورت کی ایسی کوئی حالت ثابت ہوجائے تو شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے توڑنے اور عظیم نقصان کو دور کرنے کے لئے قاضی کو طلاق دینے کا اختیار دیا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

۷۔ باب الظہار

ظہار کا بیان (2)

کبیرہ نمبر 286:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ عالی ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڭِیْ وَلَدْنَهُمْؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ(۲) (پ۲۸، المجادلۃ:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بری اور نِری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللّٰہ ضرور معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔

---

1 ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صَفْحَہ 95 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ گاہے گاہے (یعنی کبھی کبھی) کرتا رہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچے۔ اور یہ اس کے جُثّہ (یعنی جسم) اور قوت کے اعتبار سے مختلف ہے۔''

2 ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صَفْحَہ 205 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ''ظہار کے یہ معنے ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جُز وِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔''

آیتِ مبارکہ کی مختصر وضاحت

''اَلَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ''میں مِنْکُم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ عربوں کو ظِہَار کو اہم نہ سمجھنے کی عادت بنالینے پر ڈانٹا جائے۔ کیونکہ ظِہَار زمانۂ جاہلیت کی ایسی قسم ہے جو دنیا کی دیگر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اور فرمایا:''مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ''یعنی ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہوتیں اس کے باجود وہ انہیں ان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ظہار کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے:''تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔''یا اس طرح کا کوئی کلمہ کہے۔''اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ اِلَّا الّٰٓیِٴۡ وَلَدۡنَہُمۡ''یعنی ان کی مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے انہیں جنا یا جو ان کے حکم میں ہیں جیسے دودھ پلانے والی۔''وَ اِنَّہُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَ زُوۡرًا''اس سے مراد یہ ہے کہ برا اور جھوٹا قول کہتے ہیں یعنی بہتان اور جھوٹ بکتے ہیں۔ کیونکہ مُنْکَر وہ ہوتا ہے جو شرع میں معروف نہ ہو اور زُوْر سے مراد جھوٹ ہے۔''وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ''یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''کیونکہ اس نے کفارے کو اس برے قول اور جھوٹ سے نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔

اعتراض: ظہار کرنے والے نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی مثل کہا تو اس میں کون سی برائی اور جھوٹ ہے؟

جواب: کسی کا اپنی بیوی کو یہ کہنا دو طرح ہوسکتا ہے یا تو یہ جملہ خبریہ ہوگا یا انشائیہ۔ بہرحال دونوں صورتوں میں حکم ایک ہے یعنی اس کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی اس بات کو درحقیقت حرمت کا سبب خود بنایا ہے حالانکہ شریعت نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ یہ مخالفت اور قباحت کی انتہا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ظِہَار کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جھوٹ قرار دیا ہے اور جھوٹ کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا فرمان بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ''ظہار کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

۸۔ باب اللعان

کبیرہ نمبر287: پاکدامن (مرد یا عورت) پر زنا یا لواطَت کی تہمت لگانا

کبیرہ نمبر288: تہمت سن کر اس پر خاموش رہنا

قرآنِ پاک میں لعان کی مذمَّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿1﴾ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْاۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴿۵﴾ (پ۱۸، النور: ۴،۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

آیات مبارکہ کی مختصر وضاحت

''وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ'' علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ آیتِ مبارکہ میں رَمْیٌ سے مراد زنا کی تہمت لگانا ہے اور یہ لواطت کی تہمت کو بھی شامل ہے۔ جیسے کسی عورت کو یہ کہے: ''اے زانیہ! اے بے حیا! اے چھنال! (یعنی رنڈی اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو زمانۂ جاہلیت میں اپنے طلبگاروں کو کھانس کر اپنی طرف متوجہ کرتی تھی)۔'' یا پھر کسی کے شوہر کو کہے: ''اے فاحشہ کے شوہر!'' یا اس کے بیٹے سے کہے: ''اے رنڈی کے بچے!'' یا اس کی بیٹی سے کہے: ''اے بدکار عورت کی بیٹی!'' پس یہ بات اس کی ماں کے لئے تہمت ہے۔ یا کسی شخص سے کہے: ''اے زانی!'' یا یہ کہے: ''اے وہ شخص جس سے بدفعلی کی گئی!'' بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: یا کسی سے کہے: ''اے لوتھڑے!''

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ کسی پر تہمت لگانے میں ان الفاظ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے ان کو بیان کیا گیا ہے اور جو چیز مشہور ہو وہ صراحت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس بات قابلِ اعتماد ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں۔

سوال: آیتِ مبارکہ میں صرف پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا بیان ہے تو مرد اس حکم کے تحت کیسے داخل ہو گئے؟

جواب: (۱)......اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اَلْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاک دامن نفوس ہیں۔لہٰذا یہ لفظ مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے اور (۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظ اَلْمُحْصِنِیْنَ محذوف ہے کیونکہ مرد و عورت دونوں تہمت لگائے جانے کے حکم میں برابر ہیں اور اس بات پر اجماع ہے۔

محصن ہونے کی شرط:

یہاں اِحْصَان سے مراد آزاد ہونا، مسلمان ہونا، عاقل بالغ ہونا، حد کے موجب زنا نیز اپنی بیوی یا لونڈی سے اس کی دبر میں وطی کرنے سے پاک ہونا مراد ہے۔لہٰذا جو زنا کا مرتکب ہو یا اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے تو اس پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حدِ قذف واجب نہیں، اگرچہ وہ توبہ کرلے اور اس کا حال اچھا ہو جائے کیونکہ جب عزت کی چادر ایک دفعہ تار تار ہو جائے تو پھر اس کے ریشے دوبارہ کبھی نہیں ملتے۔البتہ! اس پر زنا وغیرہ کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔اس کی تفصیل نسب کے باب میں آئے گی۔

اور فرمایا: ''ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ......الایة''اس فرمان باری تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہاں پر حد کا سبب تہمت لگانے والے کے کذب وافتری کو ظاہر کرنا ہے۔لہٰذا جس کی سچائی چار عادل گواہوں سے ثابت ہو جائے اس پر کوئی حد نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی اس کے ثبوت کے لئے فاسق گواہ بھی کافی ہیں اور اگر خود اقرار کرلے تو دو مرد بھی کافی ہیں۔یا پھر کسی نے دعوی کیا کہ فلاں نے زنا کیا ہے۔تو اس سے قسم لی جائے گی کہ اس نے زنا نہیں کیا۔پھر تہمت لگانے والے سے بھی قسم لی جائے گی اس نے قسم اٹھالی تو اس پر حد قذف نہیں۔''

حدِ قذف کی شرائط:

حد اس صورت میں واجب ہوگی کہ تہمت لگانے والا عاقل بالغ ہو، بار بار تہمت لگانے پر بار بار حد نہیں لگائی

جائے گی اگرچہ اس کی صورت مختلف ہو جیسے کوئی کسی سے کہے: ''تو نے فلاں عورت سے زنا کیا۔'' پھر کہے: ''تو نے دوسری عورت سے زنا کیا اور اسی طرح کی کوئی دوسری بات کہے۔'' ہاں! اگر حد لگائی گئی لیکن اس کے بعد اس نے دوبارہ تہمت لگائی تو اب قاضی کی مرضی کے مطابق اسے سزا دی جائے گی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ''بار بار تہمت لگانے سے بار بار حد لگائی جائے گی۔'' کیونکہ یہ آدمی کا حق ہے پس یہ قرض کی طرح ایک دوسرے میں داخل نہ ہوگا۔ جب اِحْصَان کی سابقہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو تعزیر واجب ہوگی لیکن اس کا کبیرہ گناہ ہونا باقی رہے گا جیسا کہ اس کی گزشتہ مثالیں گزر چکی ہیں۔

زنا کی گواہی میں شرط:

(۱)......زنا کے گواہوں میں یہ شرط ہے کہ وہ زانی اور مزنیہ (یعنی جس سے زنا کیا گیا ہو انہیں) حالتِ زنا میں دیکھیں کیونکہ کبھی کوئی ماں بیٹے کو اکٹھا دیکھ کر زنا سمجھ لیتا ہے۔ نیز یوں گواہی دینا مستحب ہے کہ گواہ اس طرح کہے: ''میں نے اس طرح دیکھا کہ مرد کا آلۂ تناسل عورت کی شرمگاہ میں تھا۔'' جبکہ ایک گروہ علما کہتا ہے: یہ کہنا واجب ہے کہ ''ہم نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا جس طرح سُرمہ دانی میں سلائی داخل ہوتی ہے۔'' گواہوں کا صرف اتنا کہنا کافی نہیں کہ اس نے زنا کیا ہے۔ لیکن اگر تہمت لگانے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی اگر وہ کسی کو کہے کہ ''تو نے زنا کیا ہے۔'' تو صرف اتنا کہنے پر ہی اسے حدِ قذف لگا دی جائے گی اور معاملے کی حقیقت جاننے کے لئے چھان بین نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر کسی نے خود زنا کا اقرار کر لیا تو ایک قول یہ ہے کہ ''گواہوں سے جس طرح تفصیل پوچھی جاتی ہے اسی طرح اس سے بھی پوچھنا واجب ہے۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''تفصیل پوچھنا واجب نہیں جیسا کہ تہمت میں ہوتا ہے۔'' البتہ! پہلا قول ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے اور دونوں میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے قذف، زنا سے جدا ہو گیا۔ حدِ قذف چونکہ انسانی حق ہے لہٰذا جھوٹی تہمت سے ڈرانے میں مبالغہ کرتے ہوئے حدِ قذف کو تفصیل پوچھنے پر موقوف نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ اقرارِ زنا میں حدِ زنا تفصیل پوچھنے پر موقوف ہے تا کہ اس برائی کی پردہ پوشی میں مبالغہ کیا جائے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے۔

(۲)......ہمارے (یعنی شوافع) کے نزدیک اکٹھے اور جدا جدا گواہی دینے میں کوئی فرق نہیں اور اکثر علمائے کرام

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک یہی حکم ہے۔ جبکہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه (متوفی ۱۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر گواہ علیحدہ علیحدہ ہوں تو ان کی گواہی لغو ہوگی اور انہیں حد لگائی جائے گی۔''

ہماری (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی) دلیل یہ ہے کہ (۱)......گواہوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے سے تہمت ختم ہو سکتی ہے اور حقیقت کا اظہار بھی واضح طور پر ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح یہ احتمال نہیں رہتا کہ گواہ ایک دوسرے سے سن کر گواہی دے دیں گے۔ (۲)......یہی وجہ ہے کہ جب قاضی کو گواہوں میں شک ہو جائے تو وہ ان کو جدا جدا کر سکتا ہے۔ (۳)......اس وقت بھی ان کو ایک دوسرے سے الگ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ جب وہ سب اکٹھے قاضی یا اس کے نائب کے پاس آئیں تو ایک ایک کر کے ان کے پاس اپنی گواہی قلم بند کروائیں کیونکہ سب کا اکٹھا گواہی دینا مشکل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکْرَم (متوفی ۱۵۰ھ) کی دلیل یہ ہے کہ (۱)......پہلے ایک شخص نے گواہی دی پھر دوسرے نے آ کر گواہی دی تو ان میں سے ہر ایک پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ تہمت کا مرتکب ہو رہا ہے اور گواہی کا نصاب یعنی چار گواہوں کا ہونا نہیں پایا جا رہا۔ لہٰذا آیتِ کریمہ کے حکم کی بنا پر ان سب پر حد لگائی جائے گی اور ان کے شہادت کے لفظ کو ادا کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ مسلمانوں کو تہمت لگانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔

﴿1﴾......ایک شخص کے خلاف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کے سامنے 4 افراد یعنی ابو بکرہ، شبل بن معبد، نافع اور نفیع نے زنا کی گواہی دی۔ لیکن ان میں سے چوتھے شخص نے اس طرح گواہی دی کہ ''میں نے اسے دیکھا کہ یہ اکڑوں بیٹھا ہوا ہے اور عورت کے پاؤں اس کے کندھوں پر ایسے ہیں جیسے گدھے کے کان۔ اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے پیچھے کیا تھا۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے تینوں کو حد لگائی اور یہ نہ پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی چوتھا گواہ بھی ہے؟''[1] اگر اس کے بعد کسی دوسرے کی گواہی قبول کی جاتی تو آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه ان پر حد لگانے میں توقف کرتے۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کا جواب موجود ہے جو کہتے ہیں کہ ''گواہوں پر کوئی حد نہیں اگرچہ نصاب پورا نہ ہو۔''

---

[1]......المغنی لابن قدامة، کتاب الحدود، مسألة ۱۵۶۲، فصل واذالم تکمل شهود الزنی، ج ۱۲، ص ۳۶۷۔

کیونکہ وہ تو گواہی دینے کے لئے آئے تھے اور اس لئے بھی کہ اگر انہیں حد لگائی جائے تو زنا پر گواہی دینے کا دروازہ بند ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک اپنے ساتھی کی طرح گواہی نہیں دے سکتا لہٰذا حد لازم آئے گی اور بیان کردہ اس علّت کہ ''جس حد تک ممکن ہو اس برائی کو چھپانا مقصود ہے۔'' کا جواب بھی موجود ہے۔ لہٰذا زنا میں چار گواہوں کی شرط اسے بقیہ تمام افعال واقوال سے جدا کر دیتی ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان ''فَاجْلِدُوْهُمْ'' میں جسے کوڑے مارنے کا حکم دیا جا رہا ہے، اس سے مراد امام یا اس کا نائب ہے۔ اسی طرح آقا اپنے غلام کو حد لگا سکتا ہے۔ (۱) بعض مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب امام نہ ہو تو کوئی بھی نیک شخص قاذف کو حد لگا سکتا ہے۔'' لیکن ہمارا مذہب اس کے موافق نہیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم ''ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا'' کامل آزادی والے انسان کے متعلق ہے جبکہ غلام کو **40** کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور والد کے علاوہ اگرچہ دادا، پردادا ہی کیوں نہ ہو تو اسے اپنے فروع (یعنی بیٹوں، پوتوں وغیرہ) پر تہمت لگانے پر حد نہیں لگائی جائے گی جیسا کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ آقا اپنے غلام پر تہمت لگائے تو بھی یہی حکم ہے۔

حدود میں سب سے شدید حدِّ زنا پھر حدِّ قذف اور اس کے بعد شراب کی حد ہے۔ یہاں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کفر کی حد کو بیان نہیں فرمایا کیونکہ کلام مسلمانوں کی حدود کے متعلق ہے۔ نیز ڈاکو پر حد نہیں بلکہ قصاص ہے۔ اگرچہ اس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق لازم ہے (۲)۔

---

(۱)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صفحہ 370 پر ہے: ''حد قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اُس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کر سکتا۔''

(۲)......بہارِ شریعت، جلد دوم صفحہ 422 پر ڈاکو کی سزا کے متعلق کچھ وضاحت یہ ہے: ''راہزن (یعنی ڈاکو) جس کے لئے شریعت کی جانب سے سزا مقرّر ہے۔ اس میں چند شرطیں ہیں: (۱) ان میں اتنی طاقت ہو کہ راہ گیر ان کا مقابلہ نہ کر سکیں، اب چاہے ہتھیار کے ساتھ ڈاکہ ڈالا یا لاٹھی لے کر یا پتھر وغیرہ سے (۲) بیرون شہر راہزنی کی ہو (یعنی شہر سے باہر ڈکیتی کی ہو) یا شہر میں رات کے وقت ہتھیار سے ڈاکہ ڈالا (۳) دارُ الاسلام میں ہو (۵) چوری کے سب شرائط پائے جائیں (۵) توبہ کرنے اور مال واپس کرنے سے پہلے بادشاہِ اسلام نے ان کو گرفتار کر لیا ہو۔'' تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت کے اسی مقام کا مطالعہ فرمائیے۔ (علمیه)

زنا کی حد اس لئے شدید ہے کہ یہ نسبوں پر ظلم ہے جو انسانی جان کو عیب دار کر دیتا ہے پھر حدِ قذف اس لئے شدید ہے کہ اس میں ان عظیم عزتوں پر ظلم پایا جاتا ہے جن کا خالص حق العبد ہونے کی بنا پر صاحبِ مروّت لوگ لحاظ رکھتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' میں تہمت لگانے والوں کے لئے انتہائی سخت سزا، ڈانٹ ڈپٹ اور بہت بڑی ناراضی کا اظہار ہے۔ پھر فرمایا: ''اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا''

کیا تہمتِ زنا لگانے والے کی گواہی مقبول ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ جب کوئی قاذف حدِ قذف کے بعد توبہ کر لے تو کیا اس کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں؟ حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) اور دیگر کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''استثنا کا تعلق آخری جملے کے ساتھ خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ تہمت لگانے والوں پر فسق کا حکم ہے۔ پس قاذف فاسق ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گواہی قبول نہ ہونے کا تعلق فسق سے نہیں بلکہ اس پر لگائی جانے والی حد سے ہے۔ لہٰذا جب اسے حدّ قذف لگا دی گئی تو اس کے بعد اس کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے گی۔'' (ہاں! عبادات میں قبول کر لیں گے۔ بہارِ شریعت، حدّ قذف کا بیان، ج ۲، ص ۴۰۱)

حضرت سیِّدُنا امامِ شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اکثر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور تابعینِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں کہ ''استثنا کا تعلق سب کے ساتھ ہے پس جب قاذف صحیح توبہ کر لے تو اس کا فسق زائل ہو جائے گا اور اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔'' البتہ! اَبَدًا سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ قاذف رہے گا یعنی اپنی تہمت پر ڈٹا رہے گا۔ اور توبہ سے چونکہ تہمت کا اثر ختم ہو جائے گا لہٰذا اس پر مرتّب حکم یعنی مَـــرْدُوْدُ الشَّھَادَۃ ہونا بھی ختم ہو جائے گا۔

حضرت سیِّدُنا ابوحیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ''آیتِ مبارکہ کا ظاہر یعنی توبہ سے شرفِ قبولیت پانا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ اس سے تینوں افراد (یعنی قاذف، جس پر حدِ قذف لگ چکی ہو اور عام فاسق) مراد ہوں بلکہ اس کا ظاہری مفہوم وہ ہے جس کی تائید اہلِ عرب کے کلام سے بھی ہوتی ہے کہ جب چند چیزوں کے ذکر کے بعد کسی چیز کو ان کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو اس سے صرف آخری چیز مراد لینا صحیح نہیں بلکہ عربوں کا ایک قاعدہ ہے جیسے حضرت

سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) وغیرہ نے ''**بَابُ الوقف**'' میں ذکر فرمایا ہے یعنی استثنا، وصف اور اس طرح کے دیگر متعلقات کا تعلق نہ صرف ماقبل مذکور تمام اشیاء سے ہوتا ہے بلکہ ان سے مراد بعد میں ذکر ہونے والی اشیاء بھی ہوتی ہیں۔'' کچھ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''اگر یہ درمیانِ کلام میں واقع ہوں تو ان کا تعلق سب سے ہوتا ہے کیونکہ ماقبل کی طرف نسبت کے اعتبار سے یہ مؤخَّر ہوں گے اور مابعد کی طرف نسبت کے اعتبار سے مقدَّم۔'' پس قیاس تو یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں توبہ کرنے والوں سے مراد ماقبل تینوں قسم کے افراد ہوں لیکن اس سے قاذف مراد لینا مشکل ہے کیونکہ جب زنا ثابت نہ کرنے کی وجہ سے اس کے بارے میں یہ حکم پایا گیا کہ اسے کوڑے لگاؤ تو اب توبہ کے ساتھ حد ساقط نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا توبہ کا تعلق بقیہ دونوں قسم کے افراد سے ہوگا یعنی حدِ قذف کی وجہ سے مَرْدُوْدُ الشَّھَادَۃ ٹھہرایا جانے والا اور فاسق۔''

اسی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گزشتہ واقعہ میں ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیا اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔'' چونکہ شبل اور نافع نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے دیا تھا لہٰذا آپ ان کی گواہی قبول فرمایا کرتے تھے۔

اسی بنا پر حضرت سیِّدُ نا ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی حمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں: ''توبہ کا تعلق قاذف سے بھی ہے پس جب وہ توبہ کرلے تو اس سے حد ساقط ہوجائے گی۔''

تنبیہ:

جس نے حاکم کے سامنے کسی پر تہمت لگائی تو حاکم پر لازم ہے کہ وہ مقذوف (یعنی جس پر تہمت لگائی گئی اس) کو اس بارے میں آگاہ کرے تاکہ اگر وہ چاہے تو حد کا مطالبہ کرسکے۔ جیسا کہ اگر حاکم کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ فلاں کا فلاں پر قرض ہے لیکن وہ جانتا نہیں تو حاکم پر لازم ہے کہ اسے اس بات سے آگاہ کرے۔ البتہ! جب کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے تو امام اور اس کے نائب کے لئے ضروری نہیں کہ وہ حقیقت جاننے کے لئے اس شخص کو بلائیں۔

اللہ ربُّ العزَّت ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَىٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ (پ۱۸، النور:۲۳تا۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے۔

آیات مبارکہ کی مختصر وضاحت

''اَلْغٰفِلٰتِ'' سے مراد ایسی عورتیں ہیں جن سے کوئی فحش کام سرزد نہیں ہوتا۔ پس یہ لفظ ان عورتوں کی عفت و طہارت کی زیادتی بیان کرنے کے لئے بطورِ کنایہ ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ آیاتِ مبارکہ خاص طور پر ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان میں نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم عام ہے۔

﴿2﴾ ......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: مجھ پر تہمت لگائی گئی حالانکہ میں بے خبر تھی اور مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ ایک دن حضور نبی پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر وحی نازل ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں خوشخبری ہو۔'' اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ [1]

ایک قول یہ ہے کہ ''یہ حکم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ خاص ہے۔'' جبکہ ایک قول یہ ہے کہ ''یہ تمام اُمَّہات المؤمنین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِنَّ اَجْمَعِیْن کے ساتھ خاص ہے۔'' کیونکہ تہمت لگانے والے کی توبہ کا ذکر پہلی آیتِ مقدسہ میں ہوا ہے، نہ کہ اس آیتِ مبارکہ میں۔ لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ'' کی وجہ سے اس میں کوئی توبہ نہیں اور یہ حکم نہ صرف منافقین کے لئے ہے بلکہ کافروں کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَلْعُوْنِیْنَ ۚۛ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا (پ۲۲، الاحزاب:۶۱) ترجمۂ کنزالایمان: پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں۔

اسی طرح زبان اور دیگر اعضاء کی گواہی بھی منافقین اور کفار کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ

[1] ......المسند للامام احمد حنبل، مسند السیدة عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنھا، الحدیث۲۴۷۷۴، ج۹، ص۴۰۲۔

عالیشان ہے:

وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ(۱۹) حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۲۰) (پ۲۴،حم السجدۃ:۱۹،۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ پچھلے آملیں یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

جو کہتے ہیں کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کا حکم عام ہے، وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ تمام سزا ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، دیگر امہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ اور دوسری عورتوں کو تہمت لگانے والے کے لئے ہو مگر یہ سزا عدمِ توبہ کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ پختہ اصولوں سے یہ بات معلوم ہے کہ گناہ چاہے کفر ہو یا فسق، توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔[1]

''یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ'' یہ ان کے مونہوں پر مہر لگانے سے پہلے ہوگا جو کہ سورۂ یٰسین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں مذکور ہے کہ،

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ (پ۲۳، یٰس:۶۵) ترجمۂ کنزالایمان: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کردیں گے۔

مروی ہے کہ ''ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی تو ان کے ہاتھ اور پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''بعض کی زبانیں بعض کے خلاف گواہی دیں گی۔''[2]

''دِیْنَهُمُ الْحَقَّ'' کا معنی یہ ہے کہ ان کی واجب جزا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا برابر حساب۔ ''وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا واجب الوجود ہے جو زوال و انتقال قبول کرتا ہے نہ ابتدا و انتہا۔ نیز اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت جائز نہیں۔ ''الْمُبِیْنُ'' سے مراد یہ ہے کہ جو اُن کی دنیا میں حالت تھی اور اب قیامت کے دن جو

---

[1] ......مفسِّرِ شہیر، صدرُ الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی (متوفی ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں: ''اور ایسے لوگ جو زنا کی تہمت میں سزا یاب ہوں اور ان پر حد جاری ہو چکی ہو، مَرْدُوْدُ الشَّهَادَة ہو جاتے ہیں، کبھی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔'' (خزائن العرفان، سورۃ النور، تحت الآیۃ:۴) اور بہارِ شریعت، جلد دوم صَفْحہ 104 پر ہے: ''جس شخص پر حدِّ قذف قائم کی گئی اوس کی گواہی کسی معاملہ میں مقبول نہیں۔ ہاں! عبادات میں قبول کرلیں گے۔''

[2] ......تفسیر البغوی، النور، تحت الآیۃ ۲۴، ج۳، ص۲۸۴۔

اس پر ثواب وعذاب مرتب ہوگا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کوواضح کرنے والا اوراس حالت کوظاہر فرمانے والا ہے۔آئندہ بیان ہونے والے کبیرہ گناہ کے ضمن میں جواحادیثِ مبارکہ آئیں گی وہ اس کبیرہ گناہ کوبھی شامل ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں تہمت لگانے کی مذمّت:

﴿3﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے اپنے غلام پرزنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حدلگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوجیسا اس نے کہا۔''[1]

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس مرد یا عورت نے اپنی لونڈی کو''اے زانیہ'' کہا جبکہ اس کے زنا سے آگاہ نہ ہوتو قیامت کے دن وہ لونڈی انہیں کوڑے لگائے گی، کیونکہ دنیا میں ان کے لئے کوئی حد نہیں۔''[2]

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے اپنے غلام پرزنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حدلگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوجیسا اس نے کہا۔''[3]

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشادفرماتے ہیں: اپنے غلاموں کو''اے مخنث! یا اے زانی'' کہنا اور چھوٹوں کو''اے زانی کے بیٹے! یا اے زنا کی اولاد!'' کہنا لوگوں میں عام ہو چکا ہے اور یہ تمام کبیرہ گناہ ہیں اور دنیا و آخرت میں سزا کا موجب ہیں۔

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۱۰ھ) نے اپنی تفسیر میں ضعیف سند کے ساتھ اور حضرت سیِّدُنا امام ابن حبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَنَّان (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی صحیح میں یہ روایت بیان فرمائی کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمرو بن حزم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کو ایک مکتوب دے کر اہلِ یمن کی طرف بھیجا جس میں فرائض اور دیتوں کے احکام تھے۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا:''بے شک بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی، الحدیث:۱۶۶۰، ج۹۲۹۔

[2] ......المستدرک، کتاب الحدود، باب ذکر حد القذف، الحدیث۸۱۷۴، ج۵، ص۵۲۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی، الحدیث:۱۶۶۰، ص۹۲۹۔

(۲) مومن کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگ جانا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)، حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم بغوی (متوفی ۳۱۷ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم اَجْمَعِیْن نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں تصریح ہے کہ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ، طبرانی شریف میں ہے: ''صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے ایک گروہ نے دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں پاک دامن عورت پر تہمت لگانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی بات کو ثابت رکھا۔''

﴿7﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) جنگ کے دن بھاگ جانا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) ہجرت کے بعد دیہاتی بننا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عبید بن عمیر لیثی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''9 ہیں اور ان میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ سے بھاگ جانا (۴) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵) جادو کرنا (۶) یتیم کا مال کھانا اور (۷) سود کھانا۔'' (۳)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ چیزیں کون سی ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۱۔

(۲)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب الکبائر، الحدیث ۳۸۲، ج۱، ص۲۹۱۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

شریک ٹھہرانا(۲)جادوکرنا(۳)کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے قتل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام ٹھہرایا ہو(۴)سود کھانا(۵)یتیم کا مال کھانا(۶)جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور(۷)پاک دامن سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ [1]

﴿10﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے:(۱)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲)کسی مومن کو ناحق قتل کرنا(۳)جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگ جانا(۴)والدین کی نافرمانی کرنا(۵)پاک دامن عورت پر تہمت لگانا اور(۶)جادو سیکھنا۔'' [2]

تنبیہ:

قذف کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے،اس پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے جیسا کہ آپ گزشتہ آیاتِ مقدسہ کی وضاحت میں جان چکے ہیں کہ پہلا گناہ تو صراحتاً کبیرہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں نص ہے کہ یہ فسق ہے۔جبکہ دوسرا گناہ ضمناً کبیرہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس پر نص وارد ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسا کرنے والے پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائے گا اور یہ سب سے بری اور شدید وعید ہے۔

تہمت سن کر اس پر خاموش رہنے کو بھی کبیرہ شمار کیا گیا ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور اس بات پر اسے قیاس کیا ہے کہ جس طرح غیبت سن کر اس پر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح تہمت سن کر اس کی تردید کرنے کے بجائے خاموش رہنا بدرجۂ اولیٰ کبیرہ گناہ ہے۔اس کے بارے میں مفصل بحث گزر چکی ہے۔

میں نے عنوان میں تہمت کو زنا اور لواطت سے مقید کیا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے اپنی شرح جَمْعُ الْجَوَامِع میں ذکر کیا ہے۔لیکن ظاہر یہی ہے کہ کبیرہ ہونے کے لئے یہ شرط نہیں بلکہ یہ قید صرف اس کے مزید قبیح اور فحش ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اسی وجہ سے ہمارے اصحاب(یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام)میں سے حضرت سیِّدُنا علامہ شریح رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ارشاد فرماتے ہیں:''جھوٹی تہمت لگانا کبیرہ گناہ

[1] ......صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب الکبائر واکبرھا،الحدیث۲۶۲،ص۶۹۳۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ،باب کتب النبی،الحدیث:۶۵۲۵،ج۸،ص۱۸۱۔

ہے۔‘‘اورانہوں نے اسے زنا یا لواطت کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ وہ اور دوسرے کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ’’پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا کبیرہ ہے۔‘‘ جبکہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ’’پاک دامن مرد پر تہمت لگانا کبیرہ ہے۔‘‘ اور تمام اقوال صحیح ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ ’’اس میں مرد یا عورت ہونے میں کوئی فرق نہیں۔‘‘

’’**قواعدِ ابنِ عبد السلام**‘‘ میں ہے کہ ’’ظاہر مذہب یہ ہے کہ جس نے کسی پاک دامن پر تنہائی میں تہمت لگائی کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور محافظ فرشتوں کے علاوہ کسی نے نہ سنا تو فساد کا سبب نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایسا کبیرہ نہیں کہ حد کا موجب ہو اور اُسے آخرت میں مقذوف کے سامنے یا لوگوں کے جھرمٹ میں کسی تہمت لگانے والے کی طرح سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس کا انجام ان جھوٹوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے کسی پر بہتان نہ باندھا ہوگا۔‘‘

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’حضرت سیِّدُنا ابن عبد السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام کے مذکورہ فرمان کا احتمال اس وقت ہے جبکہ وہ اپنی تہمت میں سچا ہو لیکن اگر وہ جھوٹا ہو تو یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ اس نے فسق و فجور کر کے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے۔‘‘ مزید فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ عبد السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام کے کلام سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر وہ خلوت میں لگائی ہوئی اپنی تہمت میں سچا ہو تو اس کی اس سچائی کی وجہ سے اسے کوئی سزا نہیں ہوگی، ان کی یہ بات بعید از عقل ہے۔ اس کے بعد خود ہی اعتراض کیا کہ ’’اگر مقذوف کو خود پر لوگوں کے سامنے لگائی گئی تہمت معلوم نہ ہو تو پھر بھی اذیت کے مفاسد نہ پائے جانے کے باوجود قاذف پر حد نافذ ہوتی ہے؟‘‘ پھر خود ہی اس کا جواب دیا: ’’اگر لوگوں کے سامنے لگائی گئی تہمت کے بارے میں مقذوف جان لے تو وہ اس کے لئے خلوت میں لگائی گئی تہمت سے زیادہ اذیت ناک ہوگی۔‘‘ پھر ارشاد فرمایا: ’’وہ تہمت جو کسی پر خلوت میں لگائی گئی ہو وہ دل میں ہی رہے یا پھر زبان پر آ جائے، اس میں کوئی فرق نہیں۔‘‘ جس کو قابلِ معافی شمار کیا گیا ہے وہ دل میں پیدا ہونے والا گمان ہے، نہ کہ زبان سے کہی ہوئی بات۔ میں نے آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ نابالغ بچے یا غلام پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۴۰۳ھ) کا کلام دیکھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ’’پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، اگر ماں، بیٹی یا باپ کی کسی دوسری بیوی پر تہمت لگائے تو زیادہ فحش

ہے۔البتہ! کسی نابالغ بچی،لونڈی اور بے حیا آزادعورت پرتہمت لگاناصغیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُ ناعلامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:''حضرت سیِّدُ ناحلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۴۰۳ھ) کے اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ نابالغ بچی پرتہمت لگانا اس وقت صغیرہ ہے جبکہ تہمت لگانے والے کو قطعی طور پر جھٹلاناممکن ہو یعنی وہ اس قدر کم سن ہو کہ اس سے جماع نہ ہوسکتا ہو۔جبکہ لونڈی پرتہمت لگانے کو مطلقاً صغیرہ قرار دینے میں علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے توقف فرمایا ہے۔خصوصاً وہ لونڈیاں جواُمِّ ولد ہوں کیونکہ اس میں ان کی،ان کے آقاؤں،اولاد اوران کے بقیہ خاندان والوں کی اذیّت پائی جاتی ہے۔خاص طور پر اس صورت میں کہ جب لونڈی کا مالک اس (لونڈی کے بچے) کے اصول میں سے ہو۔''

درحقیقت حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ ناعلامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کوشبہ میں ڈالا جب انہوں نے حضرت سیِّدُ ناحلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی (متوفی ۴۰۳ھ) کے متعلق فرمایا کہ ''ان کا صرف پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانے کو کبیرہ کہنا تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ مردوں پرتہمت لگانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔اگرچہ حدیثِ پاک میں صرف پاک دامن عورتوں کا ذکر ہے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیگر عورتوں پر بھی تہمت لگانے سے منع فرمایا کیونکہ اس تفریق کا قائل کوئی بھی نہیں۔یہ اسی طرح ہے جیسے لونڈیوں کے بیان میں غلاموں کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔'' چنانچہ،حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی قیامت کے دن اسے حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔'' (1)

بہت سے جاہل ایسی بری گفتگو میں مبتلا ہیں جو دنیاوآخرت میں سزا کا موجب بن سکتی ہے۔چنانچہ،

زبان کی حفاظت کا حکم:

﴿11﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''بے شک بندہ ایک بات کہتا ہے جس میں غوروفکر نہیں کرتا تو اس کی وجہ سے جہنم میں مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ سے زیادہ

(1)......صحیح مسلم،کتاب الأیمان،باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی،الحدیث:۱۶۶۰،ص۹۲۹۔

دُور جا گرتا ہے۔'' (۱)

《12》......حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مدد گار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا گفتگو کی وجہ سے بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں تجھ پر روئے! (یہ بات بطورِ شفقت فرمائی) لوگوں کو ان کی بے فائدہ وفضول گفتگو ہی چہروں یا ناک کے بل جہنم میں گرائے گی۔'' (۲)

《13》......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے آسان اور بدن پر ہلکی عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (سن لو!) وہ خاموشی اور حسن اخلاق ہے۔'' (۳)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ (پ۲۶، ق:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

《14》......حضرت سیِّدُ نا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! نجات کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تجھے چاہئے کہ اپنی زبان کو روکے رکھ، تجھے تیرا گھر کافی ہو اور اپنی خطا پر آنسو بہا۔'' (۴)

《15》......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو نہ کیا کرو کیونکہ ذکرِ الٰہی کے علاوہ زیادہ کلام کرنا دل کی سختی کا باعث ہے اور بلاشبہ سخت دل انسان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے سب سے زیادہ دُور ہے۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث:۶۴۷۷، ص۵۴۴۔
صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، الحدیث:۷۴۸۲، ص۱۱۹۵۔
(۲)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، الحدیث:۲۶۱۶، ص۱۹۱۵۔
(۳)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب حفظ اللسان وفضل الصمت، الحدیث:۲، ج۷، ص۴۷۔
(۴)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث:۲۴۰۶، ص۱۸۹۳، "امسک" بدلہ "املک"۔
(۵)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب منه النھی عن کثرة الکلام اِلا بذکر اللہ، الحدیث:۲۴۱۱، ص۱۸۹۴۔

﴿16﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن کسی مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فحش اور گھٹیا باتیں کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ (1)

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر289: مسلمان کو گالی دینا اور اس کی بے عزتی کرنا

کبیرہ نمبر290: والدین کو برا بھلا کہنا اگرچہ گالیاں نہ دے

کبیرہ نمبر291: کسی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے لعن طعن کرنا

مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

(پ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔'' (2)

﴿2﴾......حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''آپس میں گالم گلوچ کرنے والے دو آدمی جو کچھ کہیں تو وہ (یعنی اس کا وبال) ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے۔'' (3)

﴿3﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان کو گالی دینا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی طرح ہے۔'' (4)

---

(1)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، الحدیث: ۲۰۰۲، ص۱۸۵۲۔

(2)......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خَوفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ یَّحْبَطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ، الحدیث: ۴۸، ص۶۔

(3)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب النهی عن السباب، الحدیث: ۶۵۹۱، ص۱۱۳۰۔

(4)......الترغیب والترهیب، کتاب الأدب، باب الترهیب من السباب......الخ، الحدیث: ۴۳۶۴، ج۳، ص۳۷۷۔

﴿4﴾……حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”میں نے عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ایک شخص مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے کم طاقت والا ہے تو کیا اس سے بدلہ لینے میں مجھ سے مواخذہ ہوگا؟“ تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں، دونوں ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں۔“ (1)

﴿5﴾……حضرت سیِّدُ نا جابر بن سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ایسی ہستی دیکھی جن کی رائے پر لوگ عمل کرتے، وہ جو کہتے وہی کرتے۔ میں نے دریافت کیا: ”یہ کون ہیں؟“ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بتایا: ”یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔“ تو میں نے عرض کی: ”عَلَیْکَ السَّلَامُ، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !“ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”عَلَیْکَ السَّلَامُ نہ کہو کیونکہ یہ مُردوں یا میت کا سلام ہے بلکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہو۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا: ”آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں؟“ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں کہ جب تم کسی مصیبت سے دوچار ہوکر اس سے دعا کرو تو وہ تم سے مصیبت ٹال دے، جب قحط سالی کا شکار ہوکر اسے پکارو تو وہ تمہارے لئے سبزہ اُگا دے، جب بے آب و گیاہ جنگل (یعنی بنجر اور چٹیل زمین) میں اپنی سواری کے گم ہو جانے پر اس کی بارگاہ میں التجا کرو تو وہ اسے تمہارے پاس واپس لوٹا دے۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، پھر میں نے عرض کی: ”مجھ سے عہد لیں۔“ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”(۱)……کسی کو گالی مت دو۔“

(راوی فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد میں نے نہ کبھی کسی آزاد انسان کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ اور بکری کو گالی دی، پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ”(۲)……کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو (۳)……اپنے بھائی سے اس انداز میں گفتگو کرو کہ تمہارا چہرہ کھلا ہوا ہو، بے شک یہ بھی نیکی ہے (۴)……اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا رکھو اور اگر اتنا نہ کرو تو (کم از کم) ٹخنوں تک اونچا کرلو اور تہبند لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر (یعنی خود کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنے) کی علامت ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تکبر کو پسند نہیں فرماتا اور (۵)……جو تمہیں گالی دے یا کسی ایسے عیب پر عار (یعنی شرمندگی)

1……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر و الاباحۃ، باب مایکرہ من الکلام۔۔الخ، الحدیث:۵۶۹۴، ج۷، ص۴۹۲۔

دلائے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ تم میں پایا جاتا ہے تو تم اسے اس خامی پر شرمسار نہ کرو جس کے متعلق تم جانتے ہو کہ اس میں ہے، اور اسے چھوڑ دو، بے شک اس کا وبال اسی پر ہے۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا: ''جو تمہیں اس عیب پر عار دلائے جس کے تمہارے اندر پائے جانے کو وہ جانتا ہو تو تم اسے اس خامی پر شرمندہ نہ کرو جو تم اس میں جانتے ہو بلکہ اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کا وبال اس پر اور اجر تمہارے لئے ہے، پس ہرگز کسی کو گالی نہ دو۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے کسی جانور یا انسان کو گالی نہ دی۔'' (۲)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ اِس کی ماں کو گالی دے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ثابت بن ضحاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی قیامت کے دن اسے اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا، انسان پر اس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی مثل ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا سلمہ بن اَکوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب ہم کسی شخص کو اپنے بھائی پر لعنت بھیجتے ہوئے دیکھتے تو خیال کرتے کہ یہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آ گیا ہے۔'' (۵)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، الحدیث: ۴۰۸۴، ص ۱۵۲۱۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث: ۵۱۱، ج ۱، ص ۳۶۴۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لایسب الرجل والدیه، الحدیث: ۵۹۷۳، ص ۵۰۶۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم......الخ، الحدیث: ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ص ۶۹۶۔

(۵)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۶۷۴، ج ۵، ص ۸۸۔

﴿10﴾……سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک بندہ جب کسی چیز پرلعن طعن کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے لیکن آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دائیں بائیں جاتی ہے، اگر کوئی جگہ نہ پائے تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پر بھیجی گئی ہو، اگر وہ اس کا اہل ہو (تو ٹھیک) ورنہ بھیجنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔'' (۱)

﴿11﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: بے شک جس کی طرف لعنت بھیجی جائے اگر وہ اس پر واقع ہونے کا کوئی راستہ یا جگہ پائے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا لیکن میں نے وہاں اترنے کا کوئی راستہ نہ پایا۔ تو اسے کہا جاتا ہے: جہاں سے آئی ہے وہیں لوٹ جا۔ (۲)

﴿12﴾……نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے غضب اور جہنم کی لعنت نہ بھیجو۔'' (۳)

﴿13﴾……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''لعن طعن کرنے والے بروزِ قیامت شفیع اور گواہ نہ بنیں گے۔'' (۴)

﴿14﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مومن لعنت بھیجنے والا نہیں ہوتا۔'' (۵)

﴿15﴾……ایک روایت میں ہے کہ ''مومن لعن طعن کرنے والا اور فحش و گھٹیا کلام کرنے والا نہیں ہوتا۔'' (۶)

---

(۱)……سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی اللعن، الحدیث۴۹۰۵، ص۱۵۸۳۔
(۲)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث۳۸۷۶،۴۰۳۶، ج۲، ص۷۷،۱۱۱۔
(۳)……جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، الحدیث۱۹۷۶، ص۱۸۵۰۔
(۴)……صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأدب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، الحدیث۶۶۱۰، ص۱۱۳۱۔
(۵)……جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعن والطعن، الحدیث۲۰۱۹، ص۱۸۵۴۔
(۶)……جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، الحدیث۱۹۷۷، ص۱۸۵۰۔

﴿16﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب سے گزرے جبکہ وہ اپنے کسی غلام کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''لعنت کرنے والا بھی ہو اور صدیق بھی، ربِّ کعبہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' پس امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی دن اپنے غلام کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔'' (۱)

﴿17﴾......مسلم شریف میں ہے کہ ''صدیق کو لعن طعن نہیں کرنی چاہئے۔'' (۲)

﴿18﴾......حاکم کی روایت میں یوں ہے: ''دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں کہ تم لعنت کرنے والے بھی ہوں اور صدیق بھی۔'' (۳)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُ نا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت بھی اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ (اچانک) اونٹنی مضطرب ہو گئی تو اس نے اسے برا بھلا کہا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''اس پر سے سامان اُتار لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ (یعنی لعنت والی) ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''گویا میں اس اونٹنی کو لوگوں کے درمیان چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں لیکن کوئی اس پر سامان نہیں رکھتا۔'' (۴)

﴿20﴾......حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہم سفر تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعن طعن کی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے پیچھے نہ چل۔'' یا فرمایا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر نہ چل۔'' (۵)

---

(۱)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الحدیث ۵۱۵۴، ج۴، ص۲۹۴۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا، الحدیث ۶۶۰۸، ص۱۱۳۱۔

(۳)......المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب لایجتمع ان تکونو لعانین صدیقین، الحدیث ۱۵۵، ج۱، ص۲۱۵۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا، الحدیث ۶۶۰۴، ص۱۱۳۱۔

(۵)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث ۳۶۱۱، ج۳، ص۲۷۷، دون قولہ ''لا تتبعنا''۔

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں دورانِ سفر ایک شخص نے اپنی اونٹنی کو لعنت کی۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اس کا مالک کہاں ہے؟'' اس شخص نے عرض کی: ''میں ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دے، کیونکہ تیری لعنت واقع ہو چکی ہے۔'' (۱)

مرغ کو گالی دینا منع ہے:

﴿22﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت بیان ہے: ''مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۲)

﴿23﴾......ایک روایت میں ہے: ''مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔'' (۳)

﴿24﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک مرغ نے اذان دی۔ ایک شخص نے اسے گالی دی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مرغ کو گالی دینے سے منع فرمایا۔ (۴)

﴿25﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مرغ کو نہ تو لعن طعن کرو اور نہ ہی گالی دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۵)

﴿26﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب ایک مرغ نے اذان دی تو ایک شخص نے کہا: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس پر لعنت بھیج۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ہرگز نہ کہو، یہ تو نماز کے لئے بلاتا ہے۔'' (۶)

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث:۹۵۲۷، ج۳، ص۴۱۷۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث زید بن خالد الجھنی، الحدیث:۲۱۷۳، ج۸، ص۱۵۹۔

......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الدیک والبھائم، الحدیث:۵۱۰۱، ص۱۵۹۶۔

......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند عبداللّٰہ بن مسعود، الحدیث:۱۷۶۳، ج۵، ص۱۶۸۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۹۷۹۶، ج۱۰، ص۱۶۔

......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من السباب......الخ، الحدیث:۴۲۸۳، ج۳، ص۳۸۱۔

پِسُّو نے نماز کے لئے جگایا:

﴾27﴿......ایک شخص کو پسو (خون چوسنے والا زہریلا کیڑا) نے کاٹا۔ اس نے اس پر لعنت کی تو حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے لعنت نہ کرو کیونکہ اس نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو نماز کے لئے بیدار کیا تھا۔'' (۱)

﴾28﴿......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے گالی نہ دو کیونکہ اس نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو صبح کی نماز کے لئے بیدار کیا تھا۔'' (۲)

سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور پسو:

﴾29﴿......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا تو ہمیں پسوؤں نے بہت تکلیف دی۔ ہم انہیں برا بھلا کہنے لگے تو حضور نبیٔ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انہیں برا بھلا نہ کہو، یہ جانور کتنے اچھے ہیں کہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے لئے بیدار کرتے ہیں۔'' (۳)

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت:

﴾30﴿......صحیح روایت میں ہے: ایک شخص نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہوا کو برا بھلا کہا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہوا کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز کو لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی۔ (۴)

تنبیہ:

ان تینوں گناہوں کو مذکورہ صحیح اور صریح احادیثِ مبارکہ کی بنا پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان احادیثِ

---

(۱)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۲۹۵۵، ج۳، ص۹۵۔

(۲)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۵۱۷۸، ۵۱۷۹، ج۴، ص۳۰۰، ۳۰۱۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۳۱۸، ج۶، ص۴۳۶۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة، الحدیث: ۱۹۷۸، ص۱۸۵۰۔

مبارکہ میں درج ذیل احکام مذکور ہیں: (۱)......مسلمان کو گالی دینا فسق ہے جو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور ایسا کرنے والا شیطان ہے (۲)......والدین پر لعنت بھیجنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اسی لئے میں نے اس کا علیحدہ ذکر کیا اگرچہ یہ مسلمان کو گالی دینے یا لعنت کرنے میں داخل ہے (۳)......مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کی مثل ہے (۴)......جس نے اپنے بھائی پر لعنت بھیجی وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آ گیا (۵)......ناحق لعنت، بھیجنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے اور (۶)......دوسروں کو لعن طعن کرنے والا بروزِ قیامت شفیع ہوگا، نہ گواہ اور نہ ہی صدیق۔ بیان کردہ تمام احکام انتہائی شدید وعیدیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تینوں کبیرہ گناہ ہیں۔ پہلے گناہ کے کبیرہ ہونے کے بارے میں ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ نے تصریح کی ہے لیکن اکثر کے نزدیک قابلِ اعتماد بات اس کا کبیرہ نہ ہونا ہے اور انہوں نے اس حدیثِ پاک کہ ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔''[1] کو اس پر محمول کیا ہے کہ ''جب یہ فعل اس سے بار بار صادر ہو اس اعتبار سے کہ اس کی نیکیوں پر غالب آ جائے۔''

شرح مسلم کے قول سے یہی ظاہر ہوتا ہے: مسلمان کو لعنت کرنا قتل کی مثل گناہ ہے۔[2] جانوروں کو لعنت کرنے کی مذمت پر مذکور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو لعنت کرنا حرام ہے اور ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے یہی وضاحت کی۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ''یہ صغیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں بہت بڑا فساد نہیں پایا جاتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اونٹنی کو لعن طعن کرنے والے کو سزا کے طور پر اونٹنی چھوڑنے کا حکم دیا اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ خاص طور پر دوسری حدیث میں اونٹنی چھوڑنے کے حکم کی علت بیان کی گئی کہ ''تیری اپنی سواری پر لعنت کی دعا قبول ہوگئی۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب ''رِیَاضُ الصَّالِحِیْن'' میں یہ 2 احادیثِ مبارکہ نقل فرمائیں: ''(۱)......اس سے سامان اُتار لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ ہے اور (۲)......ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی پر سفر نہ کرو جس پر لعنت کی گئی ہے۔'' اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اس کے معنی میں اشکال سمجھا گیا ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ اس سے مراد تو صرف آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اس اونٹنی پر سفر

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ یَّحْبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ لَا یَشْعُرُ، الحدیث۴۸، ص۶۔

[2] ......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والآداب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، ج۱۶، ص۱۴۹۔

کرنے سے منع کرنا ہے اور اسے بیچنے، ذبح کرنے اور سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت کے علاوہ اس پر سوار ہونے میں کوئی ممانعت نہیں، بلکہ یہ اور اس طرح کے دیگر تمام تصرفات جائز ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں اس پر سوار ہونے کے علاوہ کسی میں ممانعت نہیں کیونکہ یہ تمام تصرفات جائز ہیں، جن میں سے چند ایک سے منع کر دیا گیا اور بقیہ میں جواز کا حکم پہلے کی طرح باقی ہے۔'' (1)

خاص جانور اور معیَّن ذمی کو لعنت کرنے کا حکم:

میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو اس بات کی صراحت کرتے دیکھا کہ کسی خاص جانور اور معیَّن ذمی کو لعن طعن کرنا کبیرہ گناہ ہے اور انہوں نے یہ قید لگائی کہ مسلمان کو برا بھلا کہنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ کوئی شرعی عذر نہ پایا جائے۔ حالانکہ جس بات کا ذکر انہوں نے کیا اور جو قید لگائی، دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔ پہلی بات تو اس وجہ سے محلِ نظر ہے کیونکہ میری گزشتہ ساری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جانور کو لعنت کرنا صغیرہ گناہ ہے۔ البتہ! کسی خاص ذمی کو لعنت کرنے میں کبیرہ ہونے کا احتمال ہے کیونکہ ایذا کی حرمت میں ذمی بھی مسلمان کی مثل ہے اور مسلمان پر لعنت کے کبیرہ ہونے کو عذر شرعی نہ پائے جانے کے ساتھ مقید کرنا اس وجہ سے صحیح نہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسا شرعی عذر نہیں جو مسلمان کی لعنت کو بالکل جائز قرار دے دے۔ نیز لعنت کی حرمت کا محل اگر کوئی خاص فرد ہو تو اسے بھی لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ یزید بن معاویہ کی طرح فاسق یا ذمی ہو، خواہ زندہ ہو یا مردہ۔ نیز کفر پر اس کے خاتمے کا یقینی علم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کفر پر مرا ہو یا اسے اسلام پر موت آئی ہو۔ مگر جن کے کفر پر خاتمے کا یقینی علم ہو جیسے فرعون، ابوجہل اور ابولہب وغیرہ تو ان پر لعنت بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔

یزید پر لعنت کا حکم:

بعض لوگوں نے یزید پر لعنت کی ہے تو اس کے مسلمان ہونے کے قول کی بنا پر یہ اُن کی ناعاقبت اندیشی ہے۔ اور ایک گروہ نے اس کے کافر ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر اس پر دلالت کرنے والا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس کا حضرت سیِّدُنا

(1) ......ریاض الصالحین للنووی، کتاب الاموروالمنھی عنھا، باب تحریم لعن انسان بعینه أو دابة، تحت الحدیث ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ص ۴۱۴۔

امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کا حکم دینا بھی ثابت نہیں۔اسی وجہ سے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اس پر لعنت کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا اگرچہ وہ فاسق، بہت نشہ کرنے والا اور کبیرہ گناہوں بلکہ فواحش میں حد درجہ مبتلا تھا[1]۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے صحیحین کی ان احادیثِ مبارکہ سے معیَّن نافرمان پر لعنت کے جواز کی دلیل دی ہے کہ،

﴿31﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے لیکن وہ نہ آئے اور مرد اس سے ناراضی میں رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[2]

﴿32﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جب عورت اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[3]

حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا ان احادیثِ مبارکہ سے دلیل پکڑنا محلِ نظر ہے۔اسی وجہ سے ان کے بیٹے حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: میں نے اس بارے میں ان سے بحث کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ فرشتوں کی لعنت صرف اسی عورت کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ عام ہو جیسے وہ یہ کہتے ہوں:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس عورت پر لعنت بھیجے جو اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارتی ہے۔''

---

[1] ......یزید بدبخت عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہٗ پر لعنت کرنے اور اسے کافر کہنے میں اختلاف ہے۔اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:''یزید پلید کے بارے میں ائمۂ اہلِ سنت کے تین قول ہیں: (۱)......امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو (اس قول کے مطابق) ہرگز بخشش نہ ہوگی اور (۲)......امام غزالی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی) وغیرہ مسلمان، تو (اس کے مطابق) اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہوگی (۳)......ہمارے امام (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ) سکوت فرماتے ہیں کہ نہ ہم مسلمان کہیں نہ کافر۔لہٰذا ہم بھی سکوت کریں گے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۸۲)

[2] ......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، الحدیث: ۳۵۴۰، ص۹۱۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، الحدیث: ۳۵۳۸، ص۹۱۹۔

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے لئے اس حدیثِ پاک سے استدلال کیا جائے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرے کو داغا گیا تھا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایسا کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت کرے۔''(1) تو یہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قول ھٰذَا سے خاص شخص کو لعنت کرنے کی طرف واضح اشارہ ہے۔ مگر یہ کہ یہاں یہ تاویل کی جائے کہ اس سے مراد ایسا کرنے والا ہر فرد ہے، نہ کہ یہ معیَّن شخص اور اس میں بہت کلام ہے۔ کسی شخص کو خاص کئے بغیر لعنت کرنا یا کوئی خاص وصف ذکر کر کے لعنت کرنا اجماعاً جائز ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جھوٹے پر لعنت فرمانا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿۱﴾ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

﴿۲﴾ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾ (پ ۳، آل عمران: ۶۱) ترجمۂ کنزالایمان: پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے سے ایسی کثیر مثالیں بیان کی جائیں گی۔

فائدہ: شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ لوگوں کو بغیر تعیین کئے وصف کے ساتھ اور کچھ کو تعیین کے ساتھ لعنت فرمائی۔ پہلی قسم کے لوگوں کی مثالیں بکثرت ہیں اور ہمارے کئی (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان میں سے اکثر بغیر سند کے ذکر کی ہیں، لہٰذا ان کے فوائد کے پیشِ نظر انہیں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مندرجہ ذیل تمام افراد کا ملعون ہونا ظاہر فرمایا لیکن ان کا نام نہ لیا:

(۱)......سود کھانے والا (۲)......سود کھلانے والا (۳)......سود کے گواہ (۴)......سود لکھنے والا (۵)......تصویریں بنانے والا (۶)......جس نے زمین کی حدود کو تبدیل کیا جیسے وہ شخص جو گلی یا مسجد کا ٹکڑا لے کر اپنے گھر میں شامل کر لیتا ہے یا وقف شدہ مکان کو اپنی ملکیت بنا لیتا ہے (۷)......جس نے نابینا کو راستے سے بھٹکایا یعنی دوسرے راستے پر ڈال دیا اور آنکھوں والے ناواقف کو بھٹکانے والا بھی ایسا ہی ہے (۸)......جس نے جانور سے بدفعلی کی (۹)......جس نے

---

1 ......المصنّف لعبد الرزاق، کتاب المناسک، باب الوسم، الحدیث ۸۴۸۴، ج ۴، ص ۳۵۱۔

قومِ لوط کا سا عمل کیا (۱۰)......جو کاہن کے پاس گیا(۱۱)......جس نے عورت کے پچھلے مقام میں جماع کیا (۱۲)......جس نے حیض والی عورت سے جماع کیا (۱۳)......نوحہ کرنے والی اور اس کے ارد گرد بیٹھنے والیاں (۱۴)......جس نے ایسے لوگوں کی امامت کرائی جو اسے ناپسند کرتے ہوں (۱۵)......جس عورت نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو یا وہ اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑنے والی ہو(۱۶)......جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کیا(۱۷)......چور(۱۸)......جس نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو برا بھلا کہا (۱۹)......ہیجڑا بننے والا مرد(۲۰)......مردانی عورت(۲۱)......عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا امرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت(۲۲)......جو عورت مردوں کا لباس پہنے اور جو مرد عورتوں جیسا لباس پہنے(۲۳)......جس نے راستے پر پاخانہ کیا(۲۴)......جو عورت اپنے ہاتھوں پر مہندی نہ لگائے اور جو سرمہ نہ ڈالے(۲۵)......جس نے عورت کو شوہر کے خلاف یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا(۲۶)......جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کے آلے سے اشارہ کیا (۲۷)......زکوٰۃ نہ ادا کرنے والا (۲۸)......جو خود کو اپنے باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرے (۲۹)......جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہو (۳۰)......جس نے چہرے کو داغا (۳۱)......جب معاملہ حاکم تک پہنچ جائے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کے معاملے میں سفارش کرنے اور کروانے والا (۳۲)......جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے(۳۳)......جس نے ممکن ہونے کے باوجود اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کو ترک کر دیا(۳۴)......شراب پینے والا (۳۵)......شراب پلانے والا (۳۶)......شراب بیچنے والا (۳۷)......شراب خریدنے والا (۳۸)......جس کے لئے شراب خریدی گئی (۳۹)......شراب کا بنانے والا (۴۰)......جس کے لئے شراب بنائی گئی (۴۱)......شراب اٹھانے والا (۴۲)......جس کی طرف اٹھا کر شراب لے جائی گئی (۴۳)......شراب کی قیمت کھانے والا (۴۴)......شراب پر رہنمائی کرنے والا (۴۵)......اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا (۴۶)......مشت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے مادہ منویہ خارج) کرنے والا (۴۷)......ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنے والا (۴۸)......فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والا(۴۹)......رشوت لینے دینے میں واسطہ بننے والا (۵۰)......علم چھپانے والا (۵۱)......غلہ روکنے والا (۵۲)......جس نے مسلمان کو حقیر جانا یعنی اسے ذلیل سمجھا اور اس کی مدد نہ کی (۵۳)......بے رحم حکمران

(۵۴)......نکاح نہ کرنے والے مرد اور عورتیں (۵۵)......چٹیل میدان میں تنہا سفر کرنے والا (۵۶)......جس نے کسی جاندار کو نشانہ بازی کے لئے ہدف بنایا (۵۷)......جس نے دین میں کوئی (خلاف شرع) نئی بات نکالی (۵۸)......جس نے بدعتی کو پناہ دی (۵۹)......جس نے قبروں پر چراغ جلایا[1] (۶۰)......جس نے قبر پر مسجد بنائی[2] اور

[1]......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد 2، صفحہ 492 پر حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی حدیثِ پاک کے اس حصہ "اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ بِسِرَاجٍ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے چراغ جلایا گیا'' کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی رات میں میّت کو دفن کیا تو میت کے لئے یا حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے چراغ کی روشنی کی گئی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ قبر پر آگ لے جانا منع ہے مگر چراغ لے جانا جائز کیونکہ یہ روشنی کے لئے ہے نہ کہ مشرکین سے مشابہت کے لئے، مشرکین میت کے ساتھ آگ لے جاتے ہیں آگ کی پوجا کرنے یا میت کو جلانے کے لئے لہٰذا بزرگوں کے مزار کے پاس لوبان یا اگربتّی جلانا جائز ہے تا کہ میت کو فرحت ہو اور زائرین کو راحت، اسی لئے میت کے کفن کو دھونی دینا سنت جسے فقہاء اِسْتِجْمَار کہتے ہیں، دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہٰذا جن بزرگوں کے مزاروں پر دن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوتِ قرآن کا دَور (یعنی سلسلہ) رہتا ہے وہاں ضرورات کو روشنی کی جائے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے، حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضۂ انور پر ہمیشہ سے اور اب ''**نجدیوں**'' کے زمانہ میں اور زیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں جن احادیث میں قبر پر چراغ جلانے سے ممانعت ہے وہاں بلاضرورت چراغ رکھ آنا مراد ہے کہ اس میں اسراف ہے۔ خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لئے بھی روشنی کر سکتے ہیں جیسے کعبۂ معظّمہ کے احترام کے لئے اس پر غلاف رہتا ہے اور دروازۂ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے، رمضان میں مسجدوں کا چراغاں بھی یہیں سے لیا گیا۔''

[2]......مراۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 440 پر ہے کہ ''خیال رہے کہ بزرگوں کے آستانوں کے برابر مسجد بنانا اور برکت کے لیے وہاں نمازیں پڑھنا قرآن شریف اور بہت احادیث سے ثابت ہے سورہ کہف میں ہے لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا یعنی مسلمانوں نے کہا کہ ہم اصحاب کہف کے غار پر مسجد بنائیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ انور اور اکثر صحابہ کے مزارات کے پاس مسجدیں ہیں یہ خود صحابہ یا صالحین نے بنائیں اب مزارات اولیاء اللہ کے پاس عامۃ المسلمین مسجدیں بناتے ہیں مقبولوں کے قرب میں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے۔ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے حضور انور کے قرب کی وجہ سے۔ رب تعالیٰ نے گنہگاروں اسرائیلیوں سے فرمایا تھا'' اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ ''یعنی بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے گھسو اور وہاں جا کر توبہ کرو قبور انبیاء کی برکت سے توبہ قبول ہوگی۔ زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ بیان فرماتا ہے'' هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ '' وہاں بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر زکریا عَلَیْہِ السَّلَام نے بیٹے کی دعا مانگی ان آیات سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور دعا بہت قبول ہوتی......

(۶۱)......قبروں کی زیارت کرنے والی (۶۲)......بلند آواز سے چیخ وپکار کرنے والی (۶۳)......اپنے بال منڈوانے والی (۶۴)......مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی اور (۶۵)......اشعار کی طرح مُقَفّٰی ومُسَجَّع کلام کرنے والے (۶۶)......زمین اور شہروں میں فساد ڈالنے والے (۶۷)......جس نے اپنے باپ سے اپنی نفی کی یا غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا (۶۸)......جس نے پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائی (۶۹)......جس نے اپنے دوستوں پر لعنت کی (۷۰)......جس نے قطع رحمی کی (۷۱)......جس نے قرآن (کا علم) چھپایا (۷۲)......جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک پر لعنت کی (۷۳)......جس نے کسی مسلمان سے دھوکا کیا یا اسے نقصان پہنچایا (۷۴)......جس کی خاطر گانا گایا جائے (۷۵)......بوڑھا زانی (۷۶)......جس نے ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی (۷۷)...... بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے والا (۷۸)......حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا (۷۹)......جو حیّ علی الصلٰوۃ کی آواز سنے لیکن جواب نہ دے (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہو) اور (۸۰)......بیری کا درخت کاٹنے والا۔

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ لعنت بیری کے اس درخت کے بارے میں ہے جو عام گزرگاہوں اور دیہاتوں میں ہوتا ہے جس سے گزرنے والے سایہ حاصل کرتے ہیں۔''[1]

﴿33﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ترہیب نشان ہے: ''بے شک سات آسمان، سات زمینیں اور پہاڑ بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔''[2]

﴿34﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے شطرنج کھیلنے والے پر لعنت فرمائی۔''[3]

﴿35﴾......حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بغیر تہبند کے باریک قمیص پہن کر

......ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا منع ہے لیکن اگر قبر پر ڈاٹ لگا کر اوپر فرش بنایا جائے تو وہاں بلا کراہت جائز ہے۔ چنانچہ کعبۃ اللّٰہ کے مطاف میں ۷۰ نبیوں کے مزارات ہیں جن پر طواف ونماز ہوتے ہیں نیز کعبہ کے پرنالے کے نیچے حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کا مزار شریف ہے جہاں دن رات نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہاں یہی وجہ ہے۔ (مرقاۃ و اشعہ)

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی قطع السدر، الحدیث: ۵۲۳۹،۵۲۴۰، ص۱۶۰۶۔

[2] ......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدۃ بن الحصیب، الحدیث: ۴۴۳۳، ج۱۰، ص۳۱۰۔

[3] ......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث: ۶۷۲۴، ج۲، ص۳۴۱، "لعن اللّٰہ" بدلہ "ملعون"۔

شرمگاہ کو ظاہر کرتا ہوا چلے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر لوٹ آئے یا توبہ کر لے۔''

﴿36﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب (خلافِ شرع) بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہا جائے تو عالمِ ربّانی پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔'' (۱)

﴿37﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابۂ کرام کو منتخب فرمایا، پھر ان میں سے کچھ کو میرا وزیر مقرر فرمایا، تو کچھ کو حمایت ونصرت کرنے والا بنایا اور کچھ کو سسرالی قرابت دار ہونے کا اعزاز بخشا۔ لہٰذا جس نے انہیں برا بھلا کہا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو اس کے نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض۔'' (۲)

﴿38﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 اشخاص ایسے ہیں جن کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان سے ارشاد فرمائے گا: جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ (اور وہ یہ ہیں:) (۱)......لواطت کرنے اور (۲)......لواطت کروانے والا (۳)......مشت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے مادہ خارج) کرنے والا (۴)......چوپائے سے وطی کرنے والا (۵)......عورت کی دبر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کرنے والا (۶)......ماں اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے والا (۷)......پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا اور (۸)......پڑوسی کو ایذا دینے والا۔'' (۳)

﴿39﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے میری امت کے کسی معاملے کا امیر بنایا گیا اور اس نے ان پر رحم نہ کیا تو اس پر بَھْلَۃُ اللّٰہ ہو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! بَھْلَۃُ اللّٰہ سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

(۱)......السنة للخلال، ذکر الروافض، الحدیث۷۸۷، ج۳، ص۴۹۵۔

(۲)......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر عویم بن ساعدة، الحدیث۶۷۱۵، ج۴، ص۸۳۳۔

(۳)......تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، البقرة، تحت الآیة۲۲۲، ج۱، ص۴۴۶۔

کی لعنت۔''[1]

﴿40﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: جس نے مدینۂ منورہ میں کوئی (خلاف شرع) بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔[2]

﴿41﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس غلام نے خود کو اپنے مالک کے علاوہ کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔[3] اور اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑنے والی پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[4]

﴿42﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''بے شک بیوی پر اس کے شوہر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرے اس حال میں کہ وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہو پھر بھی خود کو اس سے نہ روکے اور بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ بھی قبول نہ ہوگا اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو واپس لوٹنے تک رحمت اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''[5]

﴿43﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کے آلے سے اشارہ کیا وہ لعنتی ہے اگرچہ وہ باپ یا ماں کی طرف سے اس کا بھائی ہو۔''[6]

﴿44﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی (یعنی سوئی وغیرہ سے جسم میں چھید لگا کر

[1] ……الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۹۰۴ مبشر بن عبید، ج۸، ص۱۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔
[2] ……صحیح مسلم، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث ۳۷۹۴، ص۹۳۸۔
[3] ……المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الأدب، باب مایکرہ الرجل۔۔الخ، الحدیث۳، ج۶، ص۱۸۶۔
[4] ……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۱۰۷۳۶، ج۳، ص۲۰۵۔
[5] ……الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب ترغیب الزوج فی الوفاء……الخ، الحدیث: ۳۰۲۴، ج۳، ص۲۵۔
[6] ……صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، الحدیث ۶۶۶۲، ص۱۱۳۴۔

اس میں رنگ یا سرمہ بھر دینے کو گودنا کہتے ہیں) اور (چہرے کے بال) اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''(1)

﴿45﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''6 قسم کے لوگوں پر مَیں لعنت بھیجتا ہوں۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی ان پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے: (۱)...... کتاب اللہ میں تبدیلی کرنے والا۔ جبکہ ایک روایت کے مطابق زیادتی کرنے والا (۲)......تقدیرِ الٰہی کو جھٹلانے والا (۳)......لوگوں پر زبردستی مسلّط ہونے والا تاکہ جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت دی اسے ذلیل کرے اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اسے عزت دے (۴)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرانے والا (۵)......میرے اہلِ بیت کی ایذا رسانی کرنے والا (یعنی ان کو ستانے والا) اور (۶)......سنت کو چھوڑنے والا۔'' (2)

اب وہ احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں کہ جن میں رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی خاص فرد کا نام لے کر اس پر لعنت فرمائی۔ چنانچہ،

﴿46﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! رِعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما۔ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نافرمانی کی۔'' (3)

یہ تینوں عرب قبائل تھے اور حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان کے کفر پر مرنے کا علم تھا پس جن کے کفر پر خاتمے کا علم تھا ان پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لعنت فرمائی۔ کسی انسان کو بددعا دینا بھی لعنت کے قریب ہے یہاں تک کہ ظالم کو بددعا دینے کا بھی یہی حکم ہے مثلاً یوں کہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے جسم کو صحیح نہ کرے اور اس کی حفاظت نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہر مذموم دعا کرنا جائز نہیں۔ تمام حیوانات اور بے جان چیزوں پر لعنت بھیجنا بھی مذموم ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس نے کسی ایسے فرد پر لعنت کی جو لعنت کا مستحق نہ ہو تو فوراً یہ کہے: ''میری لعنت اس پر نہیں جو اس کا مستحق نہیں۔''

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلة ......الخ، الحدیث: ۵۵۶۵، ۵۵۷۳، ص۱۰۵۷، ۱۰۵۸۔

(2)......جامع الترمذی، ابواب القدر، باب اِعظام أمرالاِیمان بالقدر، الحدیث: ۲۱۵۴، ص۱۸۶۸۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۹، ج۱۷، ص۴۳، دون قوله ''الدعوة المحرف لکتاب الله''۔

(3)......صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت......الخ، الحدیث: ۱۵۵۴، ص۷۸۴۔

البتہ! اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَ نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کرنے والے اور ہر ادب سکھانے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لئے ایسے الفاظ بولے: (۱)......تیرا برا ہو (۲)......اے کمزور حالت والے (۳)......اے اپنے نفس کی طرف کم توجہ دینے والے (۴)......اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے اور اس طرح کی دوسری ایسی باتیں جن میں صراحتاً یا کنایتاً یا اشارتاً جھوٹ نہ ہو اور نہ ہی تہمت ہو اگرچہ وہ اس میں سچا ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر292: انسان کا اپنے نسب یا اپنے والد سے دست بردار ہونا

کبیرہ نمبر293: اپنا جھوٹا ہونا معلوم ہونے کے باوجود خود کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے خود کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔''[1]

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب لعان کے متعلق آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت نے بچے کو ایسی قوم میں داخل کیا جس میں سے وہ نہ ہو تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی واسطہ نہ رہا اور وہ اسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جس مرد نے جان بوجھ کر اپنے بچے کا انکار کیا اس حال میں کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا دیدار نہ کرائے گا اور اسے اولین وآخرین (یعنی اگلوں پچھلوں) کے سامنے ذلیل ورسوا کرے گا۔''[2]

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے جاننے کے باوجود اپنے باپ کے غیر کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اس نے کفر کیا۔ جس نے (اپنے آپ کو) اور کی طرف منسوب کیا وہ اس

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیہ، الحدیث:۶۷۶۶،ص۵۶۵۔

[2] ......سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء، الحدیث:۲۲۶۳،ص۱۳۹۰،بدون:الخلائق۔

کا نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اور اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس نے کسی کو کافر یا دشمنِ خدا کہا جبکہ وہ ایسا نہیں تو اس کا قول اسی کی طرف پلٹ آئے گا۔'' (۱)

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ یا اپنے آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔'' (۲)

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے باپوں سے منہ نہ پھیرو جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا اس نے کفر کیا (۳) ۔''(۴)

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن شعیب رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے براءت کا اظہار کیا اس نے انکار کیا یا جس نے اپنے نسب یا غلامی سے بے تعلقی ظاہر کی یا ایسے نسب کا دعویٰ کیا جس سے وہ معروف نہیں اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کیا۔''(۵)

﴿7﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی غیر معروف نسب کا دعویٰ کیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کیا یا جو اپنے نسب سے الگ ہوا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کفر کیا۔'' (۶)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیہ المسلم: یا کافر!، الحدیث: ۲۱۷، ص ۶۹۱۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث: ۳۷۹۴، ص ۹۳۸۔

(۳)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد 5، صفحہ 139 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''اگر وہ غریب یا غیر عزت والے ہوں تو اپنے کو ان کی اولاد کہنے سے شرم وغیرت نہ کرو۔ جو شخص اپنا نسب بدلنے کو حلال جانے وہ کافر ہے اور اجماع امت کا مخالف ہے اور جو حرام جان کر یہ حرکت کرے وہ کافر کا سا کام کرتا ہے یا اپنے خاندان کا ناشکرا ہے یا رب تعالٰی کا ناشکرا بہرحال یہ فعل یا کفر ہے یا حرام۔'' (مرقات)

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیہ، الحدیث: ۶۷۶۸، ص ۵۶۵۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۳۹، ج ۲، ص ۶۷۳۔

سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیہ، الحدیث: ۲۸۶۱، ج ۲، ص ۴۴۲۔

(۶)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۵۷۵، ج ۶، ص ۲۲۱۔

﴿8﴾......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو تو 70 سال کی مقدار یا 70 سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔''(۱)

﴿9﴾......ابن ماجہ شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جان لو! بے شک جنت کی خوشبو 500 برس کی مسافت سے آتی ہوگی۔''(۲)

ضروری وضاحت: گویا وہ مسافت خوشبو سونگھنے والوں کے اعتبار سے مختلف ہوگی، کچھ لوگ اسے 500 سال کی مسافت سے سونگھ لیں گے جبکہ کچھ لوگ 70 سال کی مسافت سے سونگھ لیں گے۔

﴿10﴾......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے غیر باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا غیرِ آقا کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اس پر قیامت کے دن تک لگاتار **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہوتی رہے گی۔''(۳)

تنبیہ:

مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ کی صراحت سے ان دو کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس کی تصریح کی ہو اور ان احادیثِ مبارکہ میں کفر کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کفر کی طرف لے جاتا ہے یا اگر وہ اسے حلال سمجھے یا نعمت کی ناشکری کرے تو اس بنا پر کافر ہوگا۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۸۹۲، ج۲، ص۵۷۸۔

(۲)......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب من ادعی الی غیر أبیہ أو تولی غیر موالیہ، الحدیث:۲۶۱۱، ص۲۶۳۳۔

(۳)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ، الحدیث:۵۱۱۵، ص۱۵۹۸۔

کبیرہ نمبر294: شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سرلیا۔

(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۸)

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وہ کفر میں مبتلا ہیں: (۱)...... نسبوں میں طعن کرنا اور (۲)...... میت پر رونا۔'' (۱)

تنبیہ: اس حدیث پاک کے ظاہری مفہوم کی بنا پر اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے نہیں دیکھا۔

کبیرہ نمبر295: عورت کا زنا یا شبہ کی وطی کے ساتھ بچے کو ایسی قوم میں داخل کرنا جس میں سے وہ نہ ہو

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب لعان والی آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت نے بچے کو ایسی قوم میں داخل کیا جس میں سے وہ نہ ہو تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی واسطہ نہ رہا اور وہ اسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جس مرد نے جان بوجھ کر اپنے بچے کا انکار کیا اس حال میں کہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا دیدار نہ کرائے گا اور اسے اولین وآخرین (یعنی اگلوں پچھلوں) کے سامنے ذلیل ورسوا کرے گا۔'' (۲)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)...... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن......الخ، الحدیث ۲۲۷، ص ۶۹۱۔

(۲)...... سنن أبی داود، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء، الحدیث ۲۲۶۳، ص ۱۳۹۰، بدون: الخلائق۔

کتاب العدد

(یعنی عدت پوری کرنے کا بیان)

کبیرہ نمبر296: عدّت پوری کرنے میں خیانت کرنا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید نہیں کیونکہ اس میں ناحق عورت پر کسی اجنبی کو مسلط کرنا پایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر بڑا نقصان اور فساد ہے جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر297: عدت والی کا بلا عذرِ شرعی اس گھر سے باہر نکلنا جس میں عدت ختم ہونے تک اس کا ٹھہرنا لازم ہو

شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلنے پر قیاس کرتے ہوئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بعید نہیں بلکہ جس کا شوہر فوت ہو گیا ہے اس کے لئے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس کے گھر ٹھہرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے پختہ کیا گیا حق ہے تاکہ نسب وغیرہ محفوظ رہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر298: شوہر فوت ہونے پر سوگ نہ کرنا

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید از عقل نہیں کیونکہ اس کے سبب بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر299: استبراء سے پہلے لونڈی سے جماع کرنا

(یعنی رحم خالی ہونے کی مدت پوری ہونے سے پہلے لونڈی سے جماع کرنا)

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بعید نہیں کیونکہ اس میں نطفوں کے خلط ملط ہونے اور نسبوں کے ضائع ہونے جیسے مفاسد پائے جاتے ہیں۔ پھر میں نے مسلم شریف کی ایک صریح حدیثِ پاک دیکھی جس میں ممانعت کے لئے حاملہ ہونے کی شرط ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی خیمہ کے پاس کھڑی ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یہ فلاں کی لونڈی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا وہ اس سے بدکاری کرواتا ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی ''جی ہاں!'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے عزم کیا ہے کہ اس شخص پر ایسی لعنت بھیجوں جو قبر میں بھی اس کے ساتھ جائے، وہ کیسے اس بچہ کا وارث ہوگا حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں؟ اور وہ اس کو کیسے غلام بنائے گا حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں۔'' (1)

سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اس لئے فرمایا کیونکہ بچے کا معاملہ مشکل ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا، اگر وہ اسی کا ہو تو پھر بھی اس کے لئے اس کا انکار کرنا، اسے غلام بنانا اور اس سے خدمت لینا جائز نہیں اور اگر کسی دوسرے کا ہو تو بھی اس کے لئے اسے اپنے خاندان میں ملانا اور وارث بنانا جائز نہیں۔

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم وطئ الحامل المسبیة، الحدیث:۳۵۶۲، ص۹۲۰۔
شرح السنة، کتاب العدة، باب استبراء الأمة المسبية، الحدیث۲۳۸۸، ج۵، ص۲۳۱۔

کتاب النفقات علی الزوجات والاقارب والممالیک من الرقیق والدواب وما یتعلق بذلک

کبیرہ نمبر300: بلا عذرِ شرعی بیوی کا خرچ روکنا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا واضح ہے اس کی نظیر ظلم کے بیان میں آئے گی کیونکہ یہ بھی بڑا ظلم ہے اور آنے والا کبیرہ بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر301: اہل وعیال مثلاً نابالغ بچوں کو ضائع کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے لئے اتنا گناہ کافی ہے کہ وہ انہیں ضائع کردے جن کو خوراک مہیا کرتا ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جن کی وہ پرورش کرتا ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر نگران سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھے گا کہ کیا اس نے ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کر دیا یہاں تک کہ بندے سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھے گا۔'' (۳)

﴿4﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام (یعنی حکمران) نگران ہے اور اس سے

......سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی صلۃ الرحم، الحدیث۱۶۹۲، ص۱۳۴۹۔

......المستدرک، کتاب الفتن والملاحم، باب کفی بالمرء أن یضیع من یعول، الحدیث۸۵۷۴، ج۵، ص۱۰۷۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، الحدیث۴۴۷۶، ج۷، ص۱۲۔

اس کے ماتحتوں (یعنی عوام) کے متعلق پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے کے بارے میں باز پرس ہوگی (الغرض!) تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (۱)

تنبیه: گزشتہ گناہوں کی طرح اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بھی ظلم اور برائی کی قبیح قسم ہے۔

فائدہ: اہل وعیال پرخرچ کرنے کی فضیلت:

یہاں اہل وعیال خصوصاً بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر ابھارنے والی چند احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں:

﴿5﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو آپ نے کسی غلام پر خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو آپ نے کسی مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو آپ نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، مگر ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جو آپ نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل دینار وہ ہے جو کوئی آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے، پھر وہ ہے جو وہ راہِ خدا میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے۔'' (۳)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا ابو قلابہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''عیال (یعنی اولاد) سے ابتدا کرو اور اس شخص سے زیادہ اجر والا کون ہے جو اپنے نابالغ بچوں پر خرچ کرتا ہے تاکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں سوال سے بچائے یا اس سے انہیں نفع دے اور انہیں غنی کردے (یعنی محتاج نہ رہنے دے)۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری و المدن، الحدیث: ۸۹۳، ص ۷۰۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال ......الخ، الحدیث: ۲۳۱۱، ص ۸۳۵۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۳۱۰۔

(۴)......المرجع السابق۔

﴿8﴾......سیّدِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''مجھے جنت اور جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے 3 افراد دکھائے گئے۔ جنت میں پہلے داخل ہونے والے پہلے 3 اشخاص یہ ہیں: (۱)......شہید (۲)......اچھی طرح اپنے رب کی عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ غلام (۳)......سوال سے بچنے والا صاحبِ اولا پاکدامن۔ جہنم میں داخل ہونے والے پہلے 3 افراد یہ ہیں: (۱)......مسلّط (یعنی غریبوں پر اپنی بالادستی قائم رکھنے والا) امیر (۲)......صاحبِ ثروت جو اپنے مال سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرتا اور (۳)......متکبر فقیر۔''[1]

﴿9﴾......حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے: ''بے شک تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو کچھ خرچ کرتے ہو یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس پر بھی تمہیں ثواب دیا جاتا ہے۔''[2]

﴿10﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''تم جو کچھ اپنے آپ کو کھلاتے ہو وہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جو اپنے بچے کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔ جو بیوی کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے خادم کو کھلاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے[3]۔''[4]

﴿11﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے خود پر اس لئے خرچ کیا تاکہ خود کو سوال سے بچائے تو یہ صدقہ ہے اور جس نے اپنے بیوی بچوں اور گھر والوں پر خرچ کیا تو یہ بھی صدقہ ہے۔''[5]

[1]......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع......الخ، الحدیث: ۲۲۴۹، ج۴، ص۸، ''ثلاثۃ'': بدلہ ''ثلۃ''۔

[2]......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولۃ، الحدیث: ۱۲۹۵، ص۱۰۱۔

[3]......حضرت سیّدُنا امام عبدالرءوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یہ تمام افعال اس وقت صدقہ ہیں جبکہ ان میں صدقے کی نیت ہو۔ کیونکہ حدیثِ صحیح میں وَھُوَیَحْتَسِبُھَا یعنی ثواب کی امید کرتے ہوئے۔ کی قید بھی آئی ہے۔'' حضرت سیّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ان الفاظ (وَھُوَیَحْتَسِبُھَا) سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے کا ثواب اسی وقت ملے گا جب قربت (یعنی ثواب) کی نیت ہو خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا مباح اور اس کے مفہوم سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس نے قربت کی نیت سے خرچ نہیں کیا وہ اجر نہیں پائے گا لیکن جو خرچہ اس پر واجب تھا اس خرچ کرنے سے وہ ادا ہو جائے گا۔''

(فیض القدیر للمناوی، تحت الحدیث: ۷۸۲۴، ج۵، ص۵۴۰، ملخصًا)

[4]......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث المقدام بن معدیکرب، الحدیث: ۱۷۱۷۹، ج۶، ص۹۲۔

[5]......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۳۸۹، ج۳، ص۲۷۔

﴿12﴾......رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے اور ماں باپ اور بہن بھائیوں میں سے ان لوگوں سے ابتدا کرو جو تمہاری پرورش میں ہیں اور جو قرابت داری میں زیادہ قریب ہے وہ نفقہ میں بھی زیادہ قریب ہے۔''(۱)

﴿13﴾......حضور نبیٔ رحمت،شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا:''صدقہ کیا کرو۔''ایک شخص نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!اگر میرے پاس ایک دینار ہے۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسے اپنی ذات پر خرچ کرو۔'' اس نے عرض کی:''اگر میرے پاس ایک اور بھی ہو تو؟''ارشاد فرمایا:''اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو۔''عرض کی:''اگر ایک اور بھی ہو تو۔''ارشاد فرمایا:''اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔''عرض کی:''ایک اور بھی ہو تو۔''ارشاد فرمایا:''اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔''پھر عرض کی:''ایک اور بھی ہو تو۔''سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اب تم خود دیکھ لو(کہ اس کے بعد خرچ کے لئے کون سی جگہ بہتر ہے)۔''(۲)

حصولِ رزق کے لئے نکلنے والا مجاہد ہے:

﴿14﴾......ایک شخص حضور نبیٔ کریم،رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے پاس سے گزرا،صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کا چاک وچوبند ہونا دیکھا تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!کاش!یہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ہوتا۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اگر یہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے کمائی کرنے نکلا ہے تو مجاہد ہے اور اگر عمر رسیدہ بوڑھے والدین کے لئے روزی کی تلاش میں ہے تو بھی مجاہد ہے اور اگر خود کو سوال سے بچانے کے لئے نکلا ہے تب بھی مجاہد ہے،لیکن اگر ریاکاری اور فخر کے لئے کمائی کرنے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔''(۳)

﴿15﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''ہر نیکی صدقہ ہے اور

---

(۱)......المعجم الکبیر،الحدیث۱۰۴۰۵،ج۱۰،ص۱۸۶۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ التطوع، الحدیث:۳۳۲۶،ج۵،ص۱۴۱۔

(۳)......المعجم الکبیر،الحدیث۲۸۲،ج۱۹،ص۱۲۹،بتغیرٍقلیلٍ۔

انسان اپنے گھر والوں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے بطورِ صدقہ لکھ دیا جاتا ہے، جس مال کے ذریعے آدمی اپنی عزت بچائے وہ بھی اس کے لئے بطورِ صدقہ لکھ دیا جاتا ہے اور مومن جو کچھ خرچ کرتا ہے اگر وہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بھروسے پر چھوڑ جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ضامن ہے سوائے اس مال کے جو اس نے کسی عمارت کی تعمیر یا نافرمانی کے کاموں میں خرچ کیا۔''

''وِقَایَۃُ الْعِرْض'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی باعزّت شخص عزّت بچانے کے لئے کسی شاعر یا زبان دراز کو مال دے۔ (۱)

﴿16﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مدد مصیبت کے مطابق آتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے صبر آزمائش کے برابر عطا ہوتا ہے۔'' (۲)

﴿17﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے میزان میں بندے کا اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا رکھا جائے گا۔'' (۳)

﴿18﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فرحت نشان ہے: ''تم اپنے گھر والوں پر جو بھی خرچ کرتے ہو وہ صدقہ ہے۔'' (۴)

کون سی چیز جہنم سے آڑ ہے؟

﴿19﴾......ایک عورت اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بارگاہ میں کچھ مانگنے کے لئے حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس صرف ایک کھجور تھی، آپ نے وہی اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہ کھائی۔ ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے بچیوں کے ذریعے کسی معاملے میں آزمایا گیا اور اس نے ان کا

---

(۱)......المستدرک، کتاب البیوع، باب کل معروف صدقة، الحدیث۲۳۵۸، ج۲، ص۳۵۸۔

(۲)......الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۹۶۲ طارق بن عمار، ج۵، ص۱۸۳، ۱۸۴۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۶۱۳۵، ج۴، ص۳۲۹۔

(۴)......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب الفضل فی ذلک، الحدیث۹۱۸۴، ج۵، ص۳۷۶۔

اچھی طرح خیال رکھا تو یہ اس کے لئے جہنم سے روک یا پردہ بن جائیں گی۔'' (۱)

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اسے تین کھجوریں عنایت فرمائیں۔ اس نے دونوں کو ایک ایک کھجور دی اور تیسری کھجور کھانے کے لئے اپنے منہ کی طرف بلند کی ہی تھی کہ دونوں بیٹیوں نے مانگ لی پس اس نے وہ کھجور بھی توڑ کر ان کو کھلا دی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس بات سے بہت متاثر ہوئیں اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے صلہ میں اس کے لئے جنت واجب کر دی یا اسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔'' (۲)

﴿21﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جس نے دو بچیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی مبارک اُنگلیوں کو ملا دیا۔ (۳)

﴿22﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی میں اور وہ جنت میں یوں داخل ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دو مبارک اُنگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ (۴)

﴿23﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں یا پرورش کرتے ہوئے اسے موت آ گئی تو میں اور وہ جنت میں ان دو اُنگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی

---

(۱) ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ٢٦٢٩، ص١١٣٦۔

جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة......الخ، الحدیث: ١٩١٥، ص١٨٤٥۔

(۲) ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ٢٦٣٠، ص١١٣٦۔

(۳) ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ٢٦٣١، ص١١٣٦۔

(۴) ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة......الخ، الحدیث: ١٩١٤، ص١٨٤٥۔

شہادت والی اوراس کے ساتھ والی اُنگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ (۱)

﴿24﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے تو جتنا عرصہ وہ دونوں اس کے ساتھ رہی ہوں یا وہ ان دونوں کے ساتھ رہا ہو بہر حال وہ اسے جنت میں داخل کرادیں گی۔'' (۲)

﴿25﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے یہاں تک کہ وہ جوان یا فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔'' ایک عورت نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: ''اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''دو بیٹیاں ہوں پھر بھی یہی اجر ہے۔'' (۳)

﴿26﴾......دوسری روایت میں ہے کہ ''اس نے ان کی خوب نگہداشت کی اوران کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے۔'' (۴)

﴿27﴾......اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اُنہیں ادب سکھایا اور اچھے انداز سے پرورش کی اوران کا نکاح کردیا تو اس کے لئے جنت ہے۔'' (۵)

﴿28﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جس کی کوئی بیٹی ہو اور اس نے نہ تو اسے (زمانۂ جاہلیت کی عادت پر زندہ) دفن کیا، نہ رُلایا اور نہ ہی بیٹے کو اس پر ترجیح دی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (۶)

﴿29﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے دو بیٹیوں

1 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب البر والاحسان ،باب صلة الرحم وقطعها ،الحدیث:۴۴۸، ج۱،ص۳۳۶۔
2 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الجنائز،باب ماجاء فی الصبر......الخ،الحدیث:۲۹۳۴، ج۴،ص۲۱۱۔
3 ......المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۲، ج۱۸،ص۵۶،بتغیرٍقلیلٍ۔
4 ......جامع الترمذی،ابواب البر والصلة ،باب ما جاء فی النفقة علی البنات والاخوات ،الحدیث:۱۹۱۹، ص۱۸۴۵۔
5 ......سنن ابی داود،کتاب الأدب ،باب فی فضل من عال یتا می ،الحدیث:۵۱۴۷،ص۱۵۹۹۔
6 ......المرجع السابق،الحدیث:۵۱۴۶۔

یا دو بہنوں یا دو قریبی رشتہ دار بچیوں پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی اُمید پر خرچ کیا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے انہیں غنی (یعنی مال دار) کر دیا یا ان کی کفایت کر دی تو وہ دونوں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔''[1]

﴿30﴾......حضرت سیِّدُ نا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ انہیں رہائش مہیا کرے، ان پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے تو اُس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر دو ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ دو ہی ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں: **بعض صحابۂ کرام** رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا خیال ہے کہ اگر کوئی کہتا: ''اگر ایک ہو۔'' تو پھر بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے: ''اگرچہ ایک ہی ہو۔''[2]

﴿31﴾......بزار اور طبرانی کی روایت میں اتنا زائد ہے: ''اور ان کی شادی کر دی۔''[3]

﴿32﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی مفلسی، بدحالی اور خوشحالی پر ہمت نہ ہارے تو ان پر رحم کرنے کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے جنت میں داخل فرما دے گا۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''دو بیٹیاں ہوں (تو بھی یہی حکم ہے)۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ایک ہو تو؟'' ارشاد فرمایا: ''ایک ہو (تو بھی یہی حکم ہے)۔''[4]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......المسند للامام احمد حنبل، حدیث ام سلمة زوج النبی، الحدیث: ۲۶۵۷۵، ج۱۰، ص۱۷۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر عن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۲۵۵، ج۵، ص۲۸۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۷۶۰، ج۳، ص۳۳۲۔

[4] ......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب من کن له ثلاث بنات......الخ، الحدیث: ۷۴۲۶، ج۵، ص۲۴۷۔

المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الأدب، باب فی العطف علی البنات، الحدیث: ۷، ج۶، ص۱۰۴۔

کبیرہ نمبر302: والدین یا ان میں سے ایک کی نافرمانی کرنا خواہ وہ والدین کے والدین ہوں اگرچہ اُن کا اِس سے قریبی بھی موجود ہو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ۵، النساء:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔

اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا سے مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرے اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور جواب دینے میں ان کے ساتھ سخت کلامی نہ کرے، نہ انہیں گھور کر دیکھے اور نہ ہی ان سے اپنی آواز بلند کرے بلکہ ان کے سامنے اپنے آپ کو یوں حقیر تصور کرے جیسے آقا کے سامنے غلام ہوتا ہے۔'' اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا(۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ(۲۴) (پ۱۵، بنی اسرائیل:۲۳،۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

بعض الفاظ قرآنی کی توضیح

''وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا'' یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا اور اس سے مراد نیکی، شفقت، نرمی، محبت اور ان کی رضا کی کوشش کرنا ہے۔

''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ'' یعنی انہیں اف تک کہنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی ایذا ہے یہاں تک کہ تکلیف کی کم از کم صورت سے بھی منع فرما دیا۔ چنانچہ،

﴿1﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر لفظِ ''اُفٍّ'' سے کم تکلیف والا کوئی کلمہ ہوتا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بھی منع فرما دیتا، پس نافرمان جو بھی عمل کرے جنت میں داخل نہ ہوگا اور فرمانبردار جو چاہے کرے جہنم میں داخل نہ ہوگا۔'' (۱) (۲)

''قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا'' اس کا معنی یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا کہ ان سے نرم لہجے میں بات کی جائے یعنی نرم بات جو مہربانی اور نرمی پر مشتمل ہو اور جہاں تک ممکن ہو ان کی مرضی، رجحان اور خواہش کی موافقت کا خیال رکھے خصوصاً اُن کے بڑھاپے میں کیونکہ بوڑھا شخص بچے کی طرح ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس پر کم عقلی اور خیالات کی خرابی غالب آ جاتی ہے، پس وہ بری چیز کو اچھا اور اچھی چیز کو برا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جب بُڑھاپے کی حالت میں بھی تم سے ان کی نگہداشت اور انتہائی مہربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ کہ عقل کے موافق ذرائع سے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں تو اس حالت کے علاوہ میں ان کی نگہداشت کرنا بدرجہ اَولیٰ ضروری ہوگا۔

''وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ'' نرم گفتگو کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سے بات کرنے میں سراپا عاجزی بن جا یعنی اپنے آپ کو ذلیل سمجھ کر، خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے ان کے ساتھ کلام کرے اور جو کلام ان سے صادر ہو (یعنی اگر وہ برا بھلا کہیں تو) اسے برداشت کرے اور ان پر یہ ظاہر کرے کہ وہ ان سے

---

(۱)......فردوس الاخبارللدیلمی، الحدیث: ۵۱۰۱، ج۲، ص۱۹۶، ''لَنَھی عنه'' بدله ''لَحَرَّمَه''۔

(۲)......وسوسہ: کیا والدین کا نافرمان نیک اعمال کرنے کے سبب بھی جنت میں نہ جائے گا؟

جواب: جی ہاں واقعی جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ مقام اعراف پر رہے گا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے پوچھا گیا کہ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں اور اعراف کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک پہاڑ ہے جسے اعراف کہتے کیونکہ وہ جنت ودوزخ سے بلند ہے اور اس پر درخت پھل نہریں اور چشمے ہیں اس پر وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے والدین کی رضا کے بغیر جہاد کیا اور شہید ہوئے تو شہادت ان کو جہنم میں جانے سے روکے ہوئے ہے اور والدین کی نافرمانی انہیں جنت میں جانے سے روکے ہوئے ہے پس یہ اعراف پر ہی رہیں گے یہاں تک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کا فیصلہ فرمادے۔

(الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ: عقوق الوالدین، ص۴۷)

نیکی کرنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی سے کام لے رہا ہے جس کے سبب وہ انتہائی ذلیل وحقیر ہے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ ان کا دل مطمئن ہو جائے اور وہ اس سے دلی طور پر راضی ہو جائیں اور اسے اپنی رضامندی اور دعاؤں سے نوازیں۔

اسی وجہ سے اس کے بعد اسے حکم دیا گیا: ''وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ''یعنی ان کے لئے دعا کرے کیونکہ ان کی سابقہ خدمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں، لہٰذا اگر والدین اور اولاد میں برابری بھی فرض کر لی جائے تب بھی اولاد ان کے حق میں دعا مانگ کر انہیں بدلہ دے ورنہ دونوں (یعنی والدین اور اولاد) کے مراتب میں بہت فرق ہے۔ اور برابری بھی کیسے تصور کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ وہ تمہاری تکلیف اور کمزوری کا بوجھ برداشت کرتے رہے، تمہاری تربیت میں عظیم مشقت اٹھائی، تمہاری زندگی اور سعادت کی امید رکھتے ہوئے تم پر حد درجہ احسان کرتے رہے لیکن اگر تمہیں ان کی تکالیف کا بوجھ اٹھانا پڑا تو ان کی موت کی آرزو کرنے لگو اور ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے اُکتا جاؤ اور ماں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف برداشت کرتی اور زیادہ صبر کرتی ہے مزید یہ کہ اس کی عنایت اور شفقت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ حمل، وضعِ حمل، ولادت، دودھ پلانے اور راتوں کو جاگنے کی تکلیف اٹھاتی ہے نیز گندگی اور نجاست سے آلودہ ہوتی ہے۔ اپنے بچے کو صاف جگہ پر لٹاتی اور آسائش مہیا کرتی ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے پر 3 بار اور باپ کے ساتھ نیکی کرنے پر ایک بار اُبھارا۔ چنانچہ،

ماں کی شان:

﴿2﴾......ایک شخص رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! میرے حسن اخلاق کا زیادہ حق دار کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' تیسری بار عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ، پھر قریبی کا زیادہ حق ہے پھر جو اس کے بعد قریبی ہو۔''[1]

......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث۵۹۷۱، ص۵۰۶۔

سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی برالوالدین، الحدیث۵۱۳۹، ص۱۵۹۹۔

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو اپنی گردن پر اٹھائے کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا، اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اے عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا! آپ کیا فرماتے ہیں کہ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، یہ تو پیدائش کے وقت کے ایک جھٹکے کا بدلہ بھی نہیں، البتہ! تم نے اچھا عمل کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں کم عمل پر زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔'' (۱)

﴿4﴾......ایک شخص حضرت سیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! میری ایک بیوی ہے اور میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے؟ (اب میں کیا کروں؟)'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''ماں جنت کا درمیانی دروازہ ہے، پس اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا اس کی حفاظت کرو۔'' (۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

اے بھائی! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اور تمہیں اس حکمِ قرآنی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) دیکھ! اس نے کیسے ان دونوں کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ ملا دیا۔

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے ارشاد فرمایا: 3 آیاتِ مقدسہ 3 ایسی چیزوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو 3 اشیاء کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز دوسری کے بغیر قبول نہ ہوگی۔ (۱)...... ''**اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ** (پ۵، النساء: ۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ''پس جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کی لیکن رسول کی اطاعت نہ کی تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے گی (۲)...... ''**وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ** (پ ۱، البقرۃ: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو'' پس جس نے نماز پڑھی لیکن زکوٰۃ نہ دی تو وہ بھی اس سے قبول نہ کی جائے گی اور (۳)...... ''**اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ** (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: یہ

---

(۱)......اخبار مکۃ للفاکھی، ذکر طواف النساء الغرباء بالبیت......الخ، الحدیث: ۶۴۳، ج ۱، الجزء الاول، ص ۳۱۲۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الفضل فی رضا الوالدین، الحدیث: ۱۹۰۶، ص ۱۸۴۴۔

کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔'' پس جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکرادا کیا لیکن اپنے والدین کا شکرادا نہ کیا تو وہ بھی اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

﴿6﴾......اسی وجہ سے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والدین کی رضا میں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔'' (۱)

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے:

﴿7﴾......ایک شخص حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت میں جہاد کرنے کی اجازت لینے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کی خدمت کر، یہی تیرا جہاد ہے۔'' (۲)

دیکھئے! حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کو اپنی معیت میں جہاد کرنے سے بھی افضل قرار دیا اور صحیح بخاری و مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے (سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا:) ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' (۳)

پس غور کیجئے کہ حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے والدین کے ساتھ برائی کرنے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان نہ کرنے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانے کے ساتھ بیان فرمایا۔ نیز اس حکم کو یہ بات مزید پختہ کرتی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ دنیا میں بھلائی کا حکم فرمایا اگرچہ وہ بیٹے کو شرک کرنے پر اُکسائیں۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا

......شعب الایمان للبیهقی، باب فی بر الوالدین، الحدیث: ۷۸۳۰، ج۶، ص۱۷۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الابوین، الحدیث: ۳۰۰۴، ص۲۴۱۔

......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث: ۵۹۷۶، ص۵۰۶۔

عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَ صَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّ اتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۵) شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے والدین سے بھی بھلائی کا حکم ارشاد فرمایا ہے جو اپنے بیٹے کو شرک جیسی قباحت میں مبتلا ہونے کا حکم دیتے ہیں تو پھر مسلمان والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق تمہارا کیا گمان ہوگا خصوصاً جب وہ نیک وصالح ہوں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! والدین کے حقوق تو سب سے زیادہ سخت ہیں اور ان کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، نیز ان کے حقوق سے سبکدوش ہونا سب سے مشکل اور انتہائی کٹھن کام ہے، لہٰذا توفیق والا وہی ہے جسے ان حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا کی گئی اور جسے ان کی ادائیگی سے محروم کر دیا گیا وہ مکمل طور پر محروم ہے۔ حدیث شریف میں اس کی اتنی زیادہ تاکید ہے جس کی کثرت وانتہا کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ،

﴿8﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار استفسار فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (ضرور بتائیے)۔'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (بھی سب سے بڑے گناہ ہیں)۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بار بار یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے: ''کاش! آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہوجائیں۔'' (1)

﴿9﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔'' (2)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

(1)......صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قیل فی شهادة الزور، الحدیث: ۲۶۵۴، ۶۹۱۹، ص۵۰۶، ۵۷۷۔

(2)......صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس......الخ، الحدیث: ۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

وَسَلَّم نے کبیرہ گناہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا (کبیرہ گناہ ہیں)۔'' (۱)

﴿11﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عمرو بن حزم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کو اہلِ یمن کی طرف جو خط دے کر بھیجا تھا، اس میں ذکر فرمایا: ''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ (میں جہاد کرنے) سے بھاگنا، **والدین کی نافرمانی کرنا**، پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، جادو سکھانا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔'' (۲)

﴿12﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ سب سے بڑا گناہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کوئی شخص اپنے والدین پر کس طرح لعنت بھیج سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے۔'' (۳)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''کسی آدمی کا اپنے **والدین کو گالیاں دینا** کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! یہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو برا بھلا کہے تو وہ اس کی ماں کو برا بھلا کہے۔'' (۴)

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر **ماؤں کی نافرمانی**، بچیوں کو زندہ درگور کرنا، مستحقین سے ان کا حق روکنا اور خود ناحق وصول کرنا حرام قرار دیا ہے اور

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث:۵۹۷۷، ص۵۰۶۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی، الحدیث:۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لایسب الرجل والدیہ، الحدیث:۵۹۷۳، ص۵۰۶۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث:۲۶۳، ص۶۹۳۔

قیل وقال (یعنی فضول گفتگو)، کثرتِ سوال اور مال کا ضیاع (یعنی اسراف) مکروہ قرار دیا ہے۔''[1]

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ 3(قسم کے) لوگوں پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......شراب کا عادی اور (۳)......اپنی عطا پر احسان جتلانے والا۔'' اور 3(قسم کے) لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......والدین کا نافرمان (۲)......دیوث[2] اور (۳)......مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔''[3]

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3(قسم کے) لوگوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام فرما دی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دیوث جو اپنے اہلِ خانہ میں خباثت قائم رکھتا ہے (یعنی علم ہونے کے باوجود انہیں بدکاری وفحاشی سے نہیں روکتا)۔''[4]

﴿17﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی لیکن احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور عادی شرابی اس کی خوشبو نہ پائے گا۔''[5]

﴿18﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب ماینھی عن اضاعۃ المال، الحدیث: ۲۴۰۸، ص۱۸۸۔

[2] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397 صفحات پر مشتمل کتاب، ''پردے کے بارے میں سوال جواب'' صفحہ 65 اور 66 پر شیخ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں: جو لوگ باوجود قدرت اپنی عورتوں اور محارم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ ''دیوث'' ہیں دیوث کے بارے میں حضرت علامہ علاءُ الدین حصکفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''دیوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا کسی محرم پر غیرت نہ کھائے۔'' (درمختار، ج۶، ص۱۱۳) **معلوم ہوا کہ باوجود قدرت اپنی زوجہ، ماں بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں، شاپنگ سینٹروں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر محرم ملازموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دیوث جنت سے محروم اور جہنم کے حقدار ہیں۔**

[3] ......المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ذکر ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ، الحدیث: ۷۳۰۲، ج۵، ص۲۰۳، ۲۵۳۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۱۲، ج۲، ص۴۸۲۔

[5] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۴۰۹، الجزء الاول، ص۱۴۵۔

3(قسم کے) لوگوں کے نفل قبول کرے گا نہ فرض: (۱) والدین کا نافرمان (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) تقدیر کو جھٹلانے والا۔''[1]

﴿19﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ 4 (قسم کے) لوگوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ہی انہیں اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......سود کھانے والا (۳)......ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)......والدین کا نافرمان۔''[2]

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 گناہ ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع نہیں دیتا: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......والدین کی نافرمانی کرنا اور (۳)......جنگ سے بھاگنا۔''[3]

﴿21﴾......ایک شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، میں پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اس حالت پر مرا جبکہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے تو بروزِ قیامت وہ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اس طرح ہوگا۔'' اور ساتھ ہی اپنی دو مبارک اُنگلیاں سے اشارہ فرمایا۔[4]

﴿22﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے 10 کلمات کی وصیت کی (ان میں سے چند یہ ہیں): ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے اہل و مال کو چھوڑ دے۔''[5]

[1] ......السنة للامام ابن ابی عاصم، باب ما ذکرعن النبی علیه السلام فی المکذبین......الخ، الحدیث:۳۳۲، ص۷۳۔

[2] ......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث:۲۳۰۷، ج۲، ص۳۳۸۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۴۲، ص۲، ص۹۵۔

[4] ......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترھیب من عقوق الوالدین، الحدیث:۳۸۲۵، ج۳، ص۲۶۴۔

[5] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث:۲۲۱۳۶، ج۸، ص۲۴۹۔

﴿23﴾......حضرت سیِّدُ نا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ہم (چند صحابہ) ایک جگہ جمع تھے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے جلد کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا، بغاوت وسرکشی سے بچو کیونکہ اس سے جلد کسی چیز کی سزا نہیں ملتی اور **والدین کی نافرمانی سے بچو** بے شک جنت کی خوشبو ہزار (1000) سال کی مسافت سے آئے گی مگر والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا اس کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ بے شک کبریائی اللہ ربُّ العٰلمین ہی کے لئے ہے، جھوٹ سراسر گناہ ہے، البتہ! وہ خلاف واقع بات گناہ نہیں جس کے ذریعے تو کسی مومن کو نفع دے یا دِین سے اعتراض دور کرے اور بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہ ہوگی اس میں صرف صورتیں ہوں گی۔ پس جنّتی مرد یا عورت کو جو صورت پسند آئے گی وہ اسی میں داخل ہو جائے گا۔'' (۱)

﴿24﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ 4 (قسم کے) لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے نہ اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......سود کھانے والا (۳)......ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)......والدین کا نافرمان۔'' (۲)

﴿25﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب کا عادی، **والدین کا نافرمان** اور دے کر احسان جتلانے والا **حَظِیْرَۃُ الْقُدُس** (یعنی جنت) میں داخل نہ ہوگا۔'' (۳)

﴿26﴾......بزار کی روایت میں **حَظِیْرَۃُ الْقُدُس** کی بجائے **جِنَانُ الْفِرْدَوْس** کے الفاظ ہیں۔ (۴)

﴿27﴾......حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شراب کا عادی، **والدین کا نافرمان** اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا جنت میں داخل

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳، ج۲، ص۳۳۸۔

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۵۹۲، ج۶، ص۲۲۵۔

......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۳۶۰۴، ج۳، ص۲۰۲۔

نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُ نا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ فرمان مجھے بظاہر سخت معلوم ہوا کیونکہ مؤمنین سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں حتی کہ میں نے قرآنِ پاک میں والدین کے نافرمان کے بارے میں یہ حکم پایا: ''فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ۝۲۲ (پ۲۶،محمد:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن(انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔'' **احسان** جتلانے والے کے متعلق فرمایا: ''لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ (پ۳، البقرۃ:۲۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔'' اور **شراب** کے متعلق فرمایا: ''اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (پ۷، المائدۃ:۹۰) ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام۔'' (۱)

﴾28﴿......حضور نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے 7 بندوں پر 7 آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرمائی اور ان میں سے ایک پر 3 بار لعنت بھیجی اور ہر ایک پر ایسی لعنت فرمائی کہ (بطورِ سزا) اس کے لئے یہی کافی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: (۱)......جس نے قوم لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے۔ جس نے قوم لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے۔ جس نے قوم لوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے (۲)......جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر جانور ذبح کیا وہ بھی ملعون ہے اور (۳)......جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ بھی ملعون ہے۔'' (۲)

﴾29﴿......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے غیر اللّٰہ کے نام پر جانور ذبح کیا اس پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو، جس نے زمین کی حدوں اور نشانیوں کو تبدیل کیا اس پر بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو اور جس نے اپنے والدین کو گالی دی اس پر بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو۔'' (۳)

﴾30﴿......حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''**والدین کی نافرمانی** کے علاوہ گناہوں میں سے جس گناہ کی سزا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مؤخر کرنا چاہتا ہے تو قیامت تک مؤخر فرما دیتا ہے مگر والدین کے نافرمان کو مرنے سے پہلے دنیا ہی میں سزا دیتا ہے۔'' (۴)

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۱۷۰، ج۱۱، ص۸۲۔ (۴)......المعجم الاوسط، الحدیث:۴۸۹۷، ج۶، ص۱۹۹۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، باب الزنا وحدہ، الحدیث:۴۴۰۰، ج۶، ص۲۹۹۔

(۳)......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب کل الذنوب یوخر اللّٰہ......الخ، الحدیث:۷۳۴۵، ج۵، ص۲۱۷۔

﴿31﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور اپنے باپ کو لے کر آؤ۔'' اتنے میں حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ''جب وہ بوڑھا شخص آئے تو اس بات کے متعلق اس سے دریافت فرمائیں جو اس نے اپنے دل میں کہی اور جسے اس کے کانوں نے بھی نہ سنا۔''

جب بوڑھا شخص حاضر ہوا تو حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''آپ کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ وہ شکایت کر رہا ہے کہ آپ اس کا مال لینا چاہتے ہیں؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اس سے پوچھئے کہ کیا میں نے وہ مال اس کی پھوپھیوں، خالاؤں اور اپنے آپ پر خرچ نہیں کیا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ٹھیک ہے (لیکن) مجھے وہ بتاؤ جو تم نے اپنے دل میں کہا اور تمہارے کانوں نے بھی نہ سنا۔'' بوڑھے نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یقیناً ہمیں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت کا وافر حصہ عطا فرمائے گا، میں نے اپنے دل میں ایک ایسی بات کہی جو میرے کانوں نے بھی نہ سنی۔'' ارشاد فرمایا: ''اب تم بولو اور میں سنتا ہوں۔'' عرض کی: ''میں نے (اشعار میں) یہ کہا تھا:

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَمُنْتُكَ يَافِعًا ... تُعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ

اِذَا لَيْلَةٌ ضَاقَتْكَ بِالسَّقَمِ لَمْ اَبِتُّ ... لِسَقَمِكَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

كَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِیْ ... طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ فَعَيْنَیَّ تَهْمِلُ

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَيْكَ وَاِنَّهَا ... لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِیْ ... اِلَيْهَا مَدٰی مَا فِيْكَ كُنْتُ اُؤَمِّلُ

جَعَلْتَ جَزَآئِیْ غِلْظَةً وَفَظَاظَةً ... كَاَنَّكَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

فَلَيْتَكَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ ... فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَلُ

تَـــرَاهُ مُـــعِــدًّا لِـلْـــخِلَافِ كَـــاَنَّـــــهٗ بِــــرَدٍّ عَـــلَـــى اَهْـــلِ الـــصَّـــوَابِ مُـــؤَكَّـــلُ

ترجمہ: (۱)......میں نے بچپن میں تیری پرورش کی اور جوانی تک تجھ پر احسان کیا، جو تیری خاطر کماتا تُو اسی کے کھانے پینے میں لگاتار مشغول رہا۔

(۲)......جب رات نے بیماری میں تجھے کمزور کر دیا تو میں تیری بیماری کی وجہ سے رات بھر بے قراری کی حالت میں بیدار رہا۔

(۳)......گویا تیری جگہ میں اس مرض کا شکار تھا جس نے تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جس کے سبب میری آنکھیں تھمنے کا نام نہ لیتی تھیں۔

(۴)......میرا دل تیری ہلاکت سے ڈر رہا تھا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

(۵)......جب تو بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچا جس کی میں عرصۂ دراز سے تمنا کر رہا تھا۔

(۶)......تو تُو نے میرے احسان کا بدلہ انتہائی سختی کی صورت میں دیا گویا پھر بھی تو ہی احسان اور مہربانی کرنے والا ہے۔

(۷)......اور تو نے میرے باپ ہونے کا لحاظ تک نہ کیا بلکہ ایسا سلوک کیا جیسے پڑوسی پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

(۸)......آپ اسے (یعنی میرے بیٹے کو) ہر وقت میری مخالفت پر تیار پائیں گے گویا اسے اہلِ حق کا انکار کرنے پر ہی مقرر کیا گیا ہو۔

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: پس اسی وقت سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''[1]

﴿32﴾......تفسیر کشاف میں سُوْرَۂ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل کے تحت یہی روایت اس طرح ہے کہ ''میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں ایک شخص نے اپنے باپ کی شکایت کی کہ وہ اس کا مال لے لیتا ہے، تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بلایا اور دیکھا تو وہ ایک بوڑھا شخص تھا جو لاٹھی کا سہارا لئے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے حقیقتِ حال دریافت فرمائی تو اس نے عرض کی: ''جب یہ کمزور تھا اور میں طاقتور تھا، یہ فقیر تھا اور میں امیر تھا تو اس وقت میں نے اپنے مال میں سے کوئی چیز اس پر نہ روکی اور اب میں ضعیف وکمزور ہوں اور یہ قوت والا ہے اور میں فقیر ہوں اور یہ مال دار ہے لیکن اپنے مال کے معاملے میں مجھ پر بخل کرتا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آبدیدہ ہوگئے اور ارشاد فرمایا: ''کوئی جنگل اور بستی والی (یا خشک

[1] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۹۴۴، الجزء الثانی، ص۶۲۔

وتر) چیز ایسی نہیں جو یہ سن کر روئی نہ ہو۔'' پھر اس کے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' (۱)

﴿33﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں ایک شخص اپنے باپ کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: ''اس نے مجھ سے میرا مال لے لیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی کمائی سے ہے۔'' (۲)

﴿34﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''میرا باپ میرا مال تلف (یعنی بے جا استعمال) کرنا چاہتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، کیونکہ تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے پس اپنے اموال میں سے کھاؤ۔'' (۳)

﴿35﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن ابی اوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: ''ایک نوجوان جاں کَنی کی حالت میں ہے، اسے کہا گیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو تو وہ نہ پڑھ سکا۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھ کر چل دیئے تو ہم بھی آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چل پڑے، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نوجوان کے پاس پہنچے اور اسے فرمایا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو۔'' اس نے عرض کی: ''میں نہیں پڑھ سکتا۔'' دریافت فرمایا: ''کیوں نہیں پڑھ سکتے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتایا گیا: ''یہ اپنی ماں کی نافرمانی کرتا تھا۔''

حضور سید عالم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُسے بلا لاؤ۔''

---

(۱)......الکشاف، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ ۲۴، ج۲، ص۶۵۹۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۳۴۵، ج۱۲، ص۲۷۷۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب التجارات، باب ما للرجل من مال ولده، الحدیث: ۲۲۹۲، ص۲۶۱۴۔

تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کی والدہ محترمہ کو بلایا تو وہ حاضرِ خدمت ہوگئیں، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں زبردست آگ بھڑکاؤں اور تمہیں کہا جائے کہ اگر اس کی سفارش کروگی تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ آگ میں جلا دیں گے تو کیا اس کی سفارش کروگی؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! تب تو میں سفارش کرتی ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اور مجھے اس بات کا گواہ بناؤ کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو۔'' اس نے عرض کی: ''یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔'' اس کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لڑکے سے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! پڑھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔'' جب اس نے پڑھا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے اسے جہنم سے نجات عطا فرمائی۔'' (1)

﴿36﴾...... یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ''اُس نوجوان کا نام علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا، وہ نماز، روزہ اور صدقہ جیسی عبادات کی ادائیگی میں حد درجہ کوشش کرتا، وہ بیمار ہوگیا اور اس کا مرض طول پکڑ گیا، اس نے اپنی بیوی کو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا شوہر علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حالتِ نزع میں ہے، میں نے چاہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کی حالت سے آگاہ کروں۔''

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمار، حضرت سیِّدُنا بلال اور حضرت سیِّدُنا صہیب رومی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''ان کے پاس جائیں اور انہیں کلمۂ شہادت کی تلقین کریں۔'' لہٰذا وہ سب حضرت سیِّدُنا علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور انہیں حالتِ نزع میں پا کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرنا شروع کردی لیکن ان کی زبان اسے ادا نہیں کر پا رہی تھی، انہوں نے سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس صورتِ حال عرض کی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان کی بوڑھی ماں ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(1)......الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلة، باب الترہیب من عقوق الوالدین، الحدیث۳۸۳۲، ج۳، ص۲۶۶۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک قاصد کو یہ پیغام دے کراُن کے پاس بھیجا: ''اگر آپ میرے پاس آ سکتی ہیں تو آ جائیں ورنہ گھر میں ہی میرا انتظار کریں یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔''

جب قاصد نے جا کرانہیں یہ بتایا تو وہ کہنے لگی: ''میری جان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! میرا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضری دوں۔'' وہ لاٹھی کے سہارے کھڑی ہوگئی اور دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اسے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اے علقمہ کی ماں! تم سچ بولو یا جھوٹ، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے وحی آ چکی ہے، آپ کے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ بہت زیادہ نماز پڑھنے والا، روزے رکھنے والا اور صدقہ دینے والا تھا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں تو اس پر ناراض ہوں۔'' پوچھا: ''کس وجہ سے؟'' عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔''

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علقمہ کی ماں کی ناراضی نے اس کی زبان کو کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے بلال! جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔'' اس عورت نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہیں کیا کریں گے۔'' ارشاد فرمایا: ''علقمہ کو آگ میں جلاؤں گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا دل برداشت نہیں کرسکتا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے بیٹے کو میرے سامنے آگ میں جلائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''اے علقمہ کی ماں! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر تجھے یہ پسند ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مغفرت فرما دے تو اس سے راضی ہو جا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب تک تم اپنے بیٹے سے ناراض رہوگی اس وقت تک اس کی نماز، روزہ اور صدقہ اسے نفع نہ دے گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ، اس کے فرشتوں اور یہاں موجود مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہو چکی ہوں۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! اس کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ (کلمۂ طیبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے وہ بات کہہ دی ہو جو اس کے دل میں نہ ہو۔'' حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ تشریف لے گئے اور حضرت علقمہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو گھر کے اندر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے ہوئے سنا تو انہوں نے اندر آ کر فرمایا: ''اے لوگو! بے شک علقمہ کی زبان کو اس کی ماں کی ناراضی نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا تھا اور اس کی رضا مندی نے اب اس کی زبان کو آزاد کر دیا ہے۔'' پھر اسی دِن حضرت سیِّدُنا علقمہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ وصال فرما گئے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور انہیں غسل دینے اور کفن پہنانے کا حکم ارشاد فرمایا، پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کی تدفین کے وقت تک موجود رہے، پھر ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے مہاجرین وانصار! جس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نہ نفل قبول فرمائے گا نہ ہی فرض مگر یہ کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنی ماں سے حسنِ سلوک کرے اور اس کی رضا چاہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ماں کی رضا مندی میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی ماں کی ناراضی میں ہے۔''

ماں کے نافرمان شرابی کا انجام:

حضرت سیِّدُنا امام اصبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی وغیرہ سے منقول ہے اور یہی واقعہ حضرت سیِّدُنا ابوالعباس اصم علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے حفاظِ حدیث کے ایک اجتماع میں بیان کیا تو ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت سیِّدُنا عوام بن حوشب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک محلے میں قیام پذیر ہوا، اس کی ایک طرف قبرستان تھا، عصر کے بعد اس قبرستان میں ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص باہر نکلا جس کا سر گدھے جیسا اور جسم انسان جیسا تھا، اس نے 3 مرتبہ گدھے کی آواز نکالی، پھر اس پر قبر بند ہوگئی، نیز میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بوڑھی خاتون وہاں بال یا سوت کات رہی تھی، ایک عورت نے مجھ سے کہا: ''آپ نے اس بوڑھی خاتون کو دیکھا؟'' میں نے کہا: ''اسے کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ خاتون اس قبر والے کی ماں ہے۔'' میں نے اُس سے دریافت کیا: ''اس

شخص کا کیا ماجرا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ شراب پیتا تھا، جب ایک رات (نشے میں دُھت) گھر آیا تو اسے ماں نے کہا: ''اے میرے بیٹے! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر، اس شراب کو کب تک پیتا رہے گا؟'' تو وہ بولا: ''تُو تو بس گدھے کی طرح رینکتی ہی رہتی ہے۔'' پھر اس عورت نے بتایا: ''وہ شخص عصر کے بعد فوت ہو گیا اور اب ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے، وہ 3 مرتبہ گدھے کی طرح آواز نکالتا ہے پھر اس پر قبر بند ہو جاتی ہے۔'' (١)

﴿37﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا اور (۳) باپ کی اپنے بیٹے کے حق میں بددعا۔'' (٢)

﴿38﴾......دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''معراج کی رات میں نے جہنم میں کچھ لوگ دیکھے جو آگ کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے، میں نے دریافت فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے تھے۔'' (٣)

﴿39﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''جس نے اپنے والدین کو گالی دی تو آسمان سے زمین پر آنے والے بارش کے ہر قطرے کے بعد اس کی قبر میں آگ کا ایک انگارا اُترے گا۔'' (٤)

﴿40﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جب والدین کے نافرمان کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔'' (٥)

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جب بندہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہلاک کرنے میں جلدی کرتا ہے تاکہ وہ اسے جلدی عذاب دے اور جب وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی

---

(١)......شرح اصول اعتقاداھل السنۃوالجماعۃ،باب الشفاعۃ لاھل الکبائر، الحدیث:۲۱۵،ج۲، ص۹۷۵۔

(٢)......جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ ،باب ماجاء فی دعوۃ الوالدین ،الحدیث:۱۹۰۵،ص۱۸۴۴۔

(٣)......الکبائرللذھبی،الکبیرۃ الثامنۃ ،عقوق الوالدین،ص۴۸۔

(٤)......الکبائرللذھبی،الکبیرۃ الثامنۃ ،عقوق الوالدین،ص۴۸۔

(٥)......الکبائرللذھبی،الکبیرۃ الثامنۃ ،عقوق الوالدین،ص۴۸۔

کرنے والا ہوتو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے تا کہ اس کی نیکی اور بھلائی میں اضافہ کرے۔'' [1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سے پوچھا گیا: ''والدین کی نافرمانی سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جب اس کا باپ یا ماں اس پر بھروسا کرتے ہوئے قسم کھالیں تو وہ اسے پورا نہ کرے، جب اسے کسی کام کا حکم دیں تو اطاعت نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' [2]

﴿42﴾......حضرت سیِّدُنا وہب بن منبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اے موسیٰ! اپنے والدین کی خوب عزت کرو کیونکہ جو اپنے والدین کی عزت کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کر دوں گا اور اسے ایسا بیٹا عطا کروں گا جو اس کے ساتھ نیکی کرے گا اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے گا میں اس کی عمر میں کمی کر دوں گا اور اسے ایسا بیٹا دوں گا جو اس کی نافرمانی کرے گا۔'' [3]

﴿43﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکر بن ابی مریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نے تورات میں پڑھا کہ جو اپنے باپ کو مارے اسے قتل کر دیا جائے۔'' [4]

﴿44﴾......حضرت سیِّدُنا وہب بن منبِّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''تورات میں ہے کہ جو اپنے والدین کو طمانچہ مارے اسے رجم کیا جائے۔''

﴿45﴾......حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنی ماں کی بات سننے کے لئے اس کے قریب ہوتا ہے تو یہ اُس سے افضل ہے جو اپنی تلوار سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، نیز ماں کی طرف (محبت بھری نظر سے) دیکھنا بھی ہر چیز سے افضل ہے۔'' [5]

﴿46﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک مرد اور عورت حاضر ہوئے، وہ اپنے بچے کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ مرد نے کہا: ''میرا بیٹا میری پشت

[1] ......حلیۃ الاولیاء، الرقم ۳۲۵ کعب الاحبار، الحدیث ۷۵۶۲، ج۵، ص ۴۱۴۔
[2] ......جامع لمعمر بن راشد مع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب عقوق الوالدین، الحدیث ۲۰۳، ج۱۰، ص ۱۶۲۔
[3] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ، عقوق الوالدین، ص ۴۸۔
[4] ......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۲۷۷ ابو بکر بن عبد اللّٰہ، ج۲، ص ۲۱۰۔
[5] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی برالوالدین، الحدیث ۷۸۵۸، ج۶، ص ۱۸۶۔

سے ہے۔''عورت کہنے لگی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !اس نے (اپنی صلب میں) اسے آسانی سے اٹھائے رکھا اور جب باہر نکالا تو وہ بھی شہوت سے، جبکہ میں نے اسے (اپنے رحم میں) تکلیف سے اٹھایا، وضعِ حمل میں بھی تکلیف کا سامنا کیا اور دوسال تک اسے دودھ بھی پلایا۔''حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ماں کے حق میں اس بچے کا فیصلہ فرمادیا۔

نیکی پر اُبھارتے ہوئے اور نافرمانی اور اس کے وبال سے ڈراتے ہوئے کسی نے کتنا خوب صورت کلام فرمایا اور اس بات پر آگاہ کیا کہ والدین کی نافرمانی انسان کو مرتبۂ کمال سے نیچے گرادیتی ہے اور ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچادیتی ہے:

اے انتہائی اہم حقوق کو ضائع کرنے والے! اے نیکی کو نافرمانی سے بدلنے والے! اے اپنے فرائض کو بھول جانے والے! اے اپنے سامنے موجود چیزوں سے غافل! والدین کے ساتھ نیکی کرنا تم پر قرض ہے اور اس کا ادا کرنا تم پر لازم ہے جبکہ تم انتہائی نازیبا انداز میں اس سے چھٹکارے کی کوششوں میں مشغول ہو، اپنے گمان میں جنت تلاش کر رہے ہو حالانکہ وہ تو تمہاری اس ماں کے قدموں تلے ہے جس نے تمہیں نو مہینے اپنے پیٹ میں اٹھایا جو نو سال کی طرح تھے اور تمہاری پیدائش کے وقت روحوں تک کو پگھلا دینے والی تکلیف برداشت کی، تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری خاطر اپنی نیند ترک کردی، اپنے ہاتھ سے تم سے نجاست دور کی، خوراک کے معاملے میں تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنی گود کو تمہارے لئے بچھونا بنائے رکھا، تمہیں سہارا مہیا کیا، اگر تمہیں کوئی بیماری یا شکایت لاحق ہوئی تو اسے حد درجہ افسوس ہوا، غم واندوہ طوالت اختیار کر گیا، طبیب (یعنی ڈاکٹر) کی خدمات حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کیا اور اگر اسے تمہاری زندگی اور اس کی اپنی موت کے درمیان اختیار دیا جائے تو وہ تمہاری زندگی کو ترجیح دے گی۔ کتنی ہی مرتبہ تم نے اس سے برا سلوک کیا پھر بھی اس نے تمہارے لئے ظاہری و پوشیدہ طور پر توفیق کی ہی دعا کی۔ اب جب بڑھاپے میں وہ تمہاری محتاج ہوگئی تو تم نے اسے ایک حقیر چیز سمجھ لیا، تم نے خود تو پیٹ بھر کر کھاپی لیا جبکہ وہ بھوکی پیاسی ہی رہی، تم نے احسان کرنے میں اس پر اپنے اہل وعیال کو مقدم کیا اور اس کے احسانات کو بھول گئے، تمہیں اس کی خدمت مشکل معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ آسان ہے، تمہیں اس کی عمر لمبی معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ مختصر ہے اور تم نے اسے چھوڑ دیا ہے جبکہ اس کا تمہارے سوا کوئی مددگار نہیں۔

تمہاری یہ حالت ہے حالانکہ تمہارے مالک عَزَّوَجَلَّ نے تو اس کے سامنے اُف کہنے سے بھی منع فرمایا ہے اور اس کے حقوق کے بارے میں تمہیں ڈانٹا ہے، عنقریب دنیا میں تمہیں تمہارے بیٹوں کی نافرمانی کے ساتھ سزا دی جائے گی اور آخرت میں بارگاہِ ربوبیت کے کرم سے دور فرما کر سزا دی جائے گی اور وہ تمہیں زجر وتوبیخ کرتے ہوئے ارشاد فرمائے گا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ (پ ۴، ال عمران:۱۸۲)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

لِاُمِّكَ حَقٌّ لَوْ عَلِمْتَ كَثِيْرُ ... كَثِيْرُكَ يَا هٰذَا لَدَيْهِ يَسِيْرُ

فَكَمْ لَيْلَةٍ بَاتَتْ بِثِقَلِكَ تَشْتَكِيْ ... لَهَا مِنْ جَوَاهَا اَنَّةٌ وَّزَفِيْرُ

وَفِي الْوَضْعِ لَوْ تَدْرِيْ عَلَيْهَا مُشَقَّةٌ ... فَمِنْ غُصَصٍ مِّنْهَا الْفُؤَادُ يَطِيْرُ

وَكَمْ غَسَلَتْ عَنْكَ الْاَذٰى بِيَمِيْنِهَا ... وَمَا حِجْرُهَا اِلَّا لَدَيْكَ سَرِيْرُ

وَتَفْدِيْكَ مِمَّا تَشْتَكِيْهِ بِنَفْسِهَا ... وَمِنْ ثَدْيِهَا شُرْبٌ لَّدَيْكَ نَمِيْرُ

وَكَمْ مَرَّةٍ جَاعَتْ وَاَعْطَتْكَ قُوْتَهَا ... حُنُوًّا وَاِشْفَاقًا وَاَنْتَ صَغِيْرُ

فَآهًا لِذِيْ عَقْلٍ وَيَتْبَعُ الْهَوٰى ... وَآهًا لِاَعْمَى الْقَلْبِ وَهُوَ بَصِيْرُ

فَدُوْنَكَ فَارْغَبْ فِيْ عَمِيْمِ دُعَائِهَا ... فَاَنْتَ لِمَا تَدْعُوْ اِلَيْهِ فَقِيْرُ

ترجمہ: (۱)......کاش! تو جان لیتا کہ تجھ پر اپنی ماں کا کتنا زیادہ حق ہے، تیرا بہت سے حقوق کو ادا کرنا اس کے ایک حق کے مقابل کم ہے۔

(۲)......کتنی ہی راتیں ایسی ہیں جو اس نے تیری بیماری کی وجہ سے جاگ کر گزاریں کہ درد والم بھی اس کے سوزشِ غم کی شکایت کرنے لگے۔

(۳)......کاش! تو جان لیتا کہ تیری پیدائش میں اس نے کتنی مشقت برداشت کی، جس کے ایک ہی جھٹکے سے دل اُڑ جاتے ہیں۔

(۴)......کتنی ہی بار اس نے اپنے ہاتھ سے تجھ سے نجاست وغلاظت دُور کی اور اس کی گود تیرے لئے بستر تھی۔

(۵)......کسی چیز کی تو اس سے شکایت کرتا تو وہ تجھ پر اپنی جان تک قربان کر دیتی اور اس کی چھاتیاں تیرے لئے صاف وشفاف مشروب تھیں۔

(۶)......تیری صغر سنی میں کتنی ہی بار وہ خود بھوکی رہی اور محبت وشفقت سے اپنا کھانا بھی تجھے عطا کر دیا۔

(۷)......افسوس ہے اس پر جو عقل رکھنے کے باوجود خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرتا ہے اور افسوس ہے اس پر بھی جو سر کی آنکھیں تو رکھتا ہے لیکن نگاہِ بصیرت (یعنی دل کی آنکھوں) سے محروم ہے۔

(۸)......خبردار! اس کی خلوص سے بھرپور دعاؤں میں رغبت رکھ، کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے۔ [1]

تنبیہ:

والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے، ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا ظاہر بلکہ صریح کلام یہ ہے کہ ''(حسنِ سلوک کے سلسلے میں) کافر اور مسلمان والدین کے درمیان کوئی فرق نہیں۔'' اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ حدیثِ پاک میں تو یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں، ان میں سب سے بڑا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا ہے (اور بیت اللّٰہ کی حرمت کو پامال کرنا)۔'' [2]

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں والدین کے مسلمان ہونے کی قید لگانے کی 2 وجہیں ہیں: (۱)......مسلمان والدین کی نافرمانی کافر والدین کی نافرمانی سے زیادہ بری ہے اور یہاں پر کلام ان گناہوں کے متعلق ہے جو زیادہ بڑے ہیں جیسے قتلِ مومن اور اس کے مابعد مذکور گناہ (۲)......یا اس کی وجہ یہ ہے کہ غالب کا اعتبار کرتے ہوئے مسلمان والدین کا ذکر کیا گیا جیسا کہ دوسری مثالوں میں ذکر کیا گیا۔

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے یہاں پر ایک کمزور رائے پر مبنی تفصیل ذکر کی ہے جو ابتدا میں گزر چکی ہے یعنی'' والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے لیکن اگر اس کے ساتھ گالی گلوچ بھی ہو تو بہت ہی برا ہے اور اگر اس طرح نافرمانی کرے کہ ان کے حکم اور منع کرنے کو بوجھ سمجھے، ان دونوں کے سامنے ترش روئی اختیار کرے، ان کی اطاعت

---

[1] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثامنۃ، عقوق الوالدین، ص۴۹، ۵۰۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

کرنے اور خاموشی سے حکم ماننے کے باوجود اُن سے اُکتا جائے تو یہ صغیرہ گناہ ہوگا اور اگر اُن کی حکم عدولی کرے اور وہ مجبور ہو کر تنگ دل ہو جائیں اور اسے اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے منع کرنا چھوڑ دیں اور اس کے سبب انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔

جس توجیہ پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دلالت کرتا ہے کہ یہ کبیرہ ہے جیسا کہ نافرمانی کے قاعدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہے اور وہ ضابطہ یہ ہے کہ اس سے دونوں کو یا کسی ایک کو ایسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے جو عرفاً آسان نہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ اس کے کبیرہ ہونے میں اذیت کا اعتبار ہو، لیکن اگر باپ بہت زیادہ احمق یا بے عقل ہو اور اپنے بیٹے کو کوئی ایسا کام کرنے کا کہے یا کسی ایسے کام سے منع کرے جس کی مخالفت عرف میں نافرمانی شمار نہیں کی جاتی تو عذر کی وجہ سے اس صورت میں مخالفت کرنے سے بیٹا فاسق نہیں ہوگا اور اگر اس نے کسی ایسی خاتون سے شادی کی جس سے اسے محبت تھی پھر باپ نے اسے طلاق دینے کا حکم دے دیا اگرچہ اس نے یہ حکم عورت کے پاک دامن نہ ہونے کی وجہ سے دیا ہو مگر بیٹے نے باپ کا حکم نہ مانا تو اس پر کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کی وضاحت مروی ہے لیکن اس میں بھی اشارہ ہے کہ باپ کا حکم مانتے ہوئے طلاق دینا افضل ہے اور درج ذیل حدیث کو بھی اسی معنٰی پر محمول کیا جائے گا کہ،

﴿47﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا تو انہوں نے انکار کر دیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے طلاق دینے کا حکم فرما دیا۔ (1)

اسی طرح باپ کے بقیہ وہ تمام احکام جن کا سبب اس کی عقل کی کمی یا رائے کی کمزوری ہو کہ اگر ایسے احکام صاحبِ عقل لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں تو وہ انہیں ایسے امور میں شمار کریں جن میں سستی ہوسکتی ہے اور وہ یہی خیال کریں کہ ان کی مخالفت کرنے سے اذیت نہیں ہوتی۔ اس تعریف کی وضاحت سے یہی نتیجہ اخذ ہوا۔ پھر میں نے **شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی** کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے فتاوی جات میں اس مقام پر طویل گفتگو فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ میری بیان کردہ بحث کی مخالفت کرتا ہے اور ان کی عبارت یہ ہے کہ ''وہ مسئلہ کہ جس

(1)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث۵۱۳۸، ص۱۵۹۹، مفہومًا۔

میں عوام الناس مبتلا ہیں اوراس کی ضرورت ہے کہ اس پر مفصل بحث کی جائے، نیز اس کی جزئیات بھی ذکر کی جائیں تا کہ اس کے ضمن میں اصل مقصود حاصل ہو سکے اور وہ نافرمانی کی تعریف کے اس ضابطے کے متعلق سوال ہے جس سے والدین کی نافرمانی معلوم ہوتی ہے اور مثال کے بغیر کسی چیز کو عرف پر محمول کرنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر لوگوں کی اغراض انہیں ایسے کاموں پر ابھارتی ہیں جو عرف میں ہوتے ہی نہیں، خصوصاً جب ان کا مقصد کسی شخص کی خامی نکالنا یا اسے تکلیف دینا ہو،تو وہاں ایسی مثال دینے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسی طریقہ کار پر ہو۔مثال کے طور پر اگر کسی کا اپنے باپ پر کوئی شرعی حق ہو اور وہ اسے حاکم کے سامنے پیش کرے تا کہ اس سے اپنا حق حاصل کر سکے،اب اگر باپ کو قید کر دیا گیا تو کیا یہ نافرمانی کہلائے گی یا نہیں؟''

اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:''اس مقام پر بعض اکابر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ارشاد فرمایا ہے کہ''یہ ایسا مسئلہ ہے جس کا فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔''

نافرمانی کے متعلق قاعدہ کلیہ:

(حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:)**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک ایسے قاعدہ کلیہ کی طرف رہنمائی فرمائی اُس کے فضل سے مجھے اُمیدِ واثق ہے کہ یہ بہترین قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ ہے''**والدین میں سے کسی کی نافرمانی** سے مراد یہ ہے کہ،

(۱)......بیٹا اپنے والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دے کہ اگر وہ ان کے علاوہ کسی اور کو یہی تکلیف دیتا تو اس کا ایسا کرنا حرام تو ہوتا مگر صغیرہ گناہ ہوتا،لیکن جب یہی تکلیف (جو دوسروں کے حق میں صغیرہ ہے) وہ والدین میں سے کسی کو دے گا تو کبیرہ گناہ بن جائے گا۔

(۲)......بیٹا ان کے کسی ایسے حکم کو ماننے سے انکار کر دے یا کسی ایسے کام سے منع کرنے پر ان کی مخالفت کرے جس میں اس کی اپنی جان جانے یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو بشرطیکہ ایسا حکم دینے میں باپ پر الزام عائد نہ کیا جا سکتا ہو۔

(۳)......بیٹا کسی ایسے سفر پر جانے میں باپ کی مخالفت کرے جو باپ پر شاق ہو اور بیٹے پر بھی فرض نہ ہو۔

(۴)......اتنا لمبا عرصہ غائب رہنے میں باپ کے حکم کی مخالفت کرے جس میں نفع بخش علم یا کمائی نہ ہو۔

(۵)......یا اس سفر میں اس کی عزت کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

مندرجہ بالا 5 نکات کی وضاحت:

پہلے نکتہ کی وضاحت:

(۱)...... ہمارا قول یہ ہے کہ ''اگر بیٹے نے اپنے والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دی کہ اگر وہ ان کے علاوہ کسی اور کو یہی تکلیف دیتا تو اس کا ایسا کرنا حرام ہوتا۔'' اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے والدین کے علاوہ کسی کو اتنا برا بھلا کہا یا مارا کہ یہ کبیرہ کی حد تک نہ پہنچا مگر جب مذکورہ حرام کام اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ کیا تو کبیرہ ہو جائے گا۔

(۲)...... ہمارے بیان کردہ اصول سے یہ صورت خارج ہے کہ اگر اس نے اپنے والدین کے مال میں سے ایک درہم یا کوئی معمولی سی چیز لی تو یہ کبیرہ گناہ نہ ہوگا اگرچہ والدین کے علاوہ کسی کے مال سے ناجائز طریقے سے یہی اشیاء لیں تو حرام ہوگا کیونکہ والدین کے دل میں شفقت اور محبت ہوتی ہے لہٰذا انہیں ایسے فعل سے تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اس نے بہت سا مال لیا اور جس کا مال لیا وہ والدین کے علاوہ کوئی دوسرا شخص تھا اور اس کا مالِ کثیر لینا اس کے لئے تکلیف کا باعث ہے تو جس طرح ہر اجنبی کے حق میں اس کا مالِ کثیر لینا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح والدین کے حق میں بھی کبیرہ ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ جو کام والدین کے علاوہ کے حق میں صغیرہ اور حرام ہو وہ والدین کے حق میں کبیرہ ہوگا تو جو دوسروں کے حق میں کبیرہ ہے وہ والدین کے حق میں بھی لازماً کبیرہ ہوگا۔

(۳)...... ہمارے بیان کردہ اصول سے یہ صورت بھی خارج ہے کہ اگر بیٹے نے اپنے باپ سے قرض کا مطالبہ کیا جو باپ پر اُس کا حق تھا، لہٰذا جب اس نے مطالبہ کیا یا (عدم وصولی کی صورت میں) اپنا حق لینے کے لئے اس معاملے کو حاکم کے سامنے پیش کیا تو یہ نافرمانی شمار نہ ہوگی کیونکہ اگر وہ یہی سلوک کسی اجنبی سے کرتا تو حرام نہ ہوتا، بلکہ نافرمانی تو اس صورت میں ہوگی کہ والدین میں سے کسی کو ایسی تکلیف دے کہ اگر وہ اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کو دیتا تو وہ تکلیف حرام ہوتی اور یہاں یہ چیز موجود ہی نہیں۔ پس اس کو سمجھ۔ بلاشبہ یہ ایک نفیس بحث ہے۔

(۴)...... باقی رہا قید کا معاملہ تو اگر حاکم نے باپ کو قید کر دیا تو کیا یہ نافرمانی کہلائے گی یا نہیں؟ تو اس میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے دو گروہ ہیں، کچھ تو باپ کے قید کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ کچھ عدمِ جواز کے قائل ہیں۔ اب

جب یہ صورت حاکم کے سامنے آئی اور اس کا نظریہ بیٹے کے مطالبے کی وجہ سے باپ کو قید نہ کرنے کا تھا تو وہ بیٹے کی بات نہ سنے گا اور مطالبہ کرنے والا بیٹا اگر (حق کے مطالبے کی وجہ سے باپ کو قید کرنے کے) جواز کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ بھی نافرمان نہ کہلائے گا۔لیکن اگر اس کے برعکس ہو یعنی بیٹے کا نظریہ تو عدمِ جواز کا ہو اور اس کے باوجود وہ حاکم کے پاس مقدمہ دائر کر دے (اور حاکم اس کے باپ کو جوازِ قید کا نظریہ رکھنے کی وجہ سے قید کر دے تو) یہ ایسے ہی ناجائز ہوگا جیسے حاکم سے کسی ایسے دوسرے شخص کو قید کرنے کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے جو کہ تنگ دستی وغیرہ میں مبتلا ہو۔پس جب بیٹے کا نظریہ عدم جواز کا ہو تو اس کا باپ کو قید کروا دینا نافرمانی کہلائے گی کیونکہ اگر وہ یہی معاملہ ناجائز طور پر کسی دوسرے فرد کے ساتھ کرتا تو حرام ہوتا۔

(۵)......البتہ! صرف جائز شکوہ کرنا اور جائز مطالبہ کرنا نافرمانی نہیں، بلکہ کئی صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے صاحبزادوں نے ان کی موجودگی میں **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن**،**رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں یہ شکایت کی کہ اُن کا باپ اُن کا مال بے جا استعمال کرتا ہے،لیکن آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو نافرمانی قرار نہ دیا اور نہ ہی مذکورہ شکوہ کی وجہ سے بیٹے کو ملامت کی۔

(۶)......جب بیٹے نے اپنے والدین میں سے کسی کو جھڑکا تو اس کا ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہوگا بشرطیکہ اگر وہ یہی برتاؤ ان کے علاوہ کسی دوسرے سے کرتا تو حرام ہوتا،لیکن اگر کسی دوسرے سے یہ برتاؤ حرام نہ ہو مثلاً کسی کو اُف کہنا وغیرہ تو یہ والدین کے حق میں صغیرہ ہوگا اور اس سے وہ ممانعت لازم نہیں آتی جو قرآنِ کریم میں والدین سے ایسا برتاؤ کرنے کے متعلق آئی ہے، بلکہ ان دونوں صورتوں کا کبیرہ ہونا اسی وقت لازم آئے گا جب مذکورہ حالت پائی جائے گی۔

دوسرے نکتہ کی وضاحت:

ہمارا قول یہ ہے کہ ''بیٹا ان کے کسی ایسے حکم کو ماننے سے انکار کر دے یا کسی ایسے کام سے منع کرنے پر ان کی مخالفت کرے جس میں اس کی اپنی جان جانے کا خدشہ ہو......الخ۔'' اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ جہاد وغیرہ کے لئے کوئی خطرناک سفر کرے جس میں اس کی جان جانے یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف ہو کیونکہ اس پر والدین یا

دونوں میں سے ایک کو بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ چنانچہ،

﴿48﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ اقدس میں جہاد کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ”کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟“ اس نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ ارشاد فرمایا: ”ان کی خدمت کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔“ (۱)

﴿49﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ہجرت اور جہاد پر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کرتا ہوں تاکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر پاؤں۔“ تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ”کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟“ عرض کی: ”جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔“ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر چاہتا ہے؟“ عرض کی: ”جی ہاں۔“ ارشاد فرمایا: ”اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور ان کا اچھی طرح خیال رکھ۔“ (۲)

﴿50﴾......ایک روایت میں ہے: ”میں ہجرت پر رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کرنے آیا ہوں جبکہ اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔“ تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”پس ان کے پاس واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح ہنسا جس طرح رُلایا ہے۔“ (۳)

﴿51﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ یمن کا ایک شخص ہجرت کر کے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے ہجرت کر لی ہے۔“ تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ”کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے؟“ اس نے عرض کی: ”میرے ماں باپ ہیں۔“ پھر دریافت فرمایا: ”کیا تو نے ان سے اجازت لی ہے؟“

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابها، الحدیث: ۴۱۹، ج۱، ص۲۶۸۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بر الوالدین وایهما احق به، الحدیث: ۲۵۴۹، ص۱۱۲۴۔

(۳)......سنن النسائی، کتاب البیعة، باب البیعة علی الهجرة، الحدیث: ۴۱۶۸، ص۲۳۶۰۔

اس نے عرض کی: ''نہیں۔''تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جاؤاور جا کران سے اجازت لو،اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔'' (1)

ہمارا قول یہ ہے کہ'' بشرطیکہ ایسا حکم دینے میں باپ پر الزام عائد نہ کیا جاسکتا ہو۔''اس سے یہ صورت بھی خارج ہوگئی کہ اگر باپ کافر ہو تو بیٹے کو جہاد وغیرہ پر جانے کے لئے باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں، نیز ہم نے جو باپ کی اجازت کا اعتبار کیا اس میں اس کے آزاد یا غلام ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

تیسرے نکتہ کی وضاحت:

ہمارا قول یہ ہے کہ'' وہ کسی ایسے سفر پر جانے میں باپ کی مخالفت کرے جو باپ پر شاق ہو۔''تو اس سے ہماری مراد نفلی حج کے لئے سفر کرنا ہے، اس اعتبار سے کہ اس میں مشقت ہوتی ہے،فرض حج اس سے خارج ہے۔ جب اس سفر میں سلامتی کے غلبہ کالحاظ رکھتے ہوئے سمندری سفر بھی شامل ہو تو ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے اجازت لینا ضروری نہیں اور اگر اجازت ضروری قرار دی جائے تو بھی سمجھ سے بعید نہیں کیونکہ بیٹے کے بحری سفر سے باپ کو خوف ہوسکتا ہے اگرچہ سلامتی غالب ہو۔

چوتھے نکتہ کی وضاحت:

رہا بیٹے کا فرضِ عین یا فرض کفایہ علوم کی خاطر سفر کرنا تو اس سے باپ نہیں روک سکتا اگرچہ اسی شہر میں علم سیکھنا ممکن ہو بخلاف اس کے جس نے اپنے شہر میں علم کا حصول مشکل ہونے کی شرط لگائی۔ اس لئے کہ کبھی کبھار سفر میں (دیگر پریشانیوں سے) دل کی فراغت یا استاذ کے ارشاد وغیرہ کی توقُّع ہوتی ہے، اگر ان میں سے کسی چیز کی توقع نہ ہو تو اجازت لینے کا محتاج ہوگا اور جب بیٹے پر باپ کا نفقہ واجب ہو اور سفر کی وجہ سے واجب کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو باپ بیٹے کو سفر سے منع کرسکتا ہے جیسا کہ وہ مدیون (یعنی مقروض) جس پر دَیْنِ حالِّی (یعنی فی الفور ادائیگی والا قرض) لازم ہو تو قرض خواہ اس کو سفر اور ہر اس معاملے سے روک سکتا ہے جس میں مدیون پر لازم حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو مگر دَیْنِ مُؤَجَّل (یعنی جس کی ادائیگی فی الفور لازم نہ ہو اس) میں مذکورہ حکم نہیں۔

(1)......سنن ابی داود،کتاب الجھاد،باب فی الرجل یغزووابواہ کارھان، الحدیث:۲۵۳۰،ص۱۴۱۱۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب البر و الاحسان،باب حق الوالدین، الحدیث:۴۲۲،ج۱،ص۳۲۵۔

پانچویں نکتہ کی وضاحت:

(۱)......اگر سفر میں بیٹے کی عزت ضائع ہونے کا خطرہ ہو مثلاً وہ اَمْرَد ہو اور اس کے سفر سے تہمت کا اندیشہ ہو تو وہ اسے اس سے منع کرسکتا ہے اور عورتوں کو روکنا بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے۔

(۲)......بیٹے کا باپ کی کسی ایسی بات کو نہ ماننا کہ جس میں اس کو بالکل نقصان نہ ہو تو یہ بیٹے کے لئے محض نصیحت ہوگی، اگر اس نے خلاف ورزی کی تو نافرمان نہیں کہلائے گا اور اس میں بدرجۂ اولیٰ باپ کے حکم کی مخالفت نہ ہوگی۔(یہاں پر فتاویٰ بلقینی کی عبارت ختم ہوئی)

(مصنِّف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا سراج بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کے، والدین کی نافرمانی کو والدین کے علاوہ کے گناہِ صغیرہ اور فعلِ حرام کے ساتھ خاص کرنے میں توقف ہے۔ بلکہ اس اصول پر انحصار ہونا چاہئے جو میں نے گزشتہ ذکر کیا کہ ''اگر اس نے باپ کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے اسے ایسی اذیت پہنچی جو عرفاً آسان نہ ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہوگا اگرچہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ کرنا حرام نہ بھی ہو۔'' مثلاً باپ بیٹے سے ملنے آئے تو اس کے ماتھے پر شکنیں آ جائیں۔ یا وہ چند لوگوں کے گروہ میں بیٹے کے پاس آئے اور وہ اس کے احترام میں نہ تو کھڑا ہو اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دے اور اسی طرح کا سلوک کرنا کہ جس کو صاحبِ عقل اور صاحبِ مروّت لوگ بہت بڑی ایذا کا باعث سمجھتے ہوں۔

عنقریب قطع رحمی کے باب میں ایسی روایات اور ابحاث مذکور ہوں گی جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

فائدہ: اب والدین کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے، ان کی اطاعت کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے نیز ان کے بعد ان کے دوستوں سے نیک سلوک کرنے کے بارے میں دوسری احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں:

﴿52﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا: ''کون سا عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے دوبارہ عرض کی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا؟''

ارشادفرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنا۔''(۱)

﴿53﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹا اپنے باپ کو بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ وہ اسے غلام پائے تو خرید کر آزاد کر دے۔''(۲)

﴿54﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں ہجرت اور جہاد پر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیعت کرتا ہوں تا کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر پاؤں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے اجر چاہتے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''(۳)

﴿55﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں جہاد کا شوق رکھتا ہوں لیکن اس پر قدرت نہیں رکھتا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میری ماں ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ماں کی خیر مانگا کرو، جب تم ایسا کرو گے تو حج وعمرہ کرنے والے شمار ہو گے۔''(۴)

﴿56﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہاری ماں زندہ ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ماں کے پاؤں مضبوطی سے تھام لے (تیری) جنت وہیں ہے۔''(۵)

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال، الحدیث: ۲۵۲، ۲۵۴، ص ۶۹۳۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث ۵۱۳۷، ص ۱۵۹۹۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بر الوالدین وایھما احق به، الحدیث: ۶۵۰۷، ص ۱۱۲۴۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس من مالک، الحدیث ۲۷۵۲، ج ۳، ص ۶، "فاسال اللہ" بدله "قابل اللہ"۔

(۵)......المعجم الکبیر، الحدیث ۸۱۶۲، ج ۸، ص ۳۱۱۔

﴿57﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں ایک شخص نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟''تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''وہ دونوں تیری جنت ودوزخ ہیں۔''(۱)

﴿58﴾......تاجدارِرسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میں راہِ خدامیں جہاد کرنا چاہتا ہوں اورآپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔''آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا:''کیا تیری ماں ہے؟''اس نے عرض کی:''جی ہاں۔''تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اس کی خدمت کر کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''(۲)

﴿59﴾......ایک روایت میں ہے،(حضورصلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا:)''کیا تیرے والدین ہیں؟''اس نے عرض کی:''جی ہاں۔''تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''ان کی خدمت کر کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔''(۳)

﴿60﴾......مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوااورعرض کی:''میری ایک بیوی ہے،میری ماں کہتی ہے کہ اسے طلاق دے دے۔''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا کہ میں نے حضورنبئ پاک،صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشادفرماتے سنا:''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے،اگرتو چاہے تو اس دروازے کوضائع کردے یا اس کی حفاظت کر۔''حضرت سیِّدُنا امام ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی(متوفی۲۷۹ھ)فرماتے ہیں:''(اس روایت کے راوی)حضرت سیِّدُنا سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی تو یہ فرماتے کہ میری ماں مجھے حکم دیتی ہے اورکبھی فرماتے کہ میرا باپ مجھے حکم دیتا ہے۔''(۴)

---

(۱)......سنن ابن ماجه،ابواب الادب،باب بر الوالدين،الحديث:۳۶۶۲،ص۲۶۹۶۔

(۲)......سنن النسائی،کتاب الجهاد،باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة،الحديث:۳۱۰۶،ص۲۲۸۷۔

(۳)......المعجم الكبير،الحديث:۲۲۰۲،ج۲،ص۲۸۹۔

(۴)......جامع الترمذی،ابواب البر والصلة،باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدين،الحديث:۱۹۰۰،ص۱۸۴۴۔

﴿61﴾......ابن حبان میں یہ روایت یوں ہے: حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اورعرض کی: ''میرے والد مسلسل مجھے کہتے رہے (کہ نکاح کرلے) یہاں تک کہ انہوں نے میرا نکاح کر دیا اوراب مجھے بیوی کوطلاق دینے کا حکم دیتے ہے (اب میں کیا کروں)۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں تمہیں نہ تو یہ کہوں گا کہ والدین کی نافرمانی کرواور نہ ہی یہ کہوں گا کہ اپنی بیوی کوطلاق دے دو، البتہ! اگر چاہوتو میں تمہیں وہ حدیثِ پاک سناتا ہوں جو میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی: ''باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، اگر تم چاہوتو اس دروازے کوضائع کردو یا (چاہوتو) اس کی حفاظت کرو۔'' (راوی کہتے ہیں:) حضرت سیِّدُنا عطاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ''پھر اس شخص نے اپنی بیوی کوطلاق دے دی۔'' (1)

﴿62﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''میری ایک بیوی تھی جسے میں پسند کرتا تھا جبکہ میرے والدِمحترم امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے ناپسند فرماتے تھے،لہٰذا انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو۔'' میں نے انکار کر دیا تو والدِمحترم نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اس بات کا تذکرہ کیا تو تاجدارِ دوعالم، نورِمجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''اسے طلاق دے دو۔'' (2)

عمر میں اضافہ کانسخۂ کیمیا:

﴿63﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَرصلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے یہ پسند ہوکہ اس کی عمر لمبی ہواوراس کے رزق میں اضافہ ہوتو اسے چاہیے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی اورصلہ رحمی کرے۔'' (3)

﴿64﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے والدین سے نیک سلوک کرے اس کے لئے خوشخبری ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی عمر میں اضافہ فرمادے گا۔'' (4)

---

(1) ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث:۴۲۵، ج۱، ص۳۲۶۔

(2) ......جامع الترمذی، ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی الرجل یساله ابوه الخ، الحدیث۱۱۸۹، ص۱۷۶۹۔

(3) ......المسند للامام احمدبن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:۱۳۸۱۲، ج۴، ص۵۳۰۔

(4) ......الادب المفرد للبخاری، باب من بروالدیه زادالله فی عمره، الحدیث:۲۲، ص۱۲۔

﴿65﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہوتا ہے، دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔'' (۱)

﴿66﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دُعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے اور نیکی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے۔'' (۲)

﴿67﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کی عورتوں سے درگزر کرو تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا، اپنے والدین سے نیک سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا (مسلمان) بھائی کوئی عذر لے کر آئے تو وہ اس کا عذر قبول کرلے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا، اگر اس نے ایسا نہ کیا تو حوضِ کوثر پر نہیں آئے گا۔'' (۳)

﴿68﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے والدین سے نیک سلوک کرو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، (لوگوں کی عورتوں سے) درگزر کرو تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا۔'' (۴)

﴿69﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ شخص کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا یا ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔'' (۵)

﴿70﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دفعہ منبر شریف پر چڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اٰمین! اٰمین! اٰمین!'' پھر ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی:

---

(۱)......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ۴۰۲۲، ص۲۷۱۹، بتقدمٍ و تاخرٍ۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء لايردالقدرالا الدعاء، الحديث: ۲۱۳۹، ص۱۸۶۶۔

(۳)......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب بروااباء کم تبرکم ابناؤکم، الحديث: ۷۳۴۷، ج۵، ص۲۱۳۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحديث: ۱۰۰۲، ج۱، ص۲۸۵۔

(۵)......صحيح مسلم، کتاب البر الصلة، باب رغم من ادرک ابويه......الخ، الحديث: ۶۵۱۰، ص۱۱۲۵۔

یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو پایا پھران دونوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش نہ آیا اور مرکر جہنم میں داخل ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمایئے۔تو میں نے کہا: اٰمین۔ پھر کہا: اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور مر گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اور اسے جہنم میں داخل کر دیا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمایئے۔تو میں نے کہا: اٰمین۔ پھر کہا: اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! جس کے پاس آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھا اور مر کر جہنم میں داخل ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمایئے۔ پس میں نے کہا: اٰمین۔''[1]

﴿71﴾......مذکورہ روایت ان الفاظ میں بھی مروی ہے کہ ''جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور مر کر جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''اٰمین'' فرمایئے۔تو میں نے کہا: اٰمین۔''[2]

﴿72﴾......مستدرک میں اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں، سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا لیکن ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دور ہو۔تو میں نے کہا: اٰمین۔''[3]

﴿73﴾......ایک روایت میں ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے دعا کی:) جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور جہنم میں داخل ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔تو میں نے کہا: اٰمین۔''[4]

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۲۰۲۲، ج۲، ص۲۴۳، دون قولہ ''ثم لم یبرھما''۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الادعیۃ، الحدیث۹۰۴، ج۲، ص۱۳۱۔

[3] ......المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللّٰہ العاق لوالدیہ......الخ، الحدیث۷۳۳۸، ج۵، ص۲۱۳۔

[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۵۵، ج۱۲، ص۶۶۔

﴿74﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کوئی مسلمان غلام آزاد کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے فدیہ ہوگا اور جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔'' (۱)

﴿75﴾......(حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی:) ''یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''پھر کون؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' تیسری بار عرض کی: ''پھر کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تیری ماں۔'' چوتھی بار عرض: ''پھر کون؟'' ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ۔'' (۲)

مشرک والدین سے صلہ رحمی کا حکم:

﴿76﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں میرے پاس میری والدہ آئی جبکہ وہ مشرکہ تھی، میں نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''میری ماں میرے پاس آئی ہے حالانکہ وہ مسلمان نہیں تو کیا پھر بھی میں اس سے صلہ رحمی کروں؟'' ارشاد فرمایا: ''اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔'' (۳)

رضائے الٰہی والدین کی رضا میں ہے:

﴿77﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا باپ کی رضا میں، یا فرمایا: والدین کی رضا میں ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں، یا فرمایا: والدین کی

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث مالک بن عمرو القشیری ،الحدیث:۱۹۰۵۲ ،ج۷،ص۲۸۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث:۵۹۷۱،ص۵۰۶۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الھبة ،باب الھدیة للمشرکین، الحدیث:۲۶۲۰،ص۲۰۶۔

صحیح مسلم، کتاب الزکاة ،باب فضل النفقة والصدقة......الخ، الحدیث:۲۳۲۵،ص۸۳۶۔

ناراضی میں ہے۔‘‘ (۱)

﴿78﴾......حضور نبی ٔکریم ،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’ **اللہ**عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت باپ کی اطاعت میں ،یا فرمایا:والدین کی اطاعت میں ہے اور **اللہ**عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی باپ کی نافرمانی میں ہے۔‘‘ (۲)

﴿79﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’ **اللہ**عَزَّوَجَلَّ کی رضا والدین کی رضا میں اور اس کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔‘‘ (۳)

خالہ سے حسنِ سلوک کا حکم:

﴿80﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی:’’ یارسول **اللہ**صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے،کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟‘‘ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا:’’ کیا تمہاری ماں ہے؟‘‘عرض کی:’’نہیں۔‘‘ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ دریافت فرمایا:’’ کیا تمہاری خالہ ہے؟‘‘اس نے عرض کی:’’جی ہاں۔‘‘ ارشاد فرمایا:’’اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔‘‘ (۴)

بعدِ وصال والدین سے حسنِ سلوک کا طریقہ:

﴿81﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی:’’ یارسول **اللہ**صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !کیا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں سے کوئی ایسی نیکی باقی ہے جو ان کی موت کے بعد بھی میں ان کے ساتھ کرسکتا ہوں؟‘‘ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’جی ہاں!ان کے لئے دعا واستغفار کرنا،ان کے مرنے کے بعد ان کے (کئے ہوئے) وعدے پورے کرنا،ان لوگوں

۱......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب البر والاحسان،باب حق الوالدین، الحدیث:۴۳۰،ج۱،ص۳۲۸۔

شعب الایمان للبیھقی،باب فی برالوالدین ، الحدیث:۷۸۳۰،ج۶،ص۱۷۷۔

۲......المعجم الاوسط،الحدیث:۲۲۵۵،ج۱،ص۶۱۴،دون قولہ:الوالدین۔

۳......البحرالزخار المعروف بمسند البزار،مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث:۲۳۹۴،ج۶،ص۳۷۶،بتغیرٍ۔

۴......جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ،باب فی برالخالۃ،الحدیث:۱۹۰۴،ص۱۸۴۴۔

کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن سے ان (یعنی والدین) کی وجہ سے رشتے قائم ہوئے اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔''[1]

﴿82﴾......صحیح ابن حبان میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''اُس شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ سب کتنا زیادہ اور کتنا عمدہ ہے؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسی پر عمل کرو۔''[2]

باپ کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم:

﴿83﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو ایک دیہاتی شخص مکہ کے راستے میں ملا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے سلام کیا اور اپنے گدھے پر سوار کر لیا نیز اسے اپنا وہ عمامہ شریف بھی عنایت فرمایا جو آپ کے سر پر تھا۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر بھلائی فرمائے، یہ دیہاتی لوگ تو تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہو جاتے ہیں۔''تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: اس کا باپ (میرے والدِ محترم) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت محبت کرتا تھا اور میں نے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔''[3]

﴿84﴾......حضرت سیِّدُنا ابو بردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب میں مدینہ شریف آیا تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟''میں نے عرض کی: ''نہیں۔''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ''جو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ سے قبر میں صلہ رحمی کرے تو اسے چاہئے کہ باپ کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے۔''اور میرے اور تمہارے والد کے درمیان بھائی چارہ اور محبت تھی، لہٰذا میں نے پسند کیا کہ اسے قائم رکھوں۔[4]

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، الحدیث: ۵۱۴۲، ص ۱۵۹۹۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۱۹، ج ۱، ص ۳۲۴۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام، الحدیث: ۶۵۱۳، ص ۱۱۲۵۔

[4] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۳۳، ج ۱، ص ۳۲۹۔

نیک اعمال دُعا کی قبولیت کا ذریعہ ہیں:

﴿85﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’سابقہ کسی امت کے 3 فرد اپنے اہلِ خانہ کے لئے رزق کی تلاش میں کہیں جا رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا یہاں تک کہ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی، اچانک غار کے دہانے پر ایک چٹان نے گر کر راستہ بند کر دیا، تو وہ کہنے لگے: اس چٹان سے نجات اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ ہم اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دعا کریں۔‘‘ (۱)

﴿86﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ’’اُن نیک اعمال کو یاد کرو جو خالص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کئے تھے اور پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ان کے وسیلے سے دعا کرو ہو سکتا ہے وہ اس مصیبت کو ٹال دے۔‘‘ (۲)

﴿87﴾......ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: باہر نکلنے کے آثار ختم ہو گئے، غار کے منہ پر پتھر گر گیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا تمہارا ٹھکانہ کوئی نہیں جانتا، لہٰذا اسی کی بارگاہ میں اپنے خالص اعمال کے وسیلے سے دعا کرو، پس ان میں سے ایک بولا: ’’اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میرے والدین عمر رسیدہ اور بوڑھے تھے، میں شام کو ان سے پہلے اپنے بال بچوں کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن سبزے کی تلاش نے مجھے دور پہنچا دیا اور میری واپسی تک وہ سو چکے تھے، میں نے دودھ دوہا اور والدین کو سوتا پا کر مناسب نہ سمجھا کہ ان سے پہلے اپنے گھر والوں یا مال (یعنی جانوروں) کو کچھ پلاؤں، لہٰذا میں پیالہ ہاتھ میں لئے صبح تک ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا (صبح جب تو وہ بیدار ہوئے) تو انہوں نے اٹھ کر دودھ پیا، اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما جس میں ہم مبتلا ہیں۔‘‘ پس وہ چٹان تھوڑی سی سَرَک گئی لیکن وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔‘‘ (۳)

---

(۱)......الممسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۴۵۷، ج۴، ص۲۸۶۔

صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصۃ اصحاب الغار، الحدیث: ۶۹۴۹، ۶۹۵۰، ص۱۱۵۳۔

صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ......الخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ص۱۷۶۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، الحدیث: ۵۹۷۴، ص۵۰۶۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ......الخ، الحدیث: ۲۲۷۲، ص۷۶۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۴۵۷، ج۴، ص۲۸۶۔

﴿88﴾......ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب واپس آتا تو دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلاتا، ایک روز جنگل میں دور جا نکلا شام کو دیر سے واپس لوٹا وہ اس وقت تک سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور برتن میں لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا لیکن مجھے یہ بھی ناپسند تھا کہ انہیں نیند سے بیدار کروں اور یہ بھی پسند نہ تھا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں جبکہ بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے۔ طلوعِ فجر تک میرا اور میرے والدین کا یہی معاملہ رہا۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ عمل محض تیری رضا کے لئے کیا تو ہمارے لئے کچھ کشادگی فرما دے تاکہ ہم اس غار سے آسمان دیکھ سکیں۔'' چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے غار کا دہانہ کشادہ کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس سے آسمان دیکھ لیا اور دوسرے شخص نے اپنے چچا کی بیٹی سے زنا سے بچنے کا ذکر کیا جبکہ تیسرے نے اپنے مزدور کے مال کی پرورش کا تذکرہ کیا، لہٰذا وہ چٹان مکمل طور پر ان کے سامنے سے ہٹ گئی اور وہ باہر نکل کر چل دیئے۔'' (۱)

۞۞۞۞۞۞۞

{......مدنی قافلوں اورفکرمدینہ کی برکتیں......}

''**دعوتِ اسلامی**'' کے سنتوں کی تربیت کے ''**مدنی قافلوں**'' میں سفر اور روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذریعے ''**مدنی انعامات**'' کا رسالہ پر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے ''**پابندِ سنت**'' بننے، ''**گناہوں سے نفرت**'' کرنے اور ''**ایمان کی حفاظت**'' کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اجابة دعاء من بر والدیه، الحدیث: ۵۹۷۴، ص۵۰۶، مفهومًا۔

کبیرہ نمبر303: **قطع رحمی کرنا (یعنی رشتوں ناطوں سے تعلق توڑنا)**

قطع رحمی کی مذمت میں آیاتِ قرآنیہ:

قطع رحمی کی مذمت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

﴿۱﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ① (پ۴، النساء:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یعنی رشتوں کو توڑنے سے بچو اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿۲﴾ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ㉒ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ㉓ (پ۲۶، محمد:۲۲،۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

﴿۳﴾ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ㉗ (پ۱، البقرۃ:۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔

﴿۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ㉕ (پ۱۳، الرعد:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصّہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر۔

قطع رحمی کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جب مخلوق کو پیدا فرما چکا تو رحم (یعنی رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''(اے اللہ عَزَّوَجَلَّ!) یہ (میرا) کھڑا ہونا تجھ سے قطع رحمی سے پناہ مانگنے کا سبب ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد

فرمایا:''کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے گا میں اس سے جوڑوں گا اور جو تجھ سے توڑے گا میں اس سے توڑوں گا؟''اس نے عرض کی:''ہاں! کیوں نہیں، میں راضی ہوں۔''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشادفرمایا:''یہ تیرے لئے ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مقدسہ پڑھ لو:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ (پ۲۶،محمد:۲۲،۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچّھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللّٰہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔(۱)

﴿2﴾......امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں فوراً اس گناہ کے کرنے والے کو سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سزا دے۔''(۲)

﴿3﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی(متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:''اس سے مراد رشتوں کو توڑنے والا ہے۔''(۳)

﴿4﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر جمعرات اور جمعہ کی رات بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔''(۴)

﴿5﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: میرے پاس جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی:''یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اس رات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، اس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ مشرک کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے، نہ دشمنی

......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث:۶۵۱۸، ص۱۱۲۶۔

......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی عظم الوعید علی البغی وقطیعة الرحم، الحدیث:۲۵۱۱، ص۱۹۰۴۔

......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث:۶۵۲۲، ص۱۱۲۶۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث:۱۰۲۷۷، ج۳، ص۵۳۲۔

رکھنے والے کی طرف، نہ قطعِ رحمی کرنے والے کی طرف، نہ تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے کی طرف، نہ والدین کے نافرمان کی طرف اور نہ ہی شراب کے عادی کی طرف۔'' (۱)

﴿6﴾......سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے شراب کا عادی، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔'' (۲)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گا لیکن صبح وہ لوگ اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، انہیں زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات پیش آئیں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قبیلہ دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں شخص کا گھر دھنسا دیا گیا، ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قوم لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے، ان پر ضرور تباہ کرنے والی ایسی آندھی بھیجی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبیلوں اور گھروں میں ہلاک کر دیا تھا اور ایسا ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی لونڈیاں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔'' (حضرت سیِّدُنا امام ابوداوٗد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں:) ایک اور بری خصلت بھی تھی جسے (راوی) حضرت سیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھول گئے۔'' (۳)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم (یعنی صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ کسی نیکی کا ثواب صلہ رحمی سے جلد نہیں ملتا اور سرکشی سے بچو کیونکہ کسی گناہ کی سزا سرکشی کی سزا سے جلد نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصیام، ما جاء فی لیلة النصف من شعبان، الحدیث: ۳۸۳۷، ج۳، ص۳۸۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث: ۱۹۵۸۷، ج۷، ص۱۳۹۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۶۱۲، ج۵، ص۱۶۔

مسند ابی داؤد الطیالسی، احادیث ابی امامة الباهلی، الحدیث: ۱۱۳۷، ص۱۵۵۔

بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار(1000) سال کی مسافت سے آئے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنے تہبند کو لٹکانے والا اس کی خوشبو نہ پا سکے گا، بے شک کبریائی اللہ ربُّ العٰلمین ہی کے لئے ہے۔'' (۱)

﴿9﴾......ایک روایت میں یوں ہے، راوی فرماتے ہیں: ہم حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج ہمارے ساتھ قطع رحمی کرنے والا نہ بیٹھے۔ چنانچہ، ایک نوجوان محفل سے اٹھ کر اپنی خالہ کے پاس آیا، ان کے درمیان کوئی رنجش تھی، اس نوجوان نے اپنی خالہ سے معافی مانگی اور خالہ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ مجلس میں واپس آیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۲)

﴿10﴾......ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہر قطع رحمی کرنے والا ہمارے پاس سے چلا جائے۔'' ایک نوجوان اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا جس سے اس نے کئی سال سے سلام وکلام ترک کیا ہوا تھا اور اس سے صلح کر لی۔ پھوپھی نے سبب پوچھا تو اس نے ساری بات بتا دی۔ پھوپھی بولی: ''واپس جاؤ اور جا کر پوچھو کہ انہوں نے ایسا کیوں فرمایا؟'' نوجوان نے واپس آکر سبب پوچھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۳)

﴿11﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(رحمت کے) فرشتے اس قوم پر نہیں آتے جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔'' (۴)

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی صلۃ الرحم......الخ، الحدیث۳۸۴۳، ج۳، ص۲۲۸۔

(۳)......الادب المفرد للبخاری، باب لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیھم قاطع رحم، الحدیث:۶۳، ص۲۶۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی صلۃ الرحم......الخ، الحدیث۳۸۴۴، ج۳، ص۲۲۸۔

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ نا اَعمش رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ''حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صبح (کی نماز) کے بعد ایک محفل میں تشریف فرما تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں قطع تعلق کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے درمیان سے اُٹھ جائے کیونکہ ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرنے والے ہیں، یقیناً آسمان کے دروازے قطع تعلقی کرنے والے پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔'' (۱)

﴿13﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''رشتہ داری عرش سے معلق ہو کر (یعنی لٹک کر) کہتی ہے: ''جس نے مجھے جوڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے توڑے گا۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم (یعنی رشتہ داری) کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، پس جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں اسے توڑوں گا۔'' (۳)

﴿15﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود سے بڑھ کر گناہ کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا ہے اور رشتہ داری ایک شاخ ہے جس کا تعلق رَحْمٰن عَزَّوَجَلَّ سے ہے، پس جس نے اسے توڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔'' (۴)

﴿16﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: رشتہ داری رَحْمٰن عَزَّوَجَلَّ سے متعلق ایک شاخ ہے، جو کہتی ہے: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! مجھے توڑ دیا گیا، اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے برا سلوک کیا گیا، اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر ظلم کیا گیا، (وہ پکارتی رہتی ہے) اے میرے پروردگار! اے مرے مالک عَزَّوَجَلَّ!'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ جواب ارشاد فرماتا ہے: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے میں

......جامع لمعمربن راشدمع المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب صلة الرحم، الحدیث: ۲۰۴، ج۱۰، ص۱۸٦۔

......صحیح مسلم، کتاب البر والصله، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث: ۲۵۵۹، ص۱۱۲٦۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی قطیعة الرحم، الحدیث: ۱۹۰۷، ص۱۸۴۴۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، الحدیث: ۱٦۵۱، ج۱، ص۴۰۲۔

اس سے جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے میں بھی اس سے توڑلوں گا۔'' (۱)

﴿17﴾......حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: رشتہ داری چرخے کے تکلے کی طرح ہے، عرش کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے بزبانِ فصیح کہتی ہے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو مجھ سے تعلق جوڑے تو بھی اس سے جوڑ لے اور جو مجھ سے توڑے تو بھی اس سے توڑ لے۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں رحمٰن اور رحیم ہوں، میں نے رحم (رشتہ داری) کو اپنے نام سے ملا دیا ہے، پس جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں بھی اس سے تعلق توڑلوں گا۔'' (۲)

﴿18﴾......حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 چیزیں عرش سے معلَّق (یعنی لٹکی ہوئی) ہیں: (۱)......رشتہ داری، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا مجھے توڑا نہ جائے۔ (۲)......امانت، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا مجھ سے خیانت نہ کی جائے اور (۳)......نعمت، یہ کہتی ہے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا تعلق تجھ سے ہے، لہٰذا میری ناشکری نہ کی جائے۔'' (۳)

﴿19﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عرش کے پائے سے ایک مہر لٹکی ہوئی ہے، جب رحم (یعنی رشتہ داری اپنی بے حرمتی کی) شکایت کرتی ہے، گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر جرأت کی جاتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مہر کو بھیجتا ہے جو اس کے دل پر لگ جاتی ہے، پس اس کے بعد اسے کوئی چیز سمجھ نہیں آتی۔'' (۴)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا کثیر صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے بلکہ ان میں سے اکثر کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے اور اس سے حضرت سیِّدُنا امام رافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۶۲۳ھ) کے توقف کا بھی رد ہو گیا جو انہوں

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحديث:۸۹۸۵، ج۳، ص۳۲۸۔

(۲)......الترغيب و الترهيب، كتاب البر و الصلة، باب الترغيب فی صلة الرحم......الخ، الحديث:۳۸۵۳، ج۳، ص۲۷۲۔

(۳)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند ثوبان، الحديث:۴۱۸۱، ج۱۰، ص۱۱۷۔

(۴)......شعب الايمان للبيهقی، باب فی معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث:۷۲۱۳، ج۵، ص۴۴۳، بتغيرٍ قليلٍ۔

نے ''صاحبِ شامل'' کے اس قول پر کیا کہ ''قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے۔'' اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کے ان کے اس توقف کو برقرار رکھنے کی بھی تردید ہوگئی۔ حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے دیگر مقامات پر ان کے توقف پر اعتراض کیا لیکن اس توقف پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ اس کی تردید زیادہ ضروری تھی۔ قطع رحمی کرنے والے کی مذمت میں مذکورہ صریح احادیث ِمبارکہ اور دوسری آیتِ طیبہ کے باوجود اس میں کیسے توقف کیا جاسکتا ہے؟ نیز حضور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سے پہلی حدیثِ پاک میں ہی قطع رحمی کرنے والے کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے تعلق توڑنے والا قرار دیا ہے اور آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان کہ ''قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' اور قطع رحمی سے جلدی کسی گناہ کی سزا نہیں ملتی اور یہ کہ اس (یعنی قطع رحمی کرنے والے) کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا وغیرہ۔ لہٰذا اس میں توقف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُ نا علامہ جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا مؤقف دیکھا، انہوں نے فرمایا: ''قطع رحمی کے کبیرہ گناہ ہونے میں توقف نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسا (یعنی قطع تعلقی) کرنے والے کے لعنتی ہونے پر قرآنِ کریم میں واضح نص موجود ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام باقر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: میرے والدِ گرامی حضرت سیِّدُ نا امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ دوستی نہ کرو کیونکہ میں نے قرآنِ پاک میں اسے 3 جگہوں پر ملعون پایا۔'' اور پھر انہوں نے سابقہ 3 آیات پڑھیں یعنی قتال والی آیتِ کریمہ میں صریح لعنت ہے، سورۂ رعد کی آیتِ مبارکہ میں عمومی طور پر لعنت ہے کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا اس میں رحم (یعنی رشتہ داری) وغیرہ بھی شامل ہیں اور سورۂ بقرہ کی آیتِ مقدسہ میں لازمی طور پر لعنت ثابت ہے کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو خسارے کو لازم ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر میں صلہ رحمی کے واجب اور قطع رحمی کے حرام ہونے پر امت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

سوال: قطع رحمی سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس میں اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ ولی بن عراقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَاقِی فرماتے ہیں: ''بہتر یہ

ہے کہ اسے اساءَت (یعنی برائی) کے ساتھ خاص کیا جائے۔'' جبکہ بعض دیگر کہتے ہیں کہ '' اسے برائی کے ساتھ خاص کرنا مناسب نہیں بلکہ اس سے احسان کا ترک کرنا مراد لینا چاہئے کیونکہ احادیثِ مبارکہ صلہ رحمی کا حکم دینے اور قطع رحمی سے منع کرنے والی ہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، جبکہ صلہ سے مراد کسی قسم کا احسان کرنا ہے اور قطع رحمی اس کی ضد ہے یعنی احسان نہ کرنا۔''

البتہ! آپ کو اختیار ہے کہ ان دونوں تعریفوں میں سے ہر ایک پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

رہی پہلی تعریف تو اگر اساءَت سے مراد ایسا فعل ہو جو مکروہ اور حرام کو شامل ہو یا جو حرام کے ساتھ خاص ہو اگرچہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو تو یہ امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے نافرمانی کے متعلق بیان کئے گئے اس قاعدے کی نفی کرتا ہے کہ '' اگر اس نے اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اگر وہ اجنبی کے ساتھ کرتا تو یہ گناہِ صغیرہ اور حرام ہوتا جبکہ والدین میں سے کسی کی ساتھ ایسا سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔'' جب نافرمانی کا قاعدہ یہ ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ والدین کا حق باقی قریبی رشتہ داروں سے زیادہ ہوتا ہے، نیز نافرمانی قطع رحمی کے علاوہ ہوتی ہے جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام وضاحت کرتا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کا قطع رحمی کو کبیرہ قرار دینے میں توقف کرنا بھی معلوم ہو چکا ہے تو اب ضروری ہے کہ قطع رحمی پر ایسے کبیرہ گناہ ہونے کا حکم لگایا جائے جو نافرمانی سے بھی زیادہ ایذا کا باعث ہوتا کہ والدین کے مقام و مرتبہ کی بلندی ظاہر ہو اور حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول کے اعتبار سے دونوں کا ایک جیسا ہونا لازم آتا ہے بلکہ قطع رحمی میں نافرمانی سے کم ایذا پائی جاتی ہے اس پر بنا کرتے ہوئے کہ اُن کے کلام میں اساءَت اس کے فعل کو شامل ہے پس اس لحاظ سے دیگر رشتے دار والدین سے جدا ہو جائیں گے اس اعتبار سے کہ مطلق ایذا ان کے حق میں کبیرہ گناہ ہے جبکہ والدین کے حق میں کبیرہ نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مذکورہ کلام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے واضح مؤقف کے خلاف ہے لہٰذا اس کی تردید واجب ہے تاکہ مذکورہ بات لازم نہ آئے۔

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ نافرمانی کے متعلق علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام مذکورہ مؤقف کی نفی کرتا ہے تو دیگر کا یہ مؤقف کہ قطع رحمی سے مراد احسان نہ کرنا ہے۔ تو یہ بھی پہلے مؤقف سے رد کر دیا گیا اور اب ان کے کلام اور

نافرمانی اور قطع رحمی کے درمیان فرق میں موافقت کے لئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے سے مراد وہ ہے جو میں نے ذکر کیا ہے نہ کہ وہ جو علامہ بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے حوالے سے گزرا۔ کیونکہ اس سے دونوں کا ایک جیسا ہونا لازم آتا ہے اور دوسرے سے مراد بغیر عذر شرعی کے احسان اور تعلق ختم کرنا کیونکہ اس کا توڑنا دلوں کی دوری ، نفرت اور اس کی اذیت کی طرف لے جاتا ہے تو اس صورت میں تصدیق کی جائے گی کہ یہ قطع رحمی ہے اور اگر فرض کرلیا جائے کہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف سے قریبی رشتہ دار کو احسان اور برائی نہیں پہنچتی تو وہ اس سے فاسق نہیں ہوگا کیونکہ والدین کے حق میں اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ ان سے ایسا سلوک نہ کرے جو ایذا کا متقاضی ہو تو کبیرہ نہیں ہوگا تو دیگر قریبی رشتہ داروں کے حق میں بدرجۂ اولیٰ کبیرہ نہ ہوگا اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار سے احسان نہیں روکتا لیکن اس کے ساتھ صغیرہ گناہ اور فعلِ حرام کا ارتکاب کرتا ہے یا اس کے سامنے تیوری چڑھاتا ہے یا مجمع میں اس کے لئے کھڑا نہیں ہوتا اور اس کو اہمیت نہیں دیتا تو یہ فسق نہیں کہلائے گا بخلاف اس کے کہ اپنے والدین میں سے کسی کے ساتھ ایسا کرے۔ کیونکہ ان کا زیادہ حق تقاضا کرتا ہے کہ انہیں باقی قریبی رشتہ داروں پر ایسی ترجیح دی جائے جس کی مثال ان میں نہ پائی جائے اور دوسرے قاعدے کی بنا پر جو میں نے ذکر کیا اس میں کوئی فرق نہیں کہ قریبی رشتہ دار سے مال، خط و کتابت اور ملاقات وغیرہ کے ذریعے احسان کیا جائے پس ایسا کرنے کے بعد بلا عذرِ شرعی ان کو روک لینا کبیرہ گناہ ہے۔

سوال: مال، ملاقات یا خط و کتابت وغیرہ میں عذر سے کیا مراد ہے؟

جواب: **مال میں عذر** سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے وہ صلہ رحمی کیا کرتا تھا پھر اس کی اپنی ضروریات بڑھ گئیں یا شارع نے کسی اجنبی کے زیادہ محتاج یا نیک ہونے کی وجہ سے اس کو قریبی رشتہ دار پر مقدم کرنے کا حکم دیا تو اس صورت میں اس کا احسان نہ کرنا یا عذر کی وجہ سے کسی اجنبی کو مقدم کرنا اس سے فسق ختم کردے گا اگرچہ وہ اس وجہ سے قریبی رشتہ دار کی دل جوئی ہی ختم کردے کیونکہ اس نے قریبی پر اجنبی کو مقدم کرنے میں شارع کے حکم کی رعایت کی ہے اور یہ تو واضح بات ہے کہ اگر وہ قریبی رشتہ دار کو سال میں معین مقدار دیتا تھا پھر اس میں کمی کردی تو وہ فاسق نہیں ہوگا لیکن اگر بلا عذر شرعی بالکل امداد ہی روک دی تو فاسق ہوگا۔

سوال: اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ قریبی پر اس خوف سے احسان نہ کیا جائے کہ اگر اس پر احسان کیا تو ہمیشہ احسان کرنا پڑے گا اور اگر احسان کرنا بند کر دیا تو فاسق ہو جائے گا حالانکہ یہ قریبی رشتہ دار پر احسان کرنے پر ابھارنے میں شارع کی مراد کے خلاف ہے؟

جواب: یہ خدشہ لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ اس پر لازم یہ ہے کہ کسی پر اپنی استطاعت کے مطابق احسان کرے، نیز احسان کرنا بالکل ہی ترک نہ کر دے۔ اکثر لوگوں کو قرابت کی شفقت اور رشتہ داروں کی رعایت ان سے صلہ رحمی کرنے پر ابھارتی ہے، پس جن سے محبت ہو ان پر ہمیشہ احسان کرنے کا معاملہ نفرت پیدا نہیں کرتا بلکہ مزید احسان کرنے پر اُبھارتا ہے، البتہ! یہ خدشہ اس وقت لازم آتا جب ہم یوں کہتے کہ ''جب وہ اسے کوئی خاص چیز دے تو اس پر اس مخصوص چیز کا ہمیشہ دینا لازم ہے اگرچہ کوئی عذرِ شرعی بھی موجود ہو۔'' حالانکہ ہم نے اس طرح نہیں کہا کہ جس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا۔

(۱)......ملاقات میں عذر کا قاعدہ یہ ہوسکتا ہے کہ جمعہ کے عذر کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکا کیونکہ یہ فرضِ عین ہے اور اس کا چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

(۲)......خط و کتابت ترک کرنے میں عذر کا ضابطہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قابلِ اعتماد شخص نہیں پارہا کہ جسے خط دے کر بھیج سکے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اس نے کسی (شرعی) عذر کی وجہ سے مخصوص وقت میں اپنے کسی قریبی عزیز سے ملاقات نہ کی تو اس پر کسی دوسرے وقت میں اس ملاقات کی قضا لازم نہیں۔

پس جو میں نے ذکر کیا اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ حاصل کریں کیونکہ میں نے کسی کو ان نکات پر آگاہ نہیں پایا حالانکہ اس میں عُمُوْمِ بَلْوٰی ہے اور اس کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

اولاد، چچا اور خالہ ذوی الارحام میں سے ہیں، اب ان کے بارے میں گفتگو ہوگی اور ان سے قطع تعلقی اور والدین کی نافرمانی کے درمیان فرق کے متعلق وضاحت ہوگی۔

﴿20﴾......حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔''[1]

﴿21﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا چچا اس کے

[1]......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، الحدیث: ۴۲۵۱، ص۳۴۸۔

باپ کی مثل ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ ناعلامہ زرکشی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:'' خالہ اور چچا دونوں ماں اور باپ کی مثل ہیں یہاں تک کہ نافرمانی میں بھی ایک جیسا حکم ہے۔'' مگر ان کا یہ قول محلِ نظر ہے اور ان احادیث سے یہ مراد نہیں کیونکہ ان دونوں احادیث میں عموم نہیں، نہ ہی یہ فرمانِ اقدس خاص نافرمانی کے متعلق ہوا۔مثل ہونے کے لئے تو چند امور میں مشابہت کافی ہے۔مثلاً بچے کی پرورش کا حق اور محرومیت وغیرہ خالہ کے لئے بھی اسی طرح ثابت ہیں جس طرح ماں کے لئے ثابت ہیں اور چچا کی عزت کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح باپ کی عزت کرنا ضروری ہے۔مگر نافرمانی کے معاملہ میں خالہ اور چچا کو والدین کے مثل قرار دینے کی کوئی تصریح نہیں، نیز یہ ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام کے بھی منافی ہے،لہٰذا اس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی، بلکہ آیاتِ طیبہ اور احادیثِ مبارکہ تو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ والدین کو جس رعایت، احترام اور حسنِ سلوک کے عظیم معاملے سے خاص کیا گیا ہے اس تک بقیہ اقارب نہیں پہنچ سکتے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی نافرمانی تو فسق کا موجب ہے لیکن دوسروں کی نافرمانی فسق کا موجب نہیں۔جبکہ حضور نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:'' **قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔**'' (۲)

سُوال: یہ ہے کہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے کلام کے مقابل سابقہ وضاحت، کی تائید کرتا ہے۔چنانچہ، گزشتہ حدیث پاک کے تحت بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں:'' جس نے اپنے کمزور وضعیف قرابت داروں سے قطع تعلقی کی اور انہیں چھوڑا اور ان پر تکبر کیا اور نیکی اور احسان کے ذریعے ان کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی حالانکہ یہ امیر ہو اور وہ فقیر تو وہ اس وعید میں داخل ہے یعنی دخولِ جنت سے محروم ہے۔ہاں! اگر وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرلے اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے تو اس وعید سے بری ہوسکتا ہے۔چنانچہ،

......صحیح مسلم ،کتاب الزکاۃ،باب فی تقدیم الزکاہ و منعھا،الحدیث۲۲۷۷،ص۸۳۲۔

......صحیح البخاری ،کتاب الادب ،باب اثم القاطع، الحدیث۵۹۸۴، ص۵۰۷۔

﴿22﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے قرابت دار کمزور (یعنی غریب) ہوں اور وہ ان پر احسان نہ کرے اور اپنا صدقہ غیروں کو دے دے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو اس کا صدقہ قبول فرمائے گا اور نہ ہی بروزِ قیامت اس کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا۔'' (۱)

اگر فقیر ہو تو اپنے قرابت داروں سے ملاقات کرکے نیز ان کے احوال پوچھ کر تعلقات درست رکھے۔ چنانچہ،

﴿23﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اگرچہ سلام کرنے کے ساتھ ہی ہو۔'' (۲)

جواب: قائل کا اپنے کمزور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے اور انہیں چھوڑنے یا ان پر تکبر کرنے والے کو جنت سے محروم قرار دینا واضح ہے مگر نیکی اور احسان کے ذریعے ان کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرنے والے پر جہنمی ہونے کا مطلق حکم لگانا ممنوع ہے اور اس کے جواب میں ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی یہ وضاحت کافی ہے کہ ''ماں، باپ، دادا، دادی اور اوپر تک تمام آباؤ اجداد پر خرچ کرنا واجب ہے اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نیچے تک کی تمام اولاد پر بھی خرچ کرنا واجب ہے، لیکن دوسرے قرابت داروں پر خرچ کرنا واجب نہیں۔'' اور یہ بھی تصریح ہے کہ ''قرابت داروں اور ذوی الارحام پر صدقہ کرنا سنت ہے نہ کہ واجب۔''

اگر ان پر مال کے ساتھ احسان نہ کرنے کو کبیرہ قرار دیا جائے تو ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مطلق قرار دینے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، پس ان کے قطع رحمی قرار دینے سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز دیتا تھا پھر روک لی اور قطع رحمی کے متعلق میرا ذکر کردہ مؤقف بھی اسی کی تائید کرتا ہے جو حضرت سیِّدُنا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور ان کے مخالف مؤقف رکھنے والے کی وضاحت کے خلاف ہے، نیز اُن کا مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے استدلال کا صحیح ہونا ان کی سند کے صحیح ہونے پر موقوف ہے۔ ہاں! جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے توفیق دی ہو اسے چاہئے کہ اس قول پر عمل کرے اور اپنی قدرت کے مطابق قرابت داروں پر خوب احسان کرے۔ عنقریب قریبی رشتہ داروں پر احسان کرنے کی تاکید اور اس کی فضیلت و مرتبے کے بارے میں کثیر احادیثِ مبارکہ بیان کی جائیں گی۔

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۸۸۲۸، ج۶، ص۲۹۶، مفہوماً۔

(۲)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۱۶۴۹ محمد من عبد الملک الانصاری، ج۷، ص۳۴۸۔

بَرَہُوْت نامی کنواں جہنم کے منہ پر ہے:

منقول ہے کہ ایک امیر شخص نے حج کا ارادہ کیا تو ایک اور امیر شخص کے پاس عرفہ سے لوٹنے تک بطورِ امانت ہزار(1000) دینار رکھے۔ جب واپس آیا تو اسے مرا ہوا پایا، اس نے اپنے مال کے متعلق اس کی اولاد سے دریافت کیا لیکن انہیں اس کی کوئی خبر نہ تھی، لہٰذا اس نے مکۂ مکرمہ کے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ جب آدھی رات ہو تو آبِ زمزم کے کنوئیں کے پاس آ کر اس میں دیکھنا اور پھر اس مرنے والے شخص کا نام لے کر آواز دینا، اگر وہ اہلِ خیر میں سے ہوا تو پہلی ہی بار پکارنے پر تمہیں جواب دے گا۔ چنانچہ، وہ گیا اور اس میں آواز دی لیکن کسی نے اسے جواب نہ دیا، اس نے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو واپس آ کر بتایا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ''ہمیں خوف ہے کہ تمہارا دوست جہنمیوں میں سے ہے، اب تم یمن جاؤ، وہاں ایک بَـرَہُوت نامی کنواں ہے، منقول ہے کہ وہ جہنم کے منہ پر ہے، وہاں رات کے وقت جا کر دیکھنا اور پکارنا: اے فلاں! وہ تمہاری آواز کا جواب دے گا۔

چنانچہ، وہ یمن گیا اور جا کر اس کنوئیں کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو اس کی رہنمائی وہاں تک کر دی گئی، لہٰذا رات کے وقت اس نے وہاں جا کر آواز دی: اے فلاں! پس اس کے اس دوست نے اس کی آواز کا جواب دیا تو اس نے پوچھا: ''میرے دینار کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے اپنے گھر کی فلاں جگہ اسے دفن کر دیا اور اپنے بچوں کو بھی نہیں بتایا، ان کے پاس جاؤ اور وہاں گڑھا کھودو گے تو اپنا مال پا لو گے۔ پھر اس نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں یہاں پہنچایا حالانکہ میں تمہارے بارے میں اچھا گمان کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا: ''میری ایک غریب بہن تھی، میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر مہربانی نہیں کرتا تھا، اس سبب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سزا دی اور مجھے اس مقام پر پہنچا دیا۔

سابقہ صحیح حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے۔ چنانچہ، رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (1)

فائدہ: اب وہ احادیثِ مبارکہ ذکر کی جائیں گی جن میں صلہ رحمی کی سخت تاکید کی گئی اور اس پر اُبھارا گیا ہے۔ چنانچہ،

(1)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث:۲۵۵۶، ص۱۱۲۶۔

﴿24﴾......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔'' (۱)

﴿25﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۲)

﴿26﴾......حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جسے یہ پسند ہو کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۳)

﴿27﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے نسب کی تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتے جوڑو کیونکہ رشتے جوڑنا (یعنی صلہ رحمی کرنا) گھر والوں میں محبت، مال میں برکت اور درازیٔ عمر کا سبب ہے۔'' (۴)

﴿28﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو، اس کا رزق فراخ کر دیا جائے اور اس سے بری موت دور کر دی جائے تو اسے چاہئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔'' (۵)

﴿29﴾......**سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تورات شریف

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف......الخ، الحدیث: ۶۱۳۸، ص ۵۱۷۔
(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق لصلة الرحم، الحدیث: ۵۹۸۶، ص ۵۰۷۔
(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق لصلة الرحم، الحدیث: ۵۹۸۵، ص ۵۰۷۔
(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی تعلیم النسب، الحدیث: ۱۹۷۹، ص ۱۸۵۰۔
(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۱۲۱۲، ج ۱، ص ۳۰۲۔

میں لکھا ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر اور رزق میں اضافہ ہو تو اُسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۱)

﴿30﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ صدقہ اور صلہ رحمی کی وجہ سے عمر میں اضافہ فرماتا ہے، نیز بری موت اور ہر ناپسندیدہ اور قابلِ احتراز شئے دور فرما دیتا ہے۔'' (۲)

سب سے زیادہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ اعمال:

﴿31﴾......قبیلۂ خثعم کے ایک شخص کا بیان ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی علَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے، میں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''آپ ہی ہیں جو اپنے آپ کو اللہ عزَّوَجَلَّ کا رسول کہتے ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں ہی ہوں۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عزَّوَجَلَّ پر ایمان لانا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''صلہ رحمی کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! اللہ عزَّوَجَلَّ کو سب سے زیادہ کون سا عمل ناپسند ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! پھر کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''قطع رحمی کرنا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا۔'' (۳)

﴿32﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ایک سفر میں تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! یا کہا: یا محمد صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم رُک گئے پھر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی علَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اس

......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب ارحموا اھل الارض... الخ، الحدیث: ۷۳۶۲، ج۵، ص۲۲۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۴۰۹۰، ج۳، ص۳۹۸۔

......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث رجل من خثعم لم یسم، الحدیث: ۶۸۰۴، ج۶، ص۵۵۔

شخص کو نیکی کی توفیق دی گئی یا فرمایا: اسے ہدایت دی گئی۔'' اس کے بعد اس کی طرف متوجہ ہو کر استفسار فرمایا: ''تم نے کیا کہا تھا؟'' اس نے اپنا سوال دُہرایا تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزَّوَجلَّ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو، (پھر فرمایا) اب اونٹنی کو چھوڑ دو۔'' (۱)

﴿33﴾......ایک روایت میں ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے ذی رحم سے صلہ رحمی کرو۔'' جب وہ چلا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اُسے جن باتوں کا حکم دیا ہے اگر اس نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' (۲)

﴿34﴾......حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزَّوَجلَّ ایک قوم کے ذریعے شہروں کو آباد کرتا ہے اور ان کے مالوں کو بڑھا دیتا ہے لیکن جب سے انہیں پیدا کیا ناپسند کرتے ہوئے ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائی۔'' عرض کی گئی: ''**یارسول اللہ** صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! ان پر یہ (انعام واکرام) کس وجہ سے ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے۔'' (۳)

﴿35﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے نرمی عطا کی گئی اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ عطا کر دیا گیا اور صلہ رحمی، اچھا پڑوس اور اچھے اخلاق ملکوں کو آباد کرتے اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔'' (۴)

﴿36﴾......ایک صحابیہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ''**یارسول اللہ** صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سب سے زیادہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا، سب سے

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ ......الخ، الحدیث: ۱۰۴، ص ۶۸۲۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۱۰۶، ص ۶۸۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۵۶، ج ۱۲، ص ۶۷، "ینمی لھم الاموال" بدلہ "ویثمر الاموال"۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۵۳۱۴، ج ۹، ص ۵۰۴۔

زیادہ نیکی کا حکم دینے والا اور سب سے زیادہ برائی سے منع کرنے والا۔'' (۱)

﴿37﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''میرے خلیل صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اچھی عادات کی وصیت فرمائی، مجھے حکم فرمایا کہ (۱) (دنیاوی اعتبار سے) اپنے سے اعلیٰ کی طرف نہ دیکھوں بلکہ اپنے سے ادنیٰ کی طرف دیکھوں (۲) مسکینوں سے محبت اور ان سے قربت رکھوں (۳) صلہ رحمی کروں اگرچہ دور کا رشتہ دار ہی ہو (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (۵) حق بات کہوں اگرچہ کڑوی ہو اور (۶) ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ'' کی کثرت کروں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔'' (۲)

﴿38﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ''انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی لیکن رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت نہ لی۔ جب وہ دن آیا جس میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے پاس آتے تھے تو انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کردی؟'' استفسار فرمایا: ''کیا واقعی تم نے ایسا ہی کیا؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو زیادہ اجر ملتا۔'' (۳)

﴿39﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تمہاری ماں ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ پوچھا: ''کیا تمہاری خالہ ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔'' (۴)

﴿40﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ

......شعب الایمان للبیهقی، باب فی صلة الارحام، الحدیث: ۷۹۵۰، ج۶، ص۲۲۰۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب صلة الرحم، الحدیث: ۴۵۰، ج۱، ص۳۳۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب هبة المراة لغیر زوجها......الخ، الحدیث: ۲۵۹۲، ص۲۰۴۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب فی بر الخالة، الحدیث: ۱۹۰۴، ص۱۸۴۴، "اذنبت" بدله "اصبت"۔

نہیں جو دوسرے کی صلہ رحمی کا بدلہ دے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔''(۱)

﴿41﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم ہر ایک کی رائے پر نہ چلو یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ پر اعتماد و بھروسا کرو، اگر لوگ تم سے بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر ظلم کریں تو ظلم نہ کرو۔''(۲)

﴿42﴾......(حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی:) ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے (بعض) رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں تو ان سے تعلق جوڑتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں اور میں ان سے بھلائی کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے جہالت آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم درحقیقت ایسا ہی کرتے ہو جیسا تم نے کہا ہے تو گویا تم انہیں ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس روش پر رہو گے اللہ عزوجل کی طرف سے ان کے مقابلے میں تمہارا ایک مددگار رہے گا۔''(۳)

﴿43﴾......حضور نبیٔ کریم، رء وف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل صدقہ اپنے بدباطن (یعنی دل میں دشمنی چھپانے والے) ذی رحم پر صدقہ کرنا ہے۔''(۴)

﴿44﴾......گزشتہ فرمان نبوی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس حدیث پاک کے ہم معنی ہے: ''جو تم سے تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو۔''(۵)

﴿45﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس میں 3 خوبیاں موجود ہوں اللہ عزوجل اس کا حساب آسان فرما دے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' صحابۂ کرام

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافئ، الحدیث:۵۹۹۱، ص۵۰۷۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، الحدیث:۲۰۰۷، ص۱۸۵۲۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها، الحدیث:۶۵۲۵، ص۱۱۲۶۔

(۴)......صحیح ابن خزیمة، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة......الخ، الحدیث:۲۳۸۶، ج۴، ص۷۸۔

(۵)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبادة بن الصامت، الحدیث:۲۷۲۷، ج۷، ص۱۶۲۔

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱) جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو (۲) جو تم سے تعلق توڑے اس سے جوڑو اور (۳) جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔ جب تم نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔'' (۱)

﴿46﴾......حضرت سَیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے دستِ اقدس تھام کر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے فضیلت والے اعمال بتائیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عقبہ! جو تجھ سے تعلق توڑے اس سے جوڑ، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردے۔'' (۲)

﴿47﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''سنو! جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ اور رزق کشادہ ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔'' (۳)

﴿48﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے سب سے اچھے اخلاق نہ بتاؤں؟ (پھر خود ہی فرمایا:) جو تم سے تعلق توڑے اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔'' (۴)

﴿49﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا عمل یہ ہے کہ جو تجھ سے تعلق توڑے اس سے جوڑ، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھے گالی دے اسے معاف کر دے۔'' (۵)

﴿50﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ دَرَجات بلند فرماتا ہے۔'' (۶)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحديث: ۵۰۶۴، ج۴، ص۱۹۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ۱۷۳۳۶، ج۶، ص۱۲۷۔

(۳)......المستدرک، کتاب البر والصلة، باب من اراد ان يمد فی رزقه فليصل ذارحمه، الحديث: ۷۳۶۶، ج۵، ص۲۲۴۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحديث: ۵۵۶۷، ج۴، ص۱۶۰۔ (۵)......المعجم الکبير، الحديث: ۴۱۳، ج۲۰، ص۱۸۸۔

(۶)......الترغيب والترهيب، کتاب البر والصلة، باب الترغيب فی صلة الرحم......الخ، الحديث: ۳۸۶۴، ج۳، ص۲۷۵۔

﴿51﴾......ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ عزت اور بلند دَرَجات عطا فرماتا ہے۔'' (راوی کہتے ہیں:) صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی علَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم!'' ارشاد فرمایا: ''جو تم سے جہالت کا برتاؤ کرے تم اس سے بردباری سے پیش آؤ، جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلُّق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو۔'' (۱)

﴿52﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکی اور صلہ رحمی کا ثواب سب سے جلد ملتا ہے اور سب سے جلد سزا نافرمانی اور قطع رحمی کی ملتی ہے۔'' (۲)

﴿53﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ سے بڑھ کر کسی گناہ کی سزا دینے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ جلدی نہیں فرماتا کہ آخرت میں بھی اس کی سزا دے اور دنیا میں بھی، بلاشبہ ثواب کے اعتبار سے سب سے جلدی صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ کسی کے گھر والے فقیر ہوں اور آپس میں صلہ رحمی کریں تو اُن کے اموال بڑھ جائیں گے اور تعداد بھی زیادہ ہو جائے گی۔'' (۳)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب مکارم الاخلاق، الحدیث: ۱۳۶۹۵، ج۸، ص۳۴۵۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب البغی، الحدیث: ۴۲۱۲، ص۲۷۳۳۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب البغی، الحدیث: ۴۲۱۱، ص۲۷۳۳۔

الترغیب والترهیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی صلة الرحم......الخ، الحدیث: ۳۸۶۶، ج۳، ص۲۷۶۔

کبیرہ نمبر304: خودکو آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کرنا

کس کی عبادت قبول نہیں ہوتی؟

﴾1﴿......سیِّدِ عالم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا یا اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کو اپنا مالک بتایا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ،فرشتوں اورتمام لوگوں کی لعنت ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔''(۱)

﴾2﴿......رحمتِ عالم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے آپ کو اپنے آقا کے علاوہ کی طرف منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''(۲)

﴾3﴿......حضور نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کیا یا اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کو اپنا مالک بتایا اس پر لگاتار قیامت کے دن تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔''(۳)

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر305: غلام کو آقا کے خلاف بھڑکانا

﴾1﴿......حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے کسی کے خلاف اس کی بیوی یا اس کے غلام کو بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔''(۴)

﴾2﴿......حضور نبیِّ رحمت،شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔''(۵)

---

(۱)......صحیح مسلم،کتاب الحج،باب فضل المدینۃ......الخ،الحدیث:۳۳۲۷،ص۹۰۵۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب العتق،باب الولاء،الحدیث:۴۳۱۲،ج۶،ص۲۶۷۔

(۳)......سنن ابی داود،کتاب الادب،باب فی الرجل ینتمی الی غیرموالیہ،الحدیث:۵۱۱۵،ص۱۵۹۸۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث بریدۃ الاسلمی،الحدیث:۲۳۰۴۰،ج۹،ص۱۶۔

(۵)......سنن ابی داود،کتاب الطلاق،باب فیمن خبب امراۃ علی زوجھا،الحدیث:۲۱۷۵،ص۱۳۸۳۔

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم ،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی غلام کو اس کے گھر والوں (یعنی مالکوں) کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔''(۱)

تنبیہ:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ تقاضا کرتی ہیں کہ اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جائے کیونکہ کسی کے مسلمان ہونے کی نفی کرنا ایک سخت وعید ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) وغیرہ نے اس کی مثل گناہوں کے متعلق وضاحت فرمائی ہے، پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام پایا کہ انہوں نے اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

کبیرہ نمبر306: غلام کا بھاگ جانا

کس غلام کی نماز مقبول نہیں؟

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو غلام اپنے آقا سے بھاگ گیا اس سے (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) ذمہ اُٹھ گیا۔''(۲)

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی۔''(۳)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے:''یقیناً اس نے کفر کیا یہاں تک کہ اُن (یعنی اپنے مالکوں) کے پاس واپس آجائے۔''(۴)

کس عورت کی عبادت قبول نہیں؟

﴿4﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''2 قسم کے لوگ ایسے

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب الحظر والاباحۃ ،الحدیث:۵۵۳۴،ج۷،ص۴۳۴۔

(۲)......صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،باب تسمیۃ العبد الآبق کافرا ،الحدیث:۲۲۹،ص۶۹۱۔

(۳)......المرجع السابق ،الحدیث:۲۳۰۔ (۴)......المرجع السابق ،الحدیث:۲۲۸۔

ہیں کہ جن کی نماز ان کے سروں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱) وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگ گیا یہاں تک کہ لوٹ آئے اور (۲) وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی نافرمانی کی یہاں تک کہ لوٹ آئے۔''[۱]

﴾5﴿......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱)...... بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ لوٹ آئے (۲)......جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)......کسی قوم کا ایسا امام جسے وہ ناپسند کرتے ہوں۔''[۲]

﴾6﴿......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس بھاگے ہوئے غلام کو موت آجائے وہ جہنم میں داخل ہو گا اگرچہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل کر دیا جائے۔''[۳]

﴾7﴿......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ 3 افراد کی نہ تو کوئی نماز قبول فرماتا ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے: (۱)......نشے میں مدہوش انسان یہاں تک کہ ہوش میں آجائے (۲)......ایسی عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳)...... بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس لوٹ کر اپنا ہاتھ اپنے مالکوں کے ہاتھ میں دے دے۔''[۴]

﴾8﴿......اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 شخص ایسے ہیں جن سے کوئی سوال نہ ہو گا (یعنی انہیں بغیر حساب و کتاب جہنم میں داخل کر دیا جائے گا): ''(۱)......وہ شخص جو جماعت سے علیحدہ ہوا اور اپنے امام کی نافرمانی کی (۲)......وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ کر مر گیا تو وہ نافرمان ہو کر مرا اور (۳)......جس عورت کا شوہر اس کے پاس موجود نہ تھا اور اس (کے شوہر) نے اس کی ضروریاتِ دُنیا پوری کیں پھر بھی عورت نے اس کے بعد اُس سے خیانت کی۔'' اور مزید 3 شخص ایسے ہیں جن سے کوئی سوال نہ ہو گا: ''(۱)......وہ

---

[۱]......المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۶۲۸، ج۲، ص۳۹۳۔

[۲]......جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء (فی) من ام قوما وھم لہ کارھون، الحدیث: ۳۶۰، ص۱۶۷۶۔

[۳]......المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۲۳۲، ج۶، ص۴۰۸۔

[۴]......المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۲۳۱، ج۶، ص۴۰۸۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، باب آداب الاشربۃ، الحدیث: ۵۳۳۱، ج۷، ص۳۷۰۔

شخص جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی رِدَاء (چادر) میں جھگڑا کیا کیونکہ بڑائی وکبریائی اس کی رِدَاء ہے جبکہ عزت اس کا اِزَار (تہبند) ہے [1]۔ (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی حکم میں شک کرنے والا اور (۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس ہونے والا۔'' [2]

﴿9﴾......امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں ''اس (عورت) نے اس کے بعد اس سے خیانت کی'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں: ''اس نے اپنے شوہر کے بعد (اجنبی مردوں کے لئے) زیب وزینت اختیار کی۔'' اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ''وہ لونڈی اور غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے۔'' [3]

تنبیہ: ان صحیح کثیر احادیثِ مبارکہ کی بنا پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر 307: آزاد انسان کو غلام بنا کر خدمت لینا

کس امام کی نماز مقبول نہیں؟

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 افراد کی نماز قبول نہیں فرماتا: (۱) جو کسی قوم کا امام بنے جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وقت گزار کر نماز پڑھنے والا اور (۳) وہ شخص جس نے کسی آزاد کو غلام بنایا۔'' [4]

......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراٰۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 659 پر فرماتے ہیں: ''کبر سے مراد ذاتی بڑائی ہے۔ اور عظمت (عزت) سے مراد صفاتی بڑائی۔ چادر اور تہبند فرمانا ہم کو سمجھانے کے لیے ہے کہ جیسے ایک چادر ایک تہبند دو آدمی نہیں پہن سکتے۔ یوں ہی عظمت و کبریائی سوائے میرے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے)، دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتی۔ خیال رہے کہ کبریائی۔ عظمت سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اس لیے کبریائی کو چادر اور عظمت کو تہبند فرمایا۔ چادر تہبند سے افضل ہوتی ہے۔ (ملخصًا)

[1]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب طاعۃ الائمۃ، الحدیث: ۴۵۴۰، ج۷، ص۴۴۔

البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند فضالۃ بن عبید، الحدیث: ۳۷۴۹، ج۹، ص۲۰۴۔

[3]......المستدرک للحاکم، کتاب العلم، باب من فارق الجماعۃ......الخ، الحدیث: ۴۱۹، ج۱، ص۳۲۳۔

[4]......سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یؤم القوم وھم لہ کارھون، الحدیث: ۵۹۳، ص۱۲۶۷۔

حضرت سیِّدُ نا علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''آزاد کو غلام بنانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو چھپائے رکھے یا آزاد کرنے سے انکار کر دے اور یہ بعد والے سے زیادہ برا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ آزاد کرنے کے بعد بھی اسے روکے رکھے اور اس سے زبردستی خدمت لے۔'' اور اس صورت کا حکم باقی ہے کہ وہ کسی دوسرے کے غلام سے خدمت لے یا اسے زبردستی غلام بنا لے۔

تنبیہ: ذکر کردہ صریح حدیثِ پاک سے اس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر308: غلام کا آقا کی لازم خدمت نہ کرنا

کبیرہ نمبر309: آقا کا غلام کی ضروریات پوری نہ کرنا اور طاقت سے زیادہ کام لینا

کبیرہ نمبر310: اُسے ہمیشہ زدوکوب کرنا

کبیرہ نمبر311: اُسے خصی کر کے تکلیف دینا خواہ وہ نابالغ ہو، نیز بلا سببِ شرعی غلام یا چوپائے کو کوئی اور عذاب دینا

کبیرہ نمبر312: جانوروں کو آپس میں لڑانا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری ناراضی اس شخص پر شدت اختیار کر جاتی ہے جو کسی ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔''[1]

حضرت سیِّدُ نا ابو شیخ اور حضرت سیِّدُ نا ابن حبان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نقل کرتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایک بندے

[1] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۱۷، الجزء الاول، ص۱۳۔

کو قبر میں 100 کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا، وہ برابر عرض کرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا پس اس ایک کوڑے سے ہی قبر میں آگ بھر گئی۔ جب وہ آگ ٹھنڈی ہوئی اور اُسے افاقہ ہوا تو اس نے پوچھا: ''مجھے کوڑا کیوں مار رہے ہو؟'' فرشتوں نے جواب دیا: ''تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا لیکن (قدرت رکھنے کے باوجود) تو نے اس کی مدد نہ کی تھی۔'' (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابومسعود بدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ پیچھے سے آواز سنی: ''اے ابومسعود! جان لو!'' میں نے غصے کی وجہ سے آواز نہ سمجھی اور جب آواز دینے والی شخصیت میرے قریب آئی تو دیکھا کہ وہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں، جو ارشاد فرما رہے تھے کہ ''اے ابومسعود! جان لو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس غلام پر قادر ہے۔'' میں نے عرض کی: ''آئندہ میں کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا۔'' (۲)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے، (حضرت سیِّدُنا ابومسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ رضائے الٰہی کے لئے آزاد ہے۔'' تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو ایسا نہ کرتا تو تجھے آگ ضرور جلا دیتی یا تجھے آگ ضرور پکڑ لیتی۔'' (۳)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا زاذان علیہ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا غلام آزاد کر کے زمین سے ایک لکڑی یا کوئی چیز اٹھائی اور ارشاد فرمایا: ''اس (غلام) میں میرے لئے اس کے برابر بھی کوئی اجر نہیں کیونکہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے اپنے غلام کو طمانچہ رسید کیا یا اسے مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔'' (۴)

---

(۱)......التمهيد لابن عبد البر، يحيى بن سعيد الانصاري، تحت الحديث: ۴۳۸/۳۲، ج۱۰، ص۱۲۶۔

(۲)......صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب صحبة المماليك و كفارة من لطم عبده، الحديث: ۴۳۰۶، ص۹۲۹۔

(۳)......المرجع السابق، الحديث: ۴۳۰۸۔

(۴)......سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی حق المملوک، الحديث: ۵۱۶۸، ص۱۶۰۱۔

﴿5﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے غلام کو ایسے گناہ کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔'' (۱)

﴿6﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ظلمًا اپنے غلام کو مارا قیامت کے دن اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔'' (۲)

﴿7﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے غلام پر ایسی تہمت لگائی جس سے وہ بری تھا تو اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ (یعنی غلام) ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔'' (۳)

﴿8﴾......امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اَکرم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس امت میں تمام اُمتوں سے زیادہ غلام اور یتیم ہوں گے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! پس تم ان کی اپنی اولاد کی طرح عزت کرو اور انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہمارے لئے دنیا میں کون سی چیز نفع بخش ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ گھوڑا جس کو تم باندھ کر رکھتے ہو تا کہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرو اور تمہارا غلام تمہارے لئے کافی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو وہ تمہارا بھائی ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......ایک روایت میں مختصراً اتنا ہی ہے کہ ''اپنے غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۵)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے غلام کو اپنے جیسا لباس پہنایا اور اس کا سبب یہ بیان فرمایا

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیک و کفارة من لطم عبده، الحدیث: ۴۲۹۹، ص۹۶۹۔

(۲)......حلیة الاولیاء، الرقم ۲۸۴ میمون بن ابن شبیب، الحدیث: ۲۰۶۴، ج۴، ص۴۲۰۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب البر و الصلة، باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم، الحدیث: ۱۹۴۷، ص۱۸۴۸۔

(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب الاحسان الی الممالیک، الحدیث: ۳۶۹۱، ص۲۶۹۷۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی الاحسان الی الخادم، الحدیث: ۱۹۴۶، ص۱۸۴۷۔

کہ انہوں نے ایک شخص کو اس کی ماں کی وجہ سے عار دلائی کیونکہ وہ عجمی تھی (اور وہ مؤذنِ رسول حضرت سیِّدُنا بلال بن رباح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے)۔اس نے سیِّد عالم،نُورِ مجسّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں شکایت کی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے ابوذر!تم میں جاہلیت کی بُو باقی ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا:''یہ تمہارے بھائی ہیں،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ان پر فضیلت دی ہے پس جو تمہارے مزاج کے موافق نہ ہو اسے بیچ دو لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو تکلیف نہ دو۔''(۱)

﴿11﴾......اس سے ملتی جلتی ایک روایت میں ہے کہ''وہ تمہارے بھائی ہیں،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے،پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جس کے ماتحت اس کے بھائی کو کیا تو اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس سے ایسا کام نہ کرائے جو اسے عاجز کر دے اور اگر ایسا کام کرائے تو اس میں اس کی مدد بھی کرے۔''(۲)

﴿12﴾......ترمذی شریف کی روایت میں اس طرح ہے کہ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے بھائیوں کو جوانی کی حالت میں تمہارے ماتحت کیا ہے،پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اسے اپنے کھانے سے کھلائے اور اپنے لباس سے پہنائے اور اس سے ایسا کام نہ کرائے جو اسے عاجز کر دے،اگر ایسا کام کرائے تو اس میں اس کی مدد بھی کرے۔''(۳)

﴿13﴾......سنن ابی داؤد کی روایت میں اس طرح ہے:''غلاموں میں سے جو تمہارے مزاج کے موافق ہو اسے وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان میں سے جو تمہارے مزاج کے موافق نہ ہو اسے بیچ دو لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔''(۴)

﴿14﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مجسّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَجَّۃُ الْوِدَاع کے موقع پر ارشاد فرمایا:''اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو،اگر ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جسے تم معاف نہیں

(۱)......سنن ابی داود،کتاب الادب، ابواب النوم،باب فی حق المملوک،الحدیث:۵۱۵۷،ص۱۶۰۰۔

(۲)......صحیح البخاری،کتاب الادب،باب ماینھی من السباب واللعن،الحدیث:۶۰۵۰،ص۵۱۱۔

(۳)......جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ،باب ماجاء فی الاحسان الی الخدام،الحدیث:۱۹۴۵،ص۱۸۴۷۔

(۴)......سنن ابی داود،کتاب الادب،باب فی حق المملوک،الحدیث:۵۱۶۱،ص۱۶۰۰۔

کرنا چاہتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو بیچ دو لیکن انہیں سزا نہ دو۔'' (۱)

﴿15﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غلاموں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''اگر وہ اچھا کام کریں تو قبول کرلو اور اگر برائی کریں تو معاف کر دیا کرو، لیکن اگر وہ تم پر غلبہ چاہیں تو انہیں بیچ دو۔'' (۲)

﴿16﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بکریاں اپنے مالکوں کے لئے باعثِ برکت ہیں، اونٹ اپنے مالکوں کے لئے عزت کا باعث ہیں اور گھوڑوں کی تو پیشانیوں میں بھلائی رکھی گئی ہے اور غلام تمہارا بھائی ہے، اس سے اچھا سلوک کرو، اگر اسے تکلیف میں دیکھو تو اس کی مدد کرو۔'' (۳)

﴿17﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غلام کے لئے کھانا، پینا اور پہننا (آقا کے ذمہ) ہے اور اسے طاقت سے زیادہ مشکل کام نہ دیا جائے، اگر تم انہیں کوئی محنت والا کام کہو تو اس میں ان کی مدد کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو سزا نہ دو وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں۔'' (۴)

﴿18﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اپنے خادم کے کام میں جتنی نرمی کروں گے تمہارے لئے میزان میں (اتنا ہی) اجر ہوگا۔'' (۵)

﴿19﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آخری کلام مبارک یہ تھا: ''نماز، نماز (کی پابندی کرو) اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔'' (۶)

﴿20﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''نماز اور اپنے غلاموں کے معاملہ میں (اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو)۔'' (۷)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبد الرحمٰن بن یزید ،الحدیث:۱۶۴۰۹ ،ج۵،ص۵۲۴۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء ،باب الترغیب فی الشفقة......الخ ،الحدیث:۳۴۹۰، ج۳، ص۱۶۷۔

(۳)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار،مسند حذیفة بن الیمان ،الحدیث:۲۹۴۴ ،ج۷،ص۳۴۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب العتق،باب التخفیف عن الخادم ،الحدیث:۴۲۹۴ ،ج۶،ص۲۵۵۔

(۵)......المرجع السابق،الحدیث:۴۲۹۳۔

(۶)......سنن ابی داود ،کتاب الادب ،باب فی حق المملوک ،الحدیث:۵۱۵۶،ص۱۶۰۰۔

(۷)......سنن ابن ماجه،ابواب الوصایا ،باب وھل اوصی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ،الحدیث:۲۶۹۷،ص۲۶۳۹۔

﴿21﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مرضِ وصال میں یہی فرماتے رہے: نماز اور جو تمہارے غلام ہیں۔ یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ اقدس میں لکنت آگئی۔'' (۱)

﴿22﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''انسان کے لئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ اُن کی غذا روک لے جن کا وہ مالک ہے۔'' (۲)

﴿23﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصالِ مبارک سے پانچ راتیں قبل ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کے لئے اس کی امت میں ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابوبکر بن ابوقحافہ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے نبی کو اپنا خلیل بنایا ہے، خبردار! تم سے پہلی امتیں اپنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتی تھیں لیکن میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 مرتبہ فرمایا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا میں نے پیغام نہیں پہنچایا۔'' پھر 3 مرتبہ فرمایا: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! گواہ ہو جا۔'' اس کے بعد آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کچھ دیر بے خودی کی کیفیت رہی پھر ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں کے معاملہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو، ان کے پیٹ بھرو، انہیں کپڑے پہناؤ اور ان سے نرمی سے گفتگو کرو۔'' (۳)

﴿24﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں خادم کو کتنی بار معاف کروں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہر روز 70 مرتبہ۔'' (۴)

﴿25﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ (ایک شخص نے عرض کی:) ''میرا خادم برے کام اور ظلم کرتا ہے، کیا میں اسے مار سکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُسے ہر روز 70 بار معاف کیا کرو۔'' (۵)

﴿26﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: ''ایک شخص نے حضور نبیِّ

---

(۱)......سنن ابن ماجه، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث ۱۶۲۵، ص ۲۵۷۴۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال والمملوک......الخ، الحدیث: ۲۳۱۲، ص ۸۳۵۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۸۹، ج ۱۹، ص ۴۱۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، الحدیث: ۱۹۴۹، ص ۱۸۴۸۔

(۵)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث: ۵۷۳۳، ج ۵، ص ۱۶۱۔

پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا اس نے عرض کی: ''میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، بتایئے! میں ان کے ساتھ کیسا ہوں؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو جو انہوں نے تم سے خیانت کی، تمہاری نافرمانی کی اور تم سے جھوٹ بولا پھر تم نے انہیں جو سزا دی سب کا حساب ہوگا، اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں کے برابر ہوئی تو معاملہ برابر ہو جائے گا یعنی نہ تم پر کچھ وبال ہوگا اور نہ ہی ان پر کوئی گرفت، لیکن اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو ان کے لئے تم سے زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا۔'' پس وہ شخص ایک طرف ہٹ کر فریاد کرنے اور رونے لگا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ مبارک فرمان نہیں پڑھا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـاؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَاؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۱۷، الانبیاء:۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔''

تو اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اپنے اور ان کے لئے علیحدہ ہو جانے سے بہتر کوئی صورت نہیں پاتا، لہٰذا میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ تمام کے تمام آزاد ہیں۔'' (۱)

﴿27﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی کو ظلماً ایک کوڑا مارا تو بروزِ قیامت اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔'' (۲)

﴿28﴾......محمد بن عبدالرحمٰن کی دادی سے منقول ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اقدس میں مسواک تھی، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی یا میری خادمہ کو آواز دی

(۱)......جامع الترمذی، ابواب التفسیرالقرآن، باب ومن سورة الانبیاء، الحدیث:۳۱۶۵، ص۱۹۷۳۔
مشکاة المصابیح، کتاب احوال القیمة، باب الحساب والقصاص، الفصل الثالث، الحدیث۵۵۶۱، ج۲، ص۳۱۷۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث۱۴۴۵، ج۱، ص۳۹۴۔

(لیکن وہ نہ آئی) یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ اقدس پر جلال کے آثار ظاہر ہوگئے تو میں فوراً حجروں کی طرف نکل پڑیں اور اس خادمہ کو ایک چوپائے کے ساتھ کھیلتے ہوئے پا کر فرمایا: ''میں تمہیں اس چوپائے کے ساتھ کھیلتے دیکھ رہی ہوں جبکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں بلا رہے ہیں۔'' (جب خادمہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی تو) اس نے عرض کی: ''(یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے سنا نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر قصاص (یعنی بدلہ) لئے جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہیں ضرور اس مسواک سے تکلیف پہنچاتا۔'' (۱)

﴿29﴾......ایک روایت میں ہے: ''میں ضرور تمہیں اس مسواک سے مارتا۔'' (۲)

﴿30﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (۳)

﴿31﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگی، کیونکہ اس نے اسے باندھے رکھا، نہ تو اسے کچھ کھلایا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔'' (۴)

﴿32﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو قید کئے رکھا نہ تو اسے کچھ کھلایا پلایا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھا کر گزارا کر لیتی یہاں تک کہ مر گئی۔'' (۵)

﴿33﴾......مسند احمد کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ ''اس وجہ سے اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔'' (۶)

---

1 ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ام سلمۃ، الحدیث: ۶۹۰۵، ج۶، ص۹۴۔

2 ......المرجع السابق، الحدیث: ۶۸۹۲، ص۹۰۔

3 ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس و البھائم، الحدیث: ۶۰۱۳، ص۵۰۹۔

4 ......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع، باب اذا وقع الذباب فی شراب......الخ، الحدیث: ۳۳۱۸، ص۲۶۷۔

5 ......صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب تحریم تعذیب الھرۃ......الخ، الحدیث: ۶۶۷۵، ص۱۱۳۵۔

6 ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث: ۱۴۲۰۵، ج۵، ص۹۴۔

﴿34﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہلِ جنت فقرا ہیں اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ جہنم میں اکثر عورتیں ہیں اور 3 لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھے: (۱)......قبیلہ حِمْیَر کی ایک دراز قد عورت نے اپنی بلی کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا تھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی (یہاں تک کہ وہ مرگئی) وہ بلی اس کی اگلی اور پچھلی شرمگاہ نوچ رہی تھی۔ (۲)......میں نے جہنم میں بنی دعدع کا ایک شخص دیکھا جو ٹیڑھے منہ والی لکڑی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، جب معلوم ہو جاتا تو کہتا یہ میری لکڑی سے اٹک گیا تھا اور (۳)......جس نے میرے (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے) قربانی کے 2 اونٹ چوری کئے۔'' (1)

﴿34﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مجھ پر جہنم پیش کی گئی، اگر میں اسے تم سے دور نہ کرتا تو وہ تمہیں ڈھانپ لیتی اور میں نے جہنم میں 3 شخص عذاب میں مبتلا دیکھے، (ان میں سے ایک) قبیلہ حِمْیَر کی دراز قامت سیاہ رنگ کی عورت تھی جسے اپنی بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، اُسے اس نے باندھ دیا اور زمین کے کیڑے مکوڑے کھانے کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی خود کچھ کھلایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ جب وہ سامنے سے آتی تو اسے نوچتی اور جب پیچھے سے آتی تو بھی نوچتی۔'' (2)

﴿35﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ کسوف ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا: دوزخ میرے قریب کر دی گئی یہاں تک کہ میں نے عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا میری موجودگی میں (میری اُمَّت کو) عذاب دیا جا رہا ہے؟'' اسی اثناء میں میری نظر ایک عورت پر پڑی۔ حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتی ہیں کہ میرے خیال میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے ایک بلی نوچ رہی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟'' تو فرشتے بولے: ''اس نے ایک بلی کو باندھے رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔'' (3)

---

(1)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ......الخ، باب صفة النار و اھلھا، الحدیث: ۷۴۴۴، ج ۹، ص ۲۸۵۔

(2)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، فصل فیما یتعلق بالدواب، الحدیث: ۵۵۹۳، ج ۷، ص ۴۵۵۔

(3)......صحیح البخاری، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء، الحدیث: ۲۳۶۴، ص ۱۸۵۔

﴿36﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ارشادفرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔'' [1]

تنبیہ:

مذکورہ 5 گناہوں میں سے پہلے کو کبیرہ گناہ قرار دینا واضح ہے کیونکہ یہ آقا پر ظلم کرنا ہے بلکہ بھگوڑے غلام کے متعلق بیان کردہ گزشتہ احادیثِ مبارکہ بھی اس گناہ کو شامل ہیں کیونکہ آقا کی لازم خدمت نہ کرنا اوراس میں کوتاہی کرنا معناً بھاگنے کی طرح ہے۔عنقریب ظلم کے متعلق احادیثِ مبارکہ میں ایسی باتیں آئیں گی جواس گناہ کو بھی شامل ہوں گی اور دیگر 4 گناہوں کو کبیرہ میں شمار کرنا میری ذکر کردہ احادیثِ طیِّبہ سے واضح ہے حتی کہ جانوروں کو لڑانے کا کبیرہ گناہ ہونا بھی بالکل واضح ہے کیونکہ یہ بھی عذاب دینے میں داخل ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) ارشادفرماتے ہیں: ''ایذا نہ دینے والی بلی کو جان بوجھ کر قتل کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں داخل ہے، کیونکہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں جا پہنچی اور بلی کے حکم میں وہ جانور بھی داخل ہیں جو اس جیسے ہوں۔''

گناہِ کبیرہ ہونے کے لئے قتل شرط نہیں بلکہ شدید ایذا شرط ہے جیسے دردناک ضرب لگانا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بلاسبب حیوان کو تکلیف دینا، غلام کو خصی کرنا اور ظلم و زیادتی کرتے ہوئے اُسے اذیت پہنچانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور دوسروں کو غلام پر قیاس کیا جائے گا، ہاں! کسی چھوٹے جانور کو اس لئے خصی کرنا جائز ہے تاکہ وہ موٹا ہو اور اس کا گوشت اچھا ہو، لیکن غلاموں اور چوپاؤں سے برا سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

جب میں اس بحث سے فارغ ہوا تو مجھے اس موضوع پر تفصیلی کلام ملا لہٰذا میں نے مذکورہ بحث پر زائد کلام کا خلاصہ بیان کرنا مناسب سمجھا اگرچہ اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ جو کلام مجھے ملا اس کا عنوان یہ ہے:

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی التحریش بین البھائم، الحدیث: ۲۵۶۲، ص ۱۴۱۳۔

کمزور، غلام، لونڈی، بیوی اور جانوروں کی بے حرمتی کرنا

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان سب کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا ﴿ۙ۳۶﴾ (پ۵، النساء:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللّٰہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔

بعض الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت:

والدین اور قریبی رشتہ داروں سے احسان کرنے سے مراد ان کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ یتیموں سے احسان کرنے سے مراد ان کے ساتھ نرمی کرنا، اُنہیں قرب بخشنا اور ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا ہے۔ اور مساکین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ انہیں کچھ عطا کرنا یا اچھے طریقے سے واپس لوٹا دینا ہے۔ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی سے مراد وہ ہمسایہ ہے جس سے آپ کی رشتہ داری ہو اس کا اپنا بھی حق ہے اور پڑوسی و مسلمان ہونے کا بھی حق ہے۔ وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ سے مراد اجنبی پڑوسی ہے، اس کے صرف مذکورہ آخری دو حقوق ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا اور حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَاحِد کے نزدیک وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ سے مراد رفیقِ سفر ہے، اس کے لئے بھی پڑوس اور صحبت کا حق ہے اور وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ سے مراد یہ ہے کہ اپنے غلام کو اچھا کھانا کھلائے، اس کی غلطیاں معاف کر دے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی پر کوڑا اُٹھایا، لیکن پھر اس سے ارشاد فرمایا: ''اگر قصاص کا حکم نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور اس کے ساتھ مارتا، لیکن میں تمہیں اس ذات کو بیچ دوں گا جو تیری پوری پوری قیمت ادا کرے گی، لہٰذا جا، چلی جا تو رضائے الٰہی کے لئے آزاد ہے۔''[1]

[1] ......الزهد للامام احمد بن حنبل، زهد ابی هريرة، الحديث: ۹۹۱، ص۱۹۷۔

﴿37﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اپنی لونڈی کو''اے زانیہ'' کہہ دیا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے؟'' عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ قیامت کے دن تجھ سے قصاص (یعنی بدلہ) لے گی۔'' وہ عورت اپنی لونڈی کے پاس واپس گئی اور اسے کوڑا دے کر کہا: ''مجھے کوڑا مار۔'' لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو اس نے اسے آزاد کر دیا، پھر دوبارہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اسے آزاد کرنے کی خبر دی تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''امید ہے کہ تیرا اسے آزاد کرنا تیری تہمت کو مٹا دے۔''(۱)

رحیم وکریم آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرماتے وقت بھی غلاموں کے متعلق وصیت فرمائی جیسا کہ احادیثِ مبارکہ گزر چکی ہیں، چنانچہ،

﴿38﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کو عذاب نہ دو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ان کا مالک بنایا ہے اگر وہ چاہتا تو انہیں تمہارا مالک بنا دیتا۔''

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس چند لوگ حاضر ہوئے۔ ان دنوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدائن کے امیر تھے۔ وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے گھر والوں کے لئے آٹا گوندھتے دیکھ کر بولے: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی لونڈی سے آٹا نہیں گندھواتے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہم نے اسے ایک کام بھیجا تھا، اب ہم نے ناپسند کیا کہ دوسرا کام بھی اسے سونپیں۔''(۲)

کسی بزرگ کا قول ہے کہ ''اپنے غلام کو ہر قصور پر نہ مارا کرو بلکہ اس کی ان غلطیوں کو یاد رکھو اور جب وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرے تو اس پر اُسے مارو اور پھر اسے وہ گناہ اور غلطیاں بھی یاد دلاؤ جن کا تعلق تمہارے اور اس کے درمیان ہے۔''

لونڈی، غلام یا چوپائے سے سب سے بڑی بداخلاقی یہ ہے کہ انہیں بھوکا رکھا جائے۔ چنانچہ،

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، باب ذکر القصاص و المظالم، الحدیث: ۲۶، ج۶، ص۲۴۸۔

(۲)......الطبقات الکبرٰی لابن سعد، الرقم ۳۵۹ سلمان الفارسی، ج۴، ص۶۷، مفھوماً۔

﴿39﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے لئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ اس کی خوراک روک لے جس کا وہ مالک ہے۔'' (1)

چوپائے کو سخت ضرب لگانا یا اسے قید کر دینا یا اس کی ضروریات پوری نہ کرنا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لینا بھی مذکورہ ظلم و بداخلاقی میں داخل ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ (پ۷، الانعام:۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

جانوروں کا حساب وکتاب:

﴿40﴾......مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن سب جانوروں کو لایا جائے گا جبکہ لوگ کھڑے ہوں گے، پھر ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا یہاں تک کہ سینگوں والی بکری سے بغیر سینگوں والی بکری کے لئے بدلہ لیا جائے گا اور چیونٹی سے چیونٹی کا بدلہ لیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: ''مٹی ہو جاؤ۔'' اس وقت کافر کہے گا: ''يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ (پ۳۰، النبا: ۴۰) ترجمۂ کنز الایمان: ہائے، کسی طرح میں خاک ہو جاتا۔'' (2)

یہ روایت چوپاؤں کے آپس میں اور ان کے اور انسانوں کے درمیان قصاص کی دلیل ہے، یہاں تک کہ اگر انسان نے ناحق کسی چوپائے کو مارا یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لیا تو قیامت کے دن اس سے اسی کی مثل بدلہ لیا جائے گا جو اس نے جانور پر ظلم کیا یا اسے بھوکا رکھا۔ اس پر درج ذیل حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ،

رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہنم میں ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ لٹکی ہوئی ہے اور ایک بلی اُس کے چہرے اور سینے کو نوچ رہی ہے اور اسے ویسے ہی عذاب دے رہی ہے جیسے اس نے دنیا میں قید کر

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک......الخ، الحدیث: ۲۳، ص۸۳۵۔

2 ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، ذکر الحساب والعرض والقصاص، الحدیث: ۲۲۲، ج۶، ص۲۳۱۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۲۰۷، ج۳، ص۱۸۔

کے اور بھوکا رکھ کر اسے تکلیف دی تھی۔'' [۱] اس روایت کا حکم تمام جانوروں کے حق میں عام ہے۔

جانوروں کو مارنا کیسا؟

اگر ان سے طاقت سے زیادہ کام لیا گیا تو بھی قیامت کے دن بدلہ لیا جائے گا۔ چنانچہ،

﴿41﴾......حضور نبی مُکَرَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک شخص گائے پر سوار ہو کر اسے ہانکے جا رہا تھا۔ اس نے گائے کو مارا تو وہ بول پڑی: ''ہمیں سواری کے لئے نہیں بلکہ کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔'' [۲]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں اس گائے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی تو اس نے اپنے آپ کو بچا لیا کہ اسے اذیت نہ دی جائے اور اس کام کے لئے استعمال نہ کیا جائے جس کے لئے اسے پیدا نہیں کیا گیا۔ جس نے جانوروں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا یا انہیں ناحق مارا تو قیامت کے دن اس سے مارنے اور عذاب دینے کے برابر بدلہ لیا جائے گا۔

گدھے کی نصیحت:

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں گدھے پر سوار تھا، میں نے اُسے دو تین مرتبہ مارا تو اس نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: ''اے ابو سلیمان! قیامت کے دن اس مارنے کا بدلہ لیا جائے گا، اب تمہاری مرضی ہے کم مارو یا زیادہ۔'' تو میں نے کہا: ''اب میں کسی کو بھی نہیں ماروں گا۔''

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قریش کے بچوں کے پاس سے گزرے، جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے جبکہ انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کیا ہوا تھا کہ جو تیر نشانے پر نہ لگا وہ اس کا ہوگا۔ جب انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آتے دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت فرمایا: ''یہ کس نے کیا ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے، بے شک رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی ذی روح کو تیر اندازی کا نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' [۳]

---

[۱]......صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء، الحدیث: ۲۳۶۴، ص ۱۸۵، مفهوماً۔

[۲]......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷۱، ص ۲۸۴۔

[۳]......صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النهی عن صبر البهائم، الحدیث: ۵۰۶۴، ص ۱۰۲۷، "بصبیان" بدله "بفتیان"۔

حضور نبیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کوقتل کرنے کے لئے قید کرنے سے منع فرمایا۔'' (۱)

جن جانوروں کوقتل کرنا جائز ہے جیسے 5 خبیث جانور تو انہیں بغیر عذاب دیئے ایک ہی ضرب سے مارا جائے۔ چنانچہ،

﴿42﴾......حضور نبیِّ کریم ،رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تم انہیں ذبح کروتو اچھی طرح ذبح کرو۔'' (۲)

حیوانات کوجلانا کیسا؟

اسی طرح حیوانات کوجلانا بھی منع ہے۔ چنانچہ،

﴿43﴾......حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میں نے تمہیں فلاں فلاں کوآگ میں جلانے کا حکم دیا تھا مگر آگ کے ساتھ صرف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی عذاب دے گا لہٰذا اگر تم انہیں پاؤ تو قتل کردو۔'' (۳)

﴿44﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:''ہم حضور رحمت عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے،آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے،ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ چڑیا آئی اور پھڑ پھڑانے لگی۔شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور دریافت فرمایا:''کس نے اسے اس کے بچوں کے معاملہ میں تکلیف پہنچائی ہے؟اس کے بچے اسے لوٹا دو۔''پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چیونٹیوں کا ایک بل ملاحظہ فرمایا جسے ہم نے جلا دیا تھا تو دریافت فرمایا:''اسے کس نے جلایا ہے؟''ہم نے عرض کی:''ہم نے۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''آگ کے مالک کے سوا کسی کے لئے آگ کے ذریعے تکلیف دینا جائز نہیں۔'' (۴)

اس فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں چیونٹی اور پسو کو بھی آگ کے ساتھ تکلیف دینے سے ممانعت ہے۔

---

(۱)......صحیح مسلم،کتاب الصید،باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث:۵۰۵۴،ص۱۰۲۷۔

(۲)......المرجع السابق،باب الامر باحسان الذبح......الخ،الحدیث:۵۰۵۵۔

(۳)......جامع الترمذی ،ابواب السیر ،باب النھی عن الاحراق بالنار ،الحدیث:۱۵۷۱،ص۱۸۱۴۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الجھاد،باب فی کراھیۃ حرق العدو بالنار،الحدیث:۲۶۷۵،ص۱۴۲۱،''ترفرف''بدلہ''تفرش''۔

کتاب الجنایات[1]

کبیرہ نمبر313: عمد یا شبہ عمد[2] سے مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ یَلۡقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفۡ لَهُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَیَخۡلُدۡ فِیۡهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ (پ۱۹، الفرقان:۶۸تا۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے۔

یعنی جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ (پ۶، المائدۃ:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جِلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جِلا لیا۔

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِشریعت'' جلد سوم صَفْحہ 751 پر صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس سے جان یا اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے۔''

[2] ......بہارِشریعت، جلد سوم صَفْحہ 751 تا753 پر ہے: ''قتلِ عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلہ سے قصداً قتل کرے، آگ سے جلا دینا بھی قتلِ عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چُھری یا لکڑی اور بانس کی کَھپَچّی (بانس کا چرا ہوا ٹکڑا) میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا۔ لوہے اور تانبا پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتلِ عمد ہے مثلاً چُھری، خنجر، تیر، نیزہ، بلّم (یعنی برچھا) وغیرہ کہ یہ سب آلۂ جارحہ ہیں۔ گولی اور چُھرے سے قتل ہوا یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ قتلِ عمد کی سزا دُنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے، ہاں! اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ قتل کی دوسری قسم شبہِ عمد ہے، وہ یہ ہے کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہِ عمد ہے، اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ (یعنی باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں) پر دیتِ مغلّظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔''

الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت

مِنْ اَجْلِ کا مفہوم:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں ''مِنْ اَجْلِ'' کس کے متعلق ہے، زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ کَتَبْنَا کے متعلق ہے اور ذٰلِکَ سے قابیل کے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اجل اصل میں جنایت کو کہتے ہیں، اَجَلَ الْاَمْرُ اَجْلاً وَاِجْلاً اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی تنہا جرم کرے اور فَعَلْتُهٗ مِنْ اَجْلِكَ اَوْ لِاَجْلِكَ کا معنی یہ ہے کہ میں نے تیری وجہ سے ایسا کیا کیونکہ تو نے ایسا کیا اور اسے ضروری قرار دیا۔ اسی طرح فَعَلْتُهٗ مِنْ جَرَّاكَ وَجَرَّآئِكَ سے مراد ہے کہ میں نے یہ کام تیری وجہ سے کیا ہے، پھر یہ لفظِ ''جَرَّ'' سبب کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں لفظ ''مِنْ جَرَّایَ''(1) ''مِنْ اَجْلِیْ'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے (یعنی میرے سبب سے)۔'' اور آیتِ مبارکہ میں مِنْ ابتدائے غایت کے لئے ہے یعنی بنی اسرائیل پر حکمِ قصاص فرض کرنے کی ابتدا قتل کے جرم سے کی گئی۔

قصاص کی فرضیت اور قصۂ قابیل وہابیل میں وجۂ مناسبت:

حضرت سیِّدُنا حسن اور حضرت سیِّدُنا ضحاک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا نے بنی اسرائیل پر قصاص فرض ہونے اور قصۂ قابیل وہابیل میں وجۂ مناسبت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ دونوں بنی اسرائیل میں سے تھے نہ کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے صلبی بیٹے تھے۔ مگر صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِيِّنَاوَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے صلبی بیٹے تھے۔ نیز یہاں صرف قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کی طرف اشارہ نہیں بلکہ قتلِ حرام کے سبب جو خرابیاں لازم آتی ہیں اُن کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۶، المائدۃ: ۳۰) ترجمۂ کنز الایمان: تو رہ گیا نقصان میں۔

یعنی اسے دین ودنیا کا خسارہ ملا۔ مزید فرمایا:

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ۚۛ (پ۶، المائدۃ: ۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: تو پچتا تا رہ گیا۔

---

(1)......صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اذا همّ العبد بحسنة......الخ، الحديث: ۳۳۶، ص ۷۰۰۔

یعنی اسے ندامت وحسرت اور غم لاحق ہو گئے اور اب وہ ان سے چھٹکارا دِلانے والی کوئی چیز بھی نہیں پاتا۔اسی طرح ظلم سے قتل کرنے والے ہر شخص کو ایسا خسارہ اور ندامت ہو گی کہ جس سے نجات دِلانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

قصاص کا حکم اکثر امتوں میں جاری تھا مگر اسے بنی اسرائیل کے ساتھ خاص کرنے کا سبب یہودیوں پر سختی کرنا اور ان کے برے خسارے کو بیان کرنا ہے کیونکہ انہیں قابیل کے خسارے و ندامت کے متعلق معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ اس کا بھائی نبی نہیں تھا، اس کے باوجود انہوں نے انبیائے کرام اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قتل کرنے کی جسارت کی اور یہ فعل ان کے دلوں کی انتہائی سختی اور اطاعتِ خداوندی سے دوری پر دلالت کرتا ہے۔

قصۂ قابیل وہابیل بیان کرنے کا سبب:

بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو جان سے مارنے کا عزم کر رکھا تھا، ان واقعات کو ذکر کرنے کا مقصد ہمارے نبیٔ کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دینا ہے اس لئے بنی اسرائیل کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

افعالِ الٰہی کے مُعَلَّل نہ ہونے میں اختلاف:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مذکورہ فرمانِ عالیشان ''مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ'' سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے افعال مُعَلَّل ہوتے ہیں (یعنی ان کی کوئی علت ہوتی ہے)۔'' اور معتزلہ کہتے ہیں: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے افعال بندوں کے مصالح کے ساتھ مُعَلَّل ہوتے ہیں، پس اس کا کفر اور لوگوں کی بری حرکتوں کو پیدا کرنا اور ان سے ان کے واقع ہونے کا ارادہ کرنا ممتنع ہے کیونکہ اس طرح وہ ان کے مصالح کی رعایت کرنے والا نہ ہوگا۔''

احکامِ الٰہی کی تعلیل محال ہونے کے قائلین اس کا ایک جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر علّت قدیم ہو تو معلول کا قدیم ہونا لازم آئے گا یا اگر علت حادث ہو تو اس کا کسی دوسری علت کے ساتھ معلل ہونا لازم آئے گا جس سے علتوں کا تسلسل لازم آئے گا، دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر وہ کسی دوسری علت کے ساتھ معلل ہو تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اس علت کا وجود اور عدمِ وجود برابر ہو تو اس کا علت ہونا ممتنع ہو گا یا اگر اس کا وجود اور عدمِ وجود برابر نہ ہو تو ان دونوں میں سے ایک بدرجۂ اَولیٰ ممتنع ہو گا اور یہ دواعی (یعنی اسباب) پر اس فعل کی اولویت سے اس کے

مستفید ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور دواعی میں وقوعِ تسلسل ممتنع ہے بلکہ ان کا پہلے داعی پر ختم ہونا واجب ہے جو بندے میں پیدا ہوا اور اس کا پیدا ہونا بندے کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے، پس جب سب کچھ اس کی طرف سے ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام اور افعال کا بندوں کے مصالح کی رعایت کے ساتھ معلل ہونا ممتنع ہے۔ یہاں آیتِ مبارکہ کا ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ یہ تو ان کے لئے درج ذیل حکم مشروع کرنے کی حکمت ہے۔ چنانچہ، ارشاد فرمایا:

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْــٴًـا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا (پ ٦، المائدہ: ١٧)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرمادو پھر اللّٰہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو۔

یہ آیتِ مبارکہ نص ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہر چیز اچھی ہوتی ہے اس کی تخلیق اور حکم مصالح کی رعایت پر بالکل موقوف نہیں۔

اَوْ فَسَادٍ کی وضاحت:

جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ''بِغَيْرِ نَفْسٍ'' پر اس کا عطف فرمایا ہے یعنی ''اَوْ بِغَيْرِ فَسَادٍ'' یہاں فساد کرنے والے کو قتل کرنا مراد نہیں جیسے قصاص میں یا کافر، شادی شدہ زانی اور ڈاکو وغیرہ کو قتل کرنا (کیونکہ ان کے قتل کا حکم تو شریعت نے دیا ہے)۔

ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے:

ایک انسان کے قتل کو تمام انسانوں کے قتل کی مثل قرار دینے کی وجہ اس معاملے کو انتہائی بڑا قرار دینے میں مبالغہ کرنا اور انسان کی عظمتِ شان بیان کرنا ہے یعنی جس طرح پوری انسانیت کا قتل ہر ایک کے نزدیک بہت برا فعل ہے اسی طرح ایک شخص کا قتل بھی سب کے نزدیک بہت برا ہونا چاہئے۔ ان دونوں یعنی انسان اور انسانیت کے قتل کے مشترک ہونے سے مراد بڑا ہونے میں ایک جیسا ہونا ہے نہ کہ مقدار میں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ دو اشیاء میں باہم مشابہت ہر اعتبار سے ان کی برابری کا تقاضا کرے۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو

جس طرح وہ اسے روکنے اور قتل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اسی طرح جب انہیں معلوم ہو کہ ایک شخص دوسرے کو ظلم سے قتل کرنا چاہتا ہے تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس کا دفاع کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح جس نے ظلماً کسی کو قتل کیا اس نے شر، شہوت اور غضب کے اسباب کو اسبابِ طاعت پر ترجیح دی اور جس شخص کی حالت ایسی ہو کہ اگر ہر انسان اس سے اپنا مطلوب ومقصود حاصل کرنے کے متعلق جھگڑا کرے اور اس کے قتل پر قادر ہو تو اُسے قتل کر دے۔

''حدیث کے مطابق نیک کاموں میں مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ تو اسی طرح برے کاموں میں اس کی نیت اس کے عمل سے بری ہوگی۔'' (۱)

پس اس اعتبار سے جس نے کسی انسان کو ظلماً قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ چنانچہ،

قتلِ انسان کے متعلق اقوالِ صالحین:

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جس نے کسی نبی یا عادل امام کو قتل کیا گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کی پشت پناہی کی گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔'' (۲)

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''جس نے کسی حرمت والی جان کو قتل کیا وہ اسے قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا جیسا کہ اگر وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا تو اس میں جاتا اور جس نے ایک انسان کو زندہ کیا یعنی اس کو قتل کرنے سے محفوظ رہا گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرنے سے محفوظ رہا۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں قتلِ انسانی سے محفوظ رہنے پر اجرِ عظیم عطا فرمایا وہاں اس گناہ میں مبتلا ہونے کو بھی بہت بڑا اقرار دیا ہے۔'' (۴) یعنی جس نے کسی انسان کو ظلماً قتل کیا گویا اس نے گناہ کے اعتبار سے تمام لوگوں کو قتل کیا کیونکہ اب وہ اس سے محفوظ نہیں اور جس نے کسی ایک انسان کو زندہ کیا اور اسے قتل کرنے سے بچا رہا گویا اس نے ثواب کے اعتبار سے تمام لوگوں کو زندہ کیا کیونکہ وہ سب اس سے محفوظ ہیں۔''

(۱)......التمھیدلابن عبد البر، مالک عن محمدبن المنکدر، تحت الحدیث ۲۷۳/۴، ج۵، ص۷۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......تفسیر الطبری، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۲، الحدیث: ۱۱۷۷۴، ج۴، ص۵۴۱۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث: ۱۱۷۷۶، ص۵۴۲۔

(۴)......المرجع السابق، الحدیث: ۱۱۸۰۲، ص۵۴۵۔

حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''فَكَاَنَّمَاقَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط سے مراد یہ ہے کہ اس پر قصاص واجب ہے جیسا کہ اگر وہ تمام انسانوں کو قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب ہوتا اور ''وَمَنْ اَحْیَاهَا'' سے مراد یہ ہے کہ جس نے اس شخص کو معاف کیا جس پر قصاص واجب ہے گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا سلیمان بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی: ''اے ابوسعید! کیا حکمِ قصاص ہمارے لئے بھی اسی طرح ہے جس طرح بنی اسرائیل کے لئے تھا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بنی اسرائیل کا خون ہمارے خون سے زیادہ عزیز نہیں۔'' (۲)

وَمَنْ اَحْیَاهَا سے مراد یہ ہے کہ ''جس نے کسی انسان کو ہلاک کردینے والی اشیاء جیسے جلنے، ڈوبنے، بہت زیادہ بھوک اور انتہائی گرمی یا سردی وغیرہ سے نجات دِلا کر زندہ کیا۔'' (۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾ (پ۵، النساء:۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

اس آیتِ مبارکہ میں گناہ اور وعید دونوں کا ذکر ان دونوں کی طرف توجہ دِلانے اور ان کے سبب کے متعلق زجر و توبیخ اور جھڑکنے میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے۔

شانِ نزول:

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ قَیْس بِن ضَبَابَہ کِنَانِی اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہوگئے۔

(۱)......تفسیر البغوی، المائدة، تحت الایة۳۲، ج۲، ص۲۵۔

(۲)......تفسیر الطبری، المائدة، تحت الآیة۳۲، الحدیث۱۱۸۰۴، ج۴، ص۵۴۵۔

(۳)......التفسیر الکبیر، المائد، تحت الایة۳۲، ج۴، ص۳۴۴۔

قیس نے اپنے بھائی کو بنی نجار میں مردہ پایا تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کیا۔ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے ساتھ بنی نجار کی طرف بَنِی فِھر کے ایک شخص کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ''رسولِ خدا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم فرمایا ہے کہ اگر تم ہشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اسے قیس کے حوالے کر دو اور اگر نہیں جانتے تو اس کی دیت ادا کرو۔'' جب اس فہری نے یہ پیغام پہنچایا تو بنی نجار نے جواب دیا: ''ہم نے سنا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کی، ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم دیت ادا کر دیتے ہیں۔'' پس انہوں نے 100 اونٹ دیت ادا کر دی۔

پھر وہ دونوں مدینہ شریف کی طرف واپس چل دیئے۔ راستے میں شیطان نے قیس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ''تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرے گا تو یہ تجھ پر عار ہو گی اپنے ساتھ والے کو قتل کر دے، اس طرح جان کے بدلے جان ہو جائے گی اور دیت اس کے علاوہ ہو گی۔'' پس وہ فہری سے لڑنے لگا اور ایک پتھر مار کر اس کا سر پھوڑ دیا، پھر دیت کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگائی اور باقیوں کو لے کر کافر ہو کر مکۂ مکرمہ چلا گیا۔ اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا'' یعنی اپنے کفر اور ارتداد (یعنی کفر کی طرف لوٹ جانے) کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔''

حضور سراپا نور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فتحِ مکہ کے موقع پر امان پانے والوں میں سے اسے خارج کر دیا اور یہ اس حال میں قتل ہوا کہ غلافِ کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ (۱)

قتل کے متعلق احکام:

جان لیجئے! قتل کے متعلق کچھ شرعی احکام ہیں جیسے قصاص اور دیت وغیرہ۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری تعالٰی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔

(پ ۲، البقرۃ: ۱۷۸)

1 ......تفسیر البغوی، النساء، تحت الایۃ ۹۲، ج ۱، ص ۳۷۰۔

شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس......الخ، الحدیث: ۲۹۶، ج ۱، ص ۲۷۷۔

قتل کی اقسام:

قتل کی تین اقسام ہیں: (۱)......قتلِ عمد (۲)......قتلِ خطا اور (۳)......شبہِ عمد۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۃُ النساء کی مذکورہ آیت ''وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا'' میں قتلِ عمد اور اس سے پہلی آیتِ مبارکہ میں قتلِ خطا کا ذکر فرمایا اور شبہ عمد کا ذکر نہیں فرمایا۔

اسی وجہ سے اس کے اثبات میں ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی طرح اسے ثابت کیا ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) اور علما کے ایک گروہ نے اس کی نفی کی ہے۔

فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جسے کسی ایسی چیز سے مثلاً دانتوں سے کاٹ کر یا تھپڑ اور کوڑا مار کر قتل کیا گیا جس سے عموماً قتل نہیں کیا جاتا تو یہ قتلِ عمد ہے اور اس میں قصاص ہے اور تمام ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ قتلِ عمد کی دیت جرم کرنے والے کے مال سے لی جائے گی اور قتلِ خطا میں دیت وارثوں پر ہوگی۔ جبکہ شبہ عمد کی دیت میں ائمہ کا اختلاف ہے، ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جرم کرنے والے پر ہوگی جبکہ اکثر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک قاتل کے وارثوں پر ہوگی۔ ﴿احناف کا مؤقف صفحہ 326 پر حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے۔﴾

آیتِ مبارکہ کا حکم:

جان لیجئے! اس آیتِ مبارکہ کے حکم میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ''مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه سے کہا گیا: ''کیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ فرقان میں یہ نہیں فرمایا:

وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۹، الفرقان:۶۸تا۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس جان کو جس کی اللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے۔

تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم زمانۂ جاہلیت میں تھا۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین نے قتل اور زنا کا ارتکاب کیا تھا وہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''جس دین کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے، مگر ہمیں یہ بتایئے کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ کیا ہوگا۔'' تو یہ آیاتِ طیّبات ''وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۹، الفرقان:۶۸تا۷۰)'' تک نازل ہوئیں یہ حکم مشرکین کے لئے تھا۔ جبکہ سورۂ نساء کی مذکورہ آیت ''وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا......الآیۃ (پ۵، النساء:۹۳)'' اس مسلمان کے متعلق ہے، جو اسلام اور اس کے احکام کو جانتے ہوئے کسی کو قتل کرے تو وہ جہنمی ہے۔''(۱)

حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جب سورۂ فرقان کی مذکورہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں تو ہم ان میں موجود نرم حکم سے متعجب ہوئے، پس ہم 7 مہینے اسی حکم پر قائم رہے، پھر سخت حکم والی آیت نازل ہوئی یعنی نرم حکم کے بعد سورۂ نساء کی آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو نرم حکم منسوخ (یعنی ختم) ہوگیا۔''

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''سورۂ فرقان کی آیت مکی اور سورۂ نساء کی آیت مدنی ہے لیکن ان میں کوئی بھی منسوخ نہیں۔''(۲)

اہلسنّت وجماعت کا مؤقف:

اہلسنّت وجماعت مطلقاً قاتل کی توبہ قبول ہونے کے قائل ہیں۔ کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۸۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

دوسرے مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۵، النساء:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اہلسنّت وجماعت حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی روایت کا جواب یہ دیتے ہیں

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی......الخ، الحدیث:۳۸۵۵، ۴۷۶۴، ص۳۱۳، ۳۰۴، مفہوماً۔

(۲)......تفسیر البغوی، النساء، تحت الآیۃ:۹۳، ج۱، ص۳۷۰۔

کہ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ روایت صحیح طور پر ثابت ہو تو اس سے مقصود مبالغہ اور زجر و توبیخ کرنا اور قتل سے نفرت دِلانا ہے، نیز مذکورہ آیتِ مبارکہ میں معتزلہ اور ان لوگوں کے لئے کوئی دلیل نہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ یہ کافر قاتل (یعنی قیس بن ضبابہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ آیتِ مبارکہ مومن قاتل کے متعلق نازل ہوئی تو یہ حکم اس کے متعلق ہے جو اجماعی طور پر حرام قتل کو حلال جان کر کرے اور قتلِ حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ جیسا کہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمرو بن عبید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا عمرو بن علاء عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّبِّ الْعُلٰی کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ وعدہ خلافی فرمائے گا؟'' آپ نے جواب دیا: ''نہیں۔'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کی: ''کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا: ''**وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا**......الایۃ'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو عثمان! کیا تم عجم سے آئے ہو؟ کیونکہ اہلِ عرب وعید کے پورا نہ کرنے کو وعدہ خلافی یا برائی شمار نہیں کرتے بلکہ وعدہ پورا نہ کرنے کو وعدہ خلافی اور برا سمجھتے ہیں۔'' اور پھر یہ شعر پڑھا:

وَاِنِّیْ وَاِنْ اَوْعَدْتُہٗ اَوْ وَعَدْتُہٗ لَمُخْلِفُ اِیْعَادِیْ وَمُنْجِزُ مَوْعِدِیْ

ترجمہ: بلاشبہ اگر میں اسے کوئی دھمکی دوں تو اس کو پورا کرنے والا نہیں لیکن اگر کوئی وعدہ کروں تو اس کو پورا کرنے والا ہوں۔ [1]

شرک کے علاوہ کوئی گناہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کا موجب نہیں۔ اس پر دلیل **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان بھی اس پر دلیل ہے کہ ''جو اس حالت میں مرا کہ اس نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔'' [2]

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **لَیْلَۃُ الْعَقَبَہ** میں اپنے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ نہ تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں گے اور نہ ہی چوری

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۹۳، ج۶، ص۵۷۳، مفہوماً۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی: ما یَسُرُّنی اَنَّ عِنْدی مِثْلَ اُحُدٍ ھذا ذَھَبًا، الحدیث: ۶۴۴۴، ص۵۴۱۔

اور زنا وغیرہ کا ارتکاب کریں گے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جوان باتوں کو پورا کرے اس کا اجر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے اور جوان میں سے کسی (گناہ) میں مبتلا ہوا اور اسے دُنیا میں سزا دے دی گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ کیا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اب اس کی مرضی ہے چاہے تو اُسے معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے۔'' پس تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سب باتوں پر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیعت کی۔''(1)

حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ کا جواب دینے میں ہمارے اصحاب نے بہت سے طرق اپنائے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا کیونکہ ان کا کلام تخصیص، مخالفت یا چھپانے کے لئے ہے جبکہ آیت کے الفاظ ان میں سے کسی چیز پر دلالت نہیں کرتے۔'' اور میں دو توجیہات پر اعتماد کرتا ہوں:

(۱)......مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ اس کافر کے متعلق نازل ہوئی جس نے ایک مومن کو قتل کر دیا تھا پھر (امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے) گزشتہ واقعہ ذکر کیا۔

(۲)......آیتِ مبارکہ کے الفاظ ''فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ'' کا معنی یہ ہے کہ ''اُسے مستقبل (یعنی آخرت) میں جہنم کی سزا دی جائے گی۔'' اور یہ ایک وعید ہے اور وعید کا پورا نہ کرنا کرم ہے۔''(2)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی نے پہلی توجیہ کو اس اعتبار سے ضعیف قرار دیا کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ سبب کے خصوص کا اور اصولِ فقہ میں ایک قاعدہ ہے کہ ''مناسب صفت پر حکم کو مرتّب کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ صفت اس حکم کے لئے علت ہے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا (پ۶، المائدۃ:۳۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (پ۱۸، النور:۲) ترجمۂ کنز الایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب(۱۱)، الحدیث:۱۸، ص۳۔

2 ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ۹۳، ج۶، ص۵۷۴۔

پس جس طرح یہ آیاتِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں کہ ہاتھ کاٹنے اور کوڑے مارنے کا سبب چوری اور زنا ہے اسی طرح یہاں پر جہنم کی وعید کا موجب قتلِ عمد ہے کیونکہ یہ حکم کے لئے وصفِ مناسب ہے اور جب معاملہ اس طرح ہے تو آیتِ مبارکہ کا کافر کے ساتھ خاص ہونا باقی نہ رہا۔ لہٰذا عذابِ جہنم کا موجب اگر کفر ہو تو اس شدید وعید میں قتلِ عمد کا مطلقاً کوئی اثر باقی نہیں رہتا جبکہ اس کا موجب کفر نہیں، اور اگر اس کا موجب قتلِ عمد ہو تو اس سے لازم آئے گا کہ جب یہ واقع ہو تو وعید آ جائے، پس ان کی اس توجیہ کی کوئی حیثیت نہیں۔

دوسری توجیہ میں بھی انتہائی فساد پایا جاتا ہے کیونکہ وعید خبر کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، جب ہم نے اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے وعید کو پورا نہ کرنا جائز قرار دیا تو ہم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر جھوٹ جائز قرار دیا جو کہ بہت بڑی خطا بلکہ کفر کے قریب ہے کیونکہ عقلا کا اجماع ہے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ جھوٹ سے پاک ہے۔**'' یہ حضرت سیِّدُنا امام رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی کے کلام کا خلاصہ ہے۔

دوسری توجیہ میں حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی منفرد نہیں بلکہ اُن سے پہلے اُن سے بڑے علما جیسے حضرت سیِّدُنا ابو عمرو بن علاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے جیسا کہ ان کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے، پس اس کے قائل ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو ایسی بڑی برائی سے بچانے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ '' ان کی مراد خبر میں خلاف واقع ہونا نہیں بلکہ یہ ہے کہ (۱)......اگر اس پر نرمی نہ کی گئی اور اُسے معاف نہ کیا گیا یا (۲)......اس نے توبہ نہ کی یا (۳)......اس سے قصاص نہ لیا گیا (۴)......یا اسے معاف نہ کیا گیا تو تقدیراً اسے جہنم میں لے جائے گی۔'' اس پر دلیل ظاہر ہے، پہلی صورت تو قطعی طور پر سچی ہے جبکہ بعد والی تینوں میں سنت فیصلہ کرنے والی ہے، پہلی صورت کو برقرار رکھنے میں کوئی ایسی چیز نہیں جو آیتِ مبارکہ کو وعید سے خارج کر دے کیونکہ اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا: ''میں تجھے اس جرم پر سزا دوں گا مگر یہ کہ مجھے تجھ پر رحم آ جائے یا تو ایسا کام کرے جو تیرے قصور کو مٹا دے یا کوئی شخص تیری سفارش کر دے۔'' تو اس کا یہ قول وعید ہو گا۔

آیتِ مبارکہ میں وعید کا پورا نہ کرنا اس اعتبار سے ہے کہ مذکورہ محذوف باتیں اس میں ظاہراً نہیں بلکہ پوشیدہ ہیں، پس یہ ظاہر کے اعتبار سے پورا نہ کرنا ہے نہ کہ حقیقت کے اعتبار سے۔ لہٰذا اس سے فائدہ حاصل کیجئے تا کہ آپ اس طعن و تشنیع کا جواب دے سکیں جو حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی نے اس مؤقف

کے قائلین پر کی اوران پر ایسی باتیں لازم کیں جوانہوں نے نہیں کہیں اور نہ ہی ان کے دل میں ایسی باتوں کا خیال کھٹکا بلکہ وہ اس سے بہت زیادہ دور ہیں۔

پھر میں نے حضرت سیِّدُ نا قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں جواب دیتے ہوئے مذکورہ توجیہ کے علاوہ ایک اور توجیہ ذکر کی جو غور وفکر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''آیتِ مبارکہ اس پر تو دلالت کرتی ہے کہ قتل کی سزا وہی ہے جو اس میں مذکور ہوئی لیکن اس میں یہ دلیل نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے سزا دے گا بھی یا نہیں؟ کیونکہ ایک شخص اپنے غلام سے کہتا ہے: ''تیری سزا تو یہ ہے کہ میں تیرے ساتھ ایسا کروں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔''

یہ توجیہ اس اعتبار سے ضعیف ہے کہ اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قتلِ عمد کی سزا وہی ہے جو مذکور ہوئی اور کئی آیاتِ مقدّسہ سے ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مستحقین کو سزا دے گا۔ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ (پ۵، النساء:۱۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿۸﴾ (پ۳۰، الزلزال:۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

اس دلیل کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان میں ''یُّجْزَ بِهٖ'' اور ''یَّرَهٗ'' سے مراد یہ ہے کہ اس کو سزا تب ملے گی جب اس کی معافی پر اس طرح کی دلیل واقع نہ ہو جیسے قرآنِ پاک میں ہے:

وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء:۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

پس ''یُّجْزَ بِهٖ'' اور ''یَّرَهٗ'' کے شرط کی جزا ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ شرط پر مرتب ہے اور مرتب ہونے سے جزا کا واقع ہونا لازم نہیں آتا۔

اسی طرح آیتِ مبارکہ میں ہمیشہ جہنم میں رہنے کی سزا قتلِ عمد پر مرتب ہے اور اس سے واقع ہونا لازم نہیں آتا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اگر آپ کسی کو یہ کہیں کہ ''اگر آپ میرے پاس آئے تو میں آپ کی عزت و تکریم کروں گا۔'' پس عزت اس کی آمد پر مرتب ہو گی۔ لہٰذا جب وہ آئے گا تو عزت پائی بھی جا سکتی ہے اور نہیں بھی۔

چونکہ یہ قول میرے ابتدائی جواب کے قریب ہے اس لئے یہ حضرت سیِّدُنا امام واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی اور

دیگر سابقہ معترضین کے اعتراضات کا جواب بن سکتا ہے اور اس صورت میں وعید کے پورا نہ کرنے کا معنی یہ ہوگا کہ اگر معافی وغیرہ کا ثبوت نہ ہو تو اس وقت وہ ترتیب حاصل ہوتی ہے جس پر آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے اور اگر معافی کا ثبوت پایا جائے تو وہ ترتیب حاصل نہیں ہوتی، پس اس معنی کے اعتبار سے خلف سے مراد خبر کا پورا نہ ہونا نہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی دی ہوئی خبر کے متعلق پورا نہ ہونے کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا۔

پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کا کلام دیکھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اور ان کا جواب یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ دو صورتوں میں خاص ہے۔ **پہلی** یہ کہ قتلِ عمد زیادتی کے بغیر ہو مثلاً قصاص میں کسی کو قتل کرنے سے یہ وعید بالکل نہ پائی جائے گی۔ **دوسری** یہ کہ ظلم و زیادتی کے ساتھ قتل کرنے والا جب توبہ کرلے تو بھی یہ وعید بالکل نہ پائی جائے گی۔ جب ان دونوں صورتوں میں قتلِ عمد کو خاص کیا جاسکتا ہے تو یہ تخصیص اس صورت میں بھی پائی جاسکتی ہے جب مجرم کو (وعید سنانے کے بعد) معاف کردیا جائے اور اس کی دلیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا درج ذیل فرمانِ عالیشان ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ ۵، النساء:۴۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور کفر کے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

سوال: علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کے متعلق جو کچھ ذکر فرمایا ہے اس میں اختلاف کا مقام یہ ہے کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ اور کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے معاف بھی کرے گا یا نہیں؟ لہٰذا اس صورت میں مذکورہ جواب کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب: جب حدیثِ پاک میں اس کی صراحت موجود ہے تو آیتِ مبارکہ کو بھی اسی معنی پر محمول کرنا ضروری ہے اور مخالفین کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان کے شبہات کمزور ہیں اور ان کے طریقے ہوا میں اڑنے والے گرد و غبار کی مثل ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیا ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو ناحق قتل

کرنا(۴)سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینااور (۷) پاک دامن مومنہ سیدھی سادی عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنااور کسی جان کو قتل کرنا۔'' (۲)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا (مخلوق کو) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا مقابل ٹھہرانا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا۔'' میں نے عرض کی: ''بے شک یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دینا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''تمہارا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔'' (۳)

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔'' (۴)

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان جان کو قتل کرنا اور جنگ کے دن بھاگ جانا۔'' (۵)

﴿6﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے سب

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا، الحدیث۲۶۲، ص۶۹۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث:۵۹۷۷، ص۵۰۶۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب و بیان اعظمھا، الحدیث۲۵۷، ص۶۹۳۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث:۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

(۵)......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب ذکر الکبائر، الحدیث:۴۰۱۴، ص۲۳۵۰۔

سے بڑے گناہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔'' (۱)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو (پھر ان میں سے چند بیان فرمائے): اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور جنگ سے بھاگ جانا۔'' (۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کرتے سنا: ''والدین کی نافرمانی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (۳)

﴿9﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں (پھر ان میں سے چند بیان فرمائے): اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔'' (۴)

﴿10﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ یمن کی طرف اپنے مبارک پیغام میں تحریر فرمایا: ''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور کسی مومن کو ناحق قتل کرنا ہے۔'' (۵)

﴿11﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''مومن اپنے دین کے معاملہ میں ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا۔'' (۶)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''ناحق حرام خون بہانا ہلاک کرنے والے ان امور میں سے ہے جن سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں۔'' (۷)

---

(۱)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث۳۸۲، ج۱، ص۲۹۱۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۵۶۳۶، ج۶، ص۱۰۳۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث۳۲، ج۱۳، ۱۴، ص۶۔ (۴)......المعجم الاوسط، الحدیث۵۷۰۹، ج۴، ص۲۰۰۔

(۵)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰۔

(۶)......صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللّٰہ تعالٰی: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا......الایة، الحدیث۶۸۶۲، ص۵۷۲۔

(۷)......المرجع السابق، الحدیث۶۸۶۳۔

﴾13﴿......سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے ہاں ساری دنیا کا تباہ ہوجانا کسی مومن کے ناحق قتل سے زیادہ آسان ہے۔'' (۱)

﴾14﴿......اللہ عزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مومن کو قتل کرنے میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہوجائیں تو اللہ عزَّوَجَلَّ اُن سب کو جہنم میں داخل کردے۔'' (۲)

﴾15﴿......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک ساری دنیا کا تباہ ہوجانا ناحق خون بہانے سے زیادہ آسان ہے۔'' (۳)

﴾16﴿......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک ساری دنیا کا مٹ جانا کسی مسلمان کے (ناحق) قتل سے زیادہ آسان ہے۔'' (۴)

﴾17﴿......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''کسی مسلمان کا قتل اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔'' (۵)

﴾18﴿......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دورانِ طواف کعبہ شریف سے (مخاطب ہوکر) ارشاد فرماتے سنا: ''تو کتنا اچھا ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی جان ہے! مومن کے مال اور خون کی حرمت اللہ عزَّوَجَلَّ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔'' (۶)

﴾19﴿......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کسی مومن

......سنن ابن ماجه، ابواب الديات، باب التغليظ فی قتل مسلم ظلما، الحديث: ۲۶۱۹، ص۲۶۳۴۔

......الترغيب والترهيب، كتاب الحدود، باب الترهيب من قتل النفس......الخ، الحديث: ۳۷۱۸، ج۳، ص۲۳۴۔

......شعب الايمان للبيهقی، باب فی تحريم النفوس والجنايات عليها، الحديث: ۵۳۴۴، ج۴، ص۳۴۵۔

......جامع الترمذی، ابواب الديات، باب ما جاء فی تشديد قتل المؤمن، الحديث: ۱۳۹۵، ص۱۷۹۳۔

......سنن النسائی، كتاب المحاربة، باب تعظيم الدم، الحديث: ۳۹۹۵، ص۲۳۴۹۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب حرمة دم المومن وماله، الحديث: ۳۹۳۲، ص۲۷۱۲۔

کے خون میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہوجائیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سب کو جہنم میں دھکیل دے۔''(۱)

﴿20﴾...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزَّہٌ عنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے زمانے میں مدینہ شریف میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا لیکن قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ایک شخص قتل ہو گیا جبکہ میں تم میں موجود ہوں اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا، اگر تمام زمین وآسمان والے کسی مومن کو قتل کرنے میں شریک ہوجائیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے مگر یہ کہ وہ جو چاہے کرے۔''(۲)

﴿21﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کو قتل کرنے میں اگر تمام زمین وآسمان والے شریک ہوجائیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دے۔''(۳)

﴿22﴾...... **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے مومن کے قتل پر مدد کی اگرچہ آدھا کلمہ کہا وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔''(۴)

حضرت سیِّدُنا امام اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تعَالٰی علَیْہ کے حوالے سے ''آدھے کلمے'' کی وضاحت یہ فرمائی کہ وہ ''اُقْتُلْ'' (یعنی تو اسے مار ڈال) کے بجائے صرف ''اُقْ'' کہہ دے۔

﴿23﴾...... سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے خون پر مدد کی اگرچہ آدھا کلمہ کہا قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔''(۵)

﴿24﴾...... سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہے

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: ۱۳۹۸، ص۱۷۹۳۔

(۲)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیہا، الحدیث: ۵۳۵۵، ج۴، ص۳۴۷، دون قولہ: مؤمن۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۵۶۶، الجزء الاول، ص۲۰۵۔

(۴)......سنن ابن ماجہ، ابواب الدیات، باب التغلظ فی قتل مسلم ظلماً، الحدیث: ۲۶۲۰، ص۲۶۳۴۔

(۵)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیہا، الحدیث: ۵۳۴۴، ج۴، ص۳۴۶۔

کہ اس کے اور جنت کے درمیان کسی مسلمان کا چلو بھر خون بہانے کا گناہ بھی حائل نہ ہو جتنا مرغی ذبح کرتے وقت بہایا جاتا ہے (تو وہ ایسا ضرور کرے کیونکہ) ایسا شخص (یعنی ناحق خون بہانے والا) جب بھی جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اور جنت کے مابین رکاوٹ حائل کر دے گا اور تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں پاک چیز ہی جائے (تو وہ ایسا ضرور کرے) کیونکہ (مرنے کے بعد) سب سے پہلے انسان کا پیٹ ہی بدبودار ہوتا ہے۔'' (۱)

﴿25﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی بھی شخص ناحق قتل کیا جاتا ہے تو اس گناہ کا حصہ حضرت آدم علیہ الصّلٰوۃ والسَّلام کے بیٹے (قابیل) کو ضرور ملتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ رائج کیا۔'' (۲)

﴿26﴾......حضورنبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون بہانے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔'' (۳)

بروزِ قیامت سب سے پہلا حساب:

﴿27﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون بہانے کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔'' (۴)

حدیث کی وضاحت:

مذکورہ حدیث میں ذکر کردہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے منافی نہیں، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حقوق میں سے سب سے پہلے انسان سے نماز کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ یہ حُقُوقُ اللہ میں سب سے اہم حق ہے اور لوگوں کے حقوق میں سے سب سے پہلے قتل کے بارے میں حساب ہوگا کیونکہ یہ حُقُوقُ العِباد میں سب سے اہم ہے۔

﴿28﴾......حضورنبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اُمید ہے کہ اللہ

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیها، الحدیث:۵۳۴۵، ج۴، ص۳۴۷۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریته، الحدیث:۳۳۳۵، ص۲۶۹۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب القسامة، باب المجازاة بالدماء فی الآخرة......الخ، الحدیث:۴۳۸۱، ص۹۷۴۔

(۴)......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب تعظیم الدم، الحدیث:۳۹۹۶، ص۲۳۴۹۔

عَزَّوَجَلَّ ہر گناہ بخش دے گا سوائے اس شخص کے جو حالتِ کفر میں مرے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔‘‘ (۱)

﴿29﴾......ایک شخص نے حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں عرض کی: ’’کیا قاتل کے لئے کوئی توبہ ہے؟‘‘ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تعجب بھرے انداز میں فرمایا: ’’کیا کہہ رہے ہو؟‘‘ اس نے اپنا سوال دُہرایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی طرح دو یا تین مرتبہ پوچھا: ’’کیا کہہ رہے ہو؟‘‘ پھر ارشاد فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن مقتول بارگاہِ الٰہی میں یوں حاضر ہوگا کہ ایک ہاتھ میں اپنا سر اور دوسرے ہاتھ میں قاتل کا گریبان پکڑا ہوگا جبکہ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ عرشِ الٰہی کے پاس پہنچ کر اللّٰہ ربُّ العٰلمین کی بارگاہ میں عرض کرے گا: ’’یہ ہے وہ شخص جس نے مجھے قتل کیا۔‘‘ اللہ عَزَّوَجَلَّ قاتل سے فرمائے گا: ’’ہلاک ہو جا۔‘‘ پھر اُسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ (۲)

﴿30﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بارگاہِ ربُّ العزَّت میں مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے حاضر ہوگا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ عرض کرے گا: ’’اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔‘‘ تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قاتل سے دریافت فرمائے گا: ’’تو نے اسے کیوں قتل کیا۔‘‘ وہ عرض کرے گا: ’’میں نے اسے فلاں کی عزت کے لئے قتل کیا۔‘‘ تو اسے کہا جائے گا: ’’عزت تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ہے۔‘‘ (۳)

﴿31﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: صبح کے وقت ابلیس اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے: ’’جس نے آج کسی مسلمان کو ذلیل ورُسوا کیا میں اسے تاج پہناؤں گا۔‘‘ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ایک آ کر کہتا ہے: ’’میں ایک شخص پر مُسلَّط رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔‘‘ شیطان جواب دیتا ہے: ’’ہوسکتا ہے وہ پھر نکاح کرلے۔‘‘ دوسرا آ کر کہتا ہے: ’’میں ایک آدمی کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔‘‘ تو وہ کہتا ہے: ’’شاید! وہ ان کے ساتھ اچھا

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب تحریم الدم، الحدیث: ۳۹۸۹، ص ۲۳۴۹، بتقدمٍ وتاخرٍ۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۱۷، ج۳، ص ۱۷۰۔ (۳)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۶۶، ج ۱، ص ۲۲۴۔

سلوک کر لے۔'' تیسرا آ کر کہتا ہے: ''میں ایک شخص کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ وہ شرک کر بیٹھا۔'' تو وہ کہتا ہے: ''تو نے بڑا کام کیا۔'' چوتھا آ کر کہتا ہے: ''میں ایک آدمی کے ساتھ ساتھ رہا یہاں تک کہ اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔'' تو وہ کہتا ہے: ''تو نے تو کمال کر دیا۔'' پھر اسے تاج پہنا دیتا ہے۔''(۱)

﴾32﴿......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور پھر اس کے قتل پر خوش ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔''(۲)

حضرت سیِّدُنا علامہ غسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''کسی مومن کو قتل کر کے اس پر خوش ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اسے فتنہ وفساد میں خود کو حق پر سمجھتے ہوئے قتل کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے معاف نہ فرمائے گا۔''

﴾33﴿......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جہنم سے ایک گردن نکلے گی اور کہے گی: ''مجھے آج 3 (قسم کے) لوگوں پر مسلَّط کیا گیا ہے: (۱)......ہر سرکش ظالم پر (۲)......جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا اور (۳)......جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا۔'' پھر وہ ان پر لپٹ جائے گی اور انہیں جہنم کے انگاروں پر پھینک دے گی۔(۳)

﴾34﴿......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو فصیح وبلیغ زبان میں کلام کرے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی اور ایک زبان ہو گی جس سے وہ کلام کرے گی وہ کہے گی: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو معبود بنانے والے، ہر سرکش ظالم اور کسی جان کو ناحق قتل کرنے والے کے متعلق حکم دیا گیا ہے۔'' پس وہ ان (3 قسم کے لوگوں) کو دیگر تمام لوگوں سے 500 سال پہلے (جہنم میں) لے جائے گی۔''(۴)

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، الحدیث: ۶۱۵۱، ج۸، ص۲۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الفتن، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: ۴۲۷۰، ص۱۵۳۴۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۳۵۴، ج۴، ص۸۰۔

الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من قتل النفس......الخ، الحدیث: ۳۷۲۵، ج۳، ص۲۳۷۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۱۸، ج۱، ص۱۰۳۔

الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من قتل النفس......الخ، الحدیث: ۳۷۲۵، ج۳، ص۲۳۷۔

﴿35﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کے ساتھ معاہدہ تھا تو وہ نہ تو جنت کی خوشبو پائے گا اور نہ ہی سونگھ سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو 40 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۱)

﴿36﴾......نسائی شریف میں یہ حدیثِ پاک ان الفاظ میں ہے: ''جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا۔''(۲)

﴿37﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی معاہد کو غیر وقت میں [یعنی ایسے وقت کے علاوہ جس میں اس کا قتل جائز ہو مثلاً معاہدہ نہ رہا۔ از مصنف] قتل کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔''(۳)

﴿38﴾......نسائی شریف میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ''اس پر جنت کی خوشبو حرام فرما دے گا۔''(۴)

﴿39﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اہلِ ذمہ میں سے کسی شخص کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۵)

﴿40﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی عہد والے شخص کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے آئے گی۔''(۶)

نوٹ: 40، 70 اور 5000 سال کی مسافت کی روایات میں تطبیق یہ ہے کہ یہ فرق خوشبو سونگھنے والے مختلف لوگوں اور ان کے مراتب کے اعتبار سے ہوگی۔

﴿41﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خبردار! جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے ذمہ میں ہو تو اس نے اللہ

......صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب اثم من قتل معاهدًا بغیر جرم، الحدیث: ۳۱۶۶، ص ۲۵۶۔

......سنن النسائی، کتاب القسامة، باب تعظیم قتل المجاهد، الحدیث: ۴۷۵۵، ص ۲۳۹۵۔

......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الوفاء للمعاهد و حرمة ذمته، الحدیث: ۲۷۶۰، ص ۱۴۲۹۔

......سنن النسائی، کتاب القسامة، باب تعظیم قتل المعاهد، الحدیث: ۴۷۵۱، ص ۲۳۹۵۔

......المرجع السابق، الحدیث: ۴۷۵۳۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره ﷺ، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث: ۷۳۴۰،۷۳۳۹، ج۹، ص ۲۳۹۔

عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کو توڑ دیا اور وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 40 سال کی مسافت سے آئے گی۔" (1)

جب ذمی کو قتل کرنے کا یہ عذاب ہے جو کہ کچھ مدت کے لئے دار الاسلام میں پناہ گزیں ہے تو مسلمان کو قتل کرنے والے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

تنبیہ:

واضح احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اسی وجہ سے قتلِ عمد کے کبیرہ ہونے پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اجماع ہے، لیکن اختلاف اس میں ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ البتہ! نص سے ثابت صحیح قول یہ ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قتل ہے اور ایک قول کے مطابق زنا ہے۔

میں نے شبہ عمد کو حضرت سیِّدُنا امام ہروی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا امام شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے صریح اقوال کی بنا پر کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام ہروی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "کبیرہ گناہ کی تعریف میں چار چیزیں داخل ہیں: (۱) حد کا ثبوت (۲) قتل کا ثبوت (۳) فعل پر قدرت (۴) شبہ عمد کی وجہ سے سزا کا ساقط ہو جانا۔"

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی مذکورہ قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "امام ہروی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا قول "قتل کا ثبوت" سے مراد قصاص میں قتل کرنا ہے اور اس کو حد نہیں کہا جاتا البتہ! ڈاکو اور راہزن کے قتل کو حد کہا جاتا ہے اور اس کے بھی غالب معنی میں اختلاف ہے کہ کیا یہ قصاص کے معنٰی میں ہے یا حد کے معنٰی میں؟ اور نظر و فکر کی قوت کے اعتبار سے حکم مختلف ہوتا ہے۔ ان کا قول "فعل پر قدرت" اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ شبہ عمد میں فعل پر قدرت کی وجہ سے اسے کبیرہ کہا جا سکتا ہے، بخلاف قتل خطا کے کیونکہ وہ اختیار سے نہیں ہوتا۔ اسی طرح جس سزا میں شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے وہ بھی کبیرہ ہوتا ہے کیونکہ قصاص کسی مانع کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے حضرت سیِّدُنا ہروی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا تھا: "کسی کے عادل ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ حد کو واجب کرنے والے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے جیسے چوری، زنا اور راہزنی یا جو فعل پر قادر ہونا ثابت کرے اگرچہ شبہ کی وجہ سے یا چیز کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اس میں حد واجب نہ ہو اور ناحق قتل جان بوجھ

(1) ......جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فیمن ۔۔الخ، الحدیث ۱۴۰۲، ص ۱۷۹۳، "اربعین" بدلہ "سبعین"۔

کر ہو یا شبہ عمد سے۔‘‘

حضرت سیِّدُ ناامام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنے اس قول سے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ ’’قتل وغیرہ کی حداسی کی جنس سے واجب ہوتی ہے۔‘‘

مقتول کا کیا قصور:

﴿42﴾……سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ آمنے سامنے آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔‘‘ عرض کی گئی: ’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟‘‘ ارشاد فرمایا: ’’وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے پر حریص ہوتا ہے۔‘‘ (1)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اس حدیثِ پاک کے بارے میں حضرت سیِّدُ ناخطابی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ دونوں کسی شرعی وجہ سے نہ لڑ رہے ہوں بلکہ ذاتی دُشمنی، تعصُّب یا دنیوی لالچ وغیرہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوں۔ البتہ! جس نے ایسی صورت میں سرکشوں کو قتل کیا کہ اس پر ان کو قتل کرنا واجب ہو چکا تھا، پس اس نے کسی کو قتل کردیا یا اپنے آپ سے اور اپنے گھر سے دُور بھگا دیا تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ مدمقابل کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسے خود کو بچانے کے لئے قتال کا حکم دیا گیا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مقتول کے متعلق فرمایا: ’’وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے پر حریص ہوتا ہے۔‘‘

جس نے کسی باغی یا مسلمانوں کو راستے میں لوٹنے والے کسی ڈاکو کو قتل کیا تو وہ بے شک اسے قتل کرنے کا حریص نہیں بلکہ وہ اسے اپنے آپ سے دور کرنا چاہتا ہے، اگر اس کا مدمقابل رُک گیا تو وہ بھی اُس سے رُک جائے گا اور اس کا پیچھا نہیں کرے گا، پس یہ حدیثِ پاک اس صفت والے لوگوں کے بارے میں وارد نہیں لہٰذا وہ اس میں داخل نہ ہوں گے۔ البتہ! جو اس صفت پر نہ ہوں وہی اس سے مراد ہیں۔

(1) ……صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ……الخ، الحدیث:۳۱، ص۴۔

کبیرہ نمبر314:
خود کُشی کرنا

خود کُشی حرام ہے:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا(۲۹) وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًاؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا(۳۰) (پ۵، النساء:۲۹، ۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللّٰہ تم پر مہربان ہے اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللّٰہ کو آسان ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

''وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ'' سے کیا مراد ہے۔ اس کے متعلق دو اقوال مروی ہیں: ﴿۱﴾......تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ یہاں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ''اَنْفُسَكُمْ'' فرمایا اسی لیے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمنین ایک جان کی مثل ہیں۔'' اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب اہلِ عرب کا کوئی شخص قتل کیا جاتا تو وہ کہتے: ''قُتِلْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی ربِّ کعبہ کی قسم! ہم سب مارڈالے گئے۔'' کیونکہ ان کے نزدیک ایک کا قتل سب کے قتل کے برابر تھا۔ [1]

﴿۲﴾......یا آیتِ مبارکہ میں انسان کو حقیقتاً خود کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ظاہر معنٰی بھی یہی ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا اور اکثر مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے پہلا معنٰی منقول ہے، جبکہ میں نے بعض روایات میں دوسرے معنی کی تصریح بھی پائی ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کو غزوۂ ذاتُ السلاسل میں احتلام ہو گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کو غسل کی صورت میں سردی سے ہلاک ہونے کا خوف لاحق ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے تیمم کرلیا اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لی، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تم نے اپنے دوستوں کے

[1] ......التفسیرالکبیر، النساء، تحت الآیۃ: ۲۹، ج۴، ص۵۸۔

ساتھ نماز پڑھ لی حالانکہ تم پرغسل فرض تھا۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عذر بیان کیا اور پھر دلیل پیش کرتے ہوئے عرض کی: ''میں نے یہ آیتِ مبارکہ سن رکھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ (پ۵، النساء: ۲۹)

تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرادیئے اور کچھ نہ فرمایا۔ [1]

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیتِ مبارکہ میں اپنے آپ کوقتل کرنا مرادلیا نہ کہ کسی دوسرے کوقتل کرنا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر انکار نہ فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ'' مومن کو ایمان کے باوجود اپنے آپ کو قتل کرنے سے کیسے روکا جاسکتا ہے جبکہ وہ (دنیا میں) انتہائی مذمت اور (آخرت میں) شدید عذاب کی وجہ سے خودکوقتل نہ کرنے پر مجبور ہے۔'' پس اس وقت اسے منع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اس لئے کہ یہ ممانعت اس شخص کے متعلق ہے جو اپنے آپ کو قتل کرنے کا اعتقاد رکھتا ہو جیسا کہ اہلِ ہند رکھتے ہیں اور مومن ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مومن کے خودکوقتل نہ کرنے پر مجبور ہونے کی ممانعت ثابت ہے بلکہ مومن کو ایمان، خودکُشی کی قباحت اور اس کے درد کے زیادہ ہونے کا علم ہونے کے باوجود کبھی کبھار مومن ایسے غم اور اذیت میں مبتلا ہوتا کہ اس غم واذیت (کو برداشت کرنے) کی بنسبت اس کا خودکوقتل کرنا آسان معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ اپنے آپ کو قتل کردیتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے افعال نہ کرو جو قتل کا باعث بنتے ہیں مثلاً شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنا اور مرتد ہونا۔

''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا'' فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس امت پر رحیم ہے اور اسی رحمت کی وجہ سے انہیں ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جس میں مشقت ومصیبت پیش آسکتی ہو، نیز انہیں ان مشکل کاموں اور بوجھوں کا بھی مکلّف نہیں بنایا جن کا ان سے پہلی امتوں کو مکلّف بنایا گیا تھا، لہٰذا انہیں نافرمانی کی وجہ سے توبہ کے طور پر اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا جس طرح کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا گیا کہ انہیں بطورِ توبہ اپنے آپ کو قتل کرنے کا

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب اذا خاف الجنب البرد أیتیمم؟، الحدیث۳۳۴، ص۱۲۴۸، مفھومًا۔

حکم دیا گیا۔ [1]

چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(۵۴) (پ ۱، البقرۃ:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

پس انہوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ہی لمحے میں 70 ہزار قتل ہو گئے۔ [2]

آیتِ مقدَّسہ کے اس حصے ''وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ'' میں اپنے آپ کو قتل کرنے کی طرف اشارہ ہے، لہٰذا یہ شدید وعید اسی پر مرتَّب ہوگی اور (زجاج) کہتا ہے کہ اس سے مراد باطل طریقے سے مال کھانا بھی ہے کیونکہ ایک ہی آیتِ مبارکہ میں دونوں کا ذکر ہے۔حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''اس سے مراد سورۂ مبارکہ کے شروع سے لے کر اس مقام تک بیان کردہ تمام احکام ہیں جن کی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ممانعت فرمائی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوجعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ تمام احکام ہیں جن سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے منع فرمایا ہے صرف وہی احکام مراد نہیں جو اس سورت کی ابتدا سے اس مقام تک بیان ہوئے ہیں کیونکہ یہ (یعنی وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ) ایک ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ وعید ملی ہوئی ہے، بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًاؕ (پ۴، النساء:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔'' سے لے کر یہاں تک وعید ہے، کیونکہ اس کے بعد اس کے علاوہ کوئی وعید نہیں۔'' [3]

عُدوان اور ظُلم کا مفہوم:

وعید کو عدوان اور ظلم کے ساتھ مقیَّد کیا گیا ہے تاکہ اس سے بھول چُوک، غلطی اور جہالت سے کیا ہوا فعل نکل

---

[1] ......التفسیر الکبیر، النساء، تحت الآیۃ ۲۹، ج۴، ص۵۸، مفہوماً۔

[2] ......تفسیر الطبری، البقرۃ، تحت الآیۃ ۵۴، الحدیث: ۹۴۰، ج۱، ص۳۲۶۔

[3] ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۳۰، ج۶، ص۳۴۰۔

جائے اور ان دونوں الفاظ (یعنی عدوان اور ظلم) کو اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ اگرچہ یہ دومختلف الفاظ ہیں مگر معنی کے اعتبار سے قریب قریب ہیں جیسے ''بُعْدًا اور سُحْقًا یعنی رحمتِ الٰہی سے دوری اور پھٹکار۔'' اور جیسے حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ (پ۱۳، یوسف:۸۶) ترجمۂ کنزالایمان: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللّٰہ ہی سے کرتا ہوں۔

جیسے کسی شاعر کا قول ہے:

وَاَلْفَی قَوْلَـھَا کَذِبًا وَّمَیْنًا ترجمہ: اس نے محبوبہ کے قول کو بہت جھوٹا پایا۔

''عُدْوَان'' کامعنی ہے، حد سے بڑھ جانا اور ''ظُلْم'' سے مراد ہے، کسی چیز کو غیرِ محل میں رکھنا۔

''نُصْلِیْہِ نَارًا'' کامعنی ہے کہ ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور اسے اس کی گرمی چکھائیں گے اور ''یَسِیْرًا'' کامعنی ہے، آسان۔ [1]

احادیثِ مبارکہ میں خودکشی کی مذمت:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے آپ کو کسی پہاڑ سے گرایا اور اپنے آپ کو قتل کر دیا وہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا اور جس نے گھونٹ گھونٹ زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے جہنم کی آگ میں گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے (کے آلے) سے قتل کیا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو اس سے مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا۔'' [2]

﴿3﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنا گلا گھونٹا (یعنی دبایا) وہ جہنم میں بھی اسے گھونٹتا رہے گا اور جس نے خود کو نیزہ مارا وہ جہنم میں بھی اپنے آپ کو نیزہ مارتا

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، النساء، تحت الآیۃ ۳۰، ج۶، ص۳۴۰۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء به......الخ، الحدیث:۵۷۷۸، ص۴۹۳۔

رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو (کسی بلند جگہ سے) گرایا وہ جہنم میں بھی خود کو گراتا رہے گا۔''[1]

﴿4﴾......حضرت سیّدُ نا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُ نا جندب بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس مسجد میں ہمیں احادیثِ مبارکہ بیان کیا کرتے تھے، ہم ان میں سے ایک حدیثِ پاک بھی نہیں بھولے اور نہ ہی ہمیں یہ خوف ہے کہ انہوں نے سیّدِ عالم، نُورِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جھوٹ بولا، آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ایک شخص کو زخم تھا اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان کے معاملہ میں جلد بازی کی لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کردی۔''[2]

﴿5﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے ایک شخص کو زخم تھا اسے درد ہوا تو اس نے ایک چُھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان کے معاملہ میں جلد بازی کی۔''[3]

﴿6﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص کے چہرے پر ایک پھنسی نکلی۔ جب اُسے تکلیف ہوئی تو اُس نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ٹھیک ہونے سے پہلے اُسے چھیل دیا، خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو تمہارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اس پر جنت حرام کردی۔''[4]

﴿7﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص کو زخم تھا، اس کا ترکش لایا گیا تو اس نے لمبے چوڑے پھل والا نیزہ لیا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔''[5]

---

[1]......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، الحدیث: ۱۳۶۵، ص۱۰۶۔

[2] شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم النفوس والجنایات علیھا، الحدیث: ۵۳۶۲، ج۴، ص۳۵۰۔

......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، الحدیث: ۱۳۶۴، ص۱۰۶۔

[3]......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکرعن بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۳، ص۲۸۲۔

[4]......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ......الخ، الحدیث: ۳۰۷، ص۶۹۷۔

[5]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، فصل فی الصلاۃ علی الجنازہ، الحدیث: ۳۰۸۴، ج۵، ص۳۸۔

﴿8﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی ملت کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ انسان پر وہ نذر پوری کرنا لازم نہیں جس کا وہ مالک نہیں۔ اور مومن کو لعن طعن کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے کسی مومن کو کافر کہا تو یہ اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے (اپنے آپ کو) کسی چیز سے ذبح کیا اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔'' (۱)

﴿9﴾......حضور نبیِّ کریم، رء ُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان پر وہ نذر پوری کرنا لازم نہیں جس کا وہ مالک نہیں۔ مومن کو لعن طعن کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی طرح ہے۔ جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اسے قتل کرنے والے کی طرح ہے۔ جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُسے اُس چیز کے ساتھ عذاب دے گا جس کے ساتھ اُس نے خود کو قتل کیا۔'' (۲)

سرکار صلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علمِ غیب:

﴿10﴾......مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوگئی۔ جب حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے لشکر کی طرف اور کفار اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن میں ایک شخص ایسا تھا جس نے جتھے سے چھوٹنے والے یا جدا ہونے والے کسی فرد کو نہ چھوڑا یعنی مشرکین کی جماعت سے جدا ہونے والے ہر فرد کا پیچھا کیا اور اسے اپنی تلوار سے مار ڈالا۔ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آج ہم میں سے کسی کو بھی ایسا ثواب نہ ملے گا جیسا فلاں کو ملے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمیوں میں سے ہے۔'' (۳)

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے، اس پر لوگ کہنے لگے: ''اگر یہ بھی جہنمی ہے تو جنتی کہاں ہیں؟'' لیکن ان میں سے

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان......الخ، الحدیث: ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ص۶۹۶۔
صحیح البخاری، کتاب الادب، باب مَنْ اَکْفَرَ اَخَاہُ......الخ، الحدیث ۶۱۰۵، ص۵۱۵۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فیمن رمی اخاہ بکفر، الحدیث: ۲۶۳۶، ص۱۹۱۷۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لایقال: فلان شہید، الحدیث ۲۸۹۸، ص۲۳۳۔

ایک شخص نے کہا: ''میں ہر لمحہ اس کے ساتھ رہوں گا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''وہ اس کے ساتھ نکل پڑا، جب بھی وہ ٹھہرتا یہ بھی اس کے ساتھ ٹھہر جاتا اور جب وہ تیز چلتا یہ بھی تیز چلنے لگ جاتا، اس شخص کا کہنا ہے کہ ''اس مجاہد کو شدید زخم لگ گیا تو اس نے موت میں جلد بازی کی اور اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی نوک سینے کے درمیان رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور خود کو قتل کر دیا، وہ شخص میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ایک شخص کے متعلق ابھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہنمی ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تو لوگوں نے اسے بہت بڑا سمجھا تو میں نے کہا: ''میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔'' لہٰذا میں حقیقت حال جاننے کے لئے نکل پڑا میں نے دیکھا کہ اسے شدید زخم لگا تھا جس کی وجہ سے اس نے موت میں جلدی کی اور اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور خود کو قتل کر دیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ لوگوں کے سامنے جنتیوں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص ظاہراً جہنمیوں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔'' [1]

تنبیہ:

اس باب میں مذکور آیتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ کی رو سے خودکُشی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں خود اپنا خون بہانے والا بھی داخل ہے جیسے شادی شدہ زانی اور ڈاکو جس کو قتل کرنا ضروری ہو۔ کیونکہ اگرچہ انسان اپنا خون بہا سکتا ہے لیکن پھر بھی اسے اپنا خون بہانا جائز نہیں بلکہ اگر اس نے خون بہا دیا تو یہ اس کے لئے کفارہ نہ ہوگا، کیونکہ کفارہ کا حکم اس پر ہوتا ہے جسے اس کے کسی جرم کی سزا دی گئی ہو مگر جس نے اپنے آپ کو خود سزا دی وہ اس کے معنی میں نہیں جسے سزا دے دی گئی۔

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، الحدیث:۴۲۰۲، ۴۲۰۷، ص۳۴۵۔

کبیرہ نمبر315: قتلِ حرام یا اس کے مقدّمات پر مدد کرنا

کبیرہ نمبر316: موجود ہوتے ہوئے باوجودِ قدرت قتل سے نہ روکنا

رحمتِ الٰہی سے مایوس:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّد عالم، نُو رِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن کو قتل کرنے پر مدد کی اگر چہ آدھی بات سے، وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔'' (۱)

قتلِ ناحق کی نحوست:

﴿2﴾......حضور رحمتِ عالم، نُو رِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایسی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلماً قتل کیا جارہا ہو کیونکہ وہاں موجود لوگوں پر بھی لعنت اُترتی ہے جبکہ وہ مقتول کا دفاع نہ کریں۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُو رِ مُجسّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی پیٹھ پر ناحق زخم لگایا وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' (۳)

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مومن کی پیٹھ محفوظ ہے سوائے حق کے (یعنی اُسے جرم پر سزا مل سکتی ہے)۔'' (۴)

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس موجود نہ رہے، شاید! وہ مظلوم ہو اور اِس پر بھی غضب نازل ہو جائے۔'' (۵)

......سنن ابن ماجہ، ابواب الدیات، باب التغلیظ فی قتل المسلم ظلماً، الحدیث:۲۶۲۰، ص۲۶۳۴۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۶۷۵، ج۱۱، ص۲۰۸۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۷۵۳۶، ج۸، ص۱۱۶۔ ......المعجم الکبیر، الحدیث:۴۷۶، ج۱۷، ص۱۸۰۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث خرشہ بن الحارث، الحدیث:۱۷۵۳۰، ج۶، ص۱۶۷ بتغیرٍ۔

﴿6﴾......حضور نبی کریم ،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس حاضر نہ ہو قریب ہے کہ وہ مظلوم ہو اور اُن (قتل کرنے والوں) پر غضب نازل ہو اور یہ بھی اس کی زد میں آجائے۔'' (1)

تنبیہ:

پہلے گناہ کا کبیرہ ہونا پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے جبکہ دوسرے کا کبیرہ ہونا دوسری اور تیسری حدیثِ پاک سے واضح ہے، بہرحال میری نظر سے کسی کا قول نہیں گزرا جس نے اسے کبیرہ شمار کیا ہو۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا حلیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا کلام دیکھا جو اس کے مخالف ہے، وہ فرماتے ہیں: ''جب اس نے مطلوبہ شخص پر رہنمائی کر دی تا کہ اسے ظلماً قتل کیا جائے یا قتل کا ارادہ کرنے والے کو چھری لا کر دی تو یہ سب اللہ عزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے حرام ہے: ''وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (پ ۶، المآئدۃ: ۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔''لیکن یہ صغیرہ گناہ ہے، کیونکہ اس سے فی نفسہ منع نہیں کیا گیا بلکہ منع کرنے کی وجہ ظلم پر قدرت دینے کا ذریعہ ہے، پس اکثر قاتل کی مدد کرنے میں ارادے میں مددگار بھی شریک ہو جاتا ہے اور ارادہ جب فعل سے خالی ہو تو وہ کبیرہ گناہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح کسی کا دوسرے ایسے شخص کو کسی کے قتل کرنے کا کہنا جس پر اس کی اطاعت لازم نہ ہو تو یہ کبیرہ گناہ نہیں کیونکہ اس میں صرف اس کے ہلاک ہونے کا ارادہ شامل ہے جبکہ اس کے ساتھ فعلِ قتل موجود نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے اس سارے کلام کا دارومدار حدیث کے متعلق ان کی غیر معروف اصطلاح پر ہے جبکہ علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے کلام اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق میرا ذکر کردہ کلام ہے، اگرچہ ہم تسلیم کر لیں کہ اس باب کی پہلی حدیث ضعیف ہے کہ ''جس نے کسی مسلمان کے قتل پر مدد کی......الخ۔'' پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُنا امام حلیمی علیہ رحمۃ اللہ الولی پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا: ''انہوں نے جو ذکر کیا کہ قتل پر رہنمائی صغیرہ گناہوں میں سے ہے اس کی تائید مشکل ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رحمہم اللہ السلام اس سے موافقت جائز نہیں سمجھتے بلکہ انہوں نے تو بادشاہ سے کسی کی شکایت کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظلم سے کسی بے قصور شخص کے قتل پر رہنمائی کرنا تو اس سے

---

(1)......المعجم الکبیر ،الحدیث:۱۱۶۷۵،ج۴،ص۲۱۹،بتغیرٍ قلیلٍ ۔

بھی قبیح ہے۔ چنانچہ، مشہور حدیثِ پاک میں ہے (جو اس باب کی ابتدا میں مذکور ہے کہ): جس نے کسی مومن کو قتل کرنے پر مدد کی اگرچہ آدھی بات سے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: ''اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس۔'' (۱)

اسی طرح حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کا یہ قول محلِ نظر ہے کہ ''ایسے شخص سے قتل کا مطالبہ کرنا جس پر اس کی اطاعت لازم نہیں، یہ کبیرہ گناہ نہیں'' خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہو یا گمان ہو کہ وہ اطاعت کرے گا اور اس کا حکم ماننے میں جلدی کرے گا۔

اور یہی بات ظاہر ہے۔ پس صحیح وہی ہے جو میں نے ذکر کیا (یعنی قتل پر مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے نہ کہ صغیرہ)۔

کبیرہ نمبر317: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان یا ذمی کو مارنا

کسی کو ناحق تکلیف دینے کی سزا:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی کی پیٹھ پر ناحق زخم لگایا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' (۲)

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی پیٹھ محفوظ ہے سوائے حق کے (یعنی اُسے جرم پر سزا مل سکتی ہے)۔'' (۳)

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

﴿3﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں لوگوں کو (بلاوجہ) اذیت دیتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ (بروزِ قیامت) انہیں عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔'' (۴)

۱......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی هريرة، الحديث۵۸۷۴، ج۵، ص۲۴۶، "عينيه" بدله "جبهته"۔

۲......المعجم الكبير، الحديث۷۵۳۶، ج۸، ص۱۱۶، "جرح": بدله "جرد"۔

۳......المعجم الكبير، الحديث۴۷۶، ج۱۷، ص۱۸۰۔

۴......صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، الحديث۲۶۱۳، ص۱۱۳۴۔

﴿4﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایسی جگہ ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلم سے قتل کیا جا رہا ہو کیونکہ لعنت ان پر بھی ہوتی ہے جو وہاں موجود ہوں جبکہ وہ اس کا دفاع نہ کریں۔'' (1)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) وغیرہ کا بھی یہی مؤقف ہے اور یہ اس کے متعلق وارد شدید وعید سے واضح ہے لیکن شیخین نے اسے مسلمان کے ساتھ مقید کیا ہے جبکہ متاخرین کے ایک گروہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''مسلمان اور ذمی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اپنی کتاب ''اَلتَّوَسُّط'' میں فرماتے ہیں: ''اس گناہ کو مسلمان کے ساتھ مقید کرنے میں اعتراض ہے، خصوصاً جبکہ مضروب (یعنی جس کو مارا جائے) رشتہ دار ہو اور اس میں کوئی خفا نہیں کہ کلام اس کے بارے میں ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی گئی ہو۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی مطلقاً فرماتے ہیں: ''نوچنا، ایک یا دو ضربیں لگانا صغیرہ گناہوں میں سے ہے، نیز کبھی کبھی دو مار کھانے والوں کے درمیان قوت و کمزوری اور شرف و کمینگی کے اعتبار سے فرق کیا جاتا ہے۔''

''اَلْخَادِم'' میں حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ ہوسکتا ہے کہ اِسے ''العُدَّۃ'' کے کلام پر محمول کیا جائے یعنی مطلق مارنا کبیرہ گناہ ہے اور شیخین نے اس پر زیادتی ثابت کی ہے، پھر مسلمان کے ساتھ اس مارنے کو مقید کرنے کا کوئی مفہوم نہیں کیونکہ ذمی بھی اسی طرح ہے۔''

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا مذکورہ قول ''اَلْمِنْہَاج'' کی ابتدا میں مذکور ہے اور اسی کتاب کے آخر میں پہلے سے بھی زیادہ مشکل انداز میں ذکر کیا یعنی ''اگر قتل کو چھوڑ کر اس سے کم تکلیف والی کوئی ایسی ضرب لگائی جو اسے لاغر و کمزور کرنے والی نہ ہو یا کوئی ایسا زخم لگایا جس سے اس کا کوئی عضو نہ ٹوٹا اور نہ ہی اس کے بدن کی منفعت میں سے کوئی چیز ناکارہ ہوئی تو یہ کبیرہ گناہ نہیں لیکن اگر اس نے یہی سب کچھ اپنے ماں، باپ یا کسی رشتہ دار سے کیا یا یہ فعل

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۱۶۷۵، ج۱۱، ص۲۰۸۔

حرمِ پاک میں یا ان مہینوں میں کیا جن میں ایسا کرنا منع ہے یا کسی مسلمان کو کمزور سمجھتے یا اس پر برتری چاہتے ہوئے ایسا کیا تو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔''

اس کلام کا دارومدار بھی اسی پر ہے جس پر حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے پچھلے باب میں مذکور کلام کا دارومدار تھا اور انہوں نے فاحشہ، کبیرہ اور صغیرہ کے درمیان فرق کو اختیار کیا، یعنی کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں صغیرہ اور کبیرہ نہ ہو اور کبھی صغیرہ کسی قرینہ کے ملنے سے کبیرہ بن جاتا ہے اور کبھی کبیرہ کسی قرینہ کی وجہ سے فاحشہ بن جاتا ہے سوائے کفر کے کیونکہ یہ تمام کبیرہ گناہوں سے فحش ترین ہے اور اس کی قسم میں سے کوئی بھی صغیرہ نہیں، پھر اس کی مثالیں ذکر کیں جن میں سے قتل کبیرہ گناہ ہے اور اگر رشتہ دار کو قتل کیا تو یہ فاحشہ بن جائے گا اور قتل سے کم تکلیف والی چوٹیں گزشتہ قید کے ساتھ صغیرہ ہیں، حالانکہ یہ اصطلاح صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن، شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی) اور ائمۂ متاخرین رَحِمَهُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے مؤقف کے خلاف ہے کیونکہ بے قصور کو مارنا اور اسے ایذا دینا کبیرہ گناہ ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا کلام میرے مؤقف کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ، وہ حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب نوچنے اور مارنے کی تکلیف بہت زیادہ ہو یا باپ یا ولی کے ساتھ ان دونوں میں سے کوئی ایک فعل کیا جائے تو انہیں کبیرہ سے ملانا چاہئے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

{......6 افراد پر لعنت ......}

فرمانِ مصطفٰے: ''6 طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بھی اُن پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ 6 اشخاص یہ ہیں (۱) کتاب اللّٰہ میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جس کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت عطا فرمائی (۴) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حرم (یعنی حرمِ مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔'' (صحیح ابن حبان، الحدیث ۵۷۱۹، ج۷، ص۱۵۰)

کبیرہ نمبر318:　مسلمان کو ڈرانا

کبیرہ نمبر319:　اس کی طرف اسلحہ وغیرہ کے ساتھ اشارہ کرنا

کسی کو ڈرانا ظلمِ عظیم ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عامر بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مذاق میں دوسرے کا جوتا لے کر غائب کر دیا اس نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو نہ ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو ڈرایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹوں اور پریشانیوں سے امن نہ دے۔'' (۲)

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو ناحق ڈرانے والی نظروں سے دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قیامت کے دن خوف زدہ کرے گا۔'' (۳)

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔'' (۴)

حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے ایک شخص نے سوئے ہوئے شخص کو ڈرایا اور رسی اُٹھا کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو خوف زدہ ہو گیا۔

﴿5﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی مذاقاً یا حقیقتاً اپنے بھائی کا سامان نہ اُٹھائے۔'' (۵)

---

(۱)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب من ترویع المسلم......الخ، الحدیث:۴۳۰۰، ج۳، ص۳۸۶۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۳۵۰، ج۲، ص۲۰۔ (۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۷، ج۱۳، ۱۴، ص۲۲۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یاخذ الشئ من مزاح، الحدیث:۵۰۰۴، ص۱۵۸۹۔

(۵)......المرجع السابق، الحدیث:۵۰۰۳۔

《6》......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے رک جائے اگرچہ وہ اس کا ماں یا باپ کی طرف سے بھائی ہو۔'' (۱)

قاتل ومقتول دونوں جہنم میں:

《7》......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' (۲)

《8》......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے (مدِّ مقابل) بھائی پر اسلحہ اُٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب اُن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں: ''ہم نے عرض کی یا عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔'' (۳)

《9》......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ میں کھینچ لے (یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا ارادہ مارنے کا نہ ہو مگر اتفاقاً لگ جائے اور سامنے والا مر جائے ایسے واقعات بہت دیکھے گئے ہیں) اور وہ جہنم کے گڑھے میں چلا جائے۔'' (۴)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں میں سے پہلے کا کبیرہ ہونا اُن احادیثِ مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الاشارة......الخ، الحدیث: ۶۶۶۶، ص ۱۱۳۴، "ینتهی" بدله "یدعه"۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اذا تواجه المسلمان بسیفیهما، الحدیث: ۷۲۵۲، ص ۱۱۷۸۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث: ۷۲۵۵، ۷۲۵۲۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم، الحدیث: ۶۶۶۵، ص ۱۱۳۵۔

ناراضی کا ذکر ہوا جبکہ دوسرے گناہ کا کبیرہ ہونا اُن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے جن میں لعنت کا ذکر ہوا۔

مسلمان کو ڈرانا اس صورت میں حرام ہے جب یہ معلوم ہو کہ ڈرانے سے ایسا خوف پیدا ہوگا جسے عادۃً برداشت کرنا مشکل ہے اور کبیرہ گناہ اس صورت میں کہلائے گا جب یہ معلوم ہو کہ یہ خوف اس کے بدن یا عقل میں نقصان کا باعث بنے گا اور دوسرے گناہ کو بھی انہیں صورتوں پر محمول کیا جائے گا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر320: ایسا جادو کرنا جس میں کفر نہ ہو
کبیرہ نمبر321: جادو سیکھنا
کبیرہ نمبر322: جادو سکھانا
کبیرہ نمبر323: جادو پر عمل کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنتِ سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا۔

اس آیتِ مبارکہ میں ایسے دلائل موجود ہیں جو جادو کے انتہائی برا ہونے کو ظاہر کرتے ہیں اور جادو یا تو کفر ہے یا پھر کبیرہ گناہ جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں آئے گا اور مفسّرِین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے بھی اس آیتِ مبارکہ پر وسیع کلام فرمایا ہے اور میں نے اس کا خلاصہ بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان ''وَاتَّبَعُوْا'' کا سورۂ بقرہ کی گزشتہ آیتِ مبارکہ ''وَلَمَّا جَآءَهُمْ ......الاية'' پر عطف ہے، اس کے خلاف گمان کرنا غلط ہے۔ اور ''مَـا'' موصولہ ہے، اسے نافیہ سمجھنا غلط ہے۔ اور ''تَتْلُوا'' (فعلِ مضارع تَـلَـتْ (فعلِ ماضی) کے معنٰی میں ہے اور ''عَـلـٰی'' فِیْ کے معنی میں ہے یعنی انہوں نے (جادو کے کفریہ کلمات) حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَـیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت کے زمانے میں یعنی آپ عَلَـیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شریعت میں پڑھے۔ یا پھر ''تَتْلُوا'' کا معنٰی ''تَتَقَوَّلُ'' ہے یعنی وہ جھوٹ گھڑتے اور آپ عَلَـیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شریعت کو جھٹلاتے اور یہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ حروف میں تبدیلی کرنا افعال میں تبدیلی کرنے سے بہتر ہے اور ''تَلَا'' جب ''عَلٰی'' کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا مجرور ''مَتْلُوًّا عَلَیْہ'' ہوتا ہے (یعنی جس کے سامنے پڑھا جائے) جبکہ ''مُلْك'' کا معاملہ ایسا نہیں۔

حضرت سیِّدُ نا ابو مسلم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''تَلَا عَلَیْہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی جھوٹ بولے اور جب کوئی سچ بولے تو تَلَا عَـنْـہُ بولا جاتا ہے اور اگر صرف تَلَا کہا جائے تو دونوں معنی مراد لئے جاسکتے ہیں۔''

حضرت سیِّدُ نا امام فخر الدین رازی عَلَـیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ صورت ممکن ہے کہ وہ حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے سن کر خبریں دیتے ہوں۔ پس اس صورت میں تمام اوصاف جمع ہو جائیں گے۔''(1)

سوال: اس آیتِ مبارکہ میں مذکور ''وَاتَّبَعُوْا'' (یعنی جادو سکھانے والے شیاطین کی پیروی کرنے والوں) سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ

(1)......التفسیر الکبیر، البقرة، تحت الآیة ۱۰۲، ج ۱، ص ۶۱۷۔

رَبِّ اَکبرصلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کے یہودی ہیں۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے کے جادوگر ہیں۔اکثر یہودی حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت کا انکار کرتے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دنیا کے دیگر بادشاہوں میں شمار کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے کہ ان کی بادشاہت جادو سے پھیلی حالانکہ صحیح یہ ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ (۱)

حضرت سیِّدُ نا سدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہودیوں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا تورات سے موازنہ کیا تو قرآنِ کریم کو تورات کے موافق پایا، تو (وہ تورات کو پسِ پشت ڈال کر) حضرت سیِّدُ نا آصف بن برخیا رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب اور ھاروت وماروت کے جادو کی طرف بھاگ گئے۔اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان دلالت کرتا ہے:

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﳓ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

(پ ۱، البقرۃ:۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے۔

آیتِ مبارکہ میں ''شَیَاطِیْن'' سے مراد سرکش جنّات ہیں کیونکہ وہ آسمان سے چوری چوری سن لیتے اور اس میں جھوٹ کی آمیزش کرکے کاہنوں کے پاس لے جاتے جو اسے کتابوں میں لکھ دیتے اور لوگوں کو سکھاتے، حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں یہ بات عام ہو چکی تھی۔ (۲)

سیِّدُ نا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق یہود کا باطل عقیدہ:

یہودی کہتے تھے کہ جنّ غیب جانتے ہیں، نیز وہ کہتے تھے کہ سحر (یعنی جادو) حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا علم ہے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت کی تکمیل جن وانس، پرندوں اور سرکش جنّات کے سحر سے ہوئی اور اُس ہوا کے سحر کے سبب ہوئی جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حکم سے چلتی تھی۔ چنانچہ، مروی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا

......التفسیر الکبیر، البقرۃ ،تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۱، ص ۶۱۷۔

......التفسیر الکبیر، البقرۃ ،تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۱، ص ۶۱۷۔

سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بہت سے علوم جن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خاص کیا تھا، اپنے شاہی تخت کے نیچے دفن کر دیئے اس خوف کی وجہ سے کہ اگر ظاہری علوم ہلاک ہو جائیں تو ان میں سے یہ دفن شدہ باقی رہ جائیں، کچھ عرصہ کے بعد منافقین اس (مدفون علمی خزانے) تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس میں سے کچھ ایسی اشیاء لکھ دیں جو بعض وجوہات کے اعتبار سے سحر سے مناسبت رکھتی تھیں، پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد جب لوگ اِن لکھی گئی تحریروں سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے وہم کیا کہ یہ حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عمل میں سے ہیں اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس عظیم مقام تک پہنچنے کا ذریعہ یہی سحر ہے۔ (۱)

آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کرنے کی وجہ:

یہودیوں کے حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کرنے کی 3 وجوہات ہیں: (۱)...... یا اس وجہ سے کہ جادو کی شان بلند ہو اور لوگ اسے قبول کریں۔

(۲)...... یا اس وجہ سے کہ یہودی کہتے تھے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جادو ہی کے ذریعے یہ بادشاہت پائی۔

(۳)...... یا اس وجہ سے کہ جب جِنّات آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مسخّر کر دیئے گئے اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان سے مل کر عجیب و غریب راز حاصل کرتے تو فاسد گمان کرنے والوں پر یہ بات (اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پناہ دے) غالب آ گئی کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان سے جادو سیکھتے ہیں حالانکہ یہ جادو کفر ہے، اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے فرمانِ عالیشان ''وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ'' کے ذریعے اُس الزام سے بری فرما دیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف کفر کی نسبت کر دی تھی۔ چنانچہ، بعض یہودی علما کہتے تھے: ''کیا تم محمد کی اس بات پر تعجب نہیں کرتے جن کے گمان میں سلیمان نبی تھے حالانکہ وہ تو (نعوذ باللہ) جادوگر تھے۔'' یہ بھی مروی ہے کہ یہودی جادوگروں کا گمان تھا کہ انہوں نے حضرت سیِّدُ نا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے جادو حاصل کیا ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس سے بری فرما دیا اور واضح فرما دیا کہ اس انتہائی برے کفر کا تعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا'' کی رُو سے انہی کے ساتھ ہے۔'' (۲)

---

(۱)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۱۷۔
(۲)......المرجع السابق، ص۶۱۸۔

سِحْر کا لُغوی معنیٰ:

اس کا لغوی معنی ہے: ''ہر وہ چیز جو لطیف اور باریک ہو۔'' اور یہ ''سَحَرَۃٌ'' سے ہے اور اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص کے لئے کوئی ایسا معاملہ ظاہر ہو جس کا سمجھنا اُس پر دُشوار اور مخفی ہو۔ قرآنِ مجید میں یہ لفظ اس طرح بیان ہوا ہے:

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ (پ۹، الاعراف:۱۱٦) ترجمۂ کنز الایمان: جب انہوں نے ڈالا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔

اور سَــحَــر (س کے فتحہ کے ساتھ) غذا کو کہتے ہیں اس کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے۔ پھیپھڑوں اور حلقوم سے متعلق جسمانی حصے کو بھی سَحر کہتے ہیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مبارک فرمان میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس حال میں وصال فرمایا کہ میرے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا صالح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے جو کچھ کہا اسے حکایتاً بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ (پ۱۹، الشعراء:۱۵۳) اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایسی مخلوق میں سے ہیں جو کھاتے اور پیتے ہیں اور اس کی دلیل دیتے ہوئے کہنے لگے:

مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ (پ۱۹، الشعراء:۱۵۴) ترجمۂ کنز الایمان: تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔

یعنی تم تو ہماری مثل کھانے پینے والے انسان ہی ہو۔

سِحْر کا شرعی معنیٰ:

شرعی طور پر یہ لفظ ہر اس امر کے ساتھ خاص ہے جس کا سبب پوشیدہ ہو اور اسے حقیقت کے علاوہ پر محمول کیا جائے اور یہ حقائق کی پردہ پوشی اور دھوکا دہی کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جب یہ لفظ مطلق استعمال کیا جائے تو مذموم معنی مراد ہوتا ہے، بعض اوقات اس کا استعمال کسی نفع مند اور قابلِ تعریف فعل میں ہوتا ہے مگر کسی قید کے ساتھ۔ چنانچہ،

(1)......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاتہ، الحدیث:۴۴۴۹، ص۳٦۵۔

﴿1﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔'' (۱)

حدیثِ پاک کی تشریح:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی کیونکہ بیان کرنے والا مشکل کی وضاحت کرتا ہے اور اپنے حسنِ بیان اور بلیغ عبارت سے مشکل کلام کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے اسے مذمت سے خارج قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اسے جادو کے مشابہ قرار دینا بعید ہے اور جس فرمانِ عالیشان سے استدلال کیا گیا ہے اس میں کوئی دلالت نہیں اور وہ فرمانِ عالیشان یہ ہے: '' شاید! تم میں سے کوئی ایک، دلیل قائم کرنے میں دوسرے سے زیادہ خوش بیان ہو۔'' (۲)

سب سے ناپسندیدہ کون؟

﴿2﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسند باتونی اور بڑھا چڑھا کر باتیں کرنے والے ہیں۔'' (۳)

حدیثِ پاک کے راوی حضرت سیِّدُنا عامر شَعْبی اور حضرت سیِّدُنا صَعْصَعَہ بن صُوْحَان رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ بیان کو سحر کہنے سے مقصود مذمت ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمانِ عالیشان:''اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا'' میں بھی لفظِ سحر سے مقصود مذمت ہے۔ مثلاً ایک شخص پر کوئی حق لازم ہو مگر وہ صاحبِ حق سے بہتر انداز میں دلائل دے سکتا ہو، اور وہ لوگوں کو اپنے بیان سے متأثر کر لے اور دوسرے کا حق مار لے حالانکہ حق اس پر لازم ہو اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام اس حد تک بلاغت اور زبان دانی کو پسند کرتے ہیں کہ وہ کلام میں طُول، تفصیل اور باطل کو حق کی صورت دینے کی حد تک نہ پہنچے۔

پہلا قول یہ ہے کہ بیان کو سحر کہنا مدح کے لئے ہے کیونکہ اس میں حق کو واضح کرنے اور اشکال کو دُور کرنے والی

......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الخطبة، الحدیث:۵۱۴۶، ص۴۴۵۔

......صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب (۱۰) الحدیث۶۹۶۷، ص۵۸۱۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ثعلبة الخشنی، الحدیث:۱۷۷۴۷، ج۶، ص۲۲۰۔

فصاحت پائی جاتی ہے، پس جو شے حق واضح کرتی ہے اُسے سحر اور جادو کا نام دیا جاتا ہے اور اس سے مقصود پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے نہ کہ ظاہر کو پوشیدہ کرنا اور یہ مفہوم اس کے برعکس ہے جس پر لفظِ سحر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اس کی اتنی مقدار اپنے لُطف وحسن کی وجہ سے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہے، لہٰذا اس اعتبار سے یہ اس جادو کے مشابہ ہے جو دِلوں کو موہ لیتا ہے۔ اسی طرح بیان پر قدرت رکھنے والا اکثر برے کو اچھا اور اچھے کو برا بنا کر پیش کرنے پر قادر ہوتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے بھی یہ جادو کے مشابہ ہے۔

حقیقتِ سحر:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا جادو کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں؟

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ (پ۱۶، طٰهٰ:۶۶) ترجمۂ کنز الایمان: ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جادو کی حقیقت حدیثِ مبارکہ ثابت ہے اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ لعنتی یہودی جادوگر لَبِیْد بِن اَعْصَم نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر جادو کیا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے وحی کے ذریعے آگاہ ہو کر ذِی اَرْوَان نامی کنوئیں سے اُس جادو کا سامان نکالنے کا حکم ارشاد فرمایا، لہٰذا اسے وہاں سے نکالا گیا، وہ گرہوں والا تھا، اس کی گرہیں کھول دی گئیں۔ جب بھی اس کی کوئی گرہ کھلتی تو جادو کا اثر کم ہو جاتا یہاں تک کہ ساری کھل گئیں تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ایسے ہو گئے گویا کہ کورسی سے آزاد کر دیا گیا ہو۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا درختوں پر لگے ہوئے پھل شمار کرنے کے لئے خیبر تشریف لے گئے تو یہودیوں نے آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ پر جادو کر دیا جس سے آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا ہاتھ شدید متاثر ہوا تو امیر المؤمنین

[1] ......سنن النسائی، کتاب المحاربة، باب سحرة اهل الکتاب، الحدیث:۴۰۸۵، ص۲۳۵۵۔
المعجم الکبیر، الحدیث:۵۰۱۶، ج۵، ص۱۸۰۔

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودیوں کوخیبر سے نکال دیا۔

ایک عورت اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَاکے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے اُمُّ المؤمنین! جب عورت اپنے اونٹ کو باندھ دے تواس پر کوئی حرج ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَاکواس کی مراد سمجھ نہ آئی اور ارشاد فرمایا: ''اس پر کوئی حرج نہیں۔'' تو وہ بولی: ''**میں نے اپنے شوہر کو عورتوں سے روک دیا ہے۔**'' اِس پر اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَانے فرمایا: ''**اس جادوگرنی کو مجھ سے دُور کردو۔**''[1]

پہلے گروہ نے جس آیتِ مبارکہ سے اپنے قول پر استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم جادو کے خیال ہونے کا انکار نہیں کرتے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس خیال کی بھی حقیقت ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ'' (پ۶،المائدۃ:۶۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللّٰہ** تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔'' کے باوجود آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کا اثر ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں ''**عِصمَت**'' سے مراد (۱)...... یا تو دل اور ایمان کی حفاظت ہے، دُنیوی حادثات سے جسم کی حفاظت مراد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا گیا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زخمی کیا گیا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے والے دو دانت مبارک شہید کئے گئے۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جانور کی اوجھڑی اور مٹی پھینکی گئی۔ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قریش کی جماعت نے تکلیف دی۔ (۲)...... یا پھر اس سے مراد ناگہانی آفت سے جان کی حفاظت ہے، ان عوارض سے حفاظت مراد نہیں جو نفس کی سلامتی کے ساتھ بدن کو لاحق ہوتے ہیں۔

یہاں یہ معنٰی مراد لینا بہتر ہے بلکہ یہی معنی درست ہے کیونکہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی حفاظت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے مگر جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (محافظین کو) حفاظت نہ کرنے کا حکم فرما دیا۔

جادو کی اقسام:

جادو کی کئی اقسام ہیں:

---

[1] ......السنن الکبری للبیھقی، کتاب القسامۃ، باب من لا یکون سحرہ کفرا......الخ، الحدیث: ۱۶۵۰۱، ج۸، ص۲۳۷، مفھوماً۔

پہلی قسم:

یہ کَسدَانِیُّوں کا جادو ہے جو قدیم زمانے میں ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ ستارے ساری کائنات کا نظام چلانے والے ہیں، ہر بھلائی اور برائی کا صدور انہی سے ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی باتوں کے بُطلان اور ان کی تردید کے لئے ان کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ ان کے تین گروہ تھے:

پہلا گروہ:

یہ وہ لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے تھے کہ تمام آسمان اور ستارے ذاتی طور پر واجب الوجود ہیں جو کسی بنانے اور پیدا کرنے والے کے محتاج نہیں اور یہی آسمان اور ستارے کائنات کے نظام کو بنانے اور بگاڑنے والے ہیں، انہیں ”صَائِبَہ اور دَھْرِیَہ“ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ:

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو افلاک کے معبود ہونے کے قائل تھے اور گمان کرتے تھے کہ افلاک چکر کاٹ کر اور حرکت کر کے حوادث میں مؤثر ہوتے ہیں، اسی بنا پر وہ افلاک کی عبادت کرنے اور انہیں عظیم جاننے لگے اور انہوں نے ہر آسمان کے لئے ایک مخصوص مجسمہ اور معین بت بنالیا اور پھر ان کی خدمت میں مشغول ہوگئے، یہ بت پرستوں کا مذہب ہے۔

تیسرا گروہ:

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ستاروں اور افلاک کے لئے (اللہ عَزَّوَجَلَّ کو) صاحبِ اختیار فاعل ثابت کیا جس نے انہیں عدم سے وجود بخشا مگر ان کا گمان ہے کہ اس بزرگ و برتر ہستی نے ان ستاروں اور اَفلاک کو ایک ایسی غالب قوت عطا فرمادی ہے جو اس کائنات میں جاری ہے اور کائنات کا نظام چلانا بھی انہی ستاروں اور اَفلاک کے سپرد کردیا ہے۔

دوسری قسم:

اس سے مراد وہمی اور قوی نفوس کے مالک لوگوں کا جادو ہے۔

تیسری قسم:

اس سے مراد زمینی روحوں سے مدد طلب کرنے والا جادو ہے۔

یادرکھئے! بعض متأخر فلاسفہ اور معتزلہ نے جنّات کے وجود کا انکار کیا اور اکابر فلاسفہ نے اس کا انکار تو نہیں کیا مگر انہیں ''اَلْاَرْوَاحُ الْاَرْضِيَّة یعنی زمینی ارواح'' کا نام دیا، جِنّ اپنی ذات کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، ان میں اچھے بھی ہیں جو مومن ہیں اور شریر بھی ہیں جو کافر ہیں۔

چوتھی قسم:

اس میں خیالات اور نظر کو بند کر دیا جاتا ہے (اور یہ ہوسکتا ہے) کیونکہ نگاہوں کا پھرنا بکثرت پایا جاتا ہے۔ مثلاً کشتی پر سوار شخص کو کشتی ساکن اور کنارے متحرک نظر آتے ہیں اور متحرک چیز ساکن دکھائی دیتی ہے اور آسمان سے اترنے والی بارش تجھے سیدھا خط نظر آئے گی اور چراغ کی تیزی سے گھومتی ہوئی بتی تجھے دائرہ دکھائی دے گی اور اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔

پانچویں قسم:

اس میں ہندسی ترتیب پر آلات کو جوڑ کر عجیب وغریب اَفعال ظاہر کئے جاتے ہیں مثلاً ہاتھ میں بگل لئے ہوئے گھوڑے کی تصویر کہ جب دن کی ایک گھڑی گزرتی ہے تو کسی کے چھوئے بغیر بگل آواز نکالتا ہے۔ مختلف کیفیات میں روم کی تصاویر کہ وہ رونے والی اور ہنسنے والی ہیں یہاں تک کہ خوشی کی مسکراہٹ، شرمندگی کی مسکراہٹ اور ندامت کی مسکراہٹ میں واضح فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ فرعون کے جادوگروں کا جادو بھی اسی قسم سے متعلق ہے۔ بھاری چیزوں کے کھینچنے کا علم بھی اسی میں داخل ہے اور وہ یہ ہے کہ بھاری بھرکم شے ہلکے سے آلہ کے ساتھ نہایت آسانی سے کھینچ لی جائے۔ درحقیقت اس قسم کو سحر کے باب میں شمار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے لئے یقینی اور معلوم اَسباب ہوتے ہیں اور جوان پر آگاہ ہو وہی جادو کی اس قسم پر قادر ہو سکتا ہے۔

چھٹی قسم:

اس میں عقل وغیرہ کو زائل کرنے والی ادویات کے خواص سے مدد لی جاتی ہے۔

ساتویں قسم:

اس میں دل کو معلَّق کر دیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی انسان دعویٰ کرے کہ وہ اسمِ اعظم جانتا ہے اور جنّ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اگر اس کا دعویٰ سننے والا کمزور عقل اور کم تمیز والا ہو تو وہ اسے حق سمجھ لیتا ہے، اس کا دل اس سے معلق ہو جاتا ہے اور سننے والے کے دل میں اس کا رُعب اور خوف پیدا ہو جاتا ہے، پس اس وقت جادو کرنے والا اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ جو چاہے کرلے۔

جادو کے متعلق مختلف آراء:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں: جادو عقل کو خراب کرتا، انسان کو بیمار اور قتل کر دیتا ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جادو کے ذریعے قتل کرنے والے پر قصاص واجب قرار دیا۔ یہ ایک شیطانی عمل ہے جسے جادوگر شیطان سے سیکھتا ہے اور جب اس سے سیکھ لیتا ہے تو اسے دوسروں کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق جادو صورتوں کو بدلنے میں مؤثر ہوتا ہے (مثلاً انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں بدل دیتا ہے) جبکہ ایک قول یہ ہے کہ اصح یہ ہے کہ جادو ایک تخیل ہے لیکن بیماریوں، موت اور جنون کے ذریعے بدنوں میں اثر کرتا ہے اور طبیعتوں اور نفوس میں کلام مؤثر ہوتا ہے جیسا کہ انسان جب کوئی ناپسندیدہ بات سنے تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور اسے غصہ آجاتا ہے اور کبھی تو وہ اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک قوم کلام سن کر ہلاک ہوگئی، پس جادو بدنوں میں مؤثر ہونے والی بیماریوں کی طرح ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''ہمارے علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جادوگر کے ہاتھ سے ایسی خلافِ عادات باتوں کے ظہور کا انکار نہیں کیا جا سکتا جو بندے کی قدرت میں نہیں جیسے بیماری، جدائی، عقل کا زائل ہونا اور کسی عضو کا ٹیڑھا ہو جانا وغیرہ ایسی چیزیں جن کے متعلق دلیل قائم ہے کہ بندے کا ان پر قادر ہونا محال ہے۔''

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام مزید یہ بھی فرماتے ہیں: ''جادو میں درج ذیل امور بعید نہیں: (۱) جادوگر کا جسم سکڑ

---

[1] ......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۳۔

جائے یہاں تک کہ وہ دیوار کے چھوٹے سے سوراخ میں بھی داخل ہو جائے (۲) بانس یا سرکنڈے کے سرے پر سیدھا کھڑا ہو جانا (۳) باریک دھاگے پر چلنا (۴) ہوا میں اڑنا (۵) پانی پر چلنا اور (۶) کتے کی سواری کرنا وغیرہ۔ جادو ان افعال کی علّت ہے نہ ان کا موجب، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جادو کے پائے جانے کے وقت یہ اشیاء پیدا فرماتا ہے جیسا کہ وہ کھانا کھاتے وقت آسودگی (یعنی شکم سیری) اور پانی پیتے وقت سیرابی پیدا کرتا ہے۔

﴾3﴿......حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) حضرت سیِّدُنا عمار ذہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت فرماتے ہیں: ''ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو رسی پر چلتا اور گدھے کی سُرین (یعنی اس کے پاخانہ کے مقام) سے داخل ہوتا اور منہ سے نکل جاتا تھا، حضرت سیِّدُنا جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی تلوار پر قبضہ کر لیا اور اسی سے اسے قتل کر دیا۔'' یہ حضرت سیِّدُنا جندب بن کعب ازدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جنہیں بَجَلِی کہا جاتا تھا۔ یہی وہ شخصیت ہے جس کی شان میں حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جسے جُنْدُب کہا جاتا ہے وہ تلوار کے ایک ہی وار سے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔''[1]

حضرت سیِّدُنا حارثہ بن مضرّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا علی بن مدینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے روایت فرمایا کہ لوگ حضرت سیِّدُنا جندب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جادوگروں کا قاتل سمجھتے تھے۔ (حضرت سیِّدُنا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا کلام ختم ہوا)[2]

جادو کے متعلق معتزلہ کا نظریہ:

معتزلہ نے جادو کی مذکورہ اقسام میں سے پہلی 3 کا انکار کیا۔ منقول ہے کہ شاید انہوں نے جادو اور اس کے وجود کے قائلین کو کافر قرار دیا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا نظریہ:

اہلِ سنت وجماعت نے جادو کی تمام اقسام کو تسلیم کیا ہے، مثلاً جادوگر کا ہوا میں اڑنے یا انسان کو گدھے اور گدھے

[1] ......المصنف لعبد الرزاق، کتاب العقول، باب قتل الساحر، الحدیث: ۱۹۱۰۴، ج۹، ص۴۷۸، دون قولہ: یکون ...... الی جندب۔

[2] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

کو انسان میں بدلنے پر قادر ہونا اور اس کے علاوہ جادو کی دیگر اقسام۔مگر وہ کہتے ہیں: جادوگر کے معیَّنہ کلمات سے جادو کرتے وقت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی ان اشیاء کو پیدا فرمانے والا ہے۔اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان دلیل ہے:

وَمَاهُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے۔ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

﴿4﴾......یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مجھے خیال گزرتا ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں یا یہ کام کر رہا ہوں حالانکہ نہ تو میں نے وہ بات کہی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کام کیا ہوتا ہے۔“ [1]

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کرنے والے لبید بن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے کنگھی اور اس سے جھڑے ہوئے موئے مبارک اور نر کھجور کی جھلی میں پھونکیں ماری ہوئی گرہیں لگا کر جادو کیا، پھر اسے کنوئیں کی تہہ میں پتھر کے نیچے رکھ دیا، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو نے اثر کیا اور یہ برقرار رہا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں دو فرشتے دیکھے، اُن میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: ”اس ہستی کو کیا مرض ہے؟“ دوسرے نے جواب دیا: ”ان پر جادو کیا گیا ہے۔“ پوچھا: ”کس نے جادو کیا؟“ جواب دیا: ”لبید بن اعصم نے۔“ پوچھا: ”کس چیز میں کیا؟“ بتایا: ”کنگھی اور اس سے جھڑے ہوئے بالوں اور نر کھجور کی جھلی میں۔“ پوچھا: ”وہ (چیزیں جن پر جادو کا عمل کیا گیا) کہاں ہیں؟“ بتایا: ”ذی اَرْوَان کے کنوئیں میں۔“ [2]

﴿6﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں پوچھتا تھا؟ میرے پاس دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سرہانے اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا، پھر سر کی طرف بیٹھنے والے نے پائنتی والے یا پائنتی والے نے سرہانے والے سے پوچھا: ”انہیں کیا تکلیف ہے؟“ دوسرے نے جواب دیا: ”ان پر جادو کیا گیا ہے۔“ پوچھا: ”کس نے جادو کیا؟“ جواب دیا: ”لبید بن اعصم

[1]......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ۱۰۲، ج۱، ص۶۲۲۔

[2]......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب السحر، الحدیث۵۷۶۳، ص۴۹۲ مفہوماً۔

نے۔'' پوچھا: ''کس چیز میں؟'' بتایا: ''کنگھی اور اس سے جھڑے ہوئے بالوں اور نر کھجور کی جھلی میں۔'' پوچھا: ''وہ کہاں ہے؟'' جواب دیا: ''ذی اَرْوَان کے کنوئیں میں۔'' جب آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس پر آگاہ کیا گیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کنوئیں کی طرف تشریف لے گئے اور اس جادو کو اسی طرح باہر نکلوا دیا جس طرح اس کا طریقہ بتایا گیا تھا، کنوئیں کا پانی تبدیل ہو کر مہندی کے پانی کا رنگ اختیار کر چکا تھا اور اس کے ارد گرد کھجوروں کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہو گئے تھے۔ (1)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے معوّذتین (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل فرمائیں اور یہ دونوں مبارک سورتیں آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے لئے جادو سے شفاء ہیں۔

جادو بربادیٔ ایمان کا سبب ہے:

﴿7﴾...... مروی ہے کہ ایک عورت اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: ''میں جادوگرنی ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دریافت فرمایا: ''تیرا جادو کیا ہے؟'' اس نے بتایا: میں جادو کا علم سیکھنے ہاروت و ماروت کے ٹھکانے پر گئی، تو انہوں نے مجھے کہا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! دنیا کے لئے آخرت کا عذاب اختیار نہ کر۔'' لیکن میں نے انکار کر دیا تو انہوں نے کہا: ''جاؤ اور اس راکھ پر پیشاب کرو۔'' میں اس پر پیشاب کرنے کے لئے گئی لیکن میں نے اپنے دل میں سوچ کر کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی پھر ان کے پاس لوٹ گئی اور کہا: ''میں نے کر لیا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''جب تم نے پیشاب کیا تو کیا دیکھا۔'' میں نے کہا: ''میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' انہوں نے دوبارہ (سمجھاتے ہوئے) کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور ایسا نہ کر۔'' لیکن میں نے پھر انکار کر دیا تو انہوں نے کہا: ''جاؤ اور (راکھ پر پیشاب) کرو۔'' میں گئی اور جب میں نے پیشاب کیا تو دیکھا کہ میری شرمگاہ سے ہتھیاروں سے ڈھانپی ہوئی گھوڑے کی مثل کوئی چیز نکلی اور آسمان کی طرف چڑھ گئی۔ پھر میں نے آکر انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: ''وہ ایمان تھا جو تجھ سے نکل چکا ہے، اب تو نے اچھی طرح جادو سیکھ لیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ جادو کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''تو جس چیز کا بھی ارادہ کرے گی اور اس کی صورت اپنے خیال میں لائے

......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب السحر، الحدیث۵۷۶۳، ص۴۹۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

گی تو وہ موجود ہوگی۔'' چنانچہ، میں نے اپنے دل میں گندم کے دانے کا تصور کیا تو دانہ موجود پایا، میں نے کہا: ''کاشت ہو جا۔'' وہ کاشت ہو گیا اور اسی وقت بالی نکل آئی، میں نے دوبارہ کہا: ''ابھی گندھ جا۔'' وہ اسی وقت گندھ گیا۔ میں نے کہا: ''روٹی بن جا۔'' تو وہ روٹی بن گیا اب میں جس چیز کا بھی ارادہ کر کے دل میں اس کا تصور کرتی ہوں تو وہ موجود ہوتی ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف سے جو کرتا ہے وہ جادو نہیں، مثلاً ٹڈیوں، جُوؤں اور مینڈکوں کا نازل کرنا، سمندر کا پھٹ جانا، لاٹھی کا سانپ میں بدل جانا، مُردوں کو زندہ کرنا، قوّتِ گویائی سے محروم لوگوں کو بولنے پر قدرت عطا کرنا اور اسی طرح انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات بھی جادو نہیں۔'' (۲)

جادو اور معجزہ میں فرق:

جادو اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ جادو جادوگر اور اسے سیکھنے والے ہر شخص سے صادر ہو سکتا ہے اور کبھی ایک جماعت جادو سیکھتی ہے اور بیک وقت اس سے جادو کا وقوع ہو جاتا ہے جبکہ معجزہ کی شان یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کو اس کی مثل یا مقابل لانے کی قدرت نہیں دیتا۔ (۳)

جادو سیکھنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''محققین کا اتفاق ہے کہ جادو کا علم نہ برا ہے اور نہ ہی ممنوع اس لئے کہ ہر علم ذاتی طور پر شرف والا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں علم کا عمومی حکم ہے:

......التفسیر الکبیر،البقرۃ،تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۲۶۔

المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب حکایۃ امراۃ فزعت من عمل السحر، الحدیث ۷۳۴۴، ج۵، ص۲۱۵۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (پ۲۳،الزمر:۹)

اگر جادو نہ سیکھا جاتا تو جادو اور معجزہ کے درمیان فرق کرنا ممکن نہ ہوتا اور چونکہ عقل کو عاجز کر دینے والی چیز کو عاجز کر دینے کا علم حاصل کرنا واجب ہے تو جس پر واجب موقوف ہوتا ہے اس کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے پس یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جادو کا علم سیکھنا واجب ہے، لہٰذا جو شے واجب ہو وہ حرام اور بری کیسے ہوسکتی ہے۔ (۱)

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے منقول ہے: ''مفتی پر جادو کا علم سیکھنا واجب ہے تا کہ وہ جان سکے کہ کس جادو کی وجہ سے قتل ہوسکتا ہے اور کس کی وجہ سے نہیں اور قصاص کے واجب ہونے میں اس کے مطابق فتویٰ دے۔'' (۲)

مذکورہ عبارات پر مصنِّف کا تبصرہ:

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی کا مذکورہ کلام محلِ نظر ہے اور اگر اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ ہمارے ذکر کردہ اس عنوان کے منافی نہیں کہ ''جادو سیکھنا اور سکھانا کبیرہ گناہ ہے۔'' کیونکہ کلام جادو کے سیکھنے یا سکھانے کے متعلق نہیں بلکہ اس شخص کے متعلق ہے جو جادو سیکھے خواہ اس کی حرمت پر آگاہ ہو یا نہ ہو اور پھر توبہ کر لے تو اب اس کے پاس جادو کا جو علم ہے جس میں کفر بھی نہیں تو کیا وہ فِیْ نَفْسِہٖ برا ہے یا نہیں؟ اس میں ظاہر حکم یہ ہے کہ وہ فِیْ نَفْسِہٖ برا نہیں بلکہ برائی اس پر مرتب ہونے والے گناہ کی وجہ سے ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مفتی کے جادو سیکھنے کا قول بھی صحیح نہیں کیونکہ قصاص واجب ہونے یا نہ ہونے کا فتویٰ دینے کے لئے جادو کا علم سیکھنا ضروری نہیں، کیونکہ فتویٰ کا طریقۂ کار یہ ہے کہ اگر جادو کا علم رکھنے والے دو عادل شخص جو جادو سے توبہ کر چکے ہوں، اس کی گواہی دے دیں کہ اکثر اس قسم کے جادو سے قتل ہو جاتا ہے تو جادو کرنے والے کو قتل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اسی طرح معجزہ کا علم جادو سیکھنے پر موقوف نہیں کیونکہ اکثر بلکہ سوائے چند ایک کے تمام علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ان دونوں کے درمیان فرق تو جانتے ہیں لیکن جادو کا علم نہیں رکھتے۔ ان دونوں

---

(۱)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۲۶۔

(۲)......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۳۴۔

کے درمیان فرق کرنے والی یہی بات کافی ہے کہ جادو کے برعکس معجزہ دعوئ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ پس جب فرق کرنا ممکن ہے تو حضرت سیِّدُ نا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کا قول باطل ہو گیا۔

جادو اور معجزے میں امرِ مشترک یہ ہے کہ یہ دونوں عادت کے خلاف ہوتے ہیں اور ان دونوں میں یوں فرق کیا جاتا ہے کہ جادو کے برعکس معجزہ دعوئ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے کیونکہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار کے ہاتھ پر اس کا ظہور ممکن نہیں جیسا کہ اس عظیم منصب کی چراگاہ کو کذابوں (یعنی نبوت کے جھوٹے دعویداروں) کے حملوں سے بچانے کے لئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عادت جاری ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) کا کلام گزر چکا ہے کہ ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی طرف سے جوٹڈیوں وغیرہ کا عذاب نازل فرماتا ہے وہ جادو میں داخل نہیں۔'' پس یہ اور اس جیسی دیگر باتوں (یعنی ٹڈیوں وغیرہ کے عذابات) کے متعلق یقینی بات یہ ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جادوگروں کے ارادہ کے وقت ایسے امور واقع نہیں فرماتا۔ حضرت سیِّدُ نا علامہ قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''ہم نے اجماع کی وجہ سے عذابِ الٰہی کے جادو میں داخل ہونے کا انکار کیا ہے، اگر اجماع نہ ہوتا تو ہم اسے جائز قرار دیتے۔''[1]

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

اس پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت سیِّدُ نا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) نے فرعون کی جادو کی رسیوں کے متعلق **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان پیش کیا:

وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۶۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ حقیقتاً کوئی چیز نہیں بدلتی، بلکہ یہ تو محض ایک خیال ہوتا ہے، کیا آپ اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ ''یُخَیَّلُ اِلَیْهِ'' میں غور نہیں کرتے۔

---

[1] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۶۔

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۳۵۔

جادو کرنے والے کے متعلق حکمِ شرعی:

جادو کرنے والے کے متعلق علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے کہ کیا وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

جادو کی بیان کردہ گزشتہ اقسام میں سے پہلی دو اقسام کا جادو کرنے والے کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ اس شخص کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جو ستاروں کے متعلق نظامِ کائنات چلانے کا اعتقاد رکھے یا یہ عقیدہ رکھے کہ انسان اپنے نفس کو صاف ستھرا کر کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا نفس کسی جسم کے بنانے یا اس میں زندگی پیدا کرنے یا اس کی صورت تبدیل کرنے میں مؤثر ہوتا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ جادو کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ وہ نفس کو صاف کرنے، تعویذ پڑھنے اور بعض دواؤں کو دُھواں دینے میں اس مقام تک پہنچ چکا ہے کہ جِنّ جسمانی ساخت اور صورت تبدیل کرنے میں اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ معتزلہ نے صرف ان تینوں اقسام کا جادو کرنے والوں کو کافر قرار دیا۔ جادو کی دیگر اقسام کے متعلق ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ مطلقاً کفر ہیں کیونکہ جب یہودیوں نے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جادو منسوب کیا تو ان کی اس سے پاکی بیان کرتے ہوئے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ شیاطین جادو سکھانے کی وجہ سے کافر ہوئے کیونکہ حکم کو مناسب وصف پر مرتب کرنا شعور دِلاتا ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت ہے اور جو شے کفر نہ ہو اس کے سکھانے سے کفر ثابت نہیں ہوتا اور یہ اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جادو مطلقاً کفر ہے۔

اسی طرح ھاروت وماروت فرشتوں کے متعلق اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی جادو کے کفر ہونے کا تقاضا کرتا ہے:

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ (پ ۱، البقرۃ:۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو۔

جادو کے مطلقاً کفر نہ ہونے کے قائلین جیسے حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اور آپ کے اصحاب اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حکایتِ حال کی سچائی کے لئے ایک ہی صورت کافی ہوتی ہے، پس پہلی آیت میں حکم کو اس شخص کے جادو پر محمول کیا جائے گا جو ستاروں کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھے، اسی طرح ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں کسی ایسے وصف پر حکم مرتب ہے جو اس کے علت ہونے کا شعور دلاتا ہے کیونکہ آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے کفر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جادو بھی سکھاتے تھے۔ (1)

جادوگر کی توبہ کا حکم:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا جادو کرنے والے کی توبہ مانی جائے گی یا نہیں؟ جادو کی پہلی دو اقسام میں سے کسی ایک کا اعتقاد رکھنے والا مرتد ہے، اگر وہ توبہ کرے تو صحیح ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) اور حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''ان کی توبہ نہیں مانی جائے گی۔'' البتہ! تیسری اور چوتھی قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر جادوگر ان کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھے تو اسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا کیونکہ جس فعل کی حرمت پر اجماع ہو اور وہ ضروریاتِ دین میں سے ہو اُسے حلال جاننا کفر ہے۔ اگر جادوگر ان کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے تو حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک یہ ایک جرم ہے، اگر اس نے کسی پر جادو کیا اور اقرار کر لیا کہ انسان اس سے اکثر قتل ہو جاتا ہے تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ قتل عمداً (یعنی جان بوجھ کر قتل کرنا) ہے یا یہ اقرار کیا کہ اس سے انسان کبھی کبھار قتل ہوتا ہے تو یہ قتلِ شبہ عمد ہے یا جادو کرتے ہوئے (دو ناموں کی مشابہت کے سبب) نام میں خطا کھا گیا تو یہ قتلِ خطا ہے، لہٰذا آخری دونوں صورتوں میں ورثاء پر دیت ہوگی بشرطیکہ وہ اس کی تصدیق کریں کیونکہ ان کے خلاف جادوگر کا اقرار قبول نہیں کیا جائے گا۔

جب جادوگر خود اقرار کر لے یا اس کے جادوگر ہونے پر گواہی قائم ہو جائے اور گواہ اس کا ایسا وصف بیان کریں جس سے معلوم ہو کہ وہ واقعی جادوگر ہے تو حضرت سیِّدُ نا امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک اسے

---

(1)......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۲، ص ۳۳۵۔

مطلقاً قتل کیا جائے گا اور اس کا یہ قول قبول نہیں کیا جائے گا کہ میں جادو چھوڑتا اور توبہ کرتا ہوں اور اگر وہ اقرار کرے کہ میں طویل عرصہ جادو کرتا رہا لیکن کچھ عرصہ سے اسے چھوڑ دیا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے پوچھا گیا: ''جادوگر کے لئے مرتد جیسا حکم کیوں نہیں یہاں تک کہ مرتد کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے؟'' تو آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''کیونکہ اس نے کفر کے ساتھ ساتھ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش بھی کی اور ایسے شخص کو مطلقاً قتل کیا جائے گا۔'' (۱)

اس دلیل کی تردید یہ کہہ کر کی گئی کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس یہودی کو قتل نہ کیا جس نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا تھا تو مومن کا انہی جیسا حکم ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: ''ان (یعنی ذمیوں) کے لئے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لئے ہیں اور ان پر وہی واجبات ہیں جو مسلمانوں پر ہیں۔'' (۲)

حضرت سیِّدُنا امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے اس روایت سے استدلال کیا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی لونڈی نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر جادو کیا تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ جب اس نے اپنے فعل کا اعتراف کر لیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حکم پر حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس لونڈی کو قتل کر دیا، یہ بات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے ناپسند فرمایا۔ اس کے بعد حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عورت کا معاملہ عرض کیا۔ گویا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے قتل کو اس لئے ناپسند فرمایا کیونکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اجازت کے بغیر اسے قتل کر دیا تھا۔'' (۳)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم فرمایا: ''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو تو لوگوں نے 3 جادوگروں کو قتل کر دیا۔'' (۴)

---

(۱)......اللباب فی علوم الکتاب،البقرۃ،تحت الآیۃ۱۰۲،ج۲،ص۳۳۶۔

(۲)......سنن ابی داود،کتاب الجھاد،باب علی ما یقاتل المشرکون ،الحدیث:۲۶۴۱،ص۱۴۱۸۔

(۳)......المصنف لابن ابی شیبۃ،کتاب الدیات ،باب الدم یقضی فیہ الامراء ،الحدیث۴،ج۶،ص۴۳۰۔

(۴)......المصنف لابن ابی شیبۃ ،کتاب الحدود،باب ما قالوا فی الساحر،مایصنع بہ؟،الحدیث۲،ج۶،ص۵۸۳۔

احناف کے دلائل کا جواب:

شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان دونوں روایات کے ثابت ہونے کی صورت میں یہ احتمال ہے کہ ان دونوں میں جادوگر کو قتل کرنا اس کے کفر کی وجہ سے ہو اس کے جادو میں جادو کی پہلی دو اقسام میں سے ایک قسم پائی جاتی ہو اور یہ دونوں اقسام تو اختلاف کا محل ہی نہیں اور اس پر کون سی دلیل قائم ہے کہ مذکورہ روایات میں جادوگر کا جادو دیگر اختلافی اقسام سے تعلق رکھتا تھا جیسے شعبدہ بازی اور ہندسہ پر مبنی عجیب آلات اور اس قسم کی خوف و وہم دلانے، ڈرانے والی چیزیں۔

تنبیہ1:

جادو کے توڑ کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۱ھ) ایک سوال قائم فرماتے ہیں: ''سحر زدہ سے جادو کا اثر زائل کرنے کے لئے جادوگر سے اس کا توڑ پوچھنا جائز ہے؟'' (پھر خود ہی جواب ارشاد فرماتے ہیں:) حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے جائز فرمایا ہے۔''[1] حضرت سیِّدُنا مزنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بھی اسی قول کی طرف مائل ہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) نے اسے مکروہ قرار دیا جبکہ حضرت سیِّدُنا شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''آسیب زدہ کے جادو کھلوانے میں کوئی حرج نہیں۔''[2]

جادو کے توڑ کا ایک عمل:

حضرت سیِّدُنا ابنِ بطّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب میں ہے کہ سحر زدہ شخص، بیری کے 7 سبز پتے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان کُوٹ لے، پھر انہیں پانی میں ملا کر آیۃُ الکرسی (اور بعض کتب میں اس کے ساتھ چار قل پڑھنے کا بھی لکھا ہے) پڑھ کر دم کرے، پھر اس پانی سے 3 گھونٹ

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب هل یستخرج السحر؟، ص۴۹۲۔

[2] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرة، تحت الآیة ۱۰۲، ج۱، الجزء الثانی، ص۳۸۔

پی کر بقیہ سے غسل کرے تواِنْ شآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ہر بیماری دُور ہو جائے گی۔

یہ عمل اس شخص کے لئے انتہائی مفید ہے جسے (جادو کے ذریعے) بیوی سے روک دیا گیا ہو۔ [1]

''وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ'' میں ما سے کیا مراد ہے، اس کے متعلق 4 اقوال ہیں:

(۱)......زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ما موصولہ ہے جس کا عطف سِحر پر ہے، یعنی شیاطین لوگوں کو جادو اور فرشتوں پر اُترنے والا علم سکھاتے تھے۔

(۲)......ایک قول یہ ہے کہ ما نافیہ ہے، یعنی فرشتوں پر جادو کے مباح ہونے کا حکم نہیں اُترا۔

(۳)......ایک قول کے مطابق ما موصولہ ہے مگر محلِ جر میں ہے اور مُلْكِ سُلَيْمٰنَ پر اس کا عطف ہے کیونکہ سحر پر اس کا عطف کرنا تقاضا کرتا ہے کہ ان پر جادو نازل ہوا ہو اور نازل کرنے والا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہو اور یہ جائز نہیں، جیسا کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ انہیں جادو سکھانے کے لئے بھیجا گیا تو فرشتوں کے متعلق ایسی بات کہنا بدرجۂ اَولیٰ جائز نہیں۔

(۴)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف کفر کی نسبت کیسے کی جاسکتی ہے؟ اس کی نسبت تو کفار اور سرکش لوگوں کی طرف کی جائے گی اور معنی یہ ہوگا کہ شیاطین نے جادو کی نسبت حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت اور فرشتوں پر اُترے ہوئے علم کی طرف کر دی حالانکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بادشاہت اور فرشتوں پر نازل ہونے والا علم جادو سے بری ہے بلکہ ان پر تو شریعت اور دین نازل کیا گیا اور وہ لوگوں کو اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے تھے، ایک گروہ اس پر عمل کرتا اور دوسرا مخالفت کرتا تھا۔

حضرت سیِّدُنا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی آیتِ مبارکہ میں لفظِ ما کے متعلق مذکورہ اقوال پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس کو مُلْك پر عطف کرنا بعید ہے پس اس کے لئے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

(۱)......یہ بات نقصان دہ نہیں کہ اگر جادو فرشتوں پر نازل ہو تو نازل کرنے والا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہوگا کیونکہ کبھی کسی چیز کی رغبت دِلانے کے لئے اس کی صفت کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہ مکلّف اسے پالیتا ہے اور کبھی اس سے نفرت

[1] ......الجامع لمعمر بن راشد مع المصنف لعبد الرزاق ،باب النشر وما جاء فيه ،الحديث:۱۹۹۲۳ ،ج۱۰ ،ص۷۷۔

دِلانے کے لئے اس کی تعریف کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے بچ جاتا ہے جیسے کسی نے کہا ہے: ''میں نے شر اور برائی کو پہچانا مگر برائی کے لئے نہیں بلکہ اس سے بچنے کے لئے۔''

(۲)...... یہ کہنا بھی مفید نہیں کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جادو کی تعلیم کے لئے مبعوث نہیں ہوئے، کیونکہ جادو کی تعلیم سے مراد اس کے فساد اور باطل ہونے کے متعلق سکھانا ہے۔

(۳)...... یہ کہنا بھی ممنوع ہے کہ جادو کی تعلیم کفر ہے اور اگر اسے کفر تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی حکایتِ حال کی سچائی کے لئے ایک ہی صورت کافی ہوتی ہے (یعنی اس قسم کا جادو سکھانا کفر ہے جس میں ستاروں کو معبودِ حقیقی ماننا پڑے)۔

(۴)...... جادو کے سیکھنے کو کافروں اور سرکش جنات کی طرف منسوب کرنا تب صحیح ہے جبکہ اس سے مراد جادو کرنا ہو نہ کہ سیکھنا کیونکہ اس پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے فساد پر آگاہ کرنے کے لئے اس کے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [1]

''بِبَابِلَ'' میں ب حرفِ جر فی کے معنی میں ہے اور ''بَلْبَلَۃٌ'' کا معنی ہے جدا اور الگ۔

شہر بابل کی وجہ تسمیہ اور محل وقوع:

اس شہر کو بابل کہنے کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ چنانچہ،

منقول ہے کہ اس شہر میں مخلوق کی زبانوں کے پھیل جانے کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہوا کو حکم دیا جس نے انہیں اس زمین میں اکٹھا کر دیا لیکن ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ دوسرا کیا کہہ رہا ہے، پھر ہوا نے انہیں مختلف شہروں میں جدا جدا کر دیا، پھر ہر ایک، ایک خاص زبان میں کلام کرنے لگا۔

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کشتی جُودی پہاڑ پر ٹھہر گئی تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کشتی سے نیچے اُتر کر ایک گاؤں بنایا اور اُسے کشتی والوں کی تعداد کی مناسبت سے ثَمَانِیْن کا نام دیا، ایک دن ایسا آیا کہ ان کی زبانیں 80 لغات میں تقسیم ہو گئیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نمرود کا محل گرتے وقت مخلوق کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔

بابل سرزمینِ عراق ہے، حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''بابل کوفہ کی

---

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج ۲، ص ۳۳۷۔

زمین ہے۔‘‘ (1)

ہاروت اور ماروت کے متعلق تحقیق:

ہاروت وماروت کے متعلق صحیح یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اور اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف یہی ہے، البتہ! اسے ایک شاذ قراءت میں لام کے کسرہ کے ساتھ ’’مَلِکَیْنِ‘‘ بھی پڑھا گیا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ یہ دونوں انسان ہیں۔

جمہور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ھَارُوْتَ اور مَارُوْتَ کی تَ پر فتحہ ہے اور مَلَکین میں لَام کے فتحہ کی صورت میں یہ دونوں اس سے بدل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اَلنَّاس سے بدلِ بعض ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ دونوں شَیٰطِیْن سے بدل ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دونوں مَنْصُوْبٌ عَلَی الذَّمّ ہیں یعنی ہاروت اور ماروت تمام شیاطین کے درمیان قابلِ مذمت ہیں جس نے ملکین کے لام کو کسرہ دیا اس نے مذکورہ قاعدہ جاری کیا۔ ہاں! اگر مَلَکَان کی تفسیر حضرت سیِّدُنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کی جائے جیسا کہ بعض مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے تو اس صورت میں ھاروت اور ماروت کو شَیٰطِیْن یا اَلنَّاس سے بدل بنانا ضروری ہوگا۔

لام کے فتحہ کی بنا پر ایک قول کے مطابق ان سے مراد دو آسمانی فرشتے ہیں جن کا نام ھاروت اور ماروت ہے اور یہی صحیح ہے جس کی تصریح شراب کی بحث میں آنے والی صحیح حدیثِ پاک میں آئے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد حضرت سیِّدُنا جبرئیل اور حضرت سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام ہیں۔ ملکین میں لام کے کسرہ کی صورت میں ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد جنوں کے دو قبیلے ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق حضرت سیِّدُنا داؤد اور حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ بعض نے کہا: وہ دو نیک آدمی تھے۔ ایک قول کے مطابق ان سے مراد دو جادوگر ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان سے مراد بابل کے عِلْجَان اور اَقْلَفَان نامی دو شخص ہیں جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ایک قول کے مطابق یُعَلِّمَانِ بابِ افعال سے یُعْلِمَانِ ہے، اس لئے کہ بابِ افعال اور تفعیل ایک دوسرے کی جگہ آتے رہتے ہیں کیونکہ فرشتے جادو نہیں سکھاتے تھے بلکہ اس کی برائی کے متعلق آگاہ کرتے تھے۔ یُعْلِمُ بابِ افعال سے

(1)......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۰۔

بیان کرنے والے حضرت سیِّدُ نا ابنِ اعرابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور حضرت سیِّدُ نا ابنِ انباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی ہیں۔ (1)

ھاروت اور ماروت فرشتے ہیں یا نہیں (1)؟

ان کو فرشتہ نہ ماننے والوں کی پہلی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کے شایانِ شان نہیں کہ وہ جادو کی تعلیم دیں۔ دوسری دلیل (یہ ہے کہ فرشتوں کو نازل کرنا جائز نہیں کیونکہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہو گیا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ (پ۷، الانعام:۸)

اور تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ دونوں فرشتے اگر انسانی صورت میں نازل کئے جاتے تو یہ حقیقت کو چھپانا ہوتا حالانکہ یہ درست نہیں اور اگر ایسا ہوسکتا تو ہر ایک شخص کے متعلق یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ وہ حقیقتاً انسان نہیں کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ شاید وہ انسانی صورت میں فرشتہ ہو اور اگر دونوں فرشتے انسانی صورت میں نازل نہ کئے جاتے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے منافی ہوتا:

---

(1) ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۰ تا ۳۴۲۔

(1) ......اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت حضرتِ علّامہ مولانا امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے ھاروت و ماروت فرشتوں کے متعلق سوال ہوا کہ ھاروت و ماروت جو چاہِ بابل میں قید ہیں فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کی جائے؟ اور اگر جن و انس کہا جائے تو درازی عمر کے واسطے کیا حجت (دلیل) پیش کی جائے؟ کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''قصہ ھاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے ائمۂ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ھٰذِہِ الْاَخْبَارُ مِنْ کُتُبِ الْیَھُوْدِ وَافْتِرَائِھِم۔ یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔ ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد (بعید) نہیں۔ سیِّدُنا خضر و سیِّدُنا الیاس و سیِّدُنا عیسٰی صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِم انس ہیں اور ابلیس جن ہے اور راجح یہی ہے کہ ھاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ابتلائے خلق (یعنی مخلوق کی آزمائش) کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر (جادو) سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ: اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (پ۲، البقرۃ:۱۰۲) ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے اسے تعلیم کریں، تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں۔ بہٖ قَالَ اَکْثَرُ الْمُفَسِّرِیْنَ عَلٰی مَاعَزَاالَیْھِمْ فِی الشِّفَاءِ الشَّرِیْف۔ اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے جیسا کہ شفا شریف میں ان کی طرف منسوب ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی العقول فی عصمۃ الملائکۃ، ج۲، ص۱۷۰، ۱۷۱) واللہ تعالٰی اعلم۔''

(فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۳۹۶، ملتقطاً)

وَلَوْجَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا (پ۷، الانعام:۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے۔

پہلی دلیل کا جواب یہ دیا گیا کہ جادو کرنے کے لئے اس کا سیکھنا ممنوع ہے مگر اس کا فساد بیان کرنے کے لئے سیکھنا ممنوع نہیں۔ **دوسری دلیل** کا جواب یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم لوگوں کو دعوت دینے کے لئے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی انسان بنا کر بھیجتے تاکہ لوگوں کے لئے اس سے سیکھنا اور حاصل کرنا ممکن ہوتا اور یہاں پر ایسا نہیں، لہٰذا فرشتے کے غیر انسانی شکل پر ہونے میں کوئی ممانعت نہیں۔ **تیسری دلیل** کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ وہ دونوں فرشتے انسانی صورت میں نہ تھے تو تیسری دلیل اور اس میں مذکور آیتِ مبارکہ میں کوئی تضاد نہیں رہتا جیسا کہ ہم نے وضاحت کر دی ہے اور اگر ہم کہیں کہ وہ دونوں انسانی صورت میں تھے تو ہر شخص پر فرشتہ ہونے کا حکم فرشتوں کے نزول کے زمانے میں ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کے حضرت سیِّدُنا دحیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صورت میں نازل ہونے کا علم ہونے کے بعد اگر کوئی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھتا تو وہ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ حضرت سیِّدُنا دحیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صورت ہے کیونکہ ہوسکتا تھا کہ وہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام ہوں۔ [1]

بعض مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان دلائل کا جواب دیا ہے مگر وہ مفید نہیں بلکہ اس میں اعتراض ظاہر ہے۔

ھاروت و ماروت کا مختصر قصہ:

مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان دو فرشتوں کے متعلق ایک بہت طویل قصہ نقل فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتوں نے جب تخلیقِ آدم پر سوال کرتے ہوئے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کی: ''اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ (پ۱، البقرۃ:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا۔'' اور یہ کہتے ہوئے اپنی تعریف کی: ''وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ (پ۱، البقرۃ:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ایسی آزمائش میں مبتلا فرمایا جس نے ان کے دعووں کو رد کر دیا۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتوں میں شہوت رکھ دی اور انہیں حاکم

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۴، مفھوماً۔

بنا کر زمین میں اُتار دیا، وہاں انہیں زہرہ نامی عورت کے ذریعے آزمایا گیا وہ ان کے سامنے انتہائی خوبصورت کر کے لائی گئی۔ جب وہ اس کے ساتھ برائی کے مرتکب ہو گئے تو انہیں دُنیا وآخرت کے عذاب میں سے ایک کا اختیار دیا گیا۔ انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا، اب انہیں قیامت تک عذاب دیا جاتا رہے گا۔

ایک گروہِ علما نے اس واقعہ کے ثبوت کا انکار کیا جبکہ ایسا نہیں جیسا انہوں نے گمان کیا بلکہ اس کی صحت میں حدیث وارد ہے اور عنقریب شراب کے بیان میں وہ حدیثِ پاک آئے گی جس میں یہ ہے کہ جب ان کے سامنے عورت لائی گئی اور انہوں نے اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے انہیں شرک کا حکم دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا، پھر اس نے (ایک جان کو) قتل کرنے کا کہا تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا، اس کے بعد اس نے شراب پینے کا کہا تو انہوں نے شراب پی لی، پھر اس کے ساتھ برائی کے مرتکب ہوئے اور قتل بھی کر ڈالا، جب انہیں ان کے اس فعل کی خبر دی گئی تو انہوں نے اپنے لئے دُنیا کا عذاب اختیار کر لیا جیسا کہ مذکور ہوا۔

مذکورہ واقعہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

اس واقعہ کا انکار کرنے والوں میں ایک حضرت سیِّدُ نا امام فخرُالدین محمد بن عمر رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی بھی ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس واقعہ کی روایت فاسد اور مردود ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ قرآنِ مجید کی کئی آیاتِ مبارکہ کئی وجوہات کی بنا پر اس کی تردید کرتی ہیں:

پہلا اعتراض: فرشتے ہر گناہ سے معصوم ہیں۔

جواب: فرشتوں کی عصمت اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک وہ فرشتوں کی صفت پر رہیں لیکن جب وہ انسانوں کی صفات میں تبدیل ہو جائیں تو وہ عصمت کا محل نہیں رہتے اور مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ ھاروت وماروت کا واقعہ ایک مثال ہے نہ کہ حقیقت، اس لئے کہ ان کے سامنے زہرہ کو ایک عورت کی صورت میں لایا گیا اور پھر ان کے ساتھ جو ہوا اس کا بیان گزر چکا ہے اور اس سے مقصود ان کے اس سوال کا جواب دینا تھا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَؕ (پ ۱، البقرۃ: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔

دوسرا اعتراض: یہ گمان فاسد ہے کہ انہیں دو عذابوں کے درمیان اختیار دیا گیا، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ انہیں توبہ اور عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا کیونکہ جو تمام عمر شرک کرتا رہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بھی توبہ اور عذاب کے درمیان اختیار دیتا ہے تو ان دونوں کو بدرجۂ اَولیٰ یہ اختیار دینا چاہئے۔

جواب: ان پر سزا میں سختی کرتے ہوئے ایسا کیا گیا اور انہیں شرک کرنے والے پر قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ قرآن وسنت سے ثابت امور میں رائے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

تیسرا اعتراض: سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کو عذاب کی حالت میں بھی جادو سکھا رہے ہیں اور جادو کی طرف بلا رہے ہیں حالانکہ انہیں اسی کی وجہ سے سزا دی جا رہی ہے۔

جواب: اس میں بھی کوئی تعجب نہیں کیونکہ اس بات کا کوئی مانع موجود نہیں کہ کچھ لمحات کے لئے ان سے عذاب اٹھالیا جاتا ہو اور وہ اسی وقت میں لوگوں کو جادو سکھاتے ہوں، اس لئے کہ ان کا نزول ایک تو اپنی آزمائش کے لئے ہوا اور اس کی وجہ ذکر ہو چکی ہے اور دوسرا لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوا تاکہ وہ ان سے جادو سیکھیں۔

نزولِ ہاروت وماروت کی حکمتیں:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ ہاروت وماروت کو نازل کرنے کی کئی حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت:

اس زمانے میں جادوگر بہت زیادہ تھے اور انہوں نے نبوت کی عجیب وغریب اقسام گھڑ رکھی تھیں اور وہ نبوت کا دعویٰ کرتے اور جادو کے ذریعے لوگوں کو چیلنج کرتے۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کو جادو سکھانے کے لئے دو فرشتے اُتارے تاکہ وہ جادو سیکھ کر ان نبوت کے جھوٹے دعویدار جادوگروں سے ٹکر لینے کے قابل ہو جائیں۔ اور یہ مقصد واضح ہے۔

دوسری حکمت:

معجزہ کے جادو کے مخالف ہونے کا علم دونوں کی ماہیت کے علم پر موقوف ہے، لوگ چونکہ جادو کی ماہیت سے ناواقف تھے لہٰذا اُن کے لئے جادو کی حقیقت کی پہچان مشکل تھی۔ چنانچہ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس مقصد کے لئے جادو کی

ماہیت کی پہچان کرانے کے لئے ان دونوں فرشتوں کو بھیجا۔

تیسری حکمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں میں جدائی ڈالنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کے درمیان محبت ڈالنے والا جادو ان کی شریعت میں جائز یا مستحب تھا، اسی مقصد کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے جادو کی تعلیم کے لئے ان دو فرشتوں کو بھیجا، لہٰذا لوگوں نے ان سے یہ جادو سیکھا مگر اسے برے کاموں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کے درمیان محبت ڈالنے کے لئے استعمال کیا۔

چوتھی حکمت:

ہر چیز کا علم حاصل کرنا اچھا ہے اور جب جادو ممنوع ہے تو اس کا معلوم اور متصور ہونا ضروری ہے ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔

پانچویں حکمت:

شاید! جنوں کے پاس جادو کی ایسی اقسام تھیں جن کی مثل لانے پر انسان قادر نہ تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان فرشتوں کو بھیجا تاکہ انسان ان سے جادو سیکھ کر جنوں کا مقابلہ کر سکے۔

چھٹی حکمت:

لوگوں کو شرعی احکام کا پابند کرنے میں سختی کرنے کے لئے ان فرشتوں کو بھیجا اس اعتبار سے کہ جب انسان کوئی ایسا علم سیکھ لے گا جس کے ذریعے وہ دُنیوی لذّات تک پہنچ سکتا ہو پھر اسے اس کے استعمال سے روک دیا جائے تو یہ انتہائی مشقت ہے جس پر وہ مزید ثواب کا حق دار ہوگا۔

بیان کردہ وجوہات سے ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جادو سکھانے کے لئے فرشتوں کو بھیج سکتا ہے۔ [1]

نُزُولِ ھَارُوْت ومَارُوْت کا زمانہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ حضرت سیّدُنا ادریس عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرة، تحت الآیة ۱۰۲، ج ۲، ص ۳۴۵۔

زمانے میں پیش آیا۔‘‘

آیتِ مبارکہ میں لفظِ ’’فِتْنَةٌ‘‘ سے مراد ایسی محبت ہے جس کے ذریعے حق و باطل اور مطیع و نافرمان میں فرق کیا جا سکے۔

ھاروت و ماروت جادو سکھانے سے پہلے نصیحت کے لئے ’’اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ‘‘ کہتے یعنی وہ کہتے کہ ہم تجھے یہ سمجھا دیتے ہیں کہ اگرچہ جادو سکھانے سے مقصود جادو اور معجزے میں فرق بتانا ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ تمہیں خرابیوں اور گناہوں کی طرف لے جائے، لہٰذا اسے ناجائز کاموں کے لئے استعمال کرنے سے اجتناب کرنا۔ (۱)

اس میں مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے کہ اس فرمانِ خداوندی میں میاں بیوی میں جدائی ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ جدائی ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ جب سحر زدہ یہ اعتقاد رکھے کہ اس جدائی میں مؤثرِ (حقیقی) جادو ہے اور یہ اعتقاد کفر ہے اور جب اس نے کفر کیا تو اس کی بیوی اس سے جدا ہوگئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جادوگر ملمع سازی، دھوکا دہی اور حیلوں سے میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے اور یہاں دیگر برائیوں پر جھڑکنے کے لئے صرف میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کو ذکر کیا اور دیگر باتوں کو ذکر نہ کیا جو وہ سیکھتے تھے اور انسان کو دیگر قریبی رشتہ داروں کی نسبت اپنی بیوی سے زیادہ محبت ہوتی ہے، لہٰذا جب جادو کے ذریعے شدتِ محبت کے باوجود میاں بیوی میں جدائی ہوسکتی ہے تو دیگر رشتہ داروں میں بدرجہ اَولیٰ ہوسکتی ہے۔ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ’’وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ‘‘ مندرجہ بالا بات پر ایک دلیل ہے کیونکہ یہاں ضرر کو مطلق ذکر فرمایا اور اسے میاں بیوی میں جدائی پر منحصر نہ کیا پس یہ اس بات پر دلیل ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ یہ سب سے زیادہ نقصان دہ معاملہ ہے۔ (۲)

اِذْن کا مفہوم:

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین محمد بن عمر رازی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ’’درحقیقت اِذْن حکم میں ہوتا ہے جبکہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ جادو کا حکم نہیں دیتا کیونکہ اس نے تو اس کی مذمت بیان فرمائی ہے، لہٰذا اگر وہ اس کا حکم دیتا تو اس کی مذمت نہ

---

(۱) ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرة، تحت الآية ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷۔

(۲) ......اللباب فی علوم الکتاب، البقرة، تحت الآية ۱۰۲، ج۲، ص۳۴۹۔

کرتا۔پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ''اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ'' کی تاویل کرنا ضروری ہے۔اس کے متعلق کئی اقوال ہیں:

(۱)......حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اِذْن سے مراد تخلیہ ہے یعنی جب انسان جادو کرتا ہے تو اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو اسے روک دے اور چاہے تو اسے جادو کا نقصان اٹھانے کے لئے چھوڑ دے۔''

(۲)......حضرت سیِّدُنا اصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اِذْن سے مراد علم ہے، کیونکہ اذان اور اذن کا معنی آگاہ کرنا ہے۔''

(۳)......اِذْن کا معنی تخلیق ہے کیونکہ جادو کرتے وقت حاصل ہونے والا نقصان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیدا کرنے سے ہی ہوتا ہے۔

(۴)......اگر میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو کفر قرار دیا جائے تو اِذْن سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہے، کیونکہ اسے کفر قرار دینا ایک شرعی حکم ہے جو حکمِ الٰہی سے ہی ہوسکتا ہے۔ [1]

''خَلَاقٍ'' سے مراد حصہ ہے اور اس کے ذکر کرنے سے مقصود جادوگروں کی انتہائی مذمت اور ان کے لئے قبیح عذاب ہے کیونکہ اس شخص سے زیادہ خسارے والا، برا، حقیر اور ذلیل کوئی نہیں ہوسکتا جس کے لئے آخرت کی نعمتوں میں کوئی حصہ نہ ہو۔اسی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے بعد فرمایا: ''وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴿۱۰۲﴾'' یعنی یہودیوں نے اپنے آپ کو جادو کے بدلے بیچ ڈالا، اگر وہ اس کی انتہائی مذمت جانتے تو اس کے بدلے اپنی جانیں نہ بیچتے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی آیت مبارکہ سے پہلے ''وَلَقَدْ عَلِمُوْا'' فرما کر ان کے لئے اس کا علم ثابت فرمایا اور آیت کے آخر میں ''لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴿۱۰۲﴾'' فرما کر ان سے اس کے علم کی نفی فرما دی کیونکہ دوسرے فرمان کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اپنے علم سے اس کی مذمت جانتے تو اس پر عمل نہ کرتے گویا وہ اس سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا پھر دوسرے فرمان سے مراد عقل وفہم رکھنا ہے کیونکہ علم عقل کا نتیجہ ہے، لہٰذا جب اصل کی نفی ہوگی تو اس کے نتیجہ کی بھی نفی ہو جائے گی اور اس اعتبار سے علم کا پایا جانا اس کے نہ پائے جانے کی طرح ہو جائے گا کہ وہ اس سے نفع حاصل نہ کرسکیں گے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کفار کو اندھا، بہرہ اور گونگا کہا ہے کیونکہ وہ اپنے حواس (یعنی آنکھ، کان اور زبان) سے نفع حاصل نہیں کرسکتے۔ یا دونوں (یعنی عَلِمُوْا اور یَعْلَمُوْنَ) کے متعلق میں فرق ہے یعنی وہ آخرت میں اس کا خسارہ جان لیں گے

[1] ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۰۲، ج۱، ص۶۳۲۔

اورانہوں نے دنیامیں اس کانفع نہ جانا۔ یہ تمام تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ عَلِمُوْا اور یَعْلَمُوْنَ کافاعل ایک ہوجیسا کہ ظاہر ہےاوراگرفاعل مختلف بنایاجائے جیسے ''عَلِمُوْا''میں ضمیرِ جمع ''مَلَکَیْن یا شَیَاطِیْن'' کے لئے ہواور ''شَرَوْا'' اوراس کے مابعددوسرے افعال کی ضمیرِجمع یہود کے لئے ہوتواس میں کوئی اشکال نہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے جادو،اس کی بنیاد،اس کی حقیقت واقسام،اس کا ضرروقبح اوراس پرمرتب شدیدوعیدوں کے ثابت ہونے کے باوجوداس کوسرکش شیطان یاظالم متکبرہی اختیارکرے گا۔

جادوکی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

جادوکی مذمت میں کثیراحادیثِ مبارکہ وارد ہوئیں،جن میں چندیہ ہیں:

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''7ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔''لوگوں نے عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !وہ کیاہیں؟''ارشادفرمایا:''(۱)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا(۲)......جادوکرنا(۳)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ جان کوناحق قتل کرنا(۴)......سودکھانا(۵)......یتیم کامال کھانا(۶)......جنگ کے دن بھاگ جانااور (۷)......سیدھی سادی پاک دامن مومن عورتوں پرزناکی تہمت لگانا۔''[1]

﴿9﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ یمن کی طرف ایک خط لکھاجس میں فرائض، سنتوں،دِیَتوں اورزکوٰۃ کے احکام تھے،نیزاس میں یہ بھی تحریرتھا:''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا،کسی مسلمان کوناحق قتل کرنا،جنگ کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا،پاک دامن عورتوں پرتہمت لگانا،جادوسیکھنا،سودکھانااوریتیم کامال کھانا۔''[2]

﴿10﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی:''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟''ارشادفرمایا:''کبیرہ گناہ 9ہیں،ان میں سب سے بڑے(یہ ہیں:)اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا،

---

[1] ......صحیح البخاری،کتاب الوصایا،باب فی قول اللّٰہ تعالی:اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ......الخ،الحدیث۲۷۶۶،ص۲۲۲۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ،باب کتب النبی،الحدیث۶۵۲۵،ج۸،ص۱۸۰،۱۸۱۔

مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔''[1]

﴿11﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے گرہ لگا کر اس میں پھونک ماری اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جس نے کچھ (یعنی تعویذ) لٹکایا تو وہ اسی کے سپرد کیا جائے گا[2]۔''[3]

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ نا عثمان بن ابی العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رات کی ایک گھڑی اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور ارشاد فرماتے: ''اے آلِ داؤد! اٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ اس گھڑی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جادوگر اور ٹیکس لینے والے کے علاوہ ہر ایک کی دُعا قبول فرماتا ہے۔''[4]

﴿13﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''3 باتیں ایسی

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

[2] ......مذکورہ وعید ناجائز الفاظ پر مشتمل تعویذات لٹکانے والوں کے متعلق ہے جبکہ ایسے تعویذات استعمال کرنا جائز ہے جو آیاتِ قرآنیہ، اسماءِ الٰہیہ یا دعاؤں پر مشتمل ہوں۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ۲۴۱ھ) یہ روایت نقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرماتے: ''بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔'' اور ان میں سے جو نابالغ ہوتے اور یاد نہ کر سکتے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مذکورہ کلمات لکھ کر ان کا تعویذ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۶۷۰۸، ج۲، ص۶۰۰) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحہ 652 پر ہے: ''گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا اَدْعِیَہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور **بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔** اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث و ادعیہ (دعائیں) رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیّتِ شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنُب (یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارج ہونے کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا ہو) وحائض (حیض والی) ونُفَسا (نفاس والی) بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔''

[3] ......سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب الحکم فی السحرۃ، الحدیث: ۴۰۸۴، ص۲۳۵۵۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عثمان بن ابی العاص الثقفی، الحدیث: ۱۶۲۸۱، ج۵، ص۴۹۲۔

ہیں کہ اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے چاہتا ہے اس کے علاوہ گناہ بخش دیتا ہے۔(وہ یہ ہیں:)(۱)......جو اس حال میں مرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو(۲)......جادو گروں کے پیچھے چلنے والا جو جادو گر نہ ہو(تا کہ ان سے جادو سیکھے پھر لوگوں کو سکھائے اور جادو کرے)اور(۳)......وہ اپنے بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔''[1]

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''شراب کا عادی، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''[2]

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے:''تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے:''شراب کا عادی، قطع تعلقی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا(یعنی اسے صحیح کہنے والا)۔''[3]

تنبیہ2:

میں نے شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کی طرح مذکورہ 4 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ان میں سے بعض قرآنِ حکیم کی آیاتِ بیِّنات سے اور بعض احادیثِ مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہیں اور یہ گزشتہ بحث سے واضح ہے بلکہ کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے فرمایا کہ یہ تمام گناہ کفر ہیں۔(اگر کفر نہ بھی ہوں تو کم از کم کبیرہ تو ہوں گے خصوصاً جبکہ ان کے متعلق شدید وعیدات اور سخت تنبیہات وارد ہیں جیسا کہ آیتِ مبارکہ پر مذکورہ تفصیلی بحث سے ظاہر وباہر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ناراضی ونافرمانی سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۰۰۴،ج۱۲،ص۱۸۸۔

[2] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب الکھانۃ والسحر،الحدیث:۶۱۰۰،ج۷،ص۶۴۸،دون قولہ:رحم۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث ابی موسی الاشعری،الحدیث:۱۹۵۸۷،ج۷،ص۱۳۹۔

کبیرہ نمبر324: کاھن بننا
کبیرہ نمبر325: ستارہ شناس بننا
کبیرہ نمبر326: فال نکالنا
کبیرہ نمبر327: پرندوں کو اڑا کر شگون لینا
کبیرہ نمبر328: علمِ نجوم سیکھنا
کبیرہ نمبر329: خط کھینچ کر شگون لینا
کبیرہ نمبر330: کاھن کے پاس جانا
کبیرہ نمبر331: ستارہ شناس کے پاس جانا
کبیرہ نمبر332: پیشن گوئی کرنے والے کے پاس جانا
کبیرہ نمبر333: نجومی کے پاس جانا
کبیرہ نمبر334: فال نکلوانے کے لئے فال نکالنے والے کے پاس جانا
کبیرہ نمبر335: خط کھینچوانے کے خط کھینچنے والے کے پاس جانا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـٴُـوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

یعنی اشیاء میں سے کسی شے کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہہ جس کا تجھے علم نہیں کیونکہ تیرے حواس (یعنی کان، آنکھ وغیرہ) سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور قرآنِ مجید میں ایک دوسرے مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۲۹، الجن:۲۶،۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی عالمُ الغیب ہے اور اس پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو آگاہ نہیں فرماتا سوائے اس کے جسے اپنی رسالت کے لئے پسند کرلے، وہ اپنے غیب میں سے جس پر چاہتا ہے، اپنے رسول کو آگاہ فرما دیتا ہے۔

ایک قول کے مطابق اِلَّا حرفِ استثناء کے بعد والا کلام استثنا منقطع ہے تو معنی یہ ہوگا: ''مگر جسے اپنی رسالت کے لئے پسند فرماتا ہے اس کے آگے پیچھے (فرشتوں کا) پہرا مقرَّر فرما دیتا ہے۔''

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا علم غیب:

پہلا معنی ہی صحیح ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مغیباتِ کثیرہ (یعنی بے شمار غیبی باتوں) پر آگاہ فرمایا بلکہ اُن کا وارث بنایا مگر وہ مغیباتِ کثیرہ علمِ الٰہی کے مقابلہ میں جزئیاتِ قلیلہ (یعنی تھوڑی سی جزئیات) ہیں، مطلق طور پر کلی و جزئی مغیبات کے علم میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی منفرد ہے[1]۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے بدشگونی کی یا اس کے لئے بدشگونی کی گئی یا جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا اور جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔''[2]

﴿2﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''جو کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو وہ اس سے بری ہوگیا جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے (مجھ) محمد پر نازل فرمایا اور جو کاہن کے پاس گیا مگر اس کی تصدیق نہ کی تو اس کی 40 راتوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔''[3]

---

[1] ......اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ اعظم، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن علوم انبیا و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے متعلق اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں: ''بلاشبہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اوّلین و آخرین کے مجموعۂ علوم مل کر علمِ باری عَزَّوَجَلَّ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بُوند کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔''
(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۳۷۷)

[2] ......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عمران بن حصین، الحدیث ۳۵۷۸، ج ۹، ص ۵۲۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۷۰، ج ۵، ص ۸۷، "لیلۃً" بدلہ "یوماً"۔

﴿3﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو 40 راتوں تک اس کی توبہ روک دی جاتی ہے اور اگر اس نے اس کی تصدیق کی تو کفر کیا۔'' (۱)

﴿4﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''وہ شخص بلند درجات کو نہیں پاسکتا جس نے کہانت کی یا تیروں کے ذریعے فال نکالی یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے واپس لوٹ آیا۔'' (۲)

﴿5﴾......حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جو عرّاف (یعنی نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا اور اس کی تصدیق کی تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (۳)

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔'' (۴)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''جو کسی نجومی یا کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل کیا گیا۔'' (۵)

﴿8﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی نجومی یا جادوگر یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں پر یقین کیا تو اس نے اس کا انکار کیا جو (مجھ) محمد پر نازل کیا گیا۔'' (۶)

﴿9﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے علمِ نجوم کی

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۶۹، ج ۲۲، ص ۶۹۔

(۲)......مجمع الزوائد، کتاب الطب، باب فیمن اتی کاھنا او عرافا، الحدیث ۸۴۸۷، ج ۵، ص ۲۰۳۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التحریم الکھانۃ واتیان الکھان، الحدیث: ۵۸۲۱، ص ۱۰۷۴۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بعض ازواج النبی، الحدیث: ۲۳۲۸۴، ج ۹، ص ۶۹۔

(۴)......المستدرک، کتاب الایمان، باب التشدید فی اتیان الکاھن وتصدیقه، الحدیث ۵۱، ج ۱، ص ۱۵۴۔

(۵)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۵۳۸۴، ج ۴، ص ۴۸۲۔

(۶)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۰۰۵، ج ۱۰، ص ۷۶، دون قوله: ساحراً۔

کوئی بات سیکھی اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا، جس نے (علمِ نجوم میں) اضافہ کیا اُس نے (جادو میں) اضافہ کیا۔'' (۱)

﴿10﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی علَیہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''خط کھینچنا، فال نکالنا اور پرندے اُڑا کر شگون لینا جِبت میں سے ہے۔'' (۲)

جِبت سے مراد **اللہ** عزَّوَجَلَّ کے سوا ہر وہ چیز ہے جس کی عبادت کی جائے۔

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے اکثر کے متعلق مذکورہ صریح احادیث وارد ہیں جبکہ بقیہ کو انہی پر قیاس کیا گیا ہے جو کہ واضح ہے کیونکہ تمام میں ایک ہی چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

کاہن کی تعریف:

کاہن سے مراد وہ شخص ہے جو بعض پوشیدہ باتیں بتاتا ہے جن میں سے کچھ صحیح اور اکثر غلط ہوتی ہیں اور گمان کرتا ہے کہ یہ باتیں اُسے جِنّ بتاتا ہے۔ بعض نے کہانت کے متعلق وضاحت کی ہے کہ اس سے مراد کسی کا زمانۂ مستقبل کی پوشیدہ باتوں کے متعلق آسمانی باتیں بتا کر علمِ غیب جاننے کا دعویٰ کرنا اور یہ گمان کرنا کہ یہ باتیں اُسے جِنّ بتاتا ہے۔

عَرّاف کی تعریف:

بعض کے نزدیک عَرّاف کاہن ہی کو کہتے ہیں لیکن گزشتہ حدیثِ مبارکہ کے یہ الفاظ ''عَرَّافًا اَوْ کَاھِنًا'' اس بات کو رد کرتے ہیں اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد جادوگر ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی علَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی (متوفی ۵۱۶ھ) فرماتے ہیں: ''عَرّاف وہ ہوتا ہے جو ایسے اسباب اور مقدّمات کے ذریعے امورِ غیبیہ جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جن کے ذریعے وہ ان امور کے واقع ہونے کی جگہوں پر استدلال کرتا ہے جیسے چوری کیا ہوا مال، جس نے چوری کیا اور جہاں سے چوری کیا گیا اس جگہ کی پہچان وغیرہ۔

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نجومی کو بھی کاہن کہتے ہیں۔

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الکهانة و التطیر، باب فی النجوم، الحدیث: ۳۹۰۵، ص ۱۵۱۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الکهانة و التطیر، باب فی الخط وزجر الطیر، الحدیث: ۳۹۰۷، ص ۱۵۱۰۔

طَرْق کی تعریف:

حضرت سیِّدُنا ابوداوٗد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''طَرْق کا مطلب یہ ہے کہ پرندوں کو اچھی یا بری فال لینے کے لئے اُڑانا تاکہ اگر وہ دائیں طرف اڑیں تو اچھا شگون لینا اور اگر بائیں طرف اڑیں تو برا شگون لینا۔''

حضرت سیِّدُنا ابنِ فارس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''پیشین گوئی کے لئے کنکریاں پھینکنا بھی کہانت کی ایک قسم ہے۔''

علمِ نجوم:

علمِ نجوم ممنوع ہے جس کا جاننے والا مستقبل میں پیش آمدہ واقعات جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جیسے بارش کا آنا، برف باری ہونا، ہوا کا چلنا اور اشیاء کی قیمتوں کا تبدیل ہونا وغیرہ۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خاص زمانہ میں ستاروں کے چلتے ہوئے ایک دوسرے سے ملنے اور جدا ہونے اور ظاہر ہونے کے ذریعے ان باتوں کا ادراک کر لیتے ہیں۔ حالانکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس علم کو اپنے ساتھ خاص کر رکھا ہے، اس کے سوا (اپنے اندازہ سے) کوئی نہیں جانتا، پس جس نے مذکورہ ذرائع سے اس کے جاننے کا دعویٰ کیا وہ فاسق ہے بلکہ اکثر اوقات یہ علم کفر کی طرف لے جاتا ہے۔

جو یہ کہے کہ ستاروں کے یوں ایک دوسرے سے ملنے اور جدا ہونے کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مذکورہ چیزوں (ہوا، بارش وغیرہ) کے وقوع پر اپنی جاری عادت کی علامت بنایا ہے مگر کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا تو ایسا کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح علمِ نجوم کی مدد سے مشاہدہ کے ذریعے سمجھی جانے والی باتوں کی خبر دینا جن کے ذریعے زوال کا وقت اور قبلہ کی سمت معلوم کی جاتی ہے اور پتا چلتا ہے کہ کتنا وقت گزر چکا ہے اور کتنا باقی ہے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ فرضِ کفایہ ہے۔

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا زید بن خالد جُھَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نے فجر کی نماز سیِّد عالَم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم کے ساتھ بارش میں پڑھی جو رات سے برس رہی تھی۔ جب آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اِستفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟'' صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

ارشادفرماتا ہے: ”میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ نے میرا انکار کیا، پس جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اوراس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا منکر اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔“ (۱)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ”جو مذکورہ حدیثِ پاک کے الفاظ ”ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی“ سے یہ مراد لے کہ ستارہ ہی بارش پیدا کرنے والا اور برسانے والا ہے تو وہ کافر ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں ستارہ محض بارش نازل ہونے کی علامت ہے جبکہ بارش نازل کرنے والا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے تو وہ اگرچہ کافر نہیں لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ جملہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔

﴿12﴾......کچھ لوگوں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کاہن یا کاہنوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”یہ لوگ کوئی چیز نہیں (یعنی صحیح نہیں)۔“ انہوں نے عرض کی: ”یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ بعض اوقات ہمیں کسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہے۔“ تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”وہ الفاظ وحی کے ہوتے ہیں جو جِنّ آسمان سے سن کر اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور پھر وہ اس کے ساتھ 100 جھوٹ ملا دیتا ہے۔“ (۲)

﴿13﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ”فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں ہونے والے فیصلے کا آپس میں ذکر کرتے ہیں تو شیطان چوری چھپے سُن رہا ہوتا ہے پس وہ ان کی باتیں سُن لیتا ہے اور کاہنوں کو بتا دیتا ہے، پھر وہ اپنی طرف سے اس کے ساتھ 100 جھوٹ ملا لیتے ہیں۔“ (۳)

۞۞۞۞۞۞۞

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، الحدیث: ۲۳۱، ص ۶۹۱۔

......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الکھانۃ، الحدیث: ۵۷۶۲، ص ۴۹۲۔

......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، الحدیث: ۳۲۱۱، ص ۲۶۰، ”فیوجہ“ بدلہ ”فتوحیہ“۔

۱۔ بَابُ الْبُغَاۃ

کبیرہ نمبر336: بغاوت کرنا

(یعنی بغیر کسی وجہ کے امام سے بغاوت کرنا اگرچہ وہ ظالم ہو یا بغاوت تو کسی وجہ سے ہو مگر وہ وجہ قطعاً باطل ہو)

قرآنِ مجید میں سرکشی کی مذمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَ یَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۴۲﴾

ترجمۂ کنز الایمان: مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں۔

(پ۲۵، الشوریٰ: ۴۲)

احادیثِ مبارکہ میں سرکشی کی مذمت:

﴿1﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری طرف وحی فرمائی کہ عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ نہ تو کوئی کسی سے بغاوت کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔''(۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابی بکرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی گناہ بغاوت اور قطع رحمی سے زیادہ حق نہیں رکھتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے مرتکب کو آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی جلدی سزا دے۔''(۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن کاموں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی جاتی ہے ان میں سے کسی کی سزا بغاوت کے برابر نہیں۔''(۳)

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر ایک پہاڑ دوسرے

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب الصفات التی یعرف بہا......الخ، الحدیث: ۷۲۱۰، ص۱۱۷۵۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی عظم الوعید علی البغی وقطیعۃ الرحم، الحدیث: ۲۵۱۱، ص۱۹۰۴۔

(۳)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۴۲، ج۴، ص۲۱۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

پہاڑ سے بغاوت کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ باغی کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دے۔'' [1]

جب قارون لعین نے اپنی قوم پر سرکشی وزیادتی کی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے زمین میں دھنسا دیا جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے متعلق خبر دی:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝۷۶ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۷۷ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۷۹ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝۸۰ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ (پ۲۰، القصص ۷۶ تا ۸۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں، جب اس سے اس کی قوم نے کہا اِترا نہیں، بے شک اللّٰہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللّٰہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللّٰہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ، بے شک اللّٰہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بولا: یہ تو مجھے ایک علم سے ملا جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللّٰہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں (قومیں) ہلاک فرما دیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پُوچھ نہیں تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں، بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا، بے شک اس کا بڑا نصیب ہے اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری! اللّٰہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انھیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: قارون کی بغاوت یہ تھی کہ اس نے ایک فاحشہ کی اُجرت مقرر کی کہ وہ ہر برائی سے منزّہ ومبرّہ ذات حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر زنا کی تہمت

[1] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث۶۶۹۳، ج۵، ص۲۹۱۔

لگائے۔ چنانچہ، اس نے تہمت لگائی۔ اس پر آپ عَلَـیْہِ السَّلَام نے اس عورت سے قسم لی تو اس نے بتایا کہ قارون نے مجھے اِس پر اکسایا تھا۔ آپ عَلَـیْہِ السَّلَام جلال میں آ گئے اور اُسے بددُعا دی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: ''میں نے زمین کو تیری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے پس تو اسے حکم دے۔'' آپ عَلَـیْہِ السَّلَام نے زمین کو حکم فرمایا: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' تو زمین نے اسے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کا تخت غائب ہو گیا۔ جب قارون نے یہ دیکھا تو آپ عَلَـیْہِ السَّلَام سے رحم کی درخواست کی لیکن آپ عَلَـیْہِ السَّلَام نے زمین کو دوبارہ فرمایا: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' تو زمین نے اسے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کے دونوں قدم غائب ہو گئے لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام لگاتار فرماتے رہے: ''اے زمین! اسے پکڑ لے۔'' یہاں تک کہ زمین نے اسے بالکل غائب کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَـیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر قارون مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کر دیتا۔'' پس زمین نے اسے سب سے نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔

حضرت سیِّدُنا سَمُرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''قارون ہر روز انسان کے قد جتنا دھنسایا جاتا ہے۔''

جب اسے دھنسا دیا گیا تو یہ کہا جانے لگا کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَـیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کے مال واسباب اور گھر پر قبضہ جمانے کے لئے اس کو ہلاک کر دیا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے 3 دن بعد اس کے مال واسباب اور گھر کو بھی دھنسا دیا۔

قارون کی بغاوت سے مراد اُس کا تکبر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا کفر ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کے کپڑوں کے ایک بالشت لمبے ہونے کی وجہ سے یہ کہا گیا جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ فرعون کا خادم تھا اس نے بنی اسرائیل پر ظلم اور زیادتی کی تھی۔

تنبیہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق اِسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن انہوں نے مطلقاً بغاوت کو کبیرہ گناہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''پچاسواں کبیرہ گناہ بغاوت ہے۔'' حالانکہ یہ ایک مشکل امر ہے۔ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''بے شک بغاوت مذمت کا نام نہیں کیونکہ باغی فاسق نہیں

ہوتے ،اسی وجہ سے میں نے عنوان میں اسے مقید کرتے ہوئے کہا: ”بغیر کسی وجہ کے بغاوت کرنا یا بغاوت تو کسی وجہ سے کرنا مگر وہ وجہ قطعاً باطل ہو۔“

اس صورت میں یہ گناہ کبیرہ تب کہلائے گا جب یہ ایسے مفاسد کا سبب بنے جن کا نقصان نا قابل شمار ہو اور نہ ہی اس کے شر کی آگ بجھ سکتی ہو اور باغیوں کے پاس بغاوت کا کوئی عذر بھی نہ ہو۔لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے بغاوت کر رہا ہو تو اس کا حکم اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کے لئے ایک قسم کا عذر ہے۔اسی وجہ سے جنگ کی حالت میں ایسے لوگوں (یعنی کسی وجہ سے بغاوت کرنے والوں) سے جو کچھ ضائع ہو جائے وہ اس کے ضامن نہ ہوں گے اور نہ ہی ان میں سے پیچھے رہ جانے والوں کو قتل کیا جائے گا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر337: دُنیوی مقصد پورا نہ ہونے پر امام کی بیعت توڑ دینا

احادیثِ مبارکہ میں بیعت توڑنے کی مذمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:”اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت 3 قسم کے لوگوں سے نہ تو کلام فرمائے گا،نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا:(۱)......جو شخص بے آب وگیاہ میدان میں مسافر سے اضافی پانی روکے(۲)......جو کسی شخص کو عصر کے بعد سامان بیچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے کہ میں نے اتنے اتنے میں لیا اور لینے والا اسے سچا جانے حالانکہ اس نے اتنے میں نہ لیا ہو اور(۳)......جو شخص دُنیا کے لئے امام کی بیعت کرے،اگر وہ اُسے دُنیا عطا کرے تو اس سے وفا کرے اور اگر عطا نہ کرے تو وفا نہ کرے۔“ (1)

(1)......صحیح مسلم،کتاب الایمان ،باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ ،الحدیث۲۹۷،ص۶۹۶۔

﴿2﴾......امیر المؤمنین مولیٰ مشکل کُشا حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جنگ سے بھاگ جانا، ہجرت کے بعد دَارُالْکُفْر کی طرف لوٹ جانا، جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، جماعت کو چھوڑنا اور بیعت توڑنا۔'' [1]

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور کئی متاخرین علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس کے کبیرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت سی خرابیوں کا سبب ہے جن کی کوئی انتہا نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......فضائل قرآنِ کریم......}

فرمانِ مصطفٰی: ''یہ قرآنِ مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بے شک یہ قرآنِ مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مُبِیْن، نفع بخش شفا، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر 10 نیکیاں عطا فرمائے گا۔ مَیں نہیں کہتا کہ ''الٓمٓ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔'' (المستدرک، الحدیث: ۲۰۸۷، ج ۲، ص ۲۵۶)

---

[1] ......تفسیر ابن ابی حاتم، النساء، تحت الآیۃ ۳۱، الحدیث: ۵۲۱۲، ج ۳، ص ۹۳۳، ''البیعۃ'' بدلہ ''الصفقۃ''۔

۲۔ باب الإمامة العظمى

کبیرہ نمبر338: اپنی خیانت جاننے کے باوجود امام یا حاکم بننا

کبیرہ نمبر339: اس کا پختہ ارادہ کرنا اور اس کا مطالبہ کرنا

کبیرہ نمبر340: مذکورہ علم اور عزم کے ساتھ ساتھ اس کے لئے مال ودولت خرچ کرنا

احادیثِ مبارکہ میں امارت وحکومت کی مذمت:

﴿1﴾……حضرت سیِّدُنا عوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر تم چاہو تو میں تمہیں امارت کے متعلق کچھ بتاؤں اور وہ کیا ہے؟''تو میں نے اپنی بلند آواز میں عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!وہ کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس میں اوّل ملامت،دوم ندامت،سوم قیامت کے دن کا عذاب ہے مگر وہ جو عدل کرے حالانکہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار کے ساتھ (جبکہ وہ مجرم ہو) کیسے عدل کرے گا؟''[1]

﴿2﴾……تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''جو شخص 10 یا اس سے زیادہ آدمیوں کے معاملات کا والی بنے گا بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوں گے،اُنہیں اس کی نیکی کھولے گی یا اس کا گناہ مزید جکڑ لے گا۔اس کی ابتدا ملامت،اس کا درمیان ندامت اور اس کی انتہا قیامت کے دن کا عذاب ہے۔''[2]

﴿3﴾……حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!کیا آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے (زکوٰۃ وغیرہ جمع کرنے پر) عامل نہیں بنادیتے؟''

[1]……البحرالزخار المعروف بمسند البزار،مسند عوف بن مالک الاشجعی،الحدیث:۲۷۵۶،ج۷،ص۱۸۸۔

[2]……المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث ابی امامۃ الباھلی،الحدیث:۲۲۳۶۲،ج۸،ص۳۰۵،''اوثقه''بدله''اوبقه''۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ اقدس میرے کندھوں پر رکھا اور فرمایا: ''اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے اور یہ قیامت کے دن عذاب اور ندامت کا باعث ہوگی مگر جو اسے اس کے حق سے لے اور وہ ذمہ داریاں پوری کرے جو اس میں ہیں۔''(۱)

﴿4﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ ہی کسی یتیم کے مال کا والی بننا۔''(۲)

اچھی زندگی اور بری موت:

﴿5﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب تم امارت وحکومت کی حرص کرو گے تو یہ بروزِ قیامت ندامت ہوگی، دودھ پلانے والی کتنی اچھی اور چھڑانے والی کتنی بری ہے(۳)۔''(۴)

آسمان سے لٹکنا حکمرانی سے بہتر ہے:

﴿6﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''امرا کے لئے ہلاکت ہے، سرداروں کے لئے ہلاکت ہے، امین بننے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ضرور تمنا کریں گے کہ انہیں ان کے بالوں سے ثریّا (ستارے) سے لٹکا دیا جاتا اور زمین وآسمان کے درمیان ہلتے رہتے مگر کسی کام

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ......الخ، الحدیث: ۴۷۱۹، ص۱۰۰۵۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۴۷۲۰۔

(۳)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان (متوفی ۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 349 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''سبحان اللہ کیسی نفیس عبارت ہے، سلطنت کو رعایا کی ماں قرار دیا گیا، ظالم سلطنت کو دودھ سے محروم کرنے والی ماں فرمایا گیا اور عادل سلطنت کو دودھ دینے والی سگی ماں قرار دیا گیا یعنی رعایا کو حقوق دینے والی سلطنت اچھی ہے اور محروم کرنے والی سلطنت بری۔''

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب مایکرہ من الحرص علی الامارۃ، الحدیث: ۷۱۴۸، ص۵۹۵۔

کا والی نہ بنایا جاتا۔“ (۱)

﴾7﴿......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:”عنقریب ایک شخص تمنّا کرے گا کہ وہ ثریا سے گر جاتا لیکن لوگوں کے کسی معاملے کا والی نہ بنتا۔“ (۲)

امارت وحکومت کا سوال نہ کرو:

﴾8﴿......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”اے عبدالرحمٰن بن سَمُرَہ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔“ (۳)

سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نصیحت:

﴾9﴿......حضرت سیِّدُنا حمزہ بن عبدالمطلب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے کوئی ذمہ داری سونپ دیں جسے میں نبھاتا رہوں۔“ تو سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:”اے حمزہ! کیا تمہیں وہ نفس پسند ہے جسے تم زندہ رکھ سکو یا وہ جسے تم ماردو؟“ انہوں نے عرض کی:”وہ نفس جسے میں زندہ رکھ سکوں۔“ ارشادفرمایا:”تم پر اپنے نفس کی حفاظت لازم ہے۔“ (مطلب یہ کہ عہدہ قبول کرنا نفس کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے)۔“ (۴)

﴾10﴿......رحمتِ عالم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا مِقدَام بن مَعدِیکرب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے ارشادفرمایا:”اے قُدَیم! اگر تو اس حال میں فوت ہوا کہ نہ تو امیر ہو، نہ کاتب اور نہ ہی سردار تو تُو کامیاب ہو گیا۔“ (۵)

---

(۱)......المستدرک،کتاب الاحکام،باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنة،الحدیث۷۰۹۹،ج۵،ص۱۲۳،بتغیرٍ۔

(۲)......المرجع السابق،الحدیث۷۰۹۸،”لیوشکن“بدلہ”لیوشک“۔

(۳)......صحیح البخاری،کتاب الاحکام، باب من لم یسئل الامارۃ اعانة اللہ علیها، الحدیث:۷۱۴۶،ص۵۹۵۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث۶۶۲۵،ج۲،ص۵۸۸۔

(۵)......سنن ابی داود،کتاب الخراج والفیء والامارۃ،باب فی العرافة، الحدیث۲۹۳۳،ص۱۴۴۲۔

حکمرانی کا وبال:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، حضرت سیِّدُ نا شریک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے مرفوع روایت کیا یا نہیں، بہر حال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''امارت وحکومت کا اوّل ندامت، درمیان نقصان اور آخر قیامت کے دن کا عذاب ہے۔''(1)

صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا خوفِ آخرت:

﴿12﴾......امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا بشر بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوازِن کے صدقات پر عامل مقرَّر فرمایا لیکن حضرت سیِّدُ نا بشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ گئے تو امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے ملے اور دریافت فرمایا: ''کس چیز نے تمہیں پیچھے چھوڑا؟ کیا ہمارے لئے حکم سننا اور اطاعت کرنا نہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، لیکن میں نے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے ایک پل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا، اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا۔''

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غمگین اور شکستہ دل ہو کر جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت سیِّدُ نا ابو ذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شکستہ دل اور غمگین دیکھ رہا ہوں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''میں دل گیر اور غمگین کیوں نہ ہوں جبکہ میں نے حضرت بشر بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ کہتے سنا کہ پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم کے ایک پُل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا۔'' تو حضرت سیِّدُ نا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی

---

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث ۶۱۶۵، ج۴، ص۳۷۱۔

بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ احسان کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل نیچے سے پھٹ جائے گا، اور وہ جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا کرے گا جو سیاہ اور تاریک ہوگی۔''

اس کے بعد حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''ان دونوں میں سے کون سی حدیثِ پاک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل کو زیادہ غمگین کرنے والی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''دونوں میرے دل کو زیادہ غمگین کرنے والی ہیں، تو (اتنی شدید وعید کے باوجود) خلافت کو اس کے حقوق سمیت کون قبول کرے گا؟'' حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''وہی قبول کرے گا جس کی ناک اللہ عَزَّوَجَلَّ کاٹ ڈالے اور جس کے رخسار زمین سے ملا دے، بہرحال ہم تو بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے، یا اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے شخص کو لوگوں کے معاملات کا والی بنایا جو عدل نہیں کرتا تو آپ اس گناہ سے نجات نہ پاسکیں گے۔'' (۱)

﴿13﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم زمین کے مشرق و مغرب فتح کرلو گے، اور اس کے عُمّال (یعنی حکمران) جہنم میں جائیں گے مگر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور امانت ادا کرے۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُنا عدی بن عمیرہ کِندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبیِّ کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''ہم تم میں سے کسی کو کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی چھوٹی چیز چھپائے تو یہ خیانت ہے اور وہ قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا۔'' انصار میں سے کالے رنگ کا ایک شخص کھڑا ہوا گویا میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجئے۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''میں اب بھی

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۹، ج۲، ص۳۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال، الحدیث: ۲۳۱۷۷، ج۹، ص۴۳۔

یہی کہتا ہوں کہ جسے ہم کسی کام پر عامل بنائیں وہ قلیل وکثیر سب لے کر حاضر ہو جائے اس کے بعد اُسے اس میں سے جو دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے رک جائے۔'' (۱)

عامل کے ہدیہ لینے کا حکم:

﴿15﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کا عامل بنایا جسے (قبیلہ بَنِی لُتْب کی نسبت سے) اِبْنُ اللُّتْبِیَّہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا: ''یہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''میں نے تم میں سے ایک شخص کو اس کا عامل بنایا جس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ولایت دی اب وہ کہتا ہے کہ یہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے، اگر وہ سچا ہے تو اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ اُسے یہ ہدیہ پہنچ جاتا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی شخص جو چیز ناحق لے گا قیامت کے دن اسے اٹھائے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔'' (۲)

قبر میں آگ کا کرتہ:

﴿16﴾......حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو بَنِی عَبْدُ الْاَشْہَل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے پاس گفتگو فرماتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کے لئے اذان یا اقامت کہی جاتی۔ حضرت سیِّدُنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلدی جلدی نمازِ مغرب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ بقیع کے مقام پر ہمارے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! تم پر افسوس!'' اس بات سے میرے دل میں ڈر اور خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہو گیا اور گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے فرما رہے ہیں، آپ صلَّی اللہ

......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ھدایا العمال، الحدیث:۴۷۴۳، ص۱۰۰۷۔

......صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب من لم یقبلالھدیۃ لعلۃ، الحدیث:۲۵۹۷، ص۲۰۴۔

صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ھدایاالعمال، الحدیث:۴۷۴، ص۱۰۰۷۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا، جلدی چلو؟''میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی کچھ ارشاد فرمایا ہے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو تجھے کیا ہوا؟''میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ وہ تو فلاں شخص ہے جسے میں نے بنی فلاں کے پاس صدقہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک دھاری دار چادر چرا لی، بالآخر ویسا ہی آگ کا کرتہ اُسے (قبر میں) پہنا دیا گیا۔'' (۱)

تنبیہ: ان تینوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اور یہ ظاہر ہے، البتہ! میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا اگرچہ یہ احادیث مطلق ہیں لیکن یہ دیگر قرائن اور احادیث کی رو سے ہمارے ذکر کردہ کلام پر محمول ہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر341: ظالم یا فاسق کو مسلمانوں کے معاملات کا والی بنانا

اقربا کو حکومتی عہدوں سے نوازنے پر وعید:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا یزید بن ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے شام بھیجا تو ارشاد فرمایا: اے یزید! تمہاری قریبی رشتہ داریاں ہیں، ہوسکتا ہے تم امارت میں انہیں ترجیح دو اور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کے بعد مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف اسی چیز کا ہے (اور وہ ارشاد یہ ہے:) ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر اپنے کسی قرابت دار کو ان پر امیر بنایا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔'' (۲)

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب الاسراع الی الصلاۃ من غیر سعی، الحدیث:۸۶۳، ص۲۱۴۲۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۲۱، ج۱، ص۲۴۔

نااہل لوگوں کونوازنے والے کاحکم:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''جواپنے گروہ میں سے کسی کوعامل بنائے اوران میں ایسا شخص بھی ہوجس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ زیادہ راضی ہوتواس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مؤمنین سے خیانت کی۔''(۱)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کوکبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی حدیثِ پاک میں لعنت کی تصریح موجود ہے اور دوسری حدیثِ پاک سے اس کا کبیرہ گناہ ہوناواضح ہے اگرچہ میں نے کسی کواس کا ذکرکرتے ہوئے نہیں پایا۔میں نے عنوان میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دونوں احادیث کو اس پرمحمول کرنا ضروری ہے ورنہ ان دونوں احادیثِ مبارکہ کا ظاہری معنی مراد لینا بہت مشکل ہے۔پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کودیکھا کہ انہوں نے اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے ارشادفرمایا:'' قاضی یاامام کا اپنی دوستی یاقرابت داری کی بناپرکسی نااہل شخص کوذمہ داربنانا کبیرہ گناہ ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر342: اہل کو معزول کرکے نااہل کو امیر بنانا

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس کی طرف بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اشارہ فرمایااور مذکورہ حدیثِ پاک سے استدلال کیا ہے کہ'' جومسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھراپنے کسی قرابت دار کوان پر امیر بنایاتواس پراللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گانہ فرض یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔''(۲)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب الامارۃ امانۃ وھی یوم القیامۃ خزی وندامۃ، الحدیث۷۰۹۷، ج۵، ص۱۲۶۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۲۱، ج۱، ص۲۴۔

کبیرہ نمبر343: حاکم یا اس کے نائب کا لوگوں پر ظلم کرنا

کبیرہ نمبر344: امیر یا اس کے نائب کا رعایا سے دھوکا کرنا

کبیرہ نمبر345: حاکم یا اس کے نائب کا عوام کی ضروریات پوری نہ کرنا

ظالم حکمرانوں کا انجام:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے سخت عذاب اسے ہوگا جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا جسے کسی نبی نے قتل کیا اور ظالم امام (یعنی حاکم) کو۔''(1)

بزار کی روایت میں ''ظالم امام'' کی جگہ ''گمراہ امام'' ہے۔''(2)

سب سے ناپسندیدہ لوگ:

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار (قسم کے) لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ناپسند فرماتا ہے: (۱) قسم کھا کر مال بیچنے والا (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حاکم۔''(3)

﴿3﴾......مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔''(4)

ظالم حاکم کی نماز مقبول نہیں:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیۡدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''خبردار! اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ ظالم (حاکم) کی

---

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۴۹۷، ۱۰۵۱۵، ج۱۰، ص۲۱۱، ۲۱۶۔

(2)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الحدیث۱۷۲۸، ج۵، ص۱۳۸۔

(3)......سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث۲۵۷۷، ص۲۲۵۴۔

(4)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ، الحدیث۲۹۶، ص۶۹۲۔

نمازقبول نہیں فرماتا۔‘‘ (۱)

توحید کی گواہی کس کی قبول نہیں؟

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تین (قسم کے) لوگوں کی توحید کی گواہی قبول نہیں فرماتا۔‘‘ اُن میں ظالم حاکم کا بھی ذکر فرمایا۔ (۲)

حاکم اسلام زمین پرظِلِّ الٰہی ہوتا ہے:

﴿6﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ’’سلطان زمین پرظِلِّ الٰہی ہوتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی پناہ لیتا ہے، اگر وہ عدل کرے تو اس کے لئے اجر اور رعایا پر شکر لازم ہے اور اگر وہ ظلم وزیادتی کرے تو اس پر گناہ اور رعایا پر صبر ہے۔ جب بادشاہ ظلم کرتے ہیں تو بارش رُک جاتی (یعنی قحط سالی ہوجاتی) ہے۔ جب زکوٰۃ روک لی جائے تو جانور ہلاک ہونے لگتے ہیں۔ جب زنا عام ہوجائے تو محتاجی اور غریبی عام ہوجاتی ہے اور جب ذمہ توڑ دیا جائے تو کفار کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے (راوی فرماتے ہیں:) یا اسی کی مثل کوئی کلمہ ارشادفرمایا۔‘‘ (۳)

پانچ برائیوں کانتیجہ:

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ’’جب تم میں 5 برائیاں عام ہوجائیں گی تو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ وہ تم میں پیدا ہوں یا تم انہیں پاؤ: (۱) جب کسی قوم میں اعلانیہ فحاشی عام ہوجائے گی تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں (مثلاً ایڈز، Aids وغیرہ) ظاہر ہوجائیں گی جو ان سے پہلوں میں نہ تھیں (۲) جب کوئی قوم زکوٰۃ روک لے گی تو آسمان سے بارش روک دی جائے گی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر کبھی بارش نہ برستی (۳) جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو قحط سالی، شدید تنگی اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہوجائیں گے (۴) جب

......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لا یقبل اللہ صلاۃ......الخ، الحدیث ۷۰۹۵، ج۵، ص۱۲۱، بتغیرٍ۔

......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۱۰۴، ج۲، ص۲۳۰۔

......الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۸۰۰ سعید بن سنان الحمصی، ج۴، ص۴۰۲، بتغیرٍقلیلٍ۔

حکمران اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب کے خلاف حکم دیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر دشمن مسلّط کر دے گا جوان سے وہ سلطنت بھی چھین لے گا جو ان کے قبضہ میں ہوگی اور (۵) لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب اوراس کے نبی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی سنت کو چھوڑیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈال دے گا۔'' (۱)

قریش کی عظمتِ شان:

《8》......حضرت سیِّدُنا بکیر بن وہب جَزَرِی رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک ایسی حدیثِ پاک سناتا ہوں جو میں ہر کسی کو نہیں سناتا: ''ایک روز ہم گھر کے اندر تھے کہ باہر سے سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آواز سنائی دی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمارہے تھے: ''امام قریش سے ہوں گے، میرا تم پر حق ہے اوراسی کی مثل ان کا بھی تم پر حق ہے جب تک کہ اُن سے رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کریں، اگر کوئی عہد کریں تو اُسے پورا کریں، اگر کوئی فیصلہ کریں تو عدل وانصاف سے کریں اوران میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' (۲)

《9》......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''یہ (خلافت کا) معاملہ اس وقت تک قریش میں رہے گا جب تک کہ اُن سے رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کریں، جب فیصلہ کریں تو عدل کریں اور جب (مالِ غنیمت وغیرہ) تقسیم کریں تو انصاف کریں اوران میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔'' (۳)

《10》......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قوم کو پاک نہیں فرماتا جس میں حق کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا جاتا اور کمزور طاقت ور سے اپنا حق بغیر پریشانی کے وصول نہیں کرسکتا۔'' (۴)

......شعب الایمان للبیھقی، باب فی الزکاۃ/التشدید علی من منع الزکاۃ، الحدیث:۳۳۱۵، ج۳، ص۱۹۷۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:۱۲۳۰۹، ج۴، ص۲۵۹۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:۱۹۵۵۸، ج۷، ص۱۳۳۔

......المعجم الکبیر، الحدیث:۹۰۲، ۳۵۹، ۲۳، ج۱۹، ۲۴، ص۳۸۵، ۲۴۸۔

گھڑی بھر ظلم کا گناہ:

﴿11﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْـہ سے ارشاد فرمایا:''اے ابو ہریرہ! ایک گھڑی کا عدل ایسے 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے جن کی راتیں قیام اور دن روزے کی حالت میں گزریں اور اے ابو ہریرہ! حکومت میں ایک گھڑی کا ظلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک 60 سال کے گناہوں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے۔''(۱)

ایک دن کے عدل کی فضیلت:

﴿12﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایک دن کا عدل 60 سال کی عبادت سے افضل ہے۔''(۲)

﴿13﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:''عادل حاکم کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے افضل ہے اور زمین میں حق کے ساتھ جو حد قائم کی جاتی ہے وہ صبح کے وقت کی 40 بارشوں سے زیادہ پاک کرنے والی ہے۔''(۳)

سب سے پسندیدہ اور ناپسندیدہ لوگ:

﴿14﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے:''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے ان میں سب سے قریب شخص عادل حاکم ہوگا، اور سب سے ناپسندیدہ اور مجلس کے اعتبار سے سب سے دُور شخص ظالم حاکم ہوگا۔''(۴)

﴿15﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

---

(۱)......فضیلة العادلین لابی نعیم الاصبهانی، الحدیث۱۵، ص۱۱۷۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۱۹۳۲، ج۱۱، ص۲۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۴۷۶۵، ج۳، ص۳۳۴۔

المعجم الکبیر، الحدیث۱۱۹۳۲، ج۱۱، ص۲۶۷۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی الامام العادل، الحدیث۱۳۲۹، ص۱۷۸۵۔

نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بہتر عدل اور نرمی کرنے والا حاکم ہوگا اور قیامت کے دِن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر ظلم کرنے والا بد اخلاق حاکم ہوگا۔''(۱)

ظالم قاضی، شیطان کا ساتھی:

﴿16﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ قاضی (یعنی فیصلہ کرنے والے) کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اسے پکڑ لیتا ہے۔''(۲)

﴿17﴾......حاکم کی روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بری ہو جاتا ہے۔''(۳)

ظالم قاضی، جہنم کے نچلے درجہ میں:

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''قیامت کے دن قاضی کو لایا جائے گا اور اسے حساب کے لئے جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا جائے گا، اگر اسے جہنم میں گرانے کا حکم دیا گیا تو وہ 70 سال اس میں گرتا رہے گا۔''(۴)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا بشر بن عاصم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیان فرمایا کہ انہوں نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:''جو بھی شخص لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کے پُل پر کھڑا کرے گا، پل اُس (کے بوجھ) سے کانپنے لگے گا، پھر یا تو وہ نجات پانے والا ہوگا یا نہیں، پھر اس کی ہر ہڈی دوسری سے جدا ہو جائے گی، اگر اس نے نجات نہ پائی تو اسے جہنم میں قبر جیسے تاریک کنوئیں میں لے جایا

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۳۴۸، ج۱، ص۱۱۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی الامام العادل، الحدیث: ۱۳۳۵، ص۱۷۸۵۔

(۳)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ان اللہ مع القاضی مالم یجر، الحدیث: ۷۱۰۸، ج۵، ص۱۲۷۔

(۴)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۴، ج۵، ص۳۲۱۔

جائے گا جس کی تہہ تک وہ 70 سال میں پہنچے گا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا سلمان فارسی اور حضرت سیِّدُ نا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے یہ حدیثِ پاک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' [1]

﴿20﴾...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میری امت کے کسی گروہ کا والی بنا خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ اور اس نے ان میں عدل نہ کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے منہ کے بَل جہنم میں گرائے گا۔'' [2]

﴿21﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص اس اُمت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان میں عدل نہ کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اَوندھے منہ جہنم میں گرائے گا۔'' [3]

ظالموں کا ٹھکانا:

﴿22﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے، اُس میں ایک کنواں ہے جسے ھَبْھَب کہا جاتا ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ ہر ظالم سرکش کو اس میں رکھے۔'' [4]

بروزِ قیامت عدل کام آئے گا:

﴿23﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بروزِ قیامت 10 آدمیوں کے امیر کو بھی بندھا ہوا لایا جائے گا اور اسے صرف عدل ہی چھڑا سکے گا۔'' [5]

﴿24﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''10 آدمیوں کے امیر کو بھی بروزِ قیامت اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ بندھا ہوا ہوگا اور اسے اس بندھن سے اس کا عدل ہی چھڑا سکے گا۔'' [6]

---

[1] ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، باب ذکر الحساب...الخ، الحدیث: ۲۴۶، ج۶، ص۲۴۳، بتغیرٍ۔

[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث ۶۶۲۹، ج۵، ص۷۷۔

[3] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب قاضیان فی النار وقاض فی الجنۃ، الحدیث ۷۰۹۹، ج۵، ص۱۲۳۔

[4] ......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۵۴۸، ج۲، ص۳۶۳۔

[5] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۹۵۷۹، ج۳، ص۴۲۵۔

[6] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سعد بن عبادۃ، الحدیث ۲۲۵۲۴، ج۸، ص۳۳۹۔

﴿25﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن 10 آدمیوں کے امیر کو بھی باندھ کر لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے عدل چھڑا لے گا یا ظلم پکڑ لے گا۔'' (۱)

﴿26﴾......ایک روایت میں ہے: ''اگر وہ برائی کا مرتکب ہوا تو اس کے بندھن میں اضافہ کر دیا جائے گا۔'' (۲)

﴿27﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص 10 آدمیوں کا بھی والی بنا اسے قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔'' (۳)

﴿28﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''3 آدمیوں کا والی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا دایاں ہاتھ بندھا ہوا ہوگا پھر اُسے اُس کا عدل چُھڑا لے گا یا اُس کا ظلم پکڑ لے گا۔'' (۴)

﴿29﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''مجھ پر جہنم میں پہلے داخل ہونے والے 3 شخص پیش کئے گئے: (۱)......لوگوں پر مسلّط امیر (۲)......اپنے مال میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہ کرنے والا مالدار اور (۳)......تکبر کرنے والا فقیر۔'' (۵)

﴿30﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر 3 اعمال کا خوف ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! وہ کون سے اعمال ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)......عالم کی لغزش (۲)......ظالم کی حکمرانی اور (۳)......خواہشِ نفس کی پیروی۔'' (۶)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث ۶۵۲۵، ج۴، ص۳۵۵۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۴۷۶۳، ج۳، ص۳۳۴۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۶۸۹، ج۱۲، ص۱۰۵۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، الحدیث ۴۵۰۸، ج۷، ص۲۸۔

(۵)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر ادخال مانع الزکاۃ......الخ، الحدیث ۲۲۴۹، ج۴، ص۸۔

(۶)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۴، ج۱۷، ص۱۷۔

ظالم حکمرانوں کے خلاف آقا صلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دُعا:

﴿31﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو تو بھی اُسے مشقت میں ڈال اور جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی تو تُو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔''(1)

﴿32﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بَھْلَہ ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بَھْلَہ سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔''(2)

خوشبوئے جنت سے محروم کون؟

﴿33﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا جو امتی لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر ان کی اس چیز سے حفاظت نہ کی جس سے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔''(3)

خائن حکمران جہنمی ہے:

﴿34﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جس بندے کو رعایا کا نگران بنائے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے مرجائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔''(4)

﴿35﴾......بخاری و مسلم کی ایک روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے: ''اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگرانی نہ کرے تو

(1)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل......الخ، الحدیث:۴۷۲۲، ص۱۰۰۶۔

(2)......مسند ابی عوانۃ، کتاب الامراء، بیان ثواب الامام العادل المسقط، الحدیث۷۰۲۳، ج۴، ص۳۸۰۔

(3)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۹۱۸، الجزء الثانی، ص۵۴۔

(4)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث:۳۶۳، ص۷۰۱۔

وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔''[1]

﴿36﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنے پھر ان کے لئے کوشش نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''[2]

﴿37﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جیسی خیر خواہی اور کوشش اپنے لئے کرتا ہے (ویسی ان کے لئے نہ کرے تو ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا)۔''[3]

﴿38﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا نگران بنا پھر ان سے خیانت کی تو وہ جہنمی ہے۔''[4]

﴿39﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس حاکم یا نگران نے کوئی تاریک رات اپنی رعایا سے دھوکا کرتے ہوئے گزاری اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا۔''[5]

﴿40﴾......ایک روایت میں سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس حاکم نے اپنی رعایا سے دھوکا کرتے ہوئے رات گزاری اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دے گا حالانکہ قیامت کے دن اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔''[6]

﴿41﴾......سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا امیر بنا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک اس کی کوئی حاجت پوری نہ فرمائے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات کی طرف توجہ نہ دے۔''[7]

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، الحدیث: ۷۱۵۰، ص۵۹۵۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث: ۳۶۶، ص۷۰۲۔

3 ......المعجم الصغیر، الحدیث: ۲۶۴، الجزء الاول، ص۱۶۷۔

4 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۴۸۱، ج۲، ص۳۴۰۔

5 ......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب ترغیب من ولی من امور۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۳۸۵، ج۳، ص۱۳۳۔

6 ......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب ترغیب من ولی من امور۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۳۸۶، ج۳، ص۱۳۳۔

7 ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۶۰۲، ج۱۲، ص۳۳۶۔

﴿42﴾......حضرت سیِّدُ نا عمرو بن مُرَّہ جُھَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیان کیا کہ میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنائے پھر وہ بے کسی اور غریبی کے وقت ان کی حاجت برآری نہ کرے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی بے کسی اور محتاجی میں اس کی حاجت پوری نہ فرمائے گا۔'' پس حضرت سیِّدُ نا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک آدمی مقرَّر فرما دیا۔'' (۱)

﴿43﴾......حضور رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حاکم حاجت مندوں، بے کسوں اور محتاجوں پر اپنا دروازہ بند کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی بے بسی، حاجت مندی اور محتاجی پر آسمان کے دروازے بند فرما دیتا ہے۔'' (۲)

﴿44﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا نگران بنا اور اس نے کمزوروں اور حاجت مندوں سے کنارہ کشی کی تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی حاجت پوری نہ فرمائے گا۔'' (۳)

﴿45﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوشَمَّاخ اَزدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے چچازاد بھائی، صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لائے اور بیان کیا کہ میں نے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا پھر مسکین، مظلوم اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند رکھا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی حاجت اور محتاجی پر اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا جبکہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' (۴)

﴿46﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا معاویہ بن ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے لوگوں کا ایک گروہ بھیجا، لوگ نکل پڑے لیکن حضرت سیِّدُ نا اَبُو دَحْدَاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

......سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فیما یلزم الامام......الخ، الحدیث: ۲۹۴۸، ص۱۴۴۳، دون قولہ: یوم القیامۃ۔

......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیۃ، الحدیث: ۱۳۳۲، ص۱۷۸۵۔

......المسند للامام احمد حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۳۷، ج۸، ص۲۵۰۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب، الحدیث: ۱۵۶۵۱، ج۵، ص۳۱۵۔

عَنْہ واپس لوٹ آئے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہیں گئے؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں، لیکن میں نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک حدیثِ پاک سن رکھی ہے میں نے پسند کیا کہ آپ سے بیان کردوں، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے بعد میری آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات نہ ہوسکے گی (وہ حدیثِ پاک یہ ہے:) میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''اے لوگو! تم پر جو کوئی کسی کام کا والی بنایا گیا اور اس نے اپنا دروازہ حاجت مندوں پر بند کردیا۔'' یا پھر یہ ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کی حاجتوں پر بند کردیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت کے دروازے سے داخلہ بند فرمادے گا اور جس کا مقصد دُنیا ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر میرا پڑوس حرام فرمادے گا کیونکہ میں دُنیا کو ویران کرنے (یعنی اس سے بے رغبتی دِلانے) کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اسے آباد (یعنی حاصل) کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔'' (1)

تنبیہ:

مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ان صحیح احادیثِ مبارکہ کی صراحت سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو انہیں کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا اور میرا عنوان میں ''حوائج'' کی قید لگانا بھی واضح ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں مطلق حوائج سے یہی مراد ہے۔ البتہ! بعض احادیثِ مبارکہ میں مسکین اور مظلوم سے تعبیر کرکے اسی قید کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے خیانت کے متعلق میرے ذکر کردہ مؤقف کے موافق ذکر کیا اور فرمایا: ساٹھواں کبیرہ گناہ ''**حکمرانوں کا رعایا سے دھوکا کرنا**'' ہے۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس بندے کو رعایا کا نگران بنائے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے مرجائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔'' (2)

پھر میں نے دیگر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام دیکھا کہ انہوں نے بھی حکّام کے ظلم، رعایا کے ساتھ ان کے دھوکے اور حاجت مندوں اور مسکینوں کی حاجتیں پوری نہ کرنے کا ذکر کیا۔

---

(1) ......المعجم الکبیر، الحدیث۷۵۶، ج۲۲، ص۳۰۱۔

(2) ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیتہ النار، الحدیث:۳۶۲، ص۷۰۱۔

کبیرہ نمبر346: بادشاہ،قاضی وغیرہ کامسلمان یا ذمی پر ظلم کرنا مثلاً اُن کا مال کھانا،انھیں مارنا یا گالی دینا وغیرہ

کبیرہ نمبر347: مظلوم کو ذلیل کرنا

کبیرہ نمبر348: ظالموں کے پاس جانا

کبیرہ نمبر349: ظلم پر ان کی مدد کرنا

کبیرہ نمبر350: بادشاہ وغیرہ کو ناجائز شکایت کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۬ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُۙ(۴۲) (پ۱۳، ابراھیم:۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠(۲۲۷) (پ۱۹، الشعراء:۲۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اوراب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ(۱۱۳) (پ۱۲، ھود:۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

''کسی چیز کی طرف جھکاؤ'' سے مراد سکون حاصل کرنا اور محبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہونا ہے۔اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''محبت ومودّت اور نرم گفتگو کے ذریعے ان کی طرف مکمل طور پر مائل نہ ہوجاؤ۔'' حضرت سیِّدُنا سدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا ابن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''ان کو ظاہری طور پر خوش نہ کرو۔'' حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''نہ ان کی پیروی کرو اور نہ ہی ان سے محبت کرو۔'' حضرت سیِّدُنا ابو عالیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

''ان کے اعمال پر رضامند نہ رہو۔''[1] ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ تمام اقوال گزشتہ آیتِ مبارکہ سے مراد ہو سکتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (پ٢٣، الصافات:٢٢) ترجمۂ کنزالایمان: ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو۔

یعنی ان کے ہم مثل اور پیروی کرنے والے۔

بروزِ قیامت ظلم کی حالت:

حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں (کا سبب) ہوں گے۔**''[2]

﴿1﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیاں ہوں گے اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے انہیں اس بات پر اُبھارا کہ وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانیں۔**''[3]

ظلم حرام ہے:

﴿2﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''**اے میرے بندو! میں نے خود پر ظلم حرام ٹھہرایا اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دے دیا پس آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔**''[4]

﴿3﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے** اور فحش کلامی سے بچو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بری باتیں اور بے شرمی کے کام کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو آمادہ کیا تو انہوں نے ایک دوسرے کے خون بہائے اور

---

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذرمن الدخول......الخ، ص١٢٥۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الحدیث:٢٤٤٧، ص١٩٢۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:٦٥٧٦، ص١١٢٩۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:٦٥٧٢، ص١١٢٩۔

حرام چیزوں کوحلال جانا۔'' (۱)

﴿4﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خیانت سے بچو کیونکہ یہ بری خصلت ہے اور ظلم سے بچو کیونکہ **ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گے** اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور ان کی حرام چیزوں کو حلال جانا۔'' (۲)

ظلم قحط سالی کا سبب ہے:

﴿5﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ورنہ تم دعا کرو گے تو قبول نہ ہوگی اور بارش مانگو گے تو بارش نہ دی جائے گی اور مدد طلب کرو گے تو مدد نہ کی جائے گی۔'' (۳)

شفاعت سے محروم لوگ:

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نہ پہنچے گی: (۱)......بہت زیادہ ظالم اور سخت دل حاکم اور (۲)......دین میں حد سے بڑھنے والا اور اس سے نکل جانے والا ہر شخص۔'' (۴)

جدائی کا سبب:

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس سے خیانت کرتا ہے۔'' اور یہ بھی فرماتے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دو شخص آپس میں محبت کرتے رہتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک کے کوئی گناہ

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، الحدیث:۶۲۱۵، ج۸، ص۴۸۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۲۹، ج۱، ص۱۸۹۔

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، باب الزجر عن الظلم، الحدیث:۹۱۹۱، ج۵، ص۴۲۳۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث:۸۰۷۹، ج۸، ص۲۸۱۔

المعجم الاوسط، الحدیث:۶۴۲، ج۱، ص۱۹۲۔

کرنے کے سبب ان کے درمیان جدائی ڈال دی جاتی ہے۔'' (۱)

﴿8﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ ظالم کوڈھیل دیتا رہتا ہے جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِیَ ظَالِمَةٌؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ(۱۰۲) (پ۱۲، ھود:۱۰۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔ (۲)

﴿9﴾......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شیطان سرزمینِ عرب میں بتوں کی پوجا کئے جانے سے مایوس ہو چکا ہے مگر اس کے بدلے وہ تم سے ان گناہوں سے راضی ہو جائے گا جن کو تم حقیر سمجھتے ہو حالانکہ یہ قیامت کے دن ہلاک کرنے والے ہوں گے،حسبِ استطاعت ظلم سے بچو اس لئے کہ بندہ قیامت کے دن نیکیاں لے کر آئے گا اور سمجھے گا کہ یہ اسے نجات دلا دیں گی،ایک اور شخص بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا:''اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! تیرے بندے نے مجھ پر ظلم کیا۔''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ (فرشتوں سے) ارشاد فرمائے گا:''اس (ظالم) کی نیکیوں کو کم کردو۔''پس اس طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ گناہوں کے سبب اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔اس کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جنہوں نے ایک بیابان زمین پر پڑاؤ کیا لیکن ان کے پاس لکڑیاں نہ تھیں،پس وہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے بکھر گئے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ روشن کی اور پھر جو چاہا پکایا اور گناہوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔'' (۳) (لکڑیوں کے گٹھے کی طرح ایک ایک کر کے گناہوں کا بھی انبار لگ جاتا ہے)

﴿10﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے عزت یا کسی دوسری چیز میں اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو وہ اس وقت سے پہلے آج ہی معافی مانگ لے کہ جب دینار ہوں گے نہ درہم۔اگر اس کے پاس اچھا عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے وہ لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔'' (۴)

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ، الحدیث ۵۳۵۵،ج۲،ص۳۴۸۔

(۲)......صحیح البخاری،کتاب التفسیر، سورۃ ھود، باب قولہٖ: کَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ...الخ،الحدیث ۴۶۸۶،ص۳۸۹۔

(۳)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود،الحدیث:۵۱۰۰،ج۴،ص۳۸۱۔

(۴)......صحیح البخاری ،کتاب المظالم،باب من کانت له مظلمة ......الخ ،الحدیث:۲۴۴۹،ص۱۹۲۔

مفلس کون ہے؟

﴿11﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''کیاتم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہواور نہ ہی مال۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اورزکوٰۃ لے کرآئے گا لیکن اُس نے اِس کو گالی دی ہوگی، اُس پر تہمت لگائی ہوگی، اِس کا مال کھایا ہوگا، اُس کا خون بہایا ہوگا اور اِس کو مارا ہوگا، پس اِس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اُس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے (جہنم کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۱)

مظلوم کی بددعا:

﴿12﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشادفرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔'' (۲)

تین قسم کے مقبول بندے:

﴿13﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: (۱) روزہ دار کی یہاں تک کہ افطار کرے (۲) عادل حکمران کی اور (۳) مظلوم کی، اس کی دعا کو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بادلوں کے اوپر بلند کردیتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشادفرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا چاہے کچھ دیر بعد ہی ہو۔'' (۳)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۷۹، ص۱۱۲۹۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب اخذالصدقة من الاغنیاء وترد فی......الخ، الحدیث:۱۴۹۶، ص۱۱۸۔

(۳)......جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب سبق المفردون، الحدیث:۳۵۹۸، ص۲۰۲۲۔

﴿14﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ تین بندوں کی دعا رد نہ فرمائے: (۱) روزہ دار یہاں تک کہ افطار کر لے (۲) مظلوم یہاں تک کہ اس کی مدد کر دی جائے اور (۳) مسافر یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے۔'' (۱)

﴿15﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین بندوں کی قبولیتِ دعا میں کوئی شک نہیں: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا اور (۳) باپ کی بیٹے کے لئے دعا۔'' (۲)

﴿16﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے گویا کہ وہ چنگاری ہے۔'' (۳)

﴿17﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخصوں کی دعا قبول کی جاتی ہے: باپ، مسافر اور مظلوم۔'' (۴)

﴿18﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اگر وہ فاجر ہو تو اس کے گناہوں کا عذاب اُسے پہنچے گا۔'' (۵)

﴿19﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا: (۱) مظلوم کی دعا اور (۲) کسی شخص کا اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنا۔'' (۶)

﴿20﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ بادل کے اوپر اٹھالی جاتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزّت وجلال کی قسم! میں تیری ضرور

......الترغیب والترهیب، کتاب القضاء، باب الترهیب من الظلم......الخ، الحدیث: ۳۴۰۹، ج۳، ص۱۴۱۔
......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی دعوة الوالدین، الحدیث: ۱۹۰۵، ص۱۸۴۴۔
......المستدرک، کتاب الایمان، باب اتقوا دعوات المظوم، الحدیث: ۸۹، ج۱، ص۱۸۷۔
......المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۳۹، ج۱۷، ص۳۴۰۔
......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۸۸۰۳، ج۳، ص۲۹۶۔
......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۲۳۲، ج۱۱، ص۹۸۔

مدد کروں گا خواہ کچھ دیر بعد سہی۔'' (1)

﴿21﴾...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مظلوم کی دعا میں کوئی حجاب نہیں ہوتا اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔'' (2)

﴿22﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میرا غضب اس پر شدید ہوتا ہے جس نے اس شخص پر ظلم کیا جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔'' (3)

﴿23﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس سے خیانت کرتا ہے اور نہ ہی اُسے حقیر جانتا ہے (راوی فرماتے ہیں پھر) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، اور ایک انسان کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان پر مسلمان کا خون، عزّت اور مال حرام ہے۔'' (4)

سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے:

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے کیسے تھے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''وہ تمام کے تمام مثالوں پر مشتمل تھے: (مثلاً) (۱)......اے مغرور ومسلّط بادشاہ! میں نے تجھے دُنیا کو ایک دوسری پر اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا کہ مجھ سے مظلوم کی دعا کو روک کیونکہ میں اس کی دعا رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔ (۲)...... جب تک عقل مند کی عقل پر کوئی چیز غالب نہیں آتی اس وقت تک اس کے لئے چند گھڑیاں ہیں: (i) ایک وہ گھڑی جس میں وہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے

1 ......المعجم الکبیر، الحدیث:٣٧١٨، ج٤، ص٨٤۔

2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:١٢٥٥٥، ج٤، ص٣٠٦۔

3 ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث:٧١، الجزء الاول، ص٣١۔

4 ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث:٦٥٤١، ص١١٢٧۔

مناجات کرتا ہے۔(ii) ایک وہ جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔(iii) ایک وہ جس میں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق میں غور وفکر کرتا ہے اور (iv) ایک وہ جس میں وہ اپنے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے علیحدہ ہوتا ہے۔ (۳)......عقل مند پر لازم ہے کہ وہ 3 مقاصد کے لئے سفر کرے: (i) آخرت کے لئے زادراہ تیار کرنا یا (ii) گزر اوقات کے لئے کمانا یا (iii) غیر حرام میں لذت حاصل کرنا۔ (۴)......عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کو دیکھنے والا، اپنی شان پر توجہ رکھنے والا اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ (۵)......جو اپنے کلام کا اپنے کام سے موازنہ کرتا ہے اور وہ بامقصد بات ہی کرتا ہے۔''

سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے:

(حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے صحیفے کیسے تھے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تمام کے تمام عبرت والے (یعنی عبرت انگیز باتوں پر مشتمل) تھے: (مثلاً) (۱)...... مجھے اس پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے پھر بھی وہ خوش ہوتا ہے (۲)......میں اس پر حیران ہوں جسے جہنم کا یقین ہے پھر بھی وہ ہنستا ہے (۳)...... مجھے اس پر حیرانی ہے جسے تقدیر کا یقین ہے پھر بھی وہ حیلہ سازی کرتا ہے (۴)......تعجب ہے مجھے اس پر جو دنیا اور دنیاداروں پر دنیا کا پلٹنا دیکھتا رہتا ہے پھر بھی اس سے مطمئن ہوتا ہے اور (۵)......میں اس پر سخت حیران ہوں جسے کل حساب وکتاب کا یقین بھی ہے پھر بھی وہ عمل نہیں کرتا۔

آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نصیحتیں:

(حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے نصیحت فرمایئے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام معاملے کی اصل ہے۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مزید نصیحت فرمایئے۔'' ارشاد فرمایا: ''اپنے اوپر قرآنِ کریم کی تلاوت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر لازم کرلو، اس لئے کہ یہ تیرے لئے زمین میں نور اور آسمان میں چرچے کا باعث ہوگا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔'' ارشادفرمایا:'' زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دل کو مردہ کرتا اور چہرے کا نور ختم کر دیتا ہے۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔''ارشاد فرمایا:'' اپنے اوپر جہاد لازم کرلو کیونکہ یہی میری امت کی رُھْبَانِیَّت ہے۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔''ارشادفرمایا:'' مساکین سے محبت کرو اوران کے ساتھ بیٹھا کرو۔''میں نے پھر عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔''ارشادفرمایا:'' اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو، اپنے سے بہتر کی طرف نہ دیکھو کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو۔''میں نے عرض کی''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔''ارشادفرمایا:''حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہی ہو۔''میں نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !مزید نصیحت فرمایئے۔''ارشادفرمایا:''تو اپنے جس عیب کو جانتا ہے وہ تجھے لوگوں سے دور نہ کرے اور جو گناہ تو خود کرتا ہو اس کی بنا پر لوگوں سے ناراض نہ ہو اور تیرے لئے اتنا ہی عیب کافی ہے کہ تو لوگوں کے عیوب جانے مگر اپنے اندر موجود خامیوں سے غافل ہو اور جو گناہ تو خود کرتا ہو اس کے سبب لوگوں سے ناراض ہو۔''(حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا اور ارشادفرمایا:''اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل مندی نہیں، (حرام کاموں سے) بچنے جیسا کوئی تقویٰ نہیں اور اچھے اخلاق جیسی کوئی شرافت نہیں۔''[1]

حضرت سیِّدُنا امام حافظ زکی الدین عبدُ العظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:'' یہ حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ غسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں، یہ طویل حدیثِ مبارکہ ہے جس کی ابتدا میں حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکرِ خیر ہے، میں نے اس میں سے یہی حصہ ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں عظمت والے احکام اور بڑی بڑی نصیحتیں موجود ہیں۔''[2]

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

﴿25﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو کسی مسلمان کو ایسے

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات ثوابها، الحدیث:۳۶۱، ج۱، ص۲۸۸۔

[2] ......الترغیب والترهیب، کتاب القضاء، باب الترهیب من الظلم......الخ، تحت الحدیث:۳۴۸۱، ج۳، ص۱۴۴۔

مقام پر ذلیل کرے جہاں اس کی بے عزّتی اور آبرو ریزی کی جا رہی ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو گا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزّت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ایسی جگہ پر مدد فرمائے گا جہاں اُسے مددِ الٰہی درکار ہو گی۔'' (۱)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کی سزا:

﴿26﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے کسی بندے کو قبر میں 100 کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا رہا اور پکارتا رہا یہاں تک کہ اس کی سزا ایک کوڑا رہ گئی اور (کوڑا لگا تو) اس کی قبر میں آگ ہی آگ ہو گئی، جب آگ ختم ہوئی اور اسے افاقہ ہوا تو اس نے (فرشتوں سے) پوچھا: ''تم نے مجھے کوڑا کیوں مارا؟'' انہوں نے بتایا: ''تو نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا لیکن اس کی مدد نہ کی۔'' (۲)

﴿27﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں ظالم سے دنیا وآخرت میں ضرور انتقام لوں گا اور اس سے بھی ضرور انتقام لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد پر قدرت کے باوجود مدد نہ کی۔'' (۳)

ظالم کی مدد کرنے کا طریقہ:

﴿28﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر وہ مظلوم ہو پھر تو میں اس کی مدد کروں گا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا خیال ہے کہ اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کروں۔'' ارشاد فرمایا: ''تو اسے ظلم سے روکے یا منع کرے، بے شک یہی اس کی مدد ہے۔'' (۴)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیہ، الحدیث:٤٨٨٤، ص١٥٨١، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......التمھید لابن عبدالبر، یحیٰی بن سعید الانصاری، تحت الحدیث:٣٢/٧٤٣٥، ج١٠، ص١٦٦۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:١٠٦٥٢، ج١٠، ص٢٧٨۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبہ......الخ، الحدیث:٦٩٥٢، ص٥٨٠۔

﴿29﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے کو اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرنی چاہئے اگر وہ ظالم ہو تو اسے روکے، بے شک یہی اس کی مدد ہے اور اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کرے۔'' (۱)

﴿30﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص کسی مومن کو منافق سے بچائے (راوی فرماتے ہیں کہ) میرے خیال میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے یہ ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ بھیجے گا ہے جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔'' (۲)

﴿31﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے گاؤں میں رہائش اختیار کی اس کا مزاج سخت ہو گیا اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا اور جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور بندہ بادشاہ کے جتنا زیادہ قریب ہوتا ہے وہ رحمتِ الٰہی سے اتنا زیادہ دور ہو جاتا ہے۔'' (۳)

﴿32﴾......**سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے گاؤں میں سکونت اختیار کی اس کا مزاج سخت ہو گیا اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا اور جو بادشاہ کے پاس آیا وہ آزمائش میں مبتلا ہوا۔'' (۴)

جامِ کوثر سے محرومی کا ایک سبب:

﴿33﴾......حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد **اللہ** رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے بے وقوفوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے۔'' انہوں نے عرض کی: ''بے وقوفوں کی حکومت سے کیا مراد

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما، الحدیث:۶۵۸۲، ص۱۱۳۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیه، الحدیث:۴۸۸۳، ص۱۵۸۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث:۸۸۴۵، ج۳، ص۳۰۴۔

(۴)......سنن ابی داود، کتاب الصید، باب فی اتباع الصید، الحدیث:۲۸۵۹، ص۱۴۳۶۔

المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۰۳۰، ج۱۱، ص۴۷۔

ہے؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''میرے بعد ایسے اُمرا و حکمران ہوں گے جو نہ میری ہدایت کے مطابق ہدایت دیں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل کریں گے، پس جن لوگوں نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آئیں گے اور جن لوگوں نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، عنقریب وہ میرے حوض پر آئیں گے۔اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، (راوی فرماتے ہیں) یا فرمایا: نماز دلیل ہے۔اے کعب بن عجرہ! لوگ دو حال میں صبح کرتے ہیں پس اپنے نفس کو بیچنے والا اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا اس کو بیچنے والا اسے ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔''(۱)

﴿34﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عنقریب اُمرا ہوں گے، جو اُن کے پاس آئے گا، ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا، ان کے جھوٹ کو سچ قرار دے گا تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور وہ میرے حوض پر ہرگز نہ آئے گا اور جو اُن کے پاس نہ گیا، ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کی، نہ ہی ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، عنقریب وہ میرے حوض پر آئے گا۔''(۲)

﴿35﴾......حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے (حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:)''اے کعب بن عجرہ! میں تیرے بارے میں ایسے اُمرا سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، جو ان کے دروازوں سے وابستہ ہوا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں اور وہ میرے حوض پر نہ آئے گا، اور جو ان سے وابستہ ہوا یا نہ ہوا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی اعانت کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور عنقریب وہ میرے حوض پر آئے گا۔''(۳)

---

(۱)......المسند للامام احمد حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث:۱۴۴۴۸، ج۵، ص۶۴۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، الحدیث:۱۷۲۲، ج۳، ص۱۱۱۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلاۃ، الحدیث:۶۱۴، ص۱۷۰۶۔

﴿36﴾......حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے ہم 9 افراد تھے، 5 ایک اور 4 ایک یعنی ایک گروہ عربوں کا اور ایک عجمیوں کا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غور سے سنو! کیا تم سن رہے ہو؟ یقیناً عنقریب میرے بعد امرا ہوں گے جو اُن کے پاس جائے گا اور ان کے جھوٹ کو سچ قرار دے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور وہ میرے حوض پر ہرگز نہ آئے گا اور جو اُن کے پاس نہ گیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے۔''(۱)

﴿37﴾......حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم مسجد میں تھے۔ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آسمان کی طرف نگاہِ رحمت اٹھائی پھر نیچے کرلی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آسمان میں کوئی معاملہ پیش آیا ہے، پھر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جان لو! میرے بعد ایسے اُمرا ہوں گے جو ظلم کریں گے اور جھوٹ بولیں گے، جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں اس سے ہوں اور جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہ دیا اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کے ساتھ تعاون کیا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔''(۲)

﴿38﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن خبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درِ اقدس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''غور سے سنو۔'' ہم نے عرض کی: ''ارشاد فرمایئے۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر فرمایا: ''غور سے سنو۔'' ہم نے عرض کی: ''ارشاد فرمایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ تم ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرنا اور نہ ہی ان کے ظلم پر اعانت کرنا، جس

......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب فی التحذیر عن موافقة امراء السوء، الحدیث ۲۲۵۹، ص ۱۸۷۹۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر، الحدیث ۱۸۳۸۸، ج ۶، ص ۳۷۳۔

نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اوران کے ظلم پران کی مدد کی وہ حوض پر نہ آئے گا۔'' [1]

﴿39﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' کچھ حُکّام ایسے ہوں گے جنہیں ان کے مصاحبین اور غَــوَاش (یعنی چالاک وعَیّار) لوگ رعایا کے معاملات سے اندھیرے میں رکھیں گے، وہ جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے۔تو جو شخص ان کے پاس آئے، ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ظلم پران کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ مجھے اس سے کوئی سروکار، اور جو ان کے پاس نہ جائے اوران کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور ظلم پران کی مدد نہ کرے میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔'' [2]

﴿40﴾......ایک روایت میں حضور نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ان کے جھوٹ کو سچ قرار دیا اوران کے ظلم پر مدد کی میں اس سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہے۔'' [3]

خاردار درخت سے پھول ہاتھ نہیں آتے:

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' میری امت کے کچھ لوگ دین میں سمجھ حاصل کریں گے،قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے: ہم اُمرا کے پاس جاتے ہیں تا کہ ان سے ان کی دنیا(کی دولت) حاصل کریں مگر ہم اپنے دین کو ان سے جدا رکھتے ہیں۔حالانکہ ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی ہاتھ آتے ہیں اسی طرح وہ ان کے قرب سے گناہ ہی پائیں گے۔''حضرت سیِّدُنا محمد بن صباح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:'' گویا وہ ان کے قرب سے گناہوں کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔'' [4]

﴿42﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اہلِ بیت کے لئے دعا فرمائی اوران میں امیر المؤمنین حضرت

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان،باب الصدق و الامر بالمعروف......الخ،الحدیث:۲۸۴،ج۱،ص۲۵۱۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۱۹،۱۱۸۷۳،ج۴،ص۵۰،۱۸۳۔

[3] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان،باب الصدق و الامر بالمعروف......الخ،الحدیث:۲۸۴،ج۱،ص۲۵۲۔

[4] ......سنن ابن ماجه، کتاب السنة ،باب الانتفاع بالعلم و العمل به،الحدیث:۲۵۵،ص۲۴۹۳۔

سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وغیرہ کا نام لیا تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں بھی اہلِ بیت سے ہوں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب تک تو کسی بادشاہ کے دروازے پر کھڑا نہ ہوگا یا کسی امیر کے پاس سوال کرنے نہ جائے گا (تو اہلِ بیت سے ہے)۔'' (۱)

گفتگو کے گہرے اثرات:

﴿43﴾......حضرت سیِّدُنا علقمہ بن وقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اہلِ مدینہ میں سے ایک باعزّت شخص کے پاس سے گزرے اور اس سے ارشاد فرمایا: میرا تم سے ایک حرمت کا تعلق ہے اور دوسرا مسلمان ہونے کا حق ہے، میں نے تمہیں ان اُمرا کے پاس جاتے اور ان کے ہاں گفتگو کرتے دیکھا ہے جبکہ صحابیٔ رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا بلال بن حارث مُزَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ خوش ہو جاتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ اس بات نے کیا اثر کیا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بات کی وجہ سے اس کے لئے قیامت تک کی خوشنودی لکھ دیتا ہے اور کبھی تم میں سے کسی کے منہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا کلمہ نکل جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا اثر ہوگا لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے حق میں قیامت تک کی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' اب تم خود سمجھ لو کہ اپنے منہ سے کس قسم کی باتیں کرتے ہو اور میں حضرت سیِّدُنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنی ہوئی حدیثِ پاک کی وجہ سے بہت سی باتوں سے خاموش رہتا ہوں۔ (۲)

﴿44﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیِّدُنا بلال بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹوں سے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی بادشاہ کے پاس جاؤ تو اچھی طرح (محتاط ہوکر) جاؤ کیونکہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا پھر گزشتہ حدیثِ پاک بیان کی۔''

تنبیہ: ان پانچ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ آیاتِ بیِّنات اور صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث۷۰ ۶ ۲، ج۲، ص۸۵۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة، الحدیث: ۳۹۶۹، ص۲۷۱۵۔

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث: ۲۸۰، ج۱، ص۲۴۹۔

اور یہ ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو پہلے اور آخری گناہ کے علاوہ کسی کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علما نے چوتھے گناہ کو ذکر کیا اور اس کا عنوان یہ قائم کیا: ''کسی صحیح ارادے کے بغیر ظالموں کے پاس جانا بلکہ ان کی مدد یا عزّت کرنا یا ان سے محبت کرنا۔''

پانچویں گناہ کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے ارشاد فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے پاس محض ناجائز شکایت کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے جبکہ اس سے پیدا ہونے والا گناہ صغیرہ ہو۔ البتہ! اگر یوں کہا جائے کہ یہ اس وقت کبیرہ بن جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز مل جائے مثلاً جس کی شکایت کی جائے اس پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کے گھر والوں پر رعب طاری کیا جائے یا بادشاہ کے بلاوے کی وجہ سے انہیں ڈرایا جائے تو یہ کبیرہ گناہ بن جائے گا۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا گزشتہ کلام ذکر کیا جو قاتل کی مدد کرنے اور مقتول پر اس کی رہنمائی کرنے کے متعلق ہے اور ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ یہ کلام اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ظالم بادشاہ کو ناجائز شکایت کرنا کبیرہ گناہ نہیں۔''

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا یہ کلام رد کر دیا گیا ہے اور قابلِ اعتماد نہیں اور یہ جس بات کا تقاضا کرتا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔ پس صحیح یہی ہے کہ ظالم بادشاہ کو ناجائز شکایت کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ چغلی ہے بلکہ چغلی کی انتہائی بری قسم ہے اور چغلی کو کبیرہ قرار دینا صحیح حدیثِ پاک سے ثابت ہے، پھر جیسا کہ میں نے عنوان میں ذکر کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ چھٹکارا پانے کے لئے بادشاہ یا دیگر حکام کو ناجائز شکایت کرنا اور جس صورت میں قاضی کی گواہی ضروری ہوتی ہے وہ اس میں شامل نہیں بلکہ اس میں معاملہ حاکم تک پہنچانا ضروری ہے سوائے یہ کہ کوئی عذر ہو۔

حضرت سیِّدُنا قَمُوْلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی ''اَلْجَوَاهِر'' میں چغلی کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو چغلی ممنوع نہیں جیسا کہ جب ایک آدمی کسی کو خبر دیتا ہے کہ فلاں شخص اس کو، اس کے گھر والوں یا مال کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا کوئی شخص امیر یا حاکم کو بتاتا ہے کہ فلاں فساد والے کام کرتا ہے (تو ایسی چغلی منع نہیں) اور ایسی صورت میں حاکم پر واجب ہے کہ اس کی تفتیش و ازالہ کرے، اس کی مثل تمام صورتوں میں چغلی ممنوع نہیں بلکہ موقع کی مناسبت سے کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی

مستحب۔'' (1)

میں نے عنوان میں آخری گناہ کے بارے میں لفظِ ''باطل'' کی قید لگائی اور یہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی تصریح کے مطابق ہے اور بعض متاخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''ایسی شکایت کرنا کبیرہ گناہ ہے جو مسلمان کے حق میں نقصان دہ ہو اگرچہ شکایت کرنے والا سچا ہو اور اس کا احتمال ہے بلکہ جب اس سے شدید نقصان ہو تو اس کا کبیرہ ہونا یقینی ہے۔''

جان لیجئے! جو ظالموں کے پاس جانے کا عادی ہو وہ بعض اوقات یہ دلیل دیتا ہے کہ اس کا ارادہ مظلوم یا کمزور کی مدد کرنے یا ظلم کو دور کرنے یا نیکی میں واسطہ بننے کا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ ان ظالموں کا کھانا کھاتا ہے یا ان کے مقاصد میں یا ان کے حرام مال میں سے کسی چیز میں شریک ہوتا ہے یا کسی برائی کے معاملہ میں حق پوشی کرتا ہے تو اس کی بری حالت کے پیشِ نظر کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر صاحبِ بصیرت گواہی دے گا کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا اور اپنے پیٹ اور خواہش کا غلام ہے، پس یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے گمراہ اور ہلاک کر دیا، نیز اعمال کے اعتبار سے اُن خسارہ اٹھانے والے لوگوں میں سے ہے جن کی کوشش دُنیوی زندگی میں گم ہو چکی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں، اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو خود کو اصلاح کرنے والا گمان کرتے ہیں جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے متعلق فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ ترجمۂ کنزالایمان: سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

(پ ١، البقرۃ: ١٢)

جو ان تمام باتوں سے پاک ہو تب بھی وہ محلِ اشتباہ میں ہے اور اس کے حال کے لئے ایک ترازو اور میزان ہے جو کبھی اس کے کامل ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور کبھی ناقص ہونے کا اور جب وہ اُمرا کے پاس جانے میں مجبور ہو مگر چاہتا ہو کہ کاش اس کے بغیر گزارہ ہو جاتا اور اس کے بغیر وہ مظلوم کی مدد کر سکتا اور وہ ان کی صحبت پر راضی بھی نہ ہو اور اپنی زبان کی لغزشوں کا شکار بھی نہ ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ میرے بادشاہ کو سفارش کرنے کی وجہ سے وہ ظالم سے محفوظ رہا وغیرہ اور اگر بادشاہ کسی کو اس پر ترجیح دے کر اپنا قریبی بنا لے اور وہ اس سے مطمئن ہو جائے اور اس کا خیال رکھنے لگے

(1) ......شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب بیان تحریم النمیمۃ، ج١، الجزء الثانی، ص١١٣۔

تو اس پر گراں نہ گزرے بلکہ یہ خوشی محسوس کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس بڑی آزمائش سے نجات عطا فرمائی ہے۔پس ان صورتوں میں وہ صحیح ارادے والا اور بہت زیادہ ثواب پانے والا ہے اور جب اس میں یہ تمام خصلتیں نہ پائی جائیں تو وہ فاسد نیت والا اور ہلاک ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ارادہ مرتبہ کی طلب اور ہم عصروں پر ممتاز ہونا ہے۔ہم اس بحث کو مزید احادیثِ مبارکہ اور آثار کے بیان کے ساتھ مکمل کریں گے جنہیں بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ذکر کیا ہے۔چنانچہ،

﴿45﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جولوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن (جہنم کی) آگ ہے۔''(۱)

بالشت بھر ظلم کا عذاب:

﴿46﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے ایک بالشت زمین کے برابر بھی ظلم کیا بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالے گا۔''(۲)

بعض کتابوں میں ہے،تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''میرا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جو ایسے شخص پر ظلم کرے جو میرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا۔''(۳)

شاعر نے کتنی اچھی بات کہی:

لَا تَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا فَالظُّلْمُ تَرْجِعُ عُقْبَاهُ اِلَى النَّدَمِ

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ يَدْعُوْ عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمِ

ترجمہ: (۱)......اگر تجھے طاقت حاصل ہو تو ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے۔

(۲)......تیری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر مظلوم بیدار رہتا ہے اور تجھے بددعا دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں سوتا۔

ایک اور شاعر نے کہا:

---

(۱)......صحیح البخاری ،کتاب فرض الخمس ،باب قوله تعالی:فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ ،الحدیث:۳۱۱۸،ص۲۵۱۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند السیدة عائشة ،الحدیث:۲۶۲۸۴،ج۱۰،ص۱۱۷۔

(۳)......المعجم الصغیر للطبرانی ،الحدیث:۷۱،الجزء الاول،ص۳۱۔

اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَأَ الْاَرْضَ مَرْکَبًا وَلَجَّ غُلُوًّا فِیْ قَبِیْحِ اِکْتِسَابِہٖ

فَکِلْہُ اِلٰی صَرْفِ الزَّمَانِ فَاِنَّہُ سَیُبْدِیْ لَہُ مَا لَمْ یَکُنْ فِیْ حِسَابِہٖ

ترجمہ: (۱)......جب ظالم ظلم کو نرم و نازک سواری پاتا ہے تو اپنے برے عمل میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔

(۲)......پس اس معاملے کو زمانے کے سپرد کر دے، بے شک زمانہ اس کے لئے وہ چیز ظاہر کر دے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''کمزوروں پر ہرگز ظلم نہ کرو ورنہ کسی دن برے طاقتور لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''بے شک حُبَارٰی (یعنی سُرخاب نامی پرندہ) ظالم کے ظلم کی وجہ سے لاغری و کمزوری کی حالت میں اپنے گھونسلے میں ہی مر جاتا ہے۔'' (۲)

ظالم کی سزا:

منقول ہے، **تورات** میں لکھا ہے کہ ''پل صراط کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا: اے ظلم و سرکشی کرنے والو! اے عیش پرست بدبختو! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی عزت کی قسم کھاتا ہے کہ کسی ظالم کا ظلم آج یہ پل پار نہ کر سکے گا۔'' (۳)

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب حبشہ کے مہاجرین حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لوٹ کر آئے تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے سرزمینِ حبشہ میں کون سی عجیب چیز دیکھی؟'' حضرت سیِّدُنا قتیبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ان میں شامل تھے، انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں کی ایک ضعیفُ العمر خاتون ہمارے پاس سے گزری جس نے اپنے سر پر پانی کا ایک مٹکا اٹھا رکھا تھا، جوں ہی وہ

......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۸، ۱۱۹۔

......تفسیر الطبری، النحل، تحت الآیۃ ۶۱، الحدیث ۲۱۶۲۹، ج۷، ص۶۰۱۔

......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۹۔

ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس نے اپنا ایک ہاتھ اس عورت کے کندھوں کے درمیان رکھ کر اسے دھکا دیا، وہ بڑھیا گھٹنوں کے بل گر پڑی اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''اے غدار! عنقریب تو جان لے گا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کرسی رکھے گا اور اگلوں پچھلوں کو اکٹھا فرمائے گا اور ہاتھ اور پاؤں بتائیں گے جو وہ کیا کرتے تھے، عنقریب تو جان لے گا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کل میرا اور تیرا کیا معاملہ ہوگا؟'' راوی فرماتے ہیں: (یہ سن کر) آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس قوم کو کیسے پاک کرے گا جس میں طاقتور سے کمزور کا حق وصول نہیں کیا جاتا؟'' (1)

پانچ جہنمی:

﴿48﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''5 شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب ہوتا ہے، اگر چاہے تو دنیا ہی میں ان پر غضب فرماتا ہے ورنہ آخرت میں انہیں جہنم میں لے جانے کا حکم فرمائے گا: (۱)......قوم کا ایسا امیر جو رعایا سے اپنا حق تو لیتا ہے مگر خود ان سے انصاف نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے ظلم دور کرتا ہے۔ (۲)......قوم کا ایسا سردار کہ ساری قوم تو اس کی اطاعت کرتی ہے مگر وہ طاقتور اور کمزور کے درمیان برابر سلوک نہیں کرتا اور اپنی خواہش کے مطابق باتیں کرتا ہے۔ (۳)......وہ شخص جو اپنے اہل وعیال کو اطاعتِ الٰہی کا حکم نہیں دیتا اور نہ ہی انہیں دین کے احکام سکھاتا ہے۔ (۴)......وہ شخص جو کسی مزدور سے اجرت پر کام لیتا ہے اور وہ کام پورا کر لیتا ہے مگر یہ اس کی مزدوری ادا نہیں کرتا اور (۵)......وہ شخص جو کسی عورت پر مہر کے معاملے میں ظلم کرتا ہے۔'' (2)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم کا رفیق ہے:

﴿49﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے سروں کو بلند کر کے عرض کی: ''اے پروردگار

(1) ......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر، الحديث: ۴۰۱۰، ص۲۷۱۸، بتغيرٍ قليلٍ۔

(2) ......كتاب الكبائر للذهبى، الكبيرة السادسة والعشرون: الظلم، ص۱۱۹۔

عَزَّوَجَلَّ! تو کس کے ساتھ ہے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں مظلوم کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ اسے اس کا حق ادا کر دیا جائے۔'' (۱)

جابر بادشاہ کا محل تباہ ہو گیا:

﴿50﴾......حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ کسی جابر بادشاہ نے ایک محل بنوایا اور اسے خوب پختہ کیا، ایک مسکین بڑھیا نے پناہ لینے کے لئے محل کی ایک طرف جھونپڑی بنالی، ایک دن اس ظالم نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو بڑھیا کی جھونپڑی کو دیکھ کر پوچھا: ''یہ کس کی ہے؟'' اسے بتایا گیا: ''یہ ایک فقیر عورت کی ہے، وہ اس میں رہتی ہے۔'' اس نے اس کے گرانے کا حکم دیا اور وہ گرادی گئی۔ جب بڑھیا آئی تو اسے گرا ہوا پا کر پوچھا: ''اسے کس نے گرایا ہے؟'' اسے بتایا گیا کہ ''بادشاہ نے اسے دیکھا تو گرا دیا۔'' بڑھیا نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تو موجود نہ تھی مگر تُو تو موجود تھا؟'' راوی فرماتے ہیں: ''پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم دیا کہ محل کو اس میں رہنے والوں پر اُلٹ دیں۔'' چنانچہ حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے اُسے اُلٹ دیا۔ (۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم کی بد دعا سے بے خبر نہیں:

منقول ہے کہ جب خالد بن برمک اور اس کے بیٹے کو قید کیا گیا تو بیٹے نے عرض کی: ''اے میرے باپ! ہم عزّت کے بعد قید و بند کی صعوبتوں کا شکار ہو گئے۔'' تو اس نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! مظلوم کی دعا رات کو جاری رہی لیکن ہم اس سے غافل رہے، جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بے خبر نہ تھا۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا یزید بن حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَلِیْم فرمایا کرتے تھے کہ میں اس سے زیادہ کسی سے نہیں ڈرا جس پر میں نے ظلم کیا اور میں جانتا ہوں کہ اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ وہ مجھ سے کہتا ہے: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی

---

(۱)......الدرالمنثور، البقرة، تحت الاية ٢٠، ج٢، ص٧٦۔

(۲)......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة السادسة والعشرون: الظلم، ص١٢٠۔

(۳)......تاريخ بغداد، الرقم ٧٤٥٩ يحيٰى بن خالد بن بَرْمَک، ج١، ص١٣٦۔

کافی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی میرے اور تیرے درمیان (انصاف کرنے والا) ہے۔'' (۱)

جہنم میں ظالموں کا ٹھکانہ:

حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن ظالم آئے گا یہاں تک کہ جب وہ جہنم کے پل پر ہوگا تو اسے مظلوم ملے گا اور وہ اس پر اپنے کئے ہوئے ظلم جان لے گا، پس ظالم مظلوموں سے نجات نہ پائیں گے یہاں تک کہ ان کی تمام نیکیاں مظلوم چھین لیں گے اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ پائیں گے تو ان پر مظلوموں کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے جس طرح انہوں نے ظلم کیا تھا یہاں تک کہ انہیں جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیا جائے گا۔'' (۲)

قیامت کا ہولناک منظر:

﴿51﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اُنَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، برہنہ بدن، بلاختنہ اور ایک رنگ میں اکٹھے کئے جائیں گے اور ایک منادی ایسی ندا دے گا جسے دور والا بھی ایسے سنے گا جیسے قریب والا سنے گا: ''میں غالب بادشاہ ہوں، کسی ایسے جنّتی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں جس سے اہلِ دوزخ میں سے کسی نے اپنا حق لینا ہو یہاں تک کہ ایک طمانچہ بھی کسی کو مارا ہو یا زیادہ ظلم کیا ہو اور نہ ہی کسی ایسے جہنمی کو جہنم میں داخلے کی اجازت ہے جس کے ذمہ کسی کا حق ہو یہاں تک کہ ایک تھپڑ یا اس سے زیادہ۔'' (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:) ''وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (پ۱۵، الکھف: ۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیسے ہوگا جبکہ ہم ننگے پاؤں، برہنہ بدن، بلاختنہ اور ایک رنگ میں حاضر ہوں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نیکیوں اور برائیوں کے بدلے میں برابر جزا ملے گی۔ (۳)

---

(۱)......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۲۔

(۲)......المعجم الاوسط، الحدیث ۷۵۹۶، ج۴، ص۲۷۶، ''حملوا'' بدلہ ''ادرک''

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن انیس، الحدیث: ۱۶۰۴۲، ج۵، ص۴۲۹۔

جامع بیان العلم، باب ذکر الرحلۃ فی طلب العلم، الحدیث: ۴۲، ص۱۳۰۔

(چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:)

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (پ۱۵، الکھف:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: اورتمہارا رب کسی پرظلم نہیں کرتا۔

﴿52﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی کو ظلماً ایک کوڑا مارا بروزِ قیامت اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔''[1]

انوکھا سبق:

بیان کیا جاتا ہے کہ کِسریٰ (ایران کے بادشاہ) نے اپنے بیٹے کے لئے ایک استاذ مقرر کیا جو اسے تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا۔ جب لڑکا مکمل طور پر علم وادب سیکھ گیا تو ایک دن استاذ صاحب نے اُسے بلایا اور بغیر کسی جرم اور سبب کے اُسے زوردار تھپڑ لگا دیا اس وجہ سے بچے نے دل میں استاذ کا کینہ رکھ لیا یہاں تک کہ جب وہ بڑا ہوا اور اس کا باپ مر گیا تو وہ مملکت کا والی بن گیا۔ اب اس نے استاذ کو بلایا اور پوچھا: ''فلاں دن بغیر کسی جرم کے آپ کو کس چیز نے مجھے مارنے پر ابھارا تھا؟'' استاذ صاحب نے کہا: ''اے بادشاہ سلامت! جان لیجئے! جب تم نے مکمل طور پر علم وادب سیکھ لیا اور میں نے جان لیا کہ تم اپنے باپ کے بعد بادشاہت پالو گے تو میں نے چاہا کہ تمہیں سزا اور ظلم کے درد کا مزا چکھا دوں تاکہ تم اس کے بعد کسی پر ظلم نہ کرو۔'' تو اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔'' اور پھر استاذ صاحب کو انعام واکرام دے کر روانہ کرنے کا حکم دیا۔[2]

جیسا کہ میں نے گزشتہ ایک عنوان میں ذکر کیا تھا کہ ٹیکس لینا اور یتیم کا مال کھانا بھی ظلم ہے اور ان دونوں پر کافی وشافی کلام گزر چکا ہے۔

بہانہ بازی کرنا ظلم ہے:

ادائیگی کی قدرت کے باوجود کسی کا حق دینے میں ٹال مٹول کرنا ظلم میں داخل ہے۔ چنانچہ،

﴿53﴾......صحیح بخاری ومسلم میں ہے، سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث۱۴۴۵، ج۱، ص۳۹۴۔

[2] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم، ص۱۱۲۔

ہے: ''مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔'' (1)

﴿54﴾......ایک روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خوشحال آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اس کی شکایت کرنا اور اسے سزا دینا جائز ہے۔'' (2)

شرحِ حدیث:

حدیثِ پاک میں سزا سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کرکے یا مارنے کے ساتھ سزا دینا جائز ہے اور مہر، نفقہ یا کپڑوں کے معاملے میں بیوی پر ظلم کرنا خوش حال آدمی کے ٹال مٹول میں داخل ہے۔

قیامت کا امتحان:

﴿55﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک بندے یا لونڈی کے ہاتھ کو پکڑ کر سب لوگوں کے سامنے ندا دی جائے گی: ''یہ فلاں بن فلاں ہے جس کا اس پر حق ہو وہ اپنا حق وصول کرلے۔'' تو وہ عورت خوش ہوجائے گی کہ اس کا اپنے بیٹے یا بھائی یا شوہر پر کوئی حق ہوگا۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ (۱۰۱)

(پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے حق میں سے جو چاہے گا معاف فرما دے گا لیکن لوگوں کے حقوق بالکل معاف نہیں کرے گا بلکہ بندے کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حق داروں سے ارشاد فرمائے گا: ''آکر اپنے حقوق لے لو۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بندہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نے دنیا فنا کر دی اب میں ان کے حقوق کیسے ادا کروں؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''اس کے نیک اعمال لے لو اور ہر صاحبِ حق کو اس کے مطالبے کے مطابق حق ادا کردو۔'' پھر اگر وہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دوست ہوا اور اس کی ذرہ برابر نیکی بھی بچ گئی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے اسے دُگنا فرما دے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب مطل الغنی ظلم، الحدیث: ۲۴۰۰، ص۱۸۸۔

(2)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الدین ھل یحبس بہ، الحدیث: ۳۶۲۸، ص۱۴۹۲، دون قولہ "ظلم"۔

اسے جنت میں داخل فرما دے گا اور اگر وہ بندہ بد بخت ہوا اور اس کی کوئی نیکی نہ بچی تو فرشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں مگر مطالبہ کرنے والے ابھی باقی ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے گناہوں میں ملا دو پھر اسے زور سے مارتے ہوئے جہنم میں پھینک دو۔'' (۱)

حقیقی مفلس:

گزشتہ روایت کی تائید یہ حدیث پاک کرتی ہے۔ چنانچہ، سیّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس نے اِس کو گالی دی ہوگی اور اُس کو مارا ہوگا اور اِس کا مال لیا ہوگا، پس یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا اور وہ بھی اس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، پھر اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۲)

مزدور کی اُجرت نہ دینا ظلم ہے:

اسی طرح مزدور کو اس کی مزدوری نہ دینا بھی ظلم ہے۔ جیسا کہ اس کی دلیل گزر چکی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن 3 آدمیوں کا مقابل ہوں گا: (۱) جو میرے نام پر عہد کرے پھر اس کی خلاف ورزی کرے (۲) جو آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھائے اور (۳) جو کسی شخص کو اجرت پر رکھے، اس سے پورا کام لے مگر اس کی مزدوری ادا نہ کرے۔'' (۳)

کافر کا مال زبردستی لینا ظلم ہے:

کسی یہودی یا نصرانی پر زیادتی کرنا بھی ظلم ہے یعنی جبراً اس کا مال لے لینا کیونکہ حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی

---

(۱)......الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، الحدیث: ۱۴۱۶، ص ۴۹۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرًّا، الحدیث: ۲۲۲۷، ص ۱۷۳۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا میں قیامت کے دن اس کا مقابل ہوں گا۔'' (1)

معمولی حق دبانے کی سزا:

جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق لے لینا بھی ظلم میں داخل ہے۔ چنانچہ، صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) میں ہے:

﴿55﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جہنم واجب کر دیتا اور اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہی ہو؟'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی ہو۔'' (2)

﴿56﴾......مروی ہے کہ: ''بروزِ قیامت بندہ کسی جاننے والے کو دیکھنا سب سے ناپسند کرے گا اس خوف سے کہ کہیں وہ دنیا میں اس پر کئے گئے ظلم کے بدلے کا مطالبہ نہ کرنے لگے۔'' (3)

جیسا کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن حقوق حقداروں کو ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ سینگوں والی بکری سے بھی بغیر سینگوں والی بکری کے لئے قصاص (یعنی بدلہ) لیا جائے گا(4)۔''(5)

مظلوم سے دُنیا میں معافی کا حکم:

﴿57﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اھل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة، الحدیث ۳۰۵۲، ص ۱۴۵۳۔
معرفة الصحابة، الرقم ۱۵۹۸ عبداللہ بن جراد، الحدیث ۴۰۷۵، ج۳، ص ۱۱۹۔

(2)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع ......الخ، الحدیث ۳۵۳، ص ۷۰۱۔

(3)......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرة السادسة والعشرون: الظلم، فصل ومن الظلم ان یستأجر......الخ، ص ۱۲۶۔

(4)......حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ قصاص مکلّف ہونے کی وجہ سے (بطورِ سزا) نہیں لیا جائے گا کیونکہ بکری شرعی احکام کی پابند نہیں، بلکہ بدلے کے طور پر لیا جائے گا۔''
(شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، ج۸، جزء ۱۶، ص ۱۳۷)

(5)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۲۵۸۲، ص ۱۱۲۹۔

عزّت یا کسی چیز کے معاملے میں اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو وہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ جب نہ دینار ہوگا اور نہ ہی درہم، اگر اس کا کوئی اچھا عمل ہوگا تو اس سے اس کے ظلم کے برابر لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۱)

ہاتھ پاؤں کی گواہی:

﴿58﴾......حضرت سیّدُنا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شخص اور اس کی بیوی کا جھگڑا ہو گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عورت کی زبان نہ بولے گی بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی تھی اور مرد کے بھی ہاتھ پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا اور برا سلوک کرتا تھا، پھر اسی طرح ایک شخص اور اس کے خادمین کو بلایا جائے گا اور ان سے درہم و قیراط نہیں لئے جائیں گے بلکہ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اور مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر جابروں کو لوہے کے کاٹنے والے گرزوں کے ساتھ لایا جائے گا اور کہا جائے گا: ''انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔'' (۲)

حضرت سیّدُنا قاضی شُرَیح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: ''عنقریب ظالم ان کا حق جان لیں گے جن کا حق انہوں نے پورا ادا نہیں کیا تھا، بے شک ظالم سزا کا انتظار کرتا ہے جبکہ مظلوم مدد اور ثواب کا انتظار کرتا ہے۔'' اور مروی ہے: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس پر ظالم شخص کو مسلّط کر دیتا ہے۔'' (۳)

حضرت سیّدُنا طاؤس یمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اذان کے دن سے ڈرو۔'' خلیفہ نے عرض کی: ''اذان کا دن کون سا ہے؟'' فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بیچ میں منادی نے پکار دیا کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر۔

(پ۸، الاعراف: ۴۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة عند......الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص ۱۹۲۔

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹۔

(۲)......الموسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاھوال، ذکر الحساب۔۔الخ، الحدیث: ۲۳۸، ج۶، ص ۲۳۹۔

(۳)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۰۹۷، ج۶، ص ۲۶۵ بتغیرٍ، قول: فضیل بن عیاض۔

تو خلیفہ چیخ اٹھا، حضرت سیِّدُ نا طاؤس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تو ذلت کی صورت ہے (اس کو سن کر تمہاری یہ حالت ہے) تو ذلت کا مشاہدہ کیسے کرو گے؟''[1]

یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظالم کے مددگار سے بری ہیں۔ چنانچہ،

﴿59﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ظالم کی مدد کی اس پر اسی کو مسلَّط کر دیا جائے گا۔''[2]

حضرت سیِّدُ نا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اپنی آنکھوں کو ظالموں کے مددگاروں سے نہ بھرو (یعنی ظلم ہوتا نہ دیکھو) مگر یہ کہ تمہارے دل انکار کرتے ہوں کہیں تمہارے نیک اعمال مٹا نہ دیئے جائیں۔''[3]

حضرت سیِّدُ نا مکحول دمشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ ظلم کرنے والے اور ان کے مددگار کہاں ہیں؟ تو کوئی شخص باقی نہ بچے گا جس نے ان کے لئے دوات میں سیاہی ڈالی ہوگی یا قلم تراشا ہوگا یا اس سے بڑا کوئی ظلم کا کام کیا ہوگا مگر وہ ان کے ساتھ آئے گا پھر انہیں آگ کے تابوت میں ڈال کر جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔''

ایک درزی حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں بادشاہ کے کپڑے سیتا ہوں، کیا آپ مجھے بھی ظالموں کا مددگار سمجھتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''(نہیں) تُو تو ظالموں میں سے ہے لیکن تجھے سوئی یا دھاگا بیچنے والے، وہ ظالموں کے مددگار ہیں۔''[4]

کوڑے مارنے کی سزا:

﴿60﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ڈنڈے بردار (یعنی کوڑوں والے) سپاہی بروزِ قیامت سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے جو ظالموں کے سامنے لوگوں کو کوڑے مارتے ہیں۔''[5]

---

[1] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، الاعراف، تحت الآیۃ۴، ج۴، الجزء السابع، ص۱۵۲۔

[2] ......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم۳۶۶۲، عبد الباقی بن احمد، الحدیث۶۹۱۶، ج۳۴، ص۴۔

[3] ......حلیۃ الاولیاء، سعید بن المسیب، الرقم: ۱۹۰۶، ج۲، ص۱۹۳۔

[4] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ص۱۲۷۔

[5] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ص۱۲۶۔

جہنمی کُتّے:

حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''ظالموں کی مدد کرنے والے اور (حکمرانوں کے مددگار) سپاہی قیامت کے دن جہنم کے کتے ہوں گے۔'' (۱)

ظالم ملعون ہے:

﴾61﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ ناموسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''بنی اسرائیل کے ظالموں کو حکم دو کہ مجھے کم یاد کریں کیونکہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور میرا ان (بنی اسرائیل) کو یاد کرنا یوں ہے کہ میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔'' (۲)

اور ایک روایت میں ہے: ''ان (بنی اسرائیل کے ظالموں) میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔'' (۳)

﴾62﴿......رسولِ اَکرم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں کسی شخص کو ظلماً مارا جارہا ہو کیونکہ وہاں موجود سب لوگوں پر لعنت اُترتی ہے جبکہ وہ مظلوم سے ظلم دور نہ کریں۔'' (۴)

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہِ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا جو ظلم کرنے والوں اور ٹیکس لینے والوں کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بہت بری حالت میں تھا، میں نے پوچھا: ''تیرا کیا حال ہے؟'' اس نے بتایا: ''بہت برا حال ہے۔'' میں نے دوبارہ پوچھا: ''تیرا کیا انجام ہوا؟'' اس نے بتایا: ''مجھے عذاب الٰہی میں مبتلا کیا گیا۔'' میں نے مزید پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ظالموں کا کیسا حال ہے؟'' کہنے لگا: ''بہت برا حال ہے، کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عبرت نشان نہیں سنا؟

---

(۱)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ص۱۲۶۔

(۲)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ص۱۲۶۔

(۳)......احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، باب ثالث فی آداب دقیقۃ واعمال باطنۃ، ج۱، ص۳۵۸۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۱۶۷۵، ج۱۱، ص۲۰۸۔

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اوراب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔'' (۱)

(پ ۱۹، الشعراء: ۲۲۷)

ظالموں کے لئے عبرت ہی عبرت:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے، میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ کندھوں سے کٹے ہوئے تھے وہ بآواز بلند کہہ رہا تھا: ''جو مجھے دیکھ لے وہ ہرگز کسی پر ظلم نہ کرے گا۔'' میں اس کی طرف بڑھا اور پوچھا: ''اے میرے بھائی! تیرا کیا واقعہ ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میرا واقعہ بہت عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ظالموں کے مددگاروں میں سے تھا، میں نے ایک دن ایک شکار کرنے والے کو دیکھا اس نے ایک بہت بڑی مچھلی شکار کی جو مجھے بھلی لگی، میں اس کے پاس گیا اور کہا: یہ مچھلی مجھے دے دو۔'' اس نے کہا: ''میں نہیں دوں گا بلکہ اسے بیچ کر اپنے بچوں کے لئے کھانا خریدوں گا۔'' میں نے اسے مارا اور زبردستی اس سے مچھلی لے کر چل پڑا۔

مچھلی اٹھائے جا ہی رہا تھا کہ اس نے میرے انگوٹھے پر بہت سختی سے کاٹا۔ پھر جب گھر آکر میں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے پھینکا تو اس نے (تڑپتے ہوئے) میرے انگوٹھے پر اس زور سے ضرب لگائی اور شدید تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے رات بھر سو نہ سکا اور میرا ہاتھ سُوج گیا، جب میں صبح اُٹھا تو ڈاکٹر کے پاس گیا اور اسے درد کی شکایت کی تو وہ بولا: ''یہ جِلدی (یعنی عضو کو کھا جانے والی) بیماری کی ابتدا ہے، میں اسے کاٹ دیتا ہوں ورنہ تمہارا پورا ہاتھ ضائع ہو جائے گا۔'' پس میرا انگوٹھا کاٹ دیا گیا، پھر میرے ہاتھ کو چوٹ لگی اور مجھے شدتِ تکلیف سے نہ نیند آئی اور نہ ہی سکون ملا تو مجھے کہا گیا: ''اپنی ہتھیلی کاٹ دو۔'' میں نے اسے کاٹ دیا لیکن درد کلائی کی طرف منتقل ہو گیا اور سخت تکلیف کے باعث میں سو نہ سکا اور نہ ہی مجھے سکون آیا لہٰذا شدتِ تکلیف سے چلانے لگا، پھر مجھے کہا گیا: ''کلائی بھی کہنی سے کاٹ دو۔'' لہٰذا میں نے اسے بھی کاٹ دیا لیکن درد بازو کی طرف منتقل ہو گیا اور اَب بازو میں شدید تکلیف ہونے لگی، پھر کہا گیا: ''اپنے ہاتھ کو کندھے سے کاٹ دو ورنہ یہ بیماری تمہارے تمام جسم میں سرایت کر جائے گی۔'' پس میں نے اسے بھی کاٹ دیا۔

---

(۱)...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم، فصل فی الحذر......الخ، ص ۱۲۷۔

بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا: ''تیرے درد کا سبب کیا ہے؟'' تو میں نے مچھلی کا قصہ سنایا، انہوں نے مجھ سے کہا: ''جب تمہیں پہلی مرتبہ تکلیف ہوئی تھی تو تم اسی وقت مچھلی کے مالک کے پاس لوٹ جاتے اور اس سے معافی مانگتے اور اسے راضی کرلیتے اور اپنا ہاتھ نہ کاٹتے، پس اب اس کے پاس جاؤ اور اس کو راضی کرو اس سے پہلے کہ تکلیف تمہارے تمام جسم میں پہنچ جائے۔''

وہ شخص مزید کہتا ہے: میں اسے شہر میں ڈھونڈتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے پالیا اور اس کے قدموں پر گر کر انہیں چومنے لگا اور روتے ہوئے عرض کی: ''اے میرے محترم! میں آپ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دیں۔'' اس نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے بتایا: میں وہی ہوں جس نے آپ سے مچھلی چھینی تھی۔ اسے اپنی المناک رُوداد بھی سنائی اور اپنا ہاتھ بھی اسے دکھایا۔ جب اس نے دیکھا تو رونے لگا اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! میں نے تمہیں اِس مصیبت میں مبتلا کیا جو تم نے دیکھی ہے۔'' میں نے گزارش کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے میرے محترم! جب میں نے آپ سے مچھلی چھینی تھی تو کیا آپ نے میرے لئے بددعا کی تھی؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں نے یہ دعا کی تھی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ میری کمزوری پر اپنی قوت وطاقت کی وجہ سے غالب آ گیا ہے کہ جو رزق تو نے مجھے دیا اس نے ظلماً لے لیا پس مجھے اس میں اپنی قدرت دکھا۔'' میں نے کہا: ''اے میرے محترم! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو مجھ میں اپنی قدرت دکھا دی اور میں ظالموں کی خدمت کرنے سے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ان کے دروازے پر کھڑا نہ ہوں گا اور جب تک زندہ ہوں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے مددگاروں میں شامل نہ ہوں گا۔'' (1)

۞۞۞۞۞۞۞

(1)...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون الظلم ،فصل فی الحذر......الخ ،ص۱۲۷۔

کبیرہ نمبر351: بدعتیوں کو پناہ دینا

یعنی انہیں ان لوگوں سے بچانا جو ان سے اپنا پورا حق وصول کرنا چاہتے ہیں اور بدعتیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسی برائی میں منہمک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے کوئی شرعی حکم لازم ہو جاتا ہے

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کی وضاحت کے مطابق اسے بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہ امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی روایت سے واضح ہے۔ چنانچہ، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 4 کلمات بیان فرمائے۔'' (راوی فرماتے ہیں:) میں نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین! وہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)...... **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پرلعنت فرمائے جو غیر اللّٰہ کے نام پر ذبح کرے (جیسے بتوں کے نام پر)[1] (۲)...... **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت فرمائے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجے (۳)...... **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر لعنت فرمائے جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور (۴)...... **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر بھی لعنت فرمائے جو زمین کی علامات وحدود تبدیل کردے۔''[2]

[1] ......خلیفۂ اعلیٰ حضرت سیِّدُنا مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی **تفسیر خزائن العرفان** میں پارہ 2، البقرۃ:173 ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ'' کے تحت نقل فرماتے ہیں: ''جس جانور پر وقتِ ذبح غیرِ خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ **حرام** ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو **مکروہ** ہے۔ اگر ذبح فقط اللّٰہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیاء کے لئے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ **جائز** ہے، اس میں کچھ حرج نہیں۔'' (تفسیراتِ احمدیہ، ص۴۴)

[2] ......صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ تعالی ولعن فاعلہ، الحدیث:۵۱۲۴، ص۱۰۳۱۔

کتاب الردۃ

کبیرہ نمبر352: کسی مسلمان کو کہنا: اے کافر !

کبیرہ نمبر353: کسی مسلمان کو کہنا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دُشمن!

(اگر قائل کا مقصد صرف گالی دینا ہو نہ کہ اسلام کو کفر کہنا تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی)

مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے:

﴿1﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی شخص کو کافر یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن کہا، اور وہ اس طرح نہ تھا تو کہنے والے کا قول اسی پر لوٹ آئے گا۔'' (۱)

﴿2﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے کسی مومن کو کافر کہا تو یہ اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔'' (۲)

تنبیہ: اس میں شدید وعید ہے اور وہ یہ کہ اس پر کفر کا لوٹ آنا یا اس کا خود ہی دشمنِ خدا ٹھہرنا ہے نیز یہ گناہ قتل کی مثل ہے۔ پس کسی کو کافر یا دُشمنِ خدا کہنا یا تو کفر ہے یعنی اگر اس نے کسی مسلمان کو اسلام سے متَّصف ہونے کی وجہ سے کافر یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن کہا تو اس نے اسلام کو کفر کا نام دیا اور یہ بات اس کے دشمنِ خدا ہونے کا تقاضا کرتی ہے جو کہ کفر ہے۔ یا یہ (یعنی کافر یا دُشمنِ خدا کہنا) کبیرہ گناہ ہے یعنی جب کہنے والا مذکورہ ارادہ نہ کرے تو اس کی طرف یہ شدید عذاب اور گناہ کی صورت میں لوٹے گا اور یہ کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے۔ اس وضاحت سے ان دونوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا واضح ہو گیا اگرچہ میں نے کسی کو ان کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا، البتہ! میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو دیکھا کہ انہوں نے کسی مسلمان کو کافر کہنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور اگر اس نے کسی مسلمان سے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ایمان چھین لے یا اس طرح کے کلمات کہے تو بعض متأخرین کی ترجیح کے مطابق اس نے کفر کیا۔'' جبکہ اس کتاب کے شروع میں اس کے خلاف گزر چکا ہے۔

۱......صحیح مسلم کتاب الایمان ،باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم:یا کافرًا،الحدیث۲۱۷،ص۶۹۱۔

۲......صحیح البخاری،کتاب الادب،باب من اکفر اخاه بغیر تاویل فھو کما قال،الحدیث۶۱۰۵،ص۵۱۵۔

کتاب الحدود

کبیرہ نمبر354: حُدُودُاللّٰہ میں سفارش کرنا

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس کی سفارش اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کے سامنے رکاوٹ بنی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ضد بازی کی اور جس نے باطل کی حمایت میں جان بوجھ کر جھگڑا کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنمیوں کی پیپ میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے توبہ کر لے۔'' (۱)

﴿2﴾......طبرانی شریف کی روایت میں یہ بھی ہے: ''اور وہ وہاں (یعنی دوزخیوں کے پیپ) سے نہ نکل سکے گا۔'' (۲)

﴿3﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ناحق جھگڑے میں کسی کی معاونت کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے۔'' (۳)

﴿4﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ظلماً جھگڑے میں کسی کی مدد کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب میں آ گیا۔'' (۴)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی ایسے جھگڑے میں کسی مسلمان پر شدید غضب کیا جس (کے حق یا باطل ہونے) کا اسے علم نہیں تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں اس کی مخالفت کی اور اس کی ناراضی چاہی اس پر روزِ قیامت تک لگاتار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو گی اور جس نے دنیا میں عیب دار کرنے کے لئے

......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الرجل یعین......الخ، الحدیث:۳۵۹۷، ص۱۴۹۰۔

......المعجم الکبیر، الحدیث۱۳۴۳۵، ج۱۲، ص۲۹۷۔

......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لا تجوز شھادۃ بدوی علی صاحب قریۃ، الحدیث۷۱۲۳، ج۵، ص۱۳۵۔

......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الرجل یعین۔۔الخ، الحدیث۳۵۹۸، ص۱۴۹۰۔

کسی مسلمان کے خلاف کوئی بات عام کی جبکہ وہ اس سے بری ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پرحق ہے کہ اسے قیامت کے دن جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت کرے۔'' (۱)

جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا:

﴿6﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی سفارش حُدُودُاللّٰہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے مُلک میں مقابلہ کیا اور جس نے جھگڑے میں کسی کی مدد کی حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اس سے الگ ہو جائے اور جو کسی ایسی قوم کے ساتھ چلا جو سمجھتی ہو کہ یہ گواہ ہے حالانکہ وہ گواہ نہ ہو تو وہ جھوٹے گواہ کی طرح ہے اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا (بروزِ قیامت) اُسے پابند کیا جائے گا کہ جَو کے دانے کے دونوں کناروں کے درمیان گانٹھ لگائے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُسے (حلال جان کر) قتل کرنا کفر ہے۔'' (۲)

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی اور دوسری حدیثِ پاک سے واضح اور ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کو ترک کرنا بہت بڑا فساد ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں گزرا کہ،

﴿7﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''زمین میں حق کے مطابق قائم کی جانے والی حد صبح کی 40 بارشوں سے زیادہ پاک کرنے والی ہے۔'' (۳)

حضرت سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا گزشتہ کلام میرے اس مؤقف کی تائید کرتا ہے، پھر میں نے کچھ دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو پایا کہ انہوں نے میرے ذکر کردہ مؤقف کی تصریح کی۔

......الترغیب والترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من اعانة المبطل......الخ، الحدیث۳۴۴۹، ج۳، ص۱۵۱۔

......المعجم الاوسط، الحدیث۸۵۵۲، ج۶، ص۲۱۴۔

......المعجم الاوسط، الحدیث۴۷۶۵، ج۳، ص۳۳۴۔

المعجم الکبیر، الحدیث۱۱۹۳۲، ج۱۱، ص۲۶۷۔

کبیرہ نمبر355: مسلمان کی بے عزّتی کرنا، اُس کی خامیاں ڈھونڈنا، اُسے رُسوا کرنا اور لوگوں میں ذلیل کرنا

عیب پوشی کا فائدہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔'' (1)

عیب جوئی کی سزا:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبرِ اقدس پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہر فرما دے وہ اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی ہو۔'' ایک دن حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''تیری شان کتنی بلند ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے لیکن بندۂ مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھ سے بھی زیادہ محترم ہے۔'' (2)

﴿3﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور نہ ہی ان پر عیب لگاؤ اور

---

(1)......سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب الستر على المومن ودفع الحدود بالشبهات، الحديث:٢٥٤٦، ص٢٦٢٩۔

(2)......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن، الحدیث:٢٠٣٢، ص١٨٥٥، دون قوله: یوشک۔

نہ ہی ان کی لغزشوں کو دیکھو۔'' [۱]

﴿4﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کا کھوج لگاؤ کیونکہ جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے عیب ظاہر کر دے وہ اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دے گا۔'' [۲]

﴿5﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْھُمَا بیان کرتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''اگر تم لوگوں کی عیب جوئی کرتے پھرو گے تو انہیں بگاڑ دو گے یا انہیں خرابی تک پہنچا دو گے۔'' [۳]

﴿6﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک امیر (یعنی حاکم وسردار) جب لوگوں میں عیب ڈھونڈتا ہے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے۔'' [۴]

﴿7﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان کی کوئی دُنیوی پریشانی دور کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے قیامت کے دن کی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔'' [۵]

﴿8﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے عیب دار کرتا ہے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ضرورت پوری فرماتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دور کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت

---

[۱]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، الحدیث: ۵۷۳۲، ج۷، ص۵۰۶۔

[۲]......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۰، ص۱۵۸۱، "اسلم" بدلہ "آمن"۔

[۳]......المرجع السابق، باب فی التجسس، الحدیث: ۴۸۸۸، ص۱۵۸۲۔

[۴]......المرجع السابق، الحدیث: ۴۸۸۹۔

[۵]......المرجع السابق، باب فی المعونۃ للمسلم، الحدیث: ۴۹۴۶، ص۱۵۸۵۔

دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (١)

﴿9﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص بھی دُنیا میں کسی بندے کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (٢)

﴿10﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: ''جو بندۂ مومن اپنے (مسلمان) بھائی کا عیب دیکھ کر اسے چھپائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بدلے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (٣)

﴿11﴾......حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کے کاتب حضرت سیِّدُنا ابوہیثم رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''میرے پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کرلے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو، انہیں وعظ ونصیحت کرو۔'' عرض کی: ''میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ باز نہیں آتے، (تو اب) میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کرلے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو، ایسا مت کر بے شک میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے کسی کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ دبائی ہوئی بچی کو اس کی قبر میں زندہ کیا (یعنی اس کی جان بچائی)۔'' (٤)

سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کی توبہ:

﴿12﴾......حضرت سیِّدُنا یزید بن نُعَیم رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ اپنے والدِ ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ماعز بن مالک رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور 4 بار (زنا کا) اقرار کیا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو رجم (یعنی سنگسار) کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیِّدُنا ھَزَّال رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اسے اپنے کپڑے سے چھپا لیتے تو تمہارے لئے بہتر تھا۔''

---

(١)......سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب المواخاة، الحدیث:٤٨٩٣، ص١٥٨٢۔

(٢)......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب بشارة من سترالله......الخ، الحدیث:٦٥٩٥، ص١١٣٠۔

(٣)......المعجم الاوسط، الحدیث:١٤٨٠، ج١، ص٤٠٤۔

(٤)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث:٥١٨، ج١، ص٣٦٧۔

حضورصلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے یہ بات اس لئے فرمائی کیونکہ انہوں نے ہی حضرت سیِّدُ نا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کوحضور نبیٔ پاک ،صاحبِ لَو لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس (اپنے کئے کی خبر دینے) بھیجا تھا۔'' [1]

ابوداؤدشریف کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیِّدُ نا یزید بن نُعَیم بن ھَزَّال اَسْلَمِی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ اپنے والدِگرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا ماعز بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ یتیمی کی وجہ سے میرے باپ کی پرورش میں تھے، وہ قبیلے کی ایک لونڈی سے زنا کر بیٹھے تو میرے والد صاحب نے ان سے کہا:''رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جاؤ اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کئے کی خبر دو، امید ہے وہ تمہارے لئے استغفار فرمائیں گے۔'' اوران کے رجم کے متعلق حدیثِ پاک ذکر کی۔ [2] نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ جس کے ساتھ زنا میں مبتلا ہوئے اس کا نام فاطمہ تھا اور ایک قول کے مطابق کوئی اور نام تھا اور وہ حضرت سیِّدُ نا ھَزَّال رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کی کنیز تھی۔ [3]

﴿13﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے بھائی کی کسی برائی پر آگاہ ہوا اور اُسے چھپائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' [4]

﴿14﴾...... حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ درگور بچی کو زندہ کیا (یعنی اس کی جان بچائی)۔'' [5]

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی اور بعد والی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کیونکہ عیب کھولنے اور رُسوا کرنے میں ایسی وعید ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں اور یہ میرے قائم کردہ عنوان پر محمول ہے حتّٰی کہ یہ شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام کے بھی منافی نہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:''زانی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی حق میں کوتاہی کرنے

---

[1] ......سنن ابی داود ، کتاب الحدود، باب الستر علی اھل الحدود، الحدیث ۴۳۷۷، ص۱۵۴۲۔

[2] ......المرجع السابق، باب رجم ماعزمن مالک،الحدیث ۴۴۱۹، ص۱۵۴۵۔

[3] ......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود،باب الترھیب فی ستر المسلم......الخ،تحت الحدیث ۳۵۶۴، ج۳،ص۱۹۱۔

[4] ......المعجم الکبیر،الحدیث ۱۰۶۷، ج۱۹،ص۴۳۹۔

[5] ......المعجم الاوسط، الحدیث ۸۱۳۳،ج۶،ص۹۷۔

والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گناہ کو چھپائے تا کہ اس کے ظاہر ہونے کے سبب اسے حد نہ لگائی جائے اور نہ ہی تعزیر کی جائے۔'' چنانچہ،

﴿15﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جو اِن (یعنی زنا وغیرہ) میں سے کسی برائی میں ملوّث ہو جائے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پردے میں چھپا رہے جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کرے گا ہم اس پر حد قائم کریں گے۔'' (1)

قاتل یا تہمت لگانے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ ان پر اعتراف کرنا لازم ہے تا کہ ان سے پورا پورا بدلہ لیا جائے اس لئے کہ بندوں کے حقوق میں سختی کی گئی ہے اور مذاق یا دشمنی کرتے ہوئے کسی کے گناہ کو بیان کرنا بھی اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ صحیح احادیثِ مبارکہ کی رو سے قطعی طور پر حرام ہے۔ کسی گناہ کی گواہی دینے والے کے لئے پردہ پوشی کرنا سنت ہے کہ اگر وہ گواہی نہ دینے میں مصلحت دیکھے تو نہ دے اور اگر دینے میں مصلحت دیکھے تو دے دے اور اگر کسی میں مصلحت نہ پائے تو بھی گواہی نہ دینا بہتر ہے۔ اس تفصیل کے مطابق ایک دوسرے مقام پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اطلاق کو ترکِ شہادت کے مستحب نہ ہونے پر محمول کیا جائے پھر ترکِ شہادت کے مستحب ہونے کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ اس کے ترک کرنے سے کسی دوسرے پر حد کا واجب کرنا معلّق نہ ہو اور اگر حد کا وجوب اس پر معلّق ہو مثلاً تین گواہ زنا کی گواہی دیں تو چوتھا گواہی نہ دینے کی وجہ سے گنہگار ہو گا اور اس پر گواہی لازم ہو گی۔

حضرت سیِّدُنا امامُ الحرمین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْکَوْنَیْن فرماتے ہیں:'' اس ضعیف قول کہ'' **حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔**'' کی بنا پر شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ جس نے حد کو واجب کرنے والے گناہ کا ارتکاب کیا اس پر لازم ہے کہ (توبہ کے ساتھ ساتھ) گناہ کا اقرار بھی کرے یہاں تک کہ اس میں کوئی احتمال ہو۔'' حضرت سیِّدُنا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ ھ) نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا:'' صحیح یہ ہے کہ حد کے موجب گناہ کے مرتکب پر گناہ کا اقرار کرنا لازم نہیں اور اس ضعیف قول کی بنا پر توبہ سے ظاہراً (یعنی شرعاً) حد ساقط نہیں ہوتی، البتہ! باطناً (یعنی عند اللّٰہ) توبہ گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

(1)......الموطا للامام مالک، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف ۔۔الخ، الحدیث ۱۵۸۸، ج ۲، ص ۳۳۶، بتغیرٍ۔

کبیرہ نمبر356: لوگوں کے سامنے نیک بننا اور تنہائی میں ناجائز کام کرنا خواہ صغائر کے ذریعے

جب اعمال غبار کی طرح اُڑیں گے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تِہَامَہ نامی سفید پہاڑوں کی مثل (نیک) اعمال لے کر آئیں گے لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہیں غبار کی طرح اُڑا دے گا۔'' حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے سامنے ان کا صاف صاف حال بیان فرما دیجئے! تاکہ ہم نہ جانتے ہوئے ان میں سے نہ ہو جائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ تمہارے بھائی ہوں گے، تمہارے ہم قوم ہوں گے، راتوں کو تمہاری طرح عبادت کریں گے لیکن تنہائی میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پامال کریں گے۔'' [1] (یعنی حرام کام کریں گے)

عرش کی مُہر:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عرش کے پائے کے ساتھ ایک مہر معلَّق ہے، جب حرمت پامال کی جاتی، نافرمانی کی جاتی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر جرأت کی جاتی ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مہر کو بھیجتا ہے جو نافرمان شخص کے دل پر لگ جاتی ہے پھر اسے کسی چیز کی سمجھ نہیں رہتی۔'' [2]

﴿3﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک ایسے سیدھے راستے کی مثال بیان فرمائی جس کے دونوں طرف گھر ہیں، ان کے کھلے ہوئے دروازے ہیں، دروازوں پر پردے ہیں اور اوپر سے ایک بلانے والا بلاتا ہے: وَاللّٰہُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذکر الذنوب، الحدیث۴۲۴۵، ص۲۷۳۵، "باعمال" بدله "بحسنات"۔

[2] ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث:۷۲۱۳، ج۵، ص۴۴۳۔

مُّسْتَقِیْمٍ﴿۲۵﴾(پ ۱۱، یونس:۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔ راستے کے دونوں طرف کھلے ہوئے دروازے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود ہیں، جب کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کو توڑتا ہے تو پردہ اٹھا دیا جاتا ہے اور اوپر سے بلانے والا پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا واعظ ہے۔''(۱)

﴿4﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سیدھے راستے کی مثال بیان فرمائی جس کے دونوں طرف ایسی دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور راستے کے کنارے پر ایک بلانے والا ہے، وہ کہتا ہے: ''راستے پر سیدھے رہو اور ٹیڑھے نہ ہو۔'' اور اس سے اوپر ایک بلانے والا بلا رہا ہے، جب بھی کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: ''تیری خرابی ہو، اسے نہ کھول کیونکہ اگر تو اسے کھولے گا تو اس میں گر جائے گا۔'' پھر حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''سیدھا راستہ اسلام ہے اور کھلے ہوئے دروازے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزیں ہیں جبکہ لٹکے ہوئے پردے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود ہیں اور اس راستے کے کنارے پر بلانے والا قرآن ہے اور اوپر سے بلانے والا ہر مومن کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واعظ ہے۔''(۲)

پانچ چیزوں پر عمل کی ضمانت:

﴿5﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی ہے جو مجھ سے کلمات لے لے اور ان پر خود عمل کرے یا عمل کرنے والے کو سکھائے؟'' حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں لوں گا۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور 5 باتیں شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''(۱)......حرام اشیاء سے بچو سب سے زیادہ عبادت کرنے والے بن جاؤ گے (۲)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ حصے پر راضی رہو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے (۳)......پڑوسی سے اچھا سلوک کرو (کامل) مومن ہو جاؤ گے (۴)......جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی لوگوں کے

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الامثال، باب ماجاء فی مثل اللہ لعبادہ، الحدیث:۲۸۵۹، ص۱۹۳۸۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النواس بن سمعان، الحدیث:۱۷۶۵۳،۱۷۶۵۴، ج۶، ص۱۹۹۔

مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث، الحدیث:۱۹۱، ج۱، ص۵۷۔

لئے پسند کرو (کامل) مسلمان ہو جاؤ گے (۵)......اور زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔'' [1]

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، حضور سید عالم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑتا ہوں اور کہتا ہوں: جہنم سے بچو اور حدود (توڑنے) سے ڈرو! جہنم سے بچو اور حدود (توڑنے) سے ڈرو!'' یہ بات تین بار فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ''جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو تمہیں چھوڑ جاؤں گا اور حوضِ (کوثر) پر تمہارا فَرَط (یعنی پیش رو) ہوں گا، جو وہاں حاضر ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا[2]۔'' [3]

اللہ عَزَّوَجَلَّ غَیُور ہے:

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ عَزَّوَجَلَّ غیرت فرماتا ہے اور اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی غیرت یہ ہے کہ بندۂ مومن اس کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کرے۔'' [4]

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے اور یہ بعید نہیں اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، الحدیث:۲۳۰۵، ص۱۸۸۴۔

[2] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مرآۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 286 پر حدیثِ پاک میں مذکور لفظِ فَرَط کی تشریح و تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''فَرَطٌ بمعنی فَارِطٌ ہے جیسے تَبَعٌ بمعنی تَابِعٌ، فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام، قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آ کر ہر طرح آرام پائے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت، تمہاری نجات، تمہاری ہر طرح کارسازی (یعنی مدد) کروں، تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہو گا وہ میرے پاس میری حفاظت، میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے، بھرے گھر میں۔ (اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات، ج۴، ص۲۱۸) مومن مرتے ہی حضور (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس پہنچتا ہے، بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام (محمد بن اسماعیل) بخاری (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی) کا واقعہ ہوا، اور بہت مرنے والوں سے (نزاع کے وقت) سنا گیا حضور (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی ''فرط'' فرمایا گیا ہے مگر وہ ''فرطِ ناقص'' ہیں۔ حضور انور (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ''فرطِ کامل'' یعنی ہر طرح کے منتظم، حضور (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔''

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۲۵۰۸، ج۱۲، ص۵۶۔ المعجم الاوسط، الحدیث:۲۸۷۴، ج۲، ص۱۶۰۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالٰی وتحریم الفواحش، الحدیث:۶۹۹۵، ص۱۱۵۶۔

کرتے ہوئے نہیں پایااوراس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اپنی نیکیاں ظاہر کرنا اور برائیاں چھپانا جس کی عادت ہو وہ مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے اور گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی گردن سے تقوٰی اور خوف کا پٹا کُھل جاتا ہے۔

کبیرہ نمبر357: حدود قائم کرنے میں سُستی کرنا

حدنافذکرنے کی برکات:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حد (یعنی شرعی احکام کے مطابق سزا) زمین میں قائم کی جاتی ہے وہ اہلِ زمین کے لئے صبح کی 30 بارشیں برسنے سے بہتر ہے۔''(۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زمین پر حدقائم کرنا اہلِ زمین کے لئے 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''(۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس حد پر زمین میں عمل کیا جاتا ہے وہ اہلِ زمین کے لئے صبح کی 40 بارشیں برسنے سے زیادہ مفید ہے۔''(۳)

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زمین پر حدقائم کرنا اہلِ زمین کے لئے صبح کی 40 بارشوں سے بہتر ہے۔''(۴)

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کوئی حد قائم کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شہروں میں 40 راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔''(۵)

---

(۱)......سنن النسائی، کتا ب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد، الحدیث:۴۹۰۸، ص۲۴۰۵، بتغیرٍ۔

(۲)......سنن النسائی، کتا ب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد ، الحدیث:۴۹۰۹، ص۲۴۰۵۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث:۲۵۳۸، ص۲۶۲۹۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ، کتا ب الحدود ، الحدیث:۴۳۸۱، ج۶، ص۲۹۰۔

(۵)......سنن ابن ماجه، ابواب الحدود ، باب اقامة الحدود ، الحدیث:۲۵۳۷، ص۲۶۲۹۔

امامِ عادل کے ایک دن کی فضیلت:

﴿6﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عادل امام کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے افضل ہے اور زمین میں حق کے مطابق جو حد قائم کی جاتی ہے وہ زمین پر (بسنے والوں کو) چالیس سال کی بارش سے زیادہ پاک کرنے والی ہوتی ہے۔'' (۱)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدیں دُور ونزدیک (والوں) میں قائم کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ (کے حکم) کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔'' (۲)

حدود میں سفارش جائز نہیں:

﴿8﴾......حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ جب قریش کے نزدیک (فاطمہ بنت اسود) مخزومیہ کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا جس نے چوری کی تھی تو کہنے لگے: ''اس کے متعلق کون میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بات کرے؟'' کسی نے کہا: ''حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔'' حضرت سیِّدُنا اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسولِ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے اُسامہ! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کیونکہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (۳)

......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۹۳۲، ج۱۱، ص۲۶۷۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب اقامة الحدود، الحدیث: ۲۵۴۰، ص۲۶۲۹۔

......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق ......الخ، الحدیث: ۴۴۱۰، ص۹۷۶۔

حدود قائم کرنے اور توڑنے والوں کی مثال:

﴿9﴾......حضرتِ سیِّدُ نانعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود کو قائم کرنے والوں اور توڑنے والوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی کے حصے باہم تقسیم کر لئے،بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔نیچے والوں کو جب پیاس لگتی تو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔انہوں نے کہا:''ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں،اس سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے۔''اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو تمام ہلاک ہو جائیں گے،لیکن اگر وہ ان کو روکتے ہیں تو یہ بھی بچ جائیں گے اور دیگر تمام لوگ بھی نجات پا جائیں گے۔ (1)

تنبیہ: اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا آخری اور اس سے پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے،اگرچہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے نہیں پایا اور جب حدود میں سفارش کرنے پر وعید کی گئی ہے تو حق پوشی اور غفلت کرتے ہوئے اسے ترک کرنے والا وعید کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔

کبیرہ نمبر358:

زنا

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و کرم سے ہمیں زنا اور دیگر گناہوں سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

قرآنِ حکیم میں زنا کی مذمت:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی لاریب کتاب قرآنِ مجید،فرقانِ حمید میں زنا کے متعلق فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان:اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے،اور بہت ہی بری راہ۔

وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ

ترجمۂ کنزالایمان:اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت

(1)......صحیح البخاری،کتاب الشرکة،باب ھل یقرع فی القسمة والاستھام فیه؟،الحدیث:۲۴۹۳،ص۱۹۶۔

لَهُنَّ سَبِيۡلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا‌ ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۶﴾ (پ۴،النساء:۱۵ تا ۱۶)

اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے، اور تم میں جو مرد عورت ایسا کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾ (پ۴،النساء:۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا، وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ۔

بعض الفاظ قرآنیہ کی وضاحت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آخری آیتِ مبارکہ میں نکاح بمعنی زنا کے تین برے اوصاف بیان فرمائے جبکہ پہلی آیتِ طیّبہ میں زنا کے صرف دو برے وصف بیان فرمائے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخری آیتِ مبارکہ میں مذکور زنا زیادہ برا اور قبیح ہے کیونکہ باپ کی بیوی ماں کی مثل ہے لہٰذا اس سے حرام کاری کرنا انتہائی برا عمل ہے کیونکہ جہلا کی جاہلیت میں بھی ماؤں سے نکاح کرنا تمام گناہوں سے برا تھا، پس فحش کام سب سے زیادہ قبیح گناہ ہے اور "مَقْت" سے مراد کسی کو حقیر جانتے ہوئے اس سے نفرت کرنا ہے، یہ فحش کام سے خاص ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بندے کے حق میں انتہائی عذاب اور خسارے پر دلالت کرتا ہے اور وَسَآءَ سَبِيۡلًا کے ساتھ ساتھ مذکورہ برے اوصاف بھی بیان کئے گئے کیونکہ ممانعت سے پہلے بھی زنا ان کے دلوں میں ناپسندیدہ اور برا تھا اور وہ اپنے باپ کی بیوی سے ایسا فعل کرنے سے پیدا ہونے والے بچے کو مُقِیْت کہتے تھے، جبکہ عربوں میں کچھ قبائل ایسے بھی تھے جو اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرتے تھے، یہ عادتِ بد انصار میں لازماً پائی جاتی تھی جبکہ قریش میں باہم رضامندی سے اس کی اجازت تھی۔ [1]

برائی کے درجات:

جان لیجئے! برائی کے 3 درجات ہیں: (۱) عقلاً قبیح (۲) شرعاً قبیح اور (۳) عادتاً قبیح۔ پس فَاحِشَةً سے پہلے درجے یعنی عقلاً قبیح کی طرف اشارہ ہے اور مَقْتًا سے درجے یعنی شرعاً قبیح کی طرف جبکہ سَآءَ سَبِيۡلًا سے تیسرے درجے یعنی عادتاً قبیح کی طرف اشارہ ہے۔ جس شخص میں یہ تینوں درجات جمع ہو گئے وہ برائی میں انتہا کو پہنچ گیا۔

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ۲۲، ج۶، ص۲۷۹۔

ایک قول کے مطابق ”اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ ط“ میں استثنا منقطع ہے کیونکہ ماضی اور مستقبل کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور اس کا معنی یہ ہے: ”مگر ماضی میں جو فعل سرزد ہو چکا اس میں کوئی گناہ نہیں۔“ ایک قول کے مطابق ”نکاح“ سے مراد عقدِ صحیح ہے اور حرفِ استثنا سے بعض کے زنا میں مبتلا ہونے کی استثنا کی گئی ہے۔ پس معنی یہ ہوگا کہ اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے زمانۂ جاہلیت میں تمہارے باپوں نے نکاح کیا تھا مگر ان عورتوں سے نکاح کرنے میں حرج نہیں جن سے انہوں نے زمانۂ ماضی میں زنا کیا تھا کیونکہ تم پر وہ عورتیں حرام نہیں جن سے تمہارے باپوں نے زنا کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس میں استثنا متَّصل ہے جبکہ نکاح سے مراد وطی لی جائے یعنی ان عورتوں سے وطی نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے شادی کر کے جائز وطی کی مگر جن سے انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں زنا کیا تھا ان سے تمہارا وطی کرنا جائز ہے۔ ایک قول کے مطابق ”مَا“ مصدریہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ”زمانۂ جاہلیت میں جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نکاح کرتے تھے اس طرح نکاح نہ کرو مگر جو فاسد نکاح تم کر چکے ہو اسلام میں تمہارے لئے ان پر قائم رہنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نکاح ایسے ہوں جنہیں اسلام میں برقرار رکھا جاتا ہو۔“ اور صاحبِ تفسیرِ کشَّاف زَمَخْشَرِی معتزلی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ استثنا متصل ہے اور معنی یہ ہے کہ ”ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا سوائے ان کے جو گزر چکیں اور مر گئیں۔“ اور اس معنی کا محال ہونا استثنا کے صحیح ہونے سے مانع نہیں اور نہ ہی اسے استثنا متصل ہونے سے خارج کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ”اِلَّا“ بمعنی ”بَعْدَ“ ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ج“ (پ۲۵، الدُّخان:۵۶) ترجمہ: پہلی موت کے بعد۔“ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ”اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ“ آیتِ حرمت کے نزول سے پہلے کا حکم ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے نکاح کو برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا تاکہ بالتدریج انہیں گھٹیا عادت سے نکالیں۔ یہ کہہ کر اس کی تردید کر دی گئی کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے باپ کی بیوی سے کسی کا نکاح برقرار نہ رکھا۔ [1]

﴿1﴾...... چنانچہ، حضرت سیِّدُنا براء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میرے ماموں حضرت سیِّدُنا ابو بردہ بن نیار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے پاس سے گزرے اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ فرمانے لگے: ”مجھے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کی

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ۲۲، ج۶، ص۲۷۶تا۲۸۰، ملخصاً۔

طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے (مرنے یا طلاق دینے کے) بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا تا کہ اس کا سر کاٹ لاؤں اور اس کا مال بھی چھین لوں۔'' (۱)

اس کی تردید کے لئے غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ ایسے نکاحوں کو منسوخ کرنے کے حکم کے بعد ہوا ہو پس اس میں گزشتہ مؤقف کے انکار پر کوئی دلیل نہیں۔ اس قول کے قائل کی سب سے بہتر تردید یوں کی جا سکتی ہے کہ اس سے اس قول کا ثبوت طلب کیا جائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ عرصہ انہیں اسی نکاح پر برقرار رکھا پھر جدائی کا حکم دیا۔

''اِنَّہٗ کَانَ'' میں کَانَ صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہ اس معنی میں ہے کہ وہ اپنے علم اور حکم میں ہمیشہ اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ معنی ہے جس نے مبرِّد کو اس بات کے دعویٰ پر مجبور کیا کہ یہاں کَانَ زائدہ ہے، جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے زائدہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ صرف ماضی پر دلالت نہیں کرتا ورنہ زائدہ میں خبر کا نہ پایا جانا شرط ہے اور وہ یہاں موجود نہیں۔ (۲)

دوسری آیتِ مقدّسہ کے حکم کے پہلی آیاتِ مبارکہ پر مرتب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے گزشتہ آیاتِ بیِّنات میں عورتوں پر احسان کرنے کا حکم فرمایا تو اس آیتِ مبارکہ میں ان میں سے برائی کا ارتکاب کرنے والیوں پر سختی کرنے کا حکم فرمایا اور درحقیقت یہ ان پر احسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس طرح اپنی مخلوق کو پورا پورا بدلہ عنایت فرماتا ہے اسی طرح ان سے مطالبہ بھی کرتا ہے کیونکہ اس کے احکام میں کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ان پر احسان کرنے کا حکم اُن پر حدود کے نفاذ کو ترک کرنے کا سبب نہ بن جائے اور پھر یہ چیز مختلف قسم کے مفاسد میں پڑنے کا سبب نہ بن جائے۔ (۳)

مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُنا ابو مسلم

......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب فیمن تزوج امرأۃ أبیہ، الحدیث:۱۳۶۲، ص۱۷۸۸۔
المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث البراء بن عازب، الحدیث:۱۸۵۸۰، ج۶، ص۴۱۹۔

......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ:۲۲، ج۶، ص۲۷۹۔

......المرجع السابق، تحت الآیۃ:۱۵، ص۲۳۶۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول اس کی نفی کرتا ہے۔ البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا خلاف معروف نہیں اور اس پر اطلاق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دوسری تمام برائیوں سے زیادہ قبیح ہے۔ یہاں ایک اعتراض ہے کہ کفر اور قتل کے زنا سے زیادہ برا ہونے کے باوجود ان میں سے کسی کو فاحشہ نہیں کہا گیا۔ جبکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو فاحشہ کا نام نہ دینا ممنوع ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہیں بھی فاحشہ ہی کہا جائے لیکن ان کو یہ نام نہیں دیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافر بذاتِ خود کفر کو برا نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے قبیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے بلکہ اسے صحیح سمجھتا ہے اور اسی طرح قتل بھی ہے کہ قاتل قتل کر کے فخر محسوس کرتا ہے اور اسے اپنی بہادری سمجھتا ہے، مگر زنا کرنے والا ہر شخص نہ صرف اس کے برا اور فحش ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے بلکہ آخر میں عار بھی محسوس کرتا ہے۔ [۱]

غور وفکر کرنے کی قوتیں:

انسان کی جسمانی قوتوں کو چلانے والی قوتیں 3 ہیں: (۱) قوّتِ ناطقہ (۲) قوّتِ غضبیۃ اور (۳) قوّتِ شھوانیۃ پہلی قوت کا فساد کفر و بدعت وغیرہ ہے، دوسری کا فساد قتل وغیرہ ہے جبکہ تیسری قوت سب سے زیادہ بری ہے بلاشبہ اس کا فساد بھی سب سے زیادہ برا ہوگا اسی وجہ سے اس فعل کو خاص طور پر فاحشہ کا نام دیا گیا۔ [۲]

''اَرْبَعَۃً مِّنْكُمْ'' یعنی 4 مسلمان۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دعویٰ کرنے والے پر سختی کرنے کے لئے اور بندوں سے چھپانے کے لئے زنا پر گواہی کے لئے کم از کم 4 کی تعداد متعین فرمائی اور یہ حکم تورات اور انجیل میں بھی اسی طرح ثابت ہے۔ [۳]

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ یہودی ایک ایسے مرد اور عورت کو سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہودیوں سے فرمایا: ''تم اپنے میں سے سب سے زیادہ علم والے کو میرے پاس لے آؤ۔'' پس وہ دو آدمیوں کو لے آئے تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تورات میں تم ان

[۱] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی ، النساء ، تحت الآیۃ ۲، ج۶، ص۲۳۹۔

[۲] ......التفسیر الکبیر للرازی ، النساء ، تحت الایۃ ۱۵ ، ج۳، ص۵۲۸۔

[۳] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ، النساء ، تحت الآیۃ ۱۵ ، ج۳ ، الجزء الخامس ، ص۵۹۔

دونوں کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم تورات میں یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار شخص گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو ان دونوں کو رجم کیا جائے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان کو رجم کرنے سے کس چیز نے روکا؟'' انہوں نے بتایا: ''ہمارا بادشاہ چلا گیا تو ہم نے قتل کرنے کو ناپسند کیا۔'' رسولِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گواہوں کو بلایا جنہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔'' [1]

ایک گروہ کا قول ہے: ''زنا میں چار گواہ اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ تمام حقوق کی طرح زنا کرنے والوں میں سے بھی ہر ایک پر دو گواہ بن جائیں، کیونکہ یہ بھی ایک حق ہے جو دونوں میں سے ہر ایک سے لیا جائے گا۔'' ان کا یہ قول یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ یمین (یعنی قسم) کو یہاں کوئی دخل نہیں پس زنا کا معاملہ تمام حقوق کی طرح نہیں ہوسکتا۔

جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی عورت کی طرف زنا کی نسبت کی جائے تو اگر چار آزاد عادل مرد گواہی دے دیں کہ اس نے زنا کیا ہے تو اُسے مرنے تک گھر میں قید رکھا جائے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے کچھ راہ نکالے۔'' حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''یہاں پر فاحشہ سے مراد عورتوں کا آپس میں زنا کرنا ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ اس کو مرنے تک قید میں رکھا جائے۔'' اور ''وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ'' سے قومِ لُوط جیسا عمل کرنے والے مراد ہیں اور ان کی حد قول و فعل سے تکلیف پہنچانا ہے جبکہ سورۂ نور کی آیتِ مبارکہ سے مراد مرد و عورت کا آپس میں زنا کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کی حد کوڑے لگانا اور شادی شدہ کی حد سنگسار کرنا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اَلّٰتِیْ عورتوں کے لئے اور اَلَّذٰنِ مردوں کے لئے آتا ہے اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ یہاں لفظاً مذکر کو غلبہ دیا گیا ہے کیونکہ سابقہ آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا علیحدہ ذکر اس کی تردید کرتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں ان دونوں آیات میں سے کسی کو منسوخ نہ ماننا پڑے گا جبکہ اس کے برعکس ان دونوں آیات میں نسخ لازم آتا ہے اور نسخ اصل کے خلاف ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اس کی

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین، الحدیث ۴۴۵۲، ص ۱۵۳۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

برعکس صورت میں ایک چیز کا ایک ہی محل میں دوبارآنا لازم آتا ہے اور یہ برا ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ جو کہتے ہیں یہ آیتِ مبارکہ زنا کے متعلق ہے، انہوں نے سَبِیْلًا کی تفسیر کوڑوں، جَلا وطنی اور رجم سے کی ہے اور یہ چیز عورتوں کے خلاف ہیں نہ کہ ان کے حق میں۔ جبکہ ہم اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نکاح کے ذریعے ان کے لئے شہوت پورا کرنا آسان فرمادے، نیز ہمارے مؤقف پر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عبرت نشان دلالت کرتا ہے: ''جب مرد مرد سے بدفعلی کرے تو وہ دونوں زانی ہیں اور جب عورت عورت سے بدکاری کرے تو وہ دونوں بھی زانیہ ہیں۔'' (1)

جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی تردید کرتے ہوئے درج ذیل جوابات دیئے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ متقدمین مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے کسی نے حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں سَبِیْلًا کی تفسیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ثَیِّبَہ کو سنگسار کیا جائے اور باکرہ کو کوڑے لگائے جائیں اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ زانیوں کے متعلق ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ لواطت کے حکم میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا اختلاف تھا اور ان میں سے کسی نے بھی اس آیتِ مبارکہ سے استدلال نہیں کیا، پس دلیل کی انتہائی ضرورت کے باوجود ان کا اس سے استدلال نہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اسی مؤقف کے دلائل قوی ہیں کہ یہ آیتِ مقدسہ لواطت کے متعلق نہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے جوابات کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد نے اسی طرح کہا ہے اور وہ ہمارے اکابر متقدمین مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے ہیں۔ نیز اصولِ فقہ میں یہ بات ثابت ہے کہ آیتِ مبارکہ میں ایسی نئی تاویل کرنا جائز ہے جسے سابقہ مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر نہ کیا ہو اور جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف آیتِ مبارکہ کو خبرِ واحد سے منسوخ کرنے کا سبب بنتا ہے اور یہ ممنوع ہے اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا مطالبہ یہ تھا کہ کیا لوطی پر حد قائم کی جائے گی؟ اور اس آیتِ مبارکہ میں یہ حکم نہیں اس لئے وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔'' (2)

---

(1)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۴۵۸، ج۴، ص۳۷۵۔

(2)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیة ۱۵، ج۶، ص۲۴۰۔

مذکورہ دلائل کے جواب میں جمہور مفسرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد کا قول حضرت سیِّدُ نا ابو مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مؤقف کے خلاف ہے اور خبرِ واحد سے آیتِ مبارکہ منسوخ ہو سکتی ہے کیونکہ نسخ تو صرف دلالت میں ہوتا ہے جو کہ ان دونوں میں ظنی ہے۔ اس بنا پر عنقریب بیان ہوگا کہ اس آیتِ مبارکہ کے حکم میں کوئی نسخ نہیں اور ان کا یہ گمان مردود ہے کہ سَبِیۡلًا کی تفسیر کوڑوں یا رجم سے کرنا عورتوں کے خلاف ہے نہ کہ ان کے حق میں، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَبِیۡلًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے یہ بات جان لو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے عورتوں کے لئے سبیل بنا دی ہے، شادی شدہ (مرد) شادی شدہ (عورت) سے زنا کرے تو سو کوڑے اور پتھروں کے ساتھ سنگسار کیا جائے اور غیر شادی شدہ غیر شادی شدہ سے زنا کرے تو انہیں سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے۔'' (1)

جب تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَبِیۡلًا کی تفسیر بیان فرما دی تو اسے قبول کرنا ضروری ہے نیز لُغوی اعتبار سے بھی اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ کسی چیز سے چھٹکارا پانا سبیل کہلاتا ہے خواہ مشکل سے ہو یا بآسانی۔

''نِسَآئِکُمۡ'' سے مراد بیویاں ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق شادی شدہ عورتیں ہیں۔

زانیہ کو گھر میں بند رکھنے کی حکمت:

پہلے زانیہ کو گھر میں قید رکھنے کے حکم کی حکمت یہ ہے کہ وہ باہر نکلنے اور ظاہر ہونے سے زنا میں مبتلا ہو سکتی ہے، لہٰذا جب اسے گھر میں بند کر دیا جائے گا تو وہ زنا پر قادر نہ ہوگی۔ حضرت سیِّدُ نا عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر حکمِ ایذا کے ساتھ اُسے منسوخ کر دیا گیا جو اس کے بعد مذکور ہے پھر شادی شدہ کو رجم کرنے کے حکم کے ساتھ اُسے بھی منسوخ کر دیا گیا۔'' ایک قول کے مطابق پہلے ایذا کا حکم تھا پھر گھروں میں قید رکھنے کے حکم کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا گیا لیکن اس آیت کی تلاوت کا حکم باقی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ابن فورک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''روکنے اور

......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنی، الحدیث ۴۴۱۴، ص۹۷۷، "وتغریب عام" بدله "ثم نفی سنة"۔

گھروں میں قید رکھنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب فحش کاموں کی کثرت نہ تھی، مگر جب بدکاری عام ہوگئی اوران کے قوی ہوجانے کا خدشہ ہوا تو ان کے لئے جیلیں بنائی گئیں۔''

''یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ'' کا معنی یہ ہے کہ انہیں موت آجائے یا فرشتے ان کی جان نکال لیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ (پ۱۴، النحل: ۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں۔

''اَوْ یَجْعَلَ'' میں اَوْ عاطفہ یا اِلَّا کے معنی میں ہے۔ پہلی صورت میں یَجْعَلَ روکنے کے لئے غایت ہوگا دوسری صورت میں غایت نہ ہوگا۔ (۱)

کیا کوڑے رجم میں داخل ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سُرَاحَہ ھَمْدَانِیَہ کو جمعرات کے دن 100 کوڑے لگائے، پھر جمعہ کے دن اسے رجم کیا اور ارشاد فرمایا: ''میں نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب کے مطابق کوڑے مارے اور سنتِ رسول کے مطابق رجم کیا۔'' (۲)

عام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف یہ ہے کہ کوڑے مارنا رجم کرنے میں داخل ہے کیونکہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدَتُنا غامدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو رجم کیا لیکن انہیں کوڑے نہ لگائے۔

﴿3﴾......(جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:) حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا اُنیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم فرمایا: ''اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرے تو اسے رجم کردو۔'' (۳) لیکن کوڑے لگانے کا حکم نہ دیا۔

زانی کو جلاوطن کرنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک باکرہ کو جلاوطن

(۱)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ ۱۵، ج۶، ص ۲۴۱-۲۴۲۔

(۲)......المستدرک، کتاب الحدود، باب حکایۃ رجم امرأۃ من غامد، الحدیث ۸۱۵۰، ۸۱۵۱، ج۵، ص ۵۲۱۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی الحدود، الحدیث: ۲۳۱۴، ص ۱۸۱، ''امض'' بدلہ ''اغد''۔

کرنے کا حکم منسوخ ہے جبکہ اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں کیونکہ، حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوڑے بھی لگائے اور جلاوطن بھی کیا اور حضرات ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے بھی اسی طرح کیا۔ (1)

زانیہ کو گھر میں قید رکھنے میں اختلاف:

زانیہ کو گھر میں قید رکھنے میں بھی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ حد نہیں بلکہ اس کی دھمکی ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہ حد ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ'' جب انہوں نے غلط طریقہ (یعنی زنا) کے ذریعے نکاح کا مطالبہ کیا تو انہیں سزا کے طور پر نکاح سے باز رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائیں اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نہ صرف حد ہے بلکہ اس سے بھی سخت ہے البتہ! اس کی ایک غایت ہے اور وہ دوسری آیتِ مبارکہ میں سابقہ دونوں تاویلوں کے اختلاف کے مطابق اَلاَذٰی ہے اور ان دونوں کی بھی ایک غایت ہے اور وہ کوڑے لگانا اور رجم کرنا ہے جیسا کہ گزشتہ حدیثِ پاک میں حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واضح طور پر فرمایا: ''خُذُوْا عَنِّی۔'' (2)

متأخرین محققین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے نزدیک اس صورت میں آیتِ مبارکہ میں کوئی نسخ نہیں کیونکہ یہ اس آیتِ مبارکہ کی طرح ہے:

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ (پ۲، البقرة:١٨٧) ترجمۂ کنزالایمان: پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

پس اس حکمِ ربّانی سے روزوں کا حکم وقت ختم ہونے کے باعث اُٹھتا ہے نہ کہ منسوخ ہونے کے سبب۔ نیز نسخ کے لئے شرط ہے کہ دو مخالف چیزوں کو جمع کرنا ناممکن ہو جبکہ یہاں قید، جلاوطنی، کوڑوں اور رجم کو جمع کرنا ممکن ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے، پس یہاں متقدمین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا نسخ کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''کوڑے مارنے کے ساتھ ساتھ ایذا دینے اور جلاوطن کرنے کی سزا باقی ہے

---

1 ......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی النفی، الحدیث١٤٣٨، ص١٧٩٨۔

2 ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیة١٥، ج٦، ص٢٤٤۔

کیونکہ یہ دونوں آپس میں مخالف نہیں بلکہ ایک ہی شخص پر محمول ہیں مگر قید رکھنا بالاجماع منسوخ ہے۔'' (۱)

اسمِ موصول ''اَلّٰتِیۡ اور اَلَّذَانِ'' کے تکرار میں بھی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَاحِد فرماتے ہیں: ''پہلا اسمِ موصول عورتوں کے متعلق جبکہ دوسرا مردوں کے متعلق ہے،اس لئے کہ عورت باہر نکلنے کے باعث اکثر زنا میں مبتلا ہوجاتی ہے، پس اسے قید کرنے سے اس برائی کی جڑ کٹ جائے گی، جبکہ مرد کو گھر میں روکنا مشکل ہے کیونکہ وہ اپنی روزی کمانے کے لئے گھر سے نکلنے پر مجبور ہے۔''ایک قول کے مطابق دونوں میں ایذا مشترک ہے لیکن گھر میں روکنے کا حکم عورت کے ساتھ خاص ہے۔حضرت سیِّدُ نا سُدِّی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ''دوسرا اسمِ موصول غیر شادی شدہ کے متعلق ہے جبکہ پہلا شادی شدہ کے متعلق۔''حضرت سیِّدُ نا عطا رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اور حضرت سیِّدُ نا قتادہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: ''فَاٰذُوۡھُمَا سے مراد یہ ہے کہ انہیں زبان سے عار دلاتے ہوئے کہو: ''کیا تجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف نہیں۔''وغیرہ۔حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَاحِد فرماتے ہیں: ''انہیں سب وشتم کرو۔''ایک قول یہ ہے کہ انہیں کہو: ''تم نے برا کام کیا اور تم فاسق ہوگئے۔''حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتے ہیں: ''انہیں زبان سے عار دلا کر تکلیف دو اور جوتوں سے مارو۔'' (۲)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ لَا یَزۡنُوۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ یَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُھَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸ تا ۷۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے۔

چند الفاظِ قرآنیہ کی وضاحت

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں ذٰلِکَ سے بیان کردہ تمام باتوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ مذکورہ کلام کے معنی میں ہے

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، النساء، تحت الآیۃ ۱۵، ج۳، الجزء الخامس، ص ۲۰۔

......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النساء، تحت الآیۃ ۱۶، ج۶، ص ۲۴۶ تا ۲۴۷۔

اس لئے اسے واحد ذکر کیا گیا۔ اَثَامًا سے مراد سزا ہے۔ ایک قول کے مطابق اِثْــمٌ سے مراد اس کا نفس ہے یعنی اس کا نفس گناہ کی سزا پائے گا۔ حضرت سیِّدُ نا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔'' ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم کے ایک کنوئیں کا نام ہے۔ یُضَاعَفُ اور یَخْلُدُ کو رفع کے ساتھ (یعنی آخری حرف پر پیش) پڑھا جائے تو حال یا جملہ مستأنفہ ہوگا اور جزم کے ساتھ پڑھا جائے تو یَلْقَ سے بدَلِ اشتمال ہوگا۔ مُھَانًا اَھَانَہٗ سے ہے یعنی کسی کو ذلیل کرنا اور اسے ذِلّت کا مزا چکھانا۔ فِیْـہِ سے مراد عذاب یا تعذیب یا دُگنا عذاب ہے اور اس دُگنے عذاب کا سبب یہ ہے کہ مشرک نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے ساتھ ساتھ ان گناہوں کا بھی ارتکاب کیا پس شرک کے علاوہ ان گناہوں پر بھی عذاب دیا جائے گا۔'' (1)

شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین نے بہت زیادہ قتل اور زنا کئے تھے، پس وہ اللّٰـہ عَـزَّوَجَـلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہنے لگے: ''اے محمد! جس (دین) کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے لیکن ہمیں یہ تو بتائیے کہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں ان کا کوئی کفارہ بھی ہوسکتا ہے۔'' پس مذکورہ اور یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللّٰہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (2)

پڑوسی کی بیوی سے زنا کی مذمت:

﴿4﴾......ایک شخص نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی:

---

(1)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، الفرقان، تحت الآیۃ۶۸، ج۱۴، ص۵۷۰،۵۷۱۔

(2)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الزمر، باب قولہ یعبادی الذین اسرفوا......الخ، الحدیث:۴۸۱۰، ص۴۰۹، مفھوماً۔

''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟'' ارشادفرمایا:''(سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔'' اس نے عرض کی:''بے شک یہ تو بہت بڑا ہے۔'' دوبارہ پوچھا:''پھر کون سا؟'' ارشادفرمایا:''تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' اس نے پھر عرض کی:''اس کے بعد کون سا؟'' ارشادفرمایا:''تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد کی تصدیق میں یہ آیتِ مبارکہ (وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ ...... ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾) نازل فرمائی۔[1]

اس کی موافقت اور تائید کرنے والا کلام عنقریب احادیثِ مبارکہ میں آئے گا۔

زنا کی دُنیوی سزا:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾ (پ۱۸، النور:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

آیت مبارکہ کی ضروری وضاحت

لفظِ جَلْد سے مراد مارنا ہے اور یہ اس لئے فرمایا تاکہ ایسی سخت چوٹ نہ لگائی جائے کہ کھال اُدھیڑ کر گوشت تک پہنچ جائے۔ رَاْفَةٌ سے مراد رحمت اور نرمی ہے اور نرمی سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس فعل کے مرتکب نے کبیرہ فاحشہ کا ارتکاب کیا ہے بلکہ قتل کے بعد یہ سب سے بڑا گناہ ہے، اسی وجہ سے سابقہ آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

زنا کے چھ نقصانات:

﴿5﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اے لوگو! زنا سے

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الشرک اقبح......الخ، الحدیث ۲۵۸،۲۵۸، ص ۶۹۳۔

بچو کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں 3 دنیا میں اور 3 آخرت میں، دنیا میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں: (۱) اس (کے چہرے) کی رونق چلی جائے گی (۲) تنگدستی آئے گی اور (۳) اس کی عمر میں کمی ہو جائے گی اور آخرت میں پہنچنے والی برائیاں یہ ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی (۲) بُرا حساب اور (۳) جہنم کا عذاب۔"[1]

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد اور ان کے ہم عصر ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک طبقہ نے "وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ" کا معنی یہ بیان فرمایا: "تمہیں ان پر ترس نہ آئے کہ تم حدود ترک کردو اور انہیں قائم نہ کرو۔" ایک قول یہ ہے کہ یہاں نرمی کرنے سے ممانعت ہے اور دونوں (یعنی زانی اور زانیہ) کو دردناک ضرب لگانے کا حکم ہے اور یہ حضرت سیِّدُنا ابن مسیّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے اور فِیْ دِیْنِ اللہِ کا معنیٰ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہے۔"[2]

حد لگانے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کو حد لگائی اور جلاّد سے فرمایا: "اسے پشت اور پاؤں پر مارو۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے نے عرض کی: "وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللہِ" تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "اے میرے بیٹے! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ میں نے اسے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے۔"[3]

اسی وجہ سے ہمارے ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: "عورت کو زنا اور دیگر حدود میں معتدل کوڑے سے مارا جائے گا، نہ کہ نئے کوڑے سے کہ زخمی ہو جائے اور نہ ہی ایسے پرانے سے کہ درد ہی نہ ہو، اور اُسے گھسیٹا نہ جائے گا اور نہ ہی باندھا جائے گا بلکہ چھوڑ دیا جائے گا اگرچہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے خود کو بچاتی رہے جبکہ مرد کو کھڑا کر کے مارا جائے گا اور جو چیز اسے درد پہنچنے سے مانع ہو اسے علیحدہ کر دیا جائے گا اور عورت کو بٹھایا جائے گا

[1] ......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۱۷۹۹، مَسْلَمَة بن علی، ج۸، ص۱۹۔
التفسیر الکبیر، النور، تحت الآیة۲، ج۸، ص۳۰۲۔

[2] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النور، تحت الآیة۲، ج۱۴، ص۲۸۴۔

[3] ......تفسیر البغوی، النور، تحت الآیة۲، ج۳، ص۲۷۲۔

اوراس پراس کے کپڑے لپیٹ دیئے جائیں گے تا کہ اس کا جسم ظاہر نہ ہواوراس کے اعضاء پر متفرق جگہوں پر کوڑے مارے جائیں گے، کسی ایک جگہ نہ لگائے جائیں گے اور ہلاکت کا سبب بننے والی جگہوں مثلاً چہرہ، گردن، پیٹ اور شرمگاہ کو بچایا جائے گا۔ (1)

لفظِ طَآ ئِفَةٌ سے کیا مراد ہے، ایک قول کے مطابق ایک آدمی، ایک قول کے مطابق دو اور ایک قول کے مطابق 3 آدمی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''ان کی تعداد زنا کے گواہوں کے برابر 4 ہو۔'' اور یہی صحیح ہے۔ ایک قول کے مطابق 10 آدمی ہیں۔ وَلْیَشْھَدْ (صیغۂ امر) کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ان کی موجودگی واجب ہے۔ جبکہ فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ایسا نہیں کہا بلکہ انہوں نے اسے مستحب قرار دیا اس لئے کہ اس سے مقصود حد قائم کرنے کا اعلان کرنا ہے کیونکہ اس میں ڈانٹ ڈپٹ اور تہمت کا دُور کرنا پایا جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق طائفہ سے مراد یہ ہے کہ گواہوں کا موجود رہنا مستحب ہے تا کہ ان کا گواہی پر قائم رہنا معلوم ہو جائے۔

(حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم (متوفی ۱۵۰ھ) کے نزدیک رجم کے وقت امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے نزدیک امام اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ) حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں: ''اگر زنا گواہیوں سے ثابت ہو تو ضروری ہے کہ پہلے گواہ پتھر ماریں پھر امام اور پھر دیگر لوگ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو پہلے امام پتھر مارے پھر دیگر لوگ۔'' اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے مؤقف پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ماعز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدَتُنا غامدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو رجم کرنے کا حکم دیا لیکن آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود وہاں تشریف نہ لائے۔'' (2)

اس کے بعد کوڑوں کا ذکر ہے جس کی وضاحت حدیثِ پاک سے ہو چکی ہے کہ یہ حکم غیر شادی شدہ کے متعلق ہے۔

مُحْصِن کا مفہوم:

محصن سے مراد وہ آزاد اور مکلّف (یعنی بالغ) شخص ہے جس نے نکاحِ صحیح سے وطی کی ہو اگرچہ زندگی میں ایک

(1)......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، النور، تحت الآیۃ۲، ج۱۴، ص۲۸۳۔

(2)......التفسیرالکبیر، النور، تحت الآیۃ۲، ج۸، ص۳۱۶، ۳۱۷، بتقدمٍ و تأخرٍ۔

بارکی ہو۔اس کی حد یہ ہے کہ اسے پتھروں کے ساتھ رجم کیا جائے یہاں تک کہ مرجائے۔علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ارشادفرماتے ہیں:''جوحداورتوبہ کے بغیر مرگیا اسے جہنم میں آگ کے کوڑوں سے عذاب دیا جائے گا۔'' چنانچہ، زبور شریف میں ہے:''زنا کرنے والے جہنم میں اپنی شرمگاہوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اورانہیں لوہے کے گرزوں سے ماراجائے گا۔'' گرز لگنے کی وجہ سے جب ان میں سے کوئی فریادکرے گا تو زَبَانِیَہ (یعنی عذاب کے فرشتے) کہیں گے: ''یہ آوازاس وقت کہاں تھی جبکہ تم ہنستے اورخوش ہوتے تھے بلکہ خوشی سے پُھولے نہ سماتے تھے، نہ تواللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈرتے اورنہ ہی اس سے حیا کرتے تھے۔''

حدیثِ پاک میں زانی خصوصاً اپنے پڑوسی کی بیوی یا جس کا شوہر گھر میں نہ ہو، سے زنا کرنے والے کے متعلق انتہائی سخت حکم آیا ہے۔ چنانچہ،

﴿6﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟'' ارشادفرمایا:''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا۔'' میں نے عرض کی:''بیشک یہ تو بہت بڑا ہے۔'' دوبارہ عرض کی:''پھرکون سا؟'' ارشادفرمایا:''تو اپنے بیٹے کواس خوف سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے پھر عرض کی:''اس کے بعد کون سا؟'' ارشادفرمایا:''تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔''[1]

﴿7﴾......حضرت سیِّدُ ناامام نسائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ اورحضرت سیِّدُ ناامام ترمذی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی۲۷۹ھ) کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۹،الفرقان:۶۸تا۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اوروہ جواللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبودکو نہیں پوجتے اوراس جان کوجس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پرعذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا،مگر جوتوبہ کرے۔[2]

---

[1]......صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب وبیان اعظمها بعده ،الحدیث۲۵۷،ص۶۹۳۔

[2]......جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الفرقان، الحدیث۳۱۸۲،ص۱۹۷۶، دون قوله"اِلَّا مَنْ تَابَ"۔

رحمتِ الٰہی سے محروم لوگ:

﴿8﴾……سَیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے:''3 شخص ایسے ہیں جن کے ساتھ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ اور (۳) متکبر فقیر۔''(۱)

﴿9﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''(۲)

﴿10﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ 4 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے: (۱) بہت زیادہ قسمیں کھانے والا تاجر (۲) تکبر کرنے والا فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔''(۳)

جنت سے محروم لوگ:

﴿11﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا امام اور (۳) مغرور فقیر۔''(۴)

﴿12﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 بندوں کو ناپسند فرماتا ہے: (۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر فقیر اور (۳) مالدار ظالم۔''(۵)

﴿13﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عَزَّوَجَلَّ اُشَیْمِطْ (یعنی پختہ عمر والے) زانی اور متکبر فقیر کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''(۶)

(۱)……صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اِسْبَال الإزار……الخ، الحدیث۲۹۶، ص۶۹۶۔

(۲)……المعجم الاوسط، الحدیث۵۸۴۰، ج۶، ص۱۷۲۔

(۳)……سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث۲۵۷۷، ص۲۲۵۴۔

(۴)……البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث۲۵۲۹، ج۶، ص۴۹۳۔

(۵)……جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب احادیث فی صفۃ الثلاثۃ الذین یحبھم اللہ، الحدیث۲۵۶۸، ص۱۹۱۰۔

(۶)……المعجم الکبیر، الحدیث۱۳۱۹۵، ج۱۲، ص۲۳۷۔

نوٹ: اُشَیْمِطُ، اَشْمَطُ کی تصغیر ہے اور اَشْمَطُ اُسے کہتے ہیں جس کے سر کے سیاہ بال سفید بالوں کے ساتھ خَلَط مَلَط ہو گئے ہوں۔

ایمان کب باقی نہیں رہتا؟

﴿14﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (۱)

﴿15﴾......سنن نسائی کی روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''پس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ عزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (۲)

﴿16﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اللہ عزَّوَجَلَّ کے ہاں ایمان اس سے مکرَّم ہے (کہ ان گناہوں کے وقت اُسے اُن کے دل میں رہنے دے)۔'' (۳)

﴿17﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ عزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے 3 وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے: (۱)......شادی شدہ زانی (۲)......(قصاص میں) جان کے بدلے جان اور (۳)......جماعت سے الگ ہو کر اپنے دین کو ترک کرنے والا۔'' (۴)

﴿18﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ عزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں سوائے 3 وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے: (۱)......شادی شدہ زنا کرے تو اسے رجم کیا

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث ۲۰۲، ص ۶۹۰۔

(۲)......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، الحدیث ۴۸۷۴، ص ۲۴۰۳۔

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی قولہ لایزنی الزانی حین......الخ، الحدیث ۳۷۴، ج ۱، ص ۲۸۹۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب ما یباح بہ دم المسلم، الحدیث ۴۳۷۵، ص ۹۷۴۔

جائے گا (۲)...... جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو اسے قتل کیا جائے گا یا پھانسی دی جائے گی یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور (۳)...... جو شخص کسی جان کو (ناحق) قتل کرے تو اسے اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔'' (۱)

﴾18﴿...... حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اے گروہِ عرب! بے شک مجھے تم پر زنا اور پوشیدہ شہوت کا سب سے زیادہ خوف ہے۔'' (۲)

غیبی ندا:

﴾19﴿...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی پکارتا ہے: ''ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مصیبت دور کی جائے؟'' پس جو بھی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ پوری فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو کہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کماتی ہے یا ٹیکس لینے والے کے۔'' (۳)

﴾20﴿...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ (لُطف ورحمت کے اعتبار سے) اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے اور جو اس سے استغفار کرے اُسے بخش دیتا ہے البتہ! اپنی شرمگاہ سے بدکاری کرنے والی یا ٹیکس لینے والے کو نہیں بخشتا۔'' (۴)

﴾21﴿...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک زانیوں کے چہروں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔'' (۵)

---

(۱)...... سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد، الحدیث ۴۳۵۳، ص ۱۵۴۰۔

(۲)...... مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث ۱۰۵۳۵، ج ۶، ص ۳۸۸، "بغایا" بدلہ "نعایا"۔

(۳)...... المعجم الاوسط، الحدیث ۲۷۶۹، ج ۲، ص ۱۳۳۔

(۴)...... المعجم الکبیر، الحدیث ۸۳۷۱، ج ۹، ص ۵۴۔

(۵)...... الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من الزنا سیما...... الخ، الحدیث ۳۶۵، ج ۳، ص ۲۱۴۔

تنگ دستی کا سبب:

﴿22﴾......حضور سید عالم،نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''زنا تنگ دستی لاتا ہے۔''(۱)

بھڑکتے تنور کا عذاب:

﴿23﴾......تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''میں نے آج رات دو شخص دیکھے،وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک مقدّس سرزمین کی طرف لے گئے۔''اس کے بعد(راوی نے)پوری حدیثِ پاک ذکر کی یہاں تک کہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر ہم تنور کی مثل ایک سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا کشادہ تھا،اس کے نیچے آگ جل رہی تھی،جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر آجاتے یہاں تک کہ وہ نکلنے کے قریب پہنچ جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ اسی میں واپس لوٹ جاتے اور اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔''(۲)

﴿24﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر ہم تنور کی مثل ایک چیز کے پاس پہنچے۔''راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے:''اس میں سے چیخ وپکار کی آوازیں آرہی تھیں۔''پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتوں کو پایا جبکہ ان کے نیچے سے ایک شعلہ ان کی طرف آتا اور جب ان تک پہنچتا تو وہ چیخنے لگتے۔''اس حدیث کے آخر میں ہے:''ننگے مرد اور عورتیں جو کہ تنور کی مثل سوراخ میں تھے،وہ سب زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔''(۳)

عذاب کی مختلف صورتیں:

﴿25﴾......حضرت سیّدُنا ابو امامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار،مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''میں محوِ آرام تھا کہ اس دوران میرے پاس دو شخص(یعنی فرشتے انسانی

(۱)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث۵۴۱۵،ج۴،ص۳۶۳۔

(۲)......صحیح البخاری ،کتاب الجنائز ،باب۹۳، الحدیث۱۳۸۶ ،ص۱۰۸ ،"الی نقب"بدلہ"الی ثقب"۔

(۳)......صحیح البخاری ،کتاب التعبیر ،باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح ،الحدیث۷۰۴۷،ص۵۸۸۔

صورت میں) آئے ، انہوں نے مجھے پہلوؤں سے تھاما اور ایک دُشوار گزار پہاڑ پر لے گئے اور عرض کی: ''اس پر چڑھئے۔'' میں نے کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' انہوں نے عرض کی: ''ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔'' پس میں اُوپر چڑھ گیا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو وہاں شدید آوازیں سنیں تو دریافت کیا: ''یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ دوزخیوں کی چیخ وپکار ہے۔'' پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو اپنی کونچوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے اور ان کے جبڑے کٹے ہوئے تھے اور جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' تو بتایا گیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ (افطار کرنے) کا جائز وقت شروع ہونے سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔'' (پھر حضرت سیِّدُ نا ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ نامراد ہوگئے۔'' (راویٔ حدیث) حضرت سیِّدُ نا سلیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ یہ الفاظ حضرت سیِّدُ نا ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنے یا اپنی رائے سے کہے۔''

حضور رحمتِ عالم ،نورِ مجسَّم ،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مزید فرماتے ہیں: ''پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جن کے پیٹ پُھولے ہوئے تھے اور ان سے بدبو ہی بدبو آ رہی تھی، ان کی صورتیں انتہائی ناپسندیدہ تھیں، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ حالتِ کفر میں قتل ہونے والے ہیں۔'' پھر مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جو پُھولے ہوئے تھے اور ان سے تعفُّن کے بھبکے اُٹھ رہے تھے، گویا ان کی بدبو پاخانہ کی جگہوں جیسی تھی، میں نے دریافت کیا: ''یہ کون ہیں؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔'' پھر مجھے ایسی عورتوں کے پاس لے جایا گیا جن کی چھاتیوں کو سانپ نوچ رہے تھے، میں نے دریافت کیا: ''ان عورتوں کا ماجرا کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔'' پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو میں نے ایسے بچے دیکھے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے، میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' جواب دیا گیا: ''یہ ایمان والوں کی اولاد ہے۔'' پھر مجھے شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے 3 شخص دیکھے جو شرابِ (طہور) نوش کر رہے تھے، میں نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت ابنِ رواحہ ہیں۔'' پھر مجھے ایک ایسی شرف والی جگہ لے جایا گیا جہاں میں نے تین آدمیوں کا گروہ دیکھا تو پوچھا: ''یہ کون

ہیں؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' (۱)

ایمان کا نکل جانا اور لوٹ آنا:

﴿26﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے اور اس پر تاریکی کی طرح چھا جاتا ہے، پھر جب وہ زنا سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔'' (۲)

﴿27﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو زنا کا ارتکاب کرے یا شراب پئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ایمان اس طرح نکال لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص کو نکالتا ہے۔'' (۳)

﴿28﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ایمان ایک ایسا لباس ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے ڈھانپ دیتا ہے اور جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان کا لباس اُتار لیا جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا ایمان لوٹا دیا جاتا ہے۔'' (۴)

﴿29﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے شراب پی ہوئی تھی تو ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اب وقت ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود سے رُک جاؤ، جو اِن برائیوں (یعنی شراب وغیرہ) میں سے کسی میں ملوّث ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پردے میں چھپا رہے، جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کرے گا ہم اس پر کتاب اللہ کا فیصلہ (یعنی مقررہ حد) قائم کریں گے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہ

---

(۱)......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام باب ذکر تعلیق المفطرین......الخ، الحدیث:۱۹۸۶، ج۳، ص۲۳۷۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ......الخ باب صفۃ النار واھلھا، الحدیث۷۴۴۸، ج۹، ص۲۸۶۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان، الحدیث۴۶۹۰، ص۱۵۶۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منہ الایمان، الحدیث۶۵، ج۱، ص۱۷۶۔

(۴)......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث:۵۳۶۶، ج۴، ص۳۵۲۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

اور فرمایا: ''زنا کو شرک کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔'' مزید یہ بھی فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔'' (۱)

دو روٹیوں کے بدلے جنت:

﴿30﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار شخص بہت عبادت کیا کرتا تھا، اس نے اپنے عبادت خانہ میں 60 سال تک عبادت کی، زمین بارش سے سر سبز وشاداب ہوگئی، راہب نے عبادت خانہ سے جھانکا تو کہنے لگا: ''اگر میں نیچے بستی کی طرف جاؤں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کروں تو اور زیادہ برکت ہوگی۔'' پس وہ نیچے اُترا، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں، وہ زمین میں گھوم پھر رہا تھا کہ اسے ایک عورت ملی، وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ راہب نے اس سے زنا کر لیا لیکن اس کے بعد اس پر (خوفِ الٰہی کی وجہ سے) غشی طاری ہوگئی، پھر وہ تالاب میں اترا تا کہ غسل کرلے اتنے میں ایک سوالی آیا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے لے، اس کے بعد وہ مر گیا تو اس کی 60 سالہ عبادت کا اس زنا سے موازنہ کیا گیا تو زنا کا گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ تھا، پھر ایک یا دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آگئیں، پس اس کی بخشش ہوگئی۔ (۲)

﴿31﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام حضرت سیِّدُنا نافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تکبر کرنے والا مسکین جنت میں داخل نہ ہوگا، نہ ہی بوڑھا زانی اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اپنے عمل سے احسان جتلانے والا۔'' (۳)

---

(۱)......الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما......الخ، الحدیث ۳۶۵۵، ج۳، ص۲۱۶ ص۳۳۶۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات وثوابھا، الحدیث ۳۷۹، ج۱، ص ۲۹۸۔

(۳)......التاریخ الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الرقم ۱۱۵۹۳/۲۲۵۵، ج۷، ص۳۸۶۔

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

﴿32﴾...... حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، اس کے بعد (راوی نے) پوری حدیثِ پاک بیان کی یہاں تک کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار (1000) سال کی مسافت سے پائی جائے گی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اسے والدین کا نافرمان، قطع تعلُّقی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا نہ پائے گا، بے شک کبریائی رَبُّ العٰلَمین ہی کے لئے ہے۔''[1]

زانیوں کی بدبو:

﴿33﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''7 آسمان اور 7 زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت بھیجتی ہیں اور بے شک زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی۔''[2]

﴿34﴾...... امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: قیامت کے دن لوگوں پر ایک بدبودار ہوا بھیجی جائے گی جس سے ہر نیک و بد اذیت میں مبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ ان سب تک مکمل طور پر پہنچ جائے گی تو ایک منادی ندا دے گا اور انہیں اپنی آواز سنائے گا اور ان سے کہے گا: ''کیا تم اس ہوا کے متعلق جانتے ہو جس نے تمہیں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم نہیں جانتے، مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ہمیں مکمل طور پر پہنچ چکی ہے۔'' تو انہیں کہا جائے گا: ''جان لو! یہ ان زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو ہے جنہوں نے دنیا میں توبہ نہ کی اور زنا (کے گناہ) کو لئے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں نظر انداز فرما دے گا اور نظر انداز کرتے ہوئے جنت یا دوزخ کا ذکر نہ کرے گا۔[3]

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٥٦٦٤، ج٤، ص١٨٧۔

[2] ......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدة بن الحصیب، الحدیث: ٤٤٣٣، ج١٠، ص٣١٠۔

[3] ......ذم الھوی، الباب الخامس والعشرون فی ذم الزنا، الحدیث: ٥٧، ص١٥٥۔

جامع الاحادیث، مسند علی، الحدیث: ٦٢٣٣٦، ج١٥، ص٤٠١۔

﴿35﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''جوشراب کی عادت میں مرگیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے نہرِ غوطہ سے پلائے گا۔'' عرض کی گئی: ''نہرِ غوطہ کیا ہے؟'' ارشادفرمایا: ''جوزانی عورتوں کی شرم گاہوں سے جاری ہوگی، ان کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کوسخت اذیت دے گی۔'' (۱)

﴿36﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''زنا پر قائم رہنے والا بُت پرست کی طرح ہے۔'' (۲)

﴿37﴾......یہ صحیح روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جب شراب کا عادی مرے گا تو ایک بت پرست کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک شراب پینے سے بھی زیادہ سخت اور بڑا گناہ ہے۔'' (۳)

﴿38﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں ایسے مَردوں کے پاس سے گزرا جن کی کھالوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، میں نے دریافت کیا: ''اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟'' عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کرتے تھے۔'' اس کے بعد سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''پھر میں ایک بدبودار ہوا والے کنوئیں کے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں شدید آوازیں سنیں، پوچھا: ''اے جبرئیل یہ کون ہیں؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی (اُمّت کی) عورتیں ہیں جو زینت کے لئے بناؤ سنگھار کیا کرتی تھیں اور ایسے کام کرتی تھیں جو ان کے لئے جائز نہ تھے۔'' (۴)

نزولِ عذاب کے اسباب:

﴿39﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''میری امت اس وقت تک بھلائی پر

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث ابو موسی الاشعری ،الحدیث:۱۹۵۸۶ ،ج۷،ص۱۳۹ ۔

(۲)......الترغیب والترھیب،کتاب الحدود،باب الترھیب من الزناسیما......الخ ، الحدیث۳۶۲۹،ج۳، ص۲۲۰ ۔

(۳)......المرجع السابق ۔المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن العباس،الحدیث۲۴۵۳،ج ۱ ، ص۵۸۳ ۔

(۴)......شعب الایمان للبیھقی ،باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث:۶۷۵۵،ج۵،ص۳۰۹،"تقرض"بدلہ"تقطع"۔

رہے گی جب تک ان میں زنا عام نہ ہوگا اور جب ان میں زنا عام ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔''(۱)

﴿40﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت اس وقت تک اپنے معاملے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں زنا کی اولاد عام نہ ہوگی۔''(۲)

﴿41﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جب زنا عام ہو جائے گا تو تنگ دستی اور غربت عام ہو جائے گی۔''(۳)

﴿42﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب نازل ہو گیا۔''(۴)

نسب کا انکار کرنے پر وعید:

﴿43﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب آیتِ ملاعنہ (پ۱۸، النور:۶ تا ۹) نازل ہوئی تو انہوں نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جس عورت نے اپنے بچے کو اس قوم میں شامل کیا جن میں سے وہ نہیں تو اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی جنت میں بھی داخل نہ فرمائے گا اور جس نے دیدہ دانستہ اپنے بچے کے نسب کا انکار کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اسے اپنی رحمت سے دور فرما دے گا اور اسے اگلے پچھلوں کے سامنے رسوا کرے گا۔''(۵)

10 زناؤں سے بڑھ کر زنا:

﴿44﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے

---

(۱)......المسند للامام احمد حنبل، حدیث میمونة بنت الحارث، الحدیث: ۲۶۸۹۴، ج۱۰، ص۲۴۶، بتغیرٍ۔

(۲)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث میمونة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۰۵۵، ج۶، ص۱۴۸۔

(۳)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة اُولِی الاَمر، فصل فی فضل الامام العادل، الحدیث: ۷۳۶۹، ج۶، ص۱۶۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۹۶۱، ج۴، ص۳۱۴۔

(۵)......سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء من الولد، الحدیث: ۳۵۱۱، ص۲۳۱۷۔

ارشاد فرمایا: ''تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ حرام ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے حرام فرمایا ہے لہٰذا یہ قیامت تک حرام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص 10 عورتوں سے زنا کرے یہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم (گناہ) ہے۔'' (۱)

﴿45﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والے کی طرف نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا بلکہ اسے حکم دے گا: جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جا۔'' (۲)

﴿46﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو (زنا کے لئے) ایسی عورت کے پاس بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس پر ایک اژدھا مسلَّط فرمائے گا۔'' (۳)

﴿47﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جو ایسی عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے قیامت کے دن خطرناک زہریلے سانپوں میں سے ایک سانپ ڈسے گا۔'' (۴)

﴿48﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مجاہدین کی عورتوں کی حرمت (اس سے) پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت، جہاد کرنے والا کوئی شخص پیچھے رہ جانے والے کسی شخص کو اپنے گھر والوں (کی حفاظت) کے لئے چھوڑے پھر وہ اس میں خیانت کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے گا لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''تو تمہارا کیا خیال ہے؟'' (۵)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث المقداد بن الاسود، الحديث: ۲۳۹۱۵، ج۹، ص۲۲۶۔

(۲)......فردوس الاخبار للديلمی، الحديث: ۳۱۹۰، ج۱، ص۴۲۶۔

(۳)......المعجم الکبير، الحديث: ۳۲۷۸، ج۳، ص۲۴۱۔

(۴)......مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب حرمة نساء المجاهدين، الحديث: ۱۰۵۵۹، ج۶، ص۳۹۵۔

(۵)......صحيح مسلم، کتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدين...الخ، الحديث: ۴۹۰۸، ۴۹۱۰، ص۱۰۱۷۔

﴿49﴾......ابوداؤدشریف کی روایت میں یہ بھی ہے: ''مگر یہ کہ اسے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ ہے تیرے گھر والوں میں پیچھے رہ جانے والا۔ لہٰذا اس کی نیکیوں میں سے جو چاہے لے لے۔'' [1]

﴿50﴾......نسائی شریف کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا وہ اس کی نیکیوں میں سے کچھ چھوڑے گا۔'' [2]

تنبیہ: زنا کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس پر ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے بلکہ صحیح حدیثِ پاک گزر چکی ہے کہ ''پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ زنا مطلقاً قتل سے بھی بڑا گناہ ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جسے شرک سے مُتَّصِل ذکر کیا گیا۔ جبکہ اصح قول یہ ہے کہ شرک سے متصل قتل ہے پھر زنا اور زنا کی سب سے بری قسم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ہے۔

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں فرماتے ہیں: ''زنا لواطت سے بھی بڑا گناہ ہے، اس لئے کہ اس میں شہوت دونوں طرف سے دعوت دیتی ہے۔ اس کا وقوع اکثر ہوتا ہے اور اس کی کثرت سے نقصان زیادہ ہوتا ہے۔'' [3]

اعتراض: یہ بات گزر چکی ہے کہ لواطت کی حد زنا سے سخت ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۲۴۱ھ) اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے لوطی کو رجم کرنے کا حکم دیا اگرچہ وہ غیر شادی شدہ ہو بخلاف زانی کے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے دوسرے گروہ نے لوطی کی حد میں جتنی شدَّت اختیار کی زنا کی حد میں اتنی شدت اختیار نہیں کی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات مفضول (یعنی جس پر کسی کو فضیلت دی گئی ہو) میں زیادتی ہوتی ہے اور اس میں بہت کلام ہے۔ اس ضمن میں حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا کلام بھی ہے جس کی مثالیں بیان ہو چکی ہیں

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی حرمة النساء المجاهدين على القاعدين، الحديث ۲۴۹۶، ص۱۴۰۸۔

[2] ......سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من خان غازيا فی اهله، الحديث ۳۱۹۳، ص۲۲۹۴، بتغيرٍ۔

[3] ......احياء علوم الدين، کتاب التوبة، بيان اقسام الذنوب......الخ، ج۴، ص۲۵۔

مگروہ ان کی ذاتی آراء پر مبنی ہے جبکہ اصحاب (یعنی شافعی علمائے کرام) رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مؤقف اس کے برخلاف ہے۔آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی کتاب اَلْمِنْهَاج کی عبارت یہ ہے: ''زنا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ پڑوسی کی بیوی، رشتہ دار یا اجنبی عورت سے ہو، لیکن ماہِ رمضان یا مکۂ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا میں زنا کرنا فحش ہے اور حد کے موجب زنا سے کم کوئی برا فعل کیا جائے تو وہ صغیرہ گناہ ہے اور اگر اپنے باپ کی بیوی یا بیٹے کی بیوی یا کسی اجنبی عورت سے زبردستی مجبور کر کے زنا کیا جائے تو بھی کبیرہ گناہ ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اس مؤقف کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: زنا مطلقاً فحش ترین گناہ ہے۔جیسا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ۔

اور صرف اپنے پڑوسی کی بیوی اور اس کے ساتھ مذکور دیگر عورتوں سے زنا کرنے کو فحش گناہ قرار دینا درست نہیں۔

اور بعض نے یہاں کئی امور ذکر کئے جو درج ذیل ہیں۔جہنم کے بارے میں اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍؕ (پ۱۴، الحجر: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: اس کے سات دروازے ہیں۔'' کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ''غم، تکلیف، گرمی اور بدبودار ہوا کے اعتبار سے ان دروازوں میں سے سب سے زیادہ سخت دروازہ زانیوں کے لئے ہوگا۔'' اور حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ''جہنمی بدبودار ہوا پائیں گے تو کہیں گے: ''ایسی سخت بدبودار ہوا تو ہم نے کبھی نہیں پائی۔'' تو انہیں کہا جائے گا: ''یہ زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے۔''

امامُ التفسیر حضرت سیِّدُنا ابنِ زید رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ''زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی۔'' اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے لئے جو 10 آیات عطا فرمائیں ان میں یہ بھی ہے: ''اور چوری اور زنا سے بچتے رہنا ورنہ میں تم سے اپنی رحمت روک دوں گا۔'' پس جب اپنے مقرَّب نبی حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو یہ ارشاد فرمایا تو کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟'' [1]

---

[1] ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث ۵۸۵۸، ج۴، ص۲۲۲۔

کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة العاشرة: الزنی......الخ، ص۵۷۔

شیطان کا خاص ساتھی:

﴿51﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''ابلیس زمین میں اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے: ''تم میں سے جس نے کسی مسلمان کو گمراہ کیا میں اس کے سر پر تاج پہناؤں گا۔'' پس ان میں سب سے زیادہ فتنہ باز اس کا سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ ایک اس کے پاس آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں شخص پر مسلّط رہا یہاں تک کہ اس نے بیوی کو طلاق دے دی۔'' تو شیطان کہتا ہے: ''تو نے کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ کسی دوسرے سے شادی کر لے گا۔'' پھر دوسرا آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان پھوٹ ڈال دی۔'' شیطان کہتا ہے: ''تو نے بھی کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ آپس میں صلح کر لیں گے۔'' پھر تیسرا آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس نے زنا کر لیا۔'' تو ابلیس ملعون کہتا ہے: ''تو نے بہت اچھا کام کیا۔'' پس وہ اسے اپنے قریب کر کے اس کے سر پر تاج رکھ دیتا ہے۔'' (۱)

ہم شیطان اور اس کے لشکر کے شر سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (آمین)

﴿52﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک شرک کے بعد اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ انسان اپنا نطفہ حرام شرمگاہ میں ڈالے۔'' (۲)

وادیٔ جُبُّ الحُزْن کی مخلوق:

﴿53﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس میں سانپ ہیں، ہر سانپ اونٹ کی گردن جتنا موٹا ہے، وہ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر بے نمازی کے جسم میں 70 سال تک جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل کر ہڈیوں سے الگ ہو جائے گا اور جہنم میں ایک ایسی وادی بھی ہے جس کا نام جُبُّ الحُزْن (یعنی غم کا کنواں) ہے، اس میں سانپ اور بچھو ہیں، ان میں سے ہر بچھو خچر جتنا بڑا

۱......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، الحدیث: ۶۱۵۵، ج۸، ص۲۴۔
صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان......الخ، الحدیث: ۷۱۰۶، ص۱۱۶۸، دون قولہ: حتی القیت ......الی العداوۃ۔

۲......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الورع، باب الورع فی الفرج، الحدیث: ۱۳۷، ج۱، ص۲۱۹۔

ہے، اس کے 70 ڈنک ہیں، ہر ڈنک میں زہر کی مشک ہے، جب وہ زانی کو ڈنک مارے گا اور اپنا زہر اس کے جسم میں انڈیلے گا تو وہ ہزار (1000) سال تک اس کے درد کی شدت محسوس کرتا رہے گا، پھر اس کا گوشت جھڑ جائے گا اور اس کی شرم گاہ سے پیپ اور کچ لہو (یعنی خون ملی پیپ) بہنے لگے گی۔'' (۱)

دَیُّوث پر جنت حرام ہے:

﴿54﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو زانی اور زانیہ کو قبر میں اس امت کا نصف عذاب ہوگا، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس عورت کے شوہر کو زانی کی نیکیاں لینے کا حکم دے گا، یہ تب ہوگا جبکہ اسے اس (زنا) کا علم نہ تھا اور اگر وہ جاننے کے باوجود خاموش رہا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام کردے گا کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ تو دیوث پر حرام ہے۔'' دیوث وہ ہے جو اپنی بیوی کی بے حیائی سے آگاہ ہونے کے باوجود خاموش رہتا ہے اور غیرت نہیں کھاتا۔ (۲)

اعضا کی گواہی:

﴿55﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے کسی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگایا جو اس پر حلال نہیں تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوگا اور اگر اسے بوسہ دیا تو اس کے دونوں ہونٹ جہنم میں کاٹ دیئے جائیں گے اور اگر اس سے زنا کیا تو اس کی ران بولے گی اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی: ''میں حرام چیز پر سوار ہوئی۔'' پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف ناراضی کی نظر سے دیکھے گا تو اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا اور وہ جھگڑا کرتے ہوئے کہے گا: ''میں نے ایسا نہیں کیا۔'' تو اس کی زبان اس کے خلاف گواہی دے گی اور کہے گی: ''میں نے حرام کلام کیا۔'' اور اس کے ہاتھ کہیں گے: ''میں نے حرام پکڑا۔'' اور اس کی آنکھ کہے گی: ''میں نے حرام شے کو دیکھا۔'' اور اس کا پاؤں کہے گا: ''میں حرام کاموں کی طرف چلا۔'' اور اس کی شرم گاہ کہے گی: ''میں نے ایسا کیا۔'' اور محافظ فرشتہ کہے گا:

---

(۱)...... کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العاشرۃ: الزنی......الخ، ص۵۹۔

(۲)......المرجع السابق۔

''میں نے سنا۔'' اور دوسرا فرشتہ کہے گا: ''میں نے لکھا۔'' اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں بھی اس کو جانتا تھا لیکن میں نے اسے چھپایا۔'' پھر فرمائے گا: ''اے فرشتو! اسے پکڑو اور میرے عذاب کا مزہ چکھاؤ، میرا سب سے زیادہ غضب اس پر ہوتا ہے جو مجھ سے بہت کم حیا کرتا ہے۔'' (1)

اور اعضاء کے گواہی دینے کے بارے میں فرمانِ خداوندی ہے:

یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (پ۱۸، النور: ۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔

محرم عورتوں (جن سے نکاح حرام ہے) سے زنا کرنا سب سے بڑا زنا ہے اور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے محرم عورت سے زنا کیا اُسے قتل کردو۔'' (2)

زنا کے نتائج:

مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ زنا کے نتائج انتہائی برے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) یہ جہنم اور شدید عذاب میں مبتلا کرتا ہے (۲) فقر و تنگدستی لاتا ہے اور (۳) زانی کی اولاد سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

ایک بادشاہ کے متعلق منقول ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس بات کا تجربہ کیا جو کہ انتہائی حسین وجمیل تھی، اس نے ایک مسکین عورت کے ساتھ اُسے باہر بھیجا اور حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی جو چاہے کرے وہ کسی کو نہ روکے، اس کے بعد اسے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے چہرے سے حجاب ہٹا کر اسے لے کر بازاروں میں گھومے پھرے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ جس شخص کے پاس سے بھی گزرتی وہ شرم وحیا سے اپنا سر نیچے جھکا لیتا، جب اس نے تمام شہر گھوم لیا اور کسی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا یہاں تک کہ وہ اسے لے کر بادشاہ کے گھر کے پاس پہنچ گئی جوں ہی وہ گھر میں داخل ہونے لگی تو ایک شخص نے اُس شہزادی کو روک لیا اور اس کو بوسہ دیا، اس کے بعد اسے چھوڑ کر چلا گیا، اس عورت نے شہزادی کو بادشاہ کے پاس پہنچایا، بادشاہ نے سارا ماجرا دریافت کیا تو اس نے بتا دیا، پس بادشاہ

(1) ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرة العاشرة: الزنی......الخ، ص۵۹۔

(2) ......سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب من اتی ذات مَحْرَم ومن اتی بھیمة، الحدیث: ۲۵۶۴، ص۲۶۳۱۔

نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر کیا اور یوں عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک عورت کو بوسہ دیا اور مجھ سے اس کا بدلہ لے لیا گیا۔''

زنا کے درجات:

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ زنا کے کئی درجات ہیں: (۱)......بغیر شوہر والی اجنبی عورت سے زنا کرنا بڑا گناہ ہے (۲)......اس سے بھی بڑا گناہ شوہر والی اجنبی عورت سے زنا کرنا ہے (۳)......اس سے بھی بڑھ کر گناہ محرم عورت سے زنا کرنا ہے (۴)......ثَیِّبہ (یعنی شادی شدہ) عورت سے زنا کرنا باکرہ (یعنی کنواری) سے زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کی حد مختلف ہے (۵)......بوڑھے کا زنا کرنا اس کی عقل کے کامل ہونے کی وجہ سے جوان کے زنا کرنے سے زیادہ برا ہے (۶)......آزاد اور عالم کا زنا کرنا ان کے کامل ہونے کی وجہ سے غلام اور جاہل کے زنا کرنے سے زیادہ قبیح ہے۔

خاتمہ: شرمگاہ کی حفاظت

سایۂ عرش پانے والا خوش نصیب:

﴿1﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 7 بندوں کو اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جسے کوئی منصب و جمال والی عورت برائی کی دعوت دے تو وہ کہے: بے شک میں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔''(1)

کِفْل کی بخشش:

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک یا دو مرتبہ یہ حدیثِ پاک بیان فرماتے نہیں سنا یہاں تک کہ 7 تک کا عدد شمار کر کے فرمایا بلکہ میں نے 7 سے زائد مرتبہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، الحدیث:۱۴۲۳، ص۱۱۲۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوارشادفرماتے سنا: بنی اسرائیل میں کِفْل نامی ایک شخص تھاجواپنے کسی عمل میں بھی گناہ سے نہ بچتا تھا،ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی،اس نے اسے 60 دیناراس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا۔جب وہ اس عورت کے پاس (زنا کے لئے)اس طرح بیٹھ گیا جس طرح شوہر اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی،اس نے پوچھا:''تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟''تو عورت نے کہا:''نہیں،مگر(میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ)میں نے پہلے کبھی ایسا برا کام نہیں کیااور مجھے شدید حاجت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔''تو اس نے کہا:''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ایسا کررہی ہے تو میں اس سے ڈرنے کا زیادہ حق دار ہوں،تو چلی جااور میں نے تجھے جو کچھ دیا ہے وہ بھی تیرے لئے ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آئندہ میں کبھی بھی اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔''پھر اسی رات اس کا انتقال ہوگیا،صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کِفْل کی بخشش فرمادی۔'' لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ (1)

ترکِ زنا پر دنیا میں انعام:

امام بخاری ومسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ان 3 اشخاص کے متعلق روایت ذکر کی جن پر غار کا منہ بند ہوگیا تھا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے:''تمہیں اس چٹان سے اسی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دعا کرو۔''تو ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھی، میں نے اسے اس کے نفس کے بارے میں بہت ورغلایا مگر اس نے انکار کردیا یہاں تک کہ ایک سال شدتِ قحط کے سبب اسے حاجت پیش آئی تو میرے پاس آئی، میں نے اسے 120 دیناراس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ تنہائی مہیا کرے، وہ میری بات مان گئی یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قدرت پائی تو وہ کہنے لگی:''تیرے لئے جائز نہیں کہ تو ناحق اس مہر کو توڑے (یعنی نکاح کے بغیر ایسا کام کرے)۔''تو میں زنا کاری سے باز رہا اور اسے چھوڑ دیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اور سونے کے جو دینار میں نے اسے دیئے تھے وہ بھی اسی کے پاس رہنے دیئے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل فقط تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم جس مصیبت میں

(1)......جامع الترمذی،ابواب صفة القیامة ،باب فیه اربعة احادیث، الحدیث:۲۴۹۶،ص۱۹۰۳۔

جامع الاصول للجزری، قصة الکفل، الحدیث:۷۸۲۳، ج۱۰،ص۳۱۱۔

مبتلا ہیں وہ ہم سے دور فرما دے۔'' پس چٹان ہٹ گئی۔''[۱]

جنت کی نوید مسرَّت:

﴿3﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور زنا نہ کرو، سن لو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔''[۲]

﴿4﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''اے قریش کے جوانو! زنا مت کرو بے شک جس کی جوانی (گناہ سے) محفوظ رہی وہ جنت میں داخل ہوگیا۔''[۳]

﴿5﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''جس عورت نے پانچوں فرض نمازیں پڑھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔''[۴]

﴿6﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''[۵]

﴿7﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے:''جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کے شر سے بچایا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔''[۶]

﴿8﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے میری خاطر دونوں جبڑوں اور دونوں رانوں کے درمیان والی چیز کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔''[۷]

---

[۱]......صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب من استأجر أجیراً فترک اجرہ......الخ ،الحدیث۲۲۷۲،ص۱۷۶۔

[۲]......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج ،الحدیث۵۴۲۵،ج۴،ص۳۶۵۔

[۳]......المرجع السابق، الحدیث۵۴۲۶۔

[۴]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ،کتاب النکاح ،باب معاشرۃ الزوجین، الحدیث۴۱۵۱،ج۶،ص۱۸۴۔

[۵]......صحیح البخاری ،کتاب الرقاق ،باب حفظ اللسان ،الحدیث۶۴۷۴،ص۵۴۳،"ضمنت"بدلہ"اضمن"۔

[۶]......جامع الترمذی ،ابواب الزھد ،باب ماجاء فی حفظ اللسان،الحدیث۲۴۰۹،ص۱۸۹۳۔

[۷]......المعجم الکبیر، الحدیث۹۱۹،ج۱،ص۳۱۱۔

﴿9﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز اور شرمگاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ [1]

﴿10﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”تم مجھے اپنی 6 چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (۱)......جب گفتگو کرو تو سچ بولو (۲)......جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳)......جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو (۴)......اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵)......اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھو اور (۶)......اپنے ہاتھوں کو (زیادتی سے) روکے رکھو۔“ [2]

ترکِ گناہ کے نصیحت آموز واقعات:

﴿1﴾......عرب کے ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہوگیا، اس نے اس پر بہت زیادہ مال خرچ کیا یہاں تک کہ اس عورت نے اسے اپنے نفس پر قدرت دے دی، جب وہ اس کے ساتھ فعلِ بد کے ارادہ سے بیٹھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ فکرمند ہوگیا پھر اس عورت کو چھوڑ کر جانے لگا تو اس نے پوچھا: ”تجھے کیا ہوا؟“ اس نے جواب دیا: ”جو تھوڑی سی لذت کے بدلے ایسی جنت بیچے جس کی چوڑائی زمین وآسمان جتنی ہے یقیناً وہ اس رقبہ کی اہمیت سے بہت کم واقف ہے۔“ پھر اسے چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

جلتے چراغ پر اُنگلی رکھ دی:

﴿2﴾......ایک نیک شخص کے متعلق منقول ہے کہ اسے اس کے نفس نے برائی پر اُبھارا، اس کے قریب ایک چراغ رکھا ہوا تھا، وہ اپنے نفس سے کہنے لگا: ”اے نفس! میں اپنی انگلی اس چراغ پر رکھتا ہوں، اگر تو نے اس کی حرارت کو برداشت کرلیا تو میں تجھے اس چیز کی قدرت دے دوں گا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔“ پھر جوں ہی اس نے چراغ پر اپنی انگلی رکھی تو اس کے نفس نے محسوس کیا کہ قریب ہے کہ آگ کی شدَّت کی وجہ سے روح نکل جائے جبکہ حالت یہ تھی کہ وہ اس کو برداشت کررہے تھے اور اپنے نفس سے فرما رہے تھے: ”کیا تو اسے برداشت نہیں کرسکتا؟ جب تو اس معمولی

---

[1] ......المسند للامام احمد حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث: ۱۹۵۷۶، ج۷، ص۱۳۷۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث: ۲۲۸۲۷، ج۸، ص۴۱۲۔

آگ کو برداشت نہیں کرسکتا جسے پانی میں 70 مرتبہ بُجھایا گیا یہاں تک کہ اہلِ دُنیا اس کو برداشت کرنے پر قادر ہوئے تو تُو جہنم کی اُس آگ کو کیسے برداشت کرے گا جس کی تپش اس سے 70 گنا زیادہ ہے۔'' پس اس کا نفس اس خیال سے پھر گیا اور اس کے بعد اُسے کبھی ایسا خیال بھی نہ گزرا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر 359: لواطت

کبیرہ نمبر 360: چوپائے سے بدکاری کرنا

کبیرہ نمبر 361: عورت کی دبر میں وطی کرنا

لِوَاطَت کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾ ...... حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ قومِ لُوط کے عمل کا خوف ہے۔'' (۱)

﴿2﴾ ...... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو قوم بھی عہد توڑ دیتی ہے اس میں قتل وغارت گری (عام) ہو جاتی ہے اور جس قوم میں فحاشی آ جاتی ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر موت مسلَّط فرما دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے بارش روک لیتا ہے۔'' (۲)

﴿3﴾ ...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے گروہِ مہاجرین! 5 باتیں ایسی ہیں جن سے تم آزمائے جاؤ گے اور میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ، (ان میں سے پہلی یہ ہے کہ) جب کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور انہوں نے اعلانیہ اس کا اِرتکاب کیا تو ان میں طاعون اور ایسی بیماری پھیل گئی جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھی۔'' (۳)

......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی، الحدیث۱۴۵۷، ص۱۸۰۰۔

......المستدرک، کتاب الجهاد، باب ما نقض قوم العهد......الخ، الحدیث۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث۴۰۱۹، ص۲۷۱۸، دون قوله"خصال"۔

﴿4﴾……شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب ذمیوں پر ظلم کیا جائے گا تو سلطنت دشمنوں کے پاس چلی جائے گی اور جب زنا بہت زیادہ ہوجائے گا تو قیدیوں کی کثرت ہوجائے گی اور جب لواطت کی کثرت ہوجائے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مخلوق سے اپنا دستِ رحمت اٹھالے گا، پھر وہ جس وادی میں بھی ہلاک ہوجائیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی پرواہ نہ کرے گا۔'' (۱)

﴿5﴾……حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے 7 بندوں پر 7 آسمانوں کے اوپر سے لعنت فرماتا ہے،ان میں سے ایک پر 3 بار لعنت لوٹتی ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ ان میں سے ہر ایک پر ایسی لعنت کرتا ہے جو اسے کافی ہوتی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''(۱) جس نے قومِ لُوط کا سا عمل کیا وہ ملعون ہے،جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے،جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا وہ ملعون ہے (۲) جس نے غیر اللہ (یعنی بتوں وغیرہ) کے نام پر ذبح کیا وہ بھی ملعون ہے (اس کے متعلق حاشیہ کبیرہ نمبر 351،صفحہ 459 پر ملاحظہ فرمایئے) (۳) جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی وہ بھی ملعون ہے (۴) جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ بھی ملعون ہے (۵) جس نے کسی عورت اور اس کی بیٹی کو (نکاح میں) جمع کیا وہ بھی ملعون ہے (۶) جس نے زمین کی حدود کو بدلا وہ بھی ملعون ہے اور (۷) جس نے خود کو اپنے مالکوں کے علاوہ کی طرف منسوب کیا وہ بھی ملعون ہے۔'' (۲)

﴿6﴾……حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے زمین کی حدود کو بدلا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اندھے کو راستے سے بھٹکایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے علاوہ کی طرف منسوب کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پر بھی لعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا۔'' راوی فرماتے ہیں، آخری بات آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے تین مرتبہ دُہرائی۔'' (۳)

---

(۱)……المعجم الکبیر، الحدیث۱۷۵۲، ج۲، ص۱۸۴۔

(۲)……المعجم الاوسط، الحدیث۸۴۹۷، ج۶، ص۱۹۹۔

(۳)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود، باب الزنا وحدّہ، الحدیث:۴۴۰۰، ج۶، ص۲۹۹۔

﴿7﴾……سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پرلعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پرلعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط کا سا عمل کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص پرلعنت فرمائی جس نے قومِ لُوط جیسا عمل کیا۔'' (1)

﴿8﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جو صبح بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں کرتے ہیں اور شام بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں کرتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں اور چوپایوں اور مردوں سے وطی کرنے والا۔'' (2)

﴿9﴾……نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کو تم قومِ لُوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول (یعنی لواطت کرنے اور کروانے والے) دونوں کو قتل کر دو۔'' (3)

﴿10﴾……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو چوپائے سے صحبت کرے اسے قتل کر دو اور چوپائے کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دو (4)۔'' (5)

﴿11﴾……دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تین آدمیوں کی

(1)……السنن الکبری للنسائی، ابواب التعزیرات والشھود، باب من عمل عمل قوم لوط، الحدیث۷۳۳۷، ج۴، ص۳۲۲۔

(2)……المعجم الاوسط، الحدیث۶۸۵۸، ج۵، ص۱۴۳۔

شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۸۵، ج۴، ص۳۵۶۔

(3)……سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط، الحدیث۴۴۶۲، ص۱۵۴۹۔

(4)……مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان (متوفی۱۳۹۱ھ) مراۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 296 پر اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''(جانور کو) قتل فرمانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ اسے ذبح نہ کیا جائے کہ جانور کا ذبح صرف کھانے کے لئے ہوتا ہے اسے کھانا نہیں، صرف مار کر جلانا یا دفن کر دینا ہے۔ یہ جانور کا قتل یا اس لئے ہے تاکہ اس سے مخلوط بچہ نہ پیدا ہو جائے جو آدمی اور جانور کی مخلوط شکل رکھتا ہوتا کہ اس کی بقا سے اس فعل کا چرچا نہ ہو اور اُس (شخص) کی بدنامی نہ ہو۔''

(5)……سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فیمن اتی بھیمۃ، الحدیث۴۴۶۴۔

توحید کی گواہی قبول نہیں کی جاتی: (۱)......لواطت کرنے اور کروانے والا (۲)......آپس میں بدکاری کرنے والی دو عورتیں اور (۳)......ظالم امام۔'' [1]

﴿12﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو مرد کے ساتھ بدفعلی کرے یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' [2]

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''یہ چھوٹی لواطت ہے یعنی مرد اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' [3]

﴿14﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حیا کرو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات سے حیا نہیں فرماتا اور عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی نہ کرو۔'' [4]

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات (بیان کرنے) سے حیا نہیں فرماتا، عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی نہ کرو۔'' [5]

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' [6]

﴿17﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرو، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات (بیان کرنے) سے حیا نہیں فرماتا، تمہارے لئے عورتوں کے ساتھ ان کی دُبُر میں وطی کرنا جائز نہیں۔'' [7]

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۳۱۰۴، ج۲، ص۲۳۰۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیة اتیان النساء فی ادبارھن، الحدیث:۱۱۶۵، ص۱۷۶۶۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۷۱۵، ج۲، ص۶۰۲۔

[4] ......السنن الکبری للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب ذکر حدیث عمر بن الخطاب فیه، الحدیث:۹۰۰۹، ج۵، ص۳۲۲۔

[5] ......سنن ابن ماجه، ابواب النکاح، باب النھی عن اِتیان النساء فی اَدبارھن، الحدیث:۱۹۲۴، ص۲۵۹۲۔

[6] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۷۲۲، ج۵، ص۳۹۳۔

[7] ......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی بیان مایقتضیه الاستحیاء۔۔الخ، الحدیث:۲۴۵۸، ص۱۸۹۹۔

سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، باب المھر، الحدیث:۳۷۰۸، ج۳، ص۳۴۱۔

﴾18﴿……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرتے ہیں۔'' (1)

مَحَاشّ، مِحَشَّۃٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد عورت کا پچھلا مقام ہے۔

﴾19﴿……سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے عورتوں کے پچھلے مقام میں (حلال جانتے ہوئے) وطی کی اس نے کفر کیا۔'' (2)

﴾20﴿……رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (3)

﴾21﴿……حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ملعون (یعنی رحمتِ الٰہی سے دُور) ہے وہ شخص جو عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔'' (4)

﴾22﴿……رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کی یا کاہن کے پاس آیا اور اسے سچا جانا تو اس نے **محمد** (صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر نازل کردہ دین کا انکار کیا۔'' (5)

﴾23﴿……حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حائضہ عورت سے صحبت کی یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کیا یا کاہن کے پاس آیا پھر اس کی تصدیق کی تو وہ اس سے بری ہے جو **محمد** (صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر نازل کیا گیا۔'' (6)

﴾24﴿……حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں سے ان کے پچھلے

---

1 ……المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۹۳۱، ج۱، ص۵۲۴۔

2 ……المعجم الاوسط، الحدیث: ۹۱۷۷، ج۶، ص۳۹۳۔

3 ……سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النھی عن اِتیان النساء فی اَدبارھن، الحدیث: ۱۹۲۳، ص۲۵۹۲۔

4 ……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۷۴۳، ج۳، ص۴۵۱۔

5 ……سنن ابن ماجہ، ابواب التیمم، باب النھی عن اِتیان الحائض، الحدیث: ۶۳۹، ص۲۵۱۴۔

6 ……سنن ابی داود، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الکھان، الحدیث: ۳۹۰۴، ص۱۵۱۰۔

مقام میں صحبت نہ کرو بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ حق بات سے حیا نہیں فرماتا۔'' (1)

تنبیہ:

ان تین کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، پہلے کے کبیرہ ہونے میں تو ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اجماع ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کا نام فَاحِشَہ اور خَبِيْثَه رکھا اور اس کی وجہ سے اُمَمِ سابقہ میں سے ایک امت کی سزا کا بھی ذکر فرمایا۔

شوافع کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ قیاساً لغت کے ثبوت سے یہ زنا کے تحت داخل ہے اور جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک اس میں حد (یعنی مقررہ سزا) ہے۔ ہمارے (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ نے پہلے گناہ کی طرح دوسرے اور تیسرے کو بھی کبیرہ قرار دیا ہے جیسا کہ یہ ظاہر اور واضح ہے نیز یہ فعل بدقومِ لوط بھی کرتی تھی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ڈرانے کے لئے اپنی کتابِ عزیز میں ان کا قصہ بیان فرمایا تاکہ ہم ان کی راہ پر نہ چلیں اور ہم بھی اس گناہ میں نہ مبتلا ہو جائیں جس میں وہ مبتلا ہوئے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

(پ ۱۲، ھود: ۸۲ تا ۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے، جو نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں۔

مذکورہ آیات کی تفسیر

''فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان کی بستیوں کو جڑ سے اُکھیڑ دے پس انہوں نے ان بستیوں کو اُکھیڑا اور انہیں لے کر اُفق کے کنارے تک بلندی پر پہنچ گئے یعنی اپنے پروں پر اتنا اوپر اُٹھالیا یہاں تک کہ آسمانِ دُنیا کے رہنے والے فرشتوں نے ان کے جانوروں کی آوازیں سن لیں اور پھر اس بستی کو ان پر پلٹ دیا۔ ''سِجِّيْلٍ'' سے مراد ایسی تر مٹی ہے جس کو آگ میں جلایا گیا ہو۔ ''مَّنْضُوْدٍ'' سے مراد یہ ہے کہ پے درپے، ایک دوسرے کے فوراً بعد وہ پتھر برسائے گئے۔ ''مُّسَوَّمَةً'' سے

(1)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۷۵، ج۴، ص۳۵۵۔

مراد ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جسے وہ لگتا یا اس پر ایسی علامت ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ یہ دنیاوی پتھروں میں سے نہیں۔ ''عِنْدَ رَبِّكَ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ پتھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں ہیں جن میں اس کی اجازت سے ہی تصرف کیا جا سکتا ہے۔ ''وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ'' سے مراد یہ ہے کہ ان بستیوں میں بسنے والے، ظالم کافروں سے کچھ دور نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ پتھروں کا یہ عذاب اس امت کے ظالموں سے بعید نہیں کہ اگر یہ ان جیسے برے کام کریں تو اِن پر بھی وہی عذاب اُترے گا جو اُن پر نازل ہوا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ قومِ لُوط کے عمل کا خوف ہے پھر جس نے ایسا کام کیا اس پر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 بار لعنت فرمائی۔'' اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ (پ ۱۹، الشعراء: ۱۶۵ تا ۱۶۶)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوروئیں بنائیں، بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔

''قَوْمٌ عٰدُوْنَ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ حد سے بڑھنے والے اور حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے تھے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی، بے شک وہ برے لوگ بے حکم تھے۔

''وَنَجَّيْنٰهُ'' یعنی ہم نے لُوط کو نجات بخشی۔ ''كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ'' سے مراد یہ ہے کہ ان کا سب سے گندا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں مَردوں سے بدفعلی کرتے تھے۔ ان کے اندر مزید یہ گندی عادتیں بھی پائی جاتی تھیں کہ وہ اپنی مجالس میں ٹھٹھا کے طور پر گُوز مارتے یعنی بلند آواز سے اپنی ہوا خارج کرتے، اپنی شرمگاہیں کھول کر چلتے اور بیٹھتے تھے، عورتوں کی طرح مہندی لگاتے اور بناؤ سنگھار کرتے تھے، نیز اس کے علاوہ اور بھی بری حرکتیں کیا کرتے تھے۔

---

[1] ......تفسیر البغوی، الشعراء، تحت الآیۃ ۱۶۶، ج۳، ص۳۳۹۔

حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:''10 عادتیں قومِ لُو ط کے اعمال میں سے ہیں:(۱)...... بالوں کوخوب جمانا(یعنی مانگ نکالنا)(۲)......تہبند کھلا چھوڑے رکھنا(۳)......غلیل بازی کرنا اور کنکریاں پھینکنا(۴)......اُڑنے والے کبوتروں کے ساتھ کھیلنا(۵)......اُنگلیاں چٹخانا(۶)......ٹخنوں سے آوازیں نکالنا(۷)......تہبندلٹکانا(۸)......قباؤں (یعنی کپڑوں کے اوپر پہنے جانے والے والے ڈھیلےلباس) کے بٹن کھلے چھوڑ دینا (۹)......شراب نوشی کا عادی ہونااور(۱۰)......مردوں سے وطی کرنا۔''

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مزید فرماتے ہیں:''عنقریب اس امت میں مزیدایک برائی کااضافہ ہوجائے گااوروہ عورتوں کا آپس میں بدکاری کرنا ہے۔'' مروی ہے کہ'' شطرنج کھیلنا، کتوں کے درمیان لڑائی کرانا، مینڈھوں کی لڑائی کے ذریعے ایک دوسرے کوشکست دینا، مُرغوں کولڑانا، بغیر تہبند کے حمام میں داخل ہونااور ناپ تول میں کمی کرنا بھی ان کی عادتوں میں شامل تھا، پس جس نے ایسا کیااس کے لئے ہلاکت ہے۔'' [1]

کبوتر بازوں کے لئے درسِ عبرت:

حدیثِ پاک میں ہے، میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جو کبوتر کے ساتھ کھیلتا ہے وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک فقر کا دردوالم نہ چکھ لے۔'' [2]

قومِ لُو ط پرعذاب کی کیفیت:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی امت پراس طرح عذاب جمع نہ کیا جس طرح قومِ لُو ط پرعذاب جمع کیا، اس نے ان کی آنکھیں بے نور کردیں اوران کے چہرے سیاہ کردیئے، حضرت سیِّدُ ناجبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کوان کی بستیوں کوجڑ سے اکھیڑنے اور پھرانہی پر پلٹنے کاحکم دیا گیا تاکہ ان کا اوپر کا حصہ نیچے کی طرف ہوجائے، اس کے بعدانہیں زمین میں دھنسادیا گیا، پھران پرآسمان سے پتھروں کی بارش برسائی گئی۔

---

[1] ......کتاب الکبائرللذھبی،الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ:اللواط، ص۶۲،۶۳۔

[2] ......شعب الایمان للبیھقی،باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث:۶۵۳۸،ج۵، ص۲۴۵۔

لُوطی کی سزا میں مختلف اقوال:

لُوطی کوقتل کرنے پرصحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا اجماع ہے مگراس کے قتل کی کیفیت میں اختلاف ہے۔حضرت سیِّدُ نامجاہدعَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''جس نے کسی بچے سے بدفعلی کی اس نے کفرکیا۔''

حضرت سیِّدُ ناابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں:''لوطی جب بغیرتوبہ کئے مرجاتا ہے تو قبر میں اس کا چہرہ مَسْخ ہوکرخنزیرجیسا ہوجاتا ہے۔''[1]

منقول ہے کہ اس اُمت میں 3 قسم کے لوگ لُوطی ہیں:''(۱)......جواَمردوں کوصرف دیکھتے ہیں (۲)......جو اُن سے ہاتھ ملاتے ہیں اور(۳)......جواُن کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔''[2]

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں:کسی عورت یا اَمْرَد کوشہوت سے دیکھنازنا ہے۔کیونکہ حضور صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ''آنکھوں کا زنا دیکھنا،زبان کا زنا بولنا،ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے جبکہ دل مائل ہوتا اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''[3] اسی لئے صالحین کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اَمْرَدوں (یعنی جنہیں دیکھ کرشہوت آئے ان) کودیکھنے،ان سے خلط ملط ہونے اوران کے ساتھ بیٹھنے سے بچنے کے متعلق مبالغہ فرمایا۔

حضرت سیِّدُ ناحَسَن بن ذکوان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:''امیروں کی اولاد کے ساتھ نہ بیٹھا کرو کیونکہ ان کی صورتیں کنواری عورتوں کی صورتوں جیسی ہوتی ہیں نیز وہ عورتوں سے زیادہ فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔''ایک تابعی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:''میں نوجوان سالِک (یعنی عابدوزاہدنوجوان) کے ساتھ بے ریش لڑکے کے بیٹھنے کو 7 درندوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔''[4]

---

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ:اللواط، ص۶۳۔

[2] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث:۵۴۰۲،ج۴،ص۳۵۹۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب القدر،باب قدر علی ابن آدم حظہ.الخ، الحدیث:۶۷۵۳،۶۷۵۴،ص۱۱۴۱، بتغیرٍقلیلٍ۔

[4] ......شعب الایمان للبیھقی،باب فی تحریم الفروج، الحدیث:۵۳۹۶۔۵۳۹۷،ج۴،ص۳۵۸۔

اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے عورت پر قیاس کرتے ہوئے گھر، دُکان یا حمام میں اَمْرَد کے ساتھ خلوت کو حرام قرار دیا کیونکہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو ان کے درمیان شیطان داخل ہو جاتا ہے۔''(1)

جو اَمرد عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے اس میں فتنہ بھی زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اس سے عورتوں کی نسبت زیادہ برائی کا امکان ہوتا ہے اور اس کے حق میں عورتوں کی نسبت شک اور شر کے ایسے طریقے آسان ہیں جو عورت کے حق میں آسان نہیں لہٰذا اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بدرجۂ اَولیٰ حرام ہونا چاہئے۔ ان سے بچنے اور نفرت کرنے کے بارے میں اسلاف کے بے شمار اقوال ہیں اور وہ انہیں اَنتان (یعنی بدبودار) کہتے تھے کیونکہ شرعی طور پر وہ گندگی کا باعث ہیں جو بحث ذکر کی گئی ہے اس سب میں یہی حکم ہے خواہ اچھی نیت سے دیکھا جائے یا بری نیت سے۔(2)

بعض کا یہ کہنا کہ صحیح نظر سے اَمْرَد کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں، یہ شیطانی مکر وفریب ہے اور اس کی وجہ سے بعض کے قلم بہک گئے۔ جب شارع نے دیکھا جو کہ لوگوں سے زیادہ ان کے بارے میں آگاہ ہے تو اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ البتہ! جب اس نے اس (یعنی زنا اور لواطت) کو مطلق ذکر کیا اور تفصیل بیان نہ کی تو ہم نے جان لیا کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے علاوہ بھی کثیر توجیہات ہیں جو اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں لیکن جن کے نفس خبیث ہوں، عقلیں اور دین فاسد ہوں اور انہوں نے خود کو شرعی احکام کا پابند بھی نہ بنایا ہو تو شیطان ان کے لئے یہ چیزیں مزیَّن کرتا ہے یہاں تک کہ انہیں اس سے زیادہ قبیح گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے جیسا کہ شیطان ملعون کی عادت ہے کہ وہ جاہل امیر اور کوتاہ لوگوں کو ذلیل کرتا ہے، پس جو اپنے نفس پر شیطان کو تھوڑی سی گنجائش دیتا ہے وہ اس کا مذاق اڑاتا، اسے گھٹیا سمجھتا اور مسخری کا آلہ بنا لیتا ہے، پھر اس کے ساتھ اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ لہٰذا اے محتاط، عقل مند، دیکھنے والے، نکتہ چین اور کامل انسان! تجھ پر لازم ہے کہ اس کے راستوں، بہکاووں اور خوش نمائیوں سے اجتناب کر، خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ، ظاہر ہوں یا مخفی، نیز بغیر کسی شک وشبہ کے اس بات کا دھیان رکھ کہ کہیں وہ تیرے لئے واضح طور پر ایسا دروازہ نہ کھول دے جو شریعت نے نہیں کھولا اور وہ چاہتا ہے کہ تجھے اس سے

---

(1) ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۳۴، ج۸، ص۲۰۵۔

(2) ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۴۔

بڑی برائی میں مبتلا کر دے کیونکہ تو یقینی طور پر جانتا ہے کہ قرآنِ پاک کی دلیل اور اجماعِ امت کی روشنی میں وہ تیرا دشمن ہے اور دشمن اپنے دشمن کو مکمل طور پر ہلاک کر کے ہی خوش ہوتا ہے۔

اَمْرَد کے متعلق سیّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا فرمان:

حضرت سیّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ١٦١ھ) (جن کی معرفت، علم، زُہد وتقوی اور نیکیوں میں پیش قدمی سے تو آپ واقف ہی ہیں) ایک حمام میں داخل ہوئے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس ایک خوبصورت لڑکا آ گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''اسے مجھ سے دور کرو! اسے مجھ سے دور کرو! کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان دیکھتا ہوں جبکہ ہر لڑکے کے ساتھ 10 سے زیادہ شیطان دیکھتا ہوں۔'' [1]

اَمْرَد کے متعلق سیّدُنا امام احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کا فرمان:

حضرت سیّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل (متوفی ٢٤١ھ) کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک خوبصورت بچہ بھی تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پوچھا: ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یہ میرا بھانجا ہے۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''آئندہ اسے لے کر میرے پاس نہ آنا اور اسے ساتھ لے کر راستے میں نہ چلا کرتا کہ اسے اور تمہیں نہ جاننے والے بدگمانی نہ کریں۔''

جب قبیلہ عبدُ القیس کا وفد سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا بھی تھا، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے اپنی پشتِ مبارک کے پیچھے بٹھا دیا اور فرمایا: ''حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آزمائش بھی نظر کے سبب ہوئی۔'' [2]

شاعر نے کتنی پیاری بات کہی ہے:

کُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَؤُهَا مِنَ النَّظَرِ وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُّسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

وَالْمَرْءُ مَا دَامَ ذَا عَيْنٍ يُّقَلِّبُهَا فِيْ اَعْيُنِ الْعَيْنِ مَوْقُوْفٌ عَلَى الْخَطَرِ

......شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث٥٤٠٢، ج٤، ص٣٦٠۔

......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام داود، الحدیث٥، ج٨، ص١١٥۔

کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص٦٥۔

كَمْ نَظْرَةٍ فَعَلَتْ فِيْ قَلْبِ صَاحِبِهَا فِعْلَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَّلَا وَتَرِ
يَسُرُّ نَاظِرُهُ مَا ضَرَّ خَاطِرَهُ لَا مَرْحَبًا بِسُرُوْرٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

ترجمہ: (۱)......ہرفساد کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے اور بہت بڑی آگ کے بھڑکنے کی ابتدا بھی چھوٹی سی چنگاری سے ہوتی ہے۔

(۲)......انسان جب تک آنکھ والا ہوتا ہے اور اسے دوسروں کی آنکھوں میں ڈالتا ہے تو وہ خطرے پر کھڑا ہوتا ہے۔

(۳)......کتنی ہی نگاہوں نے دیکھنے والے کے دل میں بغیر کمان اور وتر کے تیر کا کام کیا۔

(۴)......اَمْرَد کو دیکھنے والا دل کو نقصان پہنچانے والی چیز سے خوش ہوتا ہے، ایسی خوشی کے لئے کوئی مبارک باد نہیں جو نقصان لائے۔

منقول ہے: ''نظر زنا کی ڈاک (یعنی اس کا قاصد) ہے۔'' (۱)

اس کی تائید اس حدیثِ قدسی سے ہوتی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے (کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے): ''نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے میرے خوف سے اسے ترک کیا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (۲)

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سیر کرتے ہوئے ایک آگ کے پاس سے گزرے جو ایک شخص پر جلائی گئی تھی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پانی لیا تاکہ اسے بُجھائیں تو وہ آگ بچے کی صورت میں بدل گئی اور وہ شخص آگ میں بدل گیا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس پر بہت حیران ہوئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! انہیں ان کی دنیاوی حالت میں لوٹا دے تاکہ میں ان سے ان کے متعلق پوچھ سکوں۔'' چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو زندہ کیا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دیکھا کہ وہ ایک مرد اور ایک نابالغ لڑکا تھا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریافت فرمایا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''اے روح اللہ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! میں دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا، شہوت نے مجھے اس کے ساتھ بدفعلی کرنے

---

(۱)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۵۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۶۲، ج۱۰، ص۱۷۳۔

پراُبھارا، اس کے بعد جب میں اور یہ بچہ مر گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک مرتبہ اس بچے کو آگ میں بدل دیا تا کہ مجھے جلائے اور دوسری مرتبہ مجھے آگ بنا دیا تا کہ میں اسے جلاؤں، لہٰذا قیامت تک یہ عذاب جاری رہے گا۔''

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس سے عافیت اور اس کی رضا حاصل کرنے کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ (1)

تنبیہ2: احادیث میں وارد مختلف سزاؤں میں تطبیق:

حدیثِ پاک میں گزر چکا ہے کہ جو کسی چوپائے سے صحبت کرے تو چوپائے کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دیا جائے۔ حضرت سیِّدُنا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''حیوان کے قتل کی ممانعت والی حدیث اس حدیث پاک سے معارض ہوسکتی ہے۔'' صاحب کتاب فرماتے ہیں علامہ خطابی نے جو کلام کیا ہے وہ درست ہے۔ پس غَیْرمَأْکُوْلَہ (یعنی حرام جانور) کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مَأْکُوْلَہ (یعنی حلال جانور) کو ذبح نہیں کیا جائے گا، یہ قول ان کے خلاف ہے جنہوں نے جانور کو قتل کرنے کا گمان کیا۔ اسی طرح حدیثِ پاک میں گزرا ہے کہ ''لواطت کرنے والے اور جس سے کی جائے دونوں کو قتل کر دیا جائے۔'' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''فاعل اور مفعول اور چوپایوں سے وطی کرنے والے کو قتل کردو۔'' (2)

مُحْیُ السُّنَّہ حضرت سیِّدُنا امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ لُوطی کی حد میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، ایک قوم کا قول ہے کہ لواطت کرنے والے (یعنی فاعل) کی حد وہی ہے جو زنا کی ہے یعنی اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو 100 کوڑے لگائے جائیں گے، یہ حضرت سیِّدُنا ابن مسیّب، حضرت سیِّدُنا عطا، حضرت سیِّدُنا حسن، حضرت سیِّدُنا قتادہ اور حضرت سیِّدُنا نخعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا قول ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) اور سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے دو اقوال میں سے زیادہ ظاہر قول بھی یہی ہے، حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور سیِّدُنا امام محمد بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے

---

(1) ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ:اللواط،ص۶۲۔

(2) ......شعب الایمان للبیھقی،باب فی تحریم الفروج، الحدیث۵۳۸۷، ج۴، ص۳۵۷۔

بھی اسی طرح حکایت کیا گیا ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اس قول کی بنا پر 100 کوڑے اور ایک سال کی جَلا وطنی ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

ایک گروہ کا قول ہے کہ لُوطی کو رجم کیا جائے گا اگرچہ غیر شادی شدہ ہو، یہ قول حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور حضرت سیِّدُ نا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ نے حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے نقل کیا ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) سے بھی نقل کیا گیا ہے جبکہ حضرت سیِّدُ نا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام مالک بن انس، حضرت سیِّدُ نا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیِّدُ نا امام اسحاق بن راہویہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت سیِّدُ نا حماد بن ابراہیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَرِیْم حضرت سیِّدُ نا امام ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے نقل فرماتے ہیں کہ ''اگر کسی کو دو بار رجم کرنے کی سزا دی جاتی تو لوطی کو دی جاتی۔''

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا دوسرا قول یہ ہے کہ ''لواطت کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دیا جائے جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔''[1]

حضرت سیِّدُ نا حافظ امام زکی الدین عبدُ العظیم مُنذِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''4 خلفا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے لوطی کو آگ سے جَلایا۔''[2]

حضرت سیِّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا کہ انہوں نے عرب کے اطراف میں ایک شخص کو پایا جس سے اسی طرح جماع کیا جاتا ہے جس طرح عورت سے کیا جاتا ہے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو جمع فرمایا، ان میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی تھے، انہوں نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ ایک ایسا گناہ ہے جو صرف ایک امت نے کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں وہ

[1] ......شرح السنة للبغوی، کتاب الحدود، باب من عمل عمل قوم لوط، تحت الحدیث ۲۵۸۷، ج۵، ص۴۷۹۔
[2] ......الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترہیب من اللواط......الخ، تحت الحدیث ۳۷۰۸، ج۳، ص۲۲۹۔

عذاب دیا جوتم جانتے ہو، میرا خیال ہے کہ ہم اسے آگ سے جلا دیں۔'' پس صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان کا اسے آگ سے جلانے پر اجماع ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے آگ سے جلانے کا حکم دے دیا اور حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے آگ سے جلا دیا۔'' (1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیۡم ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص خود کو لواطت کے لئے پیش کرے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے عورتوں کی شہوت میں مبتلا کر دے گا اور اسے قیامت کے دن تک قبر میں مردود شیطان کی صورت میں رکھے گا۔'' (2)

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جس نے اپنے غلام سے ملعون، فاسق اور مجرم قومِ لُوط جیسا فعل کیا اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عادت تاجروں اور سرمایہ داروں میں عام ہو گئی اور انہوں نے اس برے فعل کے لئے سیاہ اور سفید خوبصورت غلام اپنائے، پس ان پر شدید دائمی ظاہری لعنت ہے اور بڑی ذلت و رسوائی، ہلاکت اور دنیا و آخرت میں عذاب ہے، جب تک کہ وہ ان بری عیب دار، بدنما اور خطرناک خصلتوں پر قائم رہیں جو کہ تنگ دستی، مال کی ہلاکت، برکات کے خاتمہ اور معاملات و امانات میں خیانت کا موجب ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نعمتیں اور مال عطا فرمایا آپ ان میں سے اکثر کو پائیں گے کہ وہ اپنے برے معاملے اور جرم کی برائی کی وجہ سے فقر میں مبتلا ہو گئے اور نافرمان اپنے خالق، عدم سے وجود میں لانے والے اور رزق دینے والے کی طرف نہ لوٹا بلکہ مُرُوَّت اور حیا کی چادر اُتار کر اور فہم و فراست کی تمام صفات سے خالی ہو کر نیز چوپایوں کی صفات اپنا کر واضح طور پر اس ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کیا بلکہ چوپایوں سے بھی بری اور قابلِ نفرت صفت اپنائی کیونکہ ہم کسی مذکر حیوان کو بھی نہیں پاتے جو اپنے جیسے کسی مذکر جانور سے صحبت کرتا ہو۔ پس اس فعلِ بد کے انتہائی گھٹیا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ گدھے بھی اس سے پرہیز کرتے ہیں تو یہ اس شخص کی شان کے لائق کیسے ہو سکتا ہے جو رئیس یا سردار ہو، ہرگز نہیں بلکہ وہ شخص اس کی گندگی سے بھی برا ہے، اس کی خبر سے بھی منحوس ہے

(1)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۳۸۹، ج۴، ص۳۵۷۔

(2)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ عشرۃ: اللواط، ص۶۲۔

اور مُردار سے بھی زیادہ بدبودار ہے بلکہ برا اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے، عذاب اور رسوائی اس کی قسمت میں ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عہد اور اس کی امانت کو توڑنے والا ہے، پس اس کے لئے رحمتِ الٰہی سے دُوری اور پھٹکار ہے اور وہ جہنم میں ہلاک ہونے اور جلنے کا حق دار ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر362: عورتوں کا آپس میں بد فعلی کرنا

(یعنی ایک عورت دوسری عورت سے صحبت کرے جس طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے)

اسی طرح بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ذکر فرمایا اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عبرت نشان سے استدلال کیا کہ ''سحاق سے مراد عورتوں کا آپس میں بدفعلی کرنا ہے۔''

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 آدمیوں کے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہنے کی گواہی قبول نہیں فرماتا: (۱)......قومِ لُوط کا عمل کرنے اور کروانے والا (۲)......آپس میں بدکاری کرنے والی دو عورتیں اور (۳)......ظالم حکمران۔''[1]

۞۞۞۞۞۞۞

{...... تعریف اور سعادت......}

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیة: ۷۱، ج۴، ص ۳۸۸)

[1] ......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث ۲۳۳۹، ج ۱، ص ۳۲۰۔

کبیرہ نمبر363: مشترکہ لونڈی سے شریک کا وطی کرنا

کبیرہ نمبر364: مُردہ بیوی سے صحبت کرنا

کبیرہ نمبر365: ولی اور گواہوں کے بغیر ہونے والے نکاح میں وطی کرنا

کبیرہ نمبر366: نکاحِ مُتْعَہ میں جماع کرنا

کبیرہ نمبر367: اُجرت پر لے کر وطی کرنا

کبیرہ نمبر368: کسی عورت کو روکنا تاکہ زانی اس سے زنا کرے

میں نے پہلے 5 گناہوں کو کبیرہ شمار کرتے ہوئے کسی کو نہیں پایا لیکن ان کا کبیرہ ہونا واضح ہے، اگرچہ یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ان کا نام زنا نہیں کیونکہ بعض ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہ کوڑوں اور رجم کو واجب نہیں کرتے جیسا کہ پہلے دو اور چوتھے کے متعلق شافعیوں کا مؤقف ہے اور دیگر کے متعلق دوسرے ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف ہے۔ خُلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر وہ شبہ جو کسی فعل کے مباح ہونے کا تقاضا نہ کرے وہ حد ساقط ہونے کا فائدہ تو دیتا ہے مگر اس گناہ سے کبیرہ کا نام زائل نہیں کرتا اس لئے کہ مذکورہ گناہ شدید حرمت کی وجہ سے معناً زنا کی طرح ہیں کیونکہ یہ بدترین فحاشی اور نسبوں کے اختلاط کا باعث ہیں۔ چھٹے گناہ کو کبیرہ شمار کرنے کا سبب حضرت سیِّدُنا امام ابومحمد بن عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کا درج ذیل قول ہے: ''جس نے کسی شادی شدہ عورت کو روکا تاکہ زانی اس کے ساتھ زنا کرے یا کسی مسلمان کو روکا تاکہ قاتل اسے (ناحق) قتل کردے تو بلاشبہ اس کا فساد یتیم کا مال کھانے سے بھی زیادہ ہے۔''[1]

ظاہر یہ ہے کہ عورت کے ساتھ مُحْصَنَۃ (یعنی شادی شدہ ہونے) کی قید لگانا مراد نہیں، اسی لئے میں نے اسے حذف کردیا کیونکہ جس فساد کی طرف حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام نے اشارہ کیا وہ شادی شدہ عورت کے ساتھ مقیَّد نہیں۔ یاد رکھئے! ہمارے شافعی ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے واضح طور پر فرمایا: زنا جبر واکراہ

[1] ......شرح المسلم للنووی، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، ج۲، ص۸۶۔

سے جائز نہیں ہو جاتا اگر چہ کوئی بھی صورت ہو اس لئے کہ قابلِ شہوت عورت کو دیکھنے سے ہیجان پیدا ہونا ایک ایسا طبعی امر ہے جو اختیار دینے والے پر موقوف نہیں اسی طرح انہوں نے یہ بھی تصریح کی کہ اگر چہ اکراہ زنا کو جائز نہیں کرتا مگر یہ ایسا شبہ ہے جو حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک ایسا شبہ ہے جس سے زنا کا کبیرہ ہونا ساقط ہو جائے گا یا اس کا کبیرہ اور گناہ ہونا اپنے حال پر باقی رہے گا اگر چہ زنا بالجبر ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا، البتہ! اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ تب ہوگا جبکہ اس نے یہ فعل بالجبر کیا ہو اور یہ کسی کو جبراً قتل کرنے کی طرح نہیں کیونکہ وہاں بندہ اپنی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس پر اجماع کیا کہ قتل اکراہ سے جائز نہیں ہو جاتا۔ البتہ! علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک گروہ کا قول ہے: ''بے شک زنا اکراہ سے جائز ہو جاتا ہے۔'' پس ہم نے مذکورہ دونوں اقوال کے درمیان فرق کو اچھی طرح جان لیا۔

اعتراض: آپ نے اس چھٹے کبیرہ گناہ میں شبہ کو کیوں ترجیح دی حالانکہ پہلے 5 گناہوں میں اسے ترجیح نہیں دی؟

جواب: ان میں اس اعتبار سے فرق کیا جائے گا کہ مذکورہ 5 گناہوں میں اس بات کا قائل کوئی نہیں کہ یہ شبہ ایک عذر ہے جو حِلَّت کی طرف لے جانے والا ہے، پہلے دو اور پانچویں گناہ میں یہ بات بالکل ظاہر ہے جبکہ تیسرے اور چوتھے گناہ کی اباحت کے قائل کے لئے شرط ہے کہ وہ قائلِ اباحت کی تقلید کرے۔ مگر قائلِ حرمت کے مقلد کے لئے بالاجماع یہ گناہ جائز نہیں اور یہاں کلام قائلِ حرمت کے مقلد کے بارے میں ہے۔

چونکہ جبر و اکراہ کثیر مسائل میں گناہ کو ساقط کرنے والا عذر شمار کیا جاتا ہے بلکہ زنا اور قتل کی تمام صورتوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی ممکن ہے کہ اکراہ کبیرہ کو ساقط کرنے والا عذر شمار کیا جائے اگر چہ گناہ کو ساقط نہ کرے، کیونکہ امرِ تابع میں وہ چیز معاف کر دی جاتی ہے جو امرِ حقیقی میں معاف نہیں کی جاتی اور یہی گناہ کی اصل ہے۔ رہا اس کا کبیرہ یا صغیرہ گناہ ہونا تو جان لیجئے کہ یہ اس کے لئے ایک امرِ تابع ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر369: **چوری کرنا**

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۳۸) (پ۶، المائدۃ:۳۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کا مال چوری کرنے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔'' اور ''وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ'' سے مراد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چور سے انتقام لینے میں غالب ہے اور ''حَكِیْمٌ'' سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنے کو واجب قرار دینے میں اس کی حکمت ہے۔

﴿1﴾......صحیح حدیثِ پاک میں گزر چکا ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (1)

﴿2﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا مگر اِس کے بعد بھی توبہ اُس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (2)

﴿3﴾......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''پس جب اس نے ایسا کیا تو اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا پھر اگر وہ توبہ کرلے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (3)

﴿4﴾......ایک روایت میں یوں بھی ہے: ''چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ایمان اس سے مُکَرَّم ہے (کہ وہ ان گناہوں کے وقت ایمان اُس کے دل میں رہنے دے)۔'' (4)

---

(1) ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث۲۰۲، ص۶۹۰۔

(2) ......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه، الحدیث۴۶۸۹، ص۱۵۶۷، دون قوله ''لکن''۔

(3) ......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث۴۸۷۶، ص۲۴۰۳۔

(4) ......الترغیب والترهیب، کتاب الحدود، باب الترهیب من الزنا سیما......الخ، الحدیث۳۶۶۴، ج۳، ص۲۱۳۔

﴿5﴾......ایک روایت میں یہ ہے: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، البتہ! توبہ اُس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (۱)

﴿6﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چور پر لعنت فرمائی کہ وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا (ایک) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے پھر رسی چوری کرتا ہے تو (دوسرا) ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا اَعمش رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''علمائے حدیث فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لوہے کا انڈا ہے اور رسی ایسی ہے جس کی قیمت تین درہم کے برابر ہو۔'' (۲)

تنبیہ:

چوری کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے اور یہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے، ظاہر یہ ہے کہ کبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں کہ وہ چوری ہاتھ کاٹنے کا موجب ہو یا کسی شبہ کے سبب ہاتھ کاٹنے کا موجب نہ ہو جیسے مسجد کی چٹائی وغیرہ چوری کر لے نا یا غیر محفوظ مقام سے کوئی چیز اُٹھا لے لنا۔

حضرت سیِّدُنا ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی جو ہمارے (شافعی) ائمہ میں سے ہیں اس کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلرَّوْضَۃ'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

گناہِ کبیرہ کی تعریف میں یہ 4 باتیں شرط ہیں: وہ حد کو واجب کرتا ہو یا قصاص کا باعث ہو یا اس فعل کی قدرت کو ثابت کرتا ہو اور ایسی سزا کا باعث ہو جو شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہو جبکہ جان بوجھ کر اس فعل کا ارتکاب کرنے والا گنہگار ہوگا۔ حضرت سیِّدُنا جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اَوْقُدْرَۃً......اِلَخ'' سے اس طرف اشارہ ہے کہ ایسی چوری کرنا جو محفوظ نہ ہونے یا کسی شبہ کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا تقاضا نہ کرے وہ بھی کبیرہ گناہ ہے، البتہ! سزا مانع کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے، یہ اس لئے کہ گزشتہ صفحات میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ کا یہ فرمان گزرا: ''عادل ہونے کے لئے شرط ہے کہ بندہ حد واجب کرنے والے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے مثلاً

......جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی وھو مؤمن، الحدیث۲۶۲۵، ص۱۹۱۶۔

......صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب لعن السارق اذا لم یسم، الحدیث۶۷۸۳، ص۵۶۶، دون قولہ'' ثمنہ ثلاثۃ''۔

چوری، زنا، راہزنی کرنا یا اس فعل پر قادر ہونا اگرچہ اس میں کسی شبہ یا غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے حد واجب نہ ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدُ السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس پر اجماع ہے کہ ایک دانہ بھی غصب یا چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اس پر اعتراض کیا گیا کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ محیُّ السنۃ حضرت سیِّدُنا ابو محمد حسین بن مسعود بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۶ھ) وغیرہ نے مغصوبہ مال میں یہ اعتبار کیا ہے کہ اس کی مقدار چوتھائی دینار ہو اور اس کا تقاضا ہے کہ چوری میں بھی یہی شرط ہو۔ غصب کی بحث میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل ہے، اس کی طرف رجوع کر لیجئے۔

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''چوری کبیرہ گناہ ہے، ڈاکہ ڈال کر مال چھیننا فحش کام ہے اور ڈاکہ ڈال کر قتل کرنا اس سے زیادہ برا ہے جبکہ تھوڑی سی چیز چوری کرنا صغیرہ گناہ ہے البتہ! جس کی چوری کی گئی اگر وہ مسکین ہو اور جو چیز چوری کی گئی وہ اس کا محتاج ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ حد واجب نہ ہو۔'' حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا یہ جملہ محلِ نظر ہے کہ ''جس کی چوری کی گئی اگر وہ مسکین ہو اور جو چیز چوری کی گئی وہ اس کا محتاج ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ اگر وہ امیر بھی ہو تب بھی اس چیز سے محتاج ہوسکتا ہے مثلاً بے آب وگیاہ صحرا میں اس کا پانی یا روٹی چوری ہوجائے اور وہاں اس کے پاس اور کچھ نہ ہو تو بھی اسی طرح کبیرہ ہوگا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: ''لوگوں کے اموال ناحق لے لینا بھی کبیرہ گناہ ہے اور جس کا مال چھینا گیا اگر وہ فقیر ہو یا چھیننے والے کے اصول (یعنی ماں، باپ اور دادا، دادی وغیرہ) میں سے ہو یا جبراً مال لیا گیا ہو تو یہ فحش کام ہے۔ اسی طرح اگر قمار کے طور پر کچھ لیا گیا اور اگر تھوڑی سے چیز لی گئی اور جس سے لی گئی وہ امیر ہو اور اس وجہ سے اسے کوئی نقصان نہ ہو تو یہ صغیرہ گناہ ہے اور غصب کے متعلق اسی کے موافق کلام گزر چکا ہے، البتہ! قابلِ اعتماد قول اس کے خلاف ہے۔

فائدۂ جلیلہ:

﴿7﴾......حدیثِ پاک میں ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت 3 درہم تھی۔'' (1)

(1)......صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قول اللّٰہ تعالٰی: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَھُمَا"، الحدیث: ۶۷۹۵، ص۵۶۷۔

﴿8﴾......ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے: ”چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں ہاتھ کاٹا جائے اس سے کم میں نہیں۔“ [۱]

اور یہ پچھلی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ اُس وقت چوتھائی دینار 3 درہم کے برابر تھا اور ایک دینار 12 درہم کے برابر تھا۔

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مُحَیْرِیْز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیِّدُنا فضالہ بن عبیداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے چور کے ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک چور لایا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا تو اس (کے ہاتھ) کو اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔“ [۲]

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ”چور اور غاصب وغیرہ جس نے بھی بلاوجہ مال لیا تو اسے توبہ نفع نہ دے گی مگر یہ کہ اس نے جو کچھ لیا وہ واپس لوٹا دے۔“ جیسا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کی بحث میں آئے گا۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......علم سیکھنے سے آتا ھے......}

فرمانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

”علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔“

(المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

---

[۱] ......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقۃ ونصابھا، الحدیث ۴۳۹۸، ص ۹۷۶، دون قولہ ”لا اقلّ“۔

[۲] ......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی السارق تعلق یدہ فی عنقہ، الحدیث: ۴۴۱۱، ص ۱۵۴۵۔

کبیرہ نمبر370: چوری کے ارادے سے راستہ روکنا

(یعنی لوگوں کو خوف زدہ کرنا اگرچہ نہ تو کسی کو قتل کیا جائے اور نہ ہی مال لیا جائے)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾ (پ ۶، المائدۃ: ۳۳، ۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب، مگر وہ جنہوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیات بیّنات کی تفسیر

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی جان کو ناحق قتل کرنے کے گناہ کی سختی اور زمین میں فساد پھیلانے کا ذکر کیا تو اس کے فوراً بعد زمین میں فساد پھیلانے کی ایک قسم (راہزنی) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔ اللہ اور رسول سے لڑنے سے مراد مسلمانوں سے جنگ کرنا ہے۔ جمہور مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسی بات کو ثابت کیا۔

جاراللہ زَمَخْشَرِی معتزلی لکھتا ہے: ''یعنی وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرتے ہیں اور مسلمانوں سے جنگ کرنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے۔''(1)

یعنی آیتِ مبارکہ سے مقصود صرف رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کو بیان فرمانا ہے جبکہ رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کی وجہ سے تعظیماً اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیتِ

......الکشاف، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج ۱، ص ۶۲۸۔

مبارکہ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ (پ۲۶، الفتح:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

آپ ''مُحَارَبَت (یعنی لڑنے)''، کو حکم کی مخالفت پر بھی محمول کر سکتے ہیں، اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ''جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی مخالفت کرتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا جلاوطن کر دیا جائے۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اس کے احکام کی مخالفت اور رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی طرف نسبت کے لحاظ سے ان سے جنگ کرنا مراد ہوگا اور ''وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ناحق قتل کر کے یا ان کا مال لے کر یا راستوں کو پُرخطر بنا کر زمین میں فساد برپا کرتے۔ پس مسلمانوں پر اسلحہ تاننے والا ہر شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے والا ہے۔

شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول کے متعلق مختلف اقوال مروی ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ طیبہ اہلِ کتاب کی اُس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عہد شکنی کی، ڈاکہ زنی کی اور فساد پھیلایا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ ہلال اسلمی کی قوم کے متعلق نازل ہوئی جن سے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات پر مصالحت کی تھی کہ ہم نہ تمہاری مدد کریں گے، نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کریں گے اور جو شخص تمہارے پاس سے گزر کر ہمارے پاس آئے گا وہ امن میں ہوگا۔ معاہدہ کے بعد ہلال اسلمی کی عدم موجودگی میں قومِ کنانہ اسلام لانے کے ارادے سے اس کی قوم کے پاس سے گزری تو اس کی قوم نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا مال واسباب لے لیا، پس حضرت سیّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام یہ حکم لے کر نازل ہوگئے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ عُرَیْنَہ اور عُکَل نامی دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی انہوں نے بارگاہِ رِسالت

میں حاضر ہوکر اسلام پر بیعت کی جبکہ وہ لوگ جھوٹے تھے۔ انہیں مدینہ طیّبہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ اونٹنیوں کا دودھ پئیں۔ لیکن وہ مرتد ہوگئے اور چرواہوں کو قتل کرکے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ان کی طرف کچھ لوگ بھیجے جو انہیں پکڑ کر لے آئے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور ان کی آنکھوں میں آگ کی جلتی میخیں ڈالنے کا حکم دیا اور انہیں دھوپ میں پھینک دیا، وہ پانی طلب کرتے رہے لیکن پانی نہ پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مرگئے۔ [1]

حضرت سیِّدُنا ابوقلابہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ان لوگوں نے قتل و غارت گری کی تھی یعنی مال لُوٹنے کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے ساتھ جنگ کی اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کی، پس آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے فعل کو منسوخ کرنے کے لئے یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی جو کہ قرآن سے سنت کو منسوخ کرنے کی مثال ہے۔'' البتہ! بعض علمائے کرام رحمہم اللہ السلام نے اس بات (یعنی قرآن سے سنت کو منسوخ کرنے) کا انکار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ایک سنت کو دوسری سنت ہی منسوخ کرتی ہے اور یہ آیتِ مبارکہ منسوخ کرنے والی سنت کے مطابق ہے۔'' [2]

مثلہ کی ممانعت:

پھر آنکھوں میں آگ کی سلائیاں ڈالنا اور مُثلہ کرنا (یعنی شکل بگاڑنا) منسوخ ہوگیا مگر قتل کا حکم اب بھی باقی ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ سیرین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ''یہ حکم احکامِ حدود کے نزول سے پہلے کا تھا۔'' حضرت سیِّدُنا ابوزناد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''جب تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ان کے ساتھ ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حدود نازل فرمائیں اور مُثلہ سے منع فرمادیا۔'' [3] حضرت سیِّدُنا قتادہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس واقعہ کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم صدقہ پر اُبھارتے اور

[1] ......تفسیر البغوی، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج۲، ص۲۶۔
صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب اذا حرّق المشرک......الخ، الحدیث ۳۰۱۸، ص۲۴۲۔
[2] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج۷، ص۳۰۶۔
[3] ......تفسیر البغوی، المائدۃ، تحت الآیۃ ۳۳، ج۲، ص۲۶۔

مُثْلَہ سے منع فرماتے تھے۔'' [1]

حضرت سیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ان کی آنکھیں اس لئے پھوڑی گئیں کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑ دی تھیں۔'' [2]

اگر یہ روایت حضرت سیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ثابت بھی ہوتب بھی اس سے نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں۔ حضرت سیِّدُ نا لَیث بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: ''یہ آیتِ مبارکہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو توجہ دلانے اوران کو دی گئی سزا کے بڑا ہونے کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی، پس اس آیتِ مبارکہ میں ارشادفرمایا: ''اُن کی سزا یہ تھی نہ کہ مُثلہ۔'' اسی وجہ سے آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تو مُثلہ سے منع فرماتے۔'' [3]

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ مسلمان لٹیروں کے متعلق نازل ہوئی، اکثر فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہی مؤقف ہے، وہ فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ کو مرتدین پر محمول کرنا جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ مرتد کو قتل کرنا مرتدین سے جنگ کرنے پر موقوف نہیں اور نہ ہی ہمارے ملک (یعنی دارالاسلام) میں فساد ظاہر کرنے پر موقوف ہے اوراس میں ہاتھ کاٹنے اور جلا وطن کرنے پر اِکتفا جائز نہیں، بلکہ اس کا قتل توبہ سے ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ وہ قتل پر قدرت حاصل ہونے کے بعد توبہ کرے، نیز اسے پھانسی دینا بھی جائز نہیں۔ محارب وہ لوگ ہیں جو جتھے کی صورت میں ہوں اور ان کے سامنے مال وغیرہ لینے سے کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو اگر وہ صحرا میں ہوں تو بالاتفاق انہیں راہزن کہا جائے گا یا اگر شہر میں ہوں اوران کا کوئی مددگار نہ ہو تو حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی، حضرت سیِّدُ نا امام مالک، حضرت سیِّدُ نا امام لَیث اور حضرت سیِّدُ نا امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے نزدیک انہیں یہی نام دیا جائے گا، ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) وہ شہر میں زیادہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں (۲) اس آیتِ مبارکہ کا حکم عام ہے اور (۳) یہ ایک حد ہے لہٰذا یہ دیگر تمام حدود کی طرح مکان بدلنے سے نہیں بدلتی۔ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۵۰ھ)

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ عُکل وعُرَیْنَۃ، الحدیث۴۱۹۲، ص۳۴۴۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی بول ما یؤکل لحمہ، الحدیث۷۳، ص۱۶۳۸۔

[3] ......تفسیر البغوی، المائدۃ، تحت الآیۃ۳۳، ج۲، ص۲۶۔

اورحضرت سیِّدُ نا امام محمد بن حسن شیبانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''محاربین کوڈاکو نہیں کہا جائے گا۔''

آیتِ مبارکہ میں حرفِ عطف اَوْ سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے: حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ''یہاں حرفِ عطف اختیار اور جواز کے لئے ہے، پس امام ڈاکوؤں کو سزائے موت اور دیگر جو سزائیں چاہے دے سکتا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا حسن، حضرت سیِّدُ نا ابنِ مسیّب، حضرت سیِّدُ نا مجاہد اور حضرت سیِّدُ نا امام نخعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کا یہی قول ہے۔ حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کی دوسری روایت میں ہے: ''یہاں حرفِ عطف جرم کے مختلف ہونے کی بنا پر احکام کے اختلاف اور ان کی ترتیب بیان کرنے کے لئے ہے۔'' پس یہ مختلف اقسام کا حکم بیان کرنے کے لئے ہے یعنی اگر وہ قتل کریں اور مال بھی لے لیں تو انہیں قتل کیا جائے اور پھانسی بھی لگائی جائے اور اگر وہ قتل کریں لیکن مال نہ لیں تو صرف قتل کیا جائے۔ ان دونوں صورتوں میں قتل کرنا ضروری ہے ولی کے معاف کرنے سے بھی ساقط نہ ہوگا۔ اگر وہ صرف مال لیں تو ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں۔ اگر وہ راستے میں صرف خوفزدہ کریں تو جلا وطن کر دیئے جائیں۔ یہ حضرت سیِّدُ نا قتادہ، حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی، حضرت سیِّدُ نا امام شافعی، حضرت سیِّدُ نا امام احمد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن اور اصحاب رائے کا قول ہے۔

قتل اور پھانسی کی کیفیت:

ڈاکو کے قتل اور پھانسی کی کیفیت میں فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کے نزدیک اُسے قتل کر کے غُسل وکفن دیا جائے گا اور اُس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی، پھر اُسے اس کے جرم کی مثل تنبیہ اور سزا کے طور پر تین دن لکڑی پر اُلٹا لٹکایا جائے گا، اس کے بعد اسے دفن کر دیا جائے گا۔'' حضرت سیِّدُ نا امام لیث رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''اُسے زندہ حالت میں پھانسی دی جائے پھر نیزہ مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''اسے تین دن زندہ لٹکایا جائے پھر اُتار کر قتل کر دیا جائے۔'' ایک قول کے مطابق اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں، پس دایاں ہاتھ کاٹا جائے اور اسے داغ دیا جائے، پھر بایاں پاؤں کاٹا جائے اور اسے بھی داغ دیا جائے۔

جَلا وطنی کے متعلق اختلاف:

جَلا وطنی میں بھی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔حضرت سیِّدُ نا سعید بن جبیر اور حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا فرماتے ہیں: ''حاکم اُسے تلاش کرے اور جس جگہ بھی اسے پائے وہاں سے باہر نکال دے۔'' ایک قول یہ ہے کہ'' اسے اس لئے تلاش کیا جائے تاکہ اس پر حد قائم کی جائے۔'' حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰه بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ حاکم اس کا خون مباح کردے اور اعلان کردے کہ '' جو اسے پائے قتل کر دے۔'' یہ حکم اس حکمران کے متعلق ہے جو اسے پکڑنے پر قادر نہ ہو اور جو اُسے پکڑنے پر قادر ہو تو اسے جَلا وطن کرنے سے مراد قید کرنا ہے۔ایک قول کے مطابق جَلا وطنی سے مراد قید ہے، اکثر اہلِ لُغت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، وہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اس سے مراد تمام زمین سے نکالنا ہو تو یہ محال ہے یا دوسرے اسلامی ملک کی طرف نکالنا ہو تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ یہ وہاں کے مسلمانوں کو تکلیف دے گا یا اس سے مراد کافر مما لک سے نکالنا ہو تو یہ اسے مرتد ہونے پر ابھارے گا۔لہٰذا یہی صورت باقی رہتی ہے کہ اسے قید کردیا جائے اور قیدی کو جلاوطن ہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ نہ تو وہ دنیا کی نعمتوں اور لذات سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اپنے قرابت داروں اور دوستوں کے ساتھ مل بیٹھ سکتا ہے۔پس وہ حقیقۃً جلاوطن شخص کی طرح ہی ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب صالح بن عبدالقدوس کو زندیق ہونے کی تہمت کی بنا پر تنگ مکان میں قید کیا گیا اور وہاں اس کا ٹھہرنا طویل ہوگیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

خَرَجْنَا مِنَ الدُّنْيَا وَنَحْنُ مِنْ اَهْلِهَا فَلَسْنَا مِنَ الْمَوْتٰى عَلَيْهَا وَلَا الْاَحْيَاءِ

اِذْ جَآءَ نَا السَّجَّانُ يَوْمًا لِحَاجَةٍ عَجِبْنَا وَقُلْنَا جَآءَ هٰذَا مِنَ الدُّنْيَا

ترجمہ: (۱) ہم دُنیا سے نکل گئے حالانکہ ہم دُنیا والوں میں سے ہیں لیکن اس حالت میں نہ مُردوں میں سے ہیں اور نہ زندوں میں سے۔

(۲) ایک دن جب داروغۂ جیل کسی ضرورت کے لئے ہمارے پاس آیا تو ہم حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ دُنیا سے آیا ہے۔

ذٰلِكَ سے مراد بیان کردہ جزا ہے، خِزْيٌ سے مراد رسوائی، ذِلت اور عذاب ہے اور '' وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ '' سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے مگر یہ کہ تمہارے ان پر قدرت پانے سے پہلے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ انہیں معاف کردے جیسا کہ دوسرے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں۔معتزلہ کا مؤقف اس کے برعکس ہے۔

''غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے غفور بھی ہے اور ان پر رحیم بھی ہے پس وہ ان سے ڈاکہ ڈالنے کی سزا ختم فرما دے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اور بندوں کے حقوق سے متعلقہ ہر سزا اور حق ساقط فرما دے گا خواہ وہ خون ہو یا مال۔ البتہ! اگر اس کے پاس مال بعینہٖ موجود ہو تو وہ مالک کو لوٹا دے۔ ایک قول کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ صرف وہی سزا اور حق ساقط فرمائے گا جس کا تعلق حُقُوق اللہ سے ہو۔

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی ایک گروہِ علما نے تصریح کی ہے لیکن انہوں نے اِسے یوں مقید ذکر نہ کیا جیسے میں نے عنوان میں مقید ذکر کیا ہے اور میں نے جو کچھ ذکر کیا وہ واضح ہے اور اس پر آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسانوں کو فقط راستوں پر دھمکانے سے متعلق سابقہ اقسام میں سے ہر ایک قسم پر اور اس سے ماقبل قسم پر دنیا میں ذلت اور آخرت میں بڑے عذاب کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ انتہائی سخت وعید ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے مذکورہ آیتِ مبارکہ ذکر کرنے کے بعد واضح طور پر فرمایا کہ ڈاکہ ڈالنا اور راستوں پر دھمکانا بھی کبیرہ گناہ ہے تو مال چھیننا، زخمی کرنا اور قتل کرنا وغیرہ کا ارتکاب کرنا کیوں نہ کبیرہ گناہ کہلائے گا جبکہ اکثر ڈاکو بے نمازی بھی ہوتے ہیں اور لوٹا ہوا مال شراب اور زنا وغیرہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......جنت میں لے جانے والے اعمال......}

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔'' (المستدرک، الحدیث: ۷۱۵۵، ج۵، ص ۱۴۲)

کبیرہ نمبر371: **شراب پینا**

کبیرہ نمبر372: **دیگر نشہ آور اشیاء پینا اگرچہ شافعی ایک قطرہ پئے**

کبیرہ نمبر373: **شراب یا نشہ آور چیز میں سے کسی ایک کو بنانا اور آنے والی قید کے ساتھ اُسے بنوانا**

کبیرہ نمبر374: **شراب اُٹھانا**

کبیرہ نمبر375: **شراب پینے کے لئے اُٹھوانا**

کبیرہ نمبر376: **شراب پلانا**

کبیرہ نمبر377: **شراب پلانے کا کہنا**

کبیرہ نمبر378: **شراب بیچنا**

کبیرہ نمبر379: **شراب خریدنا**

کبیرہ نمبر380: **شراب بیچنے یا خرید نے کا کہنا**

کبیرہ نمبر381: **اس کی قیمت کھانا**

کبیرہ نمبر382: **آنے والی قید کے ساتھ شراب یا اس کی قیمت کا اپنے پاس روکنا**

(یہ بارہ باب شراب کے متعلق ہیں اور دیگر نشہ آور اشیاء کا بھی یہی حکم ہے)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

''یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ'' کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان دونوں (یعنی شراب اور جوئے) کا حکم پوچھتے ہیں۔

خَمْر کسے کہتے ہیں؟:

خَمْر (یعنی شراب) انگور کے اس رَس یا جُوس کو کہتے ہیں جسے خوب جوش دیا جائے یہاں تک کہ وہ جھاگ چھوڑ دے۔ شراب پر مجازی طور پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ حقیقی طور پر اسے یہی نام دیا جاتا ہے آنے والی احادیث اس کی علت کو واضح کریں گی یا صحیح ترین قول کے مطابق لغت قیاس سے ثابت کرتی ہے کہ خَمْر انگور کے علاوہ ہر اُس شے کو کہتے ہیں جو جوش مارنے اور جھاگ دینے والی ہو۔

خمر کہنے کا سبب:

اسے خَمْر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ یعنی چھپا لیتی ہے، عورت کی اوڑھنی کو بھی اس لئے خِمَار کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کے چہرے کو چھپا لیتی ہے۔ نیز خَامِر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی گواہی چھپا لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو خَمْر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ ڈھانپ دی جاتی ہے یہاں تک کہ شدّت اختیار کر لیتی ہے، حدیثِ پاک کے یہ الفاظ اسی سے ہیں: ''خَمِّرُوْا آنِیَتَکُمْ یعنی اپنے برتن ڈھانپو۔''[1]

بعض اہلِ لُغت کہتے ہیں کہ اسے خَمْر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو خَلَط مَلَط کر دیتی ہے، اسی سے عربوں کا یہ قول ہے: ''خَامَرَہٗ دَاءٌ یعنی بیماری نے اسے خَلَط مَلَط کر دیا۔'' بعض کے نزدیک اسے خَمْر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چھوڑ دی

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب تغطیۃ الاناء، الحدیث ۵۶۲۴، ص ۴۸۲۔

جاتی ہے یہاں تک کہ جوش آجائے اوراسی سے یہ قول بھی ہے: ''اِخْتَمَرَ الْعَجِیْنُ یعنی آٹے میں خمیر بن گیا اوراس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مقصود تک پہنچ گیا۔'' بہرحال مذکورہ تمام معانی باہم قریب قریب ہیں پس اس بنا پر خَمْر ایک ایسا مصدر ہے جس سے اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول مراد ہے اور جو فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام انگور کے رَس اور دیگر چیزوں کے رَس کو بھی خَمْر کہتے ہیں انہوں نے درج ذیل 2 احادیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے:

﴿1﴾......''جس دن خَمْر کی حرمت نازل ہوئی ان 5 چیزوں سے بنی ہوئی شراب کے متعلق تھی: انگور، کھجور، گندم، جَو اور جوار (کیونکہ اس وقت شراب انہیں سے بنتی تھی)۔ خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔''[1]

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے منبرِ رسول پر کھڑے ہوکر فرمایا: ''خبردار! بے شک خَمْر حرام کردی گئی ہے اور یہ اِن 5 چیزوں سے بنتی ہے: انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو۔ خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔''[2]

یہ دونوں روایات اس بارے میں صریح ہیں کہ خَمْر کی حرمت ان انواع کی حرمت کو شامل ہے، پہلی روایت تو بالکل واضح ہے، رہی دوسری روایت تو چونکہ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عالمِ لغت ہیں لہٰذا اس کی حرمت کے متعلق ان کے قول کی طرف رجوع کیا جائے گا جبکہ آپ فرما چکے ہیں کہ ''خَمْر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔'' خصوصاً جبکہ یہ قول ابوداؤد شریف کی مذکورہ روایت کے بھی موافق ہے۔

﴿3﴾......اسی طرح حضرت سیِّدُنا امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سِجِسْتَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے یہ حدیثِ پاک نقل فرمائی کہ ''شراب انگور سے بھی، کھجور سے بھی اور شہد سے بھی بنتی ہے۔''[3]

یہ حدیثِ پاک بھی صراحۃً بیان کرتی ہے کہ یہ اشیاء خَمْر کی حرمت کے تحت داخل ہیں کیونکہ شارع عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصد لُغات سکھانا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ خَمْر میں ثابت حکم ہر نشہ آور چیز میں ثابت ہے۔

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الشربة، باب تحریم الخمر، الحدیث:۳۶۶۹، ص۱۴۹۵، "الذرة" بدله "العسل"۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب فی نزول تحریم الخمر، الحدیث:۷۵۶۲، ص۱۲۰۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب الخمر مما ھی، الحدیث:۳۶۷۶، ص۱۴۹۵۔

خَمْر کو پانچ اشیاء کے ساتھ خاص کرنے کا سبب:

حضرت سیّدُنا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''خَمْر کو ان 5 اشیاء کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں صرف انہی چیزوں سے شراب بنتی تھی۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو معنوی طور پر اس کی مثل ہو وہ بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ سود کی حرمت والی حدیثِ پاک میں 6 مخصوص اشیاء کا ذکر ہے لیکن وہ حدیثِ پاک ان 6 اشیاء کے علاوہ میں سود کا حکم ثابت ہونے سے مانع نہیں۔

ہر نشہ آور چیز حرام ہے:

﴿4﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''[1]

﴿5﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ سراپا عظمت ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''[2]

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''خبردار! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''[3]

﴿7﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔''[4]

شرحِ حدیث:

اس حدیث پاک کے تحت حضرت سیّدُنا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ اس روایت

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث: ۵۲۱۸، ص۱۰۳۶۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۵۲۲۱۔

[3] ......المرجع السابق، الحدیث: ۵۲۲۱۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث قیس بن سعد بن عبادة، الحدیث: ۱۵۴۸۴/۲، ج۵، ص۲۷۴۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الخمر من العَسَل وھو البِتْع، الحدیث: ۵۵۸۵، ص۴۷۹۔

میں دو اعتبار سے دلالت ہے:

﴿1﴾......جب آیتِ مبارکہ نے حرمتِ شراب کو بیان فرمایا اور لوگ اس کے نام سے ناواقف تھے تو شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہ کہنا پسند فرمایا کہ اس لفظ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مراد یہ ہے اور (لغتً) اس کے لئے خَمْر کا لفظ استعمال کیا گیا جیسے نماز، روزہ کے لئے صلٰوۃ اور صوم کا لفظ استعمال کیا گیا۔

﴿2﴾......اس سے مراد یہ ہے کہ شہد کی شراب انگور کی شراب کی طرح حرام ہے کیونکہ ان کا قول "ھٰذَا خَمْرٌ" اگر حقیقت کے طور پر ہو تو مُدَّعا حاصل ہو گیا اور اگر مجازاً ہو تو اِس کا حکم اُس کے حکم کی طرح ہوگا کیونکہ ہم نے واضح کیا ہے کہ شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مقصد لُغات سکھانا نہیں بلکہ احکام کی تعلیم دینا تھا، شہد کی شراب کے متعلق صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) کی مذکورہ حدیثِ پاک اسے حلال قرار دینے والوں کی ذکر کردہ ہر تاویل کو باطل کر دیتی ہے اور ان لوگوں کا قول بھی فاسد ہو جاتا ہے جن کا گمان ہے کہ غیر نشہ آور نبیذ حلال ہے، کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نبیذ کی ایک قسم کے متعلق اِسْتِفْسَار کیا گیا تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنس کی حرمت کو بیان فرمایا جو قلیل وکثیر کو شامل ہے اور اگر یہاں نبیذ کی اقسام اور مقداروں میں سے کسی چیز میں کوئی تفصیل ہوتی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے نہ چھوڑتے بلکہ ضرور بیان فرما دیتے۔ چنانچہ،

﴿8﴾......ایک حدیثِ پاک میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔''(1)

﴿9﴾......دوسری روایت میں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شے کا ایک فَرَق (یعنی سولہ رطل کے برابر پیمانہ) نشہ دے اس کا چُلُّو بھر بھی حرام ہے۔''(2)

﴿10﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر مُسْکِر و مُفْتِر (یعنی نشہ آور اور عقل میں فتور ڈالنے والی) چیز سے منع فرمایا ہے۔''(3)

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب ماجاء فی السکر، الحدیث:۳٦۸۱، ص۱٤۹٦۔

(2)......جامع الترمذی، ابواب الاشربة، باب ماجاء ما اسکر کثیره فقلیله حرام، الحدیث:۱۸٦٦، ص۱۸٤۱۔

(3)......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب ماجاء فی السکر، الحدیث:۳٦۸٦، ص۱٤۹٦۔

حضرت سیِّدُ نا خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) فرماتے ہیں: ''مُفْتِر سے مراد ہر وہ شراب ہے جو اعضا میں فتور اور بے حسی لاتی ہے۔'' ہر نشہ آور نبیذ کی حرمت کے قائلین نے اپنے مؤقف پر اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ لفظِ خمر کن اشیاء سے مشتق ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی ان کی دلیل ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ (پ۷، المائدۃ: ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے۔

آیتِ مبارکہ میں بیان کردہ علّت تمام نبیذوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ ان سب میں مذکورہ خرابیوں کا گمان پایا جاتا ہے۔

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اور حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! شراب عقل کو سلب کرنے والی اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔''[1]

اور یہ علّت ہر قسم کی نبیذ میں موجود ہے۔ البتہ! اس آیتِ مبارکہ: ''وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ (پ۱۴، النحل: ۶۷) ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق۔'' سے دلیل پکڑنا مردود ہے کہ یہاں سَکَرًا سیاقِ اثبات میں نکرہ ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ یہ نشہ ہی نبیذ ہے اس بنا پر کہ مفسِّرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ شراب کی حرمت پر دلالت کرنے والی آیات سے پہلے نازل ہوئی لہٰذا حرمت والی آیات اس حکم کو منسوخ کرنے والی یا خاص کرنے والی ہیں۔ چنانچہ

مروی ہے کہ ''سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سال حاجیوں کو پانی پلانے کی جگہ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''مجھے پانی پلاؤ۔'' حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''ہم آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وہ نبیذ نہ پلائیں جو ہم اپنے گھروں میں بناتے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہی پلاؤ جو لوگوں کو پلا رہے ہو۔'' حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبیذ کا

[1] ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۸۔

ایک پیالہ لے کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے سونگھا تو چہرۂ اقدس پر شکنیں نمودار ہوگئیں اور اسے واپس لوٹا دیا، حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ مکہ پر ان کی شراب حرام فرمادی ہے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''مجھے پیالہ واپس کرو۔'' انہوں نے واپس کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آبِ زمزم منگوا کر اس میں اُنڈیلا اور اس کے بعد نوش فرما کر ارشاد فرمایا: ''جب تم پر کوئی پینے والی شے سخت (نشہ آور) ہوجائے تو اس کا جوش پانی کے ذریعے ختم کرلیا کرو۔'' [1]

اگر مذکورہ روایت کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی یہ دلیل مردود ہے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ ایسا پانی ہو جس کا کھاراپن زائل کرنے کی خاطر اس میں کھجوریں ڈالی گئی ہوں لیکن پانی کا ذائقہ کچھ تُرشی کی وجہ سے تبدیل ہوگیا ہو چونکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت مبارک بہت زیادہ پاکیزہ تھی لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے برداشت نہ کیا اور چہرۂ انور پر شکن پڑ گئے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی ترشی یا ذائقہ کو ختم کرنے کے لئے اس میں مزید پانی ملا دیا۔

اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی بعض روایات اس کی حلّت کا تقاضا کرتی ہیں۔ چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعض عاملین کو لکھا: ''مسلمانوں کو ایسا طِلاء پینے دیجئے جس کے 2 حصے جل جائیں۔'' [2] (طِلاء انگور کا وہ شیرہ جس کو اتنا پکایا جائے کہ وہ گاڑھا ہوجائے)

حضرت سیِّدُنا ابو عبیدہ اور حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق شراب پینے کی روایت بھی مردود ہے۔ اسے صحیح تسلیم کر بھی لیں تب بھی دیگر روایات اس کی تردید کرتی ہیں۔ لہٰذا اعتراض دور ہوگیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت روایت باقی رہ گئی جس میں فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز اگرچہ نشہ نہ لائے حرام ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ کیونکہ یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ اس کی حرمت کی احادیث اتنی صریح ہیں کہ تاویل کا احتمال نہیں رکھتیں اور اس کے حلال ہونے کا شبہ کمزور ہے۔

[1] ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۸۔

[2] ......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر ما یجوز شربہ من الطلاء وما لا یجوز، الحدیث: ۵۷۱۸، ص۲۴۵۱۔

حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''میں اس کی حلّت کا اعتقاد رکھنے والے کو حد لگاؤں گا مگر اس کی گواہی قبول کروں گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس لئے حد لگانے کا حکم دیا کیونکہ اس کی حلت کا شبہ کمزور ہے اور دوسرا یہ کہ اعتبار اُس حاکم کے مذہب کا ہوگا جس کے پاس جھگڑا لے جایا جائے نہ کہ مدمقابل کا، اس کے مَقْبُوْلُ الشَّھَادَۃ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں فسق کا مرتکب نہیں ہوا۔

جس شے کے پینے سے بالکل نشہ نہ آئے اس کے حکم میں اختلاف ہے، اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے اور شراب کے تمام احکام اس شے کے لئے ثابت ہوتے ہیں اور انہوں نے اس کی مخالفت اور غلط بیانی کرنے والے کے جواب میں طویل کلام فرمایا اور ایسی شراب کا پینا جو بالفعل نشہ لائے حرام ہے اور پینے والا بالاجماع فاسق ہے، اسی طرح نچوڑے ہوئے انگور یا کھجور کی تھوڑی سی مقدار جب وہ آگ پر پکائے بغیر شدید جوش میں آجائے تو وہ بھی حرام ہے اور اجماعاً نجس ہے، اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے گی اور وہ فاسق ہو جائے گا بلکہ اگر حلال جان کر پئے تو کافر ہو جائے گا۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کے متعلق 4 آیات نازل ہوئیں۔ پہلے ارشاد فرمایا:

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًاؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۝۶۷ (پ۱۴، النحل: ۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بیشک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔

مسلمان پھر بھی اسے پیتے رہے اس لئے کہ یہ ان کے لئے حلال تھی پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ جیسے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیجئے، کیونکہ یہ عقل کو ختم کرنے والی اور مال کو سلب کرنے والی ہے۔'' تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم نازل ہوا:

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

پس نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ شراب کی حرمت کی طرف توجہ دلا رہا ہے، لہٰذا جس کے پاس شراب ہو تو اسے بیچ دے۔'' (1)

کچھ لوگوں نے اس فرمان اِثْمٌ كَبِيْرٌ کی وجہ سے شراب چھوڑ دی اور کچھ اس فرمان وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کی وجہ سے پیتے رہے یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے کھانا تیار کر کے کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو دعوت دی اور انہیں شراب بھی پیش کی، انہوں نے شراب پی تو مدہوش ہو گئے، نمازِ مغرب کا وقت ہوا تو ان میں سے ایک نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا اور اس نے ان آیاتِ مبارکہ: ''قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ(۲) (پ۳۰، الکافرون: ۱، ۲) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ! اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔'' میں ''لَاۤ اَعْبُدُ'' کی بجائے ''اَعْبُدُ'' پڑھا، یعنی اَعْبُدُ سے پہلے حرفِ لَاۤ کو چھوڑ دیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (پ۵، النساء: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

پس نماز کے اوقات میں نشہ حرام ہو گیا اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر لی اور کہا: ''اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہو جائے۔'' اور کچھ لوگوں نے صرف نماز کے اوقات میں شراب پینا چھوڑی، ان میں سے کوئی شخص نمازِ عشا کے بعد شراب پیتا تو صبح تک اس کا نشہ زائل ہو چکا ہوتا اور فجر کی نماز کے بعد شراب پیتا تو ظہر کے وقت تک ہوش میں آجاتا۔

ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عِتْبان بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو دعوت دی، جن میں حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ بھی تھے، انہوں نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھُونا، انہوں نے اسے کھایا اور شراب بھی پی یہاں تک کہ ان پر نشہ طاری ہو گیا، پھر آپس میں فخر کرنے اور برا بھلا کہنے لگے اور اشعار پڑھنے لگے پھر کسی نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ہجو تھی اور اس کی قوم کے لئے فخر تھا تو ایک انصاری نے اونٹ

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۹۰۷، ج۱۲، ص۱۵۹۔
صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر، الحدیث: ۴۰۴۳، ص۹۵۲۔

کے جبڑے کی ہڈی لی اور حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر دے ماری، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید زخمی ہوگئے اور سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس انصاری کی شکایت کی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی: ''یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرمادے۔'' پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم نازل فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (پ۷، المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللّٰہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

یہ حکم غزوۂ اَحزاب کے کچھ دن بعد نازل ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم اس سے رُک گئے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اس ترتیب پر حرمت واقع کرنے میں حکمت یہ تھی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جانتا تھا کہ یہ لوگ شراب نوشی کے بہت دلدادہ ہیں اور انہیں اس سے بہت زیادہ نفع بھی حاصل ہوتا ہے، اگر انہیں ایک ہی حکم سے منع کیا گیا تو یہ ان پر گراں گزرے گا، لہٰذا اُن پر شفقت فرماتے ہوئے درجہ بدرجہ حرمت نازل فرمائی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیتِ مبارکہ سے شراب اور جوئے کو حرام فرمایا، پھر یہ حکم نازل ہوا ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى'' یہ فرمان باری تعالیٰ بھی شراب نوشی کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ شراب پینے والے پر نشے کی حالت میں نماز مشکل ہوتی ہے تو اس سے ممانعت ضمنی طور پر پینے سے ممانعت ہے، پھر سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی جو کہ حرمت میں انتہائی پختہ ہے۔'' (2)

(1)......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۱، ص۱۴۰۔

(2)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۲ ص۳۹۶۔

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو ان دنوں اہلِ عرب کے لئے اس سے زیادہ عیش والی کوئی چیز نہ تھی اور نہ ہی ان کے لئے کسی چیز کی حرمت اس سے سخت تھی۔'' (۱)

مزید فرماتے ہیں: ''ہمارے پاس آگ کے بغیر پکی کھجوروں کی بنی ہوئی شراب تھی، میں حضرت سیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور فلاں فلاں کو شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور بتایا کہ شراب حرام ہوگئی ہے، تو ان سب نے مجھ سے کہا: ''اے اَنس! ان مٹکوں کو اُنڈیل دیجئے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے بتانے کے بعد ان سب صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس کے متعلق نہ تو کسی سے پوچھا اور نہ اِس کی طرف دوبارہ لوٹے۔'' (۲)

جوے کا بیان:

مَیْسِر سے مراد **قِمَار** یعنی جوا ہے، عنقریب **باب الشہادات** میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان ''**فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ**'' کے تحت کلام آئے گا اور **فِیْهِمَاۤ** سے مراد ان دونوں (یعنی جوئے اور شراب) کا عادی ہے۔ لفظِ **کَبِیْر** کو **کَبِیْر** اور **کَثِیْر** دونوں طرح پڑھا گیا ہے، گناہ کے بڑا ہونے کو بیان کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر **اِثْمٌ** کی صفت **کَبِیْرٌ** ذکر کی گئی ہے۔ اسی طرح کی قرآنِ حکیم میں یہ مثالیں بھی ہیں:

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۝۲ (پ۴، النساء:۲) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ (پ۵، النساء:۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

چونکہ شراب پینا اور جوا کھیلنا دونوں کبیرہ گناہ ہیں اس لئے ان دونوں کی صفت بھی کبیر ہی زیادہ مناسب ہے۔

قراءِ سبعہ اس بات پر متفق ہیں کہ سورۂ بقرہ کی گزشتہ آیت کے الفاظ **اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا** میں **اَکْبَرُ** ہی پڑھا جائے گا جبکہ **اَخَوَیْن** (یعنی امام حمزہ اور امام کِسائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے اسے **کَثِیْرٌ** پڑھا ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں:

(۱)......اس اعتبار سے کہ شراب پینے اور جوا کھیلنے والے دونوں نافرمان ہیں (یعنی ان میں سے ہر ایک گناہگار ہے) (۲)...... یا اس اعتبار سے کہ شراب اور جوئے کے عادی لوگوں پر مسلسل اور دُگنا عذاب ہوگا (۳)...... یا اس اعتبار

۱......تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۱، ص۱۴۰۔

۲......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المائدۃ، باب اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ......الخ، الحدیث۴۶۱۷، ص۳۸۱۔

سے کہ شراب پینے اور جوا کھیلنے والے بری باتوں اور قبیح کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں (۴)...... یا اس اعتبار سے کہ انگور سے لے کر شراب بننے تک شرابی نے اسے لئے رکھا کیونکہ حضور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شراب پر لعنت فرمائی اور اس کے ساتھ دیگر 10 دوسری چیزوں پر بھی لعنت فرمائی جن کا بیان آگے آئے گا (۵)...... یا اس اعتبار سے کہ لفظِ اِثْم یہاں پر مَنَافِع کے مقابل ہے اور منافع جمع کا صیغہ ہے پس مناسب یہی ہے کہ اس کا مقابل بھی جمعیّت یعنی کثرت کے معنی میں ہو۔ پس دونوں قرا ئتیں نہ صرف واضح ہو گئیں بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دونوں کا مقصود ایک ہی چیز ہے کیونکہ کبیر کو کثیر اور کثیر کو کبیر کہہ سکتے ہیں جیسا کہ صغیر کو حقیر اور یسیر کہہ سکتے ہیں۔ [1]

متکلم پر ضروری ہے کہ وہ بغیر کسی اعتراض کے تمام قرا ئتوں کی توجیہ کو قبول کرلے کیونکہ قراءَتِ متواترہ میں کمزوری ہے اور جارُ اللّٰہ زَمَخْشَرِی مُعْتَزِلِی وغیرہ نے کئی مقامات پر (شراب کی عدمِ حرمت کا قول) ذکر کیا ہے اور یہ اس کی لغزش اور خطا ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانِ عالیشان اِثْمٌ کَبِیْرٌ سے شراب کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کی دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ (پ۸، الاعراف: ۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ۔

اِثْمٌ سے مراد یا تو سزا ہے یا اس کا سبب اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کسی حرام چیز کی ہی صفت بیان کی جا سکتی ہے اسی طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا'' پس گناہ کو نفع سے زیادہ قرار دیا اور یہ بات حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

چند سوالات وجوابات:

سوال (۱): سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیتِ مقدسہ شراب پینے کی حرمت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شراب پینے میں ایک گناہ ہے تو آپ اس گناہ کو حرام سمجھو، پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ شراب نوشی میں چونکہ یہ گناہ پایا جاتا ہے اس لئے اس کا حرام ہونا لازم ہے؟

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۱۹، ج۴، ص۳۶-۳۷۔

جواب: لوگوں کا سوال مطلق شراب کے بارے میں تھا، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے واضح فرمایا کہ اس میں گناہ ہے، تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ گناہ اسے تمام حالتوں میں لازم ہے، لہٰذا شراب پینا اس حرام لزومیت کو لازم ہے اور جو چیز حرمت کو لازم ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے پس شراب نوشی کا حرام ہونا لازم ہے۔

سوال (۲): یہ آیتِ مبارکہ حرمتِ شراب پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اس میں تو اس کے منافع ثابت کئے گئے ہیں حالانکہ حرام چیز میں منفعت نہیں ہوتی؟

جواب: شراب سے نفع کا حصول اس کی حرمت کے مانع نہیں کیونکہ خاص کا ثبوت عام کے ثبوت کا لازم ہے اور اس پر دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری امت کی شفا اس چیز میں نہیں رکھی جو اِن پر حرام ہے۔''[1]

چونکہ منافع شفا سے عام ہیں لہٰذا شفا کی نفی سے مطلق منافع کی نفی لازم نہیں آتی۔

سوال (۳): صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بھی صرف اس آیتِ مبارکہ کو حرمت پر دلالت کرنے میں کافی نہیں سمجھا یہاں تک کہ سورۂ مائدہ اور (نشہ کی حالت میں) نماز کی ممانعت والی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں؟

جواب: حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور شراب حرام ہوگئی اور ذکر کردہ توقُّف تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق مروی نہیں بلکہ بعض کے بارے میں ہے، اور اکابر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا ایسے واضح حکم کی درخواست کرنا جائز تھا جو حرمتِ شراب میں اس آیتِ مبارکہ سے مؤکد ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے مُردوں کو زندہ کرنے کے مشاہدہ کی درخواست کی تاکہ ان کے یقین واطمینان میں اضافہ ہو جائے۔

سوال (۴): اس آیتِ مبارکہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شراب کے اوصاف میں سے ہے کہ اس میں بہت بڑا گناہ ہے، اگر یہ آیتِ مبارکہ حرمتِ شراب پر دلالت کرتی تو اس بات پر بھی دلالت کرتی کہ یہ نہ ہماری شریعت میں کبھی حلال ہوئی اور نہ ہی کسی دوسری شریعت میں حلال تھی جبکہ یہ باطل ہے؟

جواب: اس فرمانِ باری تعالٰی ''فِیْہِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ'' سے مراد حال کی خبر دینا ہے نہ کہ ماضی کی، لہٰذا اس آیتِ مبارکہ

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۷۴۹، ج۲۳، ص۳۲۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آ گاہ فرمایا کہ شراب پینا اس امت کے لئے فساد کا باعث ہے ان سے پہلوں کے لئے نہیں۔ (۱)

شراب کے نقصانات:

شراب کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اس عقل کو ختم کر دیتی ہے جو انسان کی اعلیٰ واشرف صفات میں سے ہے، جب شراب اعلیٰ اوصاف کی حامل چیز یعنی عقل کی دشمن ہے تو اسی سے اس کا گھٹیا ہونا لازم ہو گیا۔

عقل کی وجہِ تسمیہ:

عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صاحبِ عقل کو ان برے افعال سے روکتی ہے جن کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ شراب پیتا ہے تو برائیوں سے روکنے والی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ ان برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے اور چونکہ شراب بھی فطری طور پر انہی برائیوں میں سے ایک ہے، لہٰذا وہ نہ صرف اسے پینے کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر دوسرے گناہوں کا بھی مرتکب ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل واپس لوٹ آئے۔ (۲)

پیشاب سے وضو کرنے والا شرابی:

حضرت سیِّدُنا امام ابن ابی الدنیا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر نشے میں مست ایک شخص کے پاس سے ہوا وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح اس سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَاءَ طُھُوْرًا یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔'' حضرت سیِّدُنا عباس بن مرداس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے پوچھا گیا: ''آپ شراب کیوں نہیں پیتے حالانکہ یہ تو جسم کی حرارت میں اضافہ کرتی ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نہ تو اپنی جہالت کو خود اپنے ہاتھ سے پکڑنے والا ہوں کہ اسے اپنے پیٹ میں داخل کروں اور نہ ہی اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی قوم کے سردار کی حیثیت سے صبح کروں مگر میری شام بیوقوف شخص جیسی ہو۔'' (۳)

شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتی ہے اور دشمنی اور بغض کا باعث بنتی ہے جیسا کہ

---

(۱)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ج۲، ص۳۹۹۔

(۲)......المرجع السابق، ص۴۰۰۔ (۳)......المرجع السابق، ص۴۰۱۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیتِ مقدّسہ میں بیان فرمایا۔

شرابی کی حرص بڑھتی ہی رہتی ہے:

شراب کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسی معصیت ہے جس کے خواص میں سے ہے کہ انسان جب اس سے مانوس ہوجاتا ہے تو اس کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے اور دیگر گناہوں کے برعکس اس کے لئے اس کی جدائی برداشت کرنا محال ہوجاتا ہے اور دیگر تمام گناہوں کے برخلاف اس کا عادی اس سے نہیں اُکتاتا۔کیا آپ زانی کو نہیں دیکھتے کہ اس کی خواہش ایک ہی بار اس گناہ کے ارتکاب سے ختم ہوجاتی ہے اور جب بھی وہ اس گناہ کے ارتکاب میں اضافہ کرتا ہے تو اس کا فتور بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر شرابی جب شراب نوشی کی کثرت کرتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ چاک وچوبند ہوجاتا ہے اور جسمانی لذّت اسے گھیر لیتی ہے اور وہ آخرت کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے اور اسے بُھولی بسری بات کی طرح پسِ پشت ڈال دیتا ہے،لہٰذا وہ ان لوگوں میں سے ہوجاتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھول گئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی جانوں سے بھی غافل کردیا وہی لوگ فاسق ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب عقل زائل ہوجائے تو ہر قسم کی برائیاں مکمل طور پر آجاتی ہیں،اسی وجہ سے سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''[1]

اس کے مذکورہ منافع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اہلِ عرب جب کبھی اپنے قرب وجوار سے شراب لے کر آتے تو اس کی تعریف میں حد درجہ مبالغہ آمیزی کرتے،خریدار جب اس کے خریدنے میں قیمت کم کروانا چھوڑ دیتا تو وہ اسے اس کی فضیلت وکرامت شمار کرتے پس اس وجہ سے ان کا نفع زیادہ ہوجاتا تھا۔

اس کے مزید چند فوائد یہ ہیں:(۱) یہ کمزور کو طاقت ور کرتی ہے(۲) کھانا ہضم کرتی ہے(۳) جماع پر مدد دیتی ہے(۴) غم زدہ کی تسلی کا باعث بنتی ہے(۵) بزدل کو بہادر بناتی ہے(۶) رنگ صاف کرتی ہے(۷) حرارتِ غریزیہ (یعنی جسم کے اندرونی درجۂ حرارت) کو معتدل کرتی ہے اور(۸) ہمت اور برتری میں اضافہ کرتی ہے۔

جب یہ حرام ہوگئی تو اس کے مذکورہ تمام فوائد ختم ہوگئے اور اس کے بعد یہ صرف نقصان اور اچانک موت کا سبب بن گئی۔اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی نافرمانی سے پناہ عطا فرمائے۔(آمین)

[1] ......سنن النسائی،کتاب الاشربۃ، باب ذکر الآثام المتولدۃ عن شرب الخمر......الخ، الحدیث:۵۶۷۹،ص۲۴۴۸۔

شراب کی حرمت پر احادیثِ مبارکہ:

واضح روشن احادیثِ مبارکہ میں شراب پینے، اس کے بیچنے، خریدنے، نچوڑنے، اُٹھانے اور اس کی قیمت کھانے پر انتہائی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور شراب چھوڑنے اور اس سے توبہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔'' (1)

﴿12﴾......ابوداوٗد شریف میں مذکورہ روایت کے آخر میں ہے: ''مگر اس کے بعد بھی توبہ اس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔'' (2)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے کہ رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چوتھی چیز بھی بیان فرمائی مگر میں بھول گیا، (مزید فرمایا) ''جب کسی نے ایسا کیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (3)

شرابی اور اس کے مددگار ملعون ہیں:

﴿14﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے پینے والے، پلانے والے، خریدنے والے، بیچنے والے، بنانے والے، بنوانے والے، اٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (4)

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی......الخ، الحدیث: ۲۰۲، ص ۶۹۰۔

(2)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، الحدیث: ۴۶۸۹، ص ۱۵۶۷، دون قوله "لکن"۔

(3)......سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقة، الحدیث: ۴۸۷۴، ص ۲۴۰۳، دون قوله "السارق"۔

(4)......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب العصیر للخمر، الحدیث: ۳۶۷۴، ص ۱۴۹۵۔

﴿15﴾......ابن ماجہ شریف کی روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی (لعنت فرمائی)۔''[1]

﴿16﴾......**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 بندوں پر لعنت فرمائی ہے: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔''[2]

﴿17﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شریعت بیان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی کمائی)، مردار اور اس کی کمائی، خنزیر اور اس کی کمائی کو حرام قرار دیا ہے۔''[3]

﴿18﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہودیوں پر تین مرتبہ لعنت فرمائی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر (گردوں، آنتوں اور معدے کی) چربی کھانا حرام کی تو انہوں نے اسے بیچا اور اس کی کمائی کھائی، جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتا ہے تو اس کی کمائی بھی ان پر حرام کر دیتا ہے۔''[4]

شراب پینا خنزیر کھانے کے مترادف ہے:

﴿19﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص شراب بیچے اسے چاہئے کہ خنزیر کے گوشت کے ٹکڑے کرے۔''[5]

حدیثِ پاک کی تشریح:

حضرت سیِّدُنا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حرمت کی تاکید اور شدت بیان کرنا ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جس نے شراب بیچنے کو حلال جانا تو اسے چاہئے کہ وہ خنزیر کھانے کو بھی حلال سمجھے کیونکہ شراب اور خنزیر دونوں حرمت اور گناہ میں برابر ہیں، پس اگر

---

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الاشربة، باب لعنت الخمر علی عشرة اوجه، الحديث:۳۳۸۰، ص۲۶۸۱۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب البيوع، باب النهی ان يتخذ الخمر خلًّا، الحديث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الاجارة، باب فی ثمن الخمر والميتة، الحديث:۳۴۸۵، ص۱۴۸۲۔

[4] ......المرجع السابق، الحديث:۳۴۸۸، ص۱۴۸۳۔

[5] ......المرجع السابق، الحديث:۳۴۸۹۔

آپ خنزیر کا گوشت کھانے کو حلال نہیں سمجھتے تو شراب کی کمائی بھی حلال نہ جانو۔''

﴿20﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور طلب کرنے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

نافرمان قوم پر عذاب کی صورتیں:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گا لیکن صبح وہ لوگ اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، انہیں زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے واقعات پیش آئیں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں قبیلہ دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں شخص کا گھر دھنسا دیا گیا، ان پر ضرور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قوم لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے، ان پر ضرور تباہ کرنے والی ایسی آندھی بھیجی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبیلوں اور گھروں میں ہلاک کر دیا تھا اور ایسا ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی لونڈیاں رکھنے، سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔'' (امام ابوداؤد طیالسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) ''ایک اور بری خصلت بھی تھی جسے (راوی) حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھول گئے۔'' (۲)

زوالِ اُمَّت کے اسباب:

﴿22﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب میری اُمَّت 15 باتوں کو اپنا لے گی تو وہ مصیبتوں میں گھر جائے گی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱)......جب غنیمت کو ذاتی دولت (۲)......امانت

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الحدیث: ۲۸۹۹، ج ۱، ص ۶۷۷۔

......مسند ابی داود الطیالسی، احادیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث: ۱۱۳۷، ص ۱۵۵۔

کوغنیمت اور(۳)......زکوٰۃ کوتاوان سمجھا جانے لگے گا(۴)......آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور(۵)......ماں کی نافرمانی کرے گا(۶)......اپنے دوست سے اچھا سلوک اور(۷)......باپ سے بدسلوکی کرے گا(۸)......مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی(۹)......ذلیل ترین شخص ان کا حکمران بن جائے گا(۱۰)......انسان کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی(۱۱)......شراب پی جائے گی(۱۲)......ریشم پہنا جائے گا(۱۳)......گانے بجانے والی لونڈیاں رکھی جائیں گی(۱۴)......(گھروں میں) گانے بجانے کے آلات رکھے جائیں گے اور(۱۵)......اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔**تو اس وقت لوگوں کو چاہئے کہ سرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مسخ ہونے (یعنی بدل جانے) کا انتظار کریں۔**" [1]

زانی وشرابی کا ایمان کیسے نکلتا ہے؟

﴿23﴾......حضور نبی کریم،رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جو زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ایمان اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنے سر سے قمیص اتارتا ہے۔" [2]

﴿24﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:"جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شراب نہ پئے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو۔" [3]

شرابی جنتی شراب سے محروم ہوگا:

﴿25﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے،جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر شراب پینے کی حالت میں مر گیا تو وہ آخرت میں شرابِ (طہور) نہ پئے گا۔" [4]

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الحدیث:۲۲۱۸،ص۱۸۷۴۔

[2] ......المستدرک، کتاب الایمان، باب اذا زنی العبد خرج منہ الایمان، الحدیث:۶۵،ج۱،ص۱۷۶۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۱۴۶۲،ج۱۱،ص۱۵۳۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث:۵۲۱۸،ص۱۰۳۶۔

﴿26﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں شراب (طہور) نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔'' (۱)

﴿27﴾......تاجدارِرسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے دنیا میں شراب پی پھر توبہ نہ کی تو آخرت کی شراب اس پر حرام کر دی جائے گی۔'' (۲)

نوٹ: حضرت سیِّدُنا امام خَطَّابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں کہ مُحْیُ السنۃ حضرت سیِّدُنا ابو محمد حسین بن مسعود بَغَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۶ھ) اس حدیثِ پاک کے تحت "شَرْحُ السُّنَّۃ" میں فرماتے ہیں:''حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان "حُرِمَهَا فِی الْآخِرَةِ" میں وعید ہے کہ شرابی جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ شراب تو اہلِ جنت کے پینے کے لئے ہوگی لیکن اس کے پینے سے نہ تو وہ دردِ سر میں مبتلا ہوں گے اور نہ ہی بہکیں گے اور جو جنت میں داخل ہو جائے گا اس پر جنّتی شراب حرام نہ ہوگی۔'' (۳)

حضرت سیِّدُنا امام بَغَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی مذکورہ تشریح میں غور و فکر کی ضرورت ہے اور شُعَبُ الْاِیْمَان کی مذکورہ حدیثِ پاک اس کی تردید کرتی ہے جس میں تصریح ہے کہ شرابی شرابِ طہور نہ پئے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔

شرابی دخولِ جنت سے محروم ہے:

﴿28﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......(رشتہ داروں سے) تعلقات توڑنے والا اور (۳)......جادو کی تصدیق کرنے والا، اور جو عادی شرابی مرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے نَهْرِ غُوْطَه سے پلائے گا۔'' عرض کی گئی:''نَهْرِ غُوْطَه کون سی نہر ہے؟'' ارشاد فرمایا:''یہ وہ نہر ہے جو زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلے گی اور ان کی شرمگاہوں کی بدبو اہلِ دوزخ کو اذیت دے گی۔'' (۴)

---

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث:۵۵۷۴، ج۵، ص۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب عقوبة من شرب الخمر......الخ، الحدیث:۵۲۲۳، ص۱۰۳۶۔

(۳)......شرح السنة للبغوی، کتاب الاشربة، باب وعید شارب الخمر، تحت الحدیث:۲۹۰۶، ج۶، ص۱۱۷۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:۱۹۵۸۴، ج۷، ص۱۳۹۔

﴿29﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''شراب کا عادی، جادو کی تصدیق کرنے والا اور (رشتہ داروں سے) قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''(۱)

﴿30﴾......حضرت سیِّدُنا امام محمد بن عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا مگر اس پر اعتراض کیا کہ اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا ہے (یعنی اصل روایت یہ ہے): ''4 قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ نہ تو انہیں جنت میں داخل کرے اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......سود کھانے والا (۳)......یتیم کا مال کھانے والا اور (۴)......والدین کا نافرمان۔''(۲)

﴿31﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جنت کے باغات میں نہ شراب کا عادی داخل ہوگا، نہ والدین کا نافرمان اور نہ ہی اپنی عطا پر احسان جتانے والا۔''(۳)

﴿32﴾......ایک روایت میں جنت الفردوس کے الفاظ ہیں۔''(۴)

بغیر توبہ کئے مرنے والے شرابی کا انجام:

﴿33﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شراب کا عادی (بغیر توبہ کئے) مر گیا تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بُت پرست کی طرح پیش ہوگا۔''(۵)

﴿34﴾......ایک روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ شراب کا عادی ہو تو وہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے بتوں کے پجاری کی طرح ملے گا۔''(۶)

حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اپنے باپ سے) روایت کرتے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے: ''میں شراب

---

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الکھانۃ والسحر، الحدیث: ۶۱۰۴، ج۷، ص۶۴۸۔

(۲)......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج۲، ص۳۳۸۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۳۳۵۹، ج۴، ص۴۵۰۔

(۴)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۳۶۰۴، ج۳، ص۲۰۲۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، الحدیث: ۲۴۵۳، ج۱، ص۵۸۳۔

(۶)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث: ۵۳۲۳، ج۷، ص۳۶۷۔

پینے یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر اس ستون کو پُوجنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔''[1]

اس سے مراد یہ ہے کہ شرابی اور بتوں کا پُجاری دونوں گناہ میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں گویا انہوں نے یہ بات سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان ''کَعَابِدِ وَثْنٍ'' سے اخذ کی۔

اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق مروی ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو ان میں سے کچھ اپنے دوسرے دوستوں کے پاس گئے اور کہنے لگے: ''شراب حرام کردی گئی ہے اور اسے (گناہ کے اعتبار سے) شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔''[2]

﴿35﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہ تو شراب کا عادی جنت میں داخل ہوگا، نہ ہی والدین کا نافرمان اور نہ ہی احسان جتانے والا۔'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''یہ فرمانِ اقدس مجھ پر بہت گراں گزرا کیونکہ مؤمنین گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ میں نے والدین کے نافرمان کے متعلق یہ حکمِ قرآنی پایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ (پ۲۶، محمد: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

اور احسان جتانے والے کے متعلق یہ آیتِ مبارکہ پائی:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (پ۳، البقرۃ: ۲۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

اور شراب کے متعلق یہ فرمانِ باری تعالیٰ پایا:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (پ۷، المائدۃ: ۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام۔

---

[1] ......سنن النسائی، کتاب الاشربة، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، الحدیث: ۵۶۷۶، ص۲۴۴۸۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۹۹، ج۱۲، ص۳۰۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۷۰، ج۱۱، ص۸۲۔

﴿36﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''3 شخص ایسے ہیں جن پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جنت حرام کردی ہے: (۱)......شراب کا عادی (۲)......والدین کا نافرمان اور (۳)......دَیُّوث جو اپنی بیوی میں بدکاری برقرار رکھتا ہے۔''[۱]

﴿37﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے:''جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی لیکن اپنے عمل پر فخر کرنے والا، (والدین کا) نافرمان اور شراب کا عادی جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔''[۲]

حافظ زکی الدین عبدُ العظیم مُنذِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''میں اس حدیثِ پاک کے کسی راوی کو نہیں جانتا کہ جس پر جرح کی گئی ہو (یعنی اسے غیر عادل قرار دیا گیا ہو) اور اس کے بہت سے شواہد[۳] موجود ہیں۔''[۴]

﴿38﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''3 شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱)......دَیُّوث (۲)......مردانی عورتیں اور (۳)......شراب کا عادی۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! شراب کے عادی کو تو ہم جانتے ہیں لیکن دَیُّوث کون ہے؟'' ارشاد فرمایا:''جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے۔'' (راوی فرماتے ہیں) پھر ہم نے عرض کی:''مردانی عورتیں کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''[۵]

---

[۱]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۶۱۸۲، ج۲، ص۴۸۲۔

[۲]......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث:۴۰۹، الجزء الاول، ص۱۴۵۔

[۳]......شَوَاھِد، شَاھِد کی جمع ہے، اصطلاحِ اصولِ حدیث میں اگر دو حدیثیں ایک صحابی سے مروی ہوں تو دوسری کو پہلی کا ''مُتَابِع'' اور اگر دو حدیثیں دو صحابیوں سے مروی ہوں تو دوسری کو پہلی کا ''شاھد'' کہتے ہیں، نیز اگر وہ دونوں حدیثیں ''لفظ و معنٰی'' میں موافق ہوں تو دوسری کو ''مِثْلُہٗ'' اور اگر صرف ''معنٰی'' میں موافق ہوں تو دوسری کو ''نَحْوُہٗ'' کہتے ہیں۔''
(المقدمۃ للشیخ عبد الحق محدث دھلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، ص۲)

[۴]......الترغیب و الترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، تحت الحدیث:۳۶۰۹، ج۳، ص۲۰۳۔

[۵]......شعب الایمان للبیھقی، باب فی الغیرۃ والمذاء، الحدیث:۱۰۸۰۰، ج۷، ص۴۱۲۔

شراب ہر برائی کی جڑ ہے:

﴿39﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''شراب سے بچو! بے شک یہ ہر برائی کی چابی ہے۔'' (۱)

﴿40﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''شراب گناہ کی بنیاد ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔'' (۲)

سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو وصیت:

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وصیت فرمائی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کر کہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کی اس سے ذمہ داری اُٹھالی گئی اور شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔'' (۳)

شراب کی تباہ کاریاں

بنی اسرائیل کا ایک شرابی:

﴿42﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ، امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ اور کچھ دوسرے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اجمعین رحمتِ عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد اکٹھے بیٹھے تھے کہ سب سے بڑے گناہ کا ذکر ہونے لگا لیکن انہیں اس کے متعلق زیادہ علم نہ تھا، انہوں نے مجھے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے پوچھ آؤں، پس انہوں نے مجھے بتایا: ''سب سے بڑا گناہ

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب اجتنبوا الخمر فانھا مفتاح کل شر، الحدیث۷۳۱۳، ج۵، ص۲۰۱۔

(۲)......دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ما روی فی خطبتہ بتبوک ج۵ ص۲۴۲۔

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، الحدیث۹، ج۵، ص۲۲۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب الصبر علی البلاء، الحدیث:۴۰۳۴، ص۲۷۲۰۔

شراب پینا ہے۔'' میں نے واپس آ کر یہ بات بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور فوراً ان کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ سب ان کے گھر پہنچ گئے تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے انہیں بتایا کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑ لیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیئے یا کسی کو قتل کرے یا زنا کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے ورنہ وہ اسے قتل کر دیں گے، چنانچہ اس نے شراب پینا اختیار کر لیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے وہ تمام کام کئے جو وہ اس سے کروانا چاہتا تھا۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''جو شخص شراب پیتا ہے چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کے پیٹ میں شراب ہو تو اس کی وجہ سے اس پر جنت حرام کر دی جائے گی، پس اگر وہ ان چالیس راتوں میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔'' [1]

شراب نے کیا گُل کِھلائے:

﴿43﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: برائیوں کی اصل (یعنی شراب) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا، ایک عورت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور اس کی طرف خادم کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہیں گواہی کے لئے بلا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا۔ جب بھی وہ کسی دروازے سے اندر داخل ہوتا تو وہ اس پر بند کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ ایک نہایت حسین وجمیل عورت کے پاس پہنچا جس کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور وہاں شیشے کا ایک بڑا برتن تھا جس میں شراب موجود تھی۔ اس عورت نے عابد سے کہا: ''میں نے تجھے کسی قسم کی گواہی دینے کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ تو اس لڑکے کو قتل کر کے مجھ سے زنا کرے یا پھر شراب کا ایک جام پی لے، اگر تو نے انکار کیا تو میں واویلا کروں گی اور تجھے ذلیل ورسوا کر دوں گی۔'' جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کے پاس اس سے چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا: ''مجھے شراب کا گلاس پلا دے۔'' عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے مزید مانگا، پس وہ اسی طرح شراب پیتا رہا یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ منہ بھی کالا کیا اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا تم شراب سے بچتے رہو، بلاشبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایمان اور شراب نوشی دونوں کسی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، ہاں! عنقریب ایک دوسرے کو

[1] ......المستدرک، کتاب الاشربة، باب ان اعظم الکبائر شرب الخمر، الحدیث ۷۳۱۸، ج۵، ص۲۰۳۔

باہر نکال دے گا۔'' (1)

ہارُوت وماروت کی آزمائش:

﴿44﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو زمین پر اُتارا گیا تو فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ!

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۳۰ (پ ۱، البقرۃ: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں، فرمایا: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے زیادہ تیری اطاعت کرنے والے ہیں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے فرمایا: ''دو فرشتے منتخب کرو پھر ہم جانچیں گے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم ھاروت و ماروت کا انتخاب کرتے ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو حکم فرمایا: ''زمین پر اُتر جاؤ۔'' پھر ان دونوں کے سامنے زہرہ نامی عورت انتہائی خوبصورت کر کے لائی گئی، تو وہ اس عورت کے پاس گئے اور اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم یہ شرکیہ کلمہ نہ کہو۔'' انہوں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم کبھی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' پھر وہ انہیں چھوڑ کر چلی گئی دوبارہ ان کے پاس آئی تو اس نے ایک بچہ اُٹھایا ہوا تھا، انہوں نے دوبارہ اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اس بچے کو قتل نہ کر دو۔'' انہوں نے پھر جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم کبھی بھی اس بچے کو قتل نہیں کریں گے۔'' وہ پھر چلی گئی اور شراب کا ایک پیالہ اٹھائے ہوئے واپس آئی، انہوں نے پھر اس کے نفس پر قدرت چاہی تو اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بالکل نہیں جب تک کہ تم یہ شراب نہ پی لو۔'' لہٰذا دونوں نے شراب پی لی اور ان پر نشہ طاری

1......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث:۵۳۲۴، ج۷، ص۳٦۷۔

ہوگیا اور دونوں نے نہ صرف اس سے زنا کیا بلکہ بچے کو بھی قتل کر دیا۔ جب انہیں ہوش آیا تو اس عورت نے انہیں بتایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے مجھ سے جن کاموں کا انکار کیا تھا ان میں سے ہر کام تم نے نشے کی حالت میں کر ڈالا ہے۔'' پس ان دونوں کو دنیا اور آخرت کے عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا۔'' (1)

﴾45﴿......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جب شراب حرام کی گئی تو حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے: ''شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' (2)

﴾46﴿......حضرت سیِّدُنا ابو تمیم جیشانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے مروی ہے کہ انہوں نے انصار کے سردار حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فرماتے سنا اس وقت وہ مصر کے گورنر تھے کہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ یا گھر آگ یا جہنم میں بنالے۔'' (3)

حضرت سیِّدُنا قیس بن سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے شراب پی وہ قیامت کے دن پیاسا آئے گا، خبردار! ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر قسم کی شراب حرام ہے، اور غُبَیْرَاء (یعنی جوار سے بنی ہوئی شراب) سے بچو۔'' (راوی کہتے ہیں:) میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بھی اسی کی مثل حدیثِ پاک بیان کرتے سنا، البتہ! ان کی روایت میں ''گھر اور ٹھکانہ'' کے الفاظ مختلف ہیں۔'' (4)

﴾47﴿......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے شراب پی اس

---

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۶۱۸۴، ج۲، ص۴۹۵۔

(2)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۳۹۹، ج۱۲، ص۳۰۔

(3)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث قیس بن سعد، الحدیث:۱۵۴۸۴/۱، ج۵، ص۲۷۴۔

(4)......المرجع السابق، الحدیث:۱۵۳۸۲/۲۔

الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث:۱۳۶، ج۳، ص۲۰۶۔

کے دل سے ایمان کا نور نکل گیا۔'' (۱)

﴿48﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔'' (۲)

﴿49﴾......ایک شخص یمن کے شہر جَیْشَان سے آیا اس نے حضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جوار سے بنی ہوئی شراب کے متعلق پوچھا جسے لوگ اس کے ملک میں پیتے ہیں اور اسے مِزْر کہتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہ نشہ آور ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم متعین فرما دیا ہے کہ جو کوئی نشہ آور چیز پئے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی علَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دوزخیوں کا پسینہ یا اُن کی پیپ۔'' (۳)

﴿50﴾......حضور نبئ اَکرم صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے کہ ''(رحمت کے) فرشتے 3 قسم کے بندوں کے پاس نہیں آتے: (۱) جنبی (۲) نشہ کرنے والا اور (۳) زعفران ملے خلوق (خوشبو) میں لتھڑا ہوا۔'' (۴)

﴿51﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 قسم کے بندوں کی نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے: (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے آقا کے پاس لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دے (۲) ایسی عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے (۳) نشہ کرنے والا یہاں تک کہ نشہ اُتر جائے۔'' (۵)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۳۴۱، ج۱، ص۱۱۰، "خرج" بدلہ "اخرج اللہ"۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث:۷۸۵۲، ج۸، ص۲۱۱۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مُسْکِر خمر وان کل خمر حرام، الحدیث:۲۰۰۲، ص۱۰۳۶۔

(۴)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدۃ بن الحصیب، الحدیث:۴۴۴۹، ج۱۰، ص۳۲۱، بتغیرٍ۔

(۵)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث:۵۳۳۱، ج۷، ص۳۷۰۔

شرابی پر غضبِ جبار:

﴿52﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ مزامیر (یعنی گانے باجے کے آلات)، سارنگیاں اور طبلے توڑ ڈالوں اور بتوں کو پاش پاش کردوں جن کی زمانۂ جاہلیت میں پُوجا پاٹ کی جاتی تھی، میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عزت کی قسم یاد کرکے ارشاد فرمایا کہ ''میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پئے گا تو میں اس کی سزا میں اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ اسے عذاب دیا گیا ہو یا بخش دیا گیا، اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب نہ پئے گا تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا۔'' (1)

﴿53﴾......ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے قدرت کے باوجود شراب ترک کی تو میں اسے جنت کی (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا اور جس نے ریشم نہ پہنا جبکہ وہ پہن سکتا تھا تو میں اسے جنّتی لباس پہناؤں گا۔'' (2)

﴿54﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جسے پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں (پاکیزہ) شراب پلائے تو اسے چاہئے کہ دُنیا میں اسے چھوڑ دے اور جسے پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں ریشم پہنائے تو اسے چاہئے کہ دنیا میں اسے چھوڑ دے۔'' (3)

﴿55﴾......حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شراب کا ایک گھونٹ پئے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ 3 دن تک اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل اور جو ایک گلاس پئے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا اور جو ہمیشہ شراب پئے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے نَهْرُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! نَهْرُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''دوزخیوں کی پیپ۔'' (4)

﴿56﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اس ذات کی

---

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ٢٢٢٨١، ج٨، ص٢٨٦، بتغیرٍ۔

(2)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث:٣٦٢٤، ج٣، ص٢٠٨۔

(3)......المعجم الاوسط، الحدیث٨٨٧٩، ج٦، ص٣١٢۔

(4)......المعجم الکبیر، الحدیث١١٤٦٥، ج١١، ص١٥٤۔

الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترھیب من شرب الخمر......الخ، الحدیث:٣٦٢٦، ج٣، ص٢٠٨۔

قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمَّت کے کچھ لوگ گناہوں، غرور وتکبر اور لہو ولعب میں رات گزاریں گے اور صبح اس حال میں کریں گے کہ حرام کو حلال جاننے، گانے بجانے والی لونڈیاں رکھنے، شراب پینے اور ریشم پہننے کی وجہ سے مسخ ہوکر بندروں اور خنزیروں کی صورت میں بدل چکے ہوں گے۔'' (۱)

《57》......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمَّت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے پئیں گے، ان کے سروں پر آلاتِ موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے والی لونڈیاں گائیں گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور سور بنا دے گا۔'' (۲)

《58》......حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن سابط رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ سے مرسلاً مروی ہے کہ ''اس امت میں زمین میں دھنسنا، صورتوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کا برسنا ہوگا۔'' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کب ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''جب گانا گانے والی لڑکیاں یا لڑکے اور آلاتِ موسیقی عام ہو جائیں گے اور شرابیں پی جائیں گی۔'' (۳)

《59》......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرا جو اُمَّتی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت میں اس کا پینا حرام فرما دے گا اور میرا جو اُمَّتی اس حال میں مرا کہ وہ سونا پہنتا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت میں اس کا لباس پہننا حرام فرما دے گا۔'' (۴)

شرابی کو قتل کرنے کا حکم:

《60》......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر چوتھی بار پیئے تو اسے قتل کر دو۔'' (۵)

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، اخبار عبادۃ بن الصامت، الحدیث: ۲۲۸۵۴، ج۸، ص۴۲۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات صبر علی البلاء، الحدیث: ۴۰۲۰، ص۲۷۱۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الحدیث: ۲۲۱۲، ص۱۸۷۴۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۹۵۴، ج۲، ص۶۵۹۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء من شرب الخمر ......الخ، الحدیث: ۱۴۴۴، ص۱۷۹۹۔

﴿61﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب لوگ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو، اگر دوبارہ پئیں تو دوبارہ کوڑے مارو، اگر پھر پئیں تو پھر کوڑے مارو، اس کے بعد بھی پئیں تو انہیں قتل کردو۔'' (۱)

﴿62﴾......سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جب کوئی نشہ کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر دوبارہ نشہ کرے تو دوبارہ کوڑے مارو، اگر پھر نشہ کرے تو پھر کوڑے مارو، پھر اگر چوتھی بار نشہ کرے تو اسے قتل کردو۔'' (۲)

﴿63﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کی گردن کاٹ دو۔'' (۳)

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''چوتھی بار شراب پینے پر کسی صحیح سبب کے بغیر قتل کا حکم دینا منسوخ ہے۔''

شرابی کی عبادت رائیگاں جاتی ہے:

﴿64﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، ہاں! اگر توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (تیسری بار) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، البتہ! اگر توبہ کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اگر (چوتھی مرتبہ) پھر ایسا کرے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی پھر اگر توبہ بھی کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا اور اسے نَھْرُ الْخَبَال سے پلائے گا۔ ''راویِ حدیث حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت کیا گیا: ''اے ابوعبدالرحمٰن رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا نَھْرُ الْخَبَال کیا ہے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے بتایا کہ وہ نہر دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔'' (۴)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، الحدیث: ۴۴۸۲، ص۱۵۵۱۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۴۴۸۴۔

(۳)......سنن النسائی، کتاب الاشربة، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، الحدیث: ۵۶۶۵، ص۲۴۴۸۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب الاشربة، باب ماجاء فی شارب الخمر، الحدیث: ۱۸۶۲، ص۱۸۴۰۔

﴿65﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے موقوفاً مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو جب تک وہ اس کے پیٹ یا رگوں میں رہے گی اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر (اس دوران) وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا، اور اگر (شراب پینے سے) نشہ ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی اور اگر اس دوران وہ مَر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔'' (۱)

﴿66﴾......رسول اللہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے شراب پی اور اسے اپنے پیٹ میں اُتارا تو اس کی 7 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی، اگر اسی دوران وہ مر گیا تو کفر کی حالت میں مرے گا۔ مزید فرمایا ''اگر شراب نے اس کی عقل کو ضائع کر دیا اور کوئی فرض ساقط ہو گیا'' ایک روایت میں یوں ہے ''شراب نے اُسے قرآن بھلا دیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ ہو گی اور اگر اس دوران وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا۔'' (۲)

نوٹ: شرابی کے حالتِ کفر میں مرنے میں شرط ہے کہ وہ شراب پینے کو حلال جانے یا کفرانِ نعمت کا مرتکب ہو۔

﴿67﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، (اس دوران) اگر وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، پھر اگر دوبارہ شراب پیئے اور اس پر نشہ چھا جائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی اور اگر (اسی دوران) وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر پھر شراب پیئے اور نشہ آ جائے تو اس کی 40 دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی، اگر (اسی دوران) وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اگر چوتھی بار پھر اس نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' کسی نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' (۳)

﴿68﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''میرا جو اُمّتی شراب

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الاثام المتولدۃ......الخ، الحدیث: ۵۶۷۷، ص۲۴۴۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۵۶۷۲۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، فصل فی الاشربۃ، الحدیث ۵۳۳۴، ج۷، ص۳۷۰۔

پیئے گا اس کی 40 دن کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔'' (۱)

﴿69﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے نشہ آور چیز پی اس کی 40 دن کی نمازیں کم کر دی جائیں گی، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اگر چوتھی بار پھر ایسا کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' مزید فرمایا'' جس نے کسی چھوٹے بچے کو جو کہ حلال وحرام کی تمیز نہیں رکھتا شراب پلائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' (۲)

﴿70﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت یزید رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے 40 دن تک راضی نہ ہو گا، (اسی دوران) اگر وہ مر گیا تو حالتِ کفر میں مرے گا اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر چوتھی مرتبہ اس نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ۔'' (۳)

﴿71﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص شراب پیئے اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور وہ شرابی نہیں جانتا کہ ہو سکتا ہے اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہو جائے، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے جبکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس کی موت انہی راتوں میں واقع ہو جائے اور اگر وہ پھر پیئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 دن تک اس پر ناراض رہتا ہے اور یہ 120 راتیں ہو گئیں، اس کے بعد اگر وہ پھر پیئے تو رَدْغَۃُ الْخَبَال میں ہو گا۔'' عرض کی گئی: ''رَدْغَۃُ الْخَبَال کیا چیز ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کا پسینہ اور پیپ۔''

---

(۱)......المستدرک، کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ، باب اذا حضرت الصلوۃ......الخ، الحدیث: ۹۸۴، ج۱، ص۵۳۸۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث: ۳۶۸۰، ص۱۴۹۶، "نَجَّسَتْ" بدلہ "بُخِسَتْ"۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اَسماء ابنۃ یزید، الحدیث: ۲۷۶۷۴، ج۱۰، ص۴۴۳۔

جہنم میں شرابی کا کھانا پینا:

﴿72﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جو نشے کی حالت میں دنیا سے گیا وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں داخل ہوگا اور بروزِ قیامت بھی نشے کی حالت میں اُٹھایا جائے گا اور اسے نشے ہی کی حالت میں جہنم میں ایک پہاڑ کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سَکْرَان ہے،اُس میں ایک چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون نکلتا ہے اور زمین وآسمان کی عمر کے برابر یہی شرابیوں کا کھانا پینا ہوگا۔''(۱)

﴿73﴾......تاجدارِرِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے حالتِ نشہ میں ایک نماز چھوڑی گویا اس کے پاس دنیا اوراس میں موجود سب کچھ تھا مگر اس سے چھین لیا گیا اور جس نے نشے کی حالت میں 4 نمازیں چھوڑیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔''عرض کی گئی:''طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟''ارشاد فرمایا:''جہنمیوں کی پیپ۔''(۲)

﴿74﴾......حضور نبئ پاک،صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے حالتِ نشہ میں ایک نماز چھوڑی گویا اس کے پاس دنیا اوراس میں موجود سب کچھ تھا مگر اس سے چھین لیا گیا۔''(۳)

﴿75﴾......سرکارِ نامدار،مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے:''جب میری اُمَّت 5 چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ان پر تباہی وبربادی آئے گی:(۱)......جب ایک دوسرے کو لعن طعن کرنا عام ہو جائے گا (۲)......لوگ شرابیں پئیں گے(۳)......ریشم(کا لباس) پہنیں گے(۴)......گانے والے لڑکے رکھیں گے اور (۵)......مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے خواہشاتِ نفسانیہ پوری کریں گے۔''(۴)

---

(۱)......الکامل فی ضعفاء الرجال ، الرقم ۵۵ ابراھیم ابو ھُدُبَۃ ،ج ۱ ، ص ۳۴۳۔

(۲)......المستدرک ،کتاب الاشربۃ، باب اجتنبوا الخمر فانھا مفتاح کل شر، الحدیث ۷۳۱۵،ج ۵،ص ۲۰۲۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۶۶۷۴،ج ۲،ص ۵۹۳۔

(۴)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الفروج، الحدیث ۵۴۶۹،ج ۴،ص ۳۷۷۔

تنبیہ:

ایک قطرۂ شراب پینے کا حکم:

مذکورہ تمام گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ اور آئندہ آنے والی احادیثِ مبارکہ سے اچھی طرح واضح ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی اجماعاً کبیرہ گناہ ہے۔یہی حکم دیگر نشہ آور چیزوں کا ہے اور غیر نشہ آور چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ایک قطرہ پینا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ شوافع کے نزدیک یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔اور شراب کو ''اَکْبَرُ الْکَبَائِر'' کا نام دیا گیا ہے۔چنانچہ،

سب سے بڑا گناہ:

﴿76﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شراب کے متعلق پوچھا تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ سب سے بڑا گناہ اور تمام برائیوں کی جڑ ہے،شراب پینے والا نماز چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ماں،خالہ اور پھوپھی سے بدکاری کا مرتکب ہو جاتا ہے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ''شراب کے علاوہ کسی دوسری چیز کا پینا اس صورت میں کبیرہ گناہ ہے جبکہ وہ نشہ لائے۔''لیکن اسے رد کر دیا گیا ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ نشہ آور چیز کی غیر نشہ آور مقدار بھی شراب کے تحت داخل ہے اور یہ قیاسی طور پر لغت سے ثابت ہے اور شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اس مقدار میں بھی حد (یعنی مقررہ سزا) ہے یعنی حد اس بات کی قطعی علامت ہے کہ یہ (حد) جس چیز پر لگائی جائے وہ کبیرہ گناہ ہے۔حضرت سیِّدُنا رُویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے کلام پر حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کا سکوت اختیار کرنا کمزور بات ہے۔

اسی طرح حضرت سیِّدُنا حَلِیْمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''اگر کسی نے شراب میں اس کے برابر مقدار میں پانی ملایا اور اس کی شدّت ختم ہو گئی پھر اس نے پی لی تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔''حضرت سیِّدُنا امام اَذْرَعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

......مجمع الزوائد،کتاب الاشربۃ،باب ماجاء فی الخمر،الحدیث ۸۱۴۷،ج۵،ص۱۰۴۔

یہ قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ میرے خیال کے مطابق اصحابِ مذہب (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) نے اسے جائز قرار نہ دیا بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ اس کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اس سے نشہ نہیں آتا۔'' حضرت سیِّدُنا امام اَذْرَعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی کا مذکورہ قول واضح ہے۔ مگر یہ اس شخص کے متعلق ہے جو شراب کی حرمت کا عقیدہ رکھے جبکہ اسے حلال سمجھنے والے کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''میں اسے حد لگاؤں گا مگر اس کی گواہی قبول کروں گا۔'' اس کی وضاحت گزر چکی ہے اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے یہ بھی منقول ہے کہ جس کا عقیدہ ہو کہ شراب پینا کبیرہ گناہ نہیں (اس کو بھی حد لگے گی) اس بنا پر کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی نے حضرت سیِّدُنا رُویانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی سے جو نقل کیا اسی کی مثل حضرت سیِّدُنا قاضی ابوسعید ہروی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے بھی ذکر کیا لیکن ان کے برعکس حکم لگایا اور ان میں سے کسی کو ترجیح نہ دی اور کبیرہ گناہوں کو شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ شراب اور اس کے علاوہ دیگر نشہ آور اشیاء کو پینا کبیرہ گناہ ہے اور دیگر نشہ آور چیزوں کی تھوڑی مقدار پینے میں اختلاف ہے جبکہ پینے والا شافعی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ مذکورہ بحث میں زیادہ راجح قول یہی ہے کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا حلیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا یہ قول بھی رد کر دیا گیا ہے کہ ''شراب پینا کبیرہ گناہ ہے، اگر اتنی کثرت سے پئے کہ نشہ چھا جائے یا ہذیان بکنے لگے تو یہ فحش کام ہے اور اگر کسی نے شراب میں اس کے برابر پانی ملایا جس سے اس کی شدّت اور نقصان ختم ہو گیا تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔'' بلکہ صحیح قول وہ ہے جو حضرت سیِّدُنا جلال الدین بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کا ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا حَلِیمِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کے مذکورہ قول کے برخلاف ہمارے اصحاب (یعنی شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) اسے جائز قرار نہیں دیتے بلکہ یہ لازمی طور پر کبیرہ گناہ ہے۔''

(کتاب کی ابتدا میں) حضرت سیِّدُنا ابنِ عبدُ السلام عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَام کے حوالے سے کبیرہ گناہ کی تعریف گزر چکی ہے: ''کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے مرتکب سے دین کو ہلکا جاننا اس طرح ظاہر ہو کہ وہ منصوص علیہ (یعنی قرآن وحدیث سے ثابت) سب سے چھوٹے کبیرہ گناہ کو حقیر جانے۔'' اور آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس تعریف کو دلائل سے ثابت کیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''اس تعریف کی بنا پر ہر وہ فعل جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کا فساد اس فعل کے فساد

جتنا ہو جس کے ساتھ کوئی وعید، لعنت یا حد ملی ہوئی ہو یا (اس کا فساد) اس سے بھی زیادہ ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگردِ رشید حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ دَقِیق العِیْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: ''فساد ڈالنے والی چیز کا اس چیز سے خالی ہونا ضروری ہے جس کے ساتھ کوئی دوسرا امر ملا ہوا ہو کیونکہ کبھی اس میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''کیا آپ غور نہیں کرتے کہ شراب کے فساد میں ذہن سب سے پہلے نشہ اور عقل کے خلل کی طرف جاتا ہے اور اگر ہم شراب کو ان مفاسد سے خالی سمجھیں تو لازم آئے گا کہ مذکورہ فساد سے خالی ہونے کے سبب اس کا ایک قطرہ پینا کبیرہ گناہ نہ ہو لیکن اس کا ایک قطرہ پینا بھی دوسری خرابی کی وجہ سے کبیرہ گناہ ہے اور وہ (خرابی) کثرتِ شراب نوشی کی جرأت کرنا ہے اور یہ چیز مزید خرابی میں مبتلا کرتی ہے۔ پس اس کے ساتھ دوسری خرابی کا ملنا اسے کبیرہ گناہ بنا دیتا ہے۔''

اَلْخَادِم میں ہے: ''ایسی نبیذ جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے، حُرمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کی تھوڑی سی مقدار پینے کے کبیرہ ہونے میں علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے تصریح کی کہ اس میں 2 مؤقف ہیں اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''تھوڑی سی شراب پینے والے کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ وہ فاسق ہے۔'' اور اگر حرمت کے قول پر عمل کرتے ہوئے شراب بطورِ دوا استعمال کی گئی تو اس کا احتمال ہے کہ اسے کبیرہ نہ کہا جائے بشرطیکہ ہمارا اس کے متعلق قول یہ ہو کہ اس صورت میں حد واجب نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی اسے صحیح قرار دیا، اور شراب نوشی پر جرأت پیدا ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔''

دیگر بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب یہ ثابت ہو گیا کہ شراب کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہے تو اسی طرح ہر نشہ آور چیز کا ایک قطرہ پینا بھی کبیرہ گناہ ہوگا۔ پس احادیثِ مبارکہ میں شراب کے معاملہ میں دس قسم کے لوگوں پر وارد لعنت دیگر نشہ آور چیزوں میں بھی جاری ہوگی۔ اس کے جاری ہونے کی 2 طریقے ہیں: (۱)......نص کا طریقہ یعنی بیان کردہ صحیح قول کے مطابق کہ لُغت قیاسی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ (۲)......یا قیاس کا طریقہ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ مَقِیْس (یعنی جسے قیاس کیا جائے) اور مَقِیْس عَلَیْہ (یعنی جس پر قیاس کیا جائے) احکام

میں برابر ہوتے ہیں۔

﴿77﴾......حضرت سیِّدُ ناعلامہ صلاح الدین علائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ(متوفی۷۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملے میں 10 قسم کے بندوں پر لعنت فرمائی ہے: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔ [1]

حضرت سیِّدُ ناعلامہ جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا شیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مذکورہ الفاظ سے مروی نہیں بلکہ حضرت سیِّدُ ناامام احمد، سیِّدُ ناامام ابوداؤد اور سیِّدُ ناامام ابنِ ماجہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحروبَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''شراب کو10 اعتبار سے ملعون قرار دیا گیا ہے: (۱) بذاتِ خود شراب پر (۲) اس کو پینے والے (۳) پلانے والے (۴) بیچنے والے (۵) خریدنے والے (۶) بنانے والے (۷) بنوانے والے (۸) اٹھانے والے (۹) اٹھوانے والے اور (۱۰) اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔'' [2] اس حدیثِ پاک میں شراب پینے والے کے علاوہ 8 لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، یہ مسندِ احمد کے الفاظ ہیں جبکہ ابوداؤداور ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں ہے کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، بنانے والے، بنوانے والے، اُٹھانے والے اور اٹھوانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' [3] مذکورہ الفاظ ابوداؤد شریف کے ہیں اور ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور اس کی قیمت کھانے والے پر بھی (لعنت فرمائی)۔'' [4]

اس حدیثِ پاک میں بھی شراب پینے والے کے علاوہ 8 قسم کے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت سیِّدُ ناامام ابو

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النهی ان یتخذ الخمر خلّا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۴۷۸۷، ج۲، ص۲۵۴۔

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب العصیر للخمر، الحدیث:۳۶۷۴، ص۱۴۹۵۔

[4] ......سنن ابن ماجه، ابواب الاشربة، باب لعنت الخمر علی عشرة اوجه، الحدیث:۳۳۸۰، ص۲۶۸۱۔

عیسیٰ ترمذی عَلَـیْهِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک روایت نقل فرمائی اور اس کے متعلق ارشادفرمایا کہ یہ غریب ہے۔ چنانچہ،
حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 قسم کے لوگوں پرلعنت فرمائی ہے: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) پلانے والا (۵) اُٹھانے والا (۶) اُٹھوانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔'' [۱]

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ماجہ قزوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے بھی اسی کی مثل روایت نقل فرمائی جو شراب پینے والے کے علاوہ دیگر 9 قسم کے لوگوں کو شامل ہے۔

میں نے ابتدا میں صحیح حدیثِ پاک ذکر کی کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب کے معاملہ میں 10 قسم کے بندوں پرلعنت فرمائی: (۱) شراب بنانے والا (۲) بنوانے والا (۳) پینے والا (۴) اُٹھانے والا (۵) اُٹھوانے والا (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) خریدنے والا اور (۱۰) خریدوانے والا۔ [۲]

اسی طرح صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور کہا: ''اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پلانے والے اور جسے پلائی جائے، سب پرلعنت فرمائی ہے۔'' [۳]

اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ''اے محمد صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے شراب پر، اس کے بنانے والے، بنوانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، پینے والے، اس کی قیمت کھانے والے، اُٹھانے والے،

---

[۱] ......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔
[۲] ......جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلا، الحدیث:۱۲۹۵، ص۱۷۸۱۔
[۳] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عباس، الحدیث:۲۸۹۹، ج۱، ص۶۷۷۔
المستدرک، کتاب الاشربۃ، باب ان اللّٰہ لعن الخمر وشاربھا، الحدیث:۷۳۱۴، ج۵، ص۲۰۱۔

اُٹھوانے والے، پلانے اور جسے پلائی جائے، سب پر لعنت فرمائی ہے۔“ [1]

احادیثِ مبارکہ کے مذکورہ مجموعہ سے عنوان میں ذکر کردہ میرا مؤقف واضح ہو گیا نیز اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے بھی ان کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کی ہے۔

حضرت سیِّدُنا علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ٧٦١ھ) فرماتے ہیں: ”شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس بات پر دلیل قائم فرمائی ہے کہ شراب بیچنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق ہے۔ شراب خریدنے، اس کی کمائی کھانے، اسے اُٹھانے اور پلانے کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ! اسے بنانے اور بنوانے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے فاسق نہ ہوگا۔“

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: ”فسق کا حکم اس کی نیت کے ساتھ مشروط ہونا چاہئے یعنی اگر شراب بنانے یا بنوانے والے نے اس سے شراب کی نیت کی تو حدیثِ پاک میں وارد وعید کے تحت داخل ہوگا اور اگر شراب کے علاوہ کسی اور چیز (مثلاً سرکہ) کی نیت ہو تو اس کے تحت داخل نہ ہوگا۔“ حضرت سیِّدُنا ابنِ صبَّاغ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نقل فرمایا کہ ”شراب کا محض رکھنا کبیرہ گناہ نہیں بلکہ اسے سرکہ میں بدلنے کے لئے رکھنا جائز ہے۔“ حضرت سیِّدُنا ماوَرْدِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”شراب کو سرکہ بنانے کے لئے رکھنا حرام نہیں لیکن اگر اس نے شراب کو اسی حالت پر ذخیرہ کرنے کا ارادہ کیا تو فاسق ہو جائے گا۔“ اور قصد کے معنی سے جس طرف ہم نے اشارہ کیا ہے یہ اس کے مطابق ہے۔

حضرت سیِّدُنا جلال الدین بُلْقِینِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ”قصد سے جس طرف علامہ صلاح الدین علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ٧٦١ھ) نے اشارہ کیا ہے وہ صحیح ہے اور اگر شراب بنانے سے کوئی ارادہ ہی نہ ہو یا سرکہ بنانے کا ارادہ ہو تو حرام نہیں۔“

حاصلِ کلام:

حاصلِ بحث یہ ہے کہ حرمت کے علم کے باوجود جان بوجھ کر شراب یا نبیذ کی معمولی مقدار پینا اگرچہ پکی ہوئی ہو، کبیرہ گناہ ہے، یہی حکم بلا حاجت اسے بیچنے اور خریدنے کا ہے مثلاً دوا کے طور پر یا سرکہ بنانے کے ارادے سے ایسا

[1] ......المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اللہ لعن الخمر......الخ، الحدیث ٢٢٨٢، ٢٢٨٢، ج٢، ص ٣٣١۔

کرے، اسی طرح اسے بنانے اور بنوانے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اس سے پینے یا پینے پر مدد حاصل کرنے کا ارادہ کرے، البتہ! اسے سرکہ بنانے یا بنوانے کے ارادہ سے رکھنا جائز ہے۔

خاتمہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے مذکورہ بحث کے بعد خاتمہ لکھا ہے لہٰذا میں بھی یہاں ایک خاتمہ ذکر کر رہا ہوں تاکہ جو روایات بیان نہ ہوسکیں ان کا ذکر ہوجائے اگرچہ اس میں بعض وہ روایات بھی آئیں گی جو بیان ہوچکی ہیں۔ خلاصۂ کلام درج ذیل ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں شراب پینے سے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا حکم فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۹۰) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ(۹۱) (پ۷، المائدۃ: ۹۰، ۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

﴿78﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تمام برائیوں کی جڑ شراب سے بچو![1] جو اس سے نہ بچا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہوگیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ(۱۴) (پ۴، النساء: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔“

احادیث میں یہ مضمون بیان ہوچکا ہے کہ جب شراب حرام کردی گئی تو صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن

[1] ......سنن النسائی، کتاب الاشربۃ، باب ذکر الآثام المتولدۃ عن شرب الخمر......الخ، الحدیث: ۵۶۷۶، ص۲۴۴۸۔

ایک دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے: ''شراب حرام کر دی گئی ہے اور اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' شراب کا عادی بت پرست کی طرح ہے اور اگر وہ توبہ کئے بغیر مر گیا تو جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی اگر وہ حلال جان کر پیئے)۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مؤقف یہ ہے کہ شراب نوشی کرنا کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اور بلاشبہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور کئی احادیثِ مبارکہ میں اس کے پینے والے اور دیگر معاونین پر لعنت کی گئی ہے۔ نیز حدیثِ پاک میں یہ بات گزر چکی ہے کہ نشہ کرنے والے کی نماز 40 دن تک قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کی کوئی نیکی آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

﴿79﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ نہ ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے 40 راتوں تک اعراض فرماتا ہے اور جس نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ 40 راتیں نہ تو اس کے نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض اور اگر وہ اسی دوران مر گیا تو بت پرست کی موت مرا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے طِیْنَۃُ الْخَبَال سے پلائے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طِیْنَۃُ الْخَبَال کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں کا خون اور پیپ۔''[1]

﴿80﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن ابی اَوفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جو شراب پینے کی عادت میں مرا وہ لات وعُزّٰی کی پوجا کرنے والے کی طرح مرا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا گیا: ''مُدْمِنُ الْخَمْر وہ ہے جسے شراب پینے سے اِفاقہ نہ ہو۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ مُدْمِنُ الْخَمْر اسے کہتے ہیں کہ جب بھی شراب پائے پی لے اگرچہ اسے کئی سال کے بعد ملے۔''[2]

﴿81﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے شام کو شراب پی وہ صبح مُشرک ہو جائے گا اور جس نے صبح کو شراب پی وہ شام کے وقت مُشرک ہو جائے گا۔''[3]

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۲۔

[2] ......المرجع السابق۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۴۴۵ الحسن بن عمارۃ، ج۳، ص۱۰۴۔

[3] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۳۔

المصنّف لعبد الرزاق، کتاب الاشربۃ والظروب، باب ما یقال فی الشراب، الحدیث۱۷۳۸۴، ج۹، ص۱۴۹۔

شرابیوں سے دُور رہنے کا حکم:

حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''جب شرابی بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔'' (۱)

حضرت سیِّدُ ناامام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ذکر فرمایا: ''حضرت سیِّدُ ناعبداللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ شرابیوں کو سلام نہ کرو۔'' (۲)

﴿82﴾......سیِّد عالم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہ شرابیوں کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے بیماروں کی عیادت کرواور نہ ہی ان کے جنازوں میں شرکت کرو، شراب پینے والا بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی، تھوک بہہ رہا ہوگا اور ہر دیکھنے والا اس سے نفرت کرے گا۔'' (۳)

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شرابیوں کی عیادت کرنے اور انہیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ شراب پینے والا فاسق وملعون ہے جیسا کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، پس اگر اس نے شراب خریدی اور اسے بنایا تو وہ 2 مرتبہ ملعون ہے اور اگر کسی دوسرے کو پلائی تو 3 مرتبہ ملعون ہے، اسی وجہ سے اس کی عیادت کرنے اور اسے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے یعنی اگر اس نے توبہ کر لی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا کیسا؟

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ،

﴿83﴾......حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''میری بیٹی نے مجھ سے کسی مرض کی شکایت کی تو میں نے اس کے لئے ایک کُوزہ میں نبیذ بنائی، حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے جبکہ نبیذ جوش مار رہی تھی، آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے اُمِّ سلمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا)

......الادب المفرد للبخاری، باب عیادۃ الفاسق، الحدیث۵۲۹، ص۱۴۰، ''شربۃ''بدلہ''شُرّاب''۔

......صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من لم یسلم علی من اقترف ذنبا......الخ، ص۵۲۷۔

......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۳۹۹ الحکم بن عبد اللّٰہ، ج۲، ص۵۰۲۔

یہ کیا ہے؟''میں نے عرض کی:''میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کروں گی۔''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو چیز میری اُمَّت پر حرام کی ہے اس میں اس کے لئے شفا نہیں رکھی۔'' (۱)

شراب کے متعلق متفرق احادیث:

شراب کے بارے میں متفرق احادیث مروی ہیں۔ان میں سے ایک حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا امام ابونُعَیم احمد بن عبداللہ اصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے''حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء''میں ذکر فرمائی ہے۔چنانچہ،

﴿84﴾......حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اَقْدَس میں ایک مٹکے میں جوش مارتی ہوئی نبیذ لائی گئی تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسے دیوار پر دے مارو،یقیناً یہ اس شخص کا مشروب ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔'' (۲)

بروزِ قیامت شرابی کا مدِّ مقابل کون ہوگا؟

﴿85﴾......حضور نبیٔ رحمت،شفیعِ اُمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کے سینے میں قرآنِ پاک کی کوئی آیتِ مبارکہ ہو اور وہ اس پر شراب بہادے تو اس آیتِ مبارکہ کا ہر حرف آئے گا اور اسے پیشانی سے پکڑ لے گا یہاں تک کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کرکے اس سے جھگڑا کرے گا اور جس سے قرآن جھگڑا کرے گا وہ اس کا مدِّ مقابل ہوگا،پس اس کے لئے خرابی ہے جس کا مدِّ مقابل بروزِ قیامت قرآن ہوگا۔'' (۳)

نشہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے کا انجام:

﴿86﴾......حضور نبیٔ کریم،رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے:جو لوگ دنیا میں کسی نشہ کرنے والے کے پاس جمع ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو آگ میں جمع فرمائے گا تو وہ ایک دوسرے کے پاس ملامت کرتے ہوئے آئیں گے،ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے میری طرف سے اچھا بدلہ

(۱)......المعجم الکبیر،الحدیث۷۴۹،ج۲۳،ص۳۲۶،بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......حلیۃ الاولیاء،ابو عمرو الاوزاعی،الحدیث۸۱۴۸،ج۶،ص۱۵۹،بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......کتاب الکبائر للذہبی،الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ:شرب الخمر،ص۹۵۔

نہ دے تو نے ہی مجھے اس جگہ پہنچایا۔'' تو دوسرا بھی اسی طرح جواب دے گا۔'' [۱]

آخرت میں شرابیوں کا مشروب:

﴿87﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے کالے سانپوں کے زہر کا ایسا گھونٹ پلائے گا کہ جسے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے گا، اور جب وہ اسے پئے گا تو اس کا گوشت اور کھال جَھڑ جائے گی جس سے دوزخیوں کو بھی اذیت پہنچے گی۔ یادرکھو! بے شک شراب پینے والا، بنانے اور بنوانے والا، اُٹھانے اور اُٹھوانے والا اور اس کی کمائی کھانے والا، سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو ان میں سے کسی کی کوئی نماز قبول فرمائے گا، نہ روزہ اور نہ ہی حج یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں، اگر بغیر توبہ کئے مرگئے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ انہیں دنیا میں پئے ہوئے ہر گھونٹ کے بدلے جہنم کی پیپ پلائے۔ جان لو! ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر شراب حرام ہے۔'' [۲]

﴿88﴾......حدیثِ پاک میں ہے کہ ''شرابی جب پُل صراط پر آئیں گے تو جہنم کے فرشتے انہیں اُٹھا کر نَھْرُ الْخَبَال کی طرف لے جائیں گے، پس وہ شراب کے پئے ہوئے ہر گلاس کے بدلے نَھْرُ الْخَبَال سے پئیں گے اور وہ ایسا مشروب ہے کہ اگر اسے آسمان سے بہا دیا جائے تو اس کی حرارت سے تمام آسمان جَل جائیں۔ ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔'' [۳]

شراب کے متعلق اقوالِ اسلاف:

شراب کے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے بھی کئی فرامین منقول ہیں۔ چنانچہ،

﴿۱﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جب کوئی شرابی مرجائے تو اسے دفن کردو، اس کے بعد مجھے ایک لکڑی پر لٹکا کر اس کی قبر کھودو، اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے یونہی لٹکتا چھوڑ دینا۔'' [۴]

---

[۱] ......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۵۔

[۲] ......مسند الحارث، زوائد الهيثمی، كتاب الصلاة، باب فی خطبته قد كذبها، الحديث۲۰۵، ج۱، ص۳۰۹۔
كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۵۔

[۳] ......كتاب الكبائر للذهبی، الكبيرة التاسعة عشرة: شرب الخمر، ص۹۶۔

[۴] ......المرجع السابق۔

شراب پینے والا ایمان سے محروم ہوگیا:

﴿۲﴾......منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ایک شاگرد کے پاس تشریف لائے جس کی موت کا وقت قریب تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی مگر اس کی زبان سے ادا نہ ہوسکا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کے پاس بار بار کلمۂ طیبہ دُہراتے رہے تو اس نے کہا: ''میں نہیں پڑھتا اور میں اس سے بیزار ہوں۔'' اس کے بعد وہ مرگیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَشک بہاتے ہوئے وہاں سے واپس تشریف لے آئے، کچھ مدت کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے خواب میں اس حال میں دیکھا کہ اسے آگ میں گھسیٹا جا رہا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت فرمایا: ''اے مسکین! کس سبب سے تجھ سے ایمان چھین لیا گیا؟'' اس نے کہا: ''اے استاذِ محترم! مجھے ایک بیماری لگ گئی تھی، میں چند طبیبوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: ہر سال شراب کا ایک پیالہ پی لیا کر، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیری بیماری کبھی ختم نہ ہوگی، چنانچہ میں ہر سال بطورِ دوا شراب کا ایک پیالہ پی لیا کرتا تھا۔''[1] پس جب دوا کے طور پر شراب پینے والے کا یہ انجام ہوا تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اسے بلا عذر پیتے ہیں؟ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر آفت و مصیبت سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

شرابی کا منہ قبلہ سے پھر گیا:

﴿۳﴾......کسی توبہ کرنے والے سے اس کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا، میں نے ان میں کچھ مُردے ایسے دیکھے جن کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے تھے، جب ان کے گھر والوں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وہ دنیا میں شراب پیا کرتے تھے اور بغیر توبہ کئے مرگئے۔

﴿۴﴾......ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا، دفن کرنے کے کچھ دن بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر کے بال سفید ہوچکے تھے، میں نے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! میں نے تو تجھے نوعمری میں دفن کیا تھا تو کس چیز نے تجھے بوڑھا کردیا۔'' اس نے جواب دیا: ''اے میرے والدِ محترم! جب آپ نے مجھے دفن کردیا تو میرے قریب ایک ایسے شخص کو دفن کیا گیا جو دنیا میں شراب پیتا تھا، پس اس کے آنے سے اس کی قبر میں آگ اس شدت سے

[1] ......منہاج العابدین للغزالی، الباب الخامس فی العقبۃ الخامسۃ وھی عقبۃ البواعث، ص۱۵۔

بھڑکی کہ اس کی گرمی کی شدت سے ہر بچہ بوڑھا ہو گیا۔''[1]

حشیش کا حکم:

جان لیجئے! حشیش بھی شراب کی طرح حرام ہے اور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک طبقہ کے نزدیک شرابی کی طرح اسے کھانے والے کو بھی حد لگائی جائے گی۔ حشیش، شراب سے زیادہ خبیث اس اعتبار سے ہے کہ یہ عقل اور مزاج میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہے اور دیگر مفاسد کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں مروّت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی اور ہیجڑا پن، مزاج کی خرابی اور دیگر کئی برائیوں کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے جیسے عورتوں جیسی فطرت ہو جانا۔ دوسروں کے متعلق غیرت کھانا تو دُور کی بات ہے وہ اپنے بیوی بچوں کے معاملے میں بھی اس قدر بے غیرتی پر اتر آتا ہے کہ ایک عقل مند انسان اس حرکت کو انتہائی عجیب سمجھتا ہے۔ بھنگ اور افیون وغیرہ کے عادی کا بھی یہی حکم ہے۔[2] جیسا کہ کِتَابُ الْبَیْع سے پہلے (جلد**1**، کبیرہ نمبر **170** میں) بیان ہو چکا ہے۔ شراب، بھنگ سے زیادہ بری اس اعتبار سے ہے کہ یہ دوسروں پر غلبہ پانے، ایک دوسرے سے بحث ومباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرنے اور آپس میں دست وگریبان ہونے کی طرف لے جاتی ہے، البتہ! دونوں میں سے ہر ایک ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکتی ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی رائے یہ ہے کہ بھنگ کی طرح حشیش کھانے والے کو بھی تعزیر کی جائے۔ حد کے قائلین کی قوی دلیل یہ ہے حشیش کھانے والے پر نشہ طاری ہو جاتا ہے اور شرابی کی طرح مزید طلب کرتا ہے یہاں تک کہ خود کو اس سے نہیں روک سکتا اور مذکورہ برائیوں (مثلاً عقل ومزاج کی خرابی اور بے غیرتی وغیرہ) کے ساتھ ساتھ یہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور نماز سے بھی روک دیتی ہے۔

---

[1] ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۶۔

[2] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد سوم صفحہ 673 پر ہے: '' بھنگ (ایک قسم کا نشہ آور پتوں والا پودا جس کے پتوں کو گھوٹ کر پیتے ہیں) اور افیون (ایک نشہ آور چیز جو پوست کے رس کو منجمد کر کے بنائی جاتی ہے) اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے، ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیڑے (افیون اور بھنگ کا نشہ کرنے والے افراد) استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے، اس میں حرج نہیں۔''

حشیش کے حکم میں مختلف اقوال:

اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔حشیش میں حد لگانے اوراس کے ناپاک ہونے میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ یہ ٹھوس کھائی جانے والی ہے اور شراب نہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ شراب کی طرح نجس ہے۔حنابلہ اور بعض شوافع کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔جبکہ ایک قول کے مطابق یہ ٹھوس ہونے کی وجہ سے پاک ہے اور شوافع کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ مائع حالت میں ناپاک اور ٹھوس حالت میں پاک ہے۔بہرحال یہ نشہ آور شراب کے حکم میں داخل ہے جسے شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صریح اور معنوی طور پر حرام قرار دیا ہے۔

﴿89﴾......حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!ہمیں ان دوشرابوں کے متعلق حکم ارشاد فرمایئے جو ہم یمن میں بناتے تھے۔ایک ''بِتْع'' ہے جو شہد کی نبیذ ہے یہاں تک کہ سخت ہو جائے اور(دوسری)''مِزْر'' ہے جو جوار اور جو کی نبیذ ہے یہاں تک کہ خوب گاڑھی ہو جائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **جَوَامِعُ الْکَلِم** [1] مکمل طور پر عطا کئے گئے تھے۔چنانچہ،ارشاد فرمایا:''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' [2]

﴿90﴾......اور یہ بھی ارشاد فرمایا:''جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔'' [3]

مذکورہ فرمانِ عالیشان میں حضور نبیٔ پاک،صاحبِ لولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھائی یا پی جانے والی(نشہ آور)چیز میں فرق نہیں کیا کیونکہ کبھی شراب بھی روٹی کے ساتھ بطورِ سالن کھائی جاتی ہے اور کبھی حشیش بھی گھول لی جاتی ہے،پس ان دونوں میں سے ہر ایک کھائی اور پی جاسکتی ہے۔علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے زمانے میں نہیں تھی بلکہ اسلامی ملکوں میں تاتاریوں

---

[1]......جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی ومطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ (کوثر الخیرات،ص۵۵)

[2]......صحیح مسلم ،کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکرخمر......الخ، الحدیث:۵۲۱۱،۵۲۱۶، ص۱۰۳۶۔

[3]......سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب ماجاء فی السکر، الحدیث:۳۶۸۱،ص۱۴۹۶۔

کی یلغار کے بعد یہ نمودار ہوئی اور کسی نے کتنی اچھی بات کہی:

فَـا کِـلُهَــا وَ زَاعِـمُهَــا حَلَالاً فَتِلْكَ عَلَى الشَّقِيّ مُصِيْبَتَانِ

ترجمہ: اسے کھانے والے اور اسے حلال گمان کرنے والے بد بخت پر دو مصیبتیں ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! شیطان جس قدر حشیش پینے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا کیونکہ اس نے اسے کمینے لوگوں کے لئے آراستہ ومزیّن کیا۔ (1)

کفن چور کے اِنکشافات:

منقول ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس ایک نوجوان غمگین حالت میں آیا اور عرض کی: ''اے خلیفہ! میں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟'' عبدالملک بن مروان نے پوچھا: ''تیرا گناہ کیا ہے؟'' اس نے بتایا: ''بہت بڑا ہے۔'' خلیفہ نے دوبارہ پوچھا: ''تیرا گناہ جو بھی ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کر وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف فرماتا ہے۔'' اس نے عرض کی: ''اے خلیفہ! میں (کفن چوری کرنے کے لئے) قبریں کھودا کرتا تھا، اس دوران میں نے ان میں عجیب وغریب چیزیں دیکھیں۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''تو نے کیا دیکھا؟'' اس نے بتایا: میں نے ایک رات ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ مردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہے، میں ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر میں سے کسی کہنے والے نے کہا: ''کیا تم میت کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیر دیا گیا ہے؟'' میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''یہ نماز کو ہلکا جانتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو قبر والے کو دیکھا کہ وہ خنزیر بن چکا تھا اور اس کی گردن بیڑیوں اور طوق سے بندھی ہوئی تھی۔ میں اس سے بھی ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک پھر کسی کی یہ آواز سنی: ''کیا تم اس کے عمل کے متعلق نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟'' میں نے عذاب کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ شراب پیتا تھا اور بغیر توبہ کئے مرگیا۔'' پھر میں نے تیسری قبر کھودی تو قبر والے کو زمین میں آگ کی میخوں سے بندھا ہوا

(1) ...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ التاسعۃ عشرۃ: شرب الخمر، ص۹۸۔

پایا،اس کی زبان گُــدّی سے باہر نکلی ہوئی تھی ، میں ڈر گیا اور واپس پلٹنے کی خاطر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک آواز آئی: ''کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟'' میں نے پوچھا: ''اسے عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور لوگوں کی چغلی کھاتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔'' پھر میں نے چوتھی قبر کھودی تو مردے کو آگ میں جلتا پایا۔ خوفزدہ ہو کر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مجھے کہا گیا: ''کیا تم اس کے اور اس کے اس حال کے متعلق نہیں پوچھو گے؟'' میں نے پوچھا: ''اس کی اس حالت کی وجہ کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ نماز ترک کرتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے پانچویں قبر کھودی تو اسے حدِّ نگاہ تک وسیع پایا، اس میں نور ہی نور تھا اور صاحبِ قبر اپنے بستر پر محوِ آرام تھا اور اس کا لباس انتہائی خوبصورت تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا، ابھی میں نے نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آواز آئی: ''کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اسے یہ عزت کیوں عطا کی گئی؟'' میں نے کہا: ''(بتایئے!) کیوں عطا کی گئی؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ فرمانبردار نوجوان تھا، اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وعبادت میں زندگی گزاری۔'' یہ سن کر خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کہا: **''اس میں نافرمانوں کے لئے عبرت اور فرمانبرداروں کے لئے بشارت ہے۔''** (1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے اور اس کے احسان وکرم پر راضی ہیں۔ (آمین)

(1)...... كتاب الكبائر للذهبي، الكبيرة التاسعة عشرة:شرب الخمر، ص۹۸۔

باب الصیال

(قتل کرنے، مال چھیننے یا ڈرانے کے لئے حملہ کرنا)

کبیرہ نمبر383: قتل کے ارادے سے بے قصور آدمی پر حملہ کرنا

کبیرہ نمبر384 مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا

کبیرہ نمبر385: بے عزّتی کے ارادے سے حملہ کرنا

کبیرہ نمبر386: ڈرانے، دھمکانے کے لئے حملہ کرنا

تیز دھار آلہ سے کسی کو ڈرانا باعثِ لعنت ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے (کے آلہ) سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے اگرچہ وہ ماں باپ کی طرف سے اس کا بھائی ہو۔'' (۱)

مقتول جہنم میں کیوں؟

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مدِّ مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔'' (۲)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے بھائی پر اسلحہ اُٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا

(۱)......صحیح مسلم، کتاب البر، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، الحدیث: ۶۶۶۶، ص۱۱۳۴، بتغیرٍ۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اذا تواجہ المسلمان بسیفیھما، الحدیث: ۷۲۵۴، ص۱۱۷۸۔

قصور ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ بھی اپنے مدِ مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔'' (۱)

مذاق میں بھی کسی کو ڈرانا جائز نہیں:

﴿4﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان یا مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسلمان کو ڈرائے۔'' (۲)

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب ایک شخص نے بطورِ مذاق دوسرے سوئے ہوئے شخص کے ترکش سے تیر نکال لیا اسے یہ وہم دِلانے کے لئے کہ وہ چوری ہو گیا ہے۔

﴿5﴾......دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسی جیسا مذاق کرنے والے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو نہ ڈراؤ! کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔'' (۳)

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا ابوالحسن رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''(ہم بارگاہِ مصطفٰی میں حاضر تھے کہ محفل سے) ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا مگر اپنے جوتے وہیں بھول گیا، ایک شخص نے لے کر اپنے نیچے رکھ لئے، وہ شخص واپس آیا اور پوچھنے لگا: ''میرے جوتے تو نہیں دیکھے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہم نے نہیں دیکھے۔'' تو چھپانے والا کہنے لگا: ''یہ پڑے ہیں۔'' اس پر حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کو ڈرانا کیسا؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے از راہِ مزاح ایسا کیا تھا۔'' تو آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دو یا تین بار ارشاد فرمایا: ''مومن کو ڈرانا کیسا؟'' (۴)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو ڈرایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے محشر کے دن کی گھبراہٹ سے امن نہ دے۔'' (۵)

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اذا تواجه المسلمان بسیفیهما، الحدیث: ۷۲۵۵/۷۲۵۲، ''حرف'' بدله ''جرف''۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یاخذ الشیٔ من مزاح، الحدیث: ۵۰۰۴، ص۱۵۸۹۔

(۳)......الترغیب والترهیب، کتاب الادب، باب الترهیب من ترویع المسلم......الخ، الحدیث: ۴۳۰۲، ج۳، ص۳۸۶۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۸۰، ج۲۲، ص۳۹۵۔

(۵)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳۵۰، ج۲، ص۲۰۔

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مومن یا مسلمان کی طرف ڈرانے والی نظر سے ناحق دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کے بدلے اُسے خوفزدہ کرے گا۔'' [1]

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس باب کی پہلی اور بعد والی احادیثِ مبارکہ مذکورہ آخری گناہ کے کبیرہ ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں اور اس سے پہلے والے گناہوں کا کبیرہ ہونا اس سے بدرجۂ اَولیٰ سمجھا جاسکتا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو ان کا ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تائید کرتی ہے کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے مذکورہ صورتوں میں حملہ آور کا خون مباح قرار دیا ہے، پھر جس پر حملہ کیا جائے کبھی تو اس کے لئے خود کو حملہ آور سے بچانا مباح قرار دیتے ہیں اور کبھی واجب۔ لہٰذا جب وہ اپنا دفاع کرے تو لازم ہے کہ آسان سے آسان طریقہ اپنائے اور کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے آسان طریقہ سے دفاع کرسکتا ہو البتہ! اگر دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اس کے قتل کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو تو اس کا خون مباح ہے اور اس کے قتل پر قصاص، دیت یا کفارہ نہیں۔ اس کا خون مباح قرار دینا اس کے فاسق ہونے کی واضح دلیل ہے پس جب اس کا ناحق حملہ کرنا اس کا خون مباح قرار دے رہا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس وجہ سے فاسق کہلائے۔ لیکن ہم مذکورہ استدلال تب کرتے جبکہ اس کے متعلق احادیثِ مبارکہ مروی نہ ہوتیں، لہٰذا جب احادیثِ مبارکہ موجود ہیں تو اس پر عمل کیسے ہوسکتا ہے۔ پھر میں نے مسلم شریف میں اس کی واضح دلیل پائی۔ چنانچہ،

ڈاکو کو قتل کرنے کا حکم:

﴿9﴾......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے کے لئے آئے (تو میں کیا کروں)؟'' آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے اپنا مال نہ دے۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ مجھ سے قتال کرے؟'' ارشاد فرمایا: ''تو تم بھی اس سے قتال کرو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ مجھے قتل کردے؟'' ارشاد فرمایا: ''تو تم شہید ہوگے۔'' اس نے عرض کی: ''اگر میں اسے قتل کر

---

[1]......المعجم الکبیر، الحدیث:۷، ج۱۳-۱۴، ص۲۲، بتغیرٍ قلیلٍ۔

دوں تو؟'' ارشاد فرمایا: ''تو وہ جہنمی ہوگا۔'' (۱)

﴿10﴾......ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میرے مال کے معاملے میں مجھ پر ظلم کرے (تو میں کیا کروں)؟'' ارشاد فرمایا: ''اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ انکار کردے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر وہ نہ مانے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دو۔'' اس نے عرض کی: ''اگر پھر بھی نہ مانے تو؟'' ارشاد فرمایا: ''اس سے لڑو، اگر تم قتل ہوگئے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نے اسے قتل کردیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' (۲)

﴿11﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بشارت نشان ہے: ''جو اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہوگیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے قتل ہوگیا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔'' (۳)

پھر میں نے بعض متاخرین شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو آخری گناہ کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے پایا یعنی وہ کہتے ہیں: ''اپنے مسلمان بھائی کو ڈراتے ہوئے لوہے یا کسی اسلحہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اور یہ میرے ذکر کردہ قول کے مطابق ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال......الخ، الحدیث:۳۶۰،ص۷۰۱۔

......سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب مایفعل تعرض لمالہ، الحدیث:۴۰۸۸،ص۲۳۵۵۔

......جامع الترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فیمن قتل دون مالہ فھو شھید، الحدیث:۱۴۲۱،ص۱۷۹۵۔

کبیرہ نمبر387: دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک کرنا

(یعنی بلااجازت کسی کے گھر میں کسی تنگ سوراخ وغیرہ سے اس کی عورتوں کو جھانکنا)

احادیثِ مبارکہ میں تانکنے جھانکنے کی مذمّت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی قوم کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو ان کے لئے جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔''[1]

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ رائیگاں گئی۔''[2]

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو ان پر دیت ہے نہ قصاص۔''[3]

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے: ''جس شخص نے (کسی گھر کا) پردہ اُٹھا کر اجازت سے پہلے اندر جھانکا تو وہ ایسی حد پر آ گیا جہاں پر آنا اس کے لئے جائز نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ رائیگاں گئی اور اگر کوئی شخص کسی دروازے کے پاس سے گزرا جس پر پردہ نہ تھا اور گھر میں موجود عورت پر اس نے کی نظر پڑ گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ گناہ گھر والوں پر ہے۔''[4]

﴿5﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے گھروں میں اجازت طلب کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اجازت لینے اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں جھانکا اس کے لئے کوئی اجازت نہیں اور بلاشبہ اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی۔''[5]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، الحدیث: ۵۶۴۲، ص۱۰۶۲۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الاستئذان، الحدیث: ۵۱۷۲، ص۱۶۰۱، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[3] ......سنن النسائی، کتاب القسامة، باب من اقتص واخذحقه دون السلطان، الحدیث: ۴۸۶۴، ص۲۴۰۲۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث: ۲۱۶۲۸، ج۸، ص۱۳۶۔

[5] ......الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترہیب ان یطلع الانسان فی ـــ الخ، الحدیث: ۴۱۸۵، ج۳، ص۳۵۴۔

﴿6﴾......ایک شخص نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے کسی حجرۂ مبارکہ میں جھانکا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم اس کی طرف ایک یا کئی مِشْقَص (یعنی بھالے والے تیر) لے کر آئے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم اُسے تلاش فرما رہے ہیں کہ اس کی آنکھ میں تیر ماریں۔'' [1]

مِشْقَص کے معنی کے متعلق 4 اقوال ہیں: (۱)......چوڑے پھل والا تیر (۲)......لمبے پھل والا تیر (۳)......چوڑا تیر (۴)......لمبا تیر۔

﴿7﴾......ایک اعرابی سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے دَرِ دولت پر آیا اور دروازے کے سوراخ سے اپنی نگاہ ڈالی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اسے دیکھ لیا اور لوہا یا لکڑی سے اس کی آنکھ پھوڑنے لگے تو اس نے دیکھ کر اپنی نگاہ ہٹا لی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو اپنی آنکھ اسی جگہ رکھتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔'' [2]

﴿8﴾......ایک شخص نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے حجرۂ شریفہ میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کو جھانک کر دیکھا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم ایک لکڑی سے اپنا سرِ انور کھجلا رہے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو یہ لکڑی تمہاری آنکھ میں گھونپ دیتا، اسی تانک جھانک کی وجہ سے ہی اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' [3]

3 ناجائز کام:

﴿9﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 کام کسی کے لئے جائز نہیں: (۱)......کوئی شخص کسی قوم کی یوں امامت نہ کرے کہ وہ دعا میں اُنہیں چھوڑ کر صرف اپنے آپ کو خاص کر لے، اگر اس نے ایسا کیا تو بلاشبہ ان سے خیانت کی (۲)......اجازت لینے سے پہلے کسی گھر کے اندر نہ جھانکے، اگر اس نے ایسا کیا تو بے شک وہ داخل ہو گیا (یعنی وہ دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے والے کی طرح ہو گیا) اور

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الاستیئذان، باب الاستئذان من اجل البصر، الحدیث۶۲۴۲، ص۵۲۶۔

[2] ......سنن النسائی، کتاب القسامة، ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول......الخ، الحدیث۴۸۶۲، ص۲۴۰۲۔

[3] ......جامع الترمذی، ابواب الاستئذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنهم، الحدیث۲۷۰۹، ص۱۹۲۵۔

(۳)...... پیشاب پاخانہ کی (شدید) حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ بوجھ ہلکا کرلے۔'' (۱)

﴿10﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''کسی گھر میں دروازے (کے سامنے) سے نہ آؤ بلکہ ایک طرف سے آؤ اور اجازت طلب کرو، اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔'' (۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا اور جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ نا مباح قرار دینا اس فعل کے فسق ہونے پر صریح دلیل ہے کیونکہ جھانکنے کی وجہ سے آنکھ کا پھوڑنا حد کی طرح ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حد کبیرہ گناہ کی علامات میں سے ہے، پس حد کے قائم مقام کا بھی وہی حکم ہوگا اس بنا پر کہ اسے حد کہنے سے کوئی چیز مانع نہیں کیونکہ شارع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسی فعل پر آنکھ پھوڑنا جائز قرار دیا اور آنکھ کے علاوہ دیگر اعضا کی طرف تجاوز نہ فرمایا اور یہ حدود کی خصوصیت ہے نہ کہ تعزیر کی کیونکہ تعزیر کے لئے بدن کا کوئی حصہ مخصوص نہیں اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ گھر والے کو اسے معاف کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ حدِّ قذف کے قائم مقام ہے اور اس میں بھی معاف کرنا جائز ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

{...... تعریف اور سعادت ......}

حضرت سیِّدُنا امام عبداللّٰہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔'' (تفسیر البیضاوی، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۱، ج۴، ص۳۸۸)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب أیُصلی الرجل وھو حاقن؟، الحدیث: ۹۰، ص۱۲۲۸۔

(۲)......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللّٰہ بن بُسر، الحدیث: ۳۴۹۶، ج۸، ص۴۲۹، بتغیرٍ۔

کبیرہ نمبر388: چوری چُھپے لوگوں کی باتیں سننا جن پر وہ کسی کے آگاہ ہونے کو ناپسند کرتے ہوں

جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا نہ ہو اسے پابند بنایا جائے گا کہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گانٹھ لگائے اور وہ نہ لگا سکے گا اور جو لوگوں کی باتیں سنے جبکہ وہ ان کا سننا ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص تصویر بنائے اسے بطورِ عذاب اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ اس میں رُوح پھونکے اور وہ نہ پھونک سکے گا۔'' (۱)

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مذکورہ حدیثِ پاک سے واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔ اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ قیامت کے دن کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالنا بہت سخت وعید ہے۔ غیبت کے بیان میں اس ارشادِ باری تعالیٰ: ''وَلَاتَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔'' کا معنی گزر چکا ہے۔

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: ''وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا یعنی نہ تو کسی کی جاسوسی کرو اور نہ ہی چھان بین کرو۔'' (۲)

مذکورہ الفاظ کے معنی کے متعلق 3 اقوال ہیں: (۱)...... یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور ان کا معنی ہے کہ لوگوں کی باتیں جاننے کی کوشش کرنا۔ (۲)...... یہ دونوں مختلف ہیں پس تَحَسَّسُوْا کا معنی ہے کہ تو خود سنے اور تَجَسَّسُوْا کا معنی

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من کَذَبَ فی حُلُمِہ، الحدیث:۷۰۴۲، ص۵۸۸۔
صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من صَوَّرَصُورۃ کلف......الخ، الحدیث:۵۹۶۳، ص۵۰۵۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخطب علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح اوید ع، الحدیث:۵۱۴۳، ص۴۴۵۔

ہے کہ تو کسی دوسرے سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔(۳)...... تَحَسَّسُوْا کا معنی ہے (چوری چُھپے) لوگوں کی باتیں سننا اور تَجَسَّسُوْا کا معنی ہے کہ لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے متعلق گفتگو کرنا۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ حدیثِ پاک اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ چوری چُھپے دوسرے کے گھر کی باتیں سنے یا ناک سے کسی کی بُو سونگھے یا کوئی ناپسندیدہ بات جاننے کے لئے کسی انسان کے کپڑے چھوئے اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ گھر کے چھوٹے بچوں یا پڑوسیوں سے کسی کے متعلق معلومات لیتا پھرے تاکہ پڑوسی کے گھر رونما ہونے والی بات جان سکے۔ ہاں! اگر اسے کوئی عادل شخص ان کے کسی نافرمانی پر اکٹھا ہونے کی خبر دے تو وہ بلا اجازت ان پر چھاپہ مار سکتا ہے۔ یہ بات حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے ارشاد فرمائی۔ عنقریب ''برائی سے منع کرنے'' کے بیان میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسی باتیں ذکر کی جائیں گی جو اس کی تائید کریں گی۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......دو دن اور دو راتیں......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **84** صفحات پر مشتمل کتاب، ''**دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی**''، **صَفْحَہ 76** پر ہے: حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''کیا میں تمہیں ان دو دنوں اور دو راتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مثل مخلوق نے نہیں سنی: ......**ایک دن** وہ ہے جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والا تیرے پاس رضائے الٰہی کا مژدہ لے کر آئے گا یا اس کی ناراضی کا پیغام اور......**دوسرا دن** وہ جب تو اپنا نامۂ اعمال لینے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا اور نامۂ اعمال تیرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں میں (اور دو راتوں میں سے) ......**ایک رات** وہ ہے جو میت اپنی قبر میں گزارے گی اور اس سے پہلے اس نے ایسی رات کبھی نہیں گزاری ہوگی اور...... **دوسری رات** وہ ہے جس کی صبح کو قیامت کا دن ہوگا اور پھر اس کے بعد کوئی رات نہیں آئے گی۔''

کبیرہ نمبر389: بلوغت کے بعد مرد یا عورت کا ختنہ نہ کرنا[1]

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے میرے ذکر کردہ عنوان کے مطابق ذکر کیا ہے۔

مرد کے ختنہ ترک کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے کی عِلَّت یہ ہے کہ اس سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں بڑی خرابی نماز کا چھوڑنا ہے کیونکہ غیرِ مختون کا استنجا صحیح نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حشفہ (یعنی آلۂ تناسل کے سر) کو نہیں دھوتا جو قُلفہ (یعنی بغیر ختنہ کئے ہوئے عضوِ تناسُل کی بڑھی ہوئی کھال) کے اندر ہوتا ہے اور جب قلفہ کو زائل کرنا ضروری ہے تو اس کے نیچے کا حصہ بھی ظاہر کے حکم میں ہے پس اس کا دھونا واجب ہے۔ اکثر اوقات غیرِ مختون اس میں سستی کرتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے، لہٰذا ان کی نمازیں صحیح نہیں ہوتیں۔ گویا اسے گناہِ کبیرہ قرار دینے والے نے اسی علَّت کو پیشِ نظر رکھا۔ اور عورت کے ختنہ نہ کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

پھر میں نے شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے کلام میں ایسی باتیں پائیں جو میرے ذکر کردہ عنوان کی تصریح کرتی ہیں۔ نیز انہوں نے اَقْلَف (یعنی غیرمختون) کی گواہی قبول کرنے کے متعلق دو اعتبار سے حکم لگایا ہے۔ شارِحِ مِنْهَاج حضرت سیِّدُنا کمال دمیری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''صحیح یہ ہے کہ اگر ہم ختنہ کو واجب قرار دیں تو بلا عذر اس کا ترک کرنا فسق ہوگا۔''

اپنے اس قول سے انہوں نے یہ بات سمجھائی کہ کلام مرد کے ختنہ کے متعلق ہے نہ کہ عورت کے بارے میں۔ اور بلا عذر ختنہ ترک کرنے سے مرد فاسق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اُس کے فاسق ہونے سے اِس کا کبیرہ گناہ ہونا لازم آتا ہے اور اس کی عِلَّت وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کر دی ہے۔

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحہ 589 پر صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت **مفتی محمد امجد علی اعظمی** عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ختنہ سنت ہے اور یہ شعارِ اسلام ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرفِ عام میں اس کو **مسلمانی** بھی کہتے ہیں۔'' **اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان** عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن لڑکیوں کے ختنے کے متعلق فرماتے ہیں: ''لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا تاکیدی حکم نہیں اور یہاں پاک وہند میں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے اور یہ ان کے گناہِ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظِ دینِ مسلمانان واجب ہے۔ لہٰذا یہاں (پاک وہند میں) اس کا حکم نہیں۔'' (فتاوی رضویه، ج ۲۲، ص ۶۸۰)

کتاب الجہاد (جہاد کا بیان)

کبیرہ نمبر390: فرضِ عین جہاد نہ کرنا

(یعنی اس وقت جب حربی کفار دارُالاسلام میں داخل ہو جائیں یا کسی مسلمان کو پکڑلیں اور اس کا چھڑانا بھی ممکن ہو)

کبیرہ نمبر391: بالکل جہاد چھوڑ دینا

کبیرہ نمبر392: سرحدوں کو تقویّت نہ دینا

(یعنی اپنے ملک کی سرحدوں کو مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے اس پر کفار کے غلبہ کا خوف رہے)

جہاد چھوڑنے کی مذمَّت میں آیاتِ قرآنیہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (پ۲، البقرۃ:۱۹۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

آیت مبارکہ کی تفسیر

اَلتَّهْلُكَة، اَلْهَلَاك کے معنی میں مصدر ہے اور ان دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں۔ بعض کے نزدیک اَلتَّهْلُكَة سے مراد وہ بربادی ہے جس سے بچنا ممکن ہو اور اَلْهَلَاك کا معنی وہ تباہی ہے جس سے بچنا ممکن نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اَلتَّهْلُكَة سے مراد مہلک چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو انسان کی آخرت خراب کرے۔ [1]

''اَلْاِلْقَاءُ بِالْاَیْدِیْ اِلَی التَّهْلُكَة'' (یعنی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا) اس کی تفسیر میں مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ (چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:)

(۱)......''اَلتَّهْلُكَة'' سے مراد مال خرچ کرنا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اور جمہور مفسِّرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اس کے علاوہ کچھ اور ذکر نہ کیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جہادی مہمات میں اپنے مال و اسباب خرچ نہ

[1] ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی ، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۳، ص۳۵۴۔

کریں اور دشمن ان پر غالب آ کرانہیں ہلاک کر دے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم دین دار شخص ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرو اور اگر دنیادار ہو تو اپنے آپ سے ہلاکت اور نقصان دور کرنے میں خرچ کرو۔

(۲)......اس سے مراد خرچ میں حد سے بڑھنا ہے کیونکہ کھانے، پینے اور پہننے کی شدید حاجت کے وقت تمام مال خرچ کر دینا ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳)......اس سے مراد بغیر نفقہ کے جہاد کے لئے سفر کرنا ہے۔ایک قوم نے ایسا ہی کیا پس وہ راستے میں ہی ہلاک ہو گئے۔

(۴)......اس سے مراد نفقہ کے علاوہ چیز ہے۔اس بنا پر کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہاد سے رُک جائیں اور اپنے آپ کو ہلاکت یعنی جہنم کے عذاب کے لئے پیش کر دیں۔

(۵)......اس سے مراد یہ ہے کہ دشمن پر غلبہ کی امید کے بغیر جنگ میں بے خطر کود پڑے اور قتل ہو جائے کیونکہ اس طرح وہ خود کو ظلماً قتل کرنے والا شمار ہو گا۔ (1)

انکار کرنے والوں کی پہلی دلیل:

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس قول کو رد کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے دشمن کی صف پر حملہ کیا تو لوگ بآوازِ بلند کہنے لگے: ''یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑا۔'' تو حضرت سیّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم اس آیتِ مبارکہ کے مفہوم کو زیادہ جانتے ہیں اور یہ ہمارے متعلق ہی نازل ہوئی، ہم نے سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت پائی، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تعاون کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کئی معرکوں میں شریک ہوئے۔ جب اسلام مضبوط ہو گیا اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی اور ہم اپنے اہل وعیال اور مال کی بہتری کے لئے ان کی طرف متوجہ ہو گئے تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ لہٰذا تَهْلُكَة سے مراد اہل وعیال میں ٹھہرے رہنا اور مال خرچ نہ کرنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔'' (2)

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ساری زندگی راہِ خدا میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ آخری غزوہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں قسطنطنیہ میں لڑا اور

---

1 ......اللباب فی علوم الکتاب لابن عادل الحنبلی ، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۹۵ ، ج۳، ص۳۵۴، مفهوماً۔

2 ......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۹۵ ، ج۲،ص۲۹۵۔

وہیں شہید ہوگئے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قسطنطنیہ شہر کی دیوار کے قریب دفن کیا گیا۔لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی برکت سے بارش طلب کرتے ہیں۔ (1)

پہلی دلیل کا جواب:

اس واقعہ میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ حضرت سیِّدُ نا ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اظہارِغلبہ کے بغیر انسان کا خود کو ہلاکت میں مبتلا کرنا جائز ہے اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

دوسری دلیل:

انہوں نے یہ بھی دلیل دی ہے کہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ایک گروہ نے اپنے آپ کو دشمن کے سامنے ڈال دیا اور رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تعریف فرمائی اور اسی طرح کا ایک واقعہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں ایک شخص کے ساتھ پیش آیا تو کہا گیا: ''یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑا ہے۔''تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں نے غلط کہا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو ارشاد فرمارہا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ (پ۲، البقرة:۲۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں۔ (2)

دوسری دلیل کا جواب:

مذکورہ روایات میں ان کی کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ ان میں سے کسی واقعہ میں یہ مذکور نہیں کہ کسی نے اپنے آپ کو دشمن کی صف میں داخل کیا ہو یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا ہو اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ ان پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ بلکہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے احوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے جب بھی یہ عظیم اِقدام کیا تو ان کا مقصد دشمن پر غلبہ پانا تھا۔ ایسا ارادہ کرنے والا کبھی غلبہ پالیتا ہے اور کبھی نہیں پاتا

---

(1)......تفسیر البغوی، البقرة، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۱، ص۱۱۸۔

(2)......التفسیر الکبیر، البقرة، تحت الآیۃ ۱۹۵، ج۲، ص۲۹۵۔

لیکن یہ نقصان دہ نہیں کیونکہ دارومدار تو دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے ارادے پر ہے نہ کہ غلبہ پالینے پر۔

(٦)......"اَلتَّهْلُكَة" سے مراد جہاد میں دِکھاوے، شہرت اور احسان جتانے کے لئے فضول خرچی کرنا ہے۔

(٧)......اس سے مراد مایوس ہونا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر سمجھتا ہے کہ اس کی وجہ سے اسے کوئی نیک عمل فائدہ نہ دے گا لہٰذا وہ مزید گناہوں میں منہمک رہتا ہے۔

(٨)......اس سے مراد خبیث چیزوں کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طَبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''لفظ مذکورہ تمام توجیہات کو شامل ہے کیونکہ یہ ان کا احتمال رکھتا ہے۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو عمران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم روم کے قریب تھے کہ وہیں سے ہماری طرف ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوگئی، مسلمانوں میں سے انہی کی مثل لوگ ان کے مقابلے میں نکل پڑے۔ مسلمانوں نے اہلِ شہر پر حضرت سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور جماعت پر حضرت سیِّدُنا فضالہ بن عبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امیر بنایا۔ اچانک ایک مسلمان نے رومیوں کی صف پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان داخل ہوگیا، لوگ اُونچی اُونچی آواز میں کہنے لگے: ''سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ رہا ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم یہ تاویل کرتے ہو جبکہ یہ آیتِ مبارکہ ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کو عزّت عطا فرمائی اور اس کے مددگار زیادہ ہوگئے تو حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عدم موجودگی میں کچھ لوگوں نے رازداری میں ایک دوسرے سے کہا: ''ہمارے اموال ضائع ہوگئے ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کو شان و شوکت عطا فرما دی اور اس کے مددگار کثیر ہوگئے ہیں، لہٰذا ہم اپنے اہل و عیال اور مال میں ٹھہر جاتے ہیں تاکہ انہیں ضائع ہونے سے بچا لیں۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی جس نے ہماری ان باتوں کی تردید کی، چنانچہ، فرمایا: ''**وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ**'' یہاں تَهْلُكَة سے مراد اپنے مال اور اس کی بہتری کے لئے ٹھہر جانا اور جہاد ترک کر دینا ہے۔'' پھر حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمیشہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ روم میں دفن کئے گئے۔ (1)

......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحدیث:٢٩٧٢، ص١٩٥٠۔

ترکِ جہاد کی تباہ کاری:

﴾2﴿......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم بَیْعِ عِیْنَہ[1] کروگے اور بیلوں کی دُمیں پکڑوگے اور کاشت کاری میں پڑ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دوگے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر ذِلّت مسلَّط فرمادے گا اور اسے تم سے نہ نکالے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔''[2]

صفتِ منافقت پر موت:

﴾3﴿......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو بغیر جنگ کئے مرگیا

[1]......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِشریعت'' جلد دوم صفحہ 779 پر ہے: ''بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اس نے کہا: میں قرض نہیں دوں گا، یہ البتہ کر سکتا ہوں کہ یہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں، اگر تم چاہو خرید لو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کر دینا تمہیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع (یعنی بیچنے والے) نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کر دی اس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے قرض دار کے ہاتھ اس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دے دیا پھر قرض دار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دے دیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دے دیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرض دار کو دے دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہوگئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔''

مجدِّدِ اعظم، سیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''بیعِ عِینہ'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''بیع عینہ کو ہمارے ائمۂ کرام (رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام) نے کیا ٹھہرایا ہے، کیا ممنوع، ناجائز، حرام، مکروہ تحریمی؟ حاشا ہر گز نہیں، یہ محض غلط و باطل ہے بلکہ (بیع عینہ) جائز، حلال، روا، درست۔ غایت درجہ اس میں اختلاف ہوا کہ خلافِ اولیٰ بھی ہے یا نہیں، ہمارے امامِ اعظم (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) بلا کراہت مانتے ہیں، امام ابو یوسف (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) خود ثواب و مستحب جانتے ہیں، امام محمد (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد) احتیاط کے لئے صرف خلافِ اولیٰ ٹھہراتے۔'' (فتاوٰی رضویہ، ج۱۷، ص۵۴۷) بیع عینہ کی تفصیل و تحقیق نیز متن میں مذکور حدیث شریف کی شرح فتاویٰ رضویہ شریف کی اسی جلد (۱۷) کے صفحہ 464 تا 471 پر ملاحظہ فرمائیں اور آسانی سے سمجھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے سیِّدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے اسی رسالہ (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم) کی تسہیل بنام ''کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات'' (صفحہ 136 تا 145) کا مطالعہ فرمائیں۔ (علمیہ)

[2]......سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی النھی عن العینۃ، الحدیث: ۳۴۶۲، ص۱۴۸۱، ''رغبتم'' بدلہ ''رضیتم''۔

اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو نفاق کے حصے پر مرے گا۔'' (۱)

﴿4﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کوئی جہاد نہ کیا اور کسی غازی کو بھی تیار نہ کیا یا غازی کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہ کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے روزِ محشر سے پہلے ہلا دینے والی مصیبت سے دوچار کرے گا۔'' (۲)

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہاد کی کسی نشانی کے بغیر جس کی موت واقع ہوئی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نقصان کی حالت میں ملے گا۔'' (۳)

﴿6﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان میں عذاب عام کر دیا۔'' (۴)

تنبیہ:

ان تینوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک سے اسلام اور اہلِ اسلام پر آنے والا ایسا فساد ظاہر ہو سکتا ہے جس کا خلا پُر نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ آیتِ مبارکہ اور احادیثِ طیّبہ میں وارد شدید وعید کو اس پر محمول کیا جائے گا، پس اس میں غور کیجئے کیونکہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا حالانکہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب ذم من مات ولم یغز......الخ، الحدیث: ۴۹۳۱، ص۱۰۱۹۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، باب التغلیظ فی ترک الجهاد، الحدیث: ۲۷۶۲، ص۲۶۴۳۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، الحدیث: ۱۶۶۶، ص۱۸۲۲۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۸۳۹، ج۳، ص۵۱۔

کبیرہ نمبر393: قدرت کے باوجود اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف ترک کردینا

(یعنی اپنے جان ومال پر کسی قسم کا خوف نہ ہونے کے باوجود نیکی کی دعوت چھوڑ دینا)

کبیرہ نمبر394: قدرت کے باوجود نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر ترک کرنا

(یعنی اپنے جان ومال پر کسی قسم کا خوف نہ ہونے کے باوجود برائی سے منع کرنا چھوڑ دینا)

کبیرہ نمبر395: قول کا فعل کے مخالف ہونا

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق آیاتِ مبارکہ:

اس اہم فریضہ کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چند فرامین عالیشان ملاحظہ فرمائیے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ١٠، التوبة:٧١)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ٥٠٥ھ) فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ نے یہ بات سمجھائی کہ جس نے ان دونوں کو (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا) چھوڑ دیا وہ مؤمنین کی صف سے نکل گیا۔''[1]

حضرت سیِّدُنا امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ مبارکہ کو مؤمنین اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والا بنا دیا۔''[2]

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (پ٦، المائدۃ:٢)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

نیز برائی سے منع نہ کرنا گناہ پر تعاون کرنا ہے۔ چنانچہ، ارشاد ہوتا ہے:

---

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، الباب الاول، ج٢، ص٣٧٨، مفہوماً۔

[2] ......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، آل عمران، تحت الآیۃ ٢، ج٢، الجزء الرابع، ص٣٨۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ(۷۸) كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ(۷۹) (پ٦، المائدۃ:٧٨،٧٩)

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر، یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا، جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں بہت سخت دھمکی اور شدّت ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں بیان ہوگا۔ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۴۴) (پ١، البقرۃ:٤٤)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(۲) كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(۳) (پ٢٨، الصف:٢،٣)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

برائی سے منع کرنے کے 3 طریقے:

《1》......حضرتِ سیِّدُنا ابومسعود بدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے بدل دے، اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے بدل دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''[1]

《2》......حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:''تم میں سے جس شخص نے کوئی برائی دیکھی اور اسے اپنے ہاتھ سے بدل دیا تو وہ (گناہ سے) بَری ہوگیا اور جو ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اس نے اپنی زبان سے بدل دیا تو وہ بھی بَرِیُّ الذمہ ہوگیا اور جو زبان سے بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس نے اپنے دل سے بُرا جانا تو وہ بھی بَری

[1] ......صحیح مسلم ،کتاب الایمان،باب بیان کون النھی عن المنکر......الخ،الحدیث:١٧٧،ص٦٨٨۔

ہو گیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''(۱)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی کہ ہم آسانی و تنگی اور خوشی و ناخوشی ہر حالت میں اور خود پر کسی کو ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی امیر کی بات سنیں گے اور مانیں گے اور یہ کہ ہم حاکم کے خلاف جھگڑا نہ کریں گے مگر یہ کہ کھلم کھلا کفر دیکھیں جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی دلیل ہو اور یہ کہ ہم جہاں بھی ہوں گے سچ بولیں گے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔''(۲)

﴿4﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔''(۳)

بنی اسرائیل کیوں ملعون ہوئے؟

﴿5﴾......حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ آئی کہ جب ایک شخص دوسرے سے ملتا تو کہتا: اے فلاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا اور وہ اسی گناہ میں مبتلا ہوتا تو اسے منع نہ کرتا بلکہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا اور بیٹھتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے دل ایک جیسے کر دیئے۔'' (راوی فرماتے ہیں:) اس کے بعد آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۞ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور

---

(۱)......سنن النسائی، کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان، الحدیث: ۵۰۱۱، ص۲۴۱۱۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء......الخ، الحدیث ۴۷۶۸، ۱۷۷۴، ص۱۰۰۸۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۴۰۱۱، ص۲۷۱۸۔

يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يَتَوَلَّوۡنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ اَنۡ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِى الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوۡ كَانُوۡا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ وَلٰـكِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۱﴾ (پ۶، المائدۃ:۷۸تا۸۱)

بہت ہی برے کام کرتے تھے، ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا۔ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف جھکا دینا اور حق بات قبول کرنے پر اسے مجبور کر دینا۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل ایک جیسے کر دے گا پھر تم پر اسی طرح لعنت فرمائے گا جیسے اس نے بنی اسرائیل پر لعنت کی تھی۔'' (۲)

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علما نے انہیں روکا مگر وہ باز نہ آئے، تو ان کے علما بھی ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے لگے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی بن مریم علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی زبانِ اقدس سے ان پر لعنت فرمائی، یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ تھا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) پہلے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب تک تم، لوگوں کو حق بات کے قبول کرنے پر مجبور نہ کر دو بریُ الذمہ نہیں ہو سکتے۔'' (۳)

(مصنف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:) یعنی تم، لوگوں پر نرمی کے ساتھ ساتھ سختی بھی کرو اور ان کے لئے حق کی پیروی لازم کر دو۔

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث:۴۳۳۶، ص۱۵۳۹، دون قوله "وهو علی حاله"۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۴۳۳۷۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المائدة، الحدیث:۳۰۴۷، ص۱۹۵۹، "نهاهم" بدله "فنهتهم"۔

﴿8﴾......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور لوگ اسے بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی نہ بدلیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ موت سے پہلے اُن پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔''(1)

سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قرآن فہمی:

﴿9﴾......امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (مذکورہ آیتِ مبارکہ کے بارے میں) ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تم اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہو: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ (پ۷، المائدۃ:۱۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔'' میں نے دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحرو بر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں جکڑ لے۔''(2)

﴿10﴾......نسائی شریف کے الفاظ یہ ہیں: ''راوی فرماتے ہیں، میں نے سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ بے شک لوگ یا کوئی قوم جب برائی دیکھے لیکن اسے نہ روکیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔''(3)

﴿11﴾......ابوداؤد شریف کے الفاظ یہ ہیں: (حضرتِ سیِّدُنا ہشیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:) میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور لوگ انہیں بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو عذاب میں گرفتار کر دے۔''(4)

نیکی کی دعوت چھوڑنے کا وبال:

﴿12﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''اے لوگو!

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث:۴۳۳۹، ص۱۵۳۹۔

(2)......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی نزول العذاب اذالم یغیر المنکر، الحدیث:۲۱۷۵، ص۱۸۶۹۔

(3)......السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب التفسیر، سورۃ المائدۃ، باب۱۲۵، الحدیث:۱۱۱۵۷، ج۶، ص۳۳۹۔

(4)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث:۴۳۳۸، ص۱۵۳۹۔

بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو تو وہ قبول نہ فرمائے اور مغفرت طلب کرو تو وہ تمہاری مغفرت نہ فرمائے، بے شک نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا نہ تو رزق کو ختم کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے علما نے جب نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر ان کے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان سے لعنت فرمائی، پھر ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔'' (۱)

کلمۂ طیّبہ کے حق کو ہلکا جاننے کا مفہوم:

﴿13﴾...... حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہمیشہ اپنے کہنے والوں کو فائدہ دیتا رہے گا اور ان سے عذاب اور سزا دُور کرتا رہے گا جب تک کہ وہ اس کے حق کو ہلکا نہ جانیں۔'' لوگوں نے عرض کی: ''اس کے حق کو ہلکا جاننے سے کیا مراد ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے کام ہونے لگیں تو انہیں نہ تو برا سمجھا جائے اور نہ ہی بدلا جائے۔'' (۲)

﴿14﴾...... (حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا:) ''دلوں پر پے درپے فتنے یوں چھا جائیں گے جیسے چٹائی کے تنکے ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں اور جو دل ان فتنوں کو قبول کرے گا اس پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے گا اور جو انہیں رد کرے گا اس پر ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ دونوں دلوں پر نقطے ہوں گے ایک پر چکنے اور صاف پتھر کی طرح سفید نقطہ ہو گا، جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے اُسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا اور دوسرے پر انتہائی سیاہ نقطہ ہو گا اور وہ (دل) اوندھے لوٹے کی طرح ہو گا جو نہ تو نیکی پر عمل کرے گا اور نہ ہی برائی کا انکار کرے گا بلکہ اپنی خواہش کے مطابق عمل کرے گا۔'' (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

مُجَخِّیًا کا معنٰی ہے ایک طرف لُڑھکا ہوا یا اُلٹا پڑا ہوا یعنی جب دل فتنوں میں مبتلا ہو جائے اور اس سے گناہوں کی حرمت نکل جائے تو اس سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے جیسا کہ جب لوٹا اُلٹ جائے یا ٹوٹ جائے تو اس سے پانی

(۱)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث:۴، ج۲، ص۲۰۶۔

(۲)......الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، باب الترغیب فی الامر بالمعروف......الخ، الحدیث:۳۵۳۵، ج۳، ص۱۸۳۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب رفع الامانۃ والایمان......الخ، الحدیث:۳۶۹، ص۷۰۲۔

نکل جاتا ہے۔

﴿15﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب تم میری اُمّت کو دیکھو گے کہ وہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈر رہی ہے تو اسے بھی چھوڑ دیا جائے گا۔'' (۱)

﴿16﴾......سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جب زمین پر برائی کی جائے اور جو وہاں موجود ہو اور اسے ناپسند کرے تو وہ اس شخص جیسا ہے جو وہاں موجود ہی نہیں اور جو وہاں موجود نہ ہو مگر اس پر راضی ہو تو وہ وہاں موجود شخص کی طرح ہے۔'' (۲)

اسلام کیا ہے؟

﴿17﴾......رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ جس نے ان میں سے کسی چیز کو کم کیا اس نے اسلام کا ایک حصہ چھوڑ دیا اور جس نے ان سب کو ترک کر دیا اس نے اسلام سے اپنی پیٹھ پھیر لی۔'' (۳)

﴿18﴾......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسلام کے 8 حصے (یعنی شاخیں) ہیں: دو شہادتیں (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں) ایک حصہ ہیں، نماز ایک حصہ ہے، زکوٰۃ ایک حصہ ہے، روزہ ایک حصہ ہے، حج ایک حصہ ہے، نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے، برائی سے منع کرنا ایک حصہ ہے، راہِ خدا میں جہاد کرنا ایک حصہ ہے اور نامراد ہوا وہ شخص جس کے پاس کوئی حصہ نہیں۔'' (۴)

نیکی کی دعوت کی اہمیت:

﴿19﴾......اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ

---

(۱)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب الخصمان یقعدان بین یدی الحاکم، الحدیث: ۷۱۱۵، ج۵، ص۱۳۰۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۴۵، ص۱۵۴۰۔

(۳)......المستدرک، کتاب الایمان، باب الاسلام ان تعبد اللہ......الخ، الحدیث: ۶۰، ج۱، ص۱۷۴، بتغیرٍ۔

(۴)......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند حذیفۃ بن الیمان، الحدیث: ۲۹۲۷، ج۷، ص۳۳۰۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا شانۂ اطہر میں تشریف لائے تو میں نے چہرۂ اقدس سے جان لیا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی معاملہ پیش آیا ہے، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وضو فرمایا اور کسی سے کلام نہ فرمایا (اور تشریف لے گئے)۔ میں حجرۂ مبارکہ کے ساتھ لگ گئی تا کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات سنتی رہوں، پھر حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبرِ اقدس پر تشریف فرما ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کی اور ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم دعا کرو تو میں تمہاری دعا قبول نہ کروں، مجھ سے مانگو تو میں تمہیں عطا نہ کروں اور مجھ سے مدد طلب کرو تو میں تمہاری مدد نہ کروں۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید کچھ نہ فرمایا یہاں تک کہ منبرِ انور سے نیچے تشریف لے آئے۔''[1]

﴿20﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''[2]

برائی سے نہ روکنے والے کا انجام:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم سنتے ہیں کہ بروزِ قیامت ایک شخص دوسرے کے ساتھ چمٹ جائے گا حالانکہ وہ اِسے جانتا بھی نہ ہو گا تو دوسرا پوچھے گا: ''تیرا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ حالانکہ میرے اور تیرے درمیان کوئی جان پہچان نہیں۔'' تو وہ کہے گا: ''تو مجھے گناہ اور برائی میں مبتلا پاتا تھا لیکن منع نہ کرتا تھا۔''[3]

راستے کے حقوق:

﴿22﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارا بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم نے بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق ادا کرو۔'' انہوں نے عرض کی: ''اس کا حق کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نگاہیں نیچی

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البروالاحسان، باب الصدق......الخ، الحدیث: ۲۹۰، ج۱، ص۲۵۵، بتغیرٍ۔

[2] ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، الحدیث: ۱۹۲۸، ص۱۸۴۵۔

[3] ......جامع الاصول للجزری، کتاب القیامة، الباب الثانی: فی احوالھا، الحدیث: ۷۹۶۲، ج۱۰، ص۴۰۳۔

رکھنا، (راستے سے) تکلیف دہ چیز دُور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''[1]

بے عمل مُبلِّغین کا انجام:

﴿23﴾......حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے اردگرد اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے اردگرد گھومتا ہے، جہنمی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور پوچھیں گے: ''اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ دیتا تھا اور برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''ہاں! کیوں نہیں، میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع تو کرتا تھا لیکن خود اس میں مبتلا رہتا تھا۔''[2]

﴿24﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان کے اردگرد اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے اردگرد گھومتا ہے جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر پوچھیں گے: ''اے فلاں! تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ دیتا تھا اور برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود برائی میں مبتلا رہتا تھا۔''[3] (راوی فرماتے ہیں:) میں نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: معراج کی رات میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کے خطیب ہیں، جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔''[4]

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النہی عن الجلوس فی الطرقات. الخ، الحدیث: ۵۵۶۲، ص ۱۰۵۷۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب عقوبۃ من یأمر بالمعروف ولا یفعلہ......الخ، الحدیث: ۷۴۸۳، ص ۱۱۹۵۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار وانھا مخلوقۃ، الحدیث: ۳۲۶۷، ص ۲۶۴۔

[4] ......جامع الاصول للجزری، الکتاب الرابع فی الریاء، الحدیث: ۲۶۵۴، ج ۴، ص ۵۰۱۔

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: میں نے معراج کی رات ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے دریافت کیا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآن پاک پڑھتے تھے کیا سمجھتے نہ تھے۔''(1)

﴿26﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے کہ ''جب بھی اُن کے ہونٹ کاٹے جاتے تو وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتے۔''(2)

﴿27﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''حالانکہ وہ قرآن پاک پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔''(3)

واعظین و مُبلِّغین سے بھی سوال ہوگا:

﴿28﴾......حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص بھی خطبہ دیتا (یعنی بیان کرتا) ہے بروزِ قیامت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تیرا اس (بیان کرنے) سے کیا ارادہ تھا؟'' راوی (یعنی حضرت سیِّدُنا جعفر بن سلیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار رو پڑتے اور ارشاد فرماتے: ''تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہارے سامنے یہ بیان کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں؟ جبکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن مجھ سے اس کے متعلق دریافت فرمائے گا کہ اس سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ تو میں یہی عرض کروں گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو میرے دل پر گواہ ہے، اگر میں یہ نہ جانتا کہ اس کا بیان کرنا تجھے پسند ہے تو کبھی دو آدمیوں کے سامنے بھی بیان نہ کرتا۔''(4)

---

(1)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الاسراء، الحدیث:۵۳، ج۱، ص۱۳۵۔

(2)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت وآداب اللسان، باب ذم الکذب، الحدیث:۵۷۵، ج۷، ص۳۱۶۔

(3)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث:۴۹۶۶ مکرر، ج۴، ص۲۵۰۔

(4)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الکذب، باب ذم الکذب واھلہ، الحدیث:۴۶، ج۵، ص۲۱۳۔

﴿29﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: کچھ جنّتی لوگ جہنمیوں کی طرف جائیں گے اور پوچھیں گے: ''تم کس وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئے؟ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے تو جو کچھ تم سے سیکھا اسی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے۔'' تو جہنمی جواب دیں گے: ''ہم جو کہتے تھے اس پر عمل نہ کرتے تھے۔'' (1)

بے عمل مُبلِّغ کی مثال:

﴿30﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت بیان ہے: ''جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو خود کو جلا کر لوگوں کو روشنی دیتا ہے۔'' (2)

﴿31﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ چراغ کے دھاگے کی مثل ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے لیکن خود کو جلاتا ہے۔'' (3)

﴿32﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنے بعد تم پر سب سے زیادہ زبان کے عالم (اور دل کے جاہل) منافق کا خوف ہے۔'' (4)

قول وفعل میں موافقت کا حکم:

﴿33﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اس کی زبان کے مطابق نہ ہو جائے اور اس کا قول اس کے عمل کے مخالف نہ ہو اور اس کا پڑوسی اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔'' (5)

﴿34﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''مجھے اپنی اُمَّت پر

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث ٤٠٥، ج٢٢، ص١٥٠۔
(2)......المعجم الکبیر، الحدیث ١٦٨١، ج٢، ص١٦٦۔
(3)......الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث ٢١٨، ج١، ص٩٣۔
(4)......المعجم الکبیر، الحدیث ٥٩٣، ج١٨، ص٢٣٧۔
(5)......الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث ٢٢٦، ج١، ص٩٥۔

نہ کسی مومن کی طرف سے خوف ہے اور نہ مشرک کی طرف سے، مومن کو تو اس کا ایمان بچائے رکھے گا اور مشرک کو اس کا کفر ذلیل کرتا رہے گا۔ البتہ! مجھے ان پر زبان کے تیز طرار (یعنی گفتگو کے ماہر) منافق کا خوف ہے جو باتیں ایسی کرے گا کہ تم پسند کرو گے اور عمل ایسے کرے گا جنہیں تم ناپسند کرو گے۔'' (1)

﴿35﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر وہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھول جاتا ہے۔'' (2)

سب سے بُری بدعت:

سب سے بری بدعت یہ ہے کہ جب نیکی کا حکم دیا جاتا اور برائی سے منع کیا جاتا ہے تو بعض جاہل یہ آیتِ مبارکہ پڑھ دیتے ہیں: ''عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ۚ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ ؕ (پ۷، المائدۃ:۱۰۵) ترجمۂ کنز الایمان: تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔'' لیکن وہ جاہل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان کو نہیں جانتے کہ ایسا کرنے والے کا گناہ اپنی رائے سے قرآنِ پاک کی تفسیر کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ ہے اور تفسیر بالرائے کبیرہ گناہ ہے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا ابنِ مسیَّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''آیتِ مبارکہ کا معنٰی یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے بعد تم پر اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا لازم ہے۔'' اور اس کے متعلق دیگر اقوال بھی منقول ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابوعبیدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اس کے علاوہ کوئی آیتِ مبارکہ نہیں جس میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہوں۔'' ایک قول کے مطابق ''اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ'' ناسخ ہے کیونکہ یہاں ہدایت سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔

تنبیہ:

ان 3 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کیونکہ ان میں سخت وعید ہے۔

---

1 ......المعجم الاوسط، الحدیث۷۰۶۵، ج۵، ص۲۰۰۔

2 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، الحدیث:۵۷۳۱، ج۷، ص۵۰۶۔

میں نے عنوان میں مذکور آخری گناہ کے متعلق کسی کو تصریح کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن مذکورہ احادیثِ مبارکہ اس کی بھی تصریح کرتی ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے۔

ایک اِشکال:

یہاں ایک اِشکال پیش کیا جاتا ہے کہ قول وفعل میں مخالفت کے کبیرہ گناہ ہونے میں شرط یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کے معاملے میں مخالفت کرے (یعنی دوسروں کو کبیرہ گناہ سے منع کرے مگر خود اس کا ارتکاب کرے) کیونکہ سخت وعید کبیرہ گناہ کے متعلق آئی ہے مطلقاً عمل سے قول کی مخالفت اور صغیرہ گناہ کے متعلق نہیں۔ یہ اعتراض مضبوط ہے کیونکہ اس صورت میں کبیرہ گناہ کا تقاضا نہیں کیا جا رہا۔

جواب: اس کا پہلا التزامی جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ سخت وعید اس کبیرہ گناہ کے متعلق آئی ہے یہ جواب ہی کافی ہے اور یہ وعید عمل سے قول کی مخالفت کے متعلق ہے جو کہ ظاہر ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس وعید کو ملایا جائے کیونکہ اس کے ملانے پر مزید سزا مرتَّب ہوگی جو اس کے نہ ملانے پر مرتَّب نہیں ہوتی۔

دوسرا التزامی جواب یہ ہے کہ اگر اس صغیرہ گناہ کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دینا بھی شامل ہو جائے یعنی وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ اکابر علما وصالحین رَحِمَهُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن چونکہ جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے لہٰذا میں بھی انہی کے طریقے پر عمل کرتا ہوں اور انہی کی ہدایت سے رہنمائی لیتا ہوں جبکہ اس کا باطن اس کے برخلاف ہو تو یہ ایک بہت بڑا دھوکا ہوگا جو بہت سے ایسے مفاسد کا باعث ہوگا جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے اس کی تائید میں ایک قول پایا جسے (کبیرہ نمبر 350 میں) ذکر کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''ظالم بادشاہ کے پاس محض ناجائز شکایت کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دینا مشکل ہے جبکہ اس سے پیدا ہونے والا گناہ صغیرہ ہو۔ **البتہ! اگر یوں کہا جائے کہ یہ اس وقت کبیرہ بن جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز مل جائے مثلاً جس کی شکایت کی جائے اس پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کے گھر والوں پر رُعب طاری کیا جائے یا بادشاہ کے بلاوے کی وجہ سے انہیں ڈرایا جائے تو یہ کبیرہ گناہ بن جائے گا۔**''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مذکورہ قول ''**البتہ! اگر یوں کہا جائے......الخ**'' میرے ذکر کردہ مؤقف کی طرح ہے

اور یہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کلام سے بعید نہیں پس اسی پر اعتماد کیا جائے۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی آراء:

پہلے دو کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے قول سے منقول ہے پھر انہوں نے اس میں توقُّف کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام یحیٰ بن شرف نَوَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی ان کے توقُّف کو ثابت رکھا لیکن حضرت سیِّدُ نا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے اس سے اظہارِ براءَت فرمایا کہ اس کی دلیل پختہ نہیں جو کہ ابوداوٗد شریف کی گزشتہ روایت ہے یعنی ''پھر تم پر ضرور لعنت فرمائے گا جیسے بنی اسرائیل پر کی تھی۔'' اس دلیل کے کمزور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ اس حدیثِ پاک کی دو اسناد میں سے ایک مُنْقَطِع جبکہ دوسری مُرسَل ہے۔ (1)

حضرت سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے قول کی تردید کی گئی ہے کہ ابوداوٗد شریف کی مذکورہ روایت کے فوراً بعد ترمذی شریف کی روایت اور اس کے بعد دیگر کئی صحیح روایات خصوصاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گزشتہ فرمان سب میں اس کی صراحت ہے کہ پہلے دونوں گناہ کبیرہ ہیں کیونکہ ان کے متعلق سخت وعید مذکور ہے اور توقُّف کا مقام یہ نہیں جو حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے ذکر کیا۔ بلکہ ظاہر بات یہ ہے جس کی حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول نقل فرمایا کہ ''بعض متأخرین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: برائی سے روکنے کے متعلق یہ فرق ہونا چاہئے کہ اگر گناہِ کبیرہ ہو تو روکنے پر قدرت کے باوجود اس پر خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر گناہِ صغیرہ ہو تو اس پر خاموشی اختیار کرنا صغیرہ گناہ ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ واجبات مختلف ہیں تو ہر مأمور بہ (یعنی جس کا حکم دیا گیا ہو اس) کے چھوڑنے کو اسی پر قیاس کیا جائے گا اور یہ بات واضح ہے۔''

مذکورہ کلام میں ایک چیز رہ گئی ہے جس سے ان کی بیان کردہ تفصیل کی درستی واضح ہوتی ہے اور وہ ان کا یہ قول ہے کہ ''آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ برائی سے منع نہ کرنے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیں اس لئے کہ حرام غیبت سے

......حدیثِ مُنْقَطِع: وہ ہے جس کی سند سے کوئی بھی راوی ساقط ہو جائے۔ مُرسَل: وہ حدیث ہے جس میں سند کے آخر سے راوی ساقط ہو یعنی تابعی حدیث بیان کرے اور صحابی کا نام نہ لے۔ (نزھة النظرفی توضیح نخبة الفکر، ص ۸۲، ۸۴)

نہ روکنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ اس کے قائل یعنی صَاحِبُ الْعُدَّۃ نے غیبت کو مطلقاً صغیرہ گناہ قرار دیا ہے۔''

لیکن یہ بات عقل میں کیسے آسکتی ہے کہ غیبت بذاتِ خود تو صغیرہ گناہ ہو مگر اس سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ ہو۔اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کبیرہ سے منع نہ کرنا کبیرہ گناہ اور صغیرہ سے نہ روکنا صغیرہ گناہ ہے۔

واجبات وفرائض کا حکم نہ دینا:

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ واجبات کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے ذکر فرمایا کہ واجبات مختلف ہیں،اس کا معنٰی یہ ہے کہ مثال کے طور پر سلام کا جواب دینا واجب ہے اور دعوت قبول کرنا بھی واجب ہے [1] لیکن ان دونوں کا مرتبہ نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے سے کم ہے۔لہٰذا باوجودِ قدرت نماز جیسے احکام کا حکم نہ دینا تو کبیرہ گناہ ہے مگر باوجودِ قدرت سلام کا جواب دینے یا دعوت قبول کرنے کا حکم نہ دینا کبیرہ گناہ نہیں۔

مستحبات کا حکم نہ دینا:

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''مستحبات کا حکم نہ دینا کبیرہ گناہ نہیں۔ایک قول کے مطابق یہ صغیرہ گناہ بھی نہیں۔اس لئے کہ اس نیکی کا حکم دینا واجب ہے جس کا کرنا مکلَّف پر واجب ہو اور مکروہات سے منع کرنا اس طرح واجب نہیں جس طرح حرام کاموں سے منع کرنا واجب ہے بلکہ مستحبات کا حکم دینا اور مکروہات سے منع کرنا مستحب ہے۔ اَلرَّوْضَۃ میں نمازِ عید کا حکم دینے کے واجب ہونے کے متعلق دو وجہیں ذکر کی گئیں اور واجب ہونے کو صحیح کہا گیا، اگر چہ ہم کہتے ہیں کہ عید کی نماز سنت ہے کیونکہ یہ واضح شعار ہے [2]۔''

حضرتِ مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا تبصرہ:

(حضرت سیِّدُنا امام ابنِ حجر مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں:) ''میری تحقیق کے مطابق مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے

---

[1] ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراۃ المناجیح، جلد 4، صفحہ 74 پر احناف کا مؤقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حق یہ ہے کہ ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوتِ طعام، قبول کرنا سنت ہے۔''

[2] ......**احناف کے نزدیک:** ''عیدین کی نماز واجب ہے۔'' (ماخوذ از بہارِ شریعت، عیدین کا بیان، ج ۱، ص ۷۷۹)

سے روکنا چاہئے اگر چہ یہ (یعنی مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا) ہمارے نزدیک مکروہِ تنزیہی ہے کیونکہ اگر یہ حرام ہوتا تو صحیح قول کے مطابق وہ نماز ہی باطل ہوتی جیسا کہ اس مسئلہ کی شق موجود ہے۔ پس اس وقت نمازِ عید کا حکم نہ دینا اور مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے سے نہ روکنا کبیرہ گناہ سے ملحق نہ ہوگا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مکروہِ تنزیہی کبیرہ گناہ نہیں تو شاید حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی اپنے اس قول سے بھی یہی مراد ہو کہ نیکی کا حکم نہ دینے اور برائی سے منع نہ کرنے میں مطلقاً توقُّف کی گنجائش ہے۔''

حضرت سیِّدُنا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے جو نمازِ عید کا حکم دینا واجب ذکر کیا ہے تو وہ مُحتَسِب (یعنی عوام کے معاملات کی نگرانی کرنے والے) کے ساتھ خاص ہے اور اس (خاص کرنے) سے شیخین (یعنی امام نَوَوِی و امام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) اور اَلرَّوْضَۃ کے قول کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے، شیخین کا قول یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے مراد شرعی واجبات کا حکم دینا اور حرام کاموں سے منع کرنا ہے اور اَلرَّوْضَۃ کا قول یہ ہے کہ نمازِ عید کا حکم دینا واجب ہے، اگرچہ ہم اسے سنت کہیں کیونکہ نیکی کا حکم دینا اطاعت ہی کا حکم دینا ہے خصوصاً جو کہ واضح شعار ہو۔ لہٰذا پہلا قول عام لوگوں کے متعلق ہے کہ صرف واجب اور حرام کاموں میں ان پر کسی بات کا حکم دینا اور منع کرنا لازم ہے اور دوسرا عوام کی نگرانی کرنے والے کے متعلق ہے۔ لہٰذا واضح شعار کا حکم دینا اس پر لازم ہوگا اگرچہ وہ واجب نہ ہو۔

حکمران و محتسب کی ذِمَّہ داریاں:

حکمران کے متعلق بڑے بڑے فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اس کے لئے مستحب کا حکم دینا مستحب ہے۔ اس معاملے میں ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کئی مقامات پر محتسب اور غیر محتسب کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''اگر بادشاہ یا اس کے نائب نے نمازِ استسقاء یا اس کے روزے وغیرہ کا حکم دیا تو وہ واجب ہو جائے گا اور اگر عام شخص نے حکم دیا تو واجب نہ ہوگا۔''

محتسب (یعنی قاضی، تفتیشی آفیسر) کے لئے ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے قول کے مطابق کئی خصوصی احکام ہیں:

(۱)......حکمران پر لازم ہے کہ وہ محتسب کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا حکم دے کیونکہ اس کے حکم پر زیادہ عمل ہوتا ہے اگرچہ یہ دونوں کام اس کے ساتھ خاص نہیں۔

(۲)......اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی کو اس کے مذہب کے خلاف (یعنی دوسرا مذہب اختیار کرنے) پر مجبور کرے کیونکہ لوگوں پر اپنے امام (یعنی جس کی وہ تقلید کرتا ہو اس) کے علاوہ کے مذہب کی اتباع لازم نہیں۔

(۳)......مسلمانوں کو فرض اور سنت نمازوں کی پابندی کا حکم دے لیکن اوّل وقت سے تاخیر کرنے پر ان سے پُرسش نہ کرے کیونکہ اس میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔

(۴)......ایسے کام کا حکم دے جس کا نفع عام ہو جیسے شہر کی دیوار تعمیر کرنا، محتاجوں کی مدد کرنا لیکن یہ کام بیتُ المال کی رقم سے کرنا واجب ہے اور اگر بیت المال میں کچھ نہ ہو یا (اس سے خرچ کرنے سے) ظلماً روک دیا جائے تو ایسے کام کرنا صاحبِ قدرت خوشحال لوگوں پر لازم ہے۔

(۵)......اگر کوئی آدمی خوشحال شخص سے قرض طلب کرے تو حاکم اسے ٹال مٹول کرنے سے منع کرے۔

(۶)......اگر کوئی شخص تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ کھڑا ہو تو اسے منع کرے اور کہے: اگر یہ تیری محرم ہے تو تہمت کی جگہوں سے اس کی حفاظت کر اور اگر اجنبیہ ہے تو اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

(۷)......عورت کے اولیا کو (حسب ونسب میں) اس کے ہم پلہ مرد کے ساتھ اس کا نکاح کرنے کا حکم دے۔

(۸)......عورتوں کو اپنی عدّت صحیح طریقے سے پوری کرنے کا حکم دے۔

(۹)......آقا کو غلاموں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دے۔

(۱۰)......جانور پالنے والوں کو ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دے۔

(۱۱)......جو جہری (یعنی اونچی آواز سے قراءَت والی) نماز کو سراً پڑھے (یعنی اس میں آہستہ قراءَت کرے) یا اُس کے برعکس کرے یا اذان میں زیادتی کرے (جیسے رافضی کرتے ہیں) یا کمی کرے تو اُسے منع کرے۔

(۱۲)......حُقُوقُ الْعِبَاد کے معاملے میں صاحبِ حق کے مطالبہ کرنے سے پہلے اس سے پوچھ گچھ نہ کرے جس پر کوئی حق لازم ہو۔

(۱۳)......قرض کے لئے نہ قید کرے، نہ مارے۔

(۱۴)......قاضیوں کو فیصلوں کے چھپانے یا اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے سے منع کرے۔

(۱۵)......راستوں کی مساجد کے ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کو مقتدیوں پر نماز لمبی کرنے سے منع کرے۔

(۱۶)......اور عورتوں کے معاملہ میں خیانت کرنے سے منع کرے۔

صغیرہ گناہ سے منع کرنا بھی واجب ہے:

حضرات ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کی طرح صغیرہ گناہ سے منع کرنا بھی واجب ہے بلکہ اگر فاعل کے خاص ہونے کی وجہ سے وہ فعل نافرمانی نہ بھی ہو تب بھی اس سے منع کرنا واجب ہے جیسا کہ اگر وہ غیر مکلَّف کو زنا کرتے یا شراب پیتے دیکھے تو اسے اس سے روکنا ضروری ہے۔ نافرمانی کو ختم کرنے کے بعد نصیحت کافی ہے بلکہ اسے چھپانا سنت ہے جیسا کہ **"باب الحدود"** میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

"شَرْحِ مُسْلِم" میں ہے: ''جس کا فساد معروف ہو اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا ظاہر کرنا اور حاکم تک پہنچانا مستحب ہے اور جسے کسی برائی کے آئندہ ہونے کی خبر ملے جیسے وہ کسی شخص کے متعلق سنے کہ وہ کل شراب پینے یا زنا کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے تو اسے فقط نصیحت کرے۔ لیکن اگر وہ سنے بغیر صرف قرائن سے ایسا سمجھے تو اسے نصیحت کرنا حرام ہے کیونکہ یہ چیز مسلمان کے متعلق بدگمانی کو ضمن میں لئے ہوئے ہے۔''

(مصنِّف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں:) مطلق طور پر نصیحت کو حرام قرار دینے میں غور و فکر کی ضرورت ہے بلکہ حرام ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ وعظ و نصیحت میں اس کے فسق وغیرہ کو مشہور کرے اور جس نے کسی اجنبیہ کے ساتھ تنہائی اختیار کی یا اجنبیہ کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہوا اسے زبردستی روکا جائے، یہ نہ ہو سکے تو زبان سے منع کیا جائے کیونکہ اس سے نافرمانی ثابت ہو گئی۔

نیکی کی دعوت کس پر لازم ہے؟

اسی طرح ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اس کے ساتھ خاص نہیں جس کی بات سنی جائے بلکہ ہر مکلَّف پر لازم ہے کہ امر و نہی کا فریضہ سرانجام دیتا رہے اگرچہ اسے لوگوں کی عادت معلوم ہو کہ انہیں نصیحت کوئی فائدہ نہ دے گی، خواہ حکم دینے والا یا منع کرنے والا خود عمل نہ بھی کرتا ہو اور نہ ہی حاکمِ اسلام کی طرف سے اس کی ذمہ داری ہو۔ کیونکہ اس پر دو کام لازم ہیں: (۱)......خود عمل کرنا اور (۲)......دوسروں کو

نیکی کا حکم دینا۔ جب ان میں سے ایک رہ بھی گیا تو دوسرا ساقط نہ ہوگا۔

مشکل مسائل میں صرف علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر کا فریضہ سرانجام دیں، عام لوگ ناواقف ہونے کی وجہ سے یہ کام نہ کریں اور ظاہری اعمال جیسے نماز، روزہ اور شراب پینے میں نیکی کا حکم دینے میں عوام اور علما سب برابر ہیں۔

عالم بھی صرف انہیں باتوں سے منع کرے جن کے برا ہونے پر اتفاق ہو یا جنہیں کرنے والا حرام سمجھتا ہو اور دیگر باتوں میں روک ٹوک نہ کرے۔ البتہ! اس کے لئے مستحب ہے کہ اختلاف سے بچنے کے لئے نصیحت کے طور پر منع کرے کہ کہیں دوسرے اختلاف اور سنتِ ثابتہ چھوڑنے کا مرتکب نہ ہو جائے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اتفاق ہے کہ اس وقت اختلاف سے نکلنا مستحسن ہے۔

امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے بارہ مدنی پھول:

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

(۱)......برائی سے منع کرنے والا سب سے پہلے برائی کو ہاتھ سے روکے۔

(۲)......اگر اس سے عاجز ہو تو زبان سے روکے۔

(۳)......اس پر لازم ہے کہ ممکنہ حد تک برائی کو بدلنے کی کوشش کرے اور جو اسے ختم کر سکتا ہو اس کے لئے صرف نصیحت کرنا کافی نہیں اور جو زبان سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔

(۴)......جس کے شر کا خوف ہو اُس سے اور جاہل سے برائی دور کرنے میں نرمی کرے کیونکہ یہ چیز انہیں نیکی کی دعوت دینے والے کی بات قبول کرنے پر آمادہ کرے گی نیز برائی دور کرنے کا بہترین ذریعہ نرمی ہے۔

(۵)......اگر جنگ اور اسلحہ کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو برے شخص کے خلاف دوسروں سے مدد طلب کرے جبکہ استقلال ممکن نہ ہو۔

(۶)......اگر وہ ہاتھ یا زبان سے روکنے سے عاجز آ جائے تو معاملہ حکمران کے پاس لے جائے۔

(۷)......اگر اس سے بھی عاجز ہو تو دل میں برا جانے۔

(۸)......نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے تفتیش یا چھان بین کرنا جائز نہیں اور نہ ہی محض گمان کی وجہ سے کسی گھر پر دھاوا بولنا (یعنی زبردستی گُھسنا) جائز ہے۔

(۹)......اگراسے کوئی بااعتماد شخص کسی کے متعلق خبر دے کہ وہ حرمت کو پامال کرنے والے حرام کام میں ملوّث ہے تو وہ اس کی روک تھام کرے جیسے کسی کے متعلق خبر دے کہ فلاں شخص زنا کے لئے عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کئے ہوئے ہے یا کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے تنہائی میں لے گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس گھر پر دھاوا بول دے اور اس کے متعلق چھان بین کرے۔

(۱۰)......اگراسے کسی برائی کا یقینی علم ہو جائے جیسے وہ گانے بجانے کے آلات یا گانے والی لڑکیوں یا نشے میں مبتلا افراد کی آواز سنے تو گھر میں داخل ہو اور گانے کے آلات توڑ کر گانے والیوں کو باہر نکال دے۔

(۱۱)......کسی فاسق کے دامن کے نیچے سے شراب کی بو آ رہی ہو تو اسے اٹھا کر دیکھنا جائز نہیں۔

(۱۲)......بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگراسے معلوم ہو کہ دامن کے نیچے سارنگی وغیرہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یعنی دامن اُٹھا کر نہ دیکھے۔

اس میں واضح طور پر غور وفکر کی ضرورت ہے بلکہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے کلام کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اگراسے معلوم ہو کہ اس کے نیچے سارنگی ہے تو اُسے نکالے اور توڑ دے۔

تَجَسُّس کا مفہوم:

تجسُّس سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کسی کام کے متعلق کسی کی چھان بین کریں تو آپ کا جاننا اس کے کرنے والے پر گراں گزرے۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اس وقت ساقط ہو جاتا ہے جب ان کے سبب جان، مال، جسم یا عضو کے نقصان کا اندیشہ ہو یا دوسرے شخص کے موجودہ برائی سے بڑی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا اس کا غالب گمان ہو کہ برائی کا مرتکب دشمنی کرتے ہوئے اس میں زیادتی کرے گا۔

فائدہ: نیکی کی دعوت دینا فرضِ کفایہ ہے:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مکلَّف، آزاد، غلام اور مرد و عورت پر واجب ہے لیکن واجب علی الکفایہ ہے۔اس کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: ''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ (پ۴،ال عمران:۱۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے۔'' کیونکہ اگر یہ فرضِ عین ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا: ''وَلْتَكُوْنُوْا۔'' ہاں! کبھی یہ فرضِ عین بھی ہو جاتا ہے جیسے اگر وہ ایسے مقام پر ہو جہاں کوئی دوسرا اس کا علم نہیں رکھتا یا دوسرا اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

فرضِ کفایہ وہ ہوتا ہے کہ جسے اگر ایک شخص سر انجام دے دے تو اسے ثواب مل جائے گا اور باقیوں سے ذمہ داری ساقط ہو جائے گی۔اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے ایک طبقہ کے نزدیک اس کا نفع زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ فرضِ عین سے افضل ہے۔

ایک شخص کے فرضِ کفایہ فعل ادا کرنے سے دوسرے سے اس کے ساقط ہونے میں شرط ہے کہ اسے دوسرے کے ادا کرنے کا یقینی علم ہو ورنہ اس سے ساقط نہ ہوگا جیسے اپنے گمان سے (کہ دوسرے ادا کرتے ہوں گے) جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کر دینا۔ کیونکہ گناہ میں دار و مدار فاعل کی ذات پر ہوتا ہے نہ کہ نفسِ فعل پر۔کیا آپ جانتے نہیں کہ جس نے کسی عورت کو اجنبی گمان کرتے ہوئے اس سے وطی کی حالانکہ وہ اس کی بیوی تھی تو اسے زنا کا گناہ ملے گا اور اس کے برعکس ہو (یعنی اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطی کی) تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کے احکام:

اگر سب لوگ برابر طور پر ہاتھ اور زبان سے روک سکتے ہوں تو اس کی ذمہ داری سب پر عائد ہوگی اور اگر ایک شخص ہاتھ سے اور دوسرے زبان سے روکنے پر قادر ہوں تو پہلے کی ذمہ داری ہوگی، البتہ! اگر زبان سے روکنے والے کے ذریعے برائی سے رکنا زیادہ آسان ہو یا زبان سے روکنے سے وہ ظاہری و باطنی طور پر رک جائے جبکہ ہاتھ سے روکنے سے صرف ظاہراً رُکے تو اس صورت میں زبان سے روکنے والے کی ذمہ داری ہوگی۔

دل میں بُرا جاننے کا حکم:

دل میں برا جاننا مکلَّف سے بالکل ساقط نہ ہوگا کیونکہ یہ نافرمانی کو ناپسند کرنا ہے جو ہر مکلَّف پر واجب ہے بلکہ

علما کے ایک طبقہ کے نزدیک برائی کو دل میں برا نہ جاننا کفر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَوَّل بھی انہی میں شامل ہیں۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' [1]

جو شخص ناواقفیت و جہالت کی بنا پر کسی برائی میں مبتلا ہو کہ اگر آگاہ ہو جائے تو اس سے رُک جائے تو اسے نرمی سے سمجھانا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر اُسے معلوم ہو کہ کسی دوسرے کو مخاطب کر کے سمجھانا اِسے فائدہ دے گا تو دوسرے کو مخاطب کرے۔ یا جو شخص برائی کو جاننے کے باوجود اس میں مبتلا ہو مثلاً بھتہ لینے اور غیبت پر ڈٹا رہنے والا، تو اسے نصیحت کرے اور اس گناہ کی وعید یاد دِلا کر خوف دلائے۔ پھر درجہ بدرجہ انتہائی نرمی و خندہ پیشانی سے سمجھائے کیونکہ ہر چیز اپنی قضا و قدر کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لطف و کرم پر اپنی نظر رکھے کہ اس نے اس برائی سے بچایا، اگر وہ چاہتا تو اس کے برعکس کر دیتا بلکہ اب بھی وہ اس برائی میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں۔

اگر زبان سے روکنے سے عاجز آ جائے یا اس پر قادر نہ ہو اور تُرش رُوئی، جھڑکنے، سختی کرنے اور غضب ناک ہونے کی قدرت رکھتا ہو تو ایسا کرنا ضروری ہے اور صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔ اگر اس نے وعظ و نصیحت نہ کی اور برائی میں مبتلا شخص کا اس پر ڈٹا رہنا معلوم ہوا تو اس سے سخت کلامی سے پیش آئے اور اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرے مگر گالیاں نہ بکے جیسے یوں کہے: ''اے فاسق! اے جاہل! اے احمق! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہ ڈرنے والے!''

برائی سے منع کرنے والے کو چاہئے کہ غضب ناک ہونے سے بچے ورنہ اپنی نصرت کے لئے برائی سے منع کرے گا یا کسی اور فعلِ حرام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس کا ثواب عذاب میں بدل جائے گا۔ یہ تمام احکام اس برائی کے لئے ہیں جو ہاتھ سے نہ روکی جا سکے اور جو ہاتھ سے دُور کی جا سکے اسے ہاتھ سے ختم کرنا ضروری ہے مثلاً غیر محترم شراب بہانا (یعنی ایسی شراب جو شراب ہی کے لئے رکھی گئی ہو نہ کہ سرکہ وغیرہ کے لئے)، آلاتِ لہو توڑنا، مرد سونا یا ریشم پہنے ہو تو اُتروا دینا، بکری وغیرہ کو توڑ پھوڑ کرنے سے روکنا اور جنبی، گندگی کھانے والے اور نجاست والے شخص سے نجاست ٹپک رہی ہو تو اسے مسجد سے باہر نکالنا۔ بلکہ اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اسے اپنے پاؤں سے دھکیل دے یا کسی مددگار کے ذریعے اُسے دور کرے اور شراب بہانے اور آلاتِ لہو کو بری طرح توڑنے سے بچے، البتہ! اگر وہ توڑے بغیر نہ بہتی ہو یا خوف ہو کہ فاسق لوگ اسے لے لیں گے اور اسے روک لیں گے تو ہر وہ کام کرے جس کا کرنا ضروری ہو خواہ اسے جلانا یا بہانا پڑے۔

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنكر......الخ، الحدیث:۱۷۷، ص۶۸۸۔

حاکم زجر وتوبیخ اور سزا کے طور پر مطلقاً ایسا کر سکتا ہے اور جو دُرشت کلام سے بھی باز نہ آئے تو اسے ہاتھ سے مار سکتا ہے اور اگر وہ اسلحہ سونتے بغیر باز نہ آئے خواہ وہ اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ تو ایسا کریں لیکن قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ حکمران کی اجازت سے ایسا کریں۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''حکمران کی اجازت ضروری نہیں۔'' (۱)

ایک قول کے مطابق قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے جیسا کہ اپنے فسق کی حمایت میں بولنے والے فاسق کو قتل کرنا جائز ہے اور اگر کسی برائی کے مرتکب نے حق بات سمجھانے والے کو قتل کر دیا تو وہ شہید ہے اور اسی طرح بادشاہ کو بھی نصیحت کی جائے گی اور اگر اس کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو نہ ماننے کی صورت میں اس سے سخت کلامی کی جائے گی خواہ نصیحت کرنے والا اس کی پاداش میں قتل ہو جائے۔ کیونکہ صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ،

﴿36﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''افضل شہید حضرت حمزہ ہیں اور وہ شخص جس نے ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا اور اس (حکمران) نے اسے قتل کر دیا۔'' (۲)

اگر کسی شخص نے چوپائے کو کسی کا مال ضائع کرتے دیکھا تو اگر اس (چوپائے) سے خطرہ نہ ہو تو اسے روکنا واجب ہے اور اگر کسی کو اپنا عضو کاٹتے دیکھے تو روکے خواہ یہ چیز اس کے قتل کی طرف لے جائے کیونکہ اس کا مقصد ممکنہ حد تک گناہوں کا راستہ بند کرنا ہے نہ کہ اس کی جان یا عضو کی حفاظت۔ اسی طرح جو اس کا مال ضائع کرنا چاہتا ہے یا اس کی بیوی سے برائی کرنا چاہتا ہے تو اسے روکے اگرچہ اسے قتل کرنا پڑے۔ جس عورت کے فسق کو جانتا ہو اگر اسے زینت کرتے اور رات کو باہر نکلتے دیکھے تو منع کرے اور جوڑا کے ڈالنے میں مشہور ہو اسے بھی منع کرے جبکہ وہ راستے میں اسلحہ لے کر کھڑا ہو اور بیٹا اپنے والدین کو نرمی سے نیکی کرنے اور برائی سے رُکنے کی گزارش کرے اور انتہائی ضرورت کے بغیر انہیں نہ ڈرائے اور اگر برائی سے منع کرنے میں مشغولیت اسے رزقِ حلال کمانے سے روکے تو منع کرنا چھوڑ دے بلکہ محض اپنے لئے، اپنے زیرِ کفالت لوگوں کے لئے اور قرض کی ادائیگی کے لئے کمائی کرے۔

---

(۱)......احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الباب الثانی، ج۲،ص۳۸۷،مفھوماً۔

(۲)......تاریخ بغداد، الرقم۳۴۰۹ اسحاق بن یعقوب، ج٦، ص ۳۷۴۔

کبیرہ نمبر396: سلام کا جواب نہ دینا

بعض ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسی طرح ذکر کیا ہے مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور بعض ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ یہ صغیرہ گناہ ہے اور اسی کی طرف توجہ جاتی ہے۔ ہاں! اگر سلام کا جواب چھوڑنے کے ساتھ ایسے قرائن ملے ہوئے ہوں کہ وہ اس سے کسی مسلمان کو سخت تکلیف اور اذیّت پہنچائے تو اس صورت میں سلام کا جواب ترک کرنا کبیرہ گناہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں بہت بڑی نا قابلِ برداشت اذیّت ہے۔

۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر397: انسان کا اپنی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا پسند کرنا

﴿1﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''(1)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عصا کے سہارے ہمارے پاس تشریف لائے تو تعظیماً کھڑے ہوگئے، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کے بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں(2)۔''(3)

---

(1)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث۵۲۲۹، ص۱۶۰۵۔
جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل، الحدیث۲۷۵۵، ص۱۹۲۹۔

(2)......مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراۃ المناجیح، جلد6، صفحہ 373 پر اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی تمہارا یہ قیام تو ٹھیک ہے مگر عجمیوں (یعنی غیر عربی لوگوں) کا سا قیام نہ کرنا کہ مخدوم بیٹھا ہو۔ خُدَّام سامنے دست بستہ سروقد کھڑے ہوئے ہوں اور مخدوم اس تعظیم کی خواہش بھی کرتا ہو کہ ایسا قیام ممنوع ہے۔ یہ قیود خیال میں رہیں۔ (صاحبِ) مرقات نے فرمایا کہ یہاں قیام سے مراد وقوف ہے یعنی کسی کے لیے تعظیماً کھڑا رہنا۔''

(3)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث۵۲۳۰، ص۱۶۰۵۔

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ پہلی حدیثِ پاک سے واضح ہے لیکن اس کا محل وہی ہے جو میں نے ذکر کیا ہے۔اسی وجہ سے شافعی ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ آنے والے پر اپنے لئے کھڑا ہونے کو پسند کرنا حرام ہے اور انہوں نے مذکورہ پہلی حدیثِ پاک سے استدلال کیا۔

کسی کی خاطر کھڑے ہونے کا مفہوم:

کسی کی خاطر کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان بیٹھا رہے اور لوگ مستقل کھڑے رہیں جیسے ظالم بادشاہوں کی عادت ہے۔جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حسین بیہقی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے فرمایا: آدمی اپنے سامنے لوگوں کے کھڑا رہنے کو پسند کرے اور خود بیٹھا ہوا ہو۔اسی طرح ہم عصروں پر برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے لئے دوسروں کے کھڑا ہونے کو پسند کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔حضرت سیِّدُنا ابن عماد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْجَوَاد نے اس بات سے آگاہ فرمایا کہ جس نے مذکورہ سبب سے نہیں بلکہ اپنی عزّت کے لئے کھڑا ہونا پسند کیا تو حرام نہیں کیونکہ اس زمانے میں محبت حاصل کرنے کے لئے یہ شعار بن چکا ہے۔**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ان پر اور ہم پر اپنا خاص فضل وکرم اور رحمت فرمائے۔(آمین)

کس کس کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے:

دوسری حدیثِ پاک شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے اس فرمان کے خلاف نہیں کہ درج ذیل لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے: صاحبِ علم، نیک، بزرگ، والدین، رشتہ دار یا امیر یا حاکم بشرطیکہ مذکورہ لوگ عدالت و پاک دامنی سے متّصف ہوں یا جس سے سچی دوستی ہو وغیرہ۔کیونکہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے اپنے اس قول کے ساتھ مقیّد کیا کہ یہ کھڑا ہونا نیکی اور عزّت و احترام کے طور پر ہو، بڑائی ظاہر کرنے اور دِکھاوے کے لئے نہ ہو۔

انہوں نے اسی قیام سے منع فرمایا جس سے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس فرمانِ عالیشان میں منع فرمایا کہ ''جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کے بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔''(1)

(1)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، الحدیث:۵۲۳۰، ص۱۶۰۵۔

لہٰذا مذکورہ قید کے ساتھ کھڑا ہونے کے مستحب ہونے کے متعلق صحیح احادیث مروی ہیں جنہیں حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے رسالہ میں جمع فرمایا اوراس کے مستحب ہونے کا انکار کرنے والے کی تردید کی۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''اِس زمانے میں عداوت اور قطع رحمی دور کرنے کے لئے اس کا واجب ہونا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اس کی طرف حضرت سیِّدُ نا ابنِ عبد السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام نے اشارہ فرمایا۔ پس یہ مفاسد دُور کرنے کے باب سے ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر 398:

جنگ سے فرار ہونا

یعنی جنگ میں ایک کافر یا زیادہ کفار سے ڈر کر فرار ہو جانا جو مسلمانوں کے مقابلہ میں دوگنا سے زیادہ نہ ہوں لیکن اگر مقصود لڑائی کا ہنر کرنا یا مدد چاہنے کے لئے اپنے گروہ میں جا ملنا ہو تو کبیرہ گناہ نہیں

قرآنِ پاک میں جنگ سے بھاگنے کی مذمّت:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ(۱۶) (پ۹، الانفال: ۱۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہُنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو، تو وہ اللّٰہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

احادیثِ مبارکہ میں جنگ سے بھاگنے کی مذمّت:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)...... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)...... جادو کرنا (۳)...... اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴)...... سود کھانا (۵)...... یتیم کا مال کھانا (۶)...... جنگ

کے دن پیٹھ پھیر لینا اور (۷)...... پاک دامن سیدھی سادی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔'' (۱)

﴿2﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان کو (ناحق) قتل کرنا اور جنگ کے دن فرار ہو جانا۔'' (۲)

﴿3﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دریافت فرمایا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جنگ سے فرار ہو جانا۔'' (۳)

﴿4﴾......ایک روایت میں یوں ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جنگ سے فرار ہو جانا اور کسی کو (ناحق) قتل کرنا۔'' (۴)

﴿5﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: ان میں پہلا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا پھر کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن فرار ہو جانا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ہے۔'' (۵)

﴿6﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو: (3 ان میں سے یہ ہیں:) (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) لوگوں کو (ناحق) قتل کرنا اور (۳) جنگ سے فرار ہونا۔'' (۶)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''وہ کون سے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت

---

(۱)......صحيح البخاري، كتاب المحاربين، باب رمي المحصنات......الخ، الحديث: ۶۸۵۷، ص ۵۷۲۔
(۲)......سنن النسائي، كتاب المحاربة (تحريم الدم)، باب ذكر الكبائر، الحديث: ۴۰۱۱، ص ۲۳۵۰۔
(۳)......جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف الميم، الحديث: ۲۱۴۴۵، ج۷، ص ۱۰۹۔
(۴)......المعجم الكبير، الحديث: ۵۶۳۶، ج۶، ص ۱۰۳۔
(۵)......الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، باب الترهيب من الربا، الحديث: ۲۸۷۴، ج۲، ص ۴۰۳۔
(۶)......المعجم الكبير، الحديث: ۵۶۳۶، ج۶، ص ۱۰۳۔

لگانا، مومن کو (ناحق) قتل کرنا، جنگ سے فرار ہوجانا اور جادو کرنا (سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا)۔'' (۱)

﴿8﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں فرائض، سنتیں اور دیتیں لکھی ہوئی تھیں اور حضرت سیِّدُنا عمرو بن حزم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دے کر بھیجا۔ اس میں یہ بھی تھا: ''یقیناً بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مومن کو (ناحق) قتل کرنا، جنگ کے دن فرار ہوجانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔'' (۲)

﴿9﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 گناہوں کی موجودگی میں کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......والدین کی نافرمانی کرنا اور (۳)......جنگ سے فرار ہوجانا۔'' (۳)

پانچ گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں:

﴿10﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اور ثواب کے لئے بخوشی زکوٰۃ ادا کی اور حق سن کر اطاعت کی تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہوگا اور 5 گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......کسی کو ناحق قتل کرنا (۳)......کسی مومن پر تہمت لگانا (۴)......جنگ سے فرار ہوجانا اور (۵)......جھوٹی قسم کھا کر ناحق کسی کا مال ہڑپ کرلینا۔'' (۴)

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمایا: ''مجھے قسم ہے، مجھے قسم ہے۔'' اس کے بعد نیچے تشریف لاکر

(۱)......مسند ابن الجعد، الحدیث: ۳۳۰۲، ص۴۷۷، "ھن سبع" بدلہ "ھن تسع"۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی، الحدیث: ۶۵۲۵، ج۸، ص۱۸۰، ۱۸۱۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۲۲، ج۲، ص۹۵۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶، "بھت" بدلہ "نھب"۔

ارشادفرمایا: ''جو5 نمازیں پڑھے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے اسے خوشخبری سنادو، اسے خوشخبری سنادو کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کا ذکر کرتے سنا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''جی ہاں! (کبیرہ گناہ یہ ہیں) (۱)......والدین کی نافرمانی کرنا (۲)......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۳)......کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۴)...... پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵)......یتیم کا مال کھانا (۶)......جنگ کے دن جہاد سے بھاگنا اور (۷)......سود کھانا۔'' [1]

اولیاء اللّٰہ رَحِمَہُمُ اللّٰہ کی پہچان:

﴿12﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی نمازی ہیں جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی فرض کردہ پانچوں نمازیں پڑھتے اور ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور بخوشی ثواب کے لئے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے منع کردہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے کسی نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' ارشادفرمایا: ''9 ہیں: (۱)......ان میں سب سے بڑا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲)......مومن کو ناحق قتل کرنا (۳)......جنگ سے فرار ہونا (۴)......پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۵)......جادو کرنا (۶)......یتیم کا مال کھانا (۷)......سود کھانا (۸)......مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۹)......بیت الحرام میں جو چیزیں حرام ہیں انہیں حلال جاننا جو زندگی میں اور موت کے بعد بھی تمہارا قبلہ ہے۔ جو اس حال میں مرے کہ اس نے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ جنت (کے ایسے محل) کے وسط میں میرا رفیق ہوگا جس کے دروازوں کے پٹ سونے کے ہوں گے۔'' [2]

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ میں نے عنوان میں ذکر کیا اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۲، ج۱۷، ص۴۸۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸۔

اس کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا: ''جب مسلمان لڑیں اور اپنے سے دُگنے دشمن کا مقابلہ کریں تو ان کا پیٹھ پھیرنا حرام ہے اور اگر مقصود لڑائی کے جوہر دکھانا یا اپنے گروہ میں جاملنا ہو تو حرام نہیں اور اگر دگنے سے بھی زیادہ ہوں تو اب ان کا پیٹھ پھیر کر بھاگنا حرام نہیں اگرچہ بھاگنا لڑائی کا جوہر دکھانے یا اپنے گروہ سے جاملنے کے لیے نہ ہو اور میرے نزدیک وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے حق دار نہ ہوں گے۔''[1] اور یہ حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مشہور مذہب ہے۔

۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر399:

طاعون سے بھاگنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا۫ ثُمَّ اَحْیَاهُمْؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

جان لیجئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ احکام بیان کرنے کے بعد واقعات بیان فرماتا ہے تاکہ سننے والے کو ان کی اہمیت معلوم ہو۔ یہاں پر ہمزہ حرفِ نفی پر داخل ہونے کی وجہ سے استفہامِ تقریری کے لئے ہے اس اعتبار سے کہ اس کے نزول سے پہلے مخاطب پورے قصہ کو جان چکا ہے اور ہمزہ یہاں تنبیہ کے لئے اور ان کی حالت پر تعجب کے لئے ہے اور خطاب حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہے یا ہر سننے والا اس کا مخاطَب ہے۔

اکثر مفسِّرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد واسط کے قریب (دَاوَرْدَان نامی) بستی ہے جو طاعون میں مبتلا ہوگئی تو وہاں رہنے والے عام لوگ نکل کھڑے ہوئے اور ایک گروہ باقی رہ گیا اور ان میں سے کچھ مریض ہی باقی بچے۔ جب طاعون ختم ہوگیا اور بھاگنے والے صحیح وسالم واپس آگئے تو بیماروں نے کہا: ''یہ لوگ ہم سے

[1] ......المجموع شرح المھذب، کتاب السیر، فصل واذا التقی الزحفان......الخ، ج۱۹، ص۲۹۴۔

زیادہ محتاط ہیں، اگر ہم بھی ان کی طرح کرتے تو نجات پا جاتے اب اگر دوبارہ طاعون آیا تو ہم بھی ایسے علاقے میں چلے جائیں گے جہاں کوئی بیماری نہ ہوگی۔'' آئندہ سال پھر طاعون آیا تو وہاں رہنے والے عام لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی تعداد 30 ہزار تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ 70 ہزار تھے۔ بعض کے نزدیک 3 ہزار تھے۔ حضرت سیِّدُنا واحدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ 3 ہزار سے کم تھے اور نہ ہی یہ کہا کہ وہ 70 ہزار سے زائد تھے۔ لفظی توجیہ یہ ہے کہ ان کی تعداد 10 ہزار سے زیادہ تھی، یہ جمع کثرت ہے کیونکہ 10 اور اس سے کم تعداد کے لئے اُلُــوف (اَلفٌ کی جمع) شاذ و نادر یعنی کبھی کبھی ہی استعمال ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ ایک کُشادہ وادی میں اُترے اور اسی میں اپنی نجات سمجھی۔ وادی کے اوپر اور نیچے سے ایک ایک فرشتے نے انہیں کہا: مر جاؤ۔ پس وہ تمام مر گئے اور ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے۔

ایک قول کے مطابق بنی اسرائیل کے تیسرے خلیفہ حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان مُردوں کے پاس سے گزرے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال (ظاہری) کے بعد تیسرے خلیفہ ہوئے۔ پہلے خلیفہ حضرت سیِّدُنا یوشع بن نون، دوسرے حضرت سیِّدُنا کالب بن یوقنا اور تیسرے یہی اِبْنِ عَجُوْز حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے۔ انہیں اِبْنِ عَجُوْز (یعنی عمر رسیدہ عورت کا بیٹا) اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدۂ ماجدہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھَا نے کبر سِنی اور بانجھ پن میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے بچے کا سوال کیا تھا۔

دوسرا قول حضرت سیِّدُنا حسن اور مقاتل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا ہے کہ گزرنے والے حضرت سیِّدُنا ذوالکفل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے کیونکہ انہوں نے 70 انبیائے کرام عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کفالت فرمائی اور انہیں قتل سے بچایا۔

بہرحال حضرت سیِّدُنا حزقیل عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب ان مُردوں کے پاس سے گزرے تو حیران و متعجب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں؟'' عرض کی: ''جی ہاں۔'' کہا گیا کہ انہیں بلند آواز سے کہو: ''اے ہڈیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیتا ہے۔'' پس وہ ایک دوسری کی طرف اُڑتی ہوئی آئیں یہاں تک کہ مکمل ہو گئیں پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام

کی طرف وحی فرمائی: ''انہیں پکارو کہ اے ہڈیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گوشت اور خون کا لباس پہن لو۔'' پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے انہیں پکارا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں کھڑا ہونے کا حکم دیتا ہے۔'' چنانچہ، وہ یہ کہتے ہوئے زندہ کھڑے ہوگئے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، یکتا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو موت کی علامتیں ان کے چہروں اور جسموں پر ظاہر تھیں یہاں تک کہ وہ بعد میں اپنے مقررہ وقت میں مرگئے۔ (1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا وبائی علاقے سے واپس پلٹنا:

﴿1﴾......مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مُلکِ شام جانے کے لئے نکلے اور سرغ کے مقام پر پہنچے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جلیل القدر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے مشورہ طلب کیا لیکن ان میں سے کسی کے پاس اس کے متعلق کوئی علم نہ پایا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے اور روایت بیان کی کہ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب تم کسی زمین میں بیماری کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب بیماری کسی جگہ پہنچ جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔'' چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مقامِ سرغ سے واپس لوٹ آئے۔ (2)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور مفسرینِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ان لوگوں کی موت کا سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے اپنے لشکر کو جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ عذر پیش کیا کہ جس زمین کی طرف ہم جا رہے ہیں وہاں بیماری ہے، ہم وہاں نہیں جائیں گے جب تک کہ بیماری ختم نہ ہو جائے۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر موت بھیج دی تو وہ اس سے بھاگتے ہوئے اپنے شہروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے حضرت سیِّدُنا یعقوب

---

(1)......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۴، ص۲۴۸۔
تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۱، ص۱۶۶۔۱۶۷۔

(2)......صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب ما یکرہ من الاحتیال فی الفرار من الطاعون، الحدیث ۶۹۷۳، ص۵۸۲۔

اورحضرت سیِّدُ ناموسیٰ عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مالک ومعبود! تونے اپنے بندوں کی نافرمانی دیکھ لی، پس انہیں ان کی جانوں میں کوئی نشانی دِکھا تاکہ انہیں یقین ہوجائے کہ یہ تجھ سے بھاگ نہیں ہوسکتے۔''

چنانچہ، جب وہ نکلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے ارشادفرمایا: ''مرجاؤ۔'' یعنی انہیں ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا حکم دیا پس ایک شخص کی موت کی طرح وہ تمام لوگ اوران کے چوپائے مرگئے۔8 دن اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے اوران کے جسم بدبودار ہوگئے۔ بنی اسرائیل کوان کی موت کی خبر پہنچی توانہیں دفن کرنے کے لئے نکلے لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عاجز آ گئے اور درندوں سے بچاؤ کے لئے ان پر باڑ (یعنی چاردیواری) بنادی۔ پھر 8 دن کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں زندہ کردیا اوراس بدبو میں سے کچھ ان میں باقی رہی اورآج تک ان کی اولادمیں بھی ہے۔ (1)

بعض نے اس کے علاوہ اسباب بیان کئے ہیں۔

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا کی تفسیر:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ''فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا'' درج ذیل فرمانِ عالیشان کے باب سے ہے:

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ (پ۱۴، النحل:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مراد کا انتہائی جلد واقع ہوجانا اوراس کے ارادے سے پیچھے نہ رہنا کیونکہ یہاں کوئی قول نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آیتِ مبارکہ میں رسول یا فرشتے کوایسا کہنے کا حکم ہے۔ مگر پہلا معنی ظاہر ہے۔

ثُمَّ اَحْیَاهُمْ کی تفسیر:

یہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی واضح دلیل ہے اور بلاشبہ یہ ممکن ہے۔ سچے رب عَزَّوَجَلَّ نے اس کی خبر دی ہے لہٰذا اس پر یقین کرنا واجب ہے۔

(1)......التفسیر الکبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ۲۴۳، ج۲، ص۴۹۶۔ تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ۲۴۳، ج۱، ص۱۶۷۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ مُردے کو زندہ کرنا خلافِ عادت فعل ہے جس کا اظہار نبی کے معجزہ سے ہی ہوسکتا ہے لیکن اہلِ سنت نے اس کا یہ جواب دیا کہ ولی کی کرامت اور غیرِ ولی سے بھی خرقِ عادت فعل صادر ہوسکتا ہے اور اس کا انکار کرنا عناد اور دشمنی ہے اور ان کی گمراہ فاسد عقلوں سے ایسی بات بعید نہیں۔

انہیں زندہ کرنے کا سبب ان کی باقی ماندہ زندگی کو پورا کرنا تھا اور واقعہ میں گزر چکا ہے کہ ان پر اچانک موت آئی تھی جیسے نیند آتی ہے اور انہوں نے موت کی شدّت اور تکالیف کا مشاہدہ نہ کیا تھا۔ اس سے معتزلہ کے اس قول کا رد ہوگیا کہ ''موت کے قریب اس کی علامات اور تکالیف کا مشاہدہ ضروری ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ تھے تو ضروری ہے کہ انہیں وہ اشیا یاد رہتیں کیونکہ بڑی اشیا عقلِ کامل کے ساتھ نہیں بھولتیں اور ان کے وہ علوم بھی باقی رہتے اور اگر دوبارہ زندہ ہونا مان لیا جائے تو وہ مکلَّف نہ رہیں گے جیسا کہ (موت کی تکالیف دیکھ لینے کے بعد) وہ آخرت میں مکلَّف نہ ہوں گے۔'' ہم لازمی طور پر یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے موت کی سختیوں کا مشاہدہ کیا اور اس سے مذکورہ باتیں لازم نہیں آتیں کیونکہ ہوسکتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زندہ کرنے کے بعد انہیں وہ مصیبت بھلا دی ہو جو انہیں پہنچی تھی یہاں تک کہ بقیہ زندگی میں وہ مکلَّف رہے جسے پورا کرنے کے لئے انہیں زندہ کیا گیا تھا۔ [1]

طَاعُوْن کا معنی:

حضرت سیِّدُنا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''طَاعُوْن، طَعْنٌ سے فَاعُوْل کے وزن پر ہے۔ مگر جب اسے اپنی اصل سے پھیرا گیا تو بیماری کے ساتھ موت پر دلالت کرنے والا بنا دیا گیا۔'' [2]

اور اس معنی کا دارومدار دونوں (یعنی موت اور وبا) کے ایک جیسا ہونے پر ہے لیکن صحیح قول اس کے برعکس ہے کیونکہ وبا سے مراد وہ عام موت ہے جس کا سبب پوشیدہ ہو اور طاعون ریت کے باریک ذرّات کی طرح چھوٹے چھوٹے دانوں سے ہوتا ہے جو بدن کے اندر سے نکل کر بغلوں کی طرح پوری جِلد پر پھیل جاتے ہیں۔

اُمّت کا خاتمہ دو چیزوں سے ہوگا:

﴿3﴾...... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ

......اللباب فی علوم الکتاب، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۴، ص ۲۵۰۔

......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۴۳، ج۲، الجزء الثالث، ص ۱۷۹۔

صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''میری اُمَّت کا خاتمہ طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے) اور طاعون کے ساتھ ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طعن کو تو ہم نے جان لیا، یہ طاعون کیا ہے؟'' ارشادفرمایا: ''اونٹ کی گلٹی (یعنی رَسولی یا پھوڑے) کی طرح ایک گلٹی ہے جو جلد اور بغلوں میں نکلتی ہے۔'' (۱)

طاعون مومن پر رحمت اور کافر کے لئے عذاب ہے:

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نافرمانوں اور کافروں میں سے جس پر چاہے عذاب اور سزا کے طور پر اور اپنے نیک لوگوں کے لئے شہادت اور رحمت کے طور پر طاعون بھیجتا ہے۔ کیونکہ (ملکِ شام میں اسلامی لشکر میں پھیلنے والے پہلے طاعون) طاعُوْنِ عَمَوَاس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''یہ تمہارے لئے شہادت اور رحمت اور تمہارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا ہے۔'' اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا یہ ہے کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مُعاذ اور اس کے گھر والوں کو اپنی رحمت کا حصہ عطا فرما۔'' پس آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہتھیلی میں پھوڑا نکل آیا۔ (۲)

طاعون باعثِ شہادت ہے:

﴿4﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''میری اُمَّت طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے) اور طاعون کے ساتھ فنا ہوگی۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس طعن کو تو ہم نے جان لیا ہے لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشادفرمایا: ''یہ اونٹ کی گلٹی کی طرح ایک گلٹی ہے، اس میں ثابت قدم رہنے والا شہید کی مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے جیسا ہے۔'' (۳)

......التمهيد لابن عبد البر، محمد بن شهاب الزهري، تحت الحديث:۱۳۵، ج۳، ص۱۷۔

......الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، البقرة، تحت الآية:۲۴۳، ج۲، الجزء الثالث، ص۱۷۹۔

المسند للامام احمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل، الحديث:۲۲۱۹۷، ج۸، ص۲۶۷۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة، الحديث:۲۵۱۷۴، ج۹، ص۴۷۸۔

طاعون سے بھاگنا جنگ سے بھاگنا ہے:

﴿5﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے:''طاعون اونٹ کی گلٹی کی طرح ایک گلٹی ہے جو میری اُمَّت کو ان کے دُشمن جِنّوں کی طرف سے پہنچتی ہے جو اس پر ثابت قدم رہا وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے (مقیم) شخص کی طرح ہے اور جسے یہ پہنچا وہ شہید ہے اور جو اس سے بھاگ کھڑا ہوا وہ جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے۔''(1)

﴿6﴾......(اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:) میں نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ طعن تو ہم نے جان لیا ہے لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا:''یہ پھوڑے کی طرح ہوتا ہے جو بغلوں اور جلد میں نکلتا ہے اور اس میں لوگوں کے اعمال کی طہارت و پاکیزگی ہے اور یہ ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔''(2)

حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبد العظیم منذری علیہ رحمۃ اللہ القوی ان تمام روایات کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ ان روایات کی تمام اسناد حسن ہیں۔(3)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو طاعون کے بارے میں ارشاد فرماتے سنا:''طاعون سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جس نے اس میں صبر کیا اس کے لئے شہید کی مثل اجر ہے۔''(4)

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جو کہ اکثر مفسِّرینِ کرام رحمہم اللہ السلام کی تفسیر کی بنا پر آیتِ مبارکہ سے واضح ہے اور مذکورہ احادیثِ طیبہ سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ ان میں جنگ سے بھاگنے سے تشبیہ دینا تقاضا کرتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہونے میں اس کی مثل ہو۔ اگرچہ تشبیہ دو متشابہ اشیا کے ہر اعتبار سے برابر ہونے کا تقاضا نہیں کرتی لیکن اس کا یہاں پر لانا خاص کبیرہ گناہ ہونے میں دونوں میں برابری کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اس تشبیہ سے

---

(1)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عائشۃ، الحدیث۴۶۴۵، ج۴، ص۱۷۹۔

(2)......الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترہیب من ان یموت......الخ، الحدیث۲۱۸۴، ج۲، ص۲۰۶۔

(3)......المرجع السابق، تحت الحدیث۲۱۸۴۔

(4)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث۱۴۷۹۴، ج۵، ص۱۲۶۔

مقصود جنگ سے بھاگنے والے کو جھڑکنا اور اس پر سختی کرنا ہے یہاں تک کہ وہ رُک جائے اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ جنگ سے بھاگنے کی طرح کبیرہ گناہ ہو۔

جب ہم اسے جنگ سے بھاگنے کی طرح قرار دیتے ہیں تو ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دو متشابہ اشیاء ہر اعتبار سے ایک جیسی نہیں ہوتیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ اگرچہ یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں مگر جنگ سے بھاگنے کا گناہ زیادہ سخت اور بڑا ہے کیونکہ وہ عام شدید، قبیح خرابیوں کا باعث بنتا ہے یعنی مسلمانوں کے دِلوں کا ٹوٹنا، کفار کا تسلُّط جمانا اور غلبہ حاصل کرنا وغیرہ اور یہ سب سے بڑی اور بُری خرابیاں ہیں۔

طاعون ایک عذاب ہے:

﴿8﴾...... جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وبا کا ذکر کیا گیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک عذاب ہے جس میں بعض اُمّتوں کو مبتلا کیا گیا، پھر اس کا کچھ حصّہ باقی رہ گیا، جو کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی واپس آجاتا ہے۔ پس جو شخص کسی زمین میں اس (طاعون) کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے اور اگر اس زمین میں پھوٹ پڑے جہاں وہ رہتا ہے تو وہاں سے بھاگے نہ۔''(1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے اس حدیثِ پاک پر عمل کیا جب حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں وبا کی خبر دی تو وہ مقامِ سرغ سے واپس لوٹ آئے۔

احتیاطی تدابیر کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ مصیبتوں کے نزول سے پہلے اپنے آپ کو ان سے بچائے اور خوف ناک اشیاء کے حملہ کرنے سے پہلے ان سے اجتناب کرے اور اسی طرح فتنہ وفساد والے تمام گراں گزرنے والے اُمور میں طاعون کی طرح عمل کرے۔ اس کی مثال آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان ہے: ''دُشمن سے مقابلہ

......صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب ما یکرہ من الاحتیال فی الفرار من الطاعون، الحدیث ٦٩٧٤، ص ٥٨٢۔

کرنے کی خواہش نہ کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت مانگو اور جب ان سے مقابلہ کرو تو صبر کرو۔'' (۱)

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تو حضرت سیِّدُ نا ابو عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''کیا آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو عبیدہ! کاش! یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا ہاں! ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے اس کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔''

اس کا معنٰی یہ ہے کہ انسان اُس سے فرار نہیں ہو سکتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس کے لئے مقدّر فرما دیا ہے لیکن اُس نے ہمیں خوف ناک، ہلاک کرنے والی اور ناپسندیدہ چیزوں سے خود کو بچانے کا حکم دیا ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے اونٹ کسی وادی میں اُتر جائیں جس کے دو ٹکڑوں میں سے ایک سرسبز و شاداب جبکہ دوسرا بنجر ہو تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ سرسبز و شاداب میدان میں چریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے چریں گے اور اگر سوکھے میں چریں تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے چریں گے؟'' چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہیں سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔ (۲)

شہادت کی مختلف صورتیں:

طاعون کے باعث ہلاک ہونے والے کے شہید ہونے کے متعلق دیگر احادیثِ مبارکہ بھی مروی ہیں کہ جن میں راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کے علاوہ دیگر شہدا کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ،

﴿9﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے دریافت فرمایا: ''تم اپنے آپ میں کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔'' (آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

۱......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرة، تحت الآية ۲۴۴، ج۲، الجزء الثالث، ص۱۷۷۔
صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب کراهة تمنی لقاء العدو ......الخ، الحدیث: ۴۵۴۲، ص۹۸۶۔

۲......صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، الحدیث ۵۷۲۹، ص۴۸۹۔
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، البقرة، تحت الآية ۲۴۴، ج۲، الجزء الثالث، ص۱۷۸۔

''تب تو میری امت کے شہدا بہت کم ہوں گے۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ان کے علاوہ اور کون شہید ہے۔'') تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مر جائے وہ بھی شہید ہے، جو طاعون میں مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مر جائے وہ بھی شہید ہے۔**''(۱)

﴿10﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**شہید کی 5 قسمیں ہیں: (۱) طاعون میں مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) دَب کر مرنے والا اور (۵) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہونے والا۔**''(۲)

﴿11﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**(راہ خدا میں) قتل ہونا بھی شہادت ہے، طاعون کی بیماری سے فوت ہونا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری سے فوت ہونا شہادت ہے، ڈوب کر ہلاک ہو جانے سے شہادت ہے اور وہ عورت بھی شہید ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت بچہ سمیت مر جائے۔**''(۳)

﴿12﴾......**سَیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک انصاری کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اس کے گھر والے رونے لگے تو اس کے چچا نے کہا: ''اپنی آوازوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف نہ دو۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**جب تک یہ (مریض) زندہ ہے انہیں رونے دو اور جب موت واقع ہو جائے تو انہیں سکون سے رہنا چاہئے۔**'' پھر کسی نے مریض سے کہا: ''ہم نہیں چاہتے کہ تجھے موت بستر پر آئے یہاں تک کہ تو رسولِ پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہو جائے۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مرنے والا ہی شہید ہے؟ پھر تو میری امت کے شہدا بہت کم ہوں گے، (بلکہ حقیقت یہ ہے کہ) طعن (یعنی نیزوں کے ساتھ جہاد کرتے مرجانا) شہادت ہے، پیٹ کی بیماری سے مر جانا شہادت ہے، طاعون میں فوت ہونا شہادت ہے، نفاس والی عورت بچے کے باعث مر جائے تو وہ شہید ہے، جل کر مر جانا شہادت ہے، ڈوب کر مر جانا شہادت ہے اور پسلی کی بیماری میں**

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشھداء، الحدیث: ۴۹۴۰، ص۱۰۲۰۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الشھادۃ سبع سوی القتل، الحدیث: ۲۸۲۹، ص۲۲۸۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث: ۲۲۷۴۷، ج۸، ص۳۹۵، مفھوماً۔

بھی مرجانا شہادت ہے۔“ [1]

﴿13﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون شہادت ہے، ڈوب جانا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری شہادت ہے اور نفاس والی عورت کا بچہ اسے اپنی کٹی ہوئی نال سے کھینچتے ہوئے جنت میں لے جائے گا۔“ [2]

﴿14﴾......ایک روایت میں ہے: ”بیت المقدس کا خادم، جلنے والا اور سِل کی بیماری میں ہلاک ہونے والا بھی شہید ہے۔“ [3]

سِل کی بیماری پھیپھڑوں میں لگتی ہے اور پسلیوں کی طرف جاتی ہے، بعض کے نزدیک اس سے مراد زُکام یا ٹھہرے ہوئے بخار کے ساتھ طویل کھانسی ہے اور بعض نے کچھ اور کہا ہے۔

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید ہونے والے کے علاوہ 7 شہدا ہیں: پیٹ کی بیماری اور طاعون میں شہادت ہے، جلنے والا شہید ہے اور کسی چیز کے نیچے دَب کر مرنے والا اور بچے کے باعث مرنے والی عورت شہید ہے۔“ [4]

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ”طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔“ [5]

﴿17﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶۰۷، ج۵، ص۶۸۔
الترغیب والترھیب، کتاب الجھاد، باب الترھیب من ان یموت......الخ، الحدیث: ۲۱۶۹، ج۲، ص۲۰۲۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث راشد بن حبیش، الحدیث: ۱۵۹۹۸، ج۵، ص۴۱۷۔

[3] ......المرجع السابق، "السل" بدلہ "السیل"۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات بالطاعون، الحدیث: ۳۱۱۱، ص۱۴۵۷۔
سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب النھی عن البکاء علی المیت، الحدیث: ۱۸۴۷، ص۲۲۰۹۔

[5] ......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الشھادة سبع سوی القتل، الحدیث: ۲۸۳۰، ص۲۲۸۔

نے ارشاد فرمایا: ''یہ عذاب تھا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے پہلوں پر بھیجا۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے مؤمنین کے لئے رحمت بنا دیا۔ کوئی بندہ کسی شہر میں رہتا ہے اور (طاعون کی وبا پھیلنے پر بھی) وہ اسی شہر میں ٹھہرا رہتا ہے، صبر کرتے ہوئے اور اجر کی امید رکھتے ہوئے وہاں سے بھاگتا نہیں اور یقین رکھتا ہے کہ اسے وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے لکھ دی ہے تو اس کے لئے شہید کی مثل اجر ہے۔'' (1)

﴿18﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت جبرئیل (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے، میں نے بخار مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ پس طاعون میری اُمَّت کے لئے شہادت اور کافر پر گندگی ہے۔'' (2)

﴿19﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شام میں خطبہ دیتے ہوئے طاعون کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور تمہارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دُعا ہے۔ تم سے پہلے نیک لوگ اس سے فوت ہوئے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! معاذ کی اولاد پر اس رحمت کا حصہ اُتار۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا مقام چھوڑا اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (پ۳، اٰل عمران: ۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اے سننے والے! یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔

تو حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ۲۳، الصافات: ۱۰۲)

ترجمۂ کنز الایمان: خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (3)

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب القدر، باب ﴿قل لن یصیبنا الا ما کتب اللّٰہ لنا﴾ التوبۃ:۵۱، الحدیث ۶۶۱۹، ص۵۵۴۔

2 جامع الاصول للجزری، کتاب الطب، الباب الثالث فی الطاعون......الخ، الحدیث:۵۷۴۳، ج۷، ص۶۷۵۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی عُسَیب، الحدیث:۲۰۷۶۹، ج۷، ص۳۹۳۔

3 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث:۲۲۱۴۷، ج۸، ص۲۵۳۔

﴿20﴾......حضرت سیِّدُ نامعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیِّد عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوارشادفرماتے سنا: ''عنقریب تم (جہاد کے لئے) سرزمینِ شام کی طرف ہجرت کروگے، اور یہ زمین تمہاری ہوجائے گی (یعنی تم فتح پاؤ گے) اور تمہیں پھوڑے یا پُھنسی جیسی ایک بیماری لگے گی جو انسان کی جِلد پر لگتی ہے جس کی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کو مرتبۂ شہادت پر فائز فرمائے گا اور ان کے اعمال کو پاک کردے گا۔''

(پھر حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دُعا فرمائی:) اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ اگر معاذ نے یہ بات حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے تو اسے اور اس کے گھر والوں کو اس کا وافر حصہ عطا فرما۔'' چنانچہ، انہیں طاعون کی بیماری لگ گئی اور ان میں سے کوئی بھی اس بیماری سے نہ بچا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی اُنگلی میں طاعون کی بیماری لگی تھی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے پاس اس کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔'' (1)

طاعون سے مرنے والوں کی فضیلت:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت کی فنا طعن (یعنی جہاد میں نیزہ بازی کرنے) اور طاعون کے ساتھ ہوگی۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! طعن تو ہم نے جان لیا، لیکن طاعون کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے کچوکا (یعنی حملہ وغیرہ) ہے اور ہر کچوکے میں شہادت ہے۔'' (2)

﴿22﴾...... دوسری صحیح روایت میں یوں ہے: ''یہ تمہارے دشمن جنوں کی طرف سے کچوکا ہے جو تمہارے لئے شہادت ہے۔'' (3)

﴿23﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ!

---

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معا ذ بن جبل، الحدیث:٢٢١٤٩، ج٨، ص٢٥۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث:١٩٥۴٥، ج٧، ص١٣١۔

البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند ابی موسی الاشعری، الحدیث:٢٩٨٤، ج٨، ص١٦۔

(3)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث:٣٠٩١، ج٨، ص٩٢۔

میری اُمَّت کا خاتمہ اپنی راہ میں نیزوں کے ساتھ شہید ہونے اور طاعون سے فرما۔'' (1)

﴿24﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شہدا اور اپنے بچھونوں پر مرنے والے طاعون سے مرنے والوں کے متعلق رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جھگڑا کریں گے۔ شہدا عرض کریں گے: انہوں نے اس طرح قِتال کیا جس طرح ہم نے کیا اور اپنے بستروں پر مرنے والے کہیں گے: یہ ہمارے بھائی بھی اپنے بستروں پر مرے جیسا کہ ہم مرے۔ تو ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ان کے زخموں کو دیکھو اگر تو وہ قتل ہونے والوں کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ انہیں میں سے ہیں۔'' چنانچہ، جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہوں گے۔'' (2)

﴿25﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیمُ الشان ہے: ''شہدا اور طاعون سے مرنے والوں کو لایا جائے گا تو طاعون والے عرض گزار ہوں گے: ''ہم شہدا ہیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو! اگر ان کے زخم شہدا کے زخموں کی طرح ہیں اور ان کا خون کستوری کی طرح بہہ رہا ہے تو یہ بھی شہدا ہیں۔'' چنانچہ، وہ انہیں اسی طرح پائیں گے۔'' (3)

﴿26﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نجات بیان ہے: ''جسے دست نے شہید کر دیا اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔'' (4)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(1) ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی بردۃ بن قیس اخی ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث: ۱۵۶۱۸، ج۶، ص۳۱۲۔

(2) ......سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب مسألة الشهادة، الحدیث: ۳۱۶۰، ص۲۲۹۲۔

(3) ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۲، ج۱۷، ص۱۱۸۔

(4) ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر......الخ، الحدیث: ۲۹۲۴، ج۴، ص۲۵۷۔

کبیرہ نمبر400: **مالِ غنیمت میں دھوکا دینا**

کبیرہ نمبر401: **مالِ غنیمت چُھپانا**

''غنیمت میں دھوکے'' کی مذمَّت میں آیاتِ قرآنیہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّؕ-وَ مَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِۚ-ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ(۱۶۱) (پ۴، ال عمران:۱۶۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی کمائی بھرپور دی جائیگی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

''غنیمت میں دھوکے'' کی مذمَّت میں احادیثِ مبارکہ:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مالِ غنیمت پر مقرر کِرکِرَہ نامی شخص فوت ہوگیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اُسے دیکھنے کے لئے گئے تو ایک قمیص پائی جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔''(1)

﴿2﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی گئی: ''آپ کا فلاں غلام شہید کر دیا گیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ وہ اس قمیص میں جہنم کی طرف دَھکیلا جا رہا ہے جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔''(2)

﴿3﴾......خیبر کے دن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے ایک صاحب فوت ہوگئے، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے رفیق پر نماز پڑھو۔'' اس پر لوگوں کے چہروں کے رنگ بدل گئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

(1)......صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب القلیل من الغلول، الحدیث: ۳۰۷۴، ص ۲۴۷۔

(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۰۳۷۲، ج ۷، ص ۲۹۹۔

فرمایا: ''تمہارے دوست نے راہِ خدا میں خیانت کی۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے منکوں میں سے ایک منکا پایا (جو مالِ غنیمت میں سے تھا) جس کی قیمت دو درہم بھی نہ ہوگی[1]۔''[2]

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چند صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آئے اور کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور کہنے لگے یہ بھی شہید ہے تو آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہرگز نہیں، بلاشبہ میں نے اسے وہ چادر اوڑھے یا قمیص پہنے جہنم میں دیکھا ہے جو اس نے خیانت کر کے لی تھی۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ ایمان والے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔''[3]

دُشمن امانت دار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا:

﴿5﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اگر میری اُمّت

---

[1] ......مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مرأۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 587 پر مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی اس مرنے والے نے نہایت معمولی قیمت کے کچھ چھوٹے موتی تقسیم سے پہلے لے لیے تھے۔ اس معمولی چیز کی وجہ سے حضور کی نماز سے محروم ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہ جرم (یعنی تقسیم سے پہلے معمولی قیمت کے موتی لے لینا) گناہِ صغیرہ ہے جو ایک بار اِن صحابی سے سرزد ہوا، لہٰذا یہ فسق نہیں، تمام صحابہ عادل ہیں۔ فسق کے معنٰی ہیں گناہِ کبیرہ کرنا یا گناہِ صغیرہ ہمیشہ کرتے رہنا۔ اللّٰہ تعالٰی نے اپنے محبوب کے صحابہ کو فسق سے بچایا ہے۔ (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:) ''وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ'' (پ۵، النساء:۹۵) (ترجمۂ کنز الایمان: اور اللّٰہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔) لہٰذا وہ مقروض صحابہ جن پر حضور انور (صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے نماز نہ پڑھی اور یہ صحابی اِن کی صحابیت مقبولیت یقینی ہے۔ حضور انور کی یہ سرزَنِش فرمانا ہم لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے، گندم کھا لینے سے (حضرت سیِّدُنا) آدم عَلَیْہِ السَّلَام نبی ہی رہے۔''

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی تعظیم الغلول، الحدیث: ٢٧١٠، ص١٤٢٤۔
المعجم الکبیر، الحدیث: ٥١٧٥، ج٥، ص٢٣١۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول......الخ، الحدیث: ٣٠٩، ص٦٩٧۔
المصنف لابن ابی شیبة، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ١٣، ج٨، ص٥٢٣۔

خیانت نہ کرے تو اس کے سامنے دُشمن قدم نہ جما سکے۔'' حضرت سیِّدُ نا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا حبیب بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: '' کیا تمہارے سامنے دشمن بکری کا دودھ دوہنے کی دیر ٹھہرا رہتا ہے؟'' تو انہوں نے جواباً کہا: '' جی ہاں! بلکہ تین دودھ والی بکریوں کے دودھ دوہنے کی دیر تک۔'' تو حضرت سیِّدُ نا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: '' ربِّ کعبہ کی قسم! تم نے خیانت کی ہے۔'' (1)

بروزِ قیامت خائن کی حالت:

﴿6﴾...... حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر کیا اور اسے اور اس کے معاملہ کو بہت بڑا گناہ بتایا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ کہہ رہا ہو: '' یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری فریاد رسی فرمائیے۔'' تو میں کہوں گا: '' میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ روزِ محشر اس حال میں آئے کہ اپنی گردن پر ایک ہنہنانے والا گھوڑا لئے ہو اور کہہ رہا ہو: '' یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری امداد فرمائیے۔'' تو میں کہوں گا: '' میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر ایک منمنانے والی بکری ہو اور وہ کہہ رہا ہو: '' یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری فریاد رسی فرمائیے۔'' تو میں کہوں گا: '' میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر کاغذ (جس پر لوگوں کے حقوق لکھے ہوتے ہیں) پھڑ پھڑا رہا ہو اور وہ کہہ رہا ہو: '' یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری امداد فرمائیے۔'' تو میں کہوں گا: '' میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔'' میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر خاموش

---

1 ...... المعجم الاوسط، الحدیث ٨١٠٨، ج٦، ص٨٩۔

شے(جیسے سونا چاندی وغیرہ)ہواوروہ کہہ رہا ہو:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری فریادرسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا:''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھ تک احکام پہنچا چکا۔''(۱)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:''سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مالِ غنیمت حاصل فرماتے تو حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوحکم دیتے وہ لوگوں میں اعلان کرتے، لوگ اپنا اپنا مالِ غنیمت لے کر حاضر ہوجاتے آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خُمُس (یعنی پانچواں حصہ) نکال لیتے اور اسے تقسیم فرمادیتے۔ایک دن ایک شخص اِس(یعنی مالِ غنیمت جمع ہوچکنے خمس نکالنے اور تقسیم کردینے) کے بعد بالوں کی لگام لایا اورعرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ بھی اسی مالِ غنیمت سے ہے جو ہم نے حاصل کیا تھا۔''توارشادفرمایا:''کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ بلال نے 3بار باآواز بلند اعلان کیا تھا؟''بولا: جی ہاں! سنا تھا۔''ارشادفرمایا:''تو تجھے اس کے لانے سے کس نے روکا؟''وہ عذر کرنے لگا آپ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''تم یوں ہی رہو کہ اسے قیامت کے دن لاؤ گے تو میں تم سے ہرگز قبول نہ کروں گا۔''(۲)

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، ہم نے مالِ غنیمت میں سونا یا چاندی نہ پایا بلکہ سامان، کھانا اور کپڑے پائے، پھر ہم وادیٔ قُریٰ کی طرف پلٹے اورحضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا (مِدْعَم نامی سیاہ فام)غلام حضور صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا جو بَنِیْ ضُبَیْب کے ایک صاحب حضرت سیِّدُنا رِفاعہ بن زید جُذامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوتحفۃً پیش کیا تھا۔جب ہم وادی میں اُترے اورآپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غلام آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سامان اُتارنے لگا تو اسے ایک تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اُسے شہادت مبارک ہو۔''تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے

......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب غلظ تحریم الغلول، الحدیث:۴۷۳۴، ص۱۰۰۶۔

مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۲۰۷، ج۵، ص۳۴۳۔

......سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی الغلول اذاکان یسیرا......الخ، الحدیث:۲۷۱۱، ص۱۴۲۴۔

قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! وہ چادر اس پر آگ بھڑکا رہی ہے جو اس نے تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے لے لی تھی۔'' راوی فرماتے ہیں کہ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے یہ غزوۂ خیبر کے دن پائے تھے تو رسولِ عظیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تسمہ آگ کا ہے یا دونوں تسمے آگ کے ہیں۔'' (۱)

قبر میں آگ کا کرتا:

﴿9﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو بَنِی عَبْدِ الاَشْہَل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے پاس گفتگو فرماتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کے لئے اذان یا اقامت کہی جاتی۔ حضرت سیِّدُ نا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: (ایک دفعہ) حضور نبی کریم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلدی جلدی نمازِ مغرب کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ بقیعِ (غَرْقَد) کے مقام پر ہمارے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! تم پر افسوس! تم پر افسوس!'' اس بات سے میرے دل میں ڈر اور خوف پیدا ہوا اور میں پیچھے ہو گیا اور گمان کیا کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے فرما رہے ہیں، آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟ جلدی چلو۔'' میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی کچھ ارشاد فرمایا ہے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو تجھے کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر افسوس فرمایا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ وہ تو فلاں شخص ہے جسے میں نے فلاں قبیلے کے پاس صدقہ لینے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک دَھاری دار چادر چُرالی (یعنی اُونی چادر جسے عرب لوگ پہنتے ہیں)، بالآخر ویسا ہی آگ کا کرتا اُسے (قبر میں) پہنا دیا گیا۔'' (۲)

﴿10﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: ''جو 3 خصلتوں سے بری ہو کر آیا وہ جنت میں داخل ہو گیا: تکبر، خیانت اور قرض۔'' (۳)

......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول......الخ، الحدیث: ۳۱۰، ص۶۹۷۔

......سنن النسائی، کتاب الامامة، باب الاسراع الی الصلاة من غیر سعی، الحدیث: ۸۶۳، ص۲۱۴۲۔

......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب فرض الایمان، الحدیث ۱۹۸، ج۱، ص۲۱۰۔

﴿11﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں مالِ غنیمت میں سے ایک چمڑے کا بچھونا لایا گیا اور عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم! یہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے لیے ہے، تاکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم اس کے ذریعے دُھوپ سے سایہ حاصل کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی قیامت کے دن جہنم کے سائے سے سایہ حاصل کرے۔'' (۱)

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ ناسمرہ بن جندب رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ نے حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ سیِّدُ المُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جو خیانت کرنے والے کی پردہ پوشی کرتا ہے وہ اسی کی مثل ہے۔'' (۲)

تنبیہ:

ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے خیانت کرنے کو واضح طور پر کبیرہ گناہ شمار کیا اور بعض ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے مشترکہ مال، بیت المال اور زکوٰۃ میں خیانت کرنا گناہِ کبیرہ ہونے میں مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کی طرح ہے اور یہ واضح ہے۔ البتہ! جو مالِ زکوٰۃ میں خیانت کرنے والا ہے اس کے معاملہ میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ہے یا غیر مستحقین میں سے۔ اس لئے کہ مالِ زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق کی وصولی ممنوع ہے کیونکہ اس میں نیت شرط ہے۔ بلکہ اگر مالک نے اس کی مقدار علیحدہ کرلی اور نیت بھی کرلی تب بھی بذاتِ خود اپنا حق لے لینا جائز نہیں کیونکہ اس کا صحیح ہونا مالک کے دینے پر موقوف ہے اور جب تک وہ نہ دے دوسرے کا مالک بن جانا مشکل ہے۔ لہٰذا یہ مالک کی ملکیت میں باقی رہے گا یہاں تک کہ وہ خود دوسرے کو دے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ مالِ زکوٰۃ میں اپنی مرضی سے حق لے لینا مطلقاً ممنوع ہے۔

﴿13﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کے کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، انہوں نے کہا

......مراسیلِ ابی داود، باب فی الغلول، ص۱۴ ۔ المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۳۱۷، ج۵، ص۲۲۱ ۔

......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب النهی عن الستر علی من غل، الحدیث: ۲۷۱۶، ص۱۴۲۵ ۔

کہ یتیم کا مال کھانا، جنگ سے فرار ہوجانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا، سود کھانا کبیرہ گناہ ہیں تو حضور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس آیتِ مبارکہ کو تم کس ضمن میں شمار کرتے ہو؟ (پھر تلاوت فرمائی:)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (پ۳، اٰلِ عمران:۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں۔ [1]

اور خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپانا بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور اس کے متعلق صریح حدیث گزر چکی ہے۔ مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خیانت یہ ہے کہ امیر یا اس کے علاوہ کسی غازی کا تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز اپنے لئے خاص کر لینا جبکہ وہ اسے لشکر کے امیر کے پاس نہ لائے تاکہ وہ خُمس نکالے اگرچہ خاص کی گئی چیز کم ہی ہو۔ ہاں! ہمارے نزدیک تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں سے اپنے یا اپنے چوپائے کے کھانے کے لئے اس کے متعلق مذکور شرائط کے ساتھ کچھ لینا جائز ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

{......اچھی عادتوں کی نصیحت......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **43** صفحات پر مشتمل رسالہ ''**امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی وصیتیں**'' صَفْحَہ **27** پر حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے اپنے ایک شاگرد کو یوں نصیحت فرمائی: ''تم ہر شخص کو اس کے مرتبے کے لحاظ سے عزت دینا، شُرَفا کی عزت اور اہلِ علم کی تعظیم و توقیر کرنا، بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں سے پیار و محبت کرنا، عام لوگوں سے تعلق قائم کرنا، فاسق و فاجر کو ذلیل و رُسوا نہ کرنا، اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، سلطان کی اہانت کرنے سے بچنا، کسی کو بھی حقیر نہ سمجھنا، اپنے اخلاق و عادات میں کوتاہی نہ کرنا، کسی پر اپنا راز ظاہر نہ کرنا، بغیر آزمائے کسی کی صحبت پر بھروسا نہ کرنا، کسی ذلیل و گھٹیا شخص کی تعریف نہ کرنا۔''

---

[1] ......تفسیر الطبری، النساء، تحت الایۃ ۳، الحدیث ۹۲۲۷، ج۴، ص۴۵۔

باب الامان

کبیرہ نمبر402: امان، ذمہ یا عہد والے کو قتل کرنا

کبیرہ نمبر403: اُسے دھوکا دینا

کبیرہ نمبر404: اُس پر ظلم کرنا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۴)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (پ۶، المائدۃ:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یہاں عُقُود سے مراد عہد ہے اور ان میں وہ عہد اور امان بھی شامل ہے جو ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ہے جیسا کہ بعض ائمۂ تفسیر نے فرمایا ہے۔

﴿1﴾...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس میں 4 خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔''[1]

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''3 شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اُن کا مقابل ہوں گا: (۱) جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اُسے توڑ دیا) (۲) جس نے کسی آزاد کو بیچا اور اس کی

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث:۳۴، ص۵، بتقدمٍ و تاخرٍ۔

قیمت کھالی اور (۳) جس نے کسی مزدور کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لیا مگر اس کی اُجرت نہ دی۔‘‘ (۱)

بروزِ قیامت دھوکے باز کی نشانی:

﴿3﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ جب اَوَّلِیْن و آخِرِیْن (یعنی اگلوں پچھلوں) کو قیامت کے دن اکٹھا فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند فرمائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا، کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔‘‘ (۲)

مسلمان کو دھوکا دینا:

﴿4﴾……سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’مسلمانوں کا ذِمّہ ایک ہے جس کی کوشش ان کا ادنیٰ شخص بھی کرتا ہے، لہٰذا جس نے کسی مسلمان کو دھوکا دیا اور وعدہ خلافی کی تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔‘‘ (۳)

﴿5﴾……حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ہمیں جو بھی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا: ’’اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔‘‘ (۴)

قتل و غارت اور موت کا مسلّط ہونا:

﴿7﴾……رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’جس قوم نے وعدہ خلافی کی ان کے درمیان قتل و غارت عام ہوگئی اور جس قوم میں برائی ظاہر ہوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر موت کو مسلّط کر دیا اور جس قوم نے زکوٰۃ روکی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے بارش روک لی۔‘‘ (۵)

---

(۱)……صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث: ۲۲۲۷، ص۱۷۳، دون قولہ: العمل۔

(۲)……صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر، الحدیث: ۴۵۲۹، ۴۵۳۵، ص۹۸۶۔

(۳)……صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ……الخ، الحدیث: ۳۳۲۷، ۳۳۳۱، ص۹۰۵۔

(۴)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۳۸۶، ج۴، ص۲۷۱۔

(۵)……المستدرک، کتاب الجہاد، باب ما نقض قوم العہد قط……الخ، الحدیث: ۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱۔

﴿8﴾……حضرت سیِّدُ نا صفوان بن سلیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے کسی عہد والے پر ظلم کیا یا اس کا عہد توڑا یا اسے طاقت سے زیادہ کام کا پابند کیا یا اس کی خوشی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں قیامت کے دن اُس سے جھگڑا کروں گا۔'' (١)

﴿9﴾……رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص کسی کو امان دے کر قتل کر دے تو میں قاتل سے بری ہوں اگر چہ مقتول کافر ہو۔'' (٢)

﴿10﴾……ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ (یعنی کسی کو امان دے کر قتل کرنے والا) قیامت کے دن غدّاری کا جھنڈا اُٹھائے ہو گا۔'' (٣)

﴿11﴾……حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی عہد والی جان کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو 100 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (٤)

﴿12﴾……سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''جس نے کسی عہد والی جان کو دورانِ عہد ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو 500 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (٥)

﴿13﴾……میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خبردار! جس نے کسی معاہد (یعنی جس سے معاہدہ کیا گیا ہو) کو قتل کیا جس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِمَّہ تھا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذمہ توڑ دیا، پس وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو 70 سال کی مسافت سے آئے گی۔'' (٦)

---

(١)……سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة، الحدیث: ٣٠٥٢، ص١٤٥٣۔

(٢)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنایات، باب ذکر الزجر عن قتل……الخ، الحدیث: ٥٩٥٥، ج٧، ص٥٨٨۔

(٣)……سنن ابن ماجه، ابواب الدیات، باب من امن رجلا علی دمه فقتله، الحدیث: ٢٦٨٨، ص٢٦٣٨۔

(٤)……الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره……الخ، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث: ٧٣٣٩، ج٩، ص٢٣٩۔

(٥)……المرجع السابق، الحدیث: ٧٣٤٠۔

(٦)……جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب من جاء فیمن یقتل نفسا معاهدا، الحدیث: ١٤٠٣، ص١٧٩٣۔

تنبیہ:

ان تینوں کوکبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح اور ظاہر ہے، بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے معاہد (یعنی جس سے عہد کیا گیا ہو) یا دھوکے سے قتل کرنے کو واضح طور پر کبیرہ گناہ شمار کیا ہے لیکن اسے حکمران کے ساتھ بغیر کسی شرط کے خاص کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے عہد توڑنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا بلکہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا امام علائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه (متوفی ۷۶۱ھ) نے تصریح فرمائی کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا۔ لیکن اس پر حضرت سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے اعتراض کیا کہ اس گناہ کے متعلق مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں یہ دلیل نہیں کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ہاں! اس میں شدید وعید ضرور ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ بِمَا تَقَدَّمَ سے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی مراد مسند احمد اور بخاری شریف کی مذکورہ احادیثِ مبارکہ ہیں: ” (اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:) 3 شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اُن کا مقابل ہوں گا: جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اُسے توڑ دیا)............ الخ۔“ (1)

پس جس نے کسی کافر کو امان دے کر دھوکا دیا تو اس نے اسے دی ہوئی امان توڑ دی۔ شاید! امان کو صَفْقَه کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک عقد ہے جو امن کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا یہ ملکیت کا فائدہ دینے والی بیع کے عقد کی طرح ہے اور عقدِ بیع کو بھی صَفْقَه کہا جاتا ہے کیونکہ جب دو عربی آپس میں خرید و فروخت کرتے تو ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا پس عقد کو مجازی طور پر یہ نام دے دیا گیا۔

(1) ......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث ۲۲۲۷، ص ۱۷۳۔

کبیرہ نمبر405: مسلمانوں کا راز فاش کرنا

اس گناہ کے کبیرہ ہونے پر یہ صحیح حدیثِ پاک دلیل ہے کہ حضرت سیِّدُنا حاطب بن ابی بلتعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہلِ مکہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی اطلاع دیتے ہوئے مکہ والوں کی طرف خط لکھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آگاہ فرمادیا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خط لے جانے والی عورت کی طرف امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدُنا مقداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا، جب وہ دونوں اُسے لے کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے پڑھا تو امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اس (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ) کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔'' مگر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں قتل کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔''[1]

مسلمانوں کے راز فاش کرنا اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے کمزوری، قتل، قید اور لُوٹ مار کا سبب ہے اور یہ تمام چیزیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والے نے زمین میں فساد کی کوشش کی اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کیا۔ لہٰذا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ایسا کرنے والے کو قتل کرنا ضروری ہے مگر مطلقاً ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔

[1] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، الحدیث:۴۸۹۰، ص۴۱۹، بتغیرٍ۔

باب المسابقۃ والمناضلۃ

(تیر اندازی کا مقابلہ کرنا اور گھڑ دوڑ کرنا)

کبیرہ نمبر406: بطورِ تکبر، مقابلہ بازی یا جوا کھیلنے کے لئے گھوڑے وغیرہ رکھنا

کبیرہ نمبر407: بازی یا جوے کے لئے تیر اندازی کا مقابلہ کرنا

کبیرہ نمبر408: سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے تیر اندازی چھوڑ دینا

(اگر تیر اندازی چھوڑنا دُشمن کے غلبے اور مسلمانوں کو حقیر جاننے کا باعث بنے تو کبیرہ گناہ ہے)

﴿1﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑے 3 قسم کے ہیں، کسی کے لئے بوجھ، کسی کے لئے پردہ اور کسی کے لئے اجر کا باعث ہیں۔ جس کے لئے بوجھ ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو انہیں ریا، فخر اور اہلِ اسلام سے دشمنی کے لیے باندھے، یہ اس کے لئے بوجھ ہیں۔''(۱)

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ گھوڑے بندے پر بوجھ ہیں جنہیں وہ برائی، ریاکاری، غرور اور تکبر کے لئے رکھتا ہے۔''(۲)

حدیثِ پاک کی شرح:

اس سے مراد وہ شخص ہے جو تکبر اور بڑائی ظاہر کرنے اور کمزور و مسکین مسلمانوں پر اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے گھوڑے رکھتا ہے۔

1......صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۰، ص۸۳۳۔

2......صحیح ابن حزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر اسقاط الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۲۲۹۱، ج۴، ص۳۲، ملتقطاً۔

روزِ محشر کی کامیابی یا خسارے کا بیان:

﴿3﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی رکھ دی گئی ہے تو جس نے انہیں راہِ خدا میں تیار کرتے ہوئے باندھا اور ثواب کی نیت سے راہِ خدا میں ان پر خرچ کیا تو ان کی شکم سیری، بھوک، تروتازگی، پیاس، بول و براز بروزِ قیامت اس کے میزان میں کامیابی کا باعث ہوں گے اور جس نے انہیں ریا کاری، دِکھاوے اور تکبر کے لئے باندھا تو ان کی شکم سیری، بھوک، تروتازگی، پیاس اور بول و براز قیامت کے دن اس کے میزان میں خسارے کا باعث ہوں گے۔'' (۱)

﴿4﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گھوڑے 3 قسم کے ہیں: (۱)......رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے گھوڑے (۲)......انسان کے گھوڑے اور (۳)......شیطان کے گھوڑے۔ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے گھوڑے وہ ہیں جو جہاد میں استعمال کئے جائیں اور جن کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کو قتل کیا جائے اور انسان کے گھوڑے وہ ہیں جن سے نسل بڑھائی جائے اور جن پر سامان لادا جائے اور شیطان کے گھوڑے وہ ہیں جن پر بازی لگائی جائے اور جوا کھیلا جائے۔'' (۲)

﴿5﴾......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''شیطان کے گھوڑے وہ ہیں جن پر جوا کھیلا جائے اور بازی لگائی جائے۔'' (۳)

﴿6﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں: ایک وہ جنہیں انسان راہِ خدا میں جہاد کے لئے باندھتا ہے تو ان کی قیمت ذریعۂ ثواب ہے، ان کی سواری بھی ذریعۂ ثواب ہے اور ان کا ادھار بھی ذریعۂ ثواب ہے اور ایک وہ ہیں جن پر انسان جوا کھیلتا اور بازی لگاتا ہے، ان کی قیمت بھی بوجھ ہے اور ان کی سواری بھی بوجھ ہے اور تیسرے وہ جو نسل بڑھانے کے لئے رکھتا ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ فقر سے رکاوٹ بن جائیں۔'' (۴)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسماء ابنة یزید، الحدیث: ۲۷۶۲۵، ج۱۰، ص۴۳۶۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۷۰۷، ج۴، ص۸۰۔

(۳)......المسند للامام احمد ابن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۷۵۶، ج۲، ص۵۰۔

(۴)......المسند للامام احمد ابن حنبل، حدیث ابی جبیرة الضحاک، الحدیث: ۲۳۲۹۹، ج۹، ص۷۰، بتغیرٍ قلیلٍ۔

تیراندازی سیکھنے کی ترغیب:

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منبرِ اقدس پر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرماتے ہوئے سنا: ''وَاَعِدُّوۡالَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ (پ١٠، الانفال: ٦٠) ترجمۂ کنزالایمان: اوران کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔'' (پھر فرمایا:) جان لو! قوت تیر اندازی ہے، جان لو! قوت تیراندازی ہے، جان لو! قوت تیراندازی ہے۔ (1)

تیراندازی سیکھ کر ترک کرنے کی مذمت:

﴿8﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اُس نے میری نافرمانی کی۔'' (2)

﴿9﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیۡن، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (3)

﴿10﴾......شَفِیۡعُ الْمُذۡنِبِیۡن، اَنِیۡسُ الْغَرِیۡبِیۡن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی اس نے ایک نعمت کا انکار کر دیا۔'' (4)

ایک تیر کی وجہ سے جنت میں جانے والے:

﴿11﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک تیر کے بدلے 3 آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا: (۱)......ایک، بھلائی کی امید رکھتے ہوئے تیر بنانے والا (۲)......دوسرا، تیر چلانے والا اور (۳)......تیسرا، تیرانداز کو تیر پکڑانے والا تاکہ وہ تیر مارے (یعنی امداد اور قوت دینے کے لئے مجاہد کو مال دینے والا)۔ لہٰذا تیراندازی کرو اور (گھوڑے کی) سواری کرو، مجھے تمہارے

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الرمی والحث علیه......الخ، الحدیث: ٤٩٤٦، ص١٠٢٠۔

(2)......المرجع السابق، الحدیث ٤٩٤٩، "تعلم" بدله "علم"۔

(3)......سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، باب الرمی فی سبیل الله، الحدیث: ٢٨١٤، ص٢٦٤٧۔

(4)......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث ٥٤٤، الجزء الاول، ص١٩٧۔

سوار ہونے سے تیراندازی کرنا زیادہ پسند ہے اور جس نے سیکھنے کے بعد اعراض کرتے ہوئے تیراندازی چھوڑی اس نے ایک نعمت چھوڑی یا فرمایا: اس نے اس نعمت کا انکار کر دیا۔''[1]

﴾12﴿......دوسری روایت ان الفاظ میں مروی ہے: ''(۱)......جو بھلائی کی امید رکھتے ہوئے تیر بناتا ہے (۲)......جو جہاد کے لئے تیر تیار کرتا ہے اور (۳)......جو راہِ خدا میں اس سے تیراندازی کرتا ہے۔''[2]

﴾13﴿......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''تم پر تیراندازی لازم ہے کیونکہ یہ تمہارے اچھے کھیلوں میں سے ہے۔''[3]

﴾14﴿......ایک روایت میں ہے: ''کیونکہ یہ بہترین شے ہے یا تمہارے اچھے کھیلوں میں سے ہے۔''[4]

جائز ومباح کھیل:

﴾15﴿......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ذکرِ الٰہی کے علاوہ ہر کام کھیل کود اور غفلت ہے سوائے 4 چیزوں کے: (۱)......آدمی کا دونشانوں کے درمیان چلنا (یعنی تیرانداز کا نشانہ بازی کے مقام کا ارادہ کرنا) (۲)......اپنے گھوڑے کو سکھانا (۳)......انسان کا اپنی بیوی سے کھیلنا کودنا (اور دِل لگی کرنا) اور (۴)......تیراکی سیکھنا۔''[5]

راہِ خدا میں تیر چلانے کا ثواب:

﴾16﴿......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں تیر چلایا تو یہ اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''[6]

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الرمی، الحدیث۲۵۱۳، ص۱۴۰۹، ''مُحْتَسِبًا'' بدله ''یَحْتَسِبُ''۔

[2] ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی المرابطة فی سبیل الله، الحدیث:۴۳۰۰، ج۴، ص۴۴۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث۲۰۴۹، ج۱، ص۵۵۷۔

[4] ......البحرالزخارالمروف بمسند البزار، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث:۱۱۴۶، ج۳، ص۳۴۶۔

[5] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۷۸۵، ج۲، ص۱۹۳۔

[6] ......جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل الله، الحدیث:۱۶۳۸، ص۱۸۲۰۔

﴿17﴾……سیِّد عالم، نُورِ مجسم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ”جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں تیر چلایا خواہ وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے مگر اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور جس نے کسی مومن کو آزاد کیا تو اس (مومن) کے ہر عضو کے بدلے اس (آزاد کرنے والے) کے لئے جہنم سے بچاؤ ہے۔“ (1)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ تینوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا، مگر پہلے کے کبیرہ ہونے کے متعلق پہلی حدیثِ پاک واضح ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے اور تیسرے کے متعلق لَیْسَ مِنَّا کے الفاظ سے اس کا کبیرہ ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام ان جیسے الفاظِ وعید کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہونے کا تقاضا کرتے ہیں کیونکہ براءت کا اظہار کرنا شدید وعید ہے۔ لیکن شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اسے حرام بھی قرار نہیں دیتے کبیرہ تو دور کی بات ہے۔ البتہ! میرا ذکر کردہ عنوان اسے کبیرہ کے قریب کر دیتا ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں تیر اندازی چھوڑنے میں بڑی بڑی خرابیاں ہیں۔

{……گناہوں سے نفرت کرنے کا ذہن……}

”دعوتِ اسلامی“ کے سنتوں کی تربیت کے ”مدنی قافلوں“ میں سفر اور روزانہ ”فکرِ مدینہ“ کے ذریعے ”مدنی انعامات“ کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی 10 دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے ”پابندِ سنت“ بننے، ”گناہوں سے نفرت“ کرنے اور ”ایمان کی حفاظت“ کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

(1)……سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب ثواب من رمی بسهم فی سبیل اللّٰه، الحدیث: ۳۱۴۴، ۳۱۴۷، ص ۲۹۰۔

کتاب الایمان

کبیرہ نمبر409: **یمینِ غموس** (جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا)

کبیرہ نمبر410: **یمینِ کاذِبہ اگرچہ غموس نہ ہو**

کبیرہ نمبر411: **قسموں کی کثرت اگرچہ وہ سچا ہو**

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۷۷) (پ۳، ال عمران :۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

صحیح احادیثِ طیّبہ کے مطابق اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہ آیت ان دو آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی جو ایک زمین کے بارے میں سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جھگڑا لے کر آئے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا تھا، اُس نے قسم اٹھانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ پھر جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو وہ (قسم سے) پیچھے ہٹ گیا اور مُدَّعی (یعنی دعویٰ کرنے والے) کے لئے اس کا حق تسلیم کرلیا۔

یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ عہدِ الٰہی کے بدلے (دُنیا کا حقیر مال) لیتے ہیں یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے عہد لیا۔ وَ اَیْمَانِهِمْ یعنی جھوٹی قسمیں۔ ثَمَنًا قَلِیْلًا یعنی بطورِ بدلہ دنیا کا حقیر مال یعنی وہ مال جس پر وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ یعنی ان کے لئے آخرت کی نعمتوں اور ثواب میں سے کچھ نہیں۔ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ایسا کلام نہ فرمائے گا جو انہیں خوش کردے۔ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی وہ اُن کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ یعنی ان کی بھلائی میں اضافہ نہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کی تعریف

کرے گا۔ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنی ان کے لئے انتہائی تکلیف دِہ دردناک عذاب ہے۔[1]

ناحق کسی کا مال لینا:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مسلمان کا مال ناحق دبانے کی خاطر (جھوٹی) قسم کھائے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پھر آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کے مطابق قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۷۷ (پ۳، اٰل عمران:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔[2]

﴿2﴾......ایک روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''(راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران) حضرت سیِّدُ نا اَشْعَث بن قَیس کِندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اور پوچھا: ''حضرت سیِّدُ نا ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تم سے کیا باتیں کر رہے تھے؟'' ہم نے عرض کی: ایسا ایسا فرما رہے تھے تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت سیِّدُ نا ابو عبدالرحمٰن نے سچ فرمایا، میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک کنوئیں کے بارے میں جھگڑا تھا۔ ہم فیصلہ کروانے کے لئے حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دو گواہ (پیش کرو) یا اُس کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔''

میں نے عرض کی: ''وہ تو جھوٹی قسم کھالے گا اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔'' تو حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا مال ناحق دبانے کے لئے جھوٹی قسم اُٹھائی تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ

---

[1] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الخامسۃ والعشرون: الیمین الغموس، ص۱۱۱۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار، الحدیث۳۵۵، ص۱۰۷۔

یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا......الخ (پ۳، ال عمران: ۷۷)۔ [1]

﴿3﴾......حضورنبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں شہرِ حَضْرَمَوت کا ایک شخص اور قبیلہ کِنْدَہ کا ایک شخص حاضر ہوا۔حضرمی نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم!اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے جو میرے باپ کی تھی۔''تو کندی کہنے لگا:''یہ زمین میرے ہی قبضہ میں تھی، میں اس میں کاشت کاری کرتا ہوں،اس کا اس میں کوئی حق نہیں۔''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرمی سے دریافت فرمایا:''کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟''عرض کی:''نہیں۔''ارشاد فرمایا:''اب تیرے لئے اس کی قسم ہے۔''اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم!یہ جھوٹا شخص ہے،کسی چیز پر جھوٹی قسم کھانے کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی چیز سے بچتا ہے۔''تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس کی طرف سے تیرے لئے صرف یہی ہے۔''تو کِندی شخص قسم کھانے کے لئے چلا جب اس نے (قسم کھانے کے لئے) پیٹھ پھیری تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اگر اِس نے اُس کا مال ظلماً کھانے کے لئے قسم کھائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض فرمائے گا (یعنی اس پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا)۔'' [2]

﴿4﴾......شہرِ حَضْرَمَوت کے ایک شخص اور قبیلہ کِنْدَہ کے ایک شخص نے رسولِ اَکرم،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں یمن کی ایک زمین کے متعلق اپنا جھگڑا پیش کیا،حضرمی نے عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم!میری زمین اس کے باپ نے چھین لی تھی،اب وہ اس کے قبضے میں ہے۔''تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا:''کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟''عرض کی:''نہیں،لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھاتا ہوں کہ یقیناً یہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے غصب کرلی تھی۔''کِندی بھی قسم کھانے کے لئے تیار ہوگیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال (ناحق) دبائے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''یہ سن کر کِندی نے کہہ دیا کہ یہ زمین اسی کی ہے۔'' [3]

---

[1] ......صحیح مسلم،کتاب الإیمان،باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار،الحدیث۳۵۵،۳۵۶،ص۷۰۱۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث۳۵۸۔

[3] ......سنن ابی داود،کتاب الأیمان والنذور، باب فیمن حلف لیقتطع بها مالا، الحدیث۳۲۴۴،ص۱۴۶۶۔

﴿5﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔'' (1)

﴿6﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں دو شخص ایک زمین کا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے، ان میں سے ایک حَضْرَمَوت کا تھا آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان میں سے ایک کے لئے قسم متعین کی تو دوسرے شخص نے پکار کر کہا: ''یوں تو یہ میری زمین لے جائے گا۔'' حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اس نے قسم کے ذریعے ظلماً مال لے لیا تو یہ ان میں سے ہوگا جن کی طرف بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' اس پر دوسرا شخص ڈر گیا اور زمین لوٹا دی۔ (2)

حدیثِ پاک کی لُغوی تشریح:

حضرت سیِّدُنا حافظ زکی الدین منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہ واقعہ دوسرے انداز میں بھی وارد ہے۔ اور ''وَرِعَ'' راء کے کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ وہ گناہ سے بچ گیا اور اپنے ارادے سے باز آ گیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ راء کے فتحہ کے ساتھ وَرَعَ ہو یعنی وہ پست ہمت ہو گیا اور راء کے ضمہ کے ساتھ وَرُعَ ہو تو بھی یہی معنی ہے مگر پہلا معنی زیادہ بہتر ہے۔'' (3)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔'' (4)

﴿8﴾......ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں

---

(1)......سنن ابن ماجه، ابواب الاحكام، باب من حلف ......الخ، الحديث: ۲۳۲۲، ص۲۶۱۶۔

الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الدعوى، باب الاستحلاف، الحديث: ۵۰۶۵، ج۷، ص۲۷۲۔

(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث ابى موسى الاشعرى، الحديث: ۱۹۵۳۳، ج۷، ص۱۲۹۔

(3)......الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، باب الترهيب من اليمين الكاذبة الغموس، تحت الحديث: ۲۸۵۵، ج۲، ص۳۹۸۔

(4)......صحيح البخارى، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس، الحديث: ۶۶۷۵، ص۵۵۸۔

حاضر ہوا اور عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے بڑا کبیرہ گناہ کون سا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا؟'' ارشاد فرمایا: ''یمین غموس۔'' عرض کی: ''یمین غموس کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ایسی جھوٹی قسم جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لے لیا جائے۔''(1)

جھوٹی قسم کھانا دل پر داغ کا باعث ہے:

﴾9﴿......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص مچھر کے پر کے برابر چیز پر قسم کھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے دل پر داغ ہوگا۔''(2)

﴾10﴿......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ہے۔''(3)

﴾11﴿......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص قسم کھائے اور اس میں مچھر کے پر کے برابر جھوٹ ملا دے تو قیامت کے دن تک وہ قسم اس کے دل پر سیاہ نقطہ بن جائے گی۔''(4)

﴾12﴿......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''ہم یمینِ غموس کو اس گناہ میں سے شمار کرتے تھے جس کا کوئی کفارہ نہیں۔'' عرض کی گئی: ''یمینِ غموس کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص اپنی قسم کے ذریعے دوسرے کا مال قابو کر لے۔''(5)

﴾13﴿......حضرت سیِّدُنا حارث بن برصاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر دونوں جمروں

(1)......صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اثم من أشرک......الخ، الحدیث:۶۹۲۰، ص۵۷۷، دون قوله"اکبر"۔

(2)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، الحدیث:۵۵۳۷، ج۷، ص۴۳۵۔

(3)......المعجم الاوسط، الحدیث:۳۲۳۷، ج۲، ص۲۶۵۔

(4)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، الحدیث:۳۰۲۰، ص۱۹۵۶۔

(5)......المستدرک، کتاب الأیمان والنذور، باب من اکبر الکبائر......الخ، الحدیث:۷۸۷۴، ج۵، ص۴۲۱۔

کے درمیان سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے ہڑپ کرلیا تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، لہٰذا تم میں جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچادے۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بات 2 یا 3 بار ارشاد فرمائی۔ [۱]

﴿14﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اسے چاہئے کہ جہنم میں گھر بنالے۔'' [۲]

مال کے وبال کا سبب:

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹی قسم مال ختم کردیتی ہے یا مال لے جاتی ہے۔'' [۳]

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والا کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی بغاوت سے زیادہ جلدی سزا ملتی ہو اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت والی کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا صلہ رحمی سے زیادہ جلدی ثواب ملتا ہو اور جھوٹی قسم گھروں کو اُجاڑ دیتی ہے۔'' [۴]

﴿17﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملا کہ اس نے شرک نہ کیا اور ثواب کی اُمید پر خوش دِلی سے زکوٰۃ ادا کی اور سن کر اطاعت کی تو اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں داخل ہوگیا اور 5 گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، کسی مومن پر تہمت لگانا، جنگ سے بھاگ جانا اور ایسی جھوٹی قسم کھانا جس کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کرلیا جائے۔'' [۵]

﴿18﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو جان بوجھ کر

---

[۱]......المستدرک، باب الأحادیث المنذرة عن یمین کاذبة، الحدیث۷۸۷۳، ج۵، ص۴۱۹۔

[۲]......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الغصب، الحدیث۵۱۴۳، ج۷، ص۳۰۴، ملتقطاً۔

[۳]......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد الرحمٰن بن عوف، الحدیث۱۰۲۴، ج۳، ص۲۴۵۔

[۴]......شعب الایمان للبیهقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث۴۸۴۲، ج۴، ص۲۱۷۔

[۵]......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث۸۷۴۵، ج۳، ص۲۸۶، "بَهْتُ" بدله "نَهْبُ"۔

جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (۱)

﴿19﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ بابرکت ہے: ''جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال دبالیتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے جسے قیامت تک کوئی چیز تبدیل نہ کر سکے گی۔'' (۲)

﴿20﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اجازت دی کہ ایک مُرغ (۳) کے بارے میں بتاؤں جس کے پاؤں زمین کے نیچے تک پہنچے ہوئے ہیں اور گردن عرشِ (الٰہی) کے نیچے جھکی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے: ''سُبْحَانَکَ مَا اَعْظَمَکَ رَبَّنَا یعنی اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، تیری شان کتنی بلند ہے۔'' تو اسے جواب دیا جاتا ہے: ''جس نے میرے نام پر جھوٹی قسم کھائی اس نے میری عظمت کو نہیں جانا۔'' (۴)

﴿21﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی کا مال ہڑپ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام کردے گا اور اس کے لئے جہنم واجب کردے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم! اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہو۔'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ ایک تسمہ ہی ہو۔'' (۵)

﴿22﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی شخص کا مال ہڑپ کرلیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جہنم واجب کردے گا اور اس پر جنت حرام

1......المستدرک، کتاب الأیمان والنذور، باب الاحادیث المنذرة عن یمین کاذبة، الحدیث۷۸۷۲، ج۵، ص۴۱۹۔

2......المرجع السابق، الحدیث:۷۸۷۰، ص۴۱۸۔

3......حضرت سیِّدُنا امام عبدالرءُوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی مذکورہ حدیثِ پاک میں وارد لفظ دِیْك کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''یہاں دِیْك سے مراد حقیقی مرغ نہیں بلکہ مرغ کی صورت کا ایک فرشتہ ہے جیسا کہ اس کی تصریح دوسری حدیث پاک میں ہے کہ ''آسمان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک فرشتہ ہے جس کا نام دِیْك ہے۔'' (فیض القدیر للمناوی، تحت الحدیث: ۱۶۸۰، ج۲، ص۲۶۳)

4......المعجم الاوسط، الحدیث۷۳۲۴، ج۵، ص۲۷۸۔

5......المعجم الکبیر، الحدیث۱۷۸۲، ج۲، ص۱۹۲، ''شراکا'' بدلہ ''سواکا''۔

کردے گا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ وہ معمولی سی چیز ہو۔'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔'' (۱)

﴿23﴾......ایک روایت میں یہ ہے کہ ''اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو، اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔'' (۲)

جھوٹی قسم کھانے والے پر جہنم واجب ہے:

﴿24﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی اس منبر کے پاس کوئی مرد یا عورت جھوٹی قسم کھائے اس کے لئے جہنم واجب ہے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔'' (۳)

﴿25﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک پر ہو۔'' (۴)

مذکورہ دونوں احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابوعبیدہ اور حضرت سیِّدُنا خطابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا (متوفی ۳۸۸ھ) نے ذکر کیا کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ اقدس میں منبرِ انور کے پاس قسم اُٹھائی جاتی تھی۔

﴿26﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک یا تو قسم توڑنی پڑتی ہے یا اس کے باعث ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔'' (۵)

﴿27﴾......حضرت سیِّدُنا جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا فدیہ 10 ہزار درہم ادا کیا پھر ارشاد فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! اگر مجھے قسم کھانی پڑی تو سچی قسم ہی کھاؤں گا اور بے شک میں نے یہ اپنی

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم......الخ، الحدیث: ۳۵۳، ص۷۰۱۔

(۲)......المُوَطّأ للامام مالک، کتاب الاقضیۃ، باب ماجاء فی الحنث علی منبر النبی، الحدیث: ۱۴۷۴، ج۲، ص۲۵۰۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب الیمین عند مقاطع الحقوق، الحدیث: ۲۳۲۶، ص۲۶۱۶۔

(۴)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۳۲۵، ص۲۶۱۶۔

(۵)......سنن ابن ماجہ، ابواب الکفارات، باب الیمین حِنْثٌ او نَدَمٌ، الحدیث: ۲۱۰۳، ص۲۶۰۳۔

قسم کا فدیہ ادا کیا ہے۔'' [1]

﴿28﴾......اسی طرح حضرت سیِّدُنا اَشْعَث بن قَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی قسم کے بدلے 7 ہزار (درہم) ادا کئے۔ [2]

تنبیہ: پہلے گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں وضاحت ہو چکی ہے جن میں کبھی اسے کبیرہ گناہ اور کبھی اکبر الکبائر کہا گیا ہے جو ایک شدید وعید ہے بلکہ اس سے شدید وعید کوئی نہیں۔ اسی وجہ سے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اس کے گناہِ کبیرہ ہونے پر اتفاق ہے اور دوسرے گناہ کو کبیرہ گناہ قرار دینا سابقہ اس صحیح حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ ''جس نے میرے نام پر جھوٹی قسم کھائی اس نے میری عظمت کو نہ جانا۔'' [3] کیونکہ اس میں بہت بڑی ڈانٹ اور سخت وعید ہے۔ پھر میں نے اس کی صراحت کرنے والا یہ کلام پایا کہ ہمارے بعض (شافعی) ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام جیسے صَاحِبُ الْعُدَّۃ نے اسے یَمِیْنِ فَاجِرَہ کہا اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس کی وضاحت یہ فرمائی کہ ایسی قسم جو جھوٹ کو شامل ہو اگرچہ وہ سابقہ معنی کے اعتبار سے جھوٹی نہ ہو۔

یمینِ غموس کا مفہوم:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ جھوٹی قسم ہے جو ناحق اٹھائی جائے یا جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے اور اسے غموس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قسم، اُٹھانے والے کو جہنم میں ڈال دیتی ہے۔ ان کے قول ''جو ناحق اٹھائی جائے'' سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اس کی وجہ سے حق باطل نہ ہو اور حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے گزشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کے برعکس اسے اصطلاحاً غموس نہیں کہا جاتا۔ اسے کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تائید میں دو روایات ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ،

﴿29﴾......حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٨٨١، ج١، ص٢٥٦، ''ورب الکعبة'' بدله ''ورب هذا المسجد''۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ١٥٥٩، ص٤٢٥۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٧٣٢٤، ج٥، ص٢٧٨۔

میرے سامنے کبیرہ گناہ گنوائیے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے سامنے 7یا8 گناہ گنوائے: (۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) جھوٹی قسم کھانا۔'' (۱)

﴿30﴾......حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 شخص ایسے ہیں جن سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف نظرِ کرم فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بات 3 بار ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''وہ تو خائب وخاسر ہوگئے، یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''(۱)......تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والا (۲)......احسان جتلانے والا اور (۳)......جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔'' (۲)

مذکورہ حدیثِ پاک اس بارے میں واضح ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ یہ مذکورہ تفسیر کے مطابق یمینِ غموس نہیں۔ مگر اس سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے سے مسلمان کا مال قابو کرلیا جاتا ہے اور وہ یوں کہ جھوٹی قسم کے ذریعے خریدار سے قیمت وصول کر لینا کیونکہ اگر وہ جھوٹی قسم نہ کھاتا تو خریدار اس چیز میں کبھی رقم خرچ نہ کرتا گویا اس نے قسم کے ذریعے اس کا مال ہڑپ کرلیا۔

﴿31﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''3 (قسم کے) لوگوں سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) جو شخص اپنا اضافی پانی مسافر سے روک لے (۲) جو شخص عصر کے بعد کسی شخص کو مال بیچے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے کہ اس نے یہ چیز اتنے اتنے میں خریدی ہے اور خریدار اسے سچا سمجھے حالانکہ حقیقتاً ایسا نہ ہو اور (۳) جو شخص دُنیا (کی دولت) کے لئے کسی حکمران کی بیعت کرے کہ اگر وہ اسے دے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفا نہ کرے۔'' (۳)

---

(۱)......الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الکبائر، الحدیث۱۹۸۷۵، ج۱۰، ص۲۵، عن سعید الجریری۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار......الخ، الحدیث۲۹۳، ص۲۹۶۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث۲۹۷۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

عصر کے بعد کی قید اس لئے ہے کہ اس وقت جھوٹی قسم زیادہ قبیح ہے۔لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اس شدید سزا کا مستحق ہونے کے لئے یہ (یعنی بعدِ عصر جھوٹی قسم کھانا) شرط ہے۔تیسرے گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا حضرت سیّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے اس کلام سے ثابت ہے کہ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں ایک بحث کا آغاز ہو رہا ہے جس کی طرف حضرت سیّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ٦٢٣ھ) نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا کہ قسم کو جھوٹ کے ساتھ مقیَّد کرنے کی بعض صورتوں میں توقُّف کی گنجائش ہے اور کہا جاتا ہے کہ بے شک قسموں کی کثرت اگرچہ وہ سچی ہوں،فسق کا تقاضا کرتی ہے جیسے جھگڑوں کی کثرت کے متعلق کہا گیا۔''

اس کا بھی احتمال ہے اور اس کے خلاف کا بھی احتمال ہے اور وہی حق کے زیادہ قریب ہے کیونکہ جھگڑے اگرچہ حق بات پر ہوں پھر بھی اُن کی کثرت ناجائز کاموں میں مبتلا کر دیتی ہے۔یہاں تو مختصر کلام کیا گیا عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یمینِ غموس (یعنی جھوٹی قسم) وہ ہے جو انسان جان بوجھ کر اٹھاتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ حقیقت اس کے برعکس ہے تا کہ وہ باطل کو حق ثابت کرے یا اس کے ذریعے حق کو باطل کر دے جیسا کہ اس کے ذریعے کسی معصوم کا مال ہڑپ کر لے خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور جن علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے یہاں صرف مسلمان کا اعتبار کیا ہے تو انہوں نے غالب پر عمل کیا ہے اور اسے غموس اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا میں قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے اور قیامت کے دن جہنم میں غرق کرے گی۔گزشتہ احادیثِ مبارکہ میں اَلْیَمِیْنُ الصَّابِرَۃُ صَبْرٌ اور مَصْبُوْرٌ کے اصطلاحی الفاظ حکم کے اعتبار سے قسم کھانے والے کو لازم ہیں۔ پس اسے اس کی وجہ سے روکا جاتا ہے اور صبر کی اصل روکنا ہے۔اسی سے عربوں کا قول ہے: ''قُتِلَ فُلَانٌ صَبْرًا یعنی فلاں کو ظلماً روک کر قتل کر دیا گیا۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر412: امانت کی قسم اُٹھانا

کبیرہ نمبر413: بُت کی قسم اُٹھانا

کبیرہ نمبر414: قَسم کو کفر سے مشروط کرنا

(جیسے بعض ناعاقبت اندیشوں کا یہ کہنا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں کافر ہوں یا اسلام یا نبی عَلَیْہِ السَّلَام سے بری ہوں)

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ان 3 گناہوں کے کبیرہ ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس موضوع پر وسیع کلام کرتے ہوئے فرمایا: ''غیر اللّٰہ کی قسم کھانا بھی یمین غموس (یعنی جھوٹی قسم) میں داخل ہے جیسے نبئ پاک، کعبۂ مشرَّفہ، فرشتوں، آسمان، آباؤ اجداد، زندگی اور امانت کی قسم کھانا اور مذکورہ تمام الفاظ ایسے ہیں جن کے متعلق سخت ممانعت ہے اور روح، سر، بادشاہ کی زندگی، سلطان کی نعمت اور کسی کی قبر کی قسم کھانا وغیرہ۔'' پھر کئی احادیث ذکر فرمائیں جن میں ایسی قَسموں کی ممانعت اور سخت وعید ہے۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حضور نبئ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہٰذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔'' (1)

﴿2﴾......حضور نبئ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بتوں اور اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ۔'' (2)

حدیثِ پاک کی لُغوی تشریح:

طَوَاغِی، طَاغِیَۃٌ کی جمع ہے اس کا معنی بُت ہے۔ چنانچہ، حدیثِ پاک میں ہے: ''ھٰذِہٖ طَاغِیَۃُ دَوْسٍ یعنی یہ قبیلہ دَوس کا بت اور معبود ہے۔'' (3)

(1)......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب النھی عن الحلف بغیر اللّٰہ، الحدیث: ۴۲۵۷، ص۹۶۶۔

(2)......المرجع السابق، باب من حلف باللات......الخ، الحدیث: ۴۲۶۲۔

(3)......صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان، الحدیث: ۷۱۱۶، ص۵۹۳۔

﴿3﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (1)

﴿4﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔'' (2)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''نہیں، کعبہ کی قسم!'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: غیر اللّٰہ کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ میں نے حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''جس نے غیر اللّٰہ کی قسم کھائی بلاشبہ اس نے کفر و شرک کیا (3)۔'' (4)

بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مذکورہ فرمانِ مصطفٰی سختی پر محمول ہے جیسے حدیث پاک ہے کہ ''ریاکاری شرک ہے۔'' (5)

---

(1) ......سنن ابی داؤد، کتاب الأیمان والنذور، باب کراھیة الحلف بالامانة، الحدیث۳۲۵۳، ص۱۴۶۷۔

(2) ......المرجع السابق، باب ماجاء فی الحلف بالبراءة وبملة غیر الإسلام، الحدیث۳۲۵۸۔

(3) ......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنَّان مرآۃ المناجیح، جلد5، صفحہ 194 پر ایک حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یعنی غیر خدا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا چونکہ اہل عرب عموماً باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے اس لیے اسی کا ذکر ہوا، غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے، وہ جو حدیث شریف میں ہے: اَفْلَحَ وَاَبِی یعنی قسم میرے والد کی وہ کامیاب ہو گیا وہ قسم شرعی نہیں محض تاکید کلام کے لیے ہے اور یہاں شرعی قسم سے ممانعت ہے یا وہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے، یا وہ بیان جواز کے لیے ہے یہ حدیث بیان کراہت کے لیے۔ ایک اور حدیث کی شرح میں فرمایا: ''یعنی اگر بھول کر لات وعزیٰ کی قسم کھالے تو کفارہ کے لیے کلمہ طیبہ پڑھ لے کہ نیکیاں گناہ کو مٹا دیتی ہیں اور اگر دیدہ دانستہ بتوں کی تعظیم کرتے ہوئے ان کی قسم کھائی ہے تو کافر ہو گیا، دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، لات وعزیٰ مکہ والوں کے دو مشہور بت تھے جو کعبہ معظّمہ میں رکھے ہوئے تھے اب جو گنگا، جمنا یا رام لچھمن کی قسم کھائے اس کا حکم بھی یہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس جیسی قسم میں کفارہ نہیں صرف یہ ہی حکم ہے جو یہاں مذکور ہوا۔

(4) ......جامع الترمذی، ابواب النذور والأیمان، باب ماجاء فی ان من حلف بغیر اللّٰہ فقد اشرک، الحدیث۱۵۳۵، ص۱۸۰۹۔

(5) ......المرجع السابق۔

غیراللہ کی قسم کھانے پر کلمۂ طیبہ پڑھنے کا حکم:

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی تو وہ کلمۂ طیبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے۔''(1)

شرحِ حدیث:

مذکورہ حدیثِ پاک میں کلمۂ طیّبہ پڑھنے کا حکم دِیا گیا، اس کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا اس طرح کی قسمیں اُٹھانے کا دورِ جاہلیت نیا نیا گزرا تھا لہٰذا کبھی کبھار زبان سے اس طرح کی قسم نکل جاتی تھی۔ لہٰذا حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں حکم دیا کہ اس پر فوراً لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھ لیا کرو تاکہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ اس کی وجہ سے مٹ جائے۔ یہ مذکورہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے بیان کردہ کلام کا خلاصہ ہے۔

ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام اس مؤقف کی تائید نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے مطلقاً غیر اللہ کی قسم مکروہ قرار دی۔ ہاں! اگر اس کی قسم کھانے سے وہ اس کی ایسی تعظیم کا عقیدہ رکھے جیسا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں رکھتا ہے تو اس صورت میں وہ قسم کفر ہوگی اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی حدیثِ پاک اور آنے والی احادیثِ مبارکہ کا یہی مطلب ہے اور بُت وغیرہ کی قسم کھانے سے اگر اس کی تعظیم کا ارادہ ہو تو کفر ہے ورنہ نہیں اور اس صورت میں ایک طرح کا احتمال ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور بعض ناعاقبت اندیشوں کے (عنوان میں) ذکر کردہ قول پر گناہِ کبیرہ کا حکم لگانا بعید از قیاس نہیں کیونکہ سابقہ حدیثِ پاک اور آنے والی احادیثِ مبارکہ میں اس پر سخت وعید ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو یہ کفر ہے یا اگر سچا ہو تو پھر بھی اسلام کی طرف صحیح وسالم نہ پلٹے گا اور اس میں کوئی مذائقہ نہیں کہ اس موضوع پر مذکورہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی بیان کردہ احادیثِ مبارکہ کو اِسناد اور ان کی صحت پر کلام کئے بغیر ذکر کر دِیا جائے۔ چنانچہ،

﴿7﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں

(1)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ والنجم، باب اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی، الآیۃ ۱، الحدیث ۴۸۶۰، ص ۴۱۵۔

اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے، لہٰذا قسم کھانے والے کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔'' (۱)

﴿8﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی شخص کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو ارشاد فرمایا: ''اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ جو قسم کھائے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اُٹھائے اور جس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھائی جائے اُسے چاہئے کہ راضی ہو جائے (یعنی تسلیم کرلے) اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم پر بھی راضی نہ ہوا اُس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کچھ نہیں۔'' (۲)

﴿9﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اُس نے کفر و شرک کیا۔'' (۳)

﴿10﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ جس کی بھی قسم کھائی جاتی ہے وہ شرک ہے۔'' (۴)

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا غیر اللہ کی سچی قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے۔'' (۵)

﴿12﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (۶)

﴿13﴾......**سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو پھر بھی

......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب النھی عن الحلف بغیر اللہ، الحدیث:۴۲۵۵، ص۹۶۶۔

......سنن ابن ماجه، ابواب الکفارات، باب من حلف باللہ فلیرض، الحدیث:۲۱۰۱، ص۲۶۰۳، بتغیرٍ۔

......جامع الترمذی، ابواب النذور والأیمان، باب ماجاء فی ان من حلف......الخ، الحدیث۱۵۳۵، ص۱۸۰۹۔

......المستدرک، کتاب الإیمان، باب کل یمین یحلف بھا دون اللہ شرک، الحدیث۵، ج۱، ص۱۶۹۔

......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الأیمان، باب الرجل یحلف بغیر اللہ او بأبیه، الحدیث:۷، ج۳، ص۴۸۰۔

......سنن ابی داود، کتاب الأیمان والنذور، باب کراھیة الحلف بالامانة، الحدیث۳۲۵۳، ص۱۴۶۷۔

سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔'' (۱)

﴿14﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قسم کھائی وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اگر اس نے کہا کہ وہ یہودی ہے تو وہ یہودی ہے، اگر کہا کہ وہ نصرانی ہے تو نصرانی ہے اور اگر کہا کہ وہ اسلام سے بری ہے تو وہ اسی طرح ہے اور جو شخص جاہلیت کی پُکار پکارے وہ جہنمیوں میں سے ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔'' ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔'' (۲)

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ تب تو میں یہودی ہوں تو ارشاد فرمایا: ''(اس پر یہ بات) واجب ہوگئی۔'' (۳)

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی جُھوٹی قسم کھائی تو وہ اپنے کہنے کے مطابق ہے۔'' (۴)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب الأیمان والنذور، باب ماجاء فی الحلف بالبراءۃ و......الخ، الحدیث:۳۲۵۸، ص۱۴۶۷۔

(۲)......المستدرک، کتاب الأیمان والنذور، باب من حلف علی یمین...الخ، الحدیث۷۸۸۷، ج۵، ص۴۲۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الکفارات، باب من خلف بملۃ غیر الاسلام، الحدیث:۲۰۹۹، ص۲۶۰۳۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من أکفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال، الحدیث:۶۱۰۵، ص۵۱۵۔

کبیرہ نمبر415: اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جھوٹی قسم کھانا

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے اسی طرح ذکر کیا ہے مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہی مراد ہے جو بعض جاہلوں کے بیان کردہ اس قول سے مراد ہے کہ ''اگر اس نے ایسا کیا تو وہ یہودی ہے۔'' لیکن اس کا گناہِ کبیرہ ہونا جھوٹ پر موقوف نہیں بلکہ اس کا کہنے والا فاسق ہو جائے گا اگرچہ وہ جھوٹا نہ ہو کیونکہ معلّق کرنا کفر کا احتمال رکھتا ہے بلکہ یہ اس میں واضح ہے خواہ اس کی یہ مراد نہ ہو۔ حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) کی کتاب ''اَلْاَذْکَار'' میں ہے: ''اگر کسی نے کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہے یا ان جیسے دیگر الفاظ کہے تو اگر اس نے اپنے ان اقوال کے ذریعے اسلام سے خارج ہونے کو معلق کرنے کا ارادہ کیا تو وہ فوراً کافر ہو گیا اور اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے اور اگر اسلام سے نکلنے کا ارادہ نہ کیا تو وہ حرام کام کا مرتکب ہوا لہٰذا اس پر سچی توبہ واجب ہے وہ یوں کہ وہ نافرمانی سے رُک جائے اور اپنے فعل پر شرمسار ہو اور دوبارہ کبھی ایسا نہ کرنے کا عزم کرے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت چاہے اور کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه یعنی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے رسول ہیں۔''[1]

استغفار کرنا اور کلمۂ شہادت پڑھنا دونوں مستحب ہیں۔

باب النذر

کبیرہ نمبر416: نذر پوری نہ کرنا (خواہ وہ نذر عبادت کی ہو یا جھگڑے کی)

اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے کیونکہ یہ اس حق کو ادا کرنے سے رکنا ہے جس کی ادائیگی فی الفور لازم ہے۔ پس یہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی طرح ہے کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس طرح نذر کے احکام میں واجبِ شرعی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے اسی طرح اسے چھوڑنے کے بہت بڑے گناہ میں واجب کا طریقہ اپنایا جائے گا اور اس سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ اسے چھوڑنا کبیرہ گناہ اور فسق ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالها، ص٢٨٥۔

باب القضاء

کبیرہ نمبر417: قاضی بنانا

کبیرہ نمبر418: قاضی بننا

کبیرہ نمبر419: اپنی خیانت وظلم کو جانتے ہوئے عہدۂ قضاء کا سوال کرنا

کبیرہ نمبر420: جاہل کو قاضی بنانا

کبیرہ نمبر421: ظالم کو قاضی بنانا

عدل وانصاف نہ کرنے والے کے متعلق فرامینِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے:

﴿۱﴾ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (پ۶، المائدۃ:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔

﴿۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (پ۶، المائدۃ:۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

﴿۳﴾ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۶، المائدۃ:۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

قاضی بننا گویا بغیر چُھری کے ذبح ہونا ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عہدۂ قضا جس کے سپرد کیا گیا یا جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا بنایا گیا اسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔'' (1)

......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث ۱۳۲۵، ص۱۷۸۵۔

شرحِ حدیث:

حضرت سیِّدُنا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اس کا معنی یہ ہے کہ چھری کے ساتھ ذبح کرنے سے روح نکلنے کی تکلیف جلدی ختم ہونے کی وجہ سے ذبیحہ کو سکون ملتا ہے لیکن جب اسے چھری کے بغیر ذبح کیا جائے تو یہ اس کے لئے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔''

ایک قول کے مطابق ظاہری عرف وعادت میں چھری کے ساتھ ذبح کیا جاتا ہے مگر آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ظاہری عادت سے ہٹ کر دوسرا معنی مراد لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قول سے آپ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مراد اس کے دِین کی ہلاکت کا خوف ہے نہ کہ بدن کی ہلاکت کا۔ اس کے علاوہ اور احتمالات بھی ہو سکتے ہیں لیکن ہر اعتبار سے اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی نے عہدۂ قضا قبول کر کے خود کو ایسی مشقت کے لئے پیش کر دیا ہے کہ جسے عادتاً برداشت نہیں کیا جاتا اور اس کی وجہ سے وہ عذابِ جبار وغضبِ قہار کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے انتہائی نفرت کی۔ نیز عہدۂ قضا قبول نہ کرنے والے کو فاسق قرار نہیں دِیا جائے گا اگرچہ اس پر یہ ذمہ داری قبول کرنا لازم ہو جائے کیونکہ اس کی عذر خواہی محض اس اندیشہ کی وجہ سے ہے کہ اس عہدہ کو قبول کرنے والا اکثر بے شمار ہلاکتوں اور فتنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

قاضی 3 طرح کے ہیں:

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قاضی (فیصلہ کرنے والے) 3 طرح کے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو جہنم میں (۱) جنت میں وہ ہے جس نے حق جان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا (۲) جس نے حق جانتے ہوئے فیصلے میں ظلم کیا وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا وہ بھی جہنم میں ہے۔''[1]

﴿3﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قاضی 3 قسم کے ہیں: دو جہنم میں اور ایک جنت میں: (۱) جس نے حق کو جانتے ہوئے ناحق فیصلہ کیا وہ جہنم میں ہے (۲) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں

[1] ......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث۳۵۷۳، ص۱۴۸۸۔

کے حقوق ضائع کر دیئے وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں ہے۔'' (۱)

سیّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا عہدۂ قضا قبول نہ کرنا:

﴿4﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور قاضی بن جاؤ۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیا آپ مجھے اس سے معاف فرمائیں گے؟'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! مجھے اس سے معاف دے دیجئے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہیں قاضی بنا کر بھیجنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''جلدی نہ کیجئے! میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگی تحقیق اس نے ایسی ہستی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔'' تو امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایسا ہی ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''پس میں قاضی بننے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے قاضی بننے سے روکا حالانکہ تمہارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے؟'' عرض کی: ''اس لئے کہ میں نے حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جو قاضی تھا اور جہالت کی وجہ سے ناحق فیصلہ کیا تو وہ جہنمیوں میں سے ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے ظلم کے ساتھ فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنمی ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو اس نے برابری کی بنیاد پر جاں بخشی کا سوال کیا۔'' میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (۲)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۲۷۹ھ) نے اس روایت کو مختصراً بیان کیا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے عرض کی: ''میں نے حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو قاضی تھا اور اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو یہ اس لائق ہے کہ برابری کی

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ ﷺ فی القاضی، الحدیث ۱۳۲۲، ص ۱۷۸۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضاء، الحدیث ۵۰۳۴، ج ۷، ص ۲۵۷۔

بنیاد پر قضا (کے شر) کا بدلہ ہو جائے۔ میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (۱)

بروزِ قیامت قاضی کی تمنا:

﴿6﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی پر ایسی گھڑی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ دو شخصوں کے درمیان کبھی ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کرتا۔'' (۲)

﴿7﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی کو بلایا جائے گا پس وہ شدَّتِ حساب کی وجہ سے تمنَّا کرے گا کہ کاش! اس نے اپنی زندگی میں کبھی دو بندوں کے درمیان بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔'' (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

تَمْرَۃٌ اور عُمْرُہٗ دونوں لکھنے کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، شاید! ان میں سے ایک میں اشتباہ کی وجہ سے غلطی واقع ہوئی۔ لیکن مذکورہ مؤقف اختیار کرنے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ معنی دونوں صورتوں میں صحیح ہے، ان دونوں کے الگ الگ روایت ہونے سے کون سی چیز مانع ہے؟

روزِ محشر حکمرانوں کی حالت:

﴿8﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی (یعنی ذمہ دار) بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے ایک پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر وہ نیکی کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل اس سے پَھٹ جائے گا اور وہ 70 سال تک اس میں گرتا رہے گا جبکہ جہنم سیاہ اور تاریک ہے۔'' (۴)

﴿9﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص 10 یا اس سے زیادہ

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۲، ص۱۷۸۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۴۵۱۸، ج۹، ص۳۵۱۔

(۳)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضاء، الحدیث: ۵۰۳۳، ج۷، ص۲۵۷۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۹، ج۲، ص۳۹، ''نجا'' بدلہ ''تجاوز''۔

لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنا وہ بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اس طرح آئے گا کہ اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے، اسے (اس عذاب سے) اس کی نیکی چھڑائے گی یا اس کا گناہ اُسے مزید جکڑ لے گا، اس (سرداری وولایت) کی ابتدا ملامت، درمیان ندامت اور انتہا روزِ محشر کا عذاب ہے۔" (۱)

﴿10﴾……میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم نہ تو دو آدمیوں پر امیر بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کا والی بننا۔" (۲)

﴿11﴾……شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرو، کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔" (۳)

﴿12﴾……تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے منصبِ قضا کی خواہش کی اور اس کے لئے سفارش لایا تو وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جسے زبردستی قاضی بنایا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے راہِ راست پر چلاتا ہے۔" (۴)

﴿13﴾……حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے منصبِ قضا کا سوال کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کیا گیا اور جو اس پر مجبور کیا گیا تو اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جاتا ہے جو اسے راہِ راست پر رکھتا ہے۔" (۵)

﴿14﴾……سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے مسلمانوں کا قاضی بننے کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ اسے حاصل کرلیا پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا تو اس کے لئے جنت ہے

(۱)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی امامة الباھلی، الحدیث: ۲۲۳۶۲، ج۸، ص۳۰۵، "اوثقه" بدله "اوبقه"۔

(۲)……صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب کراھة الامارة بغیرضرورة، الحدیث: ۴۷۲۰، ص۱۰۰۵۔

(۳)……صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب الکفارة قبل الحنث وبعده، الحدیث: ۶۷۲۲، ص۵۶۲۔

(۴)……جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۴، ص۱۷۸۵۔

(۵)……سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب ذکر القضاة، الحدیث: ۲۳۰۹، ص۲۶۱۵۔

اور اگر اس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آیا تو اس کے لئے جہنم ہے۔'' [۱]

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ قاضی کی تائید فرماتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔'' [۲]

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بری ہو جاتا ہے۔'' [۳]

عدالتِ فاروقی:

﴿17﴾......ایک مسلمان اور یہودی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں ایک جھگڑا لے کر آئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودی کو حق پر پایا تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس پر یہودی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دُرّہ مارا اور دریافت فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا؟'' تو یہودی نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ جو بھی قاضی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو اس کے دائیں بائیں طرف موجود دو فرشتے اسے راہِ راست پر رکھتے ہیں اور جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے اسے حق کے موافق رکھتے ہیں اور جب وہ حق کو چھوڑ دیتا ہے تو دونوں بلند ہو جاتے اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔'' [۴]

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن قاضی کو لایا جائے گا اور اُسے حساب کے لئے جہنم کے ایک کنارے پر کھڑا کیا جائے گا پھر اگر گرنے کا حکم دیا گیا تو وہ اس میں 70 سال تک گرتا رہے گا۔'' [۵]

﴿19﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی لوگوں کے کسی

[۱]......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث ۳۵۷۵، ص ۱۴۸۸۔

[۲]......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الامام العادل، الحدیث: ۱۳۳۰، ص ۱۷۸۵۔

[۳]......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ان اللہ مع القاضی ما لم یجر، الحدیث: ۷۱۰۸، ج ۵، ص ۱۲۷۔

[۴]......الموطأ للامام مالک، کتاب الاقضیة، باب الترغیب فی القضاء بالحق، الحدیث: ۱۴۶۳، ج ۲، ص ۲۴۳۔

[۵]......البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۲۹، ج ۵، ص ۳۲۱، دون قوله ''للحساب''۔

معاملے کا والی بنا اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ جہنم کے ایک پل پر کھڑا کرے گا تو پل اس کی وجہ سے تھرتھر کانپنے لگے گا، پس وہ یا تو نجات پانے والا ہوگا یا نہ ہوگا، اس کی ہڈیاں ایک دوسری سے جدا ہو جائیں گی، پھر اگر نجات پانے والا نہ ہوا تو اسے جہنم میں قبر کی طرح تاریک کنوئیں میں ڈال دِیا جائے گا جس کی تہ تک وہ 70 سال میں بھی نہ پہنچ گا۔'' (۱)

رعایا کا خیال نہ رکھنے والا جہنمی ہے:

﴿20﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو امیر مسلمانوں کے امور کا والی بنتا ہے لیکن ان کے لئے نہ تو کوشش کرتا ہے اور نہ ہی ان کی خیر خواہی کرتا ہے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (۲)

﴿21﴾......ایک روایت میں یوں ہے: ''وہ لوگوں کے لئے اس طرح کوشش نہیں کرتا جیسے وہ اپنے لئے کوشش یا اپنی خیر خواہی کرتا ہے۔'' (۳)

﴿22﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا پھر مسکین، مظلوم اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند رکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فقر و حاجت کے وقت اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا جبکہ وہ اس کی رحمت کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' (۴)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ 5 گناہوں کو کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا لیکن ان کا گناہِ کبیرہ ہونا ذکر کردہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔ دوسرے گناہ کا کبیرہ ہونا یوں واضح ہے کہ اس باب میں مذکور پہلی حدیثِ پاک اس کے متعلق صریح ہے کہ جس میں بغیر چھری کے ذبح کرنے کے ساتھ شدید عذاب اور وعید کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز اس کو میرے ذکر کردہ عنوان پر محمول کرنا واضح و متعین ہے۔ اسی طرح دوسری اور تیسری حدیثِ پاک بھی اس کے متعلق

......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الأھوال، باب ذکر الحساب۔۔الخ، الحدیث: ۲۴۶، ج۶، ص۲۴۳۔

......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل......الخ، الحدیث: ۴۷۳۲، ص۱۰۰۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۶۴۲، الجزء الاول، ص۱۶۷۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل اصحاب النبی، الحدیث: ۱۵۶۵۱، ج۵، ص۳۱۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

واضح ہے کیونکہ جاہل اور ظالم قاضیوں پر جہنمی ہونے کا حکم لگانا ایک سخت وعید ہے اور جب عہدۂ قضا کے متعلق شدید وعید ثابت ہوگئی تو اس کا مطالبہ وسوال کرنے کے بارے میں خود بخود ثابت ہو جائے گی اور آخری دو گناہوں کے متعلق دوسری اور تیسری حدیثِ مبارکہ واضح ہے۔اس بحث سے مذکورہ 5 گناہوں کو کبیرہ شمار کرنا واضح ہو جاتا ہے۔

عہدۂ قضا کے متعلق اسلاف کے فرامین:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''قاضی کو چاہیے کہ ایک دن فیصلے کرے اور ایک دن اپنے آپ پر روئے۔''(۱)

﴿2﴾......حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن حساب کے لئے سب سے پہلے قاضیوں کو بلایا جائے گا۔''(۲)

﴿3﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''ہر قاضی اور والی (یعنی ذمہ دار) کو قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پلِ صراط پر کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کا نامۂ اعمال کھول کر تمام مخلوق کے سامنے پڑھا جائے گا، اگر وہ عادل ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عدل کی وجہ سے اُسے نجات دے گا اور اگر عادل نہ ہوا تو پل ٹوٹنے لگے گا اور اس کے تمام اعضا کے درمیان اتنا اتنا (یعنی بہت زیادہ) فاصلہ ہو جائے گا، پھر جہنم کی طرف پل میں شگاف پڑ جائے گا۔''(۳)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اگر مجھے منصبِ قضا اور قتل کئے جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا تو میں اپنے قتل کئے جانے کو پسند کرتا اور عہدۂ قضا کو اختیار نہ کرتا۔''(۴)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے

---

(۱)......المجالسۃ وجواھر العلم،الرقم۳۲۸،ج۱،ص۱۷۲۔

(۲)......المجالسۃ وجواھر العلم،الرقم۳۲۷،ج۱،ص۱۷۲۔

(۳)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الحادیۃ والثلاثون:القاضی السوء، ص۱۴۷۔

(۴)......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم۷۲۲۲ مکحول بن دبر، ج۶۰، ص۲۲۱۔

کوعہدۂ قضا سے سب سے زیادہ بھاگنے والا پایا۔‘‘ (۱)

﴿6﴾...... مالک بن منذر نے حضرت سیِّدُ نا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کوبصرہ کا قاضی بنانے کے لئے بلوایا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے انکار کر دیا۔پس اسے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ سے دشمنی ہوگئی اور کہنے لگا: ’’اس عہدے پر بیٹھ جاؤ ورنہ میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا۔‘‘ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے ارشادفرمایا: ’’اگر تم ایسا کرو گے تو کر سکتے ہو کیونکہ تم حاکم ہو، لیکن دنیا کی ذِلَّت آخرت کی ذِلَّت سے بہتر ہے۔‘‘ (۲)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) سے کہا گیا کہ حضرت سیِّدُ نا شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کو قاضی بنادیا گیا ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے ارشادفرمایا: ’’افسوس! انہوں نے کیسے شخص کو برباد کر دیا۔‘‘ (۳)

خلاصۂ کلام:

حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ عہدہ تمام عہدوں سے خطرناک اور تمام مشقتوں اور خرابیوں سے زیادہ بھیانک ہے۔ میں نے برے عہدۂ قضا کے بارے میں ایک مستقل تصنیف کی ہے جس کا نام ’’جَمْرُ الغَضَا لِمَنْ تَوَلّٰی الْقَضَا‘‘ ہے۔ اس میں قاضیوں کے ایسے انتہائی قبیح احوال اور برے اعمال ذکر کئے ہیں جو سماعتوں اور طبیعتوں کو ناگوار گزرتے ہیں کیونکہ ایسے افعال پر جرأت یقین دِلاتی ہے کہ وہ پرہیز گار لوگوں میں سے نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے بھی نہیں۔

ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے فضل وکرم سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (آمین)

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۳۳۰۲ عبد اللّٰہ بن زید، ج۲۸، ص۳۰۳۔

(۲)......حلیۃ الاولیاء، محمد بن واسع، الرقم ۲۰۷۴، ج۲، ص۳۹۷۔

(۳)......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم ۸۸۸ شریک بن عبد اللّٰہ، ج۵، ص۱۳۔

کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الحادیۃ والثلاثون: القاضی السوء، ص۱۴۷۔

کبیرہ نمبر422: حق کو باطل کرنے والے کی مدد کرنا

باطل کی مدد غضبِ الٰہی کاموجِب ہے:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوارشادفرماتے سنا: ''جس نے کسی جھگڑے میں باطل کی مدد کی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔'' (1)

﴿2﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس نے کسی جھگڑے میں ناحق مدد کی وہ غضبِ الٰہی کا مستحق ہوگیا۔'' (2)

﴿3﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جوشخص اپنی قوم کی ناحق مدد کرتا ہے وہ کنوئیں میں گرنے والے اُس اونٹ کی مثل ہے جسے دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔'' (3)

شرحِ حدیث:

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گناہ اور ہلاکت میں اس طرح مبتلا ہو گیا جیسا کہ اونٹ جب کسی ہلاکت خیز کنوئیں میں گر جاتا ہے تو اُسے دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے لیکن پھر بھی اسے بچایا نہیں جا سکتا۔

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ نا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جس نے کسی ایسے جھگڑے میں کسی مسلمان پر شدید غضب کیا جس (کے حق یا باطل ہونے) کا اسے علم نہ تھا تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں اس کی مخالفت کی اور اس کی ناراضی چاہی اور اس پر یومِ قیامت تک لگاتار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت برستی رہے گی اور جس نے دنیا میں کسی مسلمان کو عیب دار کرنے کے لئے اس کے خلاف کوئی بات پھیلائی جبکہ وہ اس سے بری تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے

(1)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لا تجوز شهادة بدوی علی صاحب قرية، الحديث: ٧١٢٤، ج٥، ص١٣٥۔

(2)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی الرجل يعين علی......الخ، الحديث: ٣٥٩٨، ص١٤٩٠۔

(3)......الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، کتاب الرهن، باب ماجاء فی الفتن، الحديث: ٥٩١٢، ج٧، ص٥٧٣۔

قیامت کے دن جہنم میں پگھلائے یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات کو ثابت کرے۔''[1]

غضبِ الٰہی کے مستحق لوگ:

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے حدُوْدُ اللّٰہ میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے مُلک میں مقابلہ کیا اور جس نے جھگڑے میں کسی کی مدد کی حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، تو وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے اور جو کسی ایسی قوم کے ساتھ چلا جو سمجھتی ہو کہ یہ گواہ ہے حالانکہ وہ گواہ نہ ہو تو وہ جھوٹے گواہ کی طرح ہے اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا (بروزِ قیامت) اُسے پابند کیا جائے گا کہ جَو کے دانے کے دونوں کناروں کے درمیان گرہ لگائے اور مسلمان کو گالی دینا فسق اور (حلال جان کر) اُسے قتل کرنا کفر ہے۔''[2]

﴿6﴾......مدینے کے تاجور، رسولوں کے افسر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جس نے کسی ظالم کی باطل کام پر مدد کی تا کہ وہ اس کے ذریعے حق کو دور کرے تو وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذمہ سے بری ہے اور جو ظالم کے ساتھ اس کی مدد کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا[3]۔''[4]

---

[1] ......الترغیب و الترھیب، کتاب القضاء، باب الترھیب من اعانة المبطل......الخ ،الحدیث:۳۳۴۹، ج۳،ص۱۵۱۔

[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۸۵۵۲، ج۶،ص۲۱۴۔

[3] ......حضرت سیِّدُنا امام عبدالرء وف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اسی حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ''**وہ اسلام سے خارج ہے**'' یہ کلام زجر وتوبیخ کے لئے ہے نہ کہ حقیقتاً اسلام سے خارج ہونا مراد ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ گیا یا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اس کے ظلم اور ظلم پر معاونت کو حلال جانے تب وہ اسلام سے خارج ہے۔(فیض القدیر للمناوی، تحت الحدیث: ۹۰۴۹، ج۶، ص۷۲۹) اور مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان مراۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 679 پر فرماتے ہیں: ''چلنے سے مراد مطلقاً اس کی ظلم پر مدد دینا ہے۔ خواہ اس کے ساتھ چل کر ہو یا گھر میں بیٹھے بیٹھے، پھر خواہ زبان سے ہو یا قلم سے، ظلم کی مدد بہر حال حرام ہے۔ رب تعالٰی فرماتا ہے: **وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ**(پ۶،المائدة:۲) (اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو) فی زمانہ ظالموں سے زیادہ ظالموں کے حمایتی لوگ ہیں۔ یعنی یہ ظالموں کے حمایتی اسلام کے نور سے نکل گئے یا اسلام کی حقیقت سے خارج ہو گئے کہ حقیقت اسلام یہ ہے کہ لوگ اس کے شر سے سلامت رہیں۔(مرقات)

[4] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۹۴۴، ج۲،ص۱۸۰۔ المعجم الکبیر، الحدیث۶۱۹، ج۱،ص۲۲۷۔

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو بیان کردہ صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہی ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر423: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لے کر قاضی وغیرہ کا لوگوں کو راضی کرنا

﴾1﴿......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا چاہی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرنا چاہا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے ناراض ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔''[1]

﴾2﴿......حضور نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے لوگوں کو راضی رکھنے کی خاطر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مول لی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ناراض ہو جائے گا اور انہیں بھی اس سے ناراض کر دے گا جنہیں اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کر کے راضی کیا تھا اور جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور انہیں بھی اس سے راضی کر دے گا جنہیں اس نے رضائے الٰہی کی خاطر ناراض کیا تھا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے مزیَّن فرما دے گا اور اس کے قول و فعل کو ان لوگوں کی نگاہوں میں بھی اچھا کر دے گا۔''[2]

﴾3﴿......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی والے کاموں سے حاکم کو راضی کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دِین سے خارج ہو گیا۔''[3]

---

[1] ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث: ۲۷۶، ج۱، ص۲۴۷۔

[2] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۶۹۶، ج۱۱، ص۲۱۴۔

[3] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب من ارضی سلطانا......الخ، الحدیث: ۷۱۵۳، ج۵، ص۱۴۱۔

﴿4﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیاں کرکے لوگوں کی تعریفیں طلب کیں تو اُس کی تعریفیں کرنے والا اس کی مذمَّت کرنے لگے گا۔'' (۱)

﴿5﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کو ناراض کرکے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے کافی ہے اور جس نے لوگوں کو راضی کرکے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے لوگوں کے ہی سپرد فرما دے گا۔'' (۲)

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کی رضا مندی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی چاہی تو اُس کی تعریف کرنے والا اس کی مذمَّت کرنے لگے گا۔'' (۳)

﴿7﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کے لئے وہ چیز پسند کی جس سے وہ محبت کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ (کی نافرمانی کرکے اُس) سے مقابلہ کیا تو وہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' (۴)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو بیان کردہ صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور یہی ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(۱)......الزھد الکبیر للبیھقی، باب الورع والتقوٰی، الحدیث: ۸۸۵، ص۳۳۱۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق والامر......الخ، الحدیث: ۲۷۷، ج۱، ص۲۴۷۔

(۳)......الزھد الکبیر للبیھقی، باب الورع والتقوی، الحدیث: ۸۸۷، ص۳۳۱۔

(۴)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۹۹، ج۱۷، ص۱۸۶۔

کبیرہ نمبر424: رِشوت لینا خواہ دینے والا حق پر ہو

کبیرہ نمبر425: باطل کے لئے رِشوت دینا

کبیرہ نمبر426: رِشوت دینے اور لینے والے کے درمیان واسطہ بننا

کبیرہ نمبر427: عہدۂ قضا دینے پر رِشوت لینا

کبیرہ نمبر428: عہدۂ قضا کے لئے رِشوت دینا جبکہ اس پر لازم نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس پر مال خرچ کرنا لازم ہو

قرآنِ پاک میں رِشوت کی مذمّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کافرمانِ عالیشان ہے:

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ (۱۸۸) (پ۲، البقرۃ۱۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدّمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر

مفسّرینِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیۂ مبارکہ میں کھانے سے خاص طور پر کھانا مراد نہیں لیکن چونکہ مال و دولت سے سب سے بڑا مقصود کھانا ہے اور مال خرچ کرنے والے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے کھایا لہٰذا کھانے کا خاص طور پر ذِکر کیا گیا اور لفظ ''بِالْبَاطِلِ'' باطل طریقے کی تمام صورتوں کو اور شارع عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے منع کردہ تمام امور کو شامل ہے خواہ ان کی ذات میں خرابی ہو جیسے نشہ آور اور ایذا دینے والی اشیا یا اس کے حصول میں خرابی ہو جیسے مغصوبہ اور چوری کی ہوئی چیز یا اس کے استعمال کی جگہ میں خرابی ہو جیسے وہ اسے گناہ میں خرچ کرتا

ہو۔اور ''وَتُدْلُوْابِھَآاِلَی الْحُکَّامِ'' کا عطف لِتَاْکُلُوْا پر ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا اُبَیّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قرأت میں ''وَلَا تُدْلُوْا بِھَا'' ہےاور بعض کا قول اس کے برعکس ہے۔ اِدْلَاء کا معنی ہے،سیرابی چاہنے کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالنااور(باب نَصَرَ سے) دَلَا کا معنی ہے کہ اس نے ڈول باہر نکالا پھر ہر قول وفعل کی ادائیگی کو اِدْلَاء کہا جانے لگا۔اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ''اَدْلٰی بِحُجَّتِہٖ یعنی اس نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے دلیل پیش کی۔'' گویا وہ اپنی مراد تک پہنچنے کے لئے دلیل دیتا ہے۔اس کا ایک معنی یہ بھی ہے،''اَدْلٰی اِلَی الْمَیِّتِ بِقَرَابَتِہٖ یعنی میت کی جانب اپنے قریبی رشتہ دار ہونے کی نسبت کرنا۔'' تاکہ اس نسبت سے میراث حاصل کر سکے۔بِھَا کی ب تعدِیَّت (یعنی فعل کو متعدی بنانے) کے لئے ہے اور ایک قول کے مطابق یہ بائے سببیّت ہے اور اِدْلَاء سے مراد مالوں میں جھگڑا کرنا ہے۔اور بِالْاِثْم کی ب سببیّت یا مصاحبت کی ہے۔

رِشوت کو اِدْلَاء سے تشبیہ دینے کی وجہ:

اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہ دور کی حاجت کو قریب کر دیتی ہے جیسا کہ پانی سے بھرا ہوا ڈول رسی کے ذریعے دُور سے قریب آجاتا ہے، پس رشوت کے ذریعے دُور کی چیز نزدیک ہوجاتی ہے۔یا پھر یہ ہے کہ رِشوت کے ذریعے حاکم بغیر ثبوت کے حکم کو ثابت اور نافذ کر دیتا ہے جس طرح رسی میں ڈول ہوتا ہے۔

باطل طریقے سے مال کھانے سے مراد:

اس کے متعلق چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور ایک گروہ مفسِّرین کے نزدیک باطل طریقے سے مال کھانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی امانتیں اور وہ چیزیں کھانا جن پر کوئی واضح دلیل نہ ہو۔

﴿2﴾......ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ وصی (جسے وصیت کی گئی ہو اس) کے پاس یتیم کا مال ہو جس میں سے کچھ مال وہ حاکم کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس کی سرپرستی اور فاسد تصرُّف میں باقی رہے۔

﴿3﴾......بعض نے حاکم تک مقدَّمہ پہنچانے سے جھوٹی گواہی مراد لی ہے اور بِھَا میں ھَا ضمیر مذکور کے معلوم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف لوٹ رہی ہے۔

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے قسم اُٹھائے۔

مذکورہ آیۂ مبارکہ کا شانِ نزول:

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ "امراءُ القیس بن عابِس کِندی نے ربیعہ بن عبدان حضرمی کے خلاف شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے گواہی طلب کی مگر وہ پیش نہ کرسکا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسرے سے ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے قسم ہے۔'' پس وہ قسم کے لئے آگے بڑھا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اِس نے ظُلماً اُس کا مال کھانے کے لئے قسم اُٹھائی تو یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے اِعراض فرمائے گا۔''

اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مباح کردہ صورتوں کے علاوہ ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ [1]

﴿5﴾......ایک قول کے مطابق اس سے مراد حاکم کو رِشوت دینا ہے۔

﴿6﴾......بعض مفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ سابقہ قول آیتِ مبارکہ کے ظاہری معنی کے قریب ہے یعنی حکام کو رِشوت نہ دو کہ وہ تمہارے لئے دوسروں کے حقوق چھینیں۔ اور آیتِ مبارکہ کے الفاظ کو بیان کردہ تمام صورتوں پر محمول کرنا بعید از قیاس نہیں کیونکہ یہ تمام باطل طریقے سے مال کھانے کو شامل ہیں۔

''وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ'' سے مراد یہ ہے کہ حالانکہ تم اس کا باطل ہونا جانتے ہو اور بلاشبہ کسی کام کی قباحت کو جاننے کے باوجود اسے کرنا زیادہ قبیح ہے اور ایسا کرنے والا سزا کا زیادہ حق دار ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں رِشوت کی مُذمَّت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع......الخ، الحدیث۳۵۸، ص۱۰۷۔
تفسیر البغوی، البقرۃ، تحت الایۃ۱۸۸، ج۱، ص۱۱۴۔

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

﴿2﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رِشوت لینے اور دینے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنمی ہیں۔'' (۳)

سود اور رِشوت کی تباہ کاریاں:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم میں زنا عام ہوجاتا ہے وہ قحط سالی میں مبتلا ہوجاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوجاتی ہے وہ (دُشمن کے) رُعب کا شکار ہوجاتی ہے۔'' (۴)

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''رسولِ پاک عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فیصلے میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۵)

﴿6﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فیصلے میں رِشوت لینے والے، دینے والے اور جو اُن دونوں کے درمیان لین دین میں مدد کرتا ہے، سب پر لعنت فرمائی۔'' (۶)

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے رشوت لینے والے، دینے والے اور اُن کے مابین لین دین میں مدد کرنے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۷)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی کراهية الرشوة، الحديث: ۳۵۸۰، ص۱۴۸۸۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب الاحکام، باب التغليظ فی الحيف والرشوة، الحديث: ۲۳۱۳، ص۲۶۱۵۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحديث: ۲۰۲۶، ج۱، ص۵۵۰۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث عمرو بن العاص، الحديث: ۱۷۸۳۹، ج۶، ص۲۴۵، "الزنا" بدله "الربا"۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، الحديث: ۱۳۳۶، ص۱۷۸۶۔

(۶)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لعن رسول اللّٰه الراشی والمرتشی، الحديث: ۷۱۴۹، ج۵، ص۱۳۹۔

اتحاف الخيرة المهرة، کتاب االقضاء، باب لعن الراشی والمرتشی، تحت الحديث: ۶۷۱۹، ج۷، ص۱۸۶۔

(۷)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث ثوبان، الحديث: ۲۲۴۶۲، ج۸، ص۳۲۷۔

﴿8﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فیصلے میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔'' (۱)

لوگوں کی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے والے کا انجام:

﴿9﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو10 آدمیوں کا والی (یعنی حاکم) بنا اور ان کے درمیان ان کی پسند یا ناپسند کے مطابق فیصلہ کیا تو اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر لایا جائے گا، اگر اس نے عدل کیا اور رِشوت نہ لی اور نہ ہی کسی پر ظلم کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس سے آزاد فرما دے گا اور اگر اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کیا اور رشوت لی اور کسی کی طرف داری کی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں کے ساتھ کس کے باندھ دیا جائے گا، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور وہ 500 سال میں بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا۔'' (۲)

رِشوت کی کمائی خبیث ہے:

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''فیصلے میں رشوت لینا کفر ہے اور یہ لوگوں کے درمیان خبیث کمائی ہے۔'' (۳)

تنبیہ:

عنوان میں مذکور گناہوں کو علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے بیان کردہ کلام کے مطابق کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور دوسرے اور تیسرے گناہ کا کبیرہ ہونا اِن کے متعلق وارد صریح احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مجھ پر واضح ہوا، اس کے بعد آخری دو گناہوں کو میں نے حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے کلام میں دیکھا۔ نیز اُن کا کلام دوسرے اور تیسرے گناہ کے بارے میں میری بیان کردہ وضاحت کی تائید کرتا ہے اور اُن کی عبارت یہ ہے: ''فیصلوں میں رِشوت لینا (کبیرہ گناہ ہے) خواہ وہ باطل فیصلہ کرنے میں لے یا حق فیصلہ کرنے میں۔'' اور اسی کے معنی

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث ۹۵۱، ج۲۳، ص۳۹۸۔

(۲)......المستدرک، کتاب الاحکام، باب لعن رسول اللہ الراشی والمرتشی، الحدیث ۷۱۵۵، ج۵، ص۱۴۰، بتغیرٍ۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث ۹۱۰۰، ج۹، ص۲۲۶۔

میں ہے کہ عہدہ قضا دینے پر رِشوت لینا اور عہدۂ قضا کے لئے رِشوت دینا جبکہ اس پر لازم نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس پر مال خرچ کرنا لازم ہو۔ میری ذکر کردہ احادیثِ مبارکہ مذکورہ اکثر گناہوں کے بارے میں صریح ہیں کیونکہ اِن میں رشوت لینے والے، دینے والے اور دونوں کے درمیان سفیر (یعنی واسطہ) بننے والے پر لعنت اور شدید عذاب ہے۔

ضرورتاً رِشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہے:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے اس قول کی وجہ سے میں نے دوسرے گناہ میں ''بِبَاطِلٍ'' کی قید ذکر کی کہ کبھی رشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہوتا ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے اور جیسا کہ شاعر کی مذمت سے بچنے کے لئے اسے رِشوت دی جاتی ہے۔ لہٰذا ضرورت کے باعث رِشوت دینا جائز مگر لینا حرام ہے کیونکہ یہ ظلم ہے اور رشوت دینے والا دینے پر مجبور شخص کی طرح ہے۔ کسی نے قاضی یا حاکم کو رشوت یا تحفہ دیا تو اگر یہ باطل فیصلہ کروانے یا ناجائز مقصد حاصل کرنے یا کسی مسلمان کو اذیّت پہنچانے کے لئے ہو تو وہ رشوت اور تحفہ دینے کی وجہ سے اور لینے والا لینے کی وجہ سے فاسق ہو گیا اور دونوں کے درمیان مدد کرنے والا بھی فاسق ہو گیا اگرچہ قاضی نے اس کے بعد فیصلہ نہ بھی کیا ہو اور اگر رشوت یا تحفہ اس لئے دیا تا کہ وہ اس کے لئے حق فیصلہ کرے یا اس سے ظلم دُور کرے یا یہ اپنا حق وصول کر لے تو صرف لینے والا فاسق ہو گا، دینے والا فاسق نہ ہو گا کیونکہ وہ کسی بھی طریقے سے اپنا حق حاصل کرنے پر مجبور ہے۔ یہاں پر رَائِشْ (رشوت کا لین دین کرانے والا) کے متعلق بظاہر کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ رشوت لینے والے کی طرف سے ہو تو فاسق ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رشوت لینا مطلقاً فاسق کر دیتا ہے لہٰذا اس کے مددگار کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ دینے والے کی طرف سے ہو تو اگر ہم رشوت دینے والے پر فاسق ہونے کا حکم لگائیں تو قاصد فاسق ہو گا ورنہ نہیں ہو گا۔ پھر میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کو رَائِشْ کے بارے میں یہ ذکر کرتے ہوئے پایا کہ ''وہ رشوت دینے والے کے ارادے میں اس کے تابع ہوتا ہے اگر وہ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس پر لعنت نہ ہو گی اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرے تو اس پر بھی لعنت ہو گی۔''

کم یا زیادہ رشوت کا حکم:

جس رشوت سے فسق ثابت ہوتا ہے اس میں مال کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت

سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اپنی کتاب "تَوَسُّط" میں فرمایا کہ حضرت سیِّدُ نا امام شریح رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی وغیرہ نے مطلق فرمایا کہ باطل طریقے سے یتیموں وغیرہ کا مال کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسی طرح رشوت کے طور مال پر لینا بھی کبیرہ گناہ ہے اور انہوں نے اس میں کوئی فرق نہیں کیا کہ اس کی مقدار چوتھائی دینار ہو یا اس سے کم۔ اسی طرح صَاحِبُ الْعُدَّۃ نے یتیموں کا مال کھانے اور رشوت لینے کو مطلقاً کبیرہ گناہ قرار دیا اور حضرات شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے بھی اس میں اور ناپ تول (میں خیانت کے بارے) میں مطلقاً گناہِ کبیرہ ہی کہا۔ عنقریب اس موَقِّف کی تائید میں دلیل پیش کی جائے گی۔ نیز یہ اس قید کے کمزور ہونے کو بھی بیان کرتی ہے کہ غصب میں چوتھائی دینار غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے متعلقہ بحث (پہلی جلد میں) غصب کے بیان میں گزر چکی ہے اور رِشوت کی حرمت صرف قاضیوں کے ساتھ ہی خاص نہیں جیسا کہ کئی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے مگر حضرت سیِّدُ نا امام بدر بن جماعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ نے اس سے اختلاف فرمایا۔ چنانچہ،

﴿11﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو حمید ساعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "عاملین کے تحائف خیانت (یعنی دھوکا) ہیں۔" [1]

﴿12﴾......حضرت سیِّدُ نا ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے کسی شخص کے لئے سفارش کی اور اُس نے اِس پر ہدیہ دیا تحقیق وہ سود کے بڑے دروازے پر آ گیا۔" [2]

رِشوت کے متعلق فرامینِ اسلاف:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "حرام کمائی یہ ہے کہ تیرا بھائی تجھ سے کوئی حاجت طلب کرے اور تو اسے پورا کر دے پھر وہ تیری طرف ہدیہ بھیجے تو تو قبول کر لے۔" [3]

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی حمید الساعدی، الحدیث: ۲۳۶۶۲، ج۹، ص۱۵۳۔

[2] ......سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی الهدیة لقضاء الحاجة، الحدیث: ۳۵۴۱، ص۱۴۸۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[3] ......المصنف لابن ابی شیبة، کتاب البیوع، باب فی الرجل یکلم الرجل......الخ، الحدیث: ۴، ج۵، ص۱۰۱۔

﴿2﴾......حضرت سیِّدُ نا مسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ابنِ زیاد سے ظلماً لئے ہوئے ایک حق کے بارے میں بات کی تو اس نے وہ حق واپس کر دیا۔ جس کا مال ظلماً لیا گیا تھا اس نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی طرف ایک خادم ہدیۃً بھیجا مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قبول نہ کیا اور واپس لوٹا دیا پھر ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے کسی مسلمان کا ظلماً لیا ہوا مال لوٹایا اور اسے اس پر تھوڑا یا بہت دیا گیا تو یہ حرام کمائی ہے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''اے ابو عبداللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ! ہم تو یہ گمان کرتے تھے کہ سُحت سے مراد فقط فیصلوں میں رشوت لینا ہے۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کفر ہے، ہم اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔''[1]

﴿3﴾......حضرت سیِّدُ نا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیروت میں رہتے تھے، ایک نصرانی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''بَعْلَبَکَّ کے حاکم نے ایک حق کے سلسلے میں مجھ پر ظلم کیا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے متعلق اس کی طرف لکھیں۔'' وہ بطورِ ہدیہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس ایک شہد کی صراحی لایا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں تجھے یہ صراحی واپس کر دوں اور (سفارشی بن کر) اس کی طرف لکھ دوں اور اگر چاہے تو اسے رکھ لوں لیکن سفارش نہ کروں۔'' تو نصرانی نے عرض کی: ''لکھ دیں اور وہ برتن واپس کر دیں۔'' چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حاکم سے سفارش کی کہ اس کا خراج کم کر دے تو اس نے 30 درہم کم کر دیا۔[2]

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ''اگر قاضی نے اپنے فیصلے پر رشوت لی تو اس کا فیصلہ مردود ہے اگرچہ وہ حق فیصلہ کرے اور رِشوت بھی مردود ہوگی اور جب قاضی کو فیصلے پر رشوت دی جائے تو اس کا عہدۂ قضا باطل اور فیصلہ مردود ہے، البتہ! جو شخص بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے اس کے حق میں حصولِ انعام کے لئے (بادشاہ پر) مال خرچ کرنا رشوت میں سے نہیں بلکہ یہ دینا جائز ہے۔''

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ و الثلاثون: آخذو الرشوۃ علی الحکم، ص۱۵۔

[2] ......المرجع السابق۔

کبیرہ نمبر429: سفارش کے سبب تحائف قبول کرنا

سفارش میں ہدیہ دینے کی مذمّت:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے کسی شخص کے لئے سفارش کی اس پر اس کو ہدیہ دیا گیا اور اسے قبول کر لیا تحقیق وہ کبیرہ گناہوں کے بڑے دروازے پر آ گیا۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حرام کمائی ہے اور اسے حضرت سیِّدُنا امام قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) سے نقل کیا۔

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کے متعلق بعض ائمہ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی تصریحات موجود ہیں لیکن اس میں مزید غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہمارے اصولوں کے مطابق نہیں بلکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ جسے قید کیا گیا پھر اس نے کسی دوسرے پر اس لئے مال خرچ کیا تا کہ وہ اس کی سفارش کرے اور اس کے چھٹکارے کے لئے بات چیت کرے تو جائز ہے اور یہ بھی دینا جائز ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ ممانعت کو حرام کام میں سفارش کرنے کے بدلے مال لینے پر محمول کیا جائے۔

---

(1)......سنن ابی داود،کتاب الاجارۃ،باب فی الھدیۃ لقضاء الحاجۃ، الحدیث:۳۵۴۱،ص۱۴۸۶۔

الترغیب والترھیب،کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی قضاء الحوائج......الخ، الحدیث:۴۰۳۳،ج۳،ص۳۲۰۔

کبیرہ نمبر430: ناحق جھگڑا کرنا یا لاعلمی میں جھگڑا کرنا مثلاً قاضی کے وکلا کا آپس میں جھگڑنا

کبیرہ نمبر431: طلبِ حق کے لئے جھگڑنا جبکہ مدّمقابل کو تکلیف دینے اور اس پر غلبہ پانے کے لئے انتہائی دُشمنی اور جھوٹ سے کام لیا جائے

کبیرہ نمبر432: محض دُشمنی کی وجہ سے مخالف پر سختی کے ارادے سے جھگڑا کرنا

کبیرہ نمبر433: بلاوجہ جھگڑا کرنا

کبیرہ نمبر434: مذمُوم جھگڑا کرنا

جھگڑے کی مذمّت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۲۰۴ تا ۲۰۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تیرے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔''(1)

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المراء، الحدیث: ۱۹۹۴، ص ۱۸۵۱۔

﴿2﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ شخص بہت زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔'' (۱)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی (متوفی ۲۰۴ھ) اپنی کتاب ''اَلْاُم'' میں امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نقل فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک جھگڑے میں وکیل بنایا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمانے لگے: ''جھگڑے میں سختی وتباہی ہے اور اس میں شیطان آگھستا ہے۔'' (۲)

﴿3﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی جھگڑے میں بغیر علم کے بحث کی وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔'' (۳)

﴿4﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت حاصل کرنے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر یہ کہ انہوں نے جھگڑا کیا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَاضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۝۵۸ ترجمۂ کنزالایمان: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ۔'' (۴)

(پ۲۵، الزخرف:۵۸)

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور پہلے گناہ کے متعلق بخاری شریف کی مذکورہ حدیثِ پاک صریح ہے، بعد والے گناہ بھی اسی جیسے ہیں اور یہ واضح ہے۔ میں نے دیکھا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے باہمی جھگڑے میں بدتہذیبی کو کبیرہ گناہ شمار کیا اور مراء وجدال دونوں کو الگ الگ مطلقاً کبیرہ گناہ شمار کیا ہے مگر اس میں مزید غور وفکر کی ضرورت ہے، اسی لئے میں نے اس کے ساتھ مذموم کی قید لگائی۔ حضرت سیِّدُنا امام یحیٰی بن شرف

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، باب وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ، تحت الآیۃ۲۰۴، الحدیث۴۵۲۳، ص۳۷۱۔

(۲)......الام للامام الشافعی، کتاب الرھن الکبیر، باب الضمان، الوکالۃ، ج۳، الجزء الثالث، ص۲۳۷۔

(۳)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت وآداب اللسان، باب ذم الخصومات، الحدیث۱۵۴، ج۷، ص۱۱۱۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الزخرف، الحدیث۳۲۵۴، ص۱۹۸۴۔

نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) کا بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے نقل کردہ یہ قول اسے کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تائید کرتا ہے کہ ''میں نے باہمی جھگڑے سے بڑھ کر دِین کو برباد، مروّت کو کم، لذّت کو ضائع اور دِل کو مشغول کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔'' (1)

جھگڑے کی مذموم اور جائز صورتیں:

اَلْاَذْکَار لِلنَّوَوِی میں ہے کہ اگر آپ کہیں کہ اپنے حقوق کی خاطر انسان کے لئے جھگڑے کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کیا یہ اس صورت میں بھی مذموم ہوگا؟ تو اس کا جواب حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے یہ دیا ہے کہ مذمت اُس کے لئے ہے جو باطل میں یا بغیر علم کے جھگڑا کرے جیسے قاضی کا وکیل، کیونکہ وہ یہ جانے بغیر وکیل بن جاتا ہے کہ حق پر کون ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنا حق طلب کرتا ہے مگر صرف بقدرِ حاجت پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مدِّ مقابل پر غلبہ پانے یا اسے تکلیف دینے کے لئے انتہائی دُشمنی اور جھوٹ سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اس مذمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یونہی جو شخص محض دُشمنی کی بنا پر مدِّ مقابل پر غالب آنے یا اسے نیچا دکھانے کے لئے جھگڑا کرتا ہے۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو جھگڑے میں اذیت ناک الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ اُسے حصولِ مقصد کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جھگڑے کی مذکورہ تمام صورتیں قابلِ مذمّت ہیں لیکن جو شخص مظلوم ہو اور شرعی طریقے سے اپنے مقدمے کی نصرت کرے کہ نہ انتہائی دُشمنی اور لڑائی جھگڑے سے کام لے، نہ مدِّ مقابل سے بغض وعناد کرے اور نہ ہی اسے ایذا پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے ایسا جھگڑا نہ تو قابلِ مذمّت ہے اور نہ ہی حرام، لیکن بہتر یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو اس سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ جھگڑے میں زبان کو حدِّ اعتدال پر رکھنا مشکل ہوتا ہے اور چونکہ دُشمنی سینوں میں غصے کی آگ بھڑکاتی اور غضب کو اُبھارتی ہے، لہٰذا جب غصہ بڑھ جاتا ہے تو دونوں کے درمیان کینہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی برائی پر خوش اور خوشی پر غمگین ہوتا ہے اور اس کی عزت خراب کرنے میں اپنی زبان آزاد کر دیتا ہے۔ پس جو جھگڑا کرتا ہے اُسے یہ آفات پیش آتی ہیں اور اس میں سب سے چھوٹی آفت یہ

(1) ......الاذکارللنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالھا، ص۲۹۶۔

ہے کہ اس کا دل ہر لمحہ اسی میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز میں ہوتا ہے لیکن اس کا دل لڑائی جھگڑوں میں مشغول ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی حالت استقامت پر باقی نہیں رہتی۔ خصومت ہر برائی کی جڑ ہے اسی طرح مِراء و جدَال ہیں۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ لڑائی جھگڑے کا دروازہ نہ کھولے سوائے اس کے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو پھر بھی اپنی زبان و دل کو اس کی آفات سے بچائے۔ (۱)

بعض متأخرین علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''قاضی کے وکلا کی گواہی قبول نہ کرنا عجیب مسئلہ ہے۔'' حالانکہ آج کل اکثر قاضیوں کے وکلا کے اعتبار سے اس مسئلے کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ وہ وکالت میں قبیح مفاسد اور کبیرہ گناہوں بلکہ قابلِ نفرت فحش باتوں کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

خصومت، مِراء اور جدال کی تعریفیں:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: 'آفاتِ زبان میں خصومت، مِراء اور جدال بھی قابلِ مذمَّت ہیں۔ مِراء سے مراد یہ ہے کہ کسی کی خامیاں نکالنے کے لئے اس کے کلام میں طعن کرنا اور اس سے مقصود اس کی حقارت اور اپنی برتری کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ جِدَال مذاہب کو ظاہر اور ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ خُصُومَت سے مراد اپنا یا دوسرے کا مال لینے کے لئے کلام میں جھگڑا کرنا ہے۔ یہ کبھی ابتداءً ہوتی ہے اور کبھی بطورِ اعتراض، البتہ! مِراء صرف بطورِ اعتراض ہوتا ہے۔ (۲)

حضرت سیِّدُنا امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جدال کبھی حق میں ہوتا ہے وہ یوں کہ حق کا اثبات، اظہار اور وضاحت کرنا اور کبھی باطل میں ہوتا ہے وہ اس طرح کہ حق کو روکنا یا بغیر علم کے جھگڑا کرنا۔ چنانچہ، اس کے متعلق 3 فرامین خداوندی ملاحظہ فرمائیے:

وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۗ ترجمہ کنز الایمان: اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۴۶)

---

(۱)......الاذکار للنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالها، ص ۲۹۶۔

(۲)......المرجع السابق۔ احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة الخصومة، ج۳، ص ۱۴۶۔

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ (پ۱۴، النحل۱۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اوران سے اس طریقہ پر بحث کرو جوسب سے بہتر ہو۔

مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر۔

(پ۲۴، المؤمن:۴)

مذکورہ تفصیل کے مطابق ذکرکردہ آیات کے علاوہ بھی کئی آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں سے بعض اس کی مذمت اور بعض اس کی تعریف میں وارد ہوئیں۔ (1)

فائدہ:

حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ بہت زیادہ جھگڑنا صغیرہ گناہوں میں داخل ہے اگرچہ جھگڑنے والا حق پر ہو۔حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''شیخین نے صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے کلام سے یہ بات سمجھی ہے کہ صغیرہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے جیسا کہ ذہن اسی طرف جاتا ہے اورفقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی اصطلاح میں یہی مشہور ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی یہ مراد نہ ہو بلکہ اسے ان میں اوران کے علاوہ ایسے گناہوں میں شمار کیا ہو جن سے شہادت رد ہوجاتی ہے اگرچہ فاعل گنہگار نہیں ہوتا۔عنقریب اس کا تائیدی کلام آئے گا، کیونکہ یہ کہنا بعید از قیاس ہے کہ جو جھگڑے میں حق پر ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے، البتہ! یہ کہا جاسکتا ہے کہ اکثر جھگڑنے والا گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔'' صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے شاگرد نے اَلْخَادِم میں اسی طرح ذکر کیا اور فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے اس سے عام معنی مراد لیا اور مروّت کم کرنے والے کاموں سے بھی شہادت رد ہوجاتی ہے، لہٰذا جو جھگڑے میں حق پر ہو اسے بھی اسی میں شمار کیا کیونکہ کوئی بھی اسے گناہ گار نہ کہے گا بلکہ یہ ترکِ مروّت کے باب سے ہے اور بغیر کسی عجیب بات وغیرہ کے ہنسنے کا حکم بھی یہی ہے۔اگر آپ کہیں کہ جس کام میں کوئی گناہ نہ ہواُسے صغیرہ گناہ قرار دینا اصطلاح سے خارج ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شہادت قبول نہ ہونے میں جھگڑے کا حکم صغیرہ گناہ کے حکم جیسا ہے جب وہ اس پر اصرار کرے۔

(1)......الاذکارللنووی، کتاب حفظ اللسان، باب فی الفاظ یکرہ استعمالها،فصل نهی الامراۃ ان تخبر......الخ، ص۲۹۶۔

مروّت کے بارے میں حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''جو سنتِ مؤکدہ اور رکوع وسجود کی تسبیحات چھوڑنے کا عادی ہو سنتوں میں سستی کرنے کی وجہ سے اس کی گواہی رد کی جائے گی۔'' پس یہ اس بارے میں صریح ہے کہ خلافِ مسنون کام پر ہمیشگی اختیار کرنے سے گواہی رد کر دی جائے گی حالانکہ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مطلقاً فرمایا کہ سائل کو (خالی ہاتھ) لوٹانا صغیرہ گناہ ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''مباح کام بھی ہمیشگی اختیار کرنے سے صغیرہ گناہ بن جاتا ہے جیسے شطرنج کھیلنا۔'' (1)

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے غیر حرام پر صغیرہ گناہ کا اطلاق کیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا کلام اختتام کو پہنچا۔

مذکورہ کلام سے واضح ہوا کہ جھگڑوں کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے جو بحث فرمائی اور حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اُس کو صحیح قرار دیا وہ اس طرح نہیں جیسے حضرات شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے فرمایا اور ان کا کلام صَاحِبُ الْعُدَّۃ کے کلام کے مطابق بھی نہیں کیونکہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ نافرمانی ہے جیسا کہ سنتیں چھوڑنے والا گناہ گار نہیں ہوتا مگر سنتوں کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جھگڑوں کی کثرت، عدم چشم پوشی اور حد سے بڑھنا سختی اور جرأت کا باعث ہے اور بغیر علم کے جھگڑنا بھی جھگڑے کی کثرت کے معنی میں ہے جیسا کہ قاضی کے وکلا کرتے ہیں۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اس کی تصریح فرمائی اور حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے ان کے حوالے سے ''اَلْاَذْکَار'' میں اسے نقل فرمایا۔

---

(1) ......احیاء علوم الدین، کتاب التوبۃ، باب بیان أقسام الذنوب بالإضافۃ إلی صفات العبد، ج۴، ص۲۸۔

باب القسمۃ

کبیرہ نمبر435: تقسیم کرنے میں ظلم کرنا

کبیرہ نمبر436: قیمت لگانے میں ظلم کرنا

قریش کی فضیلت:

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گھر میں تشریف فرما ہوئے جہاں قریش کا ایک گروہ تھا، آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چوکھٹ کے دونوں اطراف پکڑ کر فرمایا: ''کیا گھر میں قریش کے علاوہ بھی کوئی ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''سوائے ہمارے بھانجے کے کوئی نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''یقیناً یہ خلافت کا معاملہ قریش میں رہے گا جب تک کہ لوگ ان سے رحم طلب کریں تو یہ رحم کریں اور جب فیصلہ کریں تو عدل کریں اور جب تقسیم کریں تو انصاف کریں اور ان میں سے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' (1)

تنبیہ:

میں نے کسی کو مذکورہ دونوں گناہوں کو کبیرہ شمار کرتے ہوئے نہیں پایا مگر پہلے گناہ کے متعلق صریح حدیثِ پاک موجود ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا جائے گا بلکہ یہ ان گناہوں میں سے ہے جن کے کبیرہ ہونے پر حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے کیونکہ تقسیم میں ظلم کرنا کہ جس پر مذکورہ عام لعنت کی وعید ہے، حصوں اور قیمت لگانے میں ظلم کرنے کو شامل ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

(1) ......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۵۶۲، ج۲، ص۲۷۔

کتاب الشہادات

کبیرہ نمبر437: جھوٹی گواہی دینا

کبیرہ نمبر438: جھوٹی گواہی قبول کرنا

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹی گواہی کی مذمت:

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ضرور ارشاد فرمائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھے گئے اور ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ ''کاش! آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموشی اختیار فرمائیں۔'' (۱)

﴿2﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا اور (۴) جھوٹی قسم کھانا۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اور وہ جھوٹ بولنا ہے یا فرمایا: جھوٹی گواہی دینا ہے۔'' (۳)

۱......صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب ماقیل فی شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۶۵۴، ص ۲۰۹۔

۲......صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغَموس......الخ، الحدیث ۶۶۷۵، ص ۵۵۸۔

۳......صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث: ۵۹۷۷، ص ۵۰۶۔

جھوٹی گواہی دینا شرک کے برابر ہے:

﴿4﴾......حضرت سیِّدُ ناخُرَیم بن فاتِک اَسَدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکر 3 مرتبہ ارشاد فرمایا:''جھوٹی گواہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ (پ۱۷،حج:۳۰،۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے،ایک اللہ کے ہوکر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو۔[1]

جھوٹا گواہ جہنمی ہے:

﴿5﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''[2]

﴿6﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''(بروزِ قیامت) جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس کے لئے جہنم واجب ہوجائے گا۔''[3]

شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''قیامت کی ہولناکی کے سبب پرندے چونچیں ماریں گے اور دُموں کو حرکت دیں گے اور جھوٹی گواہی دینے والا کوئی بات نہ کرے گا اور اس کے قدم ابھی زمین سے جدا بھی نہ ہوں گے کہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''[4]

گواہی چھپانا گویا جھوٹی گواہی دینا ہے:

﴿8﴾......حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے گواہی چھپائی جب

---

[1] ......سنن ابی داود،کتاب القضاء، باب فی شهادة الزور، الحدیث:۳۵۹۹،ص۱۴۹۰۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحدیث:۱۰۶۲۲،ج۳،ص۵۸۵۔

[3] ......سنن ابن ماجه، ابواب الشهادات، باب شهادة الزور، الحدیث:۲۳۷۳،ص۲۶۱۹۔

[4] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۱۶،ج۵،ص۳۶۲،"لایفارق"بدله"لاتقار"۔

اسے گواہی کے لئے بلایا گیا تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔“ [1]

﴿9﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“ اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حالتِ اِحْتِبَاء [2] میں تشریف فرما تھے پھر ہاتھ چھوڑ کر اپنی زبانِ حق ترجمان کو پکڑا اور ارشاد فرمایا: ”جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔“ [3]

﴿10﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔“ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

(پھر ارشاد فرمایا:) ”اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“ اس کے بعد یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ (پ ۲۱، لقمان: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سہارا لئے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر تشریف فرما ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ”جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔“ [4]

تنبیہ:

مذکورہ دو گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے ان میں سے پہلے گناہ کے متعلق علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے اور دوسرے کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔

---

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث۴۱۶۷، ج۳، ص۱۵۶۔

[2] ......اِحْتِبَاء یہ ہے کہ ”دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھ کر ہاتھوں سے پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنا لینا۔ اس طرح بیٹھنا سنت ہے۔“ (مراۃ المناجیح ج۶، ص۳۷۸، ملخصًا)

[3] ......مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث۳۸۴، ج۱، ص۲۹۲۔

[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث۲۹۴، ج۱۸، ص۱۴۰، ”فقعد“ بدله ”فاحتفز“۔

جھوٹی گواہی کی تعریف:

جھوٹی گواہی یہ ہے کہ کوئی اس بات کی گواہی دے جس کا اس کے پاس ثبوت نہ ہو۔حضرت سیِّدُ نا امام عزالدین بن عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام فرماتے ہیں:''جھوٹی گواہی کو گناہِ کبیرہ شمار کرنا واضح ہے جبکہ یہ بہت زیادہ مال میں ہو اور اگر کم مال میں ہو مثلاً کشمش یا کھجور وغیرہ میں تو اس کو گناہِ کبیرہ قرار دینا مشکل ہے۔پس ان خرابیوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی خاطر اسے کبیرہ گناہ قرار دینا جائز ہے جیسا کہ شراب کا ایک قطرہ بھی پینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ فساد ثابت نہ ہو اور جھوٹی گواہی سے حاصل ہونے والے مال کی مقدار کو چوری کے نصاب کے برابر قرار دینا بھی جائز ہے۔''مزید فرماتے ہیں کہ''یتیم کا مال کھانے کے بارے میں بھی یہی قول ہے۔''

(حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) **اَلْخَادِم** میں فرماتے ہیں کہ دوسرے قول کی تائید میں حضرت سیِّدُ نا امام ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا یہ قول ہے کہ غصب کے گناہِ کبیرہ ہونے میں شرط ہے کہ مغصوبہ چیز چوتھائی دینار کی ہو۔'' لیکن حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدالسلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ ایک دانہ بھی غصب یا چوری کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع ہے اور یہ قول پہلے قول کی تائید کرتا ہے یعنی اس انتہائی قبیح فساد کو دائمی طور پر بند کرنے کے لئے جھوٹی گواہی کے کبیرہ گناہ ہونے میں کوئی فرق نہیں خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔اسی وجہ سے اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا اور اسے بیان کرتے وقت حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آگئے اور بار بار بیان کیا جبکہ اس سے بڑے گناہوں جیسے قتل وزنا کو بیان کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایسی کیفیت طاری نہ ہوئی۔لہٰذا یہ بات اس معاملے کے خطرناک ہونے پر دلالت کرتی ہے،یہی وجہ ہے کہ بیان کردہ بعض احادیثِ مبارکہ میں اسے **اَکْبَرُ الْکَبَائِر** بھی کہا گیا۔

اسی طرح حضرت سیِّدُ نا شیخ عزالدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:''اگر ناحق گواہی میں گواہ جھوٹا ہو تو وہ 3 گناہوں کا مرتکب ہوگا:(۱)......نافرمانی کا گناہ(۲)......ظالم کی مدد کرنے کا گناہ اور(۳)......مظلوم کو رسوا کرنے کا گناہ اور اگر گواہ سچا ہو تو صرف نافرمانی کے گناہ میں مبتلا ہوگا اور ظالم کے ذمہ کو بری کرنے اور مظلوم کو اس کا حق پہنچانے کی وجہ سے دیگر گناہوں کا مرتکب نہ ہوگا۔''مزید ارشاد فرماتے ہیں:''جس نے حق کی گواہی دی اگر وہ سچا ہو تو اسے اس کے

ارادے، اطاعت، مستحق کو حق دِلانے اور ظالم کو ظلم سے بچانے پر ثواب دِیا جائے گا اور اگر وہ اپنی گواہی کی وجہ سے حق کو ساقط کرنے کے سبب جھوٹا ہو لیکن اسے اس ساقط ہونے کا علم نہ ہو تو اسے اپنے نیک ارادے کی وجہ سے ثواب ملے گا مگر گواہی کی وجہ سے ثواب نہ ملے گا کیونکہ یہ گواہی دونوں فریقوں کے لئے نقصان دِہ ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جو گواہی کسی پر قرض کی ادائیگی کو لازم قرار دینے اور ظالم سے ظلماً لی ہوئی چیز کے لوٹانے کا مطالبہ کرنے کے متعلق ہو اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے کیونکہ اسباب ومباشرات (یعنی بالواسطہ اور بلاواسطہ معاملات) میں غلطی و جہالت دونوں ضمان (یعنی تاوان) میں برابر ہیں۔''

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر439: **بلا عذر گواہی چھپانا**

قرآنِ مجید میں گواہی چھپانے کی مذمّت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۸۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار رہے۔

حدیثِ پاک میں گواہی چھپانے کی مذمّت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب کسی کو گواہی کے لئے بلایا جائے اس وقت اس نے گواہی چھپائی تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔''[1]

تنبیہ: اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام جلال الدین بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں یہ قید لگائی ہے کہ اسے گواہی کے لئے بلایا جائے اور وہ انکار کر دے۔ اس کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

1 ......المعجم الاوسط، الحدیث۴۱۶۷، ج۳، ص۱۵۶۔

وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۸۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں۔

رہا وہ شخص جس کے پاس کسی شخص کے حق میں گواہی ہو لیکن اسے معلوم نہ ہو یا وہ کسی ایسے معاملے کا گواہ ہو جو دعویٰ کا محتاج نہ ہو بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر کا امیدوار ہو۔ اس صورت میں اس نے نہ تو اس کی گواہی دی اور نہ ہی صاحبِ حق کو کچھ بتایا کہ اسے گواہی کی خاطر بلایا جاتا تو کیا یہ بھی گواہی چھپانا کہلائے گا؟ تو اس مسئلہ میں غور وفکر کی ضرورت ہے اور گواہی دینے کے متعلق شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کا کلام اس پر دلیل ہے کہ وہ قصوروار نہیں ہوگا۔ مگر اس میں بھی مزید غور وفکر کی ضرورت ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا اور آیتِ مبارکہ اُس مفہوم پر دلالت نہیں کرتی جس کے ساتھ اسے مقید کیا گیا ہے۔ لہٰذا قابلِ ترجیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر440: ایسا جھوٹ جس میں حد یا ضرر ہو

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ (پ۱۲، ھود:۱۸) ترجمۂ کنز الایمان: ارے! ظالموں پر خدا کی لعنت۔

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹ کی مذمّت:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک صِدِّیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتے ہیں، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کَذَّاب لکھ دیا جاتا ہے۔''[1]

[1] ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث:۱۹۷۱، ص۱۸۵۰۔

﴿2﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں (لے جاتے) ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ گناہوں کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں (لے جاتے) ہیں۔'' (۱)

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابنِ لُہَیْعَہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! جنتی عمل کون سا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سچ، جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیک ہو جاتا ہے اور جب نیک ہو جاتا ہے تو مومن بن جاتا ہے اور جب مومن بن جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' پھر عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! جہنمی عمل کون سا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹ، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہگار ہو جاتا ہے اور جب گنہگار ہوتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور جب کافر ہو جاتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (۲) (یہاں جھوٹ ترک کرنے پر ابھارا گیا ہے۔ فیض القدیر، ج۴، ص۴۷۷)

جھوٹ کی اشاعت کرنے کی سزا:

﴿4﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''میں نے آج رات دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ شخص جسے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے، یہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے جو جھوٹی خبر دیتا ہے، جو اس سے نقل کی جاتی ہے، حتی کہ سارے ملک میں پھیل جاتی ہے۔ لہٰذا قیامت تک اسے یہ عذاب دیا جاتا رہے گا۔'' (۳)

منافق کی علامات:

﴿5﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''منافق کی 3 نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور (۳) جب عہد

(۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الکذب، الحدیث۵۷۰۴، ج۷، ص۴۹۴۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث۶۶۵۲، ج۲، ص۵۸۹۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالی: یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ......الخ، الحدیث۶۰۹۶، ص۵۱۵۔

کرے تو عہد شکنی کرے۔'' (۱)

﴿6﴾......ایک روایت میں مزید یہ بھی ہے: ''اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خود کو مسلمان کہتا پھرے۔'' (۲)

﴿7﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عن العیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جس میں 4 خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب کوئی معاہدہ کرے تو اسے توڑ دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔'' (۳)

﴿8﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس میں (درج ذیل) تین باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج وعمرہ کرے، اور کہے کہ میں مسلمان ہوں: (۱)...... جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲)...... جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور (۳)...... جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' (۴)

کامل مومن کی علامت:

﴿9﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مذاق میں بھی جھوٹ بولنا اور جھگڑنا نہ چھوڑ دے اگرچہ سچا ہو۔'' (۵)

﴿10﴾......حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ برکت نشان ہے: ''بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ٹھٹھا کرنا اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے اور جھگڑنا بھی چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو۔'' (۶)

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق، الحدیث:۳۳، ۳۴، ص۵۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق، الحدیث:۲۱۳، ص۶۹۰۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث:۳۴، ص۵۔

(۴)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث:۴۰۸۵، ج۳، ص۳۹۶۔

(۵)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۸۷۷۴، ج۳، ص۲۹۰، ۲۹۱۔

(۶)......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الصدق ۔۔الخ، الحدیث:۴۵۱۱، ج۳، ص۴۵۵۔

مومن جھوٹا اور خائن نہیں ہوسکتا:

﴿11﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انسان کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں۔'' (۱)

﴿12﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر خصلت ہوسکتی ہے۔'' (۲)

﴿13﴾......مروی ہے کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پوچھا گیا: ''کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پوچھا گیا: ''کیا مومن کذاب (یعنی جھوٹا) ہوسکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' (۳)

﴿14﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: ''کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہوسکتے، نہ سچ اور جھوٹ ایک ساتھ جمع ہوسکتے ہیں اور نہ ہی امانت اور خیانت ایک ساتھ اکٹھے ہوسکتے ہیں۔'' (۴)

﴿15﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے جس میں وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو جبکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔'' (۵)

﴿16﴾......ایک روایت میں ہے: ''جبکہ اس بات میں تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔'' (۶)

﴿17﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''خبردار! جھوٹ

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث: ۲۲۲۳۲، ج۸، ص۲۷۶، ''المرء'' بدلہ ''المؤمن''۔

(۲)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۱۱۳۹، ج۳، ص۳۴۰۔

(۳)......المُوَطّأ للامام مالک، کتاب الکلام، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث: ۱۹۱۳، ج۲، ص۴۶۸۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۶۰۱، ج۳، ص۲۱۲، بتقدمٍ وتأخرٍ۔

(۵)......الادب المفرد للبخاری، باب اذا کذبت لرجل ہو لک مُصَدِّقٌ، الحدیث: ۳۹۳، ص۱۰۷۔

(۶)......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی المعاریض، الحدیث: ۴۹۷۱، ص۱۵۸۷۔

چہرے کو سیاہ کرتا اور چغلی عذابِ قبر میں مبتلا کرتی ہے۔'' (۱)

﴿18﴾......سرکارِمدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:'' والدین کے ساتھ نیک سلوک عمر میں اضافہ کرتا،جھوٹ رزق میں کمی کرتا اور دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔'' (۲)

جھوٹ سے فرشتوں کی نفرت:

﴿19﴾......میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:'' جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس سے آنے والی بدبو کی وجہ سے فرشتے ایک مِیل دُور چلے جاتے ہیں۔'' (۳)

سب سے بری عادت:

﴿20﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی عادت نہ تھی۔جب کسی کا اس عادت میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا تو وہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ منوَّر سے نکل جاتا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جان لیتے کہ اس نے توبہ کرلی ہے۔'' (۴)

﴿21﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ تاجدارِ رِسالت،شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی خصلت نہ تھی اور کوئی شخص حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی موجودگی میں جھوٹ بولتا تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ بات اپنے قلبِ اطہر میں رکھ لیتے (یعنی اسے ناپسندیدہ جانتے) یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کرلی ہے۔'' (۵)

﴿22﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور نبئ پاک،صاحبِ لَوْلاک

......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث ابی برزۃ الاسلمی، الحدیث:۷۴۰۴،ج۶،ص۲۷۲۔

......الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم۶۰۰ خالد بن اسماعیل ،ج۳، ص۴۷۹۔

......جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الحدیث:۱۹۷۹،ص۱۸۵۰۔

......الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الصدق۔۔الخ، الحدیث:۴۵۲۳،ج۳،ص۴۵۶۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث:۲۵۲۳۵،ج۹،ص۴۹۱۔

صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند کوئی چیز نہ تھی، جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کے جھوٹ پر آگاہ ہوتے اگرچہ وہ چھوٹا سا ہوتا تو اسے اپنے قلبِ اطہر سے نکال دیتے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جان لیتے کہ اس نے نئے سرے سے توبہ کر لی ہے۔''[1]

جھوٹ جھوٹ ہی ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا:

﴿23﴾......حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنت یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ہم میں سے کسی نے اپنی پسندیدہ چیز کے متعلق کہا: یہ مجھے پسند نہیں، تو کیا یہ جھوٹ شمار ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''بے شک جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے سے جھوٹ کو بھی چھوٹا سا جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے۔''[2]

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی بچے سے کہا: اِدھر آؤ! میں تمہیں کچھ دوں گا، پھر اسے کچھ نہ دیا تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔''[3]

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک دن نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ مجھے میری امی جان نے بلایا اور کہا: ''اِدھر آؤ، میں تمہیں کچھ دوں گی۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''میرا اسے کھجور دینے کا ارادہ ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''[4]

---

[1] ......المستدرک، کتاب الاحکام، باب ظھور شھادۃ الزور من أشراط الساعۃ، الحدیث: ۷۱۲۶، ج۵، ص۱۳۳۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسماء بنت عمیس، الحدیث: ۲۷۵۴۴، ج۱۰، ص۴۱۳، عن اسماء بنت عمیس۔

[3] ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، باب ذم الکذب، الحدیث: ۵۲۴، ج۷، ص۲۹۷۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۸۴۳، ج۳، ص۴۶۷۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب التشدید فی الکذب، الحدیث: ۴۹۹۱، ص۱۵۸۸۔

﴿26﴾......سرکارِمکۂ مکرمہ، سردارِمدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اُس شخص کے لئے ہلاکت ہے جولوگوں کو ہنسانے کے لئے بات کرتا اور جھوٹ بولتا ہے، اُس کے لئے ہلاکت ہے، اُس کے لئے ہلاکت ہے۔'' (۱)

﴿27﴾......دوجہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بروزِ قیامت 3(قسم کے)لوگوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا حکمران اور (۳) متکبر فقیر۔'' (۲)

﴿28﴾......سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''3 شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا حاکم یا بادشاہ اور (۳) خود پسند اور متکبر فقیر۔'' (۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے تصریح کی ہے لیکن ایک قول کے مطابق اس کے گناہِ کبیرہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ اس میں کوئی ضرر بھی ہو، اس لئے کہ مطلقاً جھوٹ کبیرہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی یہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے جیسے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جھوٹ باندھنا اور کبھی کبیرہ نہیں ہوتا۔

مذکورہ قول میں غور وفکر کی ضرورت ہے بلکہ توجہ اس طرف جاتی ہے کہ جب جھوٹ کا نقصان شدید ہو کہ عام طور پر برداشت نہ کیا جاسکے تو یہ گناہِ کبیرہ ہوگا۔ البتہ! حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلْبَحْر'' میں تصریح فرمائی ہے کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے اگرچہ نقصان نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ جس نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس کی گواہی مقبول نہیں، اگرچہ اس کا جھوٹ کسی دوسرے کو نقصان نہ دے کیونکہ جھوٹ ہر حال میں حرام ہے اور اس کی مذمَّت میں حدیثِ پاک مروی ہے اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ ظاہراً یا صراحۃً اس کی موافقت کرتی ہیں۔ گویا علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی اس مؤقِّف سے عدول کرنے (یعنی پھرنے) کی وجہ اکثر لوگوں کا اس میں مبتلا ہونا ہے۔ ایک طبقۂ علما

......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس، الحدیث:۲۳۲۲، ص۱۸۸۵۔

......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب غلظ تحریم إسبال الإزار......الخ، الحدیث:۲۹۶، ص۶۹۶، بتقدیمٍ و تأخیرٍ۔

......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث:۲۵۲۹، ج۶، ص۴۹۳۔

کے نزدیک یہ حکم میں غیبت کی مثل ہے جیسا کہ اُس کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ کبھی محض خالی جھوٹ بھی کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کتاب ''اَلْاُم''میں فرماتے ہیں کہ ''جو شخص واضح طور پر جھوٹ بولتا ہو اور اسے نہ چھپاتا ہو اس کی گواہی جائز نہیں۔''[1]

جھوٹ کی تعریف:

اہلسنّت کے نزدیک جھوٹ یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق اس کی اصلی حالت کے برعکس خبر دینا خواہ اسے معلوم ہو اور جان بوجھ کر ایسا کرے یا معلوم نہ ہو۔ اس کے گناہ ہونے کے لئے 2 شرائط ہیں: (۱) کسی چیز کا علم ہونا اور (۲) جان بوجھ کر اس کے خلاف بیان کرنا۔

معتزلہ نے گنہگار ہونے کے لئے صرف علم ہونا شرط قرار دیا ہے جبکہ مذہبِ اہلسنّت کے مطابق جس نے اپنے گمان کے مطابق کسی چیز کے متعلق اس کی اصلی حالت کے برعکس خبر دی تو وہ جھوٹا تو ہے مگر گنہگار نہیں۔جھوٹ کا گناہِ صغیرہ یا کبیرہ ہونا علم کے ساتھ مقید ہے اور اس کے تھوڑا یا زیادہ ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اَلرِّسَالَۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حد اور کسی نقصان سے خالی جھوٹ فسق کو لازم نہیں کرتا جیسا کہ حضرات شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے رہن کے باب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:''اگر دو آدمیوں نے کسی چیز میں باہم جھگڑا کیا، پھر کسی واقعہ میں گواہی دی تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اگرچہ اس جھگڑے میں ان دونوں میں سے ایک جھوٹا ہو۔''

پھر اس کی علّت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''اس کا محل یہ ہے کہ حد اور ضرر سے خالی ہو۔''حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں:''کبھی (حد اور ضرر سے خالی) ایک جھوٹ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔''اور''اَلْبَحْر''میں مُرسَل حدیثِ پاک ذکر کی گئی کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے محض ایک

---

[1] ......الام للامام الشافعی، کتاب القاضی الی القاضی، باب شهادة الاعمی، ج۴،الجزء السابع، ص۵۶۔

جھوٹ بولنے کے سبب ایک شخص کی گواہی رد فرما دی۔

جھوٹ کی جوازی صورتوں کا بیان:

جان لیجئے! جھوٹ کبھی مباح ہوتا ہے اور کبھی واجب۔اس کا قاعدہ ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ہر اچھا مقصود جس کا حصول جھوٹ اور سچ دونوں طریقوں سے ممکن ہو اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر اس کا حصول جھوٹ کے ذریعے ممکن ہو اور مقصود کو حاصل کرنا مباح ہو تو اس میں جھوٹ بولنا مباح ہے اور اگر اس کا حصول واجب ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی بے قصور شخص کو دیکھے کہ وہ کسی ظالم کے ڈر سے چھپا بیٹھا ہے جو اسے قتل کرنے یا ایذاء دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو یہاں پر جھوٹ بولنا واجب ہے کیونکہ بے قصور شخص کو بچانا واجب ہے اسی طرح اگر کسی نے ایسی ودیعت کے متعلق پوچھا جو وہ اس سے چھیننا چاہتا تھا تو انکار کرنا واجب ہے اگرچہ جھوٹ بولنا پڑے بلکہ اگر وہ قسم لے تو قسم بھی اُٹھالے اور تَوْرِیَہ کرے (یعنی واضح معنی چھوڑ کر دوسرا مراد لے)، ورنہ حانث ہو جائے گا (یعنی قسم ٹوٹ جائے گی) اور کفارہ لازم ہوگا اور اکثر جنگی چال، دو ناراض ہونے والوں میں صلح کرانا اور مظلوم کے دل کو مائل کرنا جھوٹ کے بغیر نہیں ہوسکتا، لہٰذا ان صورتوں میں جھوٹ بولنا مباح ہے۔[1]

اگر کسی سے بادشاہ نے اس کے پوشیدہ گناہ کے بارے میں پوچھا جیسے زنا اور شراب نوشی تو اس کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور وہ یوں کہے: ''میں نے ایسا نہیں کیا۔'' اسی طرح اس کے لئے اپنے بھائی کے پوشیدہ گناہ کو بھی چھپانا جائز ہے۔

مذکورہ صورتیں بیان کرنے کے بعد حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ جھوٹ کے فساد اور سچ کی وجہ سے پیدا ہونے والی خرابیوں کے درمیان تقابل کیا جائے۔ اگر سچائی کا فساد زیادہ ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یا شک ہو تو جھوٹ بولنا حرام ہے۔ کسی معاملے کا تعلق اگر اپنی ذات سے ہو تو جھوٹ نہ بولنا زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر اس کا تعلق دوسرے کی ذات سے ہو تو

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الرابعة عشرة الکذب فی القول والیمین، ج۳، ص۱۶۹۔

اس کے حق کے معاملے میں چشم پوشی جائز نہیں۔ البتہ! احتیاط یہ ہے کہ جہاں جھوٹ بولنا مباح ہو وہاں بھی ترک کر دے اور جو بات مبالغۃً کہی جاتی ہے وہ حرام جھوٹ میں داخل نہیں جیسے کسی کو یہ کہنا کہ میں تیرے پاس ہزار بار آیا کیونکہ یہاں مبالغے کا سمجھانا مقصود ہے نہ کہ تعداد بتانا لیکن اگر وہ اس کے پاس صرف ایک مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔

کلامِ غزالی پر مصنِّف کا تبصرہ:

مبالغہ کے متعلق حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے بیان کردہ موقف پر صحیح حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''اَبُوْجَہْم اپنا عصا اپنی گردن سے اُتارتا ہی نہیں۔'' [1]

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا اَبُوْجَہْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر عصا رکھ دیتے تھے (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہٌ عن العُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مذکورہ فرمان بطورِ مبالغہ ہے)۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ودیعت کے بارے میں قسم کو واجب قرار دینے کا قول کمزور ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ قسم واجب نہیں اور جھوٹ کی اباحت پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ کلام کی تائید حدیثِ پاک میں بیان کردہ جھوٹ کی مباح صورتوں سے ہوتی ہیں، جو درج ذیل ہیں: (۱)......جھوٹ بول کر دو مردوں یا مرد اور عورت کے درمیان صلح کروانا (۲)......جنگ میں (چال چلنا) کہ جس سمت سے حملے کا ارادہ ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا اور (۳)......بیوی سے جھوٹ بولنا تاکہ اُسے شوہر سے راضی کر دے۔ اسی طرح شعر میں بھی جھوٹ جائز ہے بشرطیکہ اسے مبالغہ پر محمول کرنا ممکن نہ ہو۔ لیکن شعر میں جھوٹ کو گواہی قبول نہ ہونے میں (حرام) جھوٹ کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔

حضرت سیِّدُنا علامہ قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں: جھوٹ ہر حال میں حرام ہے، البتہ! اگر یہ مبالغہ کے طور پر شعرا اور کاتبوں (یعنی لکھنے والوں) کے طریقے پر ہو تو حرام نہیں مثلاً کسی کا یوں کہنا حرام نہیں کہ ''میں تیرے لئے دن رات دعا کرتا ہوں اور میری کوئی مجلس تیرے شکر سے خالی نہیں ہوتی۔'' کیونکہ جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کو سچ ظاہر کرتا اور اسے پھیلاتا ہے جبکہ شاعر کا مقصد شعر میں سچ ظاہر کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اشعار کی بناوٹ

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لا نفقۃ لھا، الحدیث: ۳۶۹۰، ص۹۳۱۔

ہے، لہٰذا اس بنا پر جھوٹ کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے حضرت سیِّدُ نا قفال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَلَال (متوفی ۳۶۵ھ) اور حضرت سیِّدُ نا صیدلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے یہ قول نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ھٰذَا حَسَنٌ بَالِغٌ یعنی یہ قول بہت اچھا ہے۔'' عنقریب شعر کی بحث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

تَوْرِیَہ کا بیان:

اَلْخَادِم میں ہے کہ جہاں جھوٹ جائز ہو تو کیا وہاں تَوْرِیَہ شرط ہے یا مطلقاً جھوٹ بولنا جائز ہے؟ [1]

توریہ کے فروعی (یعنی جزوی) مسائل میں اختلاف ہے مثلاً جب کسی کو طلاق پر مجبور کیا جائے اور وہ توریہ پر قادر ہو تو کیا اس کے لئے غیر طلاق (یعنی طلاق نہ دینے) کی نیت کرنا شرط ہے؟ اس صورت میں اصح (یعنی زیادہ صحیح) یہ ہے کہ اس کے لئے نیت کرنا شرط نہیں جبکہ غیر طلاق کا احتمال بھی ہے۔ کیونکہ توریہ میں نیت اور طلاق میں الفاظ دیکھے جاتے ہیں یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ کیا صراحتاً جھوٹ بولنا مباح ہے یا تعریض (یعنی توریہ) کرنا اور (حضرت سیِّدُ نا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ) ''بلاشبہ توریہ میں جھوٹ سے بچا جا سکتا ہے۔'' [2]

اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ مطلقاً توریہ واجب نہیں اس لئے کہ جھوٹ کو جائز قرار دینے والا عذر ترکِ توریہ کو بھی جائز قرار دیتا ہے کیونکہ توریہ میں حرج ہے۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) تصریح فرماتے ہیں: اور بہتر یہ ہے کہ (جھوٹ کے بجائے) توریہ کرے اور توریہ یہ ہے کہ مطلق طور پر ایک لفظ بولے جس کا ایک معنی ظاہر ہو

---

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صفحہ 518 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔''

[2] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث۴۷۹۴، ج۴، ص۲۰۳۔

مگر اُس کی مراد دوسرا معنی ہو جسے وہ لفظ شامل تو ہو لیکن وہ ظاہری معنی کے خلاف ہو۔جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کو تیری طرف سے اس کے متعلق کہی ہوئی بات کی خبر پہنچے اور وہ تصدیق چاہتا ہو تو، تو کہہ دے: ''اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا قُلْتُ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا یعنی میں نے اس میں سے جو کچھ کہا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے۔'' تو سننے والا مَا نافیہ سمجھے جبکہ تیری مراد مَا بمعنی اسمِ موصول اَلَّذِیْ ہو۔ (یعنی سننے والا اس کا مطلب یہ سمجھے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں نے اس میں سے کچھ نہیں کہا۔) اور حاجت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

توریہ کا حکم:

حاجت کے وقت توریہ کرنا جائز ہے جبکہ بلا حاجت مکروہ ہے اور اس کے ذریعے باطل کا حصول یا حق کی تردید ہو تو حرام ہے۔حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی ''الرسالۃ'' میں فرماتے ہیں: ''پوشیدہ جھوٹ بھی جھوٹ ہی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ایسے شخص کی روایت بیان کرے جس کے سچ کو اس کے جھوٹ سے نہ پہچانا جا سکتا ہو۔'' (1)

شارحِ رسالہ، حضرت سیِّدُنا صَیْرَفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دِل قابلِ بھروسا شخص کی بات سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور اگر وہ بات جھوٹی ہو تو وہ بھی جھوٹ میں اس کا شریک ہو جاتا ہے اور اس کی مثال یہ حدیثِ پاک ہے: ''رِیا پوشیدہ شرک ہے۔'' (2)

۞۞۞۞۞۞۞

(1)......الرسالۃ للامام الشافعی، باب خبر الواحد، الحدیث ۱۱۰۰، الجزء الثالث، ص۴۰۰۔

(2)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث ۴۲۰۴، ص۲۷۳۲، مفھوماً۔

کبیرہ نمبر441: شرابیوں اور دیگر فاسقوں کا دل بہلانے کے لئے اُن کے ساتھ بیٹھنا

حضرت سیِّدُنا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اس کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی عَلَیْہِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) نے "صَاحِبُ الْعُدَّۃ" کے قول کو برقرار رکھا کہ یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

ممانعت کا سبب:

میں کہتا ہوں کہ یہ اطلاق ممنوع ہے بلکہ شراب پینے والوں، ان جیسے فاسقوں اور دیگر حرام لہو ولعب میں مبتلا لوگوں کے ساتھ بیٹھنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ وہ انہیں ان کاموں سے روکنے پر قادر ہو یا پھر برائی کی روک تھام سے عاجز ہو اور ان سے جدا ہونے کی قدرت رکھتا ہو۔ خصوصاً جب ان کے ساتھ بیٹھنے والا ان کی اتباع کا ارادہ کرے۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر442: فاسق قراء اور فاسق اہلِ علم کے ساتھ بیٹھنا

فاسقوں کی ہم نشینی میں خطرہ:

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ فسق وفجور میں مبتلا ہونے کی حالت میں اُن کے پاس بیٹھے یا مبتلا نہ ہونے کی حالت میں بیٹھے۔ کبھی یہ توجیہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ لوگ نیک اور فرمانبردار لوگوں کی صورت اختیار کئے ہوتے ہیں، پس جب یہ لوگ اس ظاہری صورت میں باطنی فسق کو چھپائے ہوئے ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے میں بہت بڑا خطرہ ہے۔ کیونکہ بار بار ان کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے نفس ان سے مانوس ہو جائے گا اور یقینی طور پر ان کے افعال کی طرف مائل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی فطرت میں برائی اور ہر نقصان دہ چیز کی محبت شامل ہے۔ پس اس وقت یہ ان کی بری خصلتوں کی جستجو میں رہتا ہے اور ان کی اتباع کرنے لگ جاتا ہے اور ان فاسقوں کی پیروی کی وجہ سے یہ بھی انہیں میں سے

ہو جاتا ہے اور اس برائی کا ارتکاب کرتا ہے جس کی محبت نفس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور یہ بہت بڑا نقصان اُن کی ہم نشینی اختیار کرنے کے باعث ہوتا ہے اور یہ اس کلام کی انتہا ہے۔

پچھلے کبیرہ گناہ میں آپ جان چکے ہیں کہ یہ ہمارے مذہب کے مطابق نہیں کیونکہ جب ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فاسقوں کے فسق میں مبتلا ہونے کی حالت میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو صغیرہ شمار کرتے ہیں اگرچہ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا اس میں اختلاف ہے تو اس کو بدرجۂ اولیٰ صغیرہ قرار دیا جائے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے بیان کردہ مؤقف اور اس میں فرق یہ ہے کہ فساق کے پاس موجود شخص فسق و فجور کو مٹانے پر قادر ہو اور اپنی مرضی سے وہاں موجود ہو تو وہ ان کے فعل کو برقرار رکھنے والا، ان پر راضی اور معین و مددگار شمار ہوگا اور ان تمام برائیوں کو کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے مذکورہ کلام سے یہی واضح ہوتا ہے۔

فساق کی ہم نشینی کی جائز و ناجائز صورت:

رہا فاسق صاحبِ علم یا قاری وغیرہ کے ساتھ مطلقاً بیٹھنے کا معاملہ جبکہ وہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں تو اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا بعید ہے، بلکہ اس کے اصلاً حرام ہونے میں بھی کلام ہے کہ جب اُن کے فسق یا وصفِ فسق کی وجہ سے اُن کی دِل جوئی کے لئے اُن کی ہم نشینی اختیار کرنا مقصود نہ ہو بلکہ قریبی تعلقات یا کسی جائز ضرورت وغیرہ کے لئے اُن کا دل بہلانا مقصود ہو تو اس صورت میں اسے اصلاً حرام قرار نہیں دیا جا سکتا اور اگر ان کے فاسق ہونے کی وجہ سے ان کی دِل جوئی کرے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی فساق و فجار سے دوستی کرنے اور شراب پیتے وقت شرابیوں کے ساتھ بیٹھنے کو گناہ شمار کیا ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے فرمان کا پہلا حصّہ کہ ''فساق و فجار سے قلبی محبت کرنا'' اس بارے میں صریح ہے کہ فقط اُنس و محبت کرنا بھی حرام ہے اگرچہ اُن کا ہم نشین نہ ہو اور دوسرا حصّہ اس بارے میں صریح ہے کہ فاسقوں کے

......احیاء علوم الدین، کتاب التوبة، بیان اقسام الذنوب بالإضافة إلی صفات العبد، ج۴، ص۲۸۔

ساتھ صرف بیٹھنے میں کوئی گناہ نہیں جبکہ اُن سے اُنس ومحبت اور اُن کی دل جوئی مقصود نہ ہو اور یہ بات میرے ذکر کردہ موقف کی تائید کرتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

کبیرہ نمبر443: **جوا کھیلنا**

(جوا کھیلنا خواہ الگ طور پر یا کسی مکروہ کھیل کے ساتھ ملا کر جیسے شطرنج یا حرام کھیل کے ساتھ ملا کر جیسے نرد)

قرآنِ حکیم میں جوا کی مذمت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹۰) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۹۱) (پ۷، المائدۃ: ۹۰،۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بَیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

مَیْسِر سے مراد قِمَار یعنی جوا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو اور اس سے روکنے اور اس کا معاملہ خطرناک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں باطل طریقوں سے لوگوں کے مال کھائے جاتے ہیں جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے ذریعے منع فرمایا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ۲، البقرۃ ۱۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

جوا کی مذمّت میں احادیث مبارکہ

دوسروں کے مال میں ناحق دخل دینے کی سزا:

﴿1﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جولوگ دوسروں کے مال میں ناحق دخل اندازی کرتے ہیں ان کے لئے جہنم ہے۔''(۱)

جوا کی دعوت دینے کا کفارہ:

﴿2﴾......سیِّد عالم،نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے اپنے دوست سے کہا: آؤ! جوا کھیلیں تو وہ صدقہ کرے۔''(۲)

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:)''جب محض جوا کھیلنے کی دعوت دینا کفارہ اورواجب یامسنون صدقہ دینے کا تقاضا کرتا ہے تو عملی طور پر اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟''

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی آیتِ مبارکہ سے واضح ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے۔

---

(۱)......صحیح البخاری،کتاب فرض الخمس، باب قولہ تعالٰی(فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْل)،الحدیث۳۱۱۸، ص۲۵۱،بتغیرٍ۔

(۲)......صحیح البخاری،کتاب التفسیر، سورۃ والنجم، باب(اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی)،الحدیث۴۸۶۰، ص۴۱۵۔

کبیرہ نمبر 444:

چوسر کھیلنا(۱)

چوسر کھیلنے کا حکم:(۲)

﴿1﴾......حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چوسر کھیلا تحقیق اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔'' (۳)

چوسر کھیلنا خنزیر کے خون سے ہاتھ رنگنا ہے:

﴿2﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چوسر کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے خون سے رنگا۔'' (۴)

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے: ''گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈالا۔'' (۵)

﴿4﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو چوسر کھیلتا پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو پیپ اور خنزیر کے خون کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔'' (۶)

......چوسر ایک گھریلو کھیل جو چوسر کی بساط (یعنی بچھی ہوئی چادر) پر کوڑیوں کے پانسے (یعنی شش پہلو ٹکڑے جسے باری باری کھلاڑی پھینکتے ہیں) سے کھیلا جاتا ہے اور 4 فریق 4 مختلف رنگ کی گوٹیوں سے کھیل سکتے ہیں۔ (فرہنگ تلفُّظ، ص۴۲۹)

......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحَہ 511 پر ہے: ''گنجفہ، چوسر (یعنی نردشیر) کھیلنا ناجائز ہے، شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں، صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔''

گنجفہ ایک کھیل کا نام ہے جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے اس میں 96 پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النهی عن اللعب بالنرد، الحدیث: ۴۹۳۸، ص۱۵۸۵۔

......صحیح مسلم، کتاب الشِعر، باب تحریم اللعب بالنردشیر، الحدیث: ۵۸۹۶، ص۱۰۷۸۔

......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی النهی عن اللعب بالنرد، الحدیث: ۴۹۳۹، ص۱۵۸۵۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی، الحدیث: ۲۳۱۹۹، ج۹، ص۵۰۔

(مصنّف رَحْمَةُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:) یعنی اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری روایات اس کی وضاحت کرتی ہیں۔

﴿5﴾......حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن ابی کثیر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو چوسر کھیل رہے تھے تو ارشاد فرمایا: ''دِل لہو ولعب میں، ہاتھ فضول کاموں میں اور زبانیں بے ہودہ کلام میں مشغول ہیں۔'' (۱)

﴿6﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان دونشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔'' (۲)

﴿7﴾......ایک روایت میں ہے: ''ان نشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہے۔'' (۳)

لغویات میں مشغول لوگوں کو سلام کرنے کا حکم:

﴿8﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے والے تیروں، شطرنج، چوسر اور ان جیسے (ہر حرام) کھیل کھیلتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو جواب نہ دو۔'' (۴)

﴿9﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان دونشان زدہ مُہروں (یعنی چوسر کی گوٹیوں) سے بچو جنہیں حرکت دی جاتی (یا پھینکا جاتا) ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔'' (۵)

﴿10﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں مَیْسِر میں سے

---

(۱)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی تحریم الملاعب والملاهی، الحدیث:۶۵۱۶، ج۵، ص۲۴۱۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن مسعود، الحدیث:۴۲۶۳، ج۲، ص۱۵۶۔

(۳)......مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ما جاء فی القمار، الحدیث:۱۳۲۶۵، ج۸، ص۲۱۱۔

(۴)......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث:۱۰۵۱، ج۱، ص۱۶۰۔

(۵)......السنن الکبرٰی للبیهقی، کتاب الشهادات، باب کراهیة اللعب......الخ، الحدیث:۲۰۹۵۴، ج۱۰، ص۳۶۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔

ہیں: ''جوا کھیلنا، مُہروں کو اُلٹنا پلٹنا اور کبوتر کے لئے سیٹیاں بجانا۔'' (1)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے خصوصاً دوسری اور تیسری حدیثِ پاک۔ اس لئے کہ ان دونوں میں تشبیہ شدید وعید کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نماز قبول نہیں ہوتی۔

چَوسَر کے متعلق علمائے اسلام کی آراء

چوسر کھیلنے والے کی گواہی مردود ہے:

اَلْبَیَان میں ہمارے اکثر شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے حوالے سے اس کی تصریح کی گئی ہے کہ ''چوسر کھیلنا حرام ہے اور ''اَلاُم'' میں اس کے حرام ہونے پر قطعی دلیل دی گئی ہے اور چوسر کھیلنے والا فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے سب سے پہلے ''اَلْحَاوِیُ الْکَبِیْر'' میں اس کی تصریح کی، جس کی عبارت یہ ہے: ''صحیح وہی مذہب ہے جو اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا ہے کہ چوسر کھیلنا حرام ہے اور کھیلنے والا فاسق اور مردود الشھادت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی نے ''اَلْبَحْر'' میں حسبِ عادت اِن کی اتباع کی اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کے ''اَلْمُخْتَصَر'' میں نقل کردہ قول کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''میں حدیثِ پاک کی بنا پر چوسر کھیلنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔'' اور ہمارے عام شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ چوسر کھیلنا مکروہ ہے اور اس کی وجہ سے گواہی مردود ہو جاتی ہے اور مکروہ سے مراد مکروہِ تحریمی ہے اور حضرت سیِّدُنا ابواسحاق عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: چوسر شطرنج کی طرح ہے۔ مگر یہ قول غلط ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی کی کتاب ''تَجْرِبَة'' کی عبارت یہ ہے: ''ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر اس نے ایسا کیا تو فاسق ہو جائے گا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔'' حضرت سیِّدُنا امام محاملی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی کی کتاب ''مَجْمُوْعَة'' کی عبارت یہ ہے: ''جس نے چوسر کھیلا وہ فاسق ہے اور اس کی

(1) ......الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث ۳۴۳۳، ص ۲۰۶۔

گواہی مردود ہے۔ یہ ہمارے عام شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا قول ہے مگر حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں کہ یہ شطرنج کی طرح ہے لیکن یہ قول قابلِ اعتماد نہیں اور پہلا مذہب ہی صحیح ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: ''صحیح قول کے مطابق یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''جو چوسر کھیلے حالانکہ اسے اس کے متعلق وارد وعیدیں نہ صرف معلوم ہوں بلکہ یاد بھی ہوں تو وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے خواہ وہ کسی بھی شہر میں ہو اور اس کی وجہ مروّت کو ترک کرنا نہیں بلکہ شدید ممنوع فعل کا ارتکاب کرنا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) اور ان سے قبل حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو محمد عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد سے اس کے صغیرہ ہونے کا قول منقول ہے۔

سوال: حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہم نے جس کے مکروہِ تحریمی ہونے کا حکم لگایا ہے جیسا کہ چوسر۔ تو کیا یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے یہاں تک کہ صرف ایک بار اس کا ارتکاب کرنے سے گواہی مردود ہو جائے یا صغیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جس میں بکثرت ارتکاب سے گواہی مردود ہوتی ہے؟

جواب: اس میں 2 صورتیں ہیں۔ امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا کلام پہلے کی ترجیح کی طرف مائل ہے اور حق کے قریب دوسرا کلام ہے۔ اَلتَّهْذِیْب وغیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اسنوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی اسی پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صحیح وہی قول ہے جو شیخ ابو محمد عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد سے منقول ہے، اسی طرح وہ قول بھی صحیح ہے جسے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے فصل کے آخر میں قابلِ ترجیح قرار دیا اور پھر اپنا مذکورہ قول ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: شرح صغیر میں بھی اسے ترجیح دی گئی ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام پر اعتراض کیا اور فرمایا: اگر صحیح مذہب وہی ہے جسے اکثر علما نے صحیح قرار دیا تو حضرت سیِّدُ نا محاملی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی نے اَلتَّجْرِیْد میں عام شافعی علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے اسی قول کی مثل نقل کیا ہے جسے امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے صحیح قرار دیا ہے یعنی یہ مطلقاً کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُ نا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہی قول صحیح ہے۔تو اس صورت میں حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کا یہ قول قائم نہ رہے گا کہ یہ بات ''اَلتَّھْذِیْب'' وغیرہ میں مذکور ہے اور اگر اس سے مراد دلیل ہے تو وہ دلیل کہاں ہے جس کے ذریعے انہوں نے اپنے مدعا پر استدلال کیا ہے؟''

اس سے انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کے صغیرہ ہونے کا قول اکثر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مؤقف کے خلاف ہے اور یہ بات ان سے نقل کردہ گزشتہ قول، اس کے متعلق مروی احادیثِ مبارکہ اور مسلم شریف کی حدیثِ پاک میں مروی شدید وعید سے بالکل واضح ہے اور بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس میں تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شہروں کی عادت کو دیکھا جائے گا، اگر وہاں کے لوگ اسے کبیرہ سمجھیں تو ایک بار ارتکاب کرنے سے ہی اس کی گواہی مردود ہو جائے گی ورنہ (یعنی اگر وہ اسے کبیرہ گناہ نہ سمجھیں تو مردود) نہ ہوگی۔ لیکن یہ فرق ضعیف ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے فرمایا اور اس کے صغیرہ ہونے کے قول کی بنا پر یہ صغیرہ گناہ اس وقت ہوگا جب جوا سے خالی ہو ورنہ بلا اختلاف گناہِ کبیرہ ہوگا جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ قول واضح ہے۔

چوسر کھیلنے میں 4 مختلف مؤقف:

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوا کہ چوسر کھیلنے کے متعلق علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے 4 مؤقف ہیں:

پہلا مؤقف:

چوسر کھیلنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ یہ حضرت سیِّدُ نا ابو اسحاق مروزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُ نا امام اسفرائینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا قول ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ابنِ خیران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے بھی یہی منقول ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابوطیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ حالانکہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ غلط ہے اور منقول اور دلیل کی مخالفت کی وجہ سے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور ایک جماعت کا یہ قول مردود ہے کہ ''اَلاُم'' وغیرہ میں اس کے مکروہِ تنزیہی ہونے پر شرعی دلیل قائم کی گئی ہے۔ پس اس صورت میں اِس کا تعلق اُس کے ساتھ قائم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ حضرت سیِّدُ نا امام

محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اکثر مطلق مکروہ کہہ کر مکروہِ تحریمی مراد لیتے ہیں۔ بلکہ ''اَلْبَیَان'' کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ ''اَلاُم'' میں اس کے مکروہِ تحریمی ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔ ہمارے اکثر اصحاب کا یہی قول ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ''اَلْحِلْیَۃ'' میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اسے مکروہِ تحریمی قرار دیتے ہیں اوران کے نزدیک حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا یہی مذہب ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوعباس احمد بن عمر بن ابراہیم انصاری قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ ھ) کے شرح مسلم میں نقل کردہ اس قول سے بھی مکروہِ تنزیہی کا قول باطل ہوجاتا ہے کہ ''چوسر کھیلنے کی مطلقاً حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اتفاق ہے۔'' اور حضرت سیِّدُ نا اِمام مُوَفَّقُ الدِّیْن اَبُو مُحَمَّد عَبْدُ اللّٰہ بِن اَحْمَد بن مُحَمَّد بِن قُدَامَہ مَقْدِسِی حَنْبَلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۲۰ ھ) نے بھی اپنی کتاب ''المُغْنِی'' میں چوسر کھیلنے کی حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

دوسرا مؤقف:

یہ حرام لیکن صغیرہ گناہ ہے اور یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) وغیرہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

تیسرا مؤقف:

یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور ہمارے دیگر اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہی مؤقف ہے اور صحیح حدیث پاک اس کی صراحت کرتی ہے۔

چوتھا مؤقف:

شہروں کے اعتبار سے اس کے حکم میں فرق ہے۔ جس جگہ کے لوگ اسے بڑا گناہ سمجھتے ہیں وہاں گواہی مردود ہو گی اور جہاں کے لوگ اسے بڑا گناہ نہیں سمجھتے وہاں گواہی مردود نہ ہوگی، البتہ! اگر وہاں اکثر لوگ اس کا ارتکاب کریں تو ان کی گواہی بھی مردود ہوگی۔

نرد (یعنی چوسر) کی وجہِ تسمیہ:

"اَلْمُہِمَّات" میں ہے: "ایران کے پہلے حکمران کی نسبت سے اسے نَرْدَشِیْر کہا جاتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اسے ایجاد کیا۔" حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی شَرْحُ الْمَصَابِیْح میں ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ساسان کے دوسرے بادشاہ سَابُور بن اَرْدَشِیْر نے اسے ایجاد کیا، اسی وجہ سے اسے نَرْدَشِیْر کہا جاتا ہے اور اس کے تختے کو زمین کے ساتھ تشبیہ دی اور چار موسموں (یعنی گرما، سرما، بہار، خزاں) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے 4 اقسام میں تقسیم کر دیا۔ (1)

حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی ایک قول فرماتے ہیں کہ "چوسر 12 بُرجوں اور 7 ستاروں پر مشتمل ہوتا ہے کیونکہ برجوں کی طرح اس کے گھر 12 ہیں اور محل کے اطراف میں 7 ستاروں کی طرح 7 نقطے ہیں اور اسے ستاروں اور برجوں کے نظام کی طرح رکھا گیا ہے۔" (2)

(1)......فیض القدیر للمناوی، باب حرف المیم، تحت الحدیث۹۰۰۷، ج۶، ص۲۸۵۔

(2)......الحاوی الکبیر للماوردی، کتاب الشھادات الثانی، مسألۃ: واکرہ اللعب بالنرد للخبر، ج۱۷، ص۲۰۲۔

کبیرہ نمبر445: **شطرنج کھیلنا**(۱)

(حرام قرار دینے والوں کے نزدیک شطرنج کھیلنا جیسے اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف ہے یا جائز کہنے والوں کے نزدیک کھیلنا جبکہ اس کے ساتھ جوا ملا ہو یا نماز قضا ہو جائے یا گالی گلوچ وغیرہ میں مبتلا ہو جائے)

360 بار نظرِ رحمت:

﴿1﴾...... حضرت سیِّدُنا واثلہ بن اسقع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ روزانہ 360 مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے مگر اس میں صَاحِبُ الشَّاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کے لئے کوئی حصہ نہیں۔'' (۲)

شطرنج کھیلنے والے کو صَاحِبُ الشَّاہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ (کھیلتے ہوئے) شاہ کہتا ہے (شطرنج کی بڑی گوٹ کو شاہ یا بادشاہ کہتے ہیں)۔

کھیل کود میں مشغول رہنے والوں کی مثال:

﴿2﴾...... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو جو فال نکالنے

......''ایک کھیل جو چونسٹھ چوکور خانوں کی بساط (یعنی بچھی ہوئی چادر) پر دو رنگ کے **32** مُہروں سے کھیلا جاتا ہے، ہر رنگ میں 8 پیادے (پیدل)، دو رُخ، دو فیل (ہاتھی)، دو اَسپ (گھوڑے)، ایک وزیر (فرزین) اور ایک بادشاہ ہوتا ہے، ہر مُہرے کا اپنا خانہ مُقرَّر ہے اور چال کا طریقہ بھی مقرَّر رہے۔'' (اُردو لغت، ج۱۲، ص۵۹۱)

اس کا حکم بیان کرتے ہوئے مجدِّدِ اعظم، امامِ اہلسنّت حضرت سیِّدُنا **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''شطرنج کو اگرچہ بعض علما نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے: (۱) بدکر (یعنی شرط باندھ کر) نہ ہو (۲) نادراً کبھی کبھی ہو، عادت نہ ڈالیں (۳) اُس کے سبب نمازِ باجماعت خواہ کسی واجبِ شرعی میں خلل نہ آئے (۴) اُس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵) فحش نہ بکیں۔ مگر تحقیق یہ کہ **مطلقاً منع** ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا۔ خصوصاً شرطِ دوم وسوم کہ جب اس کا چسکا پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لااقل (یعنی کم از کم) وقتِ نماز میں تنگی یا جماعت میں غیر حاضری بے شک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔'' (فتاوٰی رضویہ، ج۲۴، ص۷۶)

...... المَجرُوحِین من المُحَدِّثِین، لابن حبان، الرقم۹۹۰ محمد بن الحجاج المصفر، ج۲، ص۳۱۴، دون قوله "الی خلقه"۔

والے تیروں، چوسر، شطرنج اور دیگر لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں سلام نہ کرو کیونکہ جب وہ اکٹھے ہو کر ایسے کھیل میں مشغول ہوتے ہیں تو شیطان ان کے پاس اپنے لشکروں کے ساتھ آجاتا ہے پس وہ مسلسل کھیلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کتوں کی طرح ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں جو کسی مردار پر جمع ہو کر پیٹ بھرنے تک کھاتے رہتے ہیں پھر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔'' (۱)

《3》......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب صاحبِ شاہ (یعنی شطرنج کھیلنے والے) کو ہوگا، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے: ''میں نے اسے ہلاک کر دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مر گیا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بہتان اور جھوٹ باندھا۔ (۲)

شطرنج کے متعلق اسلاف کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے فرامین:

《1》......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو شطرنج کھیل رہی تھی تو یہ الفاظِ قرآنی تلاوت فرمائے: ''مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۵۲) ترجمۂ کنز الایمان: یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لئے بیٹھے) ہو؟'' (پھر فرمایا:) ''بے شک تم میں سے کوئی انگارا پکڑ لے یہاں تک کہ وہ بجھ جائے یہ اس کے لئے ان کو چھونے سے بھی بہتر ہے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمہاری تخلیق کا مقصد کوئی دوسرا ہے۔'' (۳)

《2》......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ ''شطرنج کھیلنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹ بولتا ہے، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ہلاک کر دیا، حالانکہ اس نے ہلاک نہیں کیا ہوتا اور (کہتا ہے) وہ مر گیا حالانکہ وہ مرا نہیں ہوتا۔'' (۴)

---

(۱)......فردوس الاخبار للدیلمی، الحدیث ۱۰۵۱، ج ۱، ص ۱۶۰۔

(۲)......کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة العشرون القمار، ص ۱۰۲۔

(۳)......الورع للامام احمد بن حنبل، ص ۹۲۔

السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث ۲۰۹۲۸، ۲۰۹۳۰، ۲۰۹۳۲، ۲۰۹۳۴، ج ۱۰، ص ۳۵۸۔

(۴)......کتاب الکبائر للذهبی، الکبیرة العشرون القمار، ص ۱۰۲۔

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''خطا کار ہی شطرنج کھیلتا ہے۔'' (۱)

﴿4﴾......حضرت سیِّدُنا اسحاق بن راہویہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے دریافت کیا گیا: ''کیا آپ شطرنج کھیلنے میں حرج سمجھتے ہیں؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں حرج ہی حرج ہے۔'' عرض کی گئی: ''سرحدوں کی حفاظت کرنے والے جنگ کے لئے کھیلتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''یہ گناہ ہے۔''

﴿5﴾......حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب قرظی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سب سے کم نقصان یہ ہے کہ شطرنج کھیلنے والا بروزِ قیامت باطل لوگوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا یا اُن کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔''

﴿6﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''شطرنج جوے سے بھی زیادہ بری ہے۔''

﴿7﴾......حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کا قول بھی اسی کے موافق ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شطرنج کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''شطرنج چوسر ہی کا حصہ ہے۔'' اور چوسر کے بارے میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ اکابر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے۔ (۲)

سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا شطرنج جلا دینا:

﴿8﴾......حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک یتیم کے مال کا والی بنایا گیا تو آپ نے اس کے باپ کے مال میں شطرنج دیکھ کر اسے جلا دیا۔ اگر اس کے ساتھ کھیلنا جائز ہوتا تو اسے جلانا جائز نہ ہوتا کیونکہ وہ یتیم کا مال تھا لیکن چونکہ اس کے ساتھ کھیلنا حرام تھا اس لئے اسے جلا دیا۔ پس یہ شراب کی جنس سے ہوئی کہ جب یتیم کے مال میں شراب پائی جائے تو اسے بہا دینا ضروری ہے۔ اور یہ حِبْرُ الْاُمَّۃ (یعنی اُمّت کے بڑے عالم) حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا مذہب ہے۔ (۳)

......السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی اللعب بالشطرنج، الحدیث۲۰۹۴۵، ج۱۰، ص۳۵۹۔

...... کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۲۔ ......المرجع السابق۔

﴿9﴾......حضرت سیِّدُنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا کہ آپ شطرنج کھیلنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''یہ ملعون ہے (یعنی اس کا کھیلنے والا لعنت کا مستحق ہے)۔'' (۱)

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا وکیع جراح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس فرمانِ باری تعالیٰ: ''وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ (پ۶، المائدۃ:۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا۔'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں مراد شطرنج ہے۔'' (۲)

خاتمہ بالخیر نہ ہونا:

﴿11﴾......حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: جو شخص بھی مرنے لگتا ہے تو اس کے ہم نشینوں کی مثالی شکلیں اس کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ، ایسے ہی ایک قریب الموت شطرنج کے کھلاڑی سے کہا گیا: ''لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ پڑھو۔'' تو وہ کہنے لگا: ''شَاھُكَ یعنی تیرا شاہ۔'' پھر وہ مرگیا۔ پس زندگی میں شطرنج کھیلنے کی وجہ سے جس بات کا وہ عادی ہو چکا تھا مرتے وقت اس کی زبان پر وہی بات غالب آ گئی تو اس نے وہ فضول و باطل بات کہہ دی اور کلمۂ طیبہ نہ پڑھا جس کے متعلق صادق و مصدوق نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی ہے کہ ''جس کا دنیا میں آخری کلام کلمۂ طیبہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (۳)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مطلق عذاب ہی نہ ہوگا یا پھر صرف بعض دیگر وجوہات کی بنا پر ہوگا اور ہم نے یہ تاویل اس لئے کی کیونکہ ہر مسلمان بالآخر ضرور جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اسے عذاب میں مبتلا بھی کیا جائے۔ ورنہ اس بات کی خبر دینے کا کوئی فائدہ نہیں کہ کلمۂ طیبہ کا آخری کلام ہونا دخولِ جنت کا تقاضا کرتا ہے سوائے اس کے کہ اس میں کوئی ایسی خصوصیت ہو جو اس کے ساتھ دخولِ جنت کی تخصیص کا تقاضا کرتی ہو اور اس خصوصیت سے مراد یا تو یہ

(۱)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث:۶۵۱۲، ج۵، ص۲۴۲۔
(۲)......الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، المائدۃ، تحت الآیۃ۳، ج۳، الجزء السادس، ص۲۳۔
(۳)......کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۳۔
سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث:۳۱۱۶، ص۱۴۵۸۔

ہے کہ بغیر عذاب کے نجات پانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو یا پھر جس عذاب کا وہ مستحق تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں تخفیف فرما دے تو وہ اس کلمے پر خاتمہ نہ ہونے کے سبب جس عذاب کا مستحق ہوتا اس کے وقت سے پہلے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مذکورہ شخص جس کا خاتمہ شَاهُكَ کے لفظ پر ہوا، اس کی مثل ایک اور شخص کا واقعہ بھی ہے جو شرابیوں کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی گئی، لیکن اس نے تلقین کرانے والے سے کہا: ''خود بھی شراب پیؤ اور مجھے بھی پلاؤ۔''[1] اس کے بعد وہ مر گیا۔[2] لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

جیسی زندگی ویسی موت:

مشہور حدیثِ پاک مذکورہ واقعہ پر صادق آتی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر انسان اسی حالت پر مرتا ہے جس پر زندگی بسر کرتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے اسی پر اُٹھایا جائے گا۔''[3]

ہم کریم و غنی اور اپنے فضل سے عطا کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ ہمیں کامل احوال پر موت دے اور بروزِ محشر اسی پر اُٹھائے تاکہ ہم اس سے ملیں تو وہ اپنے فضل و کرم سے ہم سے راضی ہو، بے شک وہ جواد و رحیم ہے۔ (آمین)

''**فتاویٰ نووی**'' میں ہے کہ اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور اسی طرح ہمارے نزدیک بھی یہ حرام ہے بشرطیکہ اس کے سبب نماز کا وقت فوت ہو جائے یا کسی چیز کو عوض ٹھہرا کر کھیلی جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کے نزدیک مکروہ ہے اور دیگر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک حرام ہے۔

---

[1] ......شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه فرماتے ہیں: ''مرنے والے کو یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ پڑھ بلکہ تلقین کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سکرات والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ شریف کا ورد کیا جائے تاکہ اسے بھی یاد آ جائے۔ (بیاناتِ عطاریہ، حصہ دوم، ص ۱۱۴)

[2] ......کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العشرون القمار، ص۱۰۳۔

[3] ......المرجع السابق۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب الأمر بحسن الظن باللّٰہ عند الموت، الحدیث:۷۲۳۲، ص۱۱۷۶۔

چند سوالات وجوابات

سوال1: جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے شطرنج کو حرام قرار دیا ان کے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ جوئے اور نماز کے ضیاع وغیرہ سے خالی ہو اور یہ بات حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر، سیِّدُنا امام مالک اور سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم وغیرہ کے بیان کردہ فرامین سے ظاہر ہے۔اس لئے کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْخَالِق کے فرمان میں اسے جوئے سے ملانا اور حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کے فرمان میں جوئے سے زیادہ برا قرار دینا، نیز حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کا اسے جلا دینا اس کے کبیرہ ہونے میں ظاہر ہے اور حضرت سیِّدُنا اسحاق عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق کا فرمان کہ تمام حرج اسی میں ہے اور یہ گناہ ہے اور اسی طرح حضرت سیِّدُنا وکیع عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَدِیْع اور حضرت سیِّدُنا سفیان عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْحَنَّان کا آیتِ مبارکہ کے الفاظ ''وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ'' کی تفسیر شطرنج کے ساتھ کرنا۔پس یہ تمام فرامینِ مبارکہ اس بارے میں واضح ہیں کہ جو شطرنج کھیلنے کو حرام قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ گناہِ کبیرہ ہے اور اسے جائز قرار دینے والے اس کو اس وقت کبیرہ گناہ قرار دیتے ہیں جب اس کے ساتھ گزشتہ بیان کردہ خرابیاں ملی ہوئی ہوں۔لہٰذا ان کے نزدیک اس کا کبیرہ گناہ ہونا اس کے ساتھ ملی ہوئی خرابیوں کی وجہ سے ہے نہ کہ یہ ذاتی طور پر کبیرہ ہے۔

جواب: ہاں! معاملہ تو اسی طرح ہے مگر کبھی کبھار کوئی شے قبیح چیز سے مل کر وہ فائدہ دیتی ہے کہ علیحدہ طور پر نہیں دیتی۔ یہ بات بعید نہیں کہ اس ملنے کو ہی ایسا بنا دیا جائے کہ اس سے نفرت دلانے اور سختی کرنے کے لئے یہ اس بات کا تقاضا کرے کہ یہ کبیرہ گناہ ہو (لہٰذا یہ کبیرہ گناہ ہے)۔

سوال 2: اگر شطرنج کھیلنے میں اس قدر مگن رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے لیکن اس میں اس کا ارادہ شامل نہ ہو تو اس کو نافرمان قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حالت میں وہ غافل تھا اور غافل غیر مکلَّف ہوتا ہے۔پس اس کو نافرمان قرار دینا محال (یعنی ناممکن) ہے۔

جواب: بھولنے والا اور غافل اس وقت غیر مکلَّف ہوتا ہے جب بھول، غفلت اور جہالت اس کی کوتاہی کی پیداوار نہ ہو ورنہ وہ مکلّف اور گنہگار رہوگا۔

غفلت کی صورت میں کوتاہی کا ثبوت:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے شطرنج میں منہمک ہوکر غفلت کا شکار ہونے والے کے متعلق تصریح کردی ہے کہ کسی ایسے شخص کو معذور نہیں سمجھا جائے گا جو کھیل میں اس قدر منہمک ہو جائے یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل جائے اور اسے شعور تک نہ ہو۔ کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ یہ غفلت اس کے بذاتِ خود اس مکروہ فعل میں زیادہ منہمک ہونے اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنے کی کوتاہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس نے فرض کو ضائع کر دیا۔

جہالت کی صورت میں کوتاہی کا ثبوت:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے جہالت کے متعلق بھی وضاحت فرمائی کہ اگر ایک شخص فوت ہو گیا اور ایک مدت تک اس کی تجہیز و تکفین نہ کی گئی اور نہ ہی نمازِ جنازہ پڑھی گئی تو اس کا پڑوسی گنہگار ہوگا خواہ اسے اس کی موت کی خبر نہ ہو۔ کیونکہ پڑوسی کے احوال سے اس قدر بے خبر رہنا سخت کوتاہی ہے۔ لہٰذا اسے نافرمان اور خطا کار قرار دیا جا سکتا ہے۔

چوسر اور شطرنج میں فرق:

سوال3: ہمارے نزدیک چوسر اور شطرنج کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ان دونوں میں فرق کیا ہے کہ چوسر میں (ہار جیت کا) انحصار مُہروں (یعنی گوٹیوں) پر ہوتا ہے جبکہ شطرنج میں دارومدار سوچ و بچار اور غور و فکر پر ہوتا ہے اور یہ جنگ کی تدبیر میں فائدہ دیتی ہے۔

حُزَّۃ اور قِرْق میں فرق:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''میں ''حُزَّۃ اور قِرْق'' کھیلنے کو ناپسند کرتا ہوں۔''

حُزَّۃ کی تعریف:

اس سے مراد لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے جس میں 3 سطروں کا گڑھا کھود کر اس میں چھوٹے چھوٹے کنکر رکھ کر کھیلا جاتا ہے اور اسے اَرْبَعَةَ عَشَرَ بھی کہتے ہیں، جبکہ مصر میں اسے مِنْقَلَة کہا جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا سلیم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اپنی کتاب ''تَقْرِیْب'' میں اس کے متعلق وضاحت یوں فرمائی کہ یہ ایک لکڑی ہوتی ہے جس میں 28 سوراخ کئے

جاتے ہیں،14 ایک طرف اور چودہ دوسری طرف اور ان کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔شاید! یہ دوقسم کے کھیل ہوں لہٰذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

قِرْق کی تعریف:

اس کا تلفُّظ قِرْق ہے مگر حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے قاضی رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی تحریر سے اس کے دونوں حروف کو مفتوح کہا ہے(یعنی قَرَق) اور قِرْق مغربی شطرنج کو کہتے ہیں یعنی زمین پر ایک چوکور خط لگایا جاتا ہے اور اس کے درمیان صلیب کی طرح دو خط کھینچے جاتے ہیں، پھر خطوں کے سروں پر چھوٹے چھوٹے کنکر رکھ کر کھیلا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:''اَلشَّامِل میں ہے کہ اِن دونوں (یعنی حُزَّۃ اور قِرْق) کے ساتھ کھیلنا چوسر کھیلنے کی طرح ہے۔'' حضرت سیِّدُنا شیخ ابوحامد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تَعْلِیْق (یعنی شرح یا حاشیہ) میں ہے کہ یہ شطرنج کی طرح ہے اور یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ جس کھیل میں (ہار جیت کا) دارومدار مہروں (یعنی گوٹیوں) پر ہو وہ چوسر کی طرح ہے اور جس میں دارومدار غور وفکر پر ہو وہ شطرنج کی مثل ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: یہ قول صحیح اور بہترین ہے، نیز جمہور کے چوسر اور شطرنج کے مابین بیان کردہ فرق کے مطابق بھی ہے۔پھر انہوں نے حضرت سیِّدُنا شیخ ابوحامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے منقول کلام میں اختلاف کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام محاملی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے ان سے نقل کیا کہ حُزَّۃ چوسر کی طرح ہے اور حضرت سیِّدُنا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے نقل کیا کہ حُزَّۃ اور قِرْق دونوں چوسر کی طرح ہیں اور حضرت سیِّدُنا امام بَنْدَنِیْجِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے تصریح کی کہ یہ چوسر کی طرح ہے اور یہ تینوں حضرت سیِّدُنا شیخ ابوحامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد کی سند اور اُن کی تعلیق کے راوی ہیں اور اسے حضرت سیِّدُنا امام رویانی اور حضرت سیِّدُنا امام عمرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ذکر کیا۔

حضرت سیِّدُنا اِبنِ رِفْعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''اَلْمَطْلَب'' میں نقل فرمایا:''ان دونوں کو حرام قرار دینا عراقیوں کے مذہب کے عین مطابق ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام بَنْدَنِیْجِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) نے اس کی تصریح کی ہے۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا شیخ

ابو حامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد کی تعلیق کے حوالے سے حضرت سیّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کی حکایت اوران کی بحث کوذکر کرکے اسے برقرار رکھا۔ حضرت سیّدُ نا امام اِسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کی سابقہ قِرْق والی بحث سے ان دونوں (یعنی حُزَّۃ اور قِرْق) کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں دارومدار غور وفکر پر ہوتا ہے نہ کہ اس چیز پر جسے پھینکا جا رہا ہو اور اَلرَّوْضَۃ میں یہ بحث چھوڑ دی۔ حضرت سیّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) نے حضرت سیّدُ نا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ کے ذکر کردہ اس کلام پر اعتراض کیا کہ یہ دونوں چوسر کے معنی میں برابر ہیں کیونکہ اگر ان دونوں میں غور وفکر پر اعتماد ہوتا تو دونوں کا حکم چوسر کی طرح نہ ہوتا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''شاید! شہروں کے عرف و عادت وغیرہ کے مختلف ہونے سے حکم بدلتا رہتا ہے۔'' صحیح یہ ہے کہ اس میں بہت زیادہ اختلاف نہیں کیونکہ جب قاعدہ معروف اور ثابت ہو تو حکم کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اس میں غور وفکر اور حساب پر اعتماد ہو تو شطرنج کی طرح جائز ہونے کے علاوہ کوئی صورت نہیں اور جب اندازے پر اعتماد ہو تو چوسر کی طرح حرام ہونے کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔

حضرت سیّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کا گزشتہ فیصلہ اور حضرت سیّدُ نا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا صحیح قول یہ ہے کہ چوسر کھیلنا حرام اور فسق ہے اور اس سے گواہی مردود ہو جاتی ہے اور اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اسی طرح چودہ مُہروں کے ساتھ کھیلا جانے والا کھیل اور اس جیسے دیگر کھیل چوسر کی طرح حرام ہیں اور وہ کھیل بھی حرام ہے جسے عام لوگ طاب اور دُک کہتے ہیں کیونکہ اس میں اعتماد اس شے پر ہوتا ہے جسے نرکل کے 4 حصے نکالتے ہیں اور اس سے دل میں خوشی ہوتی ہے اگرچہ یہ کھیل جوا اور بے ہودگی سے خالی ہوتا ہے مگر بعض اوقات اس کی طرف لے جاتا ہے (لہٰذا یہ بھی حرام ہے)۔

اَلْخَادِم میں ایسا ہی کلام ذکر کیا اور فرمایا: ''گنجفہ بھی اسی کی مثل ہے۔ (یہ ایک ناجائز کھیل ہے، اس کی تعریف صفحہ نمبر 731 پر حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے) اور مسابقت (یعنی مقابلۂ تیراندازی) کے باب میں اَنگوٹھی کے ساتھ کھیلنے کے متعلق حضرت سیّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کا کلام اسی حکم کا تقاضا کرتا ہے اور جو حکم چوسر کھیلنے کے

بارے میں ہے وہی حکم چودہ مُہروں، صَدْر، سُلْفَہ، ثَوَاقِیْل، کِعَاب، رَبَارِیْب اور ذَرَّافَات کے ساتھ کھیلنے کے متعلق ہے (یہ عربوں کے چند کھیل ہیں) اور فرمایا: ''جو شخص اس جنس کا کوئی بھی کھیل کھیلے وہ بے وقوف اور مردودُ الشھادۃ ہے خواہ اس میں جوا ہو یا نہ ہو۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''ذکر کردہ بعض کھیلوں کے متعلق میں نہیں جانتا۔''

❁❁❁❁❁❁❁

کبیرہ نمبر 446: گانے بجانے کے آلات بجانا
کبیرہ نمبر 447: گانے بجانے کے آلات سُننا
کبیرہ نمبر 448: بانسری بجانا
کبیرہ نمبر 449: بانسری سننا
کبیرہ نمبر 450: طَبْلَہ یا ڈگڈگی بجانا
کبیرہ نمبر 451: طَبْلَہ یا ڈگڈگی سننا

کھیل تماشے کی مذمت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ ۲۱، لقمٰن:۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لَھْوَ الْحَدِیْث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کھیل کے آلات ہیں۔ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۶۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد نے اس کی تفسیر گانوں باجوں کے ساتھ کی۔

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ طنبورہ، سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے۔''[1]

تنبیہ:

مذکورہ 6 گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کے بارے میں اکثر کا یہی مؤقف ہے اور دیگر کو انہی پر قیاس کی گیا ہے بلکہ ''اَلشَّامِل'' میں تمام کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔

گانے باجے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبد الملک بن عبد اللہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ میرے شیخ (یعنی والدِ محترم) حضرت سیِّدُنا ابو محمد عبد اللہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ گانے باجے سننا گواہی مردود ہونے کا موجب نہیں بلکہ اس پر اصرار کرنے سے یہ مردود ہوتی ہے اور عراقیوں اور ہمارے عظیم شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے اسے قطعی طور پر گناہِ کبیرہ قرار دیا اور حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی یہی فرمایا۔

دونوں فرماتے ہیں کہ گانے بجانے کے آلات سننے کے بارے میں ہمارا مذکورہ کلام اس صورت کے متعلق ہے کہ جب ایک مرتبہ اس کا ارتکاب کرنا مدہوشی و مستی نہ لائے ورنہ ایک بار سے ہی گواہی مردود ہو جائے گی۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک یہ حکم ہر اس چیز کے متعلق عام ہے جو گانے باجے کی مثل ہو اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے عراقیوں کی طرف منسوب کردہ قول میں توقُّف کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام

[1] ......النھایۃ فی غریب الحدیث: والأثر، باب العین مع الراء، عرطب، ج۳،ص۱۹۶۔

ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی شافعی ہونے کے باوجود امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے موقف کے برعکس رائے پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب ہم گانے بجانے کے آلات کو حرام قرار دیں گے تو یہ صغیرہ گناہ کہلائیں گے نہ کہ کبیرہ، جن میں استغفار کی ضرورت ہوگی اور ان پر اصرار کئے بغیر گواہی بھی مردود نہ ہوگی اور جب ہم کسی چیز کو مکروہ قرار دیں گے تو اس سے مراد نفسانی خواہشات کی پیروی والے کام ہوں گے جن میں استغفار کی حاجت ہوگی نہ گواہی مردود ہوگی جب تک کہ کثرت سے ان کا ارتکاب نہ کرے۔''

''اَلْمُھَذَّب'' میں اسی کو اختیار کیا گیا اسی طرح حضرت سیِّدُنا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی ''تَعْلِیْق'' (یعنی شرح یا حاشیہ) میں فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اگر کوئی شخص نکاح منعقد ہوتے وقت ریشم پر بیٹھا تو اس کی گواہی منعقد نہ ہوگی کیونکہ اس میں محلِ شہادت ادائے شہادت کی طرح ہوتا ہے۔

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس سے جو مسائل اخذ ہوتے ہیں وہ فسق کو لازم نہیں کرتے۔ حضرت سیِّدُنا فُوْرَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلْاِنَابَۃ'' میں اسی قول کو ذکر کیا اور حضرت سیِّدُنا ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی طرف سے حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مذکورہ تردید کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ذَخَائِر'' میں حضرت سیِّدُنا امام محلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کی تصریح اسی قول کے مطابق ہے۔ چنانچہ، وہ فرماتے ہیں کہ اس کا کبیرہ ہونا اَلشَّامِل کے کلام سے واضح ہے کہ جو ان حرام چیزوں میں سے کوئی چیز سنے وہ فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود ہے اور اس میں بار بار سننا بھی شرط نہیں۔

یہ گانے باجے کو حرام قرار دینے والوں کے کلام کا خلاصہ ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی مضامین ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ باجے اور ہر مست کرنے والی آواز کا سننا حرام ہے جیسے ستار، سارنگی، باجا، دوتارا یعنی چھوٹی سارنگی، جھانجھ، عراقی بانسری، چرواہے کی بانسری، ڈُگڈُگی اور اس کے علاوہ دیگر گانے باجے کے آلات وغیرہ۔

مِعْزَفَۃ کا معنی:

اس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ مِعْزَفَۃ سے مراد گانا گانے والی لونڈیوں کی آوازیں ہیں جبکہ گانے کے ساتھ

سارنگی کو بھی استعمال کیا جائے ورنہ اس کو یہ نام نہیں دِیا جائے گا۔

ایک قول کے مطابق اس سے مراد ہر گانے بجانے والا آلہ ہے کیونکہ یہ ایسے آلات ہیں جو شراب پر اُبھارتے ہیں اور ان میں شرابیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے جو کہ حرام ہے۔ اسی وجہ سے اگر چند لوگ کسی جگہ اکٹھے ہوں اور اپنی اس مجلس میں شراب نوشی کے برتن اور پیالے لاکران میں سَکَنْجَبِیْن (یعنی تُرشی اور مِٹھاس سے بنا ہوا شربت) اُنڈیلیں اور ایک ساقی (یعنی پلانے والا) مُقرَّر کریں جوان سب کے اردگرد چکر لگا کر انہیں پلائے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسی باتیں کریں جو شراب نوشوں کی عادت ہے تو ان کا یہ عمل حرام ہے (اگر چہ شربت حلال ہے پھر بھی شرابیوں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے)۔

ابنِ حزم(۱) کی تردید:

گانے بجانے کے آلات کی حرمت کئی اَسناد سے ثابت ہے اور ابنِ حزم کو اس کے خلاف وہم ہوا (لہٰذا اس نے ان کی حرمت کے متعلق مروی روایات کو موضوع قرار دے دیا) حالانکہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی نے اس پر تعلیق لکھی اور سیِّدُنا امام اسماعیلی، سیِّدُنا امام احمد بن حنبل، سیِّدُنا امام ابنِ ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، سیِّدُنا امام ابونعیم اور سیِّدُنا امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سِجِسْتَانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم نے اسے ایسی صحیح اسانید کے ساتھ بیان فرمایا کہ جن کے متعلق کوئی وجہ طعن نہیں پائی جاتی اور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی ایک دوسری جماعت نے بھی ان روایات کو صحیح قرار دیا جیسا کہ بعض حفاظِ حدیث نے فرمایا اس بنا پر کہ خود ابن حزم نے دوسرے

......ابنِ حزم کے متعلق خود مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کَفُّ الرِّعَاعِ عَنْ مُحَرَّمَاتِ اللَّھْوِ وَالسَّمَاعِ عَلٰی ھَامِش، الزَّوَاجِر، جلد1، صفحہ 145 پر فرماتے ہیں: ''یاد رکھو! ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ابنِ حزم کی تذلیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ابنِ حزم کی بہت سی بے تکی باتیں ہیں اور اُمورِ قبیحہ ہیں جو اس کی سختی (طبیعت) اور ظواہر پر جمود کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ اس لئے محققین نے فرمایا: ابن حزم کا کوئی وزن نہیں اور نہ اس کے کلام کی طرف نظر کی جائے گی اور نہ اس کے خلاف (جو اہلسنّت سے کیا) پر کوئی اعتبار واعتماد کیا جائے گا۔'' اسی کتاب کے صفحہ 163 پر مزید فرماتے ہیں: ''ابنِ حزم تو اس بارہ میں ان سب ظاہریوں (یعنی غیر مقلدین) سے زیادہ قبیح ہے۔ بے شک علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک ابنِ حزم اور اس کے اصحاب کا کوئی وزن نہیں اور کسی کے لئے ابنِ حزم کی تقلید جائز نہیں اور اس کی بات کی طرف کان لگانا بالکل ناجائز ہے۔'' (تعارف چند مفسّرین محدثین مؤرخین کا، ص۱۰۹)

مقام پر اس کی تصریح کی کہ جب کوئی عادِل راوی عادِل راوی کو پا کر اس سے روایت کرتا ہے تو یہ بات اس کے سماع (یعنی احادیث سننے) اور ملاقات پر محمول ہوتی ہے۔ اب خواہ وہ کہے: اَخْبَرَنَا یا حَدَّثَنَا یا عَنْ فُلَانٍ یا قَالَ فُلَانٌ۔ تو ان میں سے ہر لفظ اس کے سماع پر دلالت کرتا ہے۔

ابنِ حزم کے کلام میں ٹکراؤ دیکھئے کہ اس نے حضرت سیِّدُ نا امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کی اس روایت کے خلاف حکم دیا۔ حضرت سیِّدُ نا ابو مالک اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت میں ضرور ایک ایسی قوم ہوگی جو زنا، ریشم، شراب اور گانے باجے کے آلات کو حلال جانے گی۔'' (1)

یہ حدیثِ پاک کیف و مستی اور لہو ولعب والے آلات کے حرام ہونے کے متعلق صریح ہے اور شیخین (یعنی امام نووی و امام رافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے بیان کیا ہے کہ عراقی بانسری اور دوسرے آلاتِ موسیقی بجانے کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

ابن حزم اور اس کی پیروی کرنے والوں کی نفس پرستی پر تعجب ہے کہ انہوں نے تعصُّب کی انتہا کرتے ہوئے اس روایت اور اس باب میں مروی دیگر تمام روایات کو موضوع قرار دے دیا اور یہ ان کی جانب سے واضح جھوٹ ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں کسی کے لئے اس کے کسی قول پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''بانسری، آلاتِ موسیقی اور طبلہ یا ڈگڈگی کی آواز سننے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے سَلَف وخَلَف (یعنی پہلے اور بعد والے) کسی بھی معتبر امام کے حوالے سے اس کے جواز کا کوئی قول نہیں سنا اور یہ حرام کیوں نہ ہو حالانکہ یہ چیزیں شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہیں اور شہوتوں، فتنہ وفساد اور بے حیائی کو پھیلانے والی ہیں اور جو چیز ایسی ہو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی ایسا کرنے والے کے فاسق اور گنہگار ہونے میں کوئی شک ہے۔''

بعض شارِحینِ مِنْہَاج فرماتے ہیں: ''بانسری شرابیوں کا شِعار نہیں بلکہ اکثر ان کے پاس ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے کہ اس سے ان کا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں

......صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ، الحدیث ۵۵۹۰، ص۴۸۰۔

کہ یہ قول باطل ہے بلکہ وہ اپنے مکانوں میں ایسی چیزیں رکھتے ہیں جن سے گانے باجے کے آلات کی آواز ظاہر نہیں ہوتی بلکہ علانیہ فسق وفجور میں مبتلا رہنے والے اربابِ حکومت بھی ایسے آلات کُھلے عام رکھتے ہیں۔''

آلاتِ موسیقی سے ممانعت کی وجوہات:

''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم''میں ہے:''(شراب کی اتباع میں) گانے بجانے کے آلات کی حرمت 3 وجوہات کی بنا پر ہے:

(۱)......آلاتِ موسیقی شراب نوشی کی دعوت دیتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی لذات شراب نوشی کی طرف لے جاتی ہیں اور اسی علت کی وجہ سے تھوڑی سی شراب پینا بھی حرام ہے۔

(۲)......جس نے چند دن سے شراب پینا ترک کیا ہو تو یہ آلات اسے شراب کی مجالس یاد دلاتے ہیں اور یاد سے شوق اُبھرتا ہے اور جب شوق زیادہ ہوتا ہے تو شراب پینے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔

(۳)......آلاتِ لہو ولعب پر اکٹھا ہونا فاسقوں کی علامت بن چکا ہے ساتھ ہی ان سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ [1]

آلاتِ موسیقی کے جواز پر چند باطل اقوال اور اُن کی تردید

گزشتہ بحث میں آلاتِ موسیقی کی حرمت پر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اتفاق بیان کیا جاچکا ہے مگر اس کی مخالفت میں درج ذیل باطل اقوال اور کمزور آراء پائی جاتی ہیں:

پہلا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

پہلا قول ابنِ حزم کا ہے کہ سارنگی کی حرمت کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں۔ حالانکہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیِّدُنا ابن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اس کی آواز سنی۔

ابنِ حزم نے ظاہری قبیح فرقہ (یعنی غیر مقلِّدیت و وہابیت) پر جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ایسی بات کہی اور سارنگی حرام کیوں نہ ہوگی جبکہ یہ بھی تو آلاتِ موسیقی میں سے ہے اور اس کی حرمت پر صحیح حدیثِ پاک ابھی گزری ہے اور

---

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آداب السماع والوجد، بیان الدلیل علی إباحة السماع، ج۲، ص۳۳۶۔۳۳۷۔

مذکورہ دواماموں (یعنی سیِّدُ ناابنِ عمراور سیِّدُ ناابنِ جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم) کے متعلق ابنِ حزم کا گمان درست نہیں کیونکہ ان سے ایسی بات ثابت نہیں اور ایسا ہرگز ہو بھی نہیں سکتا جبکہ وہ انتہائی پرہیز گار، لہو ولعب وغیرہ کو حرام قرار دینے اوراس سے دُور رہنے والے ہیں اور اگر اس حدیثِ پاک کے متعلق ابنِ حزم کے گمان کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی بدعت کی مذمت، نئی نئی باتوں اوران کے انکار پر دلالت کرنے والی عام احادیثِ مبارکہ سارنگی کی حرمت پر اس طرح دلالت کرتی ہیں کہ جس کا رد نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے جلیل القدر عالم حضرت سیِّدُ ناامام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: ''ہمارے بعض شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام گانے بجانے کے آلات میں سے سارنگی بجانے کو خاص طور پر مباح قرار دیتے ہیں حرام قرار نہیں دیتے اوراس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ ان حرکات پر بنائی جاتی ہے جو غم کو ختم کرتی، ہمت کو قوت دیتی اور چُستی میں اضافہ کرتی ہیں۔''

پھراس کا رد کرتے ہوئے خود ہی فرماتے ہیں کہ اس کی حِلَّت کی یہ کوئی وجہ نہیں۔

(مصنِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:) پس اس وجہ کو رد کرنے میں امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے اس قول کہ ''اس کی حِلَّت کی یہ کوئی وجہ نہیں'' سے شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمَا) کے آلاتِ موسیقی کی حرمت میں اختلاف کی نفی کرنے سے حضرت سیِّدُ ناامام اَسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ان سے اختلاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے اوراس کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شاذ اور دلیل کی نفی کرنے والا ہے جو ترک کر دینے، اعراض کرنے اور اہمیت نہ دینے کے لائق ہے۔علاوہ ازیں حضرت سیِّدُ ناامام اَسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا اس وجہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہنا درست نہیں کہ شیخین نے آلاتِ موسیقی میں مطلقاً اختلاف کی نفی کی ہے۔

حضرت سیِّدُ ناامام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ''اَلْبَحْر'' میں خاص طور پر عُوْد (یعنی سارنگی) کے جواز کی ایک وجہ یہ بیان کی کہ کہا جاتا ہے کہ یہ بعض امراض میں نفع دیتی ہے۔حضرت سیِّدُ ناامام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی بات ذکر فرمائی۔مگر اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب اس کے جواز کی علّت بعض امراض میں نفع مند ہونا بیان کی گئی ہے تو اس کی اباحت کو صرف اس مرض میں مبتلا شخص کے ساتھ ہی مقید کرنا چاہئے نہ کہ کسی دوسرے کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔

نیز جب اسے حاجتِ مرض کی وجہ سے مباح ٹھہرایا گیا ہے تو اس کو بطورِ علّت بیان کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ قطعی طور پر اس کے جواز کا حکم دینا چاہئے بشرطیکہ علاج اسی پر منحصر ہو جیسا کہ ایسی حالت میں کسی نجس چیز کے ساتھ علاج کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ حضرت سیّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے اپنی کتاب ''مِنْھَاج'' میں قطعی طور پر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ آلاتِ لھو جب بعض امراض میں نفع دیں تو انہیں سننا جائز ہے۔ اس پر حضرت سیّدُنا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَواد نے فرمایا: ''آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ثابت ہے۔'' اور معاملہ یونہی ہے جیسے انہوں نے فرمایا لہٰذا اس وقت اس وجہ کی کوئی حقیقت نہ رہے گی۔ پس یہ بات واضح ہو گئی کہ شیخین کا یہ بیان کرنا صحیح ہے کہ آلاتِ موسیقی میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سب بلا اختلاف حرام ہیں۔

گمراہ ابنِ طاہر کا ردِّ بلیغ:

ابنِ طاہر نے صاحبِ تَنْبِیْہ کے متعلق بیان کیا کہ وہ بانسری کا سننا نہ صرف جائز قرار دیتے بلکہ سنتے بھی تھے اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہے اور ان کے ہم عصر کسی عالم نے ان کا رد نہ کیا بلکہ اس کے جائز ہونے پر اہلِ مدینہ کا اتفاق ہے۔

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ابنِ طاہر کا رد کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ ناعاقبت اندیش (یعنی بے وقوف)، ممنوع کاموں کو مباح قرار دینے والا، بہت بڑا جھوٹا اور گندے عقیدے کا مالک تھا۔''

اسی وجہ سے حضرت سیّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے مذکورہ کلام ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ابنِ طاہر کا ایسا کرنا ناعاقبت اندیشی ہے حالانکہ یہ (یعنی بانسری سننا) مدینۂ منورہ کے بے حیا اور بے کار لوگوں کا عمل تھا اور ''صاحب تنبیہ'' کی طرف اس کی نسبت کرنا قطعی طور پر باطل ہے جیسا کہ میں نے ان کی کتاب کے بابُ السِّمَاع میں دیکھا ہے اور انہوں نے اپنی کتاب ''اَلْمُھَذَّب'' اور ''اَلْوَصَایَا'' میں بانسری کو حرام قرار دیا ہے بلکہ ان کی کتاب تَنْبِیْہ کا کلام بھی یہی تقاضا کرتا ہے اور جو شخص ان کا حال، پرہیز گاری کی انتہا اور تقویٰ کی پختگی جان لے گا وہ ان کے اس سے دور اور پاک ہونے کا یقین کر لے گا اور عقل مند شخص کسی ایسے پرہیز گار بندے کے متعلق یہ گمان کیسے کرے گا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین میں ایسی بات کہے گا کہ خود جس کے خلاف عمل کرتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس

بات میں گناہ اور نافرمانی کی نجاست بھی شامل ہو؟ اور ہماری معلومات کے مطابق جس نے بھی ان کی سوانح حیات بیان کی اس نے ان کے متعلق ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی اور ابنِ طاہر کا یہ قول کہ ''اَنَّہٗ مَشْھُوْرٌ عَنْہٗ'' بھی اس کی ناعاقبت اندیشیوں میں سے ہے اور اس کا گانے اور لھوولعب کے جواز پر صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے اجماع کا دعوی کرنا بھی اس کے اندھے اور بہرے ہونے کا نتیجہ ہے۔''

اسی سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ابنِ طاہر سے حضرت سیِّدُنا شیخ ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کے حوالے سے نقل کیا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

اسی وجہ سے ''اَلْخَادِم'' میں کہا کہ یہ حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی طرف سے تَلْبِیْس (یعنی خلافِ حقیقت ظاہر کرنا) ہے اور اس میں ان کے دوست کَمَال اُدْفُوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب اَلْاِمْتَاع میں ان کی پیروی کی۔ حالانکہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کے حوالے سے اسے بیان کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ علمائے حدیث کے نزدیک گانے بجانے کے آلات کو مباح قرار دینے کے سبب ابنِ طاہر کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

حضراتِ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) کے اس قول ''بلکہ عراقی بانسریوں اور دوسرے آلاتِ موسیقی کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں'' پر اَلْخَادِم کے اس قول سے اعتراض کرنا رد کیا گیا ہے کہ ''شیخین کے اس قول میں نظر ہے کیونکہ بانس کی بانسریوں کو تار والے آلاتِ موسیقی کے ساتھ ذکر کرنے میں کوئی مناسبت نہیں'' تردید کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مناسبتِ تامہ پائی جاتی ہے اس لئے کہ عام بانسریاں اور دیگر تار والے آلاتِ موسیقی ہم جنس ہیں۔

دوسرا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا جھانجھ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ گانے کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے اور اگر علیحدہ طور پر بجایا جائے تو مکروہ نہیں۔ اس لئے کہ علیحدہ طور پر اس سے کیف ومستی نہیں آتی اور یہ قول شاذ ہے، اسی وجہ سے جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ''اَلْبَحْر'' میں اس کو نقل کیا گیا تو اسے باطل قرار دیا گیا حالانکہ صاحبِ بَحْر اکثر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اتباع کرتے ہیں بلکہ ''صاحبِ بَحْر'' کا اکثر کلام حضرت

سیِّدُ نا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کتاب ''اَلْحَاوِی''ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو حامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے جھانجھ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے پہلے زنادقہ (یعنی لادینوں) نے عراق میں اس کا آغاز کیا یہاں تک کہ لوگ (اس میں مشغول ہوکر) نماز اور ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گئے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ فرماتے ہیں: ''جھانجھ اکثر پیتل (کی دو پلیٹوں) سے بنائی جاتی ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسری پر مارا جاتا ہے اور یہ عربوں کے ساتھ خاص ہے جبکہ تار والے آلاتِ موسیقی عجمیوں کے ساتھ خاص ہیں اور یہ دونوں لفظ (یعنی صَنج اور ذُوالاَوْتَار) عجمی ہیں جو بعد میں عربی میں استعمال ہونے لگے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا قاضی حماۃ بارزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے خیال میں حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی مراد دوسرا قول ہے اور ان کا اس طرح کی بات کرنا عجیب ہے حالانکہ اس کے بعد حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ **تالیاں بجانا حرام ہے** اور اسے حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد وغیرہ نے ذکر کیا لیکن امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس میں توقُّف کیا کیونکہ اس کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں البتہ! ڈگڈگی کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں کہ عربی جھانجھ تالیاں بجانے کی طرح ہے یا یہی عربی جھانجھ ہی تالیاں بجانا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ معین جزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول بھی ان کے قول کے موافق ہے کہ صلیل بغیر گانے کے کیف و مستی والے حرام آلاتِ موسیقی میں سے ہے جسے جھانجھ بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ آواز ہے جو لوہے کے دو ٹکڑوں کو ایک دوسرے پر مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

''اَلْمُحْکَم'' کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ جھانجھ کا اطلاق دف پر بھی ہوتا ہے اور اس سے مراد عربی جھانجھ ہے اور تار والے آلاتِ موسیقی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اس صورت میں جھانجھ کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے کلام کو دونوں صورتوں پر محمول کرنا جائز ہوگا نہ کہ جیسے حضرت سیِّدُ نا قاضی بارزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے گمان کیا ہے۔

''اَلْبَحْر'' میں شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے مطلقاً تالیاں بجانے کی حرمت منقول ہے اور ''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے وضاحت نہیں فرمائی کہ تالیاں بجانے سے کیا مراد ہے؟

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ابی الدم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں کہ جھانجھ کے متعلق متأخرین فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ آبنوس کی بہت مضبوط لکڑی ہوتی ہے، اس بات کو یہ علّت بیان کرنا تقویّت دیتا ہے کہ یہ شرابیوں کی عادت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد پیتل سے بننے والی جھانجیں ہیں جو ڈھولوں، سارنگیوں اور نقاروں کے ساتھ بجائی جاتی ہیں اور یہ بات اس کو ضعیف قرار دیتی ہے کہ یہ نہ تو کیف ومستی پیدا کرتی ہے اور نہ ہی کوئی صحیح الدماغ اور عقلِ سلیم کا مالک شخص اس کو سن کر لذّت حاصل کرتا ہے۔

آلاتِ موسیقی کی اقسام مع احکام:

﴿1﴾...... ''اَلْحَاوِی'' میں ہے کہ لَهْو و لَعِب کے آلات یا تو حرام ہیں جیسے سارنگی، ستار، گانے بجانے کے آلات، ڈھول، بانسری اور ہر وہ آلۂ موسیقی جس کی آواز سے علیحدہ طور پر کیف ومستی حاصل ہو۔

﴿2﴾...... یا یہ آلات مکروہ ہیں یعنی جو گانے کے ساتھ تو کیف ومستی میں اضافہ کریں لیکن علیحدہ طور پر کسی کیف کا باعث نہ بنیں جیسے جھانجھ اور نرسل۔ لہٰذا ان کو گانے کے ساتھ بجانا مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

﴿3﴾...... یا مباح ہیں اور ان سے مراد وہ آلات ہیں جن سے پیدا ہونے والی آواز کیف ومستی سے نکال کر ڈرانے کی طرف لے جائے جیسے بِگل یا جنگ کا نقّارہ بجانا یا لوگوں کو اکٹھا کرنے یا اعلان کرنے کے لئے کوئی آلہ بجانا جیسے نکاح میں دف بجانا۔

جھانجھ کے متعلق جو کچھ مذکور ہوا وہ شاذ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس کا محل یہ ہے کہ اگر اس کی تفسیر یہ کی جائے کہ اس سے مراد تالیاں بجانا نہیں ورنہ اس میں کوئی کیف وسرور نہیں ہوتا۔ ہاں! بعض ممالک میں ہیجڑے ان کے عادی ہوتے ہیں تو اس صورت میں حرمت متحقق ہو جاتی ہے اس کی وجہ ڈگڈگی بجانے کے بیان میں آئے گی۔

طنبور (ستار) عود (سارنگی) سے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ان کے کاریگروں میں مشہور ہے۔ البتہ! اہلِ لغت کہتے ہیں کہ طنبور عود کو ہی کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عود اور طنبور وغیرہ اسمِ جنس ہیں جن کے تحت مختلف اقسام آتی ہیں

اور کبھی لفظِ عود کا اطلاق دیگر آلاتِ موسیقی پر بھی ہوتا ہے۔اس کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اور کئی شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام یہ ہے کہ'' آلاتِ موسیقی سے پیدا ہونے والی آوازیں 3 اقسام پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک حرام ہے اور یہ وہ آلات ہیں جن سے بغیر گانے کے بھی کیف و مستی حاصل ہوتی ہے جیسے سارنگی، ستار، ڈھول، بانسریاں، باجے، پائپ کی بانسریاں، نقارے، سارنگی کی مثل ایک تار والے باجے اور آخری دو کے مشابہ آلاتِ موسیقی۔''

مزامیر کی اقسام:

مزامیر صُرْ نَای (بانسری کی طرح کا ایک باجا) کو بھی شامل ہے اور اس سے مراد بانس کی ایسی لکڑی ہے جس کا ایک سر اتنگ اور دوسرا کافی کھلا ہوتا ہے اور یہ قافلوں اور جنگوں میں اور نقاروں پر بجایا جاتا ہے اور یہ (مزامیر) کِرْجَة کو بھی شامل ہے اور یہ بھی صرنای کی مثل ہے مگر اس میں بانس کے نچلے حصے میں تانبے کا ایک ٹیڑھا ٹکڑا رکھا جاتا ہے جو دیہاتوں میں شادی کے موقع پر بجایا جاتا ہے اور یہ (مزامیر) نَای کو بھی شامل ہے (جو کہ بانسری کی مثل ایک باجا ہے)۔ یہ پہلی دونوں قسموں سے زیادہ خوش کُن ہوتا ہے اور یہ دو ملی ہوئی لکڑیاں ہوتی ہیں۔ایک قول کے مطابق سب سے پہلے بنی اسرائیل نے بانسریاں بنائیں۔

تکیہ بجانے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) فرماتے ہیں کہ تکیوں پر کٹی ہوئی شاخیں مارنا عراقیوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن صاحبِ مُھَذَّب نے اس میں حرمت کو ترجیح دی ہے اور ''اَلْکَافِی''میں اہلِ مراوزہ کے حوالے سے اسے حرام کہا گیا ہے (مراوزہ ایک شہر کا نام ہے)۔اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ان کے اکابر میں سے حضرت سیِّدُنا شیخ ابو علی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی نے اس کے مکروہ ہونے پر جزم کیا ہے اور صاحبِ کافی نے کٹی ہوئی شاخ سے پیٹنے کو سماع میں تالیاں بجانے کے ساتھ ملایا ہے۔

مَردوں کا تالیاں بجانا کیسا؟

حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ مردوں کے لئے تالیاں بجانا مکروہ ہے کیونکہ یہ عورتوں

کے ساتھ خاص ہے اور مردوں کو ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ انہیں زعفرانی لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔

مذکورہ کلام جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا، تقاضا کرتا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔

تیسرا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

انہیں اقوال میں سے ایک قول حضرت سیِّدُ نا امام رافعی (متوفی ۶۲۳ھ)، سیِّدُ نا امام ماوردی، سیِّدُ نا امام خطابی (متوفی ۳۸۸ھ)، سیِّدُ نا امام رویانی، سیِّدُ نا امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) سیِّدُ نا امام محمد بن یحیٰی، سیِّدُ نا امام باجرمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کا بھی ہے کہ "یَرَاع" جائز ہے (یہ بھی بانسری کی ایک قسم ہے) اسے شَبَّابَہ (یعنی مدہوش کردینے والا بانسری جیسا آلہ) بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ سفر میں چلنے پر حُدِی خوانی کی طرح چُستی پیدا کرتا ہے۔

یہ قول شاذ ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا، جمہور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے حرام قرار دیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی اسی قول کو ترجیح دی جسے حضرت سیِّدُ نا ابنِ ابی عصرون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے درست قرار دیتے ہوئے فرمایا: بلکہ یہ (یعنی یَـــرَاع) ان تمام بانسریوں سے زیادہ حرام قرار دیئے جانے کے لائق ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ اس سے کیف ومستی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور یہ شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ اہلِ موسیقی کے نزدیک ایک ایسا مکمل آلہ ہے جو تمام نغمات کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قول کے مطابق یہ قیراط (یعنی دولت) میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ بانسری کی اعلیٰ قسم ہے اور جن علتوں کی بنا پر بقیہ تمام بانسریاں حرام ہیں وہ تمام بلکہ ان سے بھی زیادہ علتیں اس میں پائی جاتی ہیں لہٰذا اسے بدرجۂ اَولیٰ حرام قرار دینا چاہئے اور اس مسئلہ میں اختلاف کرنا بلاوجہ جھگڑا کرنے کے مترادف ہے۔

یہی حرمت کا قول منقول کے مطابق ہے کیونکہ اسی پر حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اور جمہور ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے نص قائم فرمائی ہے۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے کم کیف

ومستی والے کئی آلات کو حرام قرار دیا ہے جیسے ڈگڈگی، لہو ولعب کا طبلہ یعنی بڑا ڈھول اور خوشی اور بچوں کے ختنہ کے موقع کے علاوہ دف بجانا اور انہیں حرام قرار دینے کی وجہ ان کا لھو ہونا ہے کہ جن سے جائز نفع حاصل نہیں کیا جاتا۔ پس اس کے لھو ہونے کے ساتھ ساتھ نفوس کی خواہشات ولذّات کی طرف میلان ذکرِ الٰہی اور نماز سے روکنے کا باعث بھی بنتا ہے تو یہ بدرجۂ اَولیٰ حرام ہونا چاہئے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) نے شبابہ کے مسئلہ میں حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) سے اختلاف کیا ہے اور اصل مذہب اور اہلِ عراق کا کلام یہی تقاضا کرتا ہے اور ذخائر میں شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بہترین حکم یہ نقل کیا گیا ہے کہ تمام بانسریاں مطلقاً حرام ہیں۔''

عراقیوں نے بغیر تفریق کئے بانسری کی تمام اقسام کو حرام قرار دیا۔ پس مذہبِ جمہور کے مطابق شَبَّابَہ حرام ہے اور حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم ضیاء الدین عبدالملک بن زید دَوْلَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس کی تحریم کی دلیل میں طویل کلام کرتے ہوئے فرمایا: ان اہلِ علم پر حیرانی ہوتی ہے جو شَبَّابَہ کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کی ایسی وجہ بیان کرتے ہیں جس کی فساد کے علاوہ کوئی سند اور اصل نہیں اور اسے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ یہ آپ کا مذہب ہو یا آپ کے اصحاب میں سے کسی کا مذہب ہو جس پر آپ کے مذہب کو جاننے میں اعتماد کیا جاتا ہو اور وہ آپ کی طرف منسوب ہوتا ہو۔

یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے تمام اقسام کے گانے بجانے کے آلات کو حرام قرار دیا اور شَبَّابَہ بھی گانے بجانے کے آلات میں سے ہے اور ان کی ہی ایک قسم ہے بلکہ اسے بدرجۂ اولیٰ حرام ہونا چاہئے کیونکہ اس کی تاثیر (بانسری کی مثل باجوں) نای اور صُرنای سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

آلاتِ موسیقی کی وجۂ حرمت:

آلاتِ موسیقی اپنے ناموں اور لقبوں کی وجہ سے حرام نہیں ہیں بلکہ ان میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور نماز سے رکاوٹ، تقویٰ سے دُوری، خواہشات کی طرف میلان، گناہوں میں ڈوبنا اور اس حرام کام کے برقرار رکھنے میں اپنے

نفس کو ڈھیل دینا پایا جاتا ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے لے کر آخر وقت تک بصری، بغدادی، خراسانی، شامی، خزری، پہاڑوں میں رہنے والے، حجازی، مَاوَرَاءُ النَّھْر اور یمن میں رہنے والے سب اسی مذہب پر قائم ہیں اور حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں۔حضرت سیِّدُ نا امام دَوْلَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا۔

گویا حضرت سیِّدُ نا امام دَوْلَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مذکورہ کلام کی ابتدا میں حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) پر تعریض کی (یعنی اُن کی طرف اشارہ کیا) گویا یہ اُن کے ہم زمانہ تھے کیونکہ اِن کی ولادت اُن کی وفات کے 10 سال بعد ہوئی۔

حضرت سیِّدُ نا امام جمال الاسلام بن بزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ''بلاشبہ شَبَّابَہ بھی ایک قسم کی بانسری ہے جس کی حرمت نص سے ثابت اور مشہور ہے۔اس کا انکار کرنا واجب اور سننا حرام ہے اور علمائے متقدمین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن میں سے کسی نے اس کی حِلَّت اور اس کے سننے کے جواز کا قول نہیں کیا اور جس نے اسے حلال اور اس کا سننا جائز قرار دیا وہ خطا کرنے والا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ قول ضعیف بلکہ شاذ ہے کہ شہر میں غیر معقول استعمال کی وجہ سے شَبَّابَہ مکروہ ہے لیکن سفر اور چراگاہ میں مباح ہے کیونکہ یہ چلنے پر اُبھارتی اور جب چوپاؤں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو تو انہیں اکٹھا کرتی ہے۔(پھر مصنِّف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس قول میں نہایت ہی ضعیف احتمال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) مطلق حِلَّت کے قول کی طرح اس صورت پر محمول کر دیا جائے کہ جس طرح بچے اور چرواہے موسیقی کے کسی قانون کو مدِّنظر رکھے بغیر بجاتے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ جس کی ایک ہی لَے (یعنی سُر) ہو کیونکہ اس وقت یہ حِلَّت کے قریب ہوگی جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے فرمایا، مزید فرماتے ہیں کہ اگر اسے مسرت پیدا کرنے والے معروف انداز پر بجایا جائے تو یہ مطلقاً حرام ہے۔ بلکہ یہ (یعنی شبابہ) ان تمام بانسریوں سے زیادہ حرام قرار دیئے جانے کے لائق ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ اس سے کیف ومستی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور یہ شرابیوں اور فاسقوں کا شعار ہے اور بعض کاریگر کہتے ہیں: یہ ایک ایسا مکمل آلہ ہے جو

تمام نغمات کو پورا کرنے والا ہے۔اور دیگر کہتے ہیں: یہ قیراط (یعنی دولت) میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٥٦ھ) فرماتے ہیں: ''یہ بانسری کی اعلیٰ قسم ہے جن عِلّتوں کی بنا پر بقیہ تمام بانسریاں حرام ہیں وہ تمام بلکہ ان سے بھی زیادہ عِلّتیں اس میں پائی جاتی ہیں لہٰذا اسے بدرجۂ اَولیٰ حرام قرار دینا چاہئے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٧٨٣ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امام قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٥٦ھ) کی بات واضح طور پر ثابت ہے اور اس میں اختلاف کرنا خواہ مخواہ جھگڑا کرنا ہے اور حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث جس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، اس میں حفّاظِ حدیث کا اختلاف ہے اور اسی کو حضرت سیِّدُ نا نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں اُنگلیاں رکھ لیں اور راستے سے ہٹ گئے اور فرماتے رہے: ''اے نافع! کیا بانسری کی آواز سن رہے ہو؟'' تو میں کہتا رہا: جی ہاں اور جب میں نے کہا: نہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ راستے کی طرف لوٹ آئے پھر ارشاد فرمایا: ''میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔'' (1)

حضرت سیِّدُ نا حافظ محمد بن نصر سلامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہ حدیث صحیح ہے۔'' پھر فرمایا: ''اس وقت حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بالغ تھے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر 17 برس تھی۔'' مزید فرمایا: ''یہ شارِع عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اُمّت کو سکھائے کہ بانسری، شبابہ اور ان کے قائم مقام دیگر آلاتِ موسیقی کا سننا حرام ہے اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو رخصت دینا اس وجہ سے تھا کہ وہاں ایسی ضرورت ثابت تھی جس کا حل فقط یہی تھا کہ کبھی ضرورتاً ناجائز چیز مباح ہو جاتی ہے۔'' پھر فرمایا: ''پس جس نے اس (یعنی گانے باجے کے) معاملے میں رخصت دی وہ سنت کی مخالفت کرنے والا ہے۔''

---

(1) ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الفقر والزھدو القناعۃ، الحدیث: ٦٩٢، ج٢، ص٤٠۔

بانسری کے جواز میں اختلاف

قائلینِ جواز کے دلائل:

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک سے ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے بانسریوں کی حرمت پر استدلال کیا اور اسی پر شَبَّابَہ میں حرمت کی بنیاد رکھی اور جو علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس کے مباح ہونے پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینہ کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کو کان بند کرنے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی چرواہے کو منع فرمایا لہٰذا یہ اس پر دلیل ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کراہتِ تنزیہی کے طور پر ایسا کیا۔ یا پھر آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذکر یا سوچ وفکر کی حالت میں تھے اور بانسری کی آواز خلل ڈال رہی تھی اس وجہ سے اپنے گوشِ اقدس (یعنی کان مبارک) بند فرمالئے۔

قائلینِ جواز کی تردید:

قائلینِ جواز کی تردید میں درج ذیل امور ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)...... پہلا جواب تو یہ ہے کہ چرواہے کی بانسری دراصل ایسی نہ تھی جسے اس فن کے ماہر بناتے ہیں اور اسی میں اختلاف ہے، یعنی وہ بانسریاں جنہیں وہ مہارت سے بناتے ہیں اور جن کے تحت ان کی تمام خوش کُن انواع ہوتی ہیں اور یہ بات بھی معلوم شدہ ہے کہ چرواہوں کی بانسری بانس کی ہوتی ہے جو اس بانسری کی طرح نہیں ہوتی جسے کاریگری اور نفاست پسندی سے بنایا جاتا ہے بلکہ وہ ایسے طریقے پر بنائی جاتی ہے جس میں وہ ایسے نغمات ایجاد کرتے ہیں جو شہوت اُبھارنے کا باعث بنتے ہیں۔

(۲)......دوسرا جواب یہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کو کان بند کرنے کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ تھی کہ آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے افعال آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اقوال کی طرح حُجَّت ہیں۔ لہٰذا جب آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کیا تو حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی

عَنْھُمَا نے بھی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرنے میں جلدی کی اور ان کے متعلق کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع نہ کی ہوگی حالانکہ وہ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان میں سب سے زیادہ اتباع کرنے والے تھے؟ اسی وجہ سے حضرت سیِّدُ نا امام دَوْلَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''یہ بات اس شخص کے دل میں کبھی نہیں کھٹک سکتی جو صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی قدر ومنزلت اور ان کے طریقے سے واقف ہو۔''

مزید فرماتے ہیں: ''آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کہ ''یَاعَبْدَ اللّٰہِ! ھَلْ تَسْمَعُ؟'' کا معنی ہے، ''یَاعَبْدَ اللّٰہِ! تَسْمَعُ ھَلْ تَسْمَعُ؟ یعنی اے عبد اللہ! تم سُن رہے ہو، کیا آواز آرہی ہے؟'' اور کلام کی اس پر دلالت واضح ہونے کی وجہ سے پہلا تَسْمَعُ گرادیا کیونکہ جو شخص اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لے وہ نہیں سُن سکتا جبکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس قدر سننے کی اجازت فقط حاجت کی وجہ سے دی گئی تھی۔''

(۳)......تیسرا جواب یہ ہے کہ توجہ سے کان لگا کر سننا ممنوع ہے نہ کہ بلا ارادہ اتفاقاً سننا۔ اسی وجہ سے ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے وضاحت فرمائی کہ جس کے پڑوس میں لہوولعب کے حرام آلات سنے جاتے ہوں اور وہ انہیں ختم نہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے وہاں سے نقلِ مکانی (یعنی چلے جانا) ضروری نہیں اور وہ ارادے اور کان لگائے بغیر سننے سے گنہگار بھی نہ ہوگا۔

قائلینِ جواز کا رد کرتے ہوئے حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''نافع کے قول ''زَمَّارَۃُ رَاعٍ'' (یعنی چرواہے کی بانسری) کے متعلق یہ ثبوت نہیں کہ وہ شَبَّابَۃ تھی کیونکہ چرواہے توشُعَیْبَۃ وغیرہ بجاتے ہیں جس کے متعلق وہم کیا جاتا ہے کہ جس کا نام شُعَیْبَۃ ہے وہ خالصتاً مباح ہے۔ لیکن میں نے کسی امام کو یہ کہتے ہوئے نہیں پایا۔ جبکہ شُعَیْبَۃ چھوٹی چھوٹی چند لکڑیاں قطار میں جوڑ کر بنائی جاتی ہے اور اس سے اس کے عادی کے مزاج کے مطابق کیف ومستی پیدا ہوتی ہے اور یہ بھی بلاشبہ شَبَّابَہ یا مزمار ہی کی ایک قسم ہے۔

سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے قول کی تردید:

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے شَبَّابَہ کی اباحت کی طرف میلان کرتے ہوئے جو بات کہی، مذکورہ دلیل سے اس کا بھی رد ہوگیا اور وہ بات یہ ہے کہ حرمت کسی معتبر دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتی اور حضرت سیِّدُ نا

امام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ٦٧٦ھ) نے بھی اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور انہیں یہ جواب بھی دیا گیا کہ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حدیثِ پاک میں اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں تو پھر بھی یہاں تو دلیل موجود ہے اور وہ گزشتہ تقریر سے معلوم ہو چکا ہے کہ شَبَّابَہ کو ان تمام آلاتِ موسیقی پر قیاس کیا گیا ہے جن کی حرمت پر اتفاق ہے کیونکہ یہ بھی مستی و مدہوشی پیدا کرنے میں دوسرے تمام آلاتِ موسیقی کے ساتھ نہ صرف شریک ہے بلکہ بسا اوقات اس میں عیش وطرب دیگر آلاتِ لہو ولعب جیسے سارنگی ورباب وغیرہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس اسے یا تو قیاس کرنا بہتر ہے یا پھر یہ سارنگی ورباب کے برابر ہے اور چونکہ مذکورہ دونوں آلات حرام ہیں لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔

یَرَاع سے کیا مراد ہے؟

شَبَّابَہ کو یَرَاع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ درمیان سے خالی ہوتا ہے۔ اور اسی سے ہے: ''رَجُلٌ یَرَاعٌ لَا قَلْبَ لَہٗ یعنی وہ اتنا بُزدل شخص ہے گویا اس کے پاس دل ہی نہیں۔'' یعنی وہ بانس کی طرح اندر سے کھوکھلا ہے۔ یہ لفظ اسمِ جنس ہے جس کا واحد یَرَاعَۃٌ ہے جیسا کہ ''تَھْذِیْبُ النَّوَوِی'' میں ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یَرَاع سے مراد ہر وہ نبات ہے جس کا تنا پتلا، کھوکھلا اور گانٹھ دار ہو نیز اس میں پوری اور گرہ بھی ہو جبکہ یَرَاعَۃ سے مراد کسی درخت کی پوری یا نلکی ہے کہ جس کے دونوں طرف گرہ ہو۔ اس صورت میں یَرَاع کی تفسیر شَبَّابَہ کے ساتھ کرنا وسعت کے طور پر ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یَرَاع کا واحد یَرَاعَۃٌ ہے تو پھر جمع سے کسی مفرد کی تفسیر کیسے ہو سکتی ہے؟

بعض متأخرین فرماتے ہیں کہ شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا) کے اختلاف کا محل نرکل نہیں جسے موصول بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اسے بھی دوسرے گانے بجانے کے آلات کے ساتھ ملا کر بجایا جاتا ہے اور یہ شرابیوں کا شعار ہے جیسا کہ شرابیوں کے حالات سے واقف کسی پر یہ بات مخفی نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ٦٢٣ھ) فرماتے ہیں کہ یَرَاع سے مراد ہر نرکل و بانس نہیں بلکہ اس سے مراد عراقی بانسری ہے اور ایسے آلاتِ موسیقی بلا اختلاف حرام ہیں جنہیں دوسرے گانے بجانے کے آلات سے ملا کر بجایا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے موقف کی تردید میں کئے گئے کلام سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب "اَلتَّوْشِیْح" میں ذکر کیا کہ مجھے انتہائی جستجو کے باوجود یَـــرَاع کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ملی جو میرے نزدیک جائز ہے اگر اس کے ساتھ بھی کوئی دوسرا حرام آلہ ملا دیا جائے تو دونوں حرام ہو جائیں گے اور جو اہلِ ذوق نہیں ان کے لئے میرے نزدیک اَولیٰ یہ ہے کہ وہ اس سے مطلقاً اعراض کریں کیونکہ اس میں زیادہ تر نفسانی خواہشات ہی حاصل ہوتی ہیں جو کہ شرعی مقاصد میں سے نہیں اور جو اہلِ ذوق ہیں ان کی حالت اُنہیں کے سپرد کر دی جائے گی اور اُن کا حکم اسی حالت و کیفیت کے مطابق ہو گا جو وہ اپنے دِلوں میں پاتے ہیں۔

سماع کا بیان و تحقیق

حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امامُ الصوفیہ حضرت سیِّدُ نا شیخ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ "محفلِ سماع میں شریک لوگ (۱)......یا عوام ہوتے ہیں حالانکہ بقائے نفوس کی خاطر ان کے لئے سماع حرام ہے (۲)......یا زاہدین ہوتے ہیں کہ حصولِ مجاہدہ کی خاطر ان کے لئے سماع مباح ہے (۳)......یا پھر عارفین ہوتے ہیں کہ حیاتِ قلبی کی خاطر ان کے لئے سماع مستحب ہے۔"[1]

(صاحبِ "قُوْتُ الْقُلُوب") حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو طالب محمد بن علی حارثی مکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی اسی طرح ذکر فرمایا اور (سلسلۂ سہروردیہ کے بانی وامام) شیخ الشیوخ حضرت سیِّدُ نا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے "عَوَارِفُ الْمَعَارِف" میں اسے صحیح قرار دیا۔

سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُ نا شیخ جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے سماع کی اصطلاحی حرمت ذکر نہیں فرمائی بلکہ اُن کی مراد یہ ہے کہ سماع نہیں ہونا چاہئے۔ پھر حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نظم کی صورت میں اپنے والدِ محترم سے ایک فتویٰ نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رقص کرنے اور دف بجانے میں اختلاف ہے اور بے شک شریعت نے اسے ہرگز عبادت قرار نہیں دیا اور جس نے اسے جائز قرار دیا اس

[1] ......الرسالة القشيرية، باب السماع، ص٣٦٨۔

نے بھی اسے مباح ہی کہا اور جس نے بھی اسے اپنے دین کے لئے اس طرح چُن لیا کہ اس کی موجودگی ہی میں عبادت کرتا ہے تو وہ حسرت ونقصان میں مبتلا ہوا کیونکہ عاشقِ حقیقی اور عارف باللہ پر جب وَجْد کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ حالتِ مدہوشی میں (محبت وعشق کی وادیوں میں) اس طرح سرگرداں ہو جاتا ہے کہ اسے اس حالت پر ملامت نہیں کی جاتی بلکہ اس کی تعریف کی جاتی ہے کیونکہ اسے حاصل ہونے والی لذات انتہائی عمدہ و پاکیزہ ہوتی ہیں۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''آج کل کا سماع بلاشبہ حرام ہے کیونکہ اس میں بے شمار برائیاں شامل ہوگئیں ہیں جیسے مردوں عورتوں کا اختلاط اور عام لوگوں کا فضول کاموں میں مبتلا ہونا۔ لہٰذا حاکم پر لازم ہے کہ انہیں اس سے روکے۔''

اور حضرت سیِّدُنا قاضی حسین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ جس نے ہر مہینے میں کئی بار سماع کی عادت بنائی وہ فاسق ہو گیا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور اگر مہینے میں ایک بار کی عادت بنائی تو وہ فاسق تو ہو گا لیکن اس کی گواہی مردود نہیں ہو گی۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قول کلامِ فقہا کے مفہوم کے برعکس ہے۔

سماع کی چند صورتیں:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''سماع کی 3 صورتیں ہیں: (۱)...... یا تو یہ محمود (یعنی پسندیدہ) ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جس پر محبتِ الٰہی اور اس کی ملاقات کے شوق کا غلبہ ہو اس پر سماع کے ذریعے کشف وکرامات کے احوال ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (۲)...... یا پھر مباح ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جائز عشق کرے یا سماع کے سبب اس پر محبتِ الٰہی غالب آئے نہ کہ نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو۔ (۳)...... یا پھر یہ حرام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سماع کے باعث کسی شخص پر حرام چیزوں کی محبت غالب آجائے۔'' (۱)

---

(۱)......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ ۶، جز ۲۱، ص ۹۷۔

رقص اوراشعار کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام عزبن عبدُ السلام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلَام سے عشقیہ اشعار سننے اور رقص کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''رقص بدعت ہے اور کوئی ناقص العقل ہی اس کا عادی ہوسکتا ہے۔لہٰذا یہ عورتوں کو ہی زیب دیتا ہے اور ان اشعار کے سننے میں کوئی حرج نہیں جو اُمورِ آخرت کی یاد دِلا کر عالی مرتبہ احوال پر اُبھارنے والے ہوں۔ بلکہ ایسے اشعار سننا اس وقت مستحب ہے جب کوئی فتور اور مردہ دلی کا شکار ہو۔ البتہ! جس کے دل میں بری خواہشات ہوں وہ محفلِ سماع میں حاضر نہ ہو کیونکہ یہ اس کی دِلی خواہشات کو مزید اُبھارے گا۔''[1]

سننے اور سنانے والوں کے اعتبار سے سماع کی اقسام:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں کہ سننے اور سنانے والوں کے اعتبار سے سماع کا حکم مختلف ہوتا ہے۔اگر وہ سب معرفتِ الٰہی رکھتے ہوں تو ان کے احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کا سماع بھی مختلف ہوتا ہے۔

﴿1﴾......جس پر خوفِ خداوندی غالب ہو تو خوف دلانے والی چیزوں کے ذکر کرنے سے اس میں اثر انداز ہوتا ہے کہ اس کے غم اور آہ وبکا میں اضافہ اور رنگ متغیر ہوجاتا ہے اور اس کی یہ حالت عذاب کے خوف یا ثواب یا اُنس و قربِ الٰہی کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایسا شخص خوفِ الٰہی رکھنے والے یا محفلِ سماع میں حاضر ہونے والے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور اس میں قرآنِ حکیم کی تاثیر بھی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

﴿2﴾......جس شخص پر اُمید غالب ہو تو اُمید دلانے والی چیزوں کے ذکر سے اس پر سماع اثر کرتا ہے۔اُنس وقرب کی اُمید رکھنے والے کا سماع ثواب کی امید رکھنے والے کے سماع سے افضل ہے۔

﴿3﴾......جس پر انعاماتِ الٰہی کی وجہ سے اس کی محبت غالب ہو تو اس میں انعام واکرام کا سماع مؤثر ہوگا یا مطلق کمال کے سبب اس کی محبت غالب ہو تو اس میں ذات کی بزرگی اور کامل صفات کا سماع مؤثر ہوگا اور یہ بیان کردہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

﴿4﴾......جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم واکرام کا غلبہ ہو وہ شخص مذکورہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

---

[1] ......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ۶،جز۲۱،ص۹۷۔

یہ تمام کیفیات سنانے والے کے اعتبار سے بھی مختلف ہوتی ہیں یعنی ولی سے سننا عام آدمی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور نبی سے سننا ولی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سننا نبی سے سننے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صدیقین اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان گانے باجے اور غنا میں مشغول نہیں ہوتے تھے بلکہ کلامِ الٰہی کے سننے پر اکتفا فرماتے تھے۔ (اور اگر وہ معرفتِ الٰہی نہ رکھتے ہوں تو ان کے احوال بھی مختلف ہوں گے۔ پس)

﴿5﴾......جس پر جائز خواہش غالب ہو مثلاً وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا ہو تو اس میں محبت کے آثار، جدائی کے خوف اور ملاقات کی اُمید میں سماع مؤثر ہوتا ہے لہٰذا اس کے سماع میں کوئی حرج نہیں۔

﴿6﴾......جس پر حرام کام کی خواہش غالب ہو جیسے وہ کسی اَمْرَد یا اجنبی عورت سے عشق کرتا ہو تو اس میں سماع حرام کام کی طرف کوشش میں مؤثر ہوتا ہے اور جو چیز حرام کی طرف لے جائے وہ بھی حرام ہی ہوتی ہے۔

بہر حال جو شخص خود میں ان 6 اقسام میں سے کوئی قسم نہ پائے تو اس کا سماع مکروہ ہے۔ حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ مباح ہے اور اکثر سماع میں فاسق وفاجر لوگ شریک ہوتے، روتے دھوتے اور ایسے مقاصد کے لئے بے قراری ظاہر کرتے ہیں جس کی خباثت کو اپنے دلوں میں چھپائے ہوتے ہیں لیکن ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ان کی یہ حالت اچھے مقصد کے لئے ہے۔ یاد رکھئے! آخرت کے عالی مرتبہ احوال اور پسندیدہ صفات کو لازم کرنے والی صفات کے ذکر کے بغیر قابلِ تعریف سماع حاصل نہیں ہو سکتا۔

سماع کی شرائط:

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابو القاسم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی جو کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں شمار کئے جاتے ہیں، انہوں نے سماع کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں سماع کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی شرائط میں سے ہے کہ بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسما اور صفات کی معرفت حاصل ہو تا کہ وہ افعال اور مخلوقات کی صفات میں سے صفاتِ ذاتِ باری تعالیٰ جان لے۔ نیز اسے اس بات کی بھی معرفت حاصل ہو کہ ذاتِ حق کی نعت گوئی میں کون سی صفات بیان کرنا منع ہیں

......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیة ۶، جز ۲۱، ص ۹۷۔

اور اسے کن اوصاف سے متّصف کرنا جائز اور واجب ہے اور اس پر کن اسما کا اطلاق صحیح اور کن کا ممنوع ہے۔ سماع کے صحیح ہونے کی یہ شرائط دانش مندوں میں سے اہلِ تحصیل (یعنی سماع کی طلب رکھنے والوں) کے نزدیک ہیں۔'' [1]

اہلِ حقیقت کے نزدیک سماع کی شرط:

اہلِ حقیقت کے نزدیک سماع میں سچے مجاہدے کے ساتھ نفس کو فنا کرنا اور پھر مشاہدے کی روح سے دل کو زندہ کرنا شرط ہے۔ پس جس نے صحیح طور پر اپنا معاملہ سرانجام نہ دیا اور سچائی کے ساتھ اپنے مراتب کو نہ پاسکا تو اس کا سماع ضیاع اور کیفیاتِ وجد کا اظہار طبعی ہے، اس کے لئے سماع ایک ایسی آزمائش ہے کہ جس کی دعوت غلبۂ فسق دیتا ہے البتہ! اگر شہوت نہ پائی جائے اور خالص محبت حاصل ہو جائے تو پھر غلبۂ فسق اس کی دعوت نہیں دیتا۔ حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس بحث کا طویل ذکر فرمایا اور ان کے ذکر کردہ امور سے واضح ہوتا ہے کہ سماع کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھنے کے سبب آج کل کے اکثر بناوٹی صوفیوں پر سماع اور رقص حرام ہے۔ [2]

ڈگڈگی کی حرمت کا بیان

چوتھا قول اور اس کا ردِّ بلیغ:

ڈگڈگی کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللّٰہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''اگر ہم اسے معنوی اعتبار سے دیکھیں تو یہ دف کے معنی میں ہے۔ میں نے اس میں حرمت کا تقاضا کرنے والی کوئی چیز نہیں پائی۔ البتہ! ہیجڑے اس کے بہت شوقین اور اسے بجانے کے عادی ہوتے ہیں۔''

آلاتِ موسیقی کے حرام ہونے کا قاعدہ:

اسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ''رائے اس چیز کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے کہ جس سے ایسی لُطف اندوز سُریلی آوازیں نکلیں جو انسان میں جوش پیدا کر دیں اور اسے کیف و مستی اور ان آوازوں کے پیدا ہونے کی جگہوں میں بیٹھنے پر برانگیختہ کریں۔ لہٰذا گانے باجے کے تمام آلات کا حکم یہی ہے اور ہر وہ شے جس کی آواز لذت

[1] ......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ ۶، جزا ۲ ۱ء، ص ۹۸۔

[2] ......روح المعانی، لقمٰن، تحت الآیۃ ۶، جزا ۲ ۱ء، ص ۹۸۔

بخش نہ ہو اور اسے ایسے نغموں کے لئے استعمال کیا جائے جو خوش کُن ہوں اگرچہ باعثِ لذت نہ ہوں تو یہ سب دف کے معنی میں ہوتے ہیں اور اس اعتبار سے ڈگڈگی دف کی طرح ہے۔ لہٰذا اگر اس کے متعلق حرمت کا حکم لگانا صحیح ہو تو ہم اسے حرام قرار دیں گے ورنہ اس میں توقُّف کریں گے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس میں معنوی اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہیں جو اسے دیگر تمام طبلوں سے جدا کر دے۔ البتہ! ہیجڑے اسے بجانے کے عادی اور اس کے دلدادہ ہوتے ہیں، اگر اس بارے میں صحیح حدیث مل جائے تو ہم اس پر عمل کریں گے۔

امامُ الحرمین کے قول کی تردید:

حضرت سیِّدُنا امامُ الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول کی تردید اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ ان کی مذکورہ بحث اجماع کے مخالف ہے، لہٰذا ہم اس پر اعتماد نہیں کرتے اور جس مسئلہ میں اجماع ہو چکا ہو اس میں حدیث کی صحت وضعف کو نہیں دیکھا جاتا۔ حالانکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بذاتِ خود اپنے والدِ محترم حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد عبداللہ بن یوسف جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے جو قول نقل کیا وہ اجماع کے موافق ہے۔ چنانچہ، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم اس کے قطعی طور پر حرام ہونے کا حکم لگاتے اور فرماتے تھے کہ روایات میں اس کے بجانے اور اس کی آواز سننے والے پر سخت حکم موجود ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اس بات پر نص قائم فرمائی ہے کہ تفریحِ طبع کے ڈھول کی وصیت باطل ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ڈگڈگی کے علاوہ کوئی ڈھول دیگر آلاتِ موسیقی میں داخل ہے حتی کہ اس کی وصیت کو باطل قرار دیا جائے۔ ''بَسِیْط'' میں اسی قول کی اتباع کرتے ہوئے ڈگڈگی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ طبلوں میں سے سوائے اس کے کوئی حرام نہیں۔

اعتراض: اَلْکَافِیْ کے قول کے مطابق ڈگڈگی حرام ہے اور تفریحِ طبع کا ڈھول بھی اسی معنی میں ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ ڈھول اور ڈگڈگی میں فرق ہے اور دوسرا یہ کہ عراقیوں نے بغیر کسی تفصیل کے ہر قسم کے ڈھول کو حرام قرار دیا؟

جواب: یہ کمزور طریقہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ڈگڈگی کے علاوہ تمام ڈھول جائز ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ عراقیوں کی مراد لہو کے ڈھول ہیں جیسا کہ کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی صراحت فرمائی اور لہو کے ڈھول کو مطلقاً حرام قرار دینے والوں میں حضرت سیِّدُنا عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی، حضرت سیِّدُنا امام بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور

صاحبُ الْاِنْتِصَار اور حضرت سیِّدُ نا شیخ ابوحامد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد سے یہی حکایت کیا گیا ہے اور اَلْحَاوِی اور المقنع وغیرہ کا کلام بھی یہی تقاضا کرتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ڈھول بجانا اگر لَھْو کے طور پر ہو تو جائز نہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے جنگ اور عید کے ڈھول کو دیگر ڈھولوں سے خارج کرتے ہوئے بقیہ ہر قسم کے ڈھول کو مطلقاً حرام قرار دیا اور عید میں بھی ڈھول کو صرف مردوں کے لئے خاص کیا اور یہ بھی ایک ضعیف طریقہ ہے اور عراقیوں کے ایک گروہ نے یک رُخے (یعنی ایک منہ والے) ڈھولوں کو حرام چیزوں میں شمار کیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دوسرے کلام کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان کی یہ بحث تو بڑی خوب ہے لیکن ان سے قابلِ قبول نہیں کیونکہ اس میں انہوں نے حضرات ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے واضح کلام کی مخالفت کی۔ حضرت سیِّدُ نا ابنِ رِفْعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امام الحرمین کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ڈگڈگی کے متعلق مروی روایات ان کے نزدیک صحیح نہیں اور جن روایات سے امام الحرمین کے مذکورہ کلام کا جواب دیا گیا ان میں سے ایک حضرت سیِّدُ نا سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تَقْرِیْب میں ڈگڈگی کی حرمت نقل کرنے کے بعد ذکر فرمائی کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے۔'' (1)

حدیثِ پاک میں لفظ عَرْطَبَۃ سے مراد سارنگی ہے۔

مذکورہ وعید کے ساتھ ساتھ ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع بھی ہے۔ لہٰذا حضرت سیِّدُ نا سُلَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو کہ ہمارے اکابرین ومتقدمین میں سے ہیں، (ان) کے ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع نقل کرنے پر آپ غور کریں تو واضح ہو جائے گا کہ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی جس بحث کی تعریف کی ہے وہ اجماع کے خلاف ہے۔ اس صورت میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ حدیث صحیح ہو یا نہ ہو۔ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے یہی بات کہی ہے کیونکہ اجماع حجت ہوتا ہے اگرچہ صحیح حدیث اس کے خلاف ہو اس لئے کہ اجماع، طعن اور اعتراض سے محفوظ دلیل کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا وہ زیادہ پختہ ہوتا ہے۔

......النهاية في غريب الحديث: والأثر، باب العين مع الراء، عرطب، ج۳، ص۱۹۶۔

حضرت سیِّدُ نا ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۵۶ ھ) نے بھی ڈگڈگی کی حرمت پر اجماع نقل فرمایا اور وہ ائمہ نقل میں سے ہیں۔ چنانچہ، فرماتے ہیں: ''اس کے سننے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے سَلَف وخَلَف (یعنی پہلے اور بعد والے) کسی بھی معتبر امام کے حوالے سے اس کے جواز کا کوئی قول نہیں سنا۔''

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ کا یہ قول کہ ''ہیجڑے ڈگڈگی بجانے کے عادی اور انتہائی شوقین ہوتے ہیں'' اس کی حرمت کی قوی ترین دلیل ہے کیونکہ جو کام ہیجڑوں کا شعار ہو تو ان کے ساتھ مشابہت حرام ہونے کی وجہ سے اس کا کرنا حرام ہے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ مزید فرماتے ہیں کہ جو ڈھول بچوں کے کھیلوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں اگر یک رُخے ڈھولوں جیسے نہ ہوں تو یہ دف شمار ہوں گے مگر ڈگڈگی کی طرح کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر یہ طبلے ڈگڈگی کی صورت میں ہوں تو بچوں کو ان پر قدرت دینا حرام ہے لیکن اگر دیگر ڈھولوں کی صورت پر ہوں تو حرام نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ڈھولوں میں سے ڈگڈگی ہی حرام ہے جیسا کہ شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

کُوْبَہ کے مفہوم میں اختلاف:

حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کی عبارت یہ ہے کہ ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم میں ہے کہ صرف اسی ڈھول کی آواز حرام ہے جسے ڈگڈگی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے متعلق ممانعت وارد ہوئی ہے اور یہ ایک لمبا ڈھول ہوتا ہے جو دونوں اطراف سے کشادہ اور درمیان سے تنگ ہوتا ہے۔''

کُوْبَہ کی تفسیر ڈھول کے ساتھ کرنے میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ نے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن محمد غزالی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ ھ) کی پیروی کی ہے اور کلام اَسْنَوِی تقاضا کرتا ہے کہ یہ لوگ مذکورہ تفسیر میں منفرد ہیں مگر یہ دُرُست نہیں۔ مذکورہ تفسیر کرنے والوں میں سے حدیث کے ایک راوی حضرت سیِّدُ نا امام علی بن ندیمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَـیْہ بھی ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ ھ) نے حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری عَلَـیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ ھ) کے حوالے سے ذکر کیا اور راوی کی تفسیر کسی دوسرے کی تفسیر سے مقدَّم ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی روایت کو زیادہ جانتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا باریک کمر والا ڈھول ہوتا ہے۔
حضرت سیِّدُ نا امام عبداللطیف بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی نے بھی لُغَّۃُ الْحَدِیْث میں اسی طرح بیان کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی کہا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہی فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مراد ہے اور صاحبِ تَنْقِیْب فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ مذکورہ ڈھول ہی ہے جس کے ساتھ نوجوانانِ قریش صفا و مروہ کے درمیان کھیلتے تھے۔
مذکورہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے علاوہ کچھ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک کُوْبَہ سے مراد نَرْد (یعنی چوسر) ہے۔ ان میں سے ایک تو حضرت سیِّدُ نا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) ہیں جنہوں نے ڈگڈگی کو ڈھول کہنے والوں کو غلط قرار دیا اور اسی کی مثل حضرت سیِّدُ نا ابن اعرابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی اور زمخشری نے بھی ذکر کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ اثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر نے "اَلنِّھَایَۃ" میں اسے صحیح قرار دیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ کے حوالے سے ذکر کردہ کلام اس کے متعلق مروی سخت حکم کو ختم نہیں کرتا۔ البتہ! اس کا ڈھول نام کے ہر آلے پر اطلاق کرنا صحیح نہیں۔

حاصلِ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ڈگڈگی کا ڈھول پر اِطلاق کیا جاسکتا ہے اور یہی فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مراد ہے اور انہوں نے گزشتہ حدیثِ پاک کہ "اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سارنگی اور ڈُگڈُگی بجانے والے کے علاوہ ہر گنہگار کو معاف فرما دیتا ہے" کو ڈھول، نرد اور شطرنج پر محمول کیا ہے اور نرد اہلِ یمن کی لغت ہے۔
حضرت سیِّدُ نا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے خیال کے مطابق اس کی ڈھول کے ساتھ تفسیر بیان کرنا لغت کی کتابوں میں مشہور کے خلاف ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام جوہری رعَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ کے حوالے سے مذکور کلام ان کی تردید کے لئے کافی ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے اسے ڈھول اور نرد دونوں پر بولا جاتا ہے جبکہ فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے صرف ڈھول ہی مراد لیا ہے لیکن آج کل جو ڈھول پایا جاتا ہے اس کے دونوں اطراف میں برابر کشادگی نہیں ہوتی، اسی طرح ایک طرف سے کھلا ہوتا ہے جس پر چمڑا ہوتا ہے اور اس پر مارا جاتا ہے

اور دوسری طرف سے تنگ ہوتا ہے جس پر کوئی چیز نہیں ہوتی (شاید! مصنّف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے دور میں ڈھول ایسے ہوتے تھے) اور یہ تمام صورتیں فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی مذکورہ تفسیر کے منافی نہیں برخلاف اس کے جس کو اس میں غلط گمان ہوا مگر وہ ہمارے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

کبیرہ نمبر452: غیر مُعَیَّن لڑکے کے متعلق عشقیہ اشعار کہنا اور اس سے اظہار عشق کرنا

کبیرہ نمبر453: اَجْنَبِی مخصوص عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہنا اگرچہ برے انداز میں نہ کہے

کبیرہ نمبر454: غیر مُعَیَّن عورت کے متعلق فحش انداز میں عشقیہ اشعار کہنا

کبیرہ نمبر455: مذکورہ عشقیہ اشعار کو ترنُّم سے پڑھنا

پہلے کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی نے اس طرح کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کے متعلق عشقیہ اشعار پڑھتا اور اس سے عشق کا اظہار کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اگرچہ معین نہ بھی کرے کیونکہ شہوت کے ساتھ لڑکوں کو دیکھنا ہر حال میں حرام ہے۔

"اَلتَّهْذِیْب" وغیرہ میں ہے کہ لڑکے میں بھی عورت کی طرح معین کرنا معتبر ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ قول حق کے زیادہ قریب ہے جبکہ پہلا قول انتہائی ضعیف ہے کیونکہ کسی کے متعلق عشقیہ اشعار پڑھنے سے شہوت کے ساتھ دیکھنے پر کوئی دلالت نہیں ہوتی اور اکثر شاعر حضرات اپنے اشعار میں نزاکت ولطافت پیدا کرنے اور اظہارِ فن کے لئے ایسا کہتے ہیں ورنہ وہ حقیقتاً عاشق نہیں ہوتے۔ لہٰذا بہتر توجیہ یہ ہے کہ غیر معین شخص کے متعلق صرف عشقیہ اشعار پڑھنے سے کوئی فاسق نہیں ہوتا۔ پھر آپ رَحْمَةُ

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی ایک غزل ذکر کی جس کا ایک شعر یہ ہے:

لَوْ اَنَّ عَیْنَیَّ اِلَیْکِ الدَّهْرَ نَاظِرَۃٌ جَآءَتْ وَفَاتِیْ وَلَمْ اَشْبَعْ مِنَ النَّظَرِ

ترجمہ: اگر میری آنکھیں تمام عمر تجھے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ میری موت آجائے تب بھی میری نظروں کی پیاس نہ بجھے گی۔

اس شعر کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی تصریح نہیں پائی جاتی کہ یہ غزل آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کسی لڑکے کے بارے میں کہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اپنی بیوی یا کنیز کے بارے میں کہی ہو۔

عنوان میں مذکور دوسرا اور تیسرا گناہ بھی کبیرہ ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا قاضی شریح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "رَوْضَۃُ الاَحْکَام" میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے اور فحش انداز میں اس کا ذکر کرے تو وہ فاسق ہے خواہ اس کا ذکر تفصیل سے کرے یا مختصر اور اگر اسے معیَّن کرے اور وہ اس کی کنیز یا بیوی ہو تو وہ فاسق نہ ہوگا کیونکہ یہ کم حماقت ہے اور ایک قول کے مطابق اس کی گواہی مردود ہو جائے گی اور اگر وہ عورت اجنبی اور معین ہو تو وہ فاسق ہو جائے گا اور اگر غیر معین ہو تو فاسق نہ ہوگا۔ ایک قول کے مطابق غیر معین ہونے کی صورت میں بھی وہ فاسق ہو جائے گا کیونکہ یہ بھی گناہ ہے۔

حضراتِ شیخین (یعنی امام رافعی و امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کی عبارت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ وہ اس عمل سے فاسق نہ ہوگا اور اگر کہا جائے کہ اس کی گواہی مردود ہو جائے گی تو اس کی وجہ عدمِ مُرُوَّت ہے نہ کہ فسق۔ "اَلرَّوْضَۃ" کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ قول زیادہ بہتر ہے کہ غیر معین عورتوں اور لڑکوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے سے عدالت میں خلل نہیں آتا اگرچہ ایسے اشعار کی کثرت ہو کیونکہ عشقیہ اشعار کہنا ایک فن ہے اور شاعر کا مقصد محض کلام میں عمدگی لانا ہوتا ہے نہ کہ ذکر کی ہوئی بات کو ثابت کرنا۔ حضراتِ شیخین فرماتے ہیں: "اگر وہ کسی ایسی عورت کا نام لے جسے جانتا نہ ہو کہ وہ کون ہے تب بھی یہی حکم ہونا چاہئے اور اگر شاعر معین عورت کے متعلق عشقیہ اشعار کہے یا اس کا فحش ذکر کرے یا اس کے پوشیدہ اعضا کی صفت بیان کرے تو اس کی گواہی مردود ہے۔

بیوی یا کنیز کی تشبیب کا حکم:

اگر وہ اپنی کنیز یا بیوی کے متعلق عشقیہ اشعار کہے تو اس میں دو موقف ہیں:

﴿1﴾......پہلا مؤقِف یہ ہے کہ یہ جائز ہے اور گواہی بھی مردود نہ ہوگی۔ اس مؤقِف کے قائلین کہتے ہیں کہ جب عورت معین نہ ہو تو اس کی گواہی مردود نہ ہوگی کیونکہ ہوسکتا ہے اس کی مراد وہ عورت ہو جو اس کے لئے حلال ہو۔

﴿2﴾......دوسرا مؤقِف یہ ہے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ جب وہ اپنی بیوی کے ان معاملات کا ذکر کرے جن کو چھپانا اس کا حق ہے تو مُرُوَّت کے ساقط ہونے کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہو جائے گی۔

اعتراض: جس چیز کا چھپانا ضروری ہو اس کے متعلق مُرُوَّت کے ساقط ہونے کا دعویٰ کرنا ممنوع ہے۔

جواب: مروَّت کے ساقط ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے ساتھ بے پروائی اختیار کرنا بھی شامل ہو جائے کیونکہ اس میں اس کی اولاد کی رسوائی پائی جاتی ہے اور بلاشبہ اس معاملے میں بے پروائی کا مظاہرہ کرنا مُرُوَّت کے منافی ہے۔

اعتراض: حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اس کے سبب گواہی مردود نہ ہونے پر نص قائم فرمائی ہے۔

جواب: حرفِ آخر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے دو دلیلیں منقول ہیں شیخین نے ان میں سے ایک کو زیادہ واضح ہونے کی وجہ سے ترجیح دی لہٰذا ان دونوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اعتراض: جمہور نے گواہی مردود نہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے۔

جواب: میں نے حضرت سیِّدُنا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی وغیرہ کا کلام دیکھا ان سب کا اس پر اتفاق پایا کہ شیخین کی ترجیح اور جمہور کے مذہب کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں۔ کیونکہ شیخین کا قول اُس شخص کے متعلق ہے جو اپنی بیوی کی پوشیدہ باتیں بیان کرتا ہے مثلاً جماع اور خلوت کے معاملات کو بیان کرتا ہے اور جمہور کا قول اس شخص کے متعلق ہے جو غیر معین عورت یا اپنی بیوی کے متعلق عشقیہ اشعار کہے مگر مُرُوَّتاً پوشیدہ باتوں کا ذکر نہ کرے۔

پہلا مؤقف میرے ذکر کردہ کلام کے موافق ہے اور یہ بات بھی اس کے حرام نہ ہونے کی تائید کرتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں سُعَاد کے متعلق عشقیہ اشعار کہے مگر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع نہ فرمایا۔ اس بات کو اس پر محمول کیا گیا کہ دراصل سُعَاد حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی اور چچازاد بہن تھی اور اس کے ساتھ

ان کی زندگی کا ایک طویل حصہ گزرا اور اب جدائی بھی طویل ہوگئی تھی۔

''اَلرَّوْضَة'' میں مذکور یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ یہ بات مُرُوَّت میں خلل ڈالتی ہے کہ کوئی شخص لوگوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو بوسہ دے یا باہم خلوت کے معاملات بیان کرے اور ''اَلرَّوْضَة'' میں نکاح کے باب میں اسے مکروہ کہا اور شرح مسلم میں اسے حرام قرار دیا اور یہ بات اس حکم کے منافی نہیں کیونکہ پہلا قول جماع اور اس کے مقدمات ذکر نہ کرنے کے متعلق ہے اور دوسرا ان دونوں کے ذکر کے متعلق ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے والے کی گواہی مردود ہونی چاہئے اگرچہ وہ کسی کو معین نہ کرے، کیونکہ اگر وہ اس کی بیوی ہو تو اس نے ایسی باتوں کو ذکر کیا جنہیں چھپانا اس کا حق تھا یا اگر وہ اجنبیہ تھی تو اس سے بھی سخت جرم کیا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کسی کی تعیین نہ ہونے کی صورت میں درگزر کیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ان کے مابین موازنہ کرنا جائز نہیں اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا قول اس کی تائید کرتا ہے کہ ''اگر وہ اپنی بیوی کے بارے میں عشقیہ اشعار کہے اور محبت وچاہت کے علاوہ کوئی چیز ذکر نہ کرے یا محض ظاہری تشبیہات کا ذکر کرے تو یقینی طور پر ثابت ہے کہ یہ نقصان دہ نہیں۔ اسی طرح اگر غیر معین عورت کا تذکرہ کرے اور فحش ذکر نہ کرے تو یہی حکم ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ یہ بھی یقینی طور پر ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی عورت کا نام لے جس کو وہ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور فحش بات اور تہمت کے بغیر اس کے ظاہری محاسن، چاہت اور محبت کا تذکرہ کرے تو کہنے والے پر عیب نہیں لگایا جائے گا اور اس میں اختلاف ثابت نہیں۔ اس طرح کا تذکرہ شعراء نے لیلیٰ، سعدی، دعد، ہند اور لُبنیٰ کے متعلق کیا ہے اور اس میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں (اپنے قصیدہ لامیہ کا مطلع یعنی پہلا) شعر پڑھا:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِیْ اَلْیَوْمَ مَتْبُوْلُ **ترجمہ:** (آہ) سُعاد جدا ہوگئی پس آج میرا دل مغموم ہے۔[1]

---

[1] ......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب اسلام کعب بن زھیر، الحدیث ۶۵۲۶، ج۴، ص۷۵۷۔

اس قصیدے میں ایسے اشعار ہیں جن میں تحسینِ کلام کے تمام ضابطے موجود ہیں اور شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب و سینہ،صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سماعت فرماتے رہے لیکن اس سے بالکل منع نہ فرمایا۔

حضرتِ سیِّدُ ناامام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ''اَلْبَحْر'' میں فرماتے ہیں: ''سُعَادحضرتِ سیِّدُ نا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کی بیوی اور چچازاد بہن تھی اوران کے حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھاگنے کی وجہ سے ان کی اُس سے جدائی طویل ہوگئی۔''

حضرتِ سیِّدُ ناامام ابنِ عبدالبر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اہلِ علم اوراہلِ عقل میں سے کوئی بھی اچھے اشعار کا انکار نہیں کرتا اور جلیل القدر صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان،اہلِ علم اور عظیم المراتب والے ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے ہر ایک نے حکمت والے یا مباح اشعار خود کہے یا بطورِنمونہ پیش کئے یا ایسے اشعار سن کر رضامندرہے جن میں فحش گوئی یا کسی مسلمان کے لئے اذیت نہ تھی اورحضرتِ سیِّدُ ناعبید اللہ بن عتبہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ مدینہ کے 10 بڑے فقہا اور 7 بڑے عمدہ شعرا میں سے تھے۔''

''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں ہے کہ عورتوں کے رُخساروں،کنپٹیوں اور دیگر تمام محاسن کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے میں غوروفکر کی ضرورت ہے اور صحیح یہ ہے کہ آواز یا بغیر آواز کے منظوم کلام یا ترنُّم سے ایسے اشعار پڑھنا حرام نہیں اور سننے والے پر لازم ہے کہ اس سے معین عورت کی طرف ذہن نہ لے جائے، پھر اگر اس نے اپنی بیوی مراد لی تو جائز ہے اور اگر کوئی دوسری عورت مراد لی تو اس وجہ سے گنہگار ہوگا اور عشقیہ اشعار سن کر جس کا ذہن معین عورتوں کی طرف چلا جاتا ہو اسے ایسے اشعار سننے سے اجتناب ضروری ہے۔[1]

۞۞۞۞۞۞۞

[1] ......احیاء علوم الدین، کتاب آداب السماع والوجد، بیان الدلیل علی إباحة السماع،ج۲،ص۳۴۹۔

کبیرہ نمبر456: مسلمان کی ہجو والے اشعار پڑھنا اگرچہ سچ ہو

کبیرہ نمبر457: فحش کلام پر مشتمل اشعار پڑھنا

کبیرہ نمبر458: واضح جھوٹ پر مشتمل اشعار پڑھنا

کبیرہ نمبر459: ہجویہ اشعار طرز سے پڑھنا اور ان کی تشہیر کرنا

کون سا شاعر مَرْدُوْدُ الشَّھَادَت ہے؟

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس کی جرجانی نے اپنی کتاب ''شَافِی'' میں تصریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شعر پڑھتا اور بناتا ہے اس کی گواہی اس وقت تک مردود نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے اشعار کسی مسلمان کی مذمت یا فحش گوئی یا واضح جھوٹ پر مشتمل نہ ہوں۔ یعنی اگر اس کا منظوم کلام کسی مسلمان کی مذمت یا فحش گوئی یا واضح جھوٹ پر مشتمل ہو تو اس کی گواہی مردود ہو جائے گی اور اس کا مردود ہونا مُرُوَّت کے ختم ہونے یا تہمت کی وجہ سے نہیں بلکہ فسق کی وجہ سے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ یہاں مُرُوَّت کا ختم ہونا وغیرہ نہیں پایا جا رہا تو ثابت ہوا کہ یہاں پر ان تینوں کے فسق ہونے کی وجہ سے گواہی مردود ہے۔

مسلمان کی مذمت کرنے کو فسق قرار دینے والے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے ایک حضرت سیِّدُنا امام عمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہیں جنہوں نے ''اَلْبَیَان'' میں صراحت کی ہے کہ ''اگر کسی نے مسلمان کی مذمت کی تو فاسق ہو جائے گا البتہ! ذمی کی مذمت کرنے سے فاسق نہ ہوگا۔'' حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ''اَلْبَحْر'' میں فرماتے ہیں: ''جب کسی نے اپنے شعر میں ایذا پہنچائی یعنی ایک مسلمان یا کئی مسلمانوں کی مذمت کی تو فاسق ہو جائے گا اس لئے کہ مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کثرت سے ایسا کرے مگر میرے نزدیک ان کی اس بات میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔''

گویا حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) نے مذکورہ دونوں اماموں (یعنی امام رویانی و

امام عمرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کا مؤقف اختیار کیا وہ یوں کہ انہوں نے مسلمانوں کی مذمّت کے باعث مطلقاً گواہی مردود قرار دی خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا۔

''تَصْحِیْحُ الْمِنْہَاج'' میں حضرت سیِّدُ نا امام جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے منقول ہے کہ گواہی مردود ہونے سے کسی فعل کا حرام ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ گواہی تو خلافِ مُرُوَّت کام سے بھی مردود ہو جاتی ہے لیکن اُن کے شاگرد حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن کی تردید کی کہ یہ مروّت کے خلاف نہیں اور فرماتے ہیں کہ گواہی مردود ہونے کا سبب اس فعل کی حرمت ہے یعنی جب ایسا ہے تو اس کا کبیرہ گناہ ہونا لازم ہو گیا کیونکہ صغیرہ گناہ گواہی مردود ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کا گناہِ کبیرہ ہونا متعین ہو گیا۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابوزرعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ قول کا موازنہ ہمارے اُستاذ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا امام زکریا (اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کی قبر پر رحمت کی بارش برسائے۔ آمین) کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے کہ شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے اس قول ''اشعار میں مذمت کرنے سے گواہی مردود ہوتی ہے'' کی تاویل یہ ہے کہ وہ ایسے الفاظ سے مذمت کرے جن سے بندہ فاسق ہو جاتا ہے۔ گویا وہ کثرت سے ایسا کرے اور اس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر ایسے قرینہ کے ساتھ غالب نہ آئیں جس کا ذکر شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے کیا۔ اس موازنہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ جب اس سے اکثر ایسا ہو تو وہ فاسق ہو جائے گا جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے حوالے سے ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول بیان ہو چکا ہے اور اسی طرح اگر وہ اکثر ایسا نہ کرے تو بھی یہی حکم ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا مؤقف بیان ہو چکا ہے اور جب وہ کثرت کی وجہ سے فاسق ہو گیا تو اس سے اس کا کبیرہ ہونا لازم آتا ہے اور کبیرہ کا ارتکاب فسق کا باعث ہے اگرچہ اس کی نیکیاں گناہوں پر غالب ہوں۔

نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ کے درمیان فرق کی پہچان:

صغیرہ گناہوں کے ارتکاب کے وقت نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ کے مابین فرق دیکھا جاتا ہے جبکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب فاسق بناتا اور مطلقاً گواہی مردود ہونے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (گواہی مردود ہونے کے لئے مذمت کو) کثرت کے ساتھ مقید کرنے کے متعلق شوافع کے موَقف کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ مطلق مذمَّتِ مسلم سے گواہی مردود ہو جاتی ہے اور اس کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں لیکن حضرت سیِّدُ نا امام دارمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے مذمَّت کی معمولی مقدار معاف قرار دی ہے اور کتاب ''اَلاُم'' میں مذمَّت کو کثرت کے ساتھ مقید کرنے کا یہی تقاضا ہے اور یہی درست ہے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے استاذ حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: (اشعار میں مسلمانوں کی) مذمَّت کرنے کے سبب گواہی مردود ہونا بعید از عقل ہے کیونکہ نظم بھی نثر (یعنی غیر منظوم کلام) کی طرح ہوتی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام دارمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے ذکر کیا ہے کہ شاعر جب جھوٹ کی معمولی آمیزش سے کسی کی تعریف یا مذمَّت کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور ''اَلاُم'' کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اکثر غضب اور محرومی کے موقع پر لوگوں میں مذمَّت کا وقوع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس میں بہت زیادہ واضح اور خالص جھوٹ کا اظہار ہو تو دو اعتبار سے اس کی گواہی مردود ہے:

(۱)......اگر اس کا کلام منفرد ہو تو اس صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ اگر وہ اکثر ایسا کرے یا وہ اس میں مشہور ہو یا ایسی مذمَّت کرے جس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہو جائے تو یقینی طور پر اس کی گواہی مردود ہو جائے گی۔

(۲)......اگر وہ کثرت سے مذمَّت نہ کرے، نہ اس میں مشہور ہو اور نہ ہی وہ کبیرہ گناہ ہو تو گواہی مردود نہ ہو گی مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ البتہ! یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے یا جس مذمَّت میں اذیت والی بات پائی جاتی ہو، وہ اُسے یاد کر لے اور ہر وقت گُنگُناتا رہے اور اس کے ذریعے مَھْجُوّ (یعنی جس کی مذمَّت کی گئی اسے) اور اس کے بچوں کو اذیت پہنچاتا رہے تو اس کے کبیرہ ہونے کا احتمال ہے لیکن نثر میں نہیں کیونکہ نظم یاد ہو جاتی اور ذہنوں میں بیٹھ جاتی ہے اور انسان بار بار اُسے دُہراتا رہتا ہے۔

نظم اور نثر میں مذمت کا فرق:

''اَلْبَحْر'' میں ہے کہ شعر کی ترتیب آسانی سے یاد ہو جاتی ہے اور یہ نثر کے برعکس کئی زمانوں تک باقی رہتا ہے۔

اوراس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب کسی نے اپنے شعر میں ایذا پہنچائی یعنی ایک مسلمان یا کئی مسلمانوں کی مذمت کی تو فاسق ہوجائے گا اس لئے کہ مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے اور ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کثرت سے ایسا کرے مگر میرے نزدیک ان کی اس بات میں غوروفکر کی ضرورت ہے۔ کلامِ اذرعی کا خلاصہ اختتام کو پہنچا۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) مزید فرماتے ہیں: ''مِنْہَاج کا کلام مسلمانوں کی مذمّت اور عورتوں کے متعلق ناجائز عشقیہ اشعار پڑھنے کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ ایسے اشعار بنانا حرام ہے مگر اسے مطلق طور پر حرام قرار دینا مشکل ہے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام مُوَفَّقُ الدِّیْن اَبُومُحَمَّد عَبْدُ اللّٰہ بِن اَحْمَد بن مُحَمَّد بِن قُدَامَہ مَقْدِسِی حَنْبَلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کتنی اچھی بات ارشاد فرمائی کہ ہمارے شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ذکر فرمایا ہے کہ معین عورت کے محاسن میں مبالغہ کرتے ہوئے اس کے متعلق عشقیہ اشعار کہنا حرام ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ ایسا کرنا شعر کہنے والے پر حرام ہے تو صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ راوی پر حرام ہے تو صحیح نہیں، کیونکہ غزوات کے ابواب میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی گستاخی پر مشتمل کفار کے قصیدے بیان کئے گئے ہیں اور کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ چنانچہ، مروی ہے کہ ''حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابنِ ابی صلت کے حَائِیَّہ قصیدے کے علاوہ ان تمام اشعار کی اجازت عطا فرمادی جن کے ذریعے شعرا، بدرواُحد وغیرہ کے دنوں میں (کفار سے) مقابلہ کرتے تھے۔'' اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بذاتِ خود حضرت سیِّدُنا کعب بن زہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قصیدہ سماعت فرمایا اور لوگ ہمیشہ سے اس جیسے قصائد روایت کرتے آرہے ہیں اور اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔''[1]

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام موفَّق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جو ذکر کیا اس میں کوئی شک نہیں بشرطیکہ اس میں نہ فحش گوئی ہو، نہ کسی زندہ یا مردہ مسلمان کو تکلیف پہنچائی جائے اور اس صورت میں یہ بلا حاجت جائز ہے اور علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ایک دوسرے کی ہجو کرنے کے

[1] ......المغنی لابن قدامۃ، کتاب الشھادات، مسئلۃ ۱۸۹: العدل من لم تظھر منہ ریبۃ، فصل الشعر کالکلام......الخ، ج۱۴، ص۱۶۵۔

سبب جریر اور فَرَزْدَق کی مذمَّت تو کی مگر عِلْمُ الْبَیَان میں اِعْرَاب وغیرہ پر استدلال کے لئے ان کے اشعار بطورِ دلیل پیش کرنے والوں کی مذمَّت نہیں کی اور حضرات ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے عدمِ جواز کے کلام کو اس صورت پر محمول کرنا ضروری ہے جو لہو ولعب میں مبتلا اور بے کار لوگوں کی عادت ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس سے مراد آج کل کے شعرا کا شعر پڑھنا ہے جبکہ وہ اشعار ناجائز ہوں کیونکہ ان کے کلام میں اذیت، زندوں کی مذمَّت، زندوں کی مُردوں کے متعلق بدکلامی یا مُردوں کی برائیوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور وہ اس پائے کے شعرا بھی نہیں ہوتے جن سے لغت وغیرہ میں حجت پکڑی جائے، محض لوگوں کی عزَّتوں سے کھیلنا رہ جاتا ہے۔''

تعریضاً مذمَّت کرنے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''تعریض (۱) میں مذمَّت کرنا صراحتاً مذمَّت کرنے کی طرح ہے بلکہ بعض اوقات تعریض کے ساتھ مذمَّت زیادہ ہوتی ہے۔ ''شَرْحُ الصَّغِیْر'' میں اس قول پر قطعی حکم دیا گیا اور حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے اسے بہترین قول قرار دیا اور حضرت سیِّدُنا امام ابن کج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ قول کمزور ہے کہ تعریض مذمَّت میں شمار نہیں ہوتی۔

حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کا یہ قول میرے ذکر کردہ موَقف کی تائید کرتا ہے کہ جس چیز کی تصریح اس کی ذات کی وجہ سے حرام ہو اس میں تعریض بھی حرام ہے اور جس چیز کی تصریح اس کی ذات کی وجہ سے حرام نہ ہو بلکہ کسی دوسرے عارض کی وجہ سے حرام ہو تو اس میں تعریض جائز ہے جیسے عدت والی عورت کو دعوتِ نکاح دینا۔

سوال: حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابن کج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول قیاس کے زیادہ قریب ہے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام تہمت کے باب میں تعریض کو کنایہ کے ساتھ بھی ملحق نہیں کرتے تو یہ تصریح کے ساتھ کیسے ملائی جاسکتی ہے؟

جواب: یہ ہمارے موضوع کے خلاف ہے کیونکہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام حد کے معاملے میں (تعریض کو تصریح کے ساتھ) ملحق نہ کرنے کے متعلق ہے اور ہمارا کلام (تعریض سے مذمَّت کرنے کی) حرمت کے متعلق ہے اور ہر

......تعریض یہ ہے کہ ''کلام کو کسی ایک طرف مائل کر دینا اس میں اشارہ ایک جانب ہوتا ہے اور مراد دوسری جانب لے لی جاتی ہے۔''
(معجم اصطلاحات، ص ۵۵)

موضوع کا غور وفکر اور سمجھنے کا اپنا اپنا محل ہے لہٰذا ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور تہمت کی بحث میں گزر چکا ہے کہ تعریض سے تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اس سے حد واجب نہیں ہوتی۔

مذمَّت کرنے اور اسے بیان کرنے والے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) فرماتے ہیں: ''مذمّت والا کلام کہنے والے کی طرح نقل کرنے والوں پر گناہ نہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ ھ) فرماتے ہیں: یہ بات صحیح ہے جبکہ دونوں برابر ہوں لیکن اگر ایک نے اشعار کہے اور عام نہ کئے پھر دوسرے نے ان اشعار کو عام کر دیا تو بلاشبہ اس کا گناہ زیادہ شدید ہوگا۔ اس قول میں حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے انہی کی پیروی کی۔

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے شیخین کے حوالے سے بیان کردہ اس قول کہ ''مذمّت میں سچا اس میں جھوٹے کی طرح ہے'' سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے: ''شعر ایک کلام ہے، اچھا شعر اچھے کلام کی طرح اور برا شعر برے کلام کی مثل ہے۔''(1) مذکورہ حدیثِ پاک تقاضا کرتی ہے کہ سچی مذمّت حرام نہیں اس اعتبار سے کہ سچی مذمّت والا کلام بھی حرام نہیں اور اگر اس میں اشاعتِ فاحشہ ہو تو حرام ہے۔ یہی مؤقف واضح ہے مگر حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا قول شیخین کے قول کی تائید کرتا ہے کہ مذمّت حرام ہے اگرچہ مذمّت کرنے والا اس میں سچا ہو۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ متأخرین نے اسی مؤقف کو اختیار کیا اور حضرت سیِّدُنا امام قمولی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اپنی کتاب ''جَوَاہِر'' میں مزید یہ فرمایا کہ سچی مذمّت کرنے والے کا گناہ جھوٹے کے گناہ سے کم ہوتا ہے۔

میں نے عنوان میں مسلمان کی قید لگا کر کافر کی مذمّت سے احتراز کیا کیونکہ اس میں اختلاف اور تفصیل ہے بلکہ اسی طرح مسلمان کی مذمّت میں بھی تفصیل ہے۔

کافر کی مذمَّت کا حکم:

کافر کی مذمّت کے متعلق خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اکثر شافعی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس کو مطلقاً جائز قرار

(1) ......مسند الامام الشافعی، من کتاب الحج من الامالی، ص۳۶۲۔

دیا۔ان میں حضرت سیِّدُ نا امام رویانی، امام صیدلانی، امام ابنِ صباغ، امام محاملی، امام جرجانی، صاحبُ الکافی، صاحبُ البیان اور صاحبُ الایضاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم ہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ رفعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اپنی کتاب ''اَلْمَطْلَب'' میں مطلق کے قول کو اختیار کیا اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مشرکین کی مذمَّت کرنے کا حکم دینے سے اور اس دعائے مصطفٰے سے استدلال کیا کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جبرئیل امین کے ذریعے اس کی تائید فرما۔''[1]

چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قریش کی مذمَّت کرتے اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے: ''بے شک یہ ان پر تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گزرتی ہے۔''[2]

کافروں کی مذمَّت کا حکم عام ہے اور معیَّن حربی خواہ زندہ ہو یا مُردہ جبکہ اس کا کوئی قریبی ذمی رشتہ دار نہ ہو جو اُس کی مذمَّت سے اذیت محسوس کرے تو اس کی مذمَّت جائز ہے اور اگر وہ ذمی ہو یا مسلمانوں سے اس کا کوئی عہد طے پا چکا ہو یا ایسا حربی ہو جس کا قریبی رشتہ دار ذمی یا مسلمان ہو جو اس کی مذمَّت سے اذیت محسوس کرے تو اب اس کی مذمَّت جائز نہیں۔جیسا کہ ایک طبقۂ متأخرین نے کہا، حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) بھی ان میں شامل ہیں۔حضرت سیِّدُ نا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد نے اس پر مزید یہ بھی فرمایا کہ بے شک مومن ذمی کی طرح ہے اور علّت یہ بیان کی کہ ہم پر اہلِ ذمہ سے مذمَّت روکنا لازم ہے جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے بھی یہی فرمایا اور یہ اس مسئلہ کی صحیح تفصیل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کفارِ قریش کی مذمَّت کرنے کا جواب یہ ہے کہ وہ اگرچہ معیَّن اشخاص کے متعلق تھی مگر وہ سب حربی تھے اور بالفرض ان کفار کی مذمت کو ناجائز مان بھی لیا جائے تب بھی اس کے جواز کی صورت یہ تھی کہ وہ اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناموس (یعنی عزّت) کا تحفُّظ کر رہے تھے، لہٰذا یہ مذمت نہ صرف مباح بلکہ عبادت تھی۔اسی وجہ سے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا حکم دیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں دعا بھی فرمائی۔

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب هجاء المشرکین، الحدیث:۶۱۵۲، ص۵۱۹۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، الحدیث:۶۳۹۵، ص۱۱۱۵۔

بدعتی کی مذمَّت کا حکم:

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اس مسئلہ میں بدعتی کو حربی کے ساتھ شامل کیا اور متأخرین کے ایک گروہ نے اُن کی اتباع کی۔ پس بدعت کی وجہ سے اُس کی مذمَّت جائز ہے بشرطیکہ کسی شرعی مقصد کے لئے ہو جیسے اس کی بدعت سے لوگوں کو بچانا مقصود ہو۔

مُرتد کی مذمَّت کا حکم:

حضرت سیِّدُنا ابنِ عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: ''مرتد کی مذمَّت جائز ہے لیکن بے نمازی اور شادی شدہ زانی کی مذمَّت جائز نہیں۔''

مرتد کے متعلق تو ان کا قول واضح ہے کیونکہ وہ حربی کی طرح بلکہ اس سے بھی برا ہوتا ہے لیکن دوسرے دونوں کی مذمَّت تب تک جائز نہیں جب تک کہ اُن کا فسق وفجور واضح نہ ہو جائے۔

فاسق مُعْلِن کی مذمَّت کا حکم:

فاسق مُعْلِن (یعنی اعلانیہ فسق کرنے والے) کی صرف اسی فسق میں مذمَّت کرنا جائز ہے جس کا وہ کُھلم کُھلا اظہار کرتا ہے کیونکہ اس کی اس فسق کے متعلق غیبت کرنا بھی جائز ہے۔ اس بنا پر تمام علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مطلق اقوال کو فاسق مُعْلِن کی مذمَّت کے جواز پر محمول کیا جائے گا۔

سوال: حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: راجح قول کے مطابق (فسقیہ اشعار کہنے والے) فاسق کی مذمَّت حرام ہے مگر جھڑکنا مقصود ہو تو جائز ہے کیونکہ کبھی مذمَّت کے باعث وہ توبہ کر لیتا ہے لیکن شعر کا داغ اس پر باقی رہتا ہے جبکہ کافر اسلام لے آئے تو اس کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا (یعنی اس پر کفر کا داغ باقی نہیں رہتا)؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ فاسق کا علانیہ گناہ کرنا، لوگوں کی بھی پرواہ نہ کرنا اور لوگوں کا اس کے متعلق باتیں کرنا اسے ناقابلِ احترام شخص بنا دیتا ہے پھر اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ پس وہ علانیہ فسق میں مبتلا ہو کر بذاتِ خود اپنے نفس کی حرمت کو پامال کرنے والا ہے لہٰذا اس عیب کے اس پر باقی رہنے کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

......روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ ۲۲۴، جز۱۹، ص۲۰۰۔

کبیرہ نمبر460: شعر گوئی میں عادت سے زیادہ مبالغہ آمیز تعریف کرنا

(وہ یوں کہ جاہل یا فاسق کو کبھی عالم اور کبھی عادل کہہ دینا)

کبیرہ نمبر461: شعر گوئی کے ذریعے دولت کمانا

(یعنی اپنا اکثر وقت صرف کر کے شعر گوئی کے ذریعے دولت کمانا اور جب اس کی مطلوبہ چیز روک دی جائے تو اشعار میں مذمت اور بد کلامی میں مبالغہ کرنا)

حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا آیندہ آنے والے کلام ان دونوں کو کبیرہ گناہ قرار دینے پر دلالت کرتا ہے۔اسی طرح ''اَلْعُمْدَۃ'' میں حضرت سیِّدُنا امام فورانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا یہ کلام بھی ان کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ ''اگر کسی نے کسی کی تعریف کرنے میں مبالغہ کیا اور ایسی بات کہی جو عادتاً نہیں کہی جاتی تو یہ صریح جھوٹ اور جہالت ہے جس کی وجہ سے گواہی مردود ہو جاتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ اسے عادت کے ساتھ مقید کرنا اچھا ہے اور حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ اگر وہ محض جھوٹ کی کثرت نہ کرے تو اس کی گواہی جائز ہے۔

''اَلْعُمْدَۃ'' میں مزید فرماتے ہیں کہ اگر اس نے کسی شخص کو شیر اور چاند کے ساتھ تشبیہ دی تو اس پر کوئی عیب نہیں لگایا جائے گا۔اسی طرح کسی کاتب نے جب ایسی بات ذکر کی جو عادتاً نہیں کہی جاتی مثلاً میں تو دن رات کی گھڑیوں میں تیرا ہی ذکر کرتا رہتا ہوں اور میری کوئی مجلس تیرے ذکر سے خالی نہیں ہوتی اور تو مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہے۔تو اس پر عیب نہیں لگایا جائے گا کیونکہ اس کا مقصود جھوٹ نہیں بلکہ کلام کی تزئین ہے، پس یہ یَمِیْنِ لَغْو کے قائم مقام ہو گا اور مذکورہ کلام بہترین کلام ہے اور اسی پر حضرت سیِّدُنا شیخ قفال (متوفی ۳۶۵ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام صیدلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا کلام بھی دلالت کرتا ہے جو کہ جھوٹ کی بحث میں گزر چکا ہے۔

البتہ! یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ ممدوحوں (یعنی جن کی تعریف کی جائے ان) کے مابین فرق ہو۔پس جب وہ کسی کے اُن اوصاف مثلاً فضل و کرم، علم یا بہادری کی تعریف کرے جن سے وہ متّصف ہو لیکن اس میں حد سے تجاوز نہ کرے تو اس

میں حرج نہیں اور اگر وہ ان اوصاف سے بالکل خالی ہو یعنی وہ فاسق، جاہل یا کنجوس کو سب سے بڑا عالم، عادل یا سخی وغیرہ قرار دے جس کا جھوٹ ہونا قطعی طور پر محسوس ہو تو وہ حیا اور مروَّت کی چادر کو چاک کرنے والا ہے۔

مدح سرائی کو پیشہ بنانے کا حکم:

یہی حکم اس شخص کا ہے جو مدح سرائی کو اپنا پیشہ بنالے اور اکثر اوقات اسی میں مگن رہے البتہ! اس کا معاملہ اس کے برعکس ہے جو بعض اوقات ممدوح کی طرف سے حاصل ہونے والی کسی خیر و بھلائی کی وجہ سے اس کی تعریف کرتا ہے۔ پس اس کا اس قسم کی تعریف میں مشغول ہونا قابلِ معافی ہے کیونکہ اس کا مقصد محض فنِ شاعری کا اظہار اور نظم کی عمدگی ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''شعر گوئی کے ذریعے کمائی کرنے والے کو جب عطا کیا جائے تو تعریف کرے اور جب نہ دیا جائے تو مذمت نہ کرے اور جو تھوڑا بہت اسے ملے بخوشی قبول کرلے تو اس کی عدالت اور گواہی قبول کی جائے گی۔'' یہ صحیح اور بہترین قول ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کے کلام اور حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حوالے سے ذکر کردہ کلام کے مفہوم اور اسے مستحسن قرار دیئے جانے سے میرے عنوان میں ذکر کردہ مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مزید فرماتے ہیں: ''اگر شاعر تعریف کرے اور خوب سراہے تو اگر اس کی تعریف مبالغہ پر محمول ہو سکتی ہو تو جائز ہے ورنہ وہ محض جھوٹ ہے جیسا کہ عام شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام نے کہا ہے۔''

کیا شعر میں مبالغہ کرنا بہتر ہے؟

ادبا وغیرہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ شعر میں مبالغہ کرنا بہتر ہے یا کسی چیز کو حقیقت کے مطابق بیان کرنا۔ ایک قول کے مطابق مبالغہ بہتر ہے جبکہ ایک قول یہ ہے کہ مبالغہ نہ کرنا بہتر ہے اور کسی چیز کو حقیقت کے مطابق ذکر کرنا بہتر ہے تاکہ جھوٹ سے محفوظ رہے اور حضرت سیِّدُنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ کا اسی پر عمل ہے۔ البتہ! ایک قول کے مطابق اگر مبالغہ محال چیز کی طرف لے جائے تو اسے ترک کیا جائے ورنہ مبالغہ کرنا بہتر ہے۔

عنوان میں ذکر کردہ قید سے خالی اشعار پڑھنے اور بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک،

سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں شعرا موجود رہتے جن کے اشعار آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم توجہ سے سماعت فرماتے تھے، جیسے حضرت سیِّدُنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور (مسلم شریف میں ہے:) آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمَیَّہ بن ابی صَلْت کا 100 اشعار والا قصیدہ پڑھوایا۔ (۱)

ہمارے آقا ومولیٰ، مدینے والے مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اشعار پڑھوائے اور کثیر صحابہ وتابعین کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وغیرہ نے پڑھے اور حضرت سیِّدُنا امام اَصمعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے سامنے ہذلیوں کے اشعار پڑھے۔

نیز عربی دیوان یاد کرنے سے کتاب وسنت کے سمجھنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''بے شک شعر میں حکمت ہے۔'' (۲)

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے مرسلاً روایت بیان کی: ''شعر ایک کلام ہے، اچھا شعر اچھا کلام اور برا شعر برا کلام ہے۔'' (۳)

یعنی شعر کا شعر ہونا قبیح نہیں بلکہ وہ حکم میں کلام کی طرح ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) وغیرہ فرماتے ہیں: ''اشعار میں سے جس کی ضرورت ہو اسے یاد کرنا ضروری ہے کیونکہ جو چیز اطاعت پر مدد دے وہ اطاعت ہی ہوتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: اشعار کی نثری کلام پر فضیلت یہ ہے کہ یہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نثر کے برعکس یہ کتابوں میں ثابت رہتے اور پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ ''عرب کے کلام میں 3 طرح کے اشعار ہوتے ہیں: (۱)...... **مستحب:** یہ وہ ہے جو دنیا سے بچائے اور آخرت کی رغبت دلائے یا اچھے اخلاق پر ابھارے۔ (۲)...... **مباح:** یہ وہ ہے جس میں

......صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار......الخ، الحدیث:۵۸۸۵، ص۱۰۷۸۔

......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر......الخ، الحدیث:۶۱۴۵، ص۵۱۸۔

......مسند الشافعی، من کتاب الحج من الامالی، ص۳۶۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

فحش اور جھوٹ نہ ہو۔ (۳)......**ممنوع:** اس کی دو اقسام ہیں: جھوٹ اور فحش اور ان دونوں کے کہنے والوں کو عیب لگایا جائے گا اور اگر کوئی حالتِ اضطرار میں پڑھ رہا ہو تو معیوب نہیں لیکن اختیار سے پڑھنے والا معیوب ہے، حضرت سیِّدُنا امام رویانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے۔"[1] اور بلا شبہ جو کلام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت، سنت کی پیروی، بدعت سے اجتناب اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچنے پر اُبھارے وہ عبادت ہے اور اسی طرح جو کلام حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف پر مشتمل ہو وہ بھی عبادت ہے۔

بے شک شاعر کا **مذمّت** کرنا حرام ہے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اور اس کی گواہی مردود ہے۔ اسی طرح اگر وہ نامناسب براذکر کرے یا صریح تہمت لگائے تو یہ بھی حرام ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام **شافعی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے **شعرا کی مذمّت** میں وارد حدیثِ پاک کو اسی حکم پر محمول کیا اور اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب اس پر شعر اس قدر غالب آجائیں کہ ان میں مشغول ہو کر قرآنِ پاک اور فقہ سے اعراض کرنے لگے۔ اسی وجہ سے حدیثِ پاک میں **اِمْتِلَاء** کا ذکر کیا گیا (یعنی پیٹ کے پیپ سے بھرے ہونے کو اشعار میں مشغولیت سے بہتر قرار دیا گیا) اور اشعار میں تھوڑا فخر بھی زیادہ فخر کی طرح مذموم ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ...... روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ ۲۲۴، جز۱۹، ص۲۰۰۔

کبیرہ نمبر462:

صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا

یعنی ایک یا کئی صغیرہ گناہوں پر یوں ہمیشگی اختیار کرنا کہ اس کی نافرمانی اطاعت پر غالب آجائے

صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کا حکم:

حضرات ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ صغیرہ گناہ عدالت کے ساقط ہونے میں کبیرہ گناہ کی طرح ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي (متوفی ۶۲۳ھ) شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ کسی کے عادل ہونے میں اس کا کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا معتبر ہے، پس جس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا وہ فاسق ہو گیا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ البتہ! صغیرہ گناہوں سے مکمل طور پر بچنا شرط نہیں لیکن یہ شرط ہے کہ ان پر اصرار نہ کرے، اگر اس نے اصرار کیا تو اصرار کرنے کا حکم کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے کی طرح ہوگا۔

سوال: کیا عدالت کو ختم کرنے والے اصرار سے مراد کسی ایک ہی صغیرہ گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے یا کئی صغیرہ گناہوں کی کثرت کرنا خواہ وہ ایک قسم کے ہوں یا مختلف اقسام کے؟

جواب: بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک پہلا احتمال اور بعض کے کلام سے دوسرا احتمال معتبر ہے۔ جمہور ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا قول دوسرے مؤقف کے موافق ہے کہ جس شخص کی اطاعت اس کی نافرمانی پر غالب آجائے وہ عادل ہے اور جس کی نافرمانی اس کی اطاعت پر غالب آجائے اس کی گواہی مقبول نہیں۔ "اَلْمُخْتَصَر" میں حضرت سیِّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي (متوفی ۲۰۴ھ) کا قول بھی اس کے قریب قریب مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور جب ہم دوسرے احتمال کو معتبر قرار دیں تو صغیرہ گناہوں کی ایک قسم پر ہمیشگی اختیار کرنا نقصان نہیں دیتا جبکہ اطاعت غالب ہو لیکن پہلے احتمالات کی بنا پر یہ نقصان دِہ ہے اور صاحبِ روضہ نے اَلرَّوْضَة میں انہیں کی اتباع کی اور دونوں کا کلام دوسرے احتمال کو ترجیح دینے کا تقاضا کرتا ہے اور یہی حقیقت ہے اور حضرت سیِّدُ نا ابن سراقہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وغیرہ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے۔

حاصلِ کلام:

قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ اکثر متأخرین جیسے سیِّدُ نا امام اذرعی (متوفی ۷۸۳ھ)، سیِّدُ نا امام جلال بلقینی، سیِّدُ نا

امام زرکشی اور سیِّدُ نا امام ابنِ عماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم وغیرہ کامُتَّفِقَہ مؤقف یہ ہے کہ ایک قسم کے صغیرہ گناہ پر ہمیشگی نقصان نہیں دیتی اور نہ ہی کئی اقسام کے گناہوں پر مداومت نقصان دہ ہے خواہ وہ ایک صغیرہ پر قائم رہے یا کئی پر یا ان گناہوں کو بکثرت کرے جبکہ اس کی نیکیاں نافرمانیوں پر غالب ہوں، ورنہ وہ نقصان دہ ہے اور حضرات شیخین (یعنی امام رافعی وامام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) کے دوسرے دومقامات پر واقع کلام کو اسی معنٰی پر محمول کیا جائے گا اور وہ کلام یہ ہے کہ صغیرہ گناہ پر ہمیشگی گواہی رد کئے جانے میں اسے کبیرہ گناہ کی مثل بنا دیتی ہے لیکن اس قسم کے ساتھ شرط ہے کہ اس کی نیکیاں خطاؤں پر غالب نہ ہوں۔

گواہی میں عادِل یاغیرِ عادِل ہونا:

حضرت سیِّدُ نا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے مذکورہ قول کی جو وضاحت کی وہ ہماری بیان کردہ بعض باتوں کے خلاف ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہوں اور حضرت سیِّدُ نا امام جلال الدین بلقینی اور حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا وغیرہ نے ان کے قول پر اعتراض کیا اور ان کی تردید کی اور جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا یہ قول بھی میرے مؤقف کی تائید کرتا ہے کہ جس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں وہ عادل ہے۔ اس لئے کہ اس قول کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب ہوں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ گناہ ایک قسم کے ہوں یا مختلف اقسام کے۔

حضرت سیِّدُ نا امام شہاب الدین اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ مذہب، قولِ جمہور اور جس قول پر نصوص دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس شخص پر اس کی اطاعت اور مُرُوَّت غالب ہو اس کی گواہی مقبول ہے اور جس پر نافرمانی اور خلافِ مروّت کام غالب ہوں اس کی گواہی مقبول نہیں۔ حضرات شیخین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ایک ضعیف قول نقل فرمایا ہے کہ تین بار صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے سے وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے یا اُسے اس قول پر محمول کیا جائے گا کہ اس کے ساتھ نافرمانیوں کا غلبہ ملا ہوا ہو۔

مُوجبِ فسق عیب کی تعریف:

"اَلْعِبَادِی" کی عبارت یہ ہے کہ موجب فسق عیب یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے یا اس کے صغیرہ

گناہ اس کی نیکیوں پر غالب آجائیں۔

مُرَوَّت کی تعریف:

مُرَوَّت یہ ہے کہ انسان وہ کام نہ کرے کہ لوگ اس جیسے شخص سے ایسا کام ہونے کو ناپسند کریں مثلاً کھانا پینا وغیرہ۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اگر انسان کھانے یا لباس کے معاملے میں اپنے نفس پر بخل اور تنگی کرے تو اس کی گواہی مردود ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابن عماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام اَسْنَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) سے نقل کیا کہ صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے تو یہ عبارت ذکر ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے یہ بیان فرمایا کہ گواہ فاسق ہو جائے گا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صرف کبیرہ گناہ ہی کی وجہ سے کسی کو فاسق قرار دیا جائے یا اس کی گواہی رد کر دی جائے کیونکہ کبھی صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے اور کسی انتہائی سنگین صغیرہ گناہ کے ارتکاب سے بھی یہ دونوں لازم آجاتے ہیں جیسے لوگوں کی موجودگی میں اجنبی عورت کو بوسہ دینا۔(1)

کسی کو فاسق قرار دینے کے متعلق حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے جو ذکر کیا معاملہ اس طرح نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے فسق لازم آتا ہے جبکہ گواہی قبول نہ ہونے کا معاملہ اس کے خلاف ہے کیونکہ یہ تو خلافِ مُرَوَّت کام سے بھی رد ہو جاتی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے نزدیک بوسہ کی مذکورہ صورت جو

......دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ 446 پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔''

(الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۴، ص۳۶۸، وغیرھا)

اسے کبیرہ گناہ شمار نہیں کرتے۔ نیز مذکورہ اصرار کے ساتھ ان کی بیان کردہ تمثیل بھی متنازع ہے۔لہٰذا اس میں کوئی دلیل نہیں۔میں نے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کو مذکورہ کلام ذکر کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے پایا کہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا ذکر کردہ کلام درست نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام جلال الدین بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ غلبہ کو سمجھنے کے لئے عرف کو معیار بنایا جائے گا اس لئے کہ اس سے تمام عمر کے گناہ مراد لینا مشکل ہے،لہٰذا مستقبل کے گناہ اس میں داخل نہ ہوں گے اور اسی طرح وہ گناہ بھی شامل نہ ہوں گے جو توبہ وغیرہ سے ختم ہوگئے ہوں۔

قبولیتِ شہادت کا معیار:

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) نے "اَلْمُخْتَصَر" میں فرمایا ہے کہ ہماری معلومات کے مطابق بہت کم لوگ اطاعت اور مُرُوَّت میں مخلص ہیں اور جب کسی شخص پر اطاعت اور مُرُوَّت غالب ہو تو اس کی گواہی مقبول ہوگی اور جب کسی پر معصیت اور خلافِ مُرُوَّت کام غالب ہوں تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ [1]

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں کہ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب تو فوراً عدالت سے نکال دیتا ہے اگرچہ اطاعت غالب ہو۔بہتر قول یہ ہے کہ عدالت کی شرط کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا اور نیکیوں پر صغیرہ گناہوں کا غالب نہ ہونا ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کا مذکورہ قول کہ ''نیکیوں پر صغیرہ گناہوں کا غالب نہ ہونا'' تقاضا کرتا ہے کہ اگر دونوں برابر ہوں کہ دونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ ہو تو عدالت باقی رہنے کا بھی احتمال ہے اور اس کے ختم ہونے کا بھی احتمال ہے جیسا کہ اگر جائز اور حرام کام جمع ہو جائیں تو حرام کو اس کی خباثت کی وجہ سے ترجیح دی جاتی ہے،اسی طرح یہاں بھی نافرمانی اور گناہوں کو ان کی خباثت کی وجہ سے ترجیح دی جانی چاہئے۔اَللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا ارشادِ نصیحت نشان ہے:

وَلَمْ يُصِرُّوْا (پ۴، ال عمران:۱۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اَڑ نہ جائیں۔

---

[1] ......الحاوی الکبیر للماوردی، کتاب الشهادات الثانی، مسألة:لیس من الناس احد نعلمه......الخ، ج۲۱،ص۱۵۹۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی اور حضرت سیِّدُ نا امام طَبَری عَلَیْہِمَا رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اِصْرَار کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ وہ اس گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ نہ کریں اور یہ تفسیر تقاضا کرتی ہے کہ جس طرح دوبارہ کرنے کے پختہ ارادے کو اصرار کہتے ہیں یونہی دوبارہ نہ کرنے کا عزم نہ کرنا بھی اصرار کہلاتا ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ صلاح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ کسی گناہ کو دوبارہ کرنے اور فعلِ قبیح کے مسلسل ارتکاب پر عزمِ مصمَّم کے ساتھ توبہ کو اس کی ضد کے ساتھ اس طرح ملا دینا کہ اسے ان گناہوں کے زُمرہ میں داخل کر دیا جائے جن پر کسی وصفِ معین کی وجہ سے کبیرہ کا اطلاق کرنا درست ہو، اصرار کہلاتا ہے اور اس کی معرفت کے لئے کوئی وقت اور عددِ معیَّن نہیں۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَہُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک اصرار یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کا بار بار اتنی مرتبہ ارتکاب ہو کہ جس کے سبب دینی امور میں لاپرواہی برتنے کی وجہ سے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا شعور ہونے لگے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اصرار سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مختلف قسم کے صغیرہ گناہوں کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں میں سے سب سے چھوٹے کبیرہ کا شعور ہونے لگے۔ **ضابطۂ اصرار** کی پہچان ضروری ہے پس قولِ ضعیف کے مطابق صغیرہ پر مطلق اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ جبکہ سابقہ قابلِ اعتماد قول کے مطابق اصرار کا دارومدار نیکیوں اور گناہوں کے غلبہ پر ہے اور اس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کا ضابطہ یہ ہے کہ ''اصرار کی معرفت کے لئے عرف معیار ہے۔'' پس اس میں نیکیوں کے دُگنا و چوگنا ہونے کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ ان کو فقط گناہوں کے مقابل تصور کیا جائے گا قطع نظر اس کے کہ نیکیاں گناہوں سے دُگنی ہوں یا نہ ہوں اور بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اس میں تردُّد کیا کہ اگر نیکیاں اور گناہ برابر ہوں تو عدالت باقی رہے گی یا نہیں؟ تو راجح قول یہی ہے کہ عدالت زائل ہو جائے گی۔

کبیرہ نمبر463:
کبیرہ گناہ سے توبہ نہ کرنا

اس کا کبیرہ ہونا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ میں شمار کرتے ہوئے نہیں پایا۔عنقریب آنے والی احادیثِ مبارکہ اس کی تصریح کرتی ہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان اس کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۱۸، النور:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

آیتِ مبارکہ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ توبہ نہ کرنا خسارہ ہی خسارہ ہے۔

کبیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا:

اسی وجہ سے قرآن وسنت کے دلائل اور اجماعِ اُمّت کی روشنی میں کبیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا واجبُ العین ہے۔

حضرت سیِّدُنا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ توبہ کی تاخیر پر بھی توبہ کرنا واجب ہے۔

صغیرہ گناہوں سے فوراً توبہ کرنا:

امامِ اہلسنّت وجماعت حضرت سیِّدُنا امام شیخ ابوالحسن اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجبُ العین ہے جیسا کہ کبیرہ گناہ کے متعلق منقول ہے۔

اس میں ابوعلی جبائی معتزلی کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا اور ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام وغیرہ سے حضرت سیِّدُنا امام اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول ہی منقول ہے بلکہ حضرت سیدنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے اور گویا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جبائی کی مخالفت کو کوئی اہمیت نہ دی باوجود اس کے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اَلْجَوَاھِر میں جبائی ہی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ صغیرہ گناہوں سے توبہ اس وقت واجب ہے جب ان پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔

میرے مذکورہ کلام کہ ''حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جبائی کی مخالفت کو اس کے ضعیف بلکہ بے اصل ہونے کی وجہ سے کوئی اہمیت نہ دی'' سے حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کا

صغیرہ گناہوں کے معاملہ میں اجماعِ اُمّت کے دعویٰ کو محلِ نظر قرار دینا زائل ہوگیا (امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے مؤقف پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ) معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے اجتناب کیا جائے تو صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور انہوں نے صغیرہ سے توبہ کے واجب ہونے میں اختلاف کیا۔

کبیرہ گناہوں سے اجتناب کا صغیرہ گناہوں کو مٹا دینا صغیرہ سے توبہ کے واجب ہونے پر اجماع سے مانع نہیں کیونکہ مٹانا چھپانے سے زیادہ نہیں ہوتا، لہٰذا جب اسے چھپا دیا جائے تو اُمید ہے کہ اس کا اثر مٹ جائے گا۔ یہ معاملہ کبھی واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کوئی چیز واجب نہیں پھر بھی اس سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اس کے کرنے والے سے نافرمانی اور اس سرکشی کا عیب زائل ہوجائے جس کا اس نے ارتکاب کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کر کے اس سے مقابلہ کیا۔

اور میری مذکورہ تقریر اور مذکورہ اجماع سے حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا یہ قول بھی زائل ہوگیا کہ بہرحال صغیرہ گناہوں کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ یہ نماز، کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور دیگر نیکیوں سے مٹ جاتے ہیں تو ان سے (فقط) توبہ ہی واجب العین نہیں، بلکہ یا تو (مطلقاً) توبہ کرے گا یا کوئی نیکی کرے گا جو اُسے مٹا دے یا اس کو مٹا دینے والی نیکی کرنے کے بعد توبہ کرے گا یا پھر فِی الْفَور توبہ کرے گا اور یہی حضرت سیِّدُنا امام اشعری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول ہے۔

مذکورہ واضح تردید سے اختلاف کرتے ہوئے ان کے بیٹے حضرت سیِّدُنا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب العین ہے، ہاں! بالفرض اگر صغیرہ سے توبہ نہ کی تھی پھر کوئی ایسا کام کیا جو گناہ مٹانے والا تھا تو وہ دونوں صغیرہ گناہوں یعنی گناہ اور تاخیرِ توبہ کو مٹا دے گا۔

تکْفِیْر سے مراد:

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تکْفِیْر پردہ کو کہتے ہیں پس نماز کی مثل نیکی کا گناہوں کو مٹانے کا معنی یہ ہے کہ اس نیکی کا ثواب بڑے گناہ کی سزا کو (اپنے دامن میں) چھپا لیتا ہے۔ چنانچہ، وہ اس سزا کو ڈھانپ لیتا اور باعتبارِ کثرت اس پر غالب آجاتا ہے اور باقی رہا یہ کہ یہ سزا کو بالکل مٹا دیتا ہے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیَّت پر ہے۔ اپنی اس تقریر کے بعد حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ بھی فرمایا کہ قبولیتِ توبہ پر قطعی

طور پر حکم نہ لگانا مذہبِ مخالفین کے برخلاف ہے۔

سوال: جب تم قبولیتِ توبہ کا قطعی حکم نہیں لگاتے اور توبہ سزا کو بھی زائل نہیں کرتی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کو کس معنی پر محمول کرو گے؟

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (پ۵، النساء: ۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے۔

نیز درج ذیل فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس جیسی دیگر احادیثِ مبارکہ کو کس معنی پر محمول کرو گے؟

﴿1﴾...... پانچ نمازیں ان کے درمیان والے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں۔ (۱)

﴿2﴾......ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے درمیان کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۲)

﴿3﴾......عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۳)

﴿4﴾......عاشورا کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (۴)

﴿5﴾...... بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک رات کے بخار سے مومن کی تمام خطائیں (صغیرہ گناہ) مٹا دیتا ہے۔ (۵)

جواب: گناہوں کے ارتکاب پر فوراً توبہ کرنا واجب ہے، پس تمام واجبات کی طرح توبہ کرنا بھی واجب ہے اور درحقیقت یہ ایک عبادت ہے جس پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ رہا سزا کا زائل کرنا تو وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے اور وہ ذات پاک ہے جس سے بہتر امید کی جاتی اور اچھا سوال کیا جاتا ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے سے صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور انہوں نے عقلی طور پر اس کے واجب ہونے کا دعویٰ کیا اور ان پر الزام آتا ہے کہ جب یہ نیکیاں کسی گناہ کو نہیں مٹاتیں اس لئے کہ صرف کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا ہی گناہ مٹا دیتا ہے تو عرفہ وغیرہ کے روزے کی مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں!

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب الصلوات الخمس......الخ، الحدیث: ۵۵۰، ص ۷۲۰۔

(۲)......سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات، باب ماجاء فی فضل الجمعة، الحدیث: ۱۰۸۶، ص ۲۵۴۰۔

(۳)......السنن الکبری للنسائی، کتاب الصیام، باب صوم یوم عرفة......الخ، الحدیث: ۲۸۰۰، ج۲، ص ۱۵۱۔

(۴)......السنن الکبری للنسائی، کتاب الصیام، باب صوم یوم عرفة ......الخ، الحدیث: ۲۸۰۰، ج۲، ص ۱۵۱۔

(۵)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المرض والکفارات، الحدیث ۲۸، ج۴، ص ۲۳۲۔

بلاشبہ یہ نیکیاں حقوق العباد کونہیں مٹاتیں بلکہ بندوں کو راضی کرنا ضروری ہے اور ہمارے اصول کے مطابق عقلاً کوئی گناہ دوسرے گناہ کونہیں مٹا سکتا، نیز شریعت کا حکم ان مبہم الفاظ میں وارد ہے اور ان کی تاویل کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے پاس ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد اور اُن کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کے شارح حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ بھول جانے والے صغیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں اگرچہ وہ کسی دوسرے کے حق کے ساتھ معلَّق ہوں، کیونکہ ان سے عذر خواہی مشکل ہے اور اس کے لئے ان کو ظاہر کرنا بھی مشکل ہے اور'' اسی میں سے ایک نیکیوں میں کمی کرنا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اس کمی کو پورا فرما سکتا ہے'' اور استغفار کے ساتھ کثرتِ نوافل بھی اس صغیرہ کو مٹا سکتی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذکورہ کلام میں اس کے لغوی معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لئے کہ مٹانا چھپانے سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب وہ چھپ گیا تو معاف ہوگیا اور توبہ کے واجب ہونے پر علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع بھی اس کے منافی نہیں اور حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کی تفصیل تسلیم نہیں کی جاسکتی بلکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ اس پر احادیثِ مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ مذکورہ تخصیص پر کوئی دلیل نہیں، ہاں! جس میں بندے کا حق ہو ممکنہ حد تک اس کا معاف کرانا ضروری ہے اور تخصیص کی مُوجب دلیل (فقط) اس صورت کی تائید کرتی ہے اور حق یہ ہے کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب العین ہے۔ ہاں! اگر صغیرہ گناہ سے توبہ نہ کی تھی پھر اس گناہ کو مٹانے والے کام کئے تو اس سے وہ دونوں گناہ یعنی صغیرہ اور تاخیرِ توبہ مٹ جائیں گے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابن صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ جب صغیرہ گناہ نہ پایا جائے تو نماز وغیرہ سے بعض کبیرہ گناہ بھی مٹا دیئے جاتے ہیں۔

قبولیتِ توبہ قطعی ہے یا ظنی؟

علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کی قبولیت قطعی ہے یا ظنی؟

صحیح وہی قول ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی وغیرہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام لانے کی وجہ سے کافر کی توبہ قطعی طور پر مقبول ہوتی ہے اور دوسرے گناہوں کی توبہ کا مقبول ہونا اس کی شرائط کے ساتھ بھی ظنی ہے۔ لیکن ہمارے متقدمین شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ایک گروہ کا اس قول سے اختلاف ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس کا اسلام لانا کفر سے توبہ نہیں بلکہ اس کی توبہ کفر پر ندامت سے ہوگی اور کفر پر ندامت کے بغیر اس کا ایمان لانا متصور ہی نہیں ہوسکتا بلکہ ایمان لاتے وقت کفر پر ندامت ضروری ہے۔ پھر بالاجماع کفر کا گناہ ایمان لانے اور کفر پر ندامت کے ساتھ ساقط ہو جائے گا اور قبولیتِ توبہ اس حد تک تو قطعی ہے۔ البتہ! اس کے علاوہ دیگر گناہوں سے توبہ کی قبولیت ظنی ہے یقینی نہیں اور تحقیق اُمَّت کا اس پر اجماع ہے کہ کافر جب مسلمان ہو جائے اور اپنے کفر سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے اگرچہ وہ مسلسل دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرتا رہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ اجماع کفر کے متعلق ہے لیکن کفر کے علاوہ دیگر گناہ خاص طور پر توبہ سے ہی معاف ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنی طویل سند سے ذکر فرمایا اور رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان ''اگر اس نے اسلام میں اچھے کام کئے تو اس سے پہلے اور بعد والے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر اس نے اسلام میں برے کام کئے تو اس سے پہلے اور بعد والے اعمال کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔''[1] سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: ''پس اگر اسلام تمام گناہوں کو مٹا دیتا تو مسلمان ہونے کے بعد کسی کا مؤاخذہ نہ ہوتا۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''شُعَبُ الْاِیْمَان'' میں فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق کئی احادیثِ مبارکہ آئی ہیں کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں مگر ان کا بھی کفارہ ہونا اس وقت ہے جب وہ توبہ کرلے۔ چنانچہ، اس کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر۔''[2]

[1] ……صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اثم من اشرک باللہ……الخ، الحدیث: ۶۹۲۱، ص۵۷۷، بتغیرٍ۔

[2] ……شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۰۶۲، ج۵، ص۳۹۴۔

اَلرَّوْضَة اوراس کی اصل میں شَیْخَین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے منقول یہ قول بھی اس کی موافقت کرتا ہے کہ کسی حرمت والی جان کو قتل کرنے کا تعلق آخرت میں عذاب کے علاوہ دنیا میں قصاص، دیت اور کفارے [1] سے بھی ہے، لیکن مذکورہ قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت میں سزا باقی رہے گی اگرچہ اس سے قصاص یا دیت پوری کر لی جائے لیکن حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے شرح مسلم اوراپنے فتاوی میں تصریح کی ہے کہ دیت یا قصاص وغیرہ پورا پورا ادا کر دینا، گناہ اور آخرت میں مطالبہ ساقط کر دے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے توبہ کی حاجت نہیں اور حق کے زیادہ قریب یہ ہے کہ یہاں تفصیل کی جائے کہ وہ شخص جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے قصاص وغیرہ کے لئے اپنے آپ کو سپرد کر دیا تو یہ توبہ ہے اور وہ شخص جسے زبردستی پکڑ کر لایا گیا تو یہ توبہ نہیں۔''

اس میں قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ جب اس سے قصاص وغیرہ کے ذریعے پورا پورا بدلہ لے لیا جائے تو وہ بندے کے حق سے بری ہو جائے گا اور شرح مسلم اور فتاویٰ نووی کا کلام اسی پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو ان میں سے کسی برائی میں مبتلا ہو گیا پھر اس پر سزا قائم کر دی گئی تو یہی اس کا کفارہ ہے۔'' [2]

البتہ! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حق باقی رہے گا اور جب توبہ کرے گا تو وہ ساقط ہو جائے گا ورنہ نہیں اور اَلرَّوْضَة اور اس کی اصل کا کلام اسی پر محمول کیا جائے گا کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر۔'' [3]

---

[1] ......**قصاص** فاعل (یعنی ظالم) کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا جیسا اس نے (دوسرے کے ساتھ) کیا مثلاً ہاتھ کاٹا تو اس کا بھی ہاتھ ہی کاٹا جائے۔(التعریفات، ص ۱۲۴) **دیت** اس مال کو کہتے ہیں جو نفس (جان) کے بدلے میں لازم ہوتا ہے۔(بہارشریعت، ج۳، حصہ ۱۸، ص ۸۳۰) **کفارہ** جس سے گناہ معاف ہوں جیسے صدقہ کرنا روزہ وغیرہ رکھنا۔(القاموس الفقھی، ص ۳۲۱) جبکہ **قتل** کا کفارہ ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور یہ غلام یا لونڈی خود قاتل اپنے مال سے آزاد کرے اس کا بوجھ وارثوں پر نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اگر غلام نہ ملے یا نہ مل سکے تو قاتل اس کے عوض دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے۔(تفسیرنعیمی، سورۃ النساء تحت الایۃ: ۹۲، ج۵، ص ۳۰۳)

[2] ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار......الخ، الحدیث: ۳۸۹۲، ص ۳۱۶۔

[3] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث: ۷۰۶۴، ج۵، ص ۳۹۴۔

مذکورہ طریقہ سے متعارض (یعنی باہم مخالف) احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ فقہا کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے اگر چہ میں نے کسی کو ایسی بات ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا۔

توبہ کی اقسام:

جان لیجئے! گناہ کو مٹانے والی توبہ کی دو اقسام ہیں:

(۱) ایک وہ جس سے بندے کا حق متعلق نہیں ہوتا اور (۲) دوسری وہ جس سے بندے کا حق متعلق ہوتا ہے۔

پہلی قسم:

اس کی مثال اجنبی عورت سے شرمگاہ کے علاوہ مقام میں وطی کرنا اور شراب پینا ہے۔ اس قسم میں توبہ کی شرائط یا ارکان میں اختلاف ہے اور رجحان ومیلان اس طرف ہے کہ اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک توبہ سے مراد اس کا لغوی معنی یعنی رجوع کرنا ہے انہوں نے شرائط مقرر کیں اور جنہوں نے اس سے شرعی معنی مراد لیا ان کے نزدیک اس کے تین ارکان ہیں۔

بعض کہتے ہیں: ''یہ اصولیوں کا مؤقف ہے۔'' البتہ! حدیثِ پاک کی روشنی میں توبہ صرف ندامت کا نام ہے۔ چنانچہ، میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''ندامت ہی توبہ ہے۔''[1]

ندامت کا بیان

گناہ کو فوراً چھوڑ دینا اور اس کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کرنا ندامت کا ثمرہ ہے، لیکن یہ دونوں اس کے لئے شرط کی حیثیت نہیں رکھتے، ان کے ثمرۂ ندامت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے بغیر ندامت کا پایا جانا محال ہے، عنقریب آنے والی دلیل کے سبب کہ ندامت فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونا ضروری ہے اور جب معاملہ یوں ہے تو یہ دونوں کو مستلزم ہے۔

پہلے (یعنی توبہ سے لغوی معنی مراد لینے والے) گروہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ حدیثِ پاک میں ندامت کا خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس کے بڑے ارکان میں سے ہے جیسے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذكر التوبة، الحديث: ۴۲۵۲، ص ۲۷۳۵۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حج عرفہ کا نام ہے۔''(1)

ندامت کی شرائط:

حضرت سیِّدُ نا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے توبہ کی ندامت کے ساتھ تفسیر بیان کرتے ہوئے فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور علمائے اُصول کے دونوں طریقوں کے درمیان تطبیق کی پھر فرمایا کہ ندامت ان اُمور کے بغیر متحقق نہیں ہوتی جن کی تعداد فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تین بلکہ پانچ بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔ ان اُمور کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی شرط: گزشتہ گناہ پر نادم ہونا:

گزشتہ گناہ پر نادِم ہونا ضروری ہے اور اسے ندامت تب شمار کیا جائے گا جب یہ حقوقِ الٰہی کی رعایت نہ کرنے اور گناہ میں پڑنے پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا اور اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنے پر افسوس کرتے ہوئے ہو۔ پس اگر کسی دنیوی وجہ سے نادِم ہو مثلاً عار یا مال کے ضیاع، بدن کی تھکاوٹ یا اپنے ہی بیٹے کو قتل کرنے کی وجہ سے نادِم ہو تو اس کی ایسی ندامت کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ ہمارے علمائے اصول نے ذکر کیا اور ہمارے فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا کلام اس پر دلیل ہے اور انہوں نے اس کی صراحت اس وجہ سے نہ کی کہ توبہ ایک عبادت ہے اور عبادت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ہوتی ہے، لہٰذا اگر توبہ کسی دوسری غرض کے لئے ہو تو وہ توبہ شمار نہ ہوگی۔ اگرچہ ایک (ضعیف) قول یہ بھی ہے کہ توبہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے باطنی معاملہ ہونے کی وجہ سے شیطان کو اس پر کوئی دخل نہیں، پس اس کی قبولیت کے لئے اخلاص کی بھی حاجت نہیں اور نہ ہی خود پسندی وریاکاری کو اس میں کوئی دخل ہے۔ نیز مخالفین کے لالچ کو بھی اس میں کوئی دخل نہیں۔

بھولے ہوئے گناہ سے توبہ:

حضرت سیِّدُ نا امام ابونصر قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے والدِ ماجد حضرت سیِّدُ نا امام ابوالقاسم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَاکِم کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ توبہ میں شرط ہے کہ وہ گزشتہ لغزش یاد کر کے اس پر نادِم ہو اور اگر اس نے پہلے کبھی

(1)......جامع ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء فی من ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج، الحدیث۸۸۹،ص۱۷۳۵۔

کوئی گناہ کیا تھا لیکن اسے بھول گیا پھر تمام گناہوں سے توبہ کی اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان گناہوں سے توبہ نہیں ہوگی جن کو وہ بھول چکا ہے اور جب تک بھولا رہے گا اس وقت تک بھولے ہوئے گناہ سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں ہوگا لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا تو اس سے اس لغزش کے متعلق باز پُرس ہوگی اور یہ اسی طرح ہے کہ اگر کسی پر دوسرے کا قرض تھا اور وہ بھول گیا یا ادا کرنے پر قادر نہ تھا تو اس حالت میں بھولنے یا تنگ دستی کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس سے اس قرض کے متعلق پُوچھ گچھ کی جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک ہر گناہ سے علیحدہ علیحدہ توبہ کرنا معتبر ہے لیکن اگر تمام گناہوں سے ان کی تفصیل ذکر کئے بغیر توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظاہر ہے کیونکہ توبہ ندامت کا نام ہے اور یہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے جبکہ وہ گناہ یاد ہو یہاں تک کہ اس پر نادِم ہونا متصور ہو سکے اور حضرت سیِّدُنا قاضی ابوبکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر گناہ کی تفصیل یاد نہ ہو تو یوں کہے: ''اگر مجھ سے ایسا گناہ ہوا ہو جسے میں نہیں جانتا تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔'' شاید! انہوں نے یہ اس شخص کے متعلق فرمایا جسے اپنے گناہ معلوم تو ہوں لیکن ان کی تفصیل یاد نہ ہو اور جسے اپنا کوئی گناہ یاد ہی نہ ہو تو جس چیز کا وجود ہی نہ ہو اس پر ندامت ممکن نہیں اور اگر اسے اپنے گناہ معلوم ہوں لیکن یادداشت میں تعیُّن نہ ہو تو تمام گناہوں کے ارتکاب پر (بغیر تفصیل بیان کئے) ندامت کی جاسکتی ہے اور پھر گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹنے کا عزم کرلے۔

گناہ کے علم یا عدمِ علم پر توبہ کی صورت:

حضرت سیِّدُنا قاضی ابوبکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی ایک یا بہت سے گناہوں میں مبتلا ہے اور انہیں جانتا ہے یا اسے اجمالی یا تفصیلی طور پر یاد ہے تو توبہ کرتے ہوئے کہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہو کہ جسے میں جانتا نہیں تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی سزا سے مغفرت طلب کرے اور جسے وہ نہیں جانتا یا جانتا تو ہے مگر گناہ نہیں سمجھتا یا اس کے دل میں اس کے گناہ ہونے کا کبھی کھٹکا نہ ہوا تو ان (گناہوں) سے توبہ واجب نہیں بلکہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اِجمالی

طور پر گناہوں کی معافی طلب کرے اور اگر اسے اپنے گناہ یاد ہوں تو بعض سے توبہ کرنا صحیح ہے اور اگر تفصیلی طور پر اسے معلوم ہوں تو تفصیلی طور پر علیحدہ علیحدہ توبہ لازم ہے اور ایک ہی دفعہ تمام گناہوں سے توبہ کافی نہیں البتہ! نامعلوم گناہوں سے توبہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام شیخ عزالدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ ممکنہ حد تک گزشتہ گناہوں کو یاد کرے اور جنہیں یاد کرنا مشکل ہو اس پر اُن سے توبہ بھی لازم نہیں جن کا وہ اعتراف نہ کرے۔

دوسری شرط: دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا:

یہ پختہ ارادہ کرلے کہ مستقبل میں اس یا اس جیسے کسی گناہ کی طرف نہ لوٹے گا۔ اسے اس شخص کے حق میں شرط ٹھہرایا جاسکتا ہے جو گزشتہ گناہ کی مثل پر قدرت رکھتا ہو۔ جو شخص زنا کے بعد مجبوب ہو (یعنی اس کا آلۂ تناسل کاٹ دیا) گیا یا تہمت لگانے وغیرہ کی وجہ سے اس کی زبان کاٹ دی گئی تو ان کے حق میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ اس گناہ کے چھوڑنے کا عزمِ مصمم کرلیں کہ اگر دوبارہ ان گناہوں پر قدرت حاصل ہوگئی تب بھی گناہ نہ کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ گناہ کرنے سے عاجز شخص کی توبہ بھی صحیح ہوتی ہے اور اس میں ابن جبائی معتزلی کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا اس کا قول ہے کہ ایسے شخص کی توبہ صحیح نہیں کیونکہ وہ گناہ چھوڑنے پر مجبور ہے۔ اس کا وہی جواب دیا گیا جو آلۂ تناسل کٹے ہوئے شخص کے متعلق بیان ہو چکا ہے اور یہ قول حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب "اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام" کی شرح میں مذکور قول کے منافی بھی نہیں کہ سابقہ گناہ کی مثل پر قدرت رکھنے والے کا اسے چھوڑنے کا عزم کرنا تو صحیح ہے مگر مجبوب کا یہ عزم کرنا صحیح نہیں کہ وہ زنا نہیں کرے گا بلکہ وہ اس طرح عزم کرے کہ اگر اس کا آلۂ تناسل لوٹا دیا گیا تب بھی زنا نہ کرے گا۔

چند گناہوں سے توبہ کا حکم:

حضرت سیِّدُنا امام قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا امام ابواسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق سے نقل کیا کہ ''ایک ہی گناہ کی مثل پر اصرار کے باوجود اس ایک گناہ سے توبہ کرنا صحیح ہے حتی کہ ایک عورت سے زنا کرنے کے بعد اس سے توبہ صحیح ہے اگرچہ اس جیسی دوسری عورت سے زنا کرنے پر قائم رہے اور اگر ایک عورت سے دو مرتبہ زنا کیا تو

باوجود اصرار کے ایک بار سے توبہ درست ہے۔'' مگر ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس کا انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ توبہ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی مثل کا ارتکاب نہ کرنے کا بھی عزم کرے اور اس کی مثل پر اصرار کے ساتھ توبہ کرنا محال ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''ایک کبیرہ گناہ سے توبہ کرنا لیکن اس کی جنس کے علاوہ کسی دوسرے سے توبہ نہ کرنا بھی صحیح ہے۔'' مذکورہ قول تقاضا کرتا ہے کہ جب دوسرا کبیرہ گناہ اسی کی جنس سے ہو تو اس ایک سے توبہ صحیح نہیں۔ حضرت سیِّدُنا استاذ ابوبکر رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس کی تصریح کی لیکن حضرت سیِّدُنا استاذ ابو اسحاق عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق نے مخالفت کی اور حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کے شارح (سیِّدُنا امام ابوالقاسم انصاری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی) نے حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا ایک قول ذکر کیا ہے کہ بعض برائیوں پر قائم رہنے کے ساتھ دوسری بعض برائیوں سے توبہ کے صحیح ہونے میں اسلافِ اُمَّت میں کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''توبہ کے کئی اسباب ہیں جن کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہوتی پھر اس کے یہ اسباب بھی مختلف ہیں: ان میں سے ایک سبب زجر وتوبیخ کی کثرت کی وجہ سے حقوق العباد (کے تلف ہونے کا معاملہ) ہے، پس ایک گناہ سے توبہ کرنے کے باوجود اس جیسے دوسرے گناہ پر برقرار رہے تو یہ توبہ درست نہیں بشرطیکہ دونوں کے داعی (یعنی دعوت دینے والے) ایک جیسے ہوں اور اگر دونوں گناہ جنس کے اعتبار سے مختلف ہوں جیسے قتل کرنا اور شراب پینا لیکن دونوں کا سبب ایک ہو تو دونوں ایک ہی گناہ کی مثل ہیں اور ایک پر قائم رہتے ہوئے دوسرے سے توبہ صحیح نہیں کیونکہ دونوں کا سبب ایک ہے اور وہ ندامت ہے مثلاً توبہ کا سبب اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی اور اس کے احکامات کی مخالفت کرنا ہے اور اگر ایک گناہ میں توبہ کا داعی بہت بڑا عذاب وعقاب ہے جبکہ دوسرے میں داعی کی کچھ وقعت نہیں تو صرف ایک گناہ سے توبہ کافی ہے۔''

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه مزید فرماتے ہیں: اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کو جاننے اور یاد رکھنے والا گناہ پر عذاب کی وعیدوں کے ڈر سے کسی تاویل کے بغیر گناہ نہیں کرتا اور بالقصد اس سے گناہ کا ارتکاب متصور نہیں ہوتا جبکہ اسے معلوم ہے کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس سے باخبر ہے۔ پس اگر اس سے کبھی گناہ سرزد ہو بھی جائے تو یہ غلبۂ شہوت اور اس کی بصیرت اور عقل

پرسل کی مثل مرض، تاریکی اور پردے پڑ جانے کا نتیجہ ہے کہ وہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ پھر اگر اس کی غفلت زائل ہو جائے اور شہوت ختم ہو جائے تو وہ تمام گناہوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لیتا ہے لیکن اس کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسی حالت میں بھی بعض سے نادم ہوا ہوگا۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

(پ۹، الاعراف: ۲۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: اگر اس کا ایمان اعتقادی ہو تو غلبۂ شہوت کے وقت اس سے بعض گناہوں سے توبہ کرنا متصور ہو سکتا ہے اور خارجیوں میں سے جو یہ کہتے ہیں کہ ہر گناہ کفر ہے۔ شاید! انہوں نے ان باتوں کو پیشِ نظر رکھا ہو جو ہم نے ذکر کی ہیں لیکن وہ اس بحث کا مکمل طور پر احاطہ نہ کر سکے۔ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بعض گناہوں پر اصرار کے ساتھ بعض سے توبہ صحیح ہے اور حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا ذکر کردہ کلام ان کی میانہ روی پر دلالت کرتا ہے۔

تیسری شرط: حالتِ گناہ میں ہی اسے ترک کر دینا:

یعنی اگر گناہ میں مبتلا ہو یا اس کی طرف لوٹنے پر مصر ہو تو اسے فوراً چھوڑ دے اور اسے شرط قرار دینا حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کے اس کلام کے عین مطابق ہے جو انہوں نے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے نقل کیا ہے لیکن آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اسے ذکر کردہ شرائط کے ساتھ مقیَّد نہیں کیا۔

اعتراض: جمہور نے تو مذکورہ شرط بیان نہیں کی؟

جواب: جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس شرط کو چھوڑ دیا ان کے پیشِ نظر وہ لوگ تھے جو نہ تو گناہ میں مبتلا ہوں اور نہ ہی ان پر اصرار کرنے والے ہوں، کیونکہ ایسے لوگوں کے حق میں یہ شرط لگانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس شرط کو ذکر کیا ان کے پیشِ نظر یہی دونوں قسم کے لوگ تھے، پس ان کے حق

میں فوری طور پر گناہ کو ترک کردینے کی شرط لگانا قطعاً ضروری ہے۔ کیونکہ کسی ایسی چیز پر حقیقی ندامت کا حصول ناممکن ہے جس میں نادِم (یعنی ندامت کرنے والا) مبتلا ہو یا آئندہ کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ سابقہ لغزش پر غمگین ہونا ندامت کے لوازمات میں سے ہے اور یہ چیز اس گناہ کو چھوڑنے اور آئندہ نہ کرنے کے عزم سے ہی متحقق ہوسکتی ہے۔

چوتھی شرط: زبان سے استغفار کرنا:

لفظی طور پر (یعنی زبان سے) استغفار کرنا۔ جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی ایک جماعت کا قول ہے اور ''اَلْمَطْلَب'' میں ہے: ''وَسِیْط کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ فاسق کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے توبہ کی۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے علاوہ کسی کا کوئی قول نہیں پایا، ہاں! حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه وغیرہ کا قول ہے کہ ظہورِ گناہ کے وقت اپنی زبان سے ظاہری و باطنی طور پر اللّٰه عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرے۔''

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی کی کتاب ''تَصْحِیْحُ الْمِنْهَاج'' میں ہے کہ اَلْمِنْهَاج کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ غیر قولی گناہ میں زبان سے استغفار کرنا معتبر نہیں جیسے تہمت لگانا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس میں بھی استغفار معتبر ہے اور یہی حضرت سیِّدُنا امام ابوالطیب، حضرت سیِّدُنا قاضی حسین اور حضرت سیِّدُنا امام ماوردی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِم کا مؤقف ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام بلقینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''حقیقی علم تو اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے البتہ! ہمیں قرآن و سنت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ گناہ اگرچہ باطنی ہے لیکن ایسے الفاظ کہنا ضروری ہے جن سے اس کا گناہ پر نادِم ہونا ظاہر ہو یعنی وہ کہے: میں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے گناہ پر مغفرت طلب کرتا ہوں، یا اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میری خطا معاف فرما، یا میں نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے گناہ پر توبہ کی۔'' پھر آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اس کو راجح قرار دیا مگر اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام ابن رفعہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسے استغفار سے تعبیر کیا انہوں نے اس سے مراد ندامت لی نہ کہ الفاظ ادا کرنا۔ چنانچہ، فرماتے ہیں: جان لیجئے! باطن میں توبہ وہ ہے جس کے پیچھے ظاہر میں بھی ایسی توبہ حاصل ہو کہ جس پر گناہ کی بخشش وغیرہ کے احکام مرتَّب کئے جاسکیں جیسا کہ شافعی ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: دو اُمور کے سبب حدود اللّٰه، مالی تاوان اور حقوق العباد

بعض گناہوں کے ساتھ متعلق نہیں ہوتے مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دینا اور مُشت زَنی کرنا (یعنی ہاتھ سے مَنی خارج کرنا) وغیرہ وغیرہ اور وہ دو امور یہ ہیں (۱)......اس گناہ پر ندامت اور (۲)......آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم۔ اس کی ایک دوسری تعبیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ سابقہ گناہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں استغفار کرے اور مستقبل میں اس پر اصرار چھوڑ دے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۫ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ۫ۙ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۝۱۳۵ (پ۴، آل عمران:۱۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں۔

حضرت سیِّدُنا امام بندنیجی، حضرت سیِّدُنا قاضی ابوطیب، حضرت سیِّدُنا امام ماوردی، حضرت سیِّدُنا امام ابن صباغ، حضرت سیِّدُنا امام بغوی، حضرت سیِّدُنا امام محاملی اور حضرت سیِّدُنا امام سلیم رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم وغیرہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ رفعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کلام ختم ہوا۔

مذکورہ دوسری تعبیر میں غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ میرے ذکر کردہ مؤقف کے متعلق صریح ہے اس لئے کہ دونوں عبارتوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور جن علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے استغفار کا ذکر کیا ان کی مراد اس کے الفاظ نہیں بلکہ انہوں نے بھی اس سے ندامت ہی مراد لی جس کا دیگر نے اعتبار کیا پس اب اختلاف باقی نہ رہا اور اب مذکورہ ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام میں سے کوئی بھی الفاظ کے ساتھ استغفار کو شرط قرار دینے کا قائل نہ ہوگا۔

پانچویں شرط: توبہ کا وقتِ معتبر میں ہی واقع ہونا:

توبہ کے وقت میں توبہ کرنا ضروری ہے اور وہ گلے میں دَم اَٹکنے اور موت کے آثار نظر آنے سے پہلے پہلے تک ہے۔

چھٹی شرط: ظہورِ علاماتِ قیامت سے پہلے توبہ کرنا:

قیامت کی نشانیوں جیسے مغرب سے طلوعِ آفتاب وغیرہ نظر آنے کے بعد مجبوراً توبہ واقع نہ ہوئی ہو۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''جب سورج مغرب سے طلوع ہو اور کوئی شخص مجنون ہو پھر جنون سے افاقہ پا کر توبہ کرلے تو سابقہ عذر کی وجہ سے اس کی توبہ صحیح ہے۔'' لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

ساتویں شرط: مقامِ گناہ سے جدا ہو جانا:

زمخشری نے ذکر کیا ہے کہ نافرمانی کی جگہ سے فوراً جدا ہو جائے۔ یہ ایک شاذ قول ہے۔ صَاحِبُ التَّنْبِیْہ نے اسے مستحب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''حاجی کے لئے مسنون ہے کہ جس مکان میں اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اس جگہ اپنی بیوی سے جدا ہو جائے۔ اس لئے کہ اس کا نفس اسے معصیت یاد دلائے گا تو ہوسکتا ہے وہ اس جگہ دوبارہ اسی گناہ میں مبتلا ہو جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ایک شخص کے متعلق منقول ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ دور دراز کے مغربی علاقے سے حج کرنے آیا۔ جب دونوں مزدلفہ پہنچے تو اس سے جماع کر بیٹھا، آئندہ سال حج قضا کرنے کے لئے آیا تو پھر اسی جگہ اپنی بیوی سے دوبارہ جماع کر بیٹھا، تیسرے سال پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اسی جگہ اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھا۔ جب تنگ آیا تو چوتھی مرتبہ بیوی کو خود سے جدا رکھا یہاں تک کہ دونوں نے بحفاظت حج کر لیا۔

آٹھویں شرط: بار بار توبہ کرنا:

توبہ کے بعد جب بھی گناہ یاد آئے تو اس سے تجدیدِ توبہ کی جائے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا قاضی ابو بکر باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا خیال ہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے نئے سرے سے توبہ نہ کی تو اس نے نیا گناہ کیا جس سے توبہ واجب ہے اور پہلی توبہ صحیح ہے کیونکہ گزشتہ عبادت کو کوئی گناہ ختم نہیں کر سکتا۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین عبدالملک بن عبداللّٰہ جوینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) اپنی کتاب ''تَوَسُّط'' میں فرماتے ہیں: ''یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جس قول کو اختیار کیا وہ اس صورت میں تو واضح ہے کہ جب وہ گناہ یاد کرے تو اس کا دل اس سے نفرت کرے لیکن اگر وہ اس سے نفرت نہ کرے بلکہ اسے یاد کر کے لذّت حاصل کرے تو یہ ایک نیا گناہ ہے جس سے توبہ ضروری ہے اور سچی توبہ تقاضا کرتی ہے کہ گناہ کا مرتکب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا اور افسوس کرتے ہوئے گزشتہ گناہ کو یاد کرے اور جو شخص احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ میں غور کرے گا وہ اس

کے کئی دلائل پائے گا۔''

گویا انہوں نے حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس کے نادِم ہونے سے اس کی توبہ صحیح ہوگی، اس کے بعد جب وہ اسے یاد کرے تو اس سے توجہ ہٹا دے اور اس پر خوش نہ ہو اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس پر ہمیشہ نادِم رہنا لازم نہیں اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اس پر لازم ہے کہ گناہ پر اصرار نہ کرے لیکن اس پر توبہ لازم آنے کا قول صحیح نہیں۔ ''اَلشَّامِل'' میں ہے: ''تجدیدِ توبہ کے وجوب کا نظریہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ جو لوگ اسلام لائے وہ زمانۂ جاہلیت کے گناہوں کو یاد کیا کرتے تھے لیکن ان پر نہ تو تجدیدِ اسلام لازم تھا اور نہ ہی انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔''

مذکورہ اختلاف تجدیدِ توبہ واجب ہونے کے متعلق ہے جبکہ مستحب ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مومن اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور اسے پہاڑ کے گرنے کا خوف ہے اور فاجر اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے اس کی ناک کے اوپر سے مکھی اُڑتی ہوئی چلی گئی۔''(1)

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: شاید! حضرت سیِّدُنا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی گزشتہ تقریر اس بات پر مبنی ہے کہ توبہ گناہ کی سزا کو قطعی طور پر زائل نہیں کرتی اور اس کی صرف اُمید کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ ایک ظنی اور غیر یقینی بات ہے۔ جب معاملہ اس طرح ہو تو جب بھی وہ اس کا تذکرہ کرے گا اس حال میں کہ اسے توبہ قبول ہونے اور سزا زائل ہونے کا قطعی یقین نہ ہو تو لازمی طور پر دوبارہ نادم ہوگا خاص طور پر اس حالت میں کہ جب اسے اپنا انجام بھی معلوم نہ ہو۔

نویں شرط: توبہ کو برقرار رکھنا:

توبہ کرنے کے بعد دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا خیال ہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر توبہ کرنے والا اپنی توبہ توڑ دے تو جائز ہے کہ اس پر اس کے گناہ لوٹ

......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث۶۳۰۸، ص۵۳۱، "یطیر" بدلہ "مر"۔

آئیں کیونکہ اس نے توبہ کو پورا نہیں کیا، لیکن یہ اس کی نسبت بہت کم گنہگار ہو گا جس نے توبہ کو ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا ہو۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ وہ دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹے اگر دوبارہ گناہ کی طرف پلٹا تو پہلی توبہ ٹوٹ جائے گی اور یہ شرط فاسق کے مسئلہ میں فائدہ سے خالی نہیں کہ جب اس نے توبہ کر لی اور نکاح کر لیا پھر فسق کی طرف لوٹ آیا تو حضرت سیِّدُ نا قاضی باقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے قول کے مطابق بوقتِ نکاح فسق واضح ہونے کے سبب نکاح کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جائے گا۔

دسویں شرط: حد قائم کرنے پر قدرت دینا:

مُجرم، حاکم کے پاس ثابت ہونے والی حد قائم کرنے پر قدرت دے۔ پس اس کی توبہ حد قائم کرنے پر قدرت دینے پر موقوف ہوگی، اگر اس پر حد قائم کرنے پر قدرت دی مگر حاکم یا اس کے نائب نے حد نہ لگائی تو یہ گنہگار نہ ہوگا بلکہ وہ دونوں گنہگار ہوں گے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۴۷۷ھ) کے کلام کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ کسی گناہ کا لوگوں کے درمیان مشہور ہونا حاکم کے ہاں ثابت ہونے کی طرح ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کے درمیان مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص نے موجبِ حد گناہ کا ارتکاب کیا ہے لیکن وہ گناہ حاکم کے ہاں ثابت نہ ہو سکے تو اس کی توبہ صحیح ہونے کے لئے اپنے اوپر حد قائم کرنے کی قدرت دینا شرط ہے جبکہ اس کا عرصہ زیادہ نہ گزرا ہو ورنہ لمبا عرصہ گزرنے کے بعد اس کی حد ساقط ہونے میں اختلاف ہے۔

حضرت سیِّدُ نا قاضی ابوطیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اگر اس کا گناہ ثابت نہ ہو، نہ ہی لوگوں میں مشہور ہو تو اس کے لئے اسے چھپانا افضل ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اس کا ظاہر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا امام بندنیجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''مدتِ دراز گزرنے کے بعد ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' ہم کہتے ہیں کہ طویل عرصہ گزرنے کے بعد حد ساقط ہو جائے گی لہٰذا حد ساقط ہونے کی وجہ سے اس کے لئے نفاذِ حد پر قدرت دینا جائز نہیں۔

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: ''اس میں اس قول کا احتمال ہے کہ اگر

اس پر کوئی گواہی قائم ہوئی ہو نہ کوئی مطلع ہوا ہو تو اب حد قائم کرنے پر قدرت دینا جائز نہیں اور اگر اس نے اسے ظاہر کر دیا تو اس کے ظاہر کرنے پر وقف اور یتیم وغیرہ پر اس کی ولایت باطل ہونے کے کثیر مفاسد کا دروازہ کھل جائے گا اور اس کی وجہ سے وہ ظالم اور خیانت کرنے والا بن جائے گا اور اگر اسے دل میں چھپائے تو محفوظ رہے گا اور ان مفاسد وغیرہ کو ختم کرنے کے لئے اس کے لئے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں۔''

گیارھویں شرط :ترک عبادت کے گناہ کا تدارک کرنا:

عبادت ترک کرنے کے گناہ میں مبتلا ہو تو اس کو دُور کرے مثلاً نماز یا روزہ چھوڑنے پر اس کی توبہ کا صحیح ہونا ان کی قضا پر موقوف ہے کیونکہ اس پر فوراً قضا واجب ہے اور توبہ نہ کرنے پر فاسق ہو جائے گا[1]۔

قضا نمازوں کی تعداد معلوم کرنے کا طریقہ:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ اگر اسے قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو غور وخوض کرے اور بالغ ہونے کے وقت سے جتنی نمازوں کے چھوڑنے کا یقین ہو جائے اتنی قضا کر لے۔

قدرت کے باوجود زکوٰۃ، کفارہ اور نذر ادا نہ کرنے میں اس کی توبہ کا صحیح ہونا مستحق تک ان چیزوں کے پہنچانے پر موقوف ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام واسطی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کو قتل کرنے پر موقوف تھی جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ (پ ۱، البقرۃ:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی توبہ محض جانوں کو ختم کرنا تھی جبکہ اس اُمّت

[1] ......دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہارشریعت جلداول صفحہ 700 پر ہے: ''بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یاحجِ مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔'' (الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۲۶)

کی توبہ ان سے انتہائی سخت ہے کہ یہ لوگ اپنی جانوں کو ان کی ہیئت پر برقرار رکھتے ہوئے ان کی خواہشات ختم کر دیں۔ بعض نے اس کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس نے کسی بوتل میں بادام یا موتی توڑنے کا ارادہ کیا تو یہ مشکل ہونے کے باوجود اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آسان فرما دے۔

توبہ کی دوسری قسم:

توبہ کی اس قسم کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔اس میں بھی گزشتہ تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے لیکن اس میں اس شرط کا اضافہ ہے کہ حقوق العباد کا ساقط (یعنی ادا) کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر وہ حق مالی ہو اور ابھی تک اس کے پاس موجود ہو تو اسے لوٹا دے ورنہ اس کا بدل اس کے مالک یا نائب یا اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث کو دے جب تک کہ اس مال کے حق دار نے اسے بری نہ کیا ہو لیکن اسے بری کرنے کی خبر دینا لازم نہیں اور اگر اس کا وارث نہ ہو یا اس کی خبر ہی نہ ہو تو وہ مالی حق حاکم کے حوالے کر دے تا کہ وہ اسے بیت المال میں ڈال دے یا کسی ایسے حاکم کے حوالے کر دے جسے رفاعی کاموں میں مال خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہو[1]۔

---

[1]......**موجودہ دور میں حقوق مالیہ سے برئُ الذِّمہ ہونے کی صورت: دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **''مکتبۃ المدینہ''** کی مطبوعہ 107 صفحات پر مشتمل کتاب **''چندے کے بارے میں سوال جواب''** کے صفحہ 45 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تحریر فرماتے ہیں: ''**سوال:** سُودی رقم سے غریبوں کی مدد کرنا یا مسجد کے اِستنجا خانے تعمیر کروانا کیسا؟ کیا سُودی رقم چندہ میں دی جا سکتی ہے؟ **جواب:** کسی نے سُود اگرچہ نیک کاموں میں خرچ کرنے کیلئے لیا تاہم اُسے **سُود لینے کا گُناہ** ہوگا۔کسی بھی نیک کام میں **سُود اور مالِ حرام** نہیں لگایا جا سکتا۔ بلکہ سودی مال کے **مُتَعلِّق** حکم یہ ہے کہ جس سے لیا اسے واپس کریں یا اس مال کو صدقہ کریں جبکہ رشوت، چوری یا گناہوں کی اجرت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ انہیں بھی نیک کاموں میں خرچ نہیں کر سکتے بلکہ ان میں تو یہ ضَروری ہے کہ جس کی رقم ہے اُسے ہی واپس لوٹائے اور وہ نہ رہے ہوں تو اس کے وُرَثاء کو دے اور وہ بھی نہ ملیں تو پھر صَدَقہ کرنے کا حکم ہے چُنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو مال رشوت یا **تَغَنِّی** (یعنی گانے) یا چوری سے حاصل ہوا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں ان کے وُرثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدُّق کرے۔ خرید و فروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا **حرامِ قطعی** ہے بغیر صورتِ مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وَبال سے سُبکدَوشی کا نہیں یہی حکم سُود وغیرہ عُقُودِ فاسِدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ (جس سے لیا ہے) اسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدُّق (یعنی خیرات)......

اگراس کے لئے مذکورہ طریقے پرعمل کرنا مشکل ہوتو حضرت سیِّدُ ناامام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی اورحضرت سیِّدُ ناامام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ واجب جان کروہ مال صدقہ کردے۔حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اسے احکامِ وراثت میں شامل کیا ہےاورحضرت سیِّدُ ناامام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اوردیگرعلمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس (مال) کوصدقہ کی نیت سے رفاعی کاموں میں خرچ کرنے کی اجازت دینے میں اسی کواصل ٹھہرایا ہے۔اگروہاں پرشرائط کے مطابق قاضی نہ ہوتوامین خودرفاعی کاموں میں صرف کردےاوراگرشرائط کے مطابق قاضی تو موجودہومگراسے رفاعی کاموں میں مال استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوتواس کی چندصورتیں ہیں: (۱)......ایسا مال قاضی کے حوالے کردے تاکہ وہ خودتصرف کرے بشرطیکہ وہ رفاعی کاموں میں مال خرچ کرنے پرامین ہو،ورنہ (۲)......قاضی کواس شرط پرمال دے کہ وہ اسے بیت المال میں شامل کردے یا (۳)......اس کے قائم مقام جوبھی اس کی شرط کے مطابق ہووہاں خرچ کردے۔حضرت سیِّدُ ناامام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''تیسری توجیہ ضعیف اورپہلی دوصحیح ہیں اوران دونوں میں زیادہ صحیح پہلی ہےاوراگریہ کہا جائے کہ اسے پہلی دونوں صورتوں کے درمیان اختیاردے دیا جائے تو یہ بھی اچھی رائے ہے۔مزیدفرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی قول راجح ہے۔''

اگرکہا جائے کہ جب امین اوراہل قاضی بھی بغیراجازت رفاعی کاموں میں اس مال کوخرچ نہیں کرسکتا تو پھرکسی اورشخص کووہ مال کیسے دیا جاسکتا ہے؟ تو ماقبل بحث میں غوروفکرکرنے سے اس قول کا فسادمعلوم ہوجائے گااورجس نے حاکم سے کوئی حرام چیزلی جس کے مالک کووہ نہیں جانتا توایک گروہِ علما کے نزدیک وہ چیزبادشاہ کولوٹادےاورصدقہ نہ کرے،حضرت سیِّدُ ناامام محاسبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے اسی قول کواختیارکیا جبکہ دوسرے گروہ کے نزدیک مالک کی

......کردے۔(فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص ۵۵۱) اوریہ بھی یادرکھئے کہ سُود ورشوت وغیرہ حرام مال کونیک کاموں میں خرچ کرکےثواب کی اُمّید رکھنے کے بارے میں میرے آقااعلیٰ حضرت،اِمامِ اَہلسنّت،مولاناشاہ **امام اَحمدرَضاخان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: اُسے یعنی مالِ حرام کوخیرات کرکےجیساپاک مال پر**ثواب ملتا** ہےاس کی اُمّید رکھے **توسخت حرام** ہے، بلکہ **فُقَہاء** (رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی) نے **کُفر** لکھا ہے۔ہاں وہ جوشَرع نے حکم دیا کہ حقدار (یعنی جس کا مال ہےوہ،یاوہ نہ رہاہوتواُس کاوارِث اوروہ بھی) نہ ملے توفقیر پرتَصَدُّق (خیرات) کر دے اِس حکم کومانا تواِس پر (یعنی حکمِ شریعت پرعمل کرنے پر) ثواب کی اُمّید کرسکتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ،ج۲۳،ص۵۸۰)

طرف سے اس مال کو صدقہ کر دے جبکہ اسے معلوم ہو کہ بادشاہ مالک کو نہیں لوٹائے گا۔

حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مختار مذہب یہ ہے کہ جب اسے معلوم ہو یا غالب گمان ہو کہ حاکم اسے فضول ولایعنی کاموں میں خرچ کر دے گا تو اس پر لازم ہے کہ رفاعی کاموں جیسے پل وغیرہ بنانے میں خرچ کر دے اور اگر اس پر خوف وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہو تو حاجت مندوں پر صدقہ کر دے اور سب سے زیادہ محتاج کمزور ولاغر ضرورت مند ہیں اور اگر یہ گمان نہ ہو کہ وہ فضول کام میں خرچ کر دے گا تو اگر نقصان نہ پہنچے تو اسے حاکم یا اس کے نائب کو واپس کر دے ورنہ فلاحی کاموں میں خرچ کرے اور اگر حاجت مند ہے تو اپنی ذات پر خرچ کرے۔

مختلف لوگوں پر خرچ کرنے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ''جہاں فقرا کے لئے خرچ کرنا جائز ہو تو ان پر وسعت کرے۔ یا اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز ہو تو ممکنہ حد تک کم خرچ کرے۔ یا اہل وعیال پر خرچ کرنا جائز ہو تو میانہ روی اختیار کرے اور اس سے امیر کو نہ کھلائے مگر یہ کہ کسی دیہات میں ہونے کی وجہ سے کسی اور کو نہ پائے اور اگر کسی فقیر کی ظاہری حالت سے معلوم ہو کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اگر اس کی حقیقت جان لیتا تو اس سے بچتا، پس اس کا حال جاننے کی خاطر اس کے بھوکا ہونے تک مؤخر کر دے اور اسے اپنے حال کے متعلق بتا دے اور صرف اسی کو کافی نہ سمجھے کہ وہ اس کا حال نہیں جانتا اور اس کے پاس نہ تو کرایہ کی سواری ہے اور نہ ہی وہ خرید سکتا ہے اگرچہ وہ مسافر ہی ہو۔''

حضرت سیِّدُنا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اگر وہ تنگ دست ہو تو اس کی خوشحالی کا انتظار کیا جائے گا لیکن اس کی توبہ صحیح ہوگی۔

وارث کے وارث کا مستحق ہونا:

''اَلْجَوَاهِر'' میں ہے کہ ''اگر مستحق مر گیا اور ایک کے بعد دوسرا وارث مستحق بنا تو چار وجوہات کی بنا پر سب سے آخری وارث مستحق ہوگا: پہلی وجہ: سب وارثوں میں سے آخری وارث مستحق ہے، اس کا آخری ہونا ہر وارث کی مدّتِ عمر ختم ہونے کو ثابت کرتا ہے اور حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے اسے حضرت سیِّدُنا امام

عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے حوالے سے ''اَلرَّقْم'' میں نقل کیا ہے اور چوتھی وجہ: یہ ہے کہ اگر صاحبِ حق نے اس سے اپنا حق مانگا اور اس نے انکار کر دیا اور قسم اُٹھالی تو وہ اسی کا ہوگا ورنہ اس کے ورثاء کو منتقل کر دیا جائے گا اور حضرت سیِّدُ نا امام قاضی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے دعوی کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وہ قسم اٹھالے تو حق پہلے کے لئے ہوگا۔

صاحبِ رَوْضَۃ نے بھی پہلی وجہ کو ترجیح دی اور فرمایا کہ ان میں سے راجح ترین یہی ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی نے بھی فتویٰ دیا کہ یہی ابتدائی صاحبِ حق ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور دوسری وجہ یہ بیان کی کہ یہ تمام وارثوں کا ہوگا۔ حضرت سیِّدُ نا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''اَلرَّوْضَۃ'' کی ترجیح حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) کی نہیں بلکہ انہوں نے تو یہ قول حضرت سیِّدُ نا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دوسرے تمام ورثاء کے مرنے کے بعد اسے وارث بنائے گا اور اس کا حق قیامت میں اس کی طرف لوٹائے گا اور ''اَلرَّوْضَۃ'' میں جو الفاظ مذکور ہیں اس کیفیت کا اظہار نہیں کرتے یعنی وہ اس کے منافی نہیں کہ انہیں اس پر محمول کیا جائے۔

حضرت سیِّدُ نا امام نسائی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں کہ اگر ایک کے بعد دوسرا وارث کسی حق کی ادائیگی کا مستحق ہوتو اب اگر صاحبِ حق اپنے حق کا مطالبہ کر دے اور قسم اٹھالے تو ''کِفَایَۃ'' میں ہے کہ صاحبِ حق کا سب سے آخری وارث سے مطالبہ کرنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یا اگر اس نے قسم نہ اٹھائی تو ''کِفَایَۃ'' میں اس کی چند وجوہ ذکر کی گئی ہیں جن میں سب سے زیادہ اصح وہ وجہ ہے جس کی نسبت حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) نے حضرت سیِّدُ نا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کی جانب کی ہے یعنی وہ پہلے وارث کا ہوگا اور دوسری وجہ کے مطابق وہ سب وارثوں کا ہوگا، تیسری کے مطابق صرف آخری کا ہوگا اور جو اس آخری وارث سے پہلے ہوں گے ان کو اس حق کو روک کر رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں: ''جب سب سے آخری وارث کو حق دے دیا گیا تو وہ سب کے گناہ سے خارج ہو جائے گا سوائے اس گناہ کے جو اس نے ٹال مٹول کی تھی۔''

حضرت سیِّدُ نا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا بقیہ کلام بھی یہی ہے لیکن یہ اس قول کے برعکس ہے جس کا وہم حضرت

سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ ھ) کے کلام سے ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وارث نے اسے بری کر دیا اور اپنا پورا حق وصول کر لیا تو حق ساقط تو ہو جائے گا لیکن اگر اس نے ٹال مٹول کر کے نافرمانی کی ہو تو اس سے توبہ کرے اور جس پر حق ہے اگر وہ تنگ دست ہو جائے تو نیت کرے کہ قدرت پانے پر قرض ادا کر دے گا۔ حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہ کی معافی بھی طلب کرے یعنی استغفار کرے اور اگر وہ ادائیگی حق پر قدرت پانے سے پہلے مرگیا تو فضلِ الٰہی سے مغفرت کی اُمید ہے۔''

''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ انہوں نے اپنی فقاہت (یعنی علمِ شریعت کی مہارت) کے مطابق جو کچھ کہا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''اَلْاِرْشَادُ فِی الْکَلَام'' کے شارح حضرت سیِّدُ نا امام ابو القاسم انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اگر نفس یا مال سپرد کرنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے جیسے کسی ظالم کا اسے روک لینا اور کسی ایسے معاملے کا پیش آ جانا جو اسے قدرت سے روک دے تو یہ حق اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس پر یہ عزم کرنا ضروری ہے کہ اگر ممکن ہوا تو اس حق کو حق دار کے سپرد کر دوں گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔'' حضرت سیِّدُ نا امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس میں اختلاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ احادیثِ صحیحہ کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ظلماً لی ہوئی چیز کا مطالبہ کرنا صحیح ہے جبکہ وہ عاجز اور تنگ دست ہو بشرطیکہ اس نے التزام کے ساتھ نافرمانی کی ہو۔

حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ قول محلِ نظر ہے اور ''اَلرَّوْضَۃ'' میں ہے کہ ''اگر کسی نے اپنی جائز ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرض لیا اور اسے کسی ظاہری سبب یا طریقے سے اس کی ادائیگی کی اُمید بھی تھی لیکن موت تک اس کی ادائیگی سے عاجز رہا یا پھر غلطی سے کسی شے کو ضائع کر دیا اور موت تک اس کا تاوان ادا کرنے سے عاجز رہا تو ظاہر یہی ہے کہ آخرت میں اس سے اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ وہ صاحبِ حق کو اس کا عوض اپنے پاس سے ادا فرما دے گا اور حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی اسی جانب اشارہ کیا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی اسی کے موافق ذکر کیا۔ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ

الْقَوِی کا **احیاءُ العُلُوم** سے نقل کردہ کلام بھی اسی کے موافق ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ''جس کا مقصد نرمی اور طلبِ ثواب ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر حسنِ ظن رکھتے ہوئے قرض لے لے لیکن بادشاہوں اور ظالموں پر بھروسا کرتے ہوئے ایسا نہ کرے۔ پھر اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے حلال رزق سے نوازے تو وہ اس کو ادا کردے اور اگر ادائیگی سے قبل دارِ فانی سے کُوچ کر گیا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی طرف سے قرض ادا فرما کر اس کے قرض خواہوں کو راضی فرمادے گا۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ قرض خواہ کے نزدیک اس کی حالت واضح ہو یعنی نہ تو وہ قرض خواہ کو دھوکا دے اور نہ ہی وعدوں کے فریب میں مبتلا کرے بلکہ قرض دیتے وقت قرض خواہ کو اس کی حالت واضح طور پر معلوم ہونا شرط ہے تاکہ وہ سوجھ بوجھ سے قرض دے۔ اس قسم کے قرض کی ادائیگی بیت المال اور مالِ زکوۃ سے کرنا واجب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ اسراف نہ کرے اس لئے کہ اسراف حرام ہے اور حضرت سیِّدُنا امام اسنوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اس قول پر اعتماد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسی قول کو سمجھ لیجئے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ یہ واضح ہے اور اس کی حرمت پر درج ذیل فرامینِ باری تعالیٰ دلالت کرتے ہیں:

﴿۱﴾ **وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْاۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۠ ﴿۳۱﴾** (پ۸، الاعراف: ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو، بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

﴿۲﴾ **وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ** (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۶،۲۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فضول نہ اڑا، بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

آیاتِ مبارکہ کی تفسیر

تَبْذِیْر اور اِسْرَاف میں فرق:

تَبْذِیْر اور اِسْرَاف کا ایک ہی معنی ہے مگر بعض مفسرین کا یہ قول اس کے منافی ہے کہ بے شک کھانے پینے، لباس اور عمدہ سواریوں میں مال خرچ کرنا اِسْرَاف نہیں۔ ان میں مطابقت یوں ہوگی کہ دوسرے قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ اپنے مال سے خرچ کرے اور پہلے قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ قرض لے کر خرچ

کرے اور اسے پورا کرنے کی کوئی ظاہری صورت نہ ہو۔

حقوق العباد سے معافی کے بغیر چھٹکارا ممکن نہیں:

توبہ ممکنہ حد تک حقوق العباد کی ادائیگی پر موقوف ہے، اس کی دلیل میں درج ذیل احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے:

﴿1﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کی کوئی چیز یا ظلماً چھینا ہوا مال ہو تو آج ہی اس سے معاف کرا لے اس سے پہلے کہ جب کوئی دینار ہو گا نہ درہم اور اگر اس کا کوئی (نیک) عمل ہوا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے لے لیا جائے گا ورنہ اس کے بھائی کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔'' [1]

حقیقی مفلس کون ہے؟

﴿2﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے اِستِفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم اور مال واسباب نہ ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمَّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اِسے بھی اُس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اُسے بھی اُس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' [2]

﴿3﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کا کوئی چھینا ہوا حق ہو تو اُسے چاہیے کہ اس سے معاف کرا لے کیونکہ وہاں (قیامت میں) درہم ودینار نہ ہوں گے، اس سے پہلے کہ اس کے بھائی کے لئے اس کی نیکیاں لے لی جائیں اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة......الخ، الحدیث: ۲۴۴۹، ص ۱۹۲۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره، باب اخباره......الخ، الحدیث: ۷۳۱۷، ج ۹، ص ۲۲۷۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۹، ص ۱۱۲۹۔

بھائی کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں۔'' (۱)

﴿4﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزَّوَجَلَّ اس بندے پر رحم فرمائے جس کے پاس اپنے بھائی کی کوئی چیز یا ظلماً چھینا ہوا مال ہو تو وہ اس کے پاس آ کر معاف کرا لے۔'' (۲)

مقروض کی توبہ:

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام رحمۃُ اللہِ السَّلام نے گویا مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے یہ بات اخذ فرمائی کہ جسے اس حال میں موت آئی کہ اس پر کچھ قرض تھا جس کے سبب اس نے قرض خواہ پر ظلم وزیادتی کی تھی تو اس کے ظلم کے برابر اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اس پر مظلوم کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے، پھر اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اگر اس نے اُس قرض کے سبب قرض خواہ پر ظلم یا زیادتی نہ کی تھی تو آخرت میں اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی جیسا کہ دُنیا میں اس کا مال لے لیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اگر اس کی تمام نیکیاں ختم ہوگئیں تو مستحق کے گناہ اِس پر نہیں ڈالے جائیں گے کیونکہ وہ نافرمان نہیں۔

سوال: جس کی نیکیاں ختم ہونے کے بعد بھی اُس پر قرض باقی رہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معاملہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اپنے پاس سے قرض خواہ کو عوض (یعنی بدلہ) دے دے اور اگر چاہے تو نہ دے اور یہ صورت اس کے متعلق وارد حدیث کے صحیح ہونے پر موقوف ہے۔ لیکن اس سے اس کے واجب ایمان کا ثواب نہیں لیا جائے گا جیسا کہ دنیا میں اس کے بدن کا لباس نہیں لیا جاتا، البتہ! مستحب ایمان کا ثواب لینے کے متعلق غور وفکر کی ضرورت ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدُ السلام رحمۃُ اللہِ السَّلام کا کلام ختم ہوا۔

عاجز مقروض کا قرض ادا کرنے کا حکم:

''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی علیہ رحمۃُ اللہِ الکافی (متوفی ۶۲۳ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام نووی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی کی تحقیق یہ ہے اور یہی حلیم وکریم پروردگار عزَّوَجَلَّ کے احکام کے مناسب ہے کہ وہ ان قرضوں میں دنیا

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ، الحدیث:۶۵۳۴، ص۵۴۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی شأن الحساب والقصاص، الحدیث:۲۴۱۹، ص۱۸۹۵۔

کے احکام کی نسبت فیصلہ کرے اور جب مباح سبب سے حاصل کردہ دَین کے متعلق شریعتِ مطہَّرہ کا حکم ہے کہ اسے حاکمِ شرع کے زیرِ قبضہ بیت المال میں مالی ذمہ داری قبول کرنے والوں کے جمع شدہ حصہ سے ادا کیا جائے بشرطیکہ مقروض اپنا سارا قرض ادا کرنے سے عاجز ہو تو ادائیگی سے عاجز مقروض بغیر گنہگار ہوئے کیوں نہ امید کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے انعام واکرام کے خزانوں سے اس کے قرض خواہوں کو راضی کر کے اس کی طرف سے قرض ادا کر دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلفا کو حکم دیا ہے کہ وہ بیت المال سے ایسے شخص کا قرض ادا کریں۔

"اَلْخَادِم" کے مصنِّف مزید فرماتے ہیں کہ جس پر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے جزم کیا ہے کہ دُنیا میں مقروض سے قرض کا مطالبہ منقطع ہو جائے گا وہ درست نہیں کیونکہ جب بیت المال میں اتنا مال موجود ہو کہ جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہو تو اس سے اس کی ادائیگی واجب ہے۔ یہ مسئلہ ان پیچیدہ فروعی مسائل میں سے ہے کہ جن سے اُن عادِل ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور قاضیوں کا آگاہ ہونا ضروری ہے جن کے زیرِ نگین مالِ زکوٰۃ ہوتا ہے اور اسی میں مالی ذمہ داری قبول کرنے والوں کا بھی حصہ ہے۔

آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کرم:

حضرت سیِّدُنا امام ابنِ عبدالبر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے "اَلْاِسْتِذْکَار" میں اس پر آگاہ فرمایا۔ جب آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے دَین (یعنی قرض) کو بہت بڑا معاملہ قرار دینے والی احادیثِ مبارکہ ذکر کیں اور یہ کہ شہید کا بھی قرض معاف نہیں ہوگا تو اس کے بعد فرمایا کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے مذکورہ حکم اس وقت تھا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فتوحات کا دروازہ نہ کھولا تھا اور رہا اس کے بعد تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے مال چھوڑا وہ ورثاء کے لئے ہے اور جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔"[1]

شرحِ حدیث:

جو بھی شخص جائز کام کے لئے لیا ہوا قرض چھوڑ کر مر گیا اور اسے ادا نہ کر سکا تو حاکم اس کی طرف سے مالی ذمہ

[1] ......سنن ابن ماجه، ابواب الصدقات، باب من ترک دینا او ضیاعا......الخ، الحدیث: ۲۴۱۵، ص ۲۶۲۱۔

داری قبول کرنے والوں کے حصے یا زکوٰۃ یا مالِ فَیْ میں سے ادا کرے۔ فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں لفظ ''فَعَلَیَّ'' کا ظاہر یہ ہے کہ مال چھوڑ کر یا چھوڑے بغیر مرنے والے میں کوئی فرق نہیں اور اس کا معنٰی یہ ہے کہ جس مرنے والے مسلمان کے بیت المال میں مالِ فَیْ وغیرہ میں سے کچھ واجبُ الادا حقوق ہوں جو اسے نہ ملے ہوں تو حاکم پر لازم ہے کہ ان سے اس کا قرض ادا کرے اور اس کا متروکہ مال ورثاء کے لئے چھوڑ دے اور اگر مقروض یا سلطان نے ایسا نہ کیا تو آخرت میں ان کے مابین قصاص ہوگا، لیکن ایسے قرض کی وجہ سے اسے جنت سے نہ روکا جائے گا کہ جس کی مثل بیت المال سے سلطان پر دینا لازم ہو یا کسی ایسے مقروض پر دینا لازم ہو جو قرض کا انکار کرتا ہو اور یہ بات محال ہے کہ کسی ایسے شخص کو جنت سے روک دیا جائے کہ جس کا اس قدر مال بادشاہ یا کسی دوسرے کے ذمہ واجبُ الادا ہو کہ جتنے مال سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہو۔ [1]

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کے متعلق بہترین قول ہے جس کا لازم آنے والے مال کی مثل مال بیت المال میں موجود ہو لیکن ہر ایک کا یہ حکم نہیں۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خصوصیات میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ تنگدست میت کے دَین کی ادائیگی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر واجب تھی تو کیا بعد والے حاکموں پر بھی رفاعِ عامہ کے مال میں سے اس کا پورا کرنا ضروری ہے؟ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ **پہلی صورت:** اگر وہ حق قصاص یا حدِّ قذف کا ہو تو اس میں گزشتہ تمام شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ مستحق کو اپنا پورا حق لینے کی قدرت دے دے اس طرح کہ اگر اُسے اس کے قاتل ہونے کا علم نہ ہو تو اُسے بتائے اور کہے: اگر تو چاہے تو قصاص لے لے اور چاہے تو معاف کر دے اور اگر وہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے انکار کر دے تو توبہ صحیح ہے اور اگر اس کا مستحق تک پہنچنا مشکل ہو تو یہ نیت کرے کہ جب بھی اس تک پہنچ سکا تو اس کو خود پر قدرت دے دوں گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرتا رہے۔

حضرت سیِّدُنا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ صحیح ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کو حوالے نہ کرے لیکن اس (یعنی گناہ) کی حقِ الٰہی کی طرف نسبت ہونے اور سزا کی قدرت نہ دینے کی وجہ سے یہ ایک الگ

[1] ......الاستذکار لابن عبد البر، کتاب الجھاد، باب الشھداء فی سبیل اللہ، تحت الحدیث: ۴٦٦، ج۴، ص۱۰۲ تا ۱۰۴۔

نافرمانی ہوگی جو دوسری توبہ کا تقاضا کرتی ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ عبدُ السلام رَحِمَهُ اللّٰهُ السَّلَام نے اسی قول کی اتباع کی اور''اَلرَّوْضَة'' میں اس پرسکوت فرمایا۔حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِی نے اس پر اعتراض وارد کیا ہے کیونکہ اس سے حاکم پر اس کی مثل مالی ادائیگی لازم آتی ہے حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور''اَلْخَادِم''میں یہ فرق بیان کیا گیا کہ جس مال کو غصب کرنے پر گناہ ملتا ہے اُسے یا اُس کے بدلے دوسرا مال لوٹانا ممکن ہے جبکہ جو جان قتل کی وجہ سے ضائع ہوگئی اُسے یا اس کے عوض دوسری جان لوٹانا مشکل ہے لہٰذا ہم نے جانوں کو قتل سے بچانے کے لئے معافی کی اُمید پر توبہ اور چھپ جانے کو جائز قرار دیا۔

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے حضرت سیِّدُ نا امام باقلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی سے نقل کیا ہے کہ قاتل کے لئے جائز ہے کہ اپنے آپ کو پیش کرنے کے پختہ عزم کے ساتھ کچھ دن چھپا رہے یہاں تک کہ مقتول کے ولی کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس کی اکثر مدت تین دن ہے۔البتہ! اکثر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ قصاص کے لئے اپنے آپ کو حوالے نہ کرنے کے باوجود ندامت کا پایا جانا محال ہے۔

حدِّ قذف سے توبہ:

حدِّ قذف میں بھی مستحق کو اپنے گناہ کے متعلق بتانا اور پھر اسے خود پر سزا کی قدرت دینا واجب ہے۔حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:''اگر اشاروں ہی اشاروں میں بالارادہ کسی پر تہمت لگائی تو اسے اس کی خبر دینا ضروری ہے اس لئے کہ اِس پر باطنی طور پر حد واجب ہے اور اس میں احتمال ہے کہ خبر دینا واجب نہ ہو کیونکہ اس میں ایذا ہے پس اسے واجب قرار دینا بعید از قیاس ہے اور چھپانا بہتر ہے۔''حضرت سیِّدُ نا امام عبادی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكَافِی اور حضرت سیِّدُ نا امام بغوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی وغیرہ کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ اسے صریح تہمت کی خفیہ طور پر خبر دے جیسا کہ قصاص کے متعلق ہے۔

دوسری صورت: حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) نے''اَلتَّوَسُّط''میں ارشاد فرمایا کہ جس پر تہمت لگائی گئی ہے اس کو تہمت کے بارے میں بتانا واجب ٹھہرانے کے متعلق جو تفصیل میرے دل میں ہے، وہ یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والے کو تہمت کی خبر دینے پر اپنی جان وغیرہ کی سلامتی کا یقین ہو تو لازمی طور پر خبر دینا ضروری

ہے اور اگر سزا کا اندیشہ ہو اور گمان کرے کہ وہ اسے سزا دے گا تو خبر دینا ضروری نہیں بلکہ اگر اس نے جھوٹی تہمت لگائی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں التجا کرے کہ میری طرف سے اسے راضی کر دے، ہاں! اگر سزا سے امن پائے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث کو بتانا ضروری ہے اور ساتھ ساتھ بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر یہ سوال بھی کرتا رہے کہ میں نے جس مرنے والے پر تہمت لگائی ہے آخرت میں میری طرف سے اسے راضی کر دے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے جیسا کہ غیبت کے متعلق حکم ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں: حق کے قریب ترین یہ ہے کہ جان یا اعضا کے قصاص میں بھی یہی تفصیل ہو تو اس میں بھی اطلاع دینا ضروری نہیں مگر اس صورت میں کہ جب اس بات کا غالب گمان ہو کہ وہ مال چھیننے یا جرم سے زائد سزا دینے کے ذریعے ظلم نہیں کرے گا اور اگر غیبت کی خبر اس کو پہنچ جائے جس کی غیبت کی گئی یا ہم اسے قصاص یا تہمت کی طرح قرار دیں تو وہ خبر پہنچنے پر موقوف نہیں، پس اس میں بہتر طریقہ یہی ہے کہ اس نے جس کی غیبت کی اس کے پاس جا کر معافی طلب کرے اور اگر اس کے مر جانے یا دُور دراز مقام پر ہونے کی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرے۔

غیبت سے توبہ:

حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی وغیرہ نے ورثاء کے معاف کرنے کے معتبر ہونے کا ذکر کیا ہے اور "اَلرَّوْضَۃ" میں ان کے اس قول کو ثابت رکھتے ہوئے کہا گیا کہ حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کا فتوی ہے کہ جس کی غیبت کی گئی جب اسے معلوم نہ ہو تو اس کا ندامت اور استغفار کرنا ہی کافی ہے اور حضرت سیِّدُنا امام ابنِ صباغ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۴۷۷ھ) نے اس پر یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کی غیبت کی گئی اگر اسے معلوم ہو جائے تو اس سے معافی مانگنا ضروری ہے کیونکہ اس نے اسے نقصان اور غم میں مبتلا کیا مگر جب اسے معلوم نہ ہو تو اسے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں کہ یہ اسے اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔ پس اسے چاہئے کہ توبہ کرے جب وہ توبہ کرلے گا تو یہ توبہ اسے اس جرم سے کفایت کر جائے گی۔ ہاں! اگر اس نے لوگوں کے سامنے اس کی خامی بیان کی تو ان کے پاس جائے اور انہیں بتائے کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ کثیر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس قول میں

ان کی پیروی کی جن میں حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی شامل ہیں اور حضرت سیِّدُ نا امام ابن صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسی قول کو پسند فرمایا۔ حضرت سیِّدُ نا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہی قول مختار ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام ابن عبدالبر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اسے حضرت سیِّدُ نا امام عبداللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کیا ہے اور بلاشبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ نا امام سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۶۱ھ) سے اس پر بحث ومباحثہ کیا اور جب انہوں نے نہ مانا تو حضرت سیِّدُ نا امام عبداللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اسے دوبارہ تواذیت نہ دو۔ حضرت سیِّدُ نا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدُالْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو نے جس کی غیبت کی اس کے لئے یہ کہتے ہوئے استغفار کر کہ اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔'' (۱)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۴۵۸ھ) نے فرمایا لیکن حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ صلاح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس کی سند معروف نہیں مگر اس کا مفہوم قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ (پ۱۲، ھود:۱۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''برائی کے بعد بھلائی کرو کہ وہ اسے مٹا دے گی۔'' (۲)

اور حضرت سیِّدُ نا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیثِ پاک میں ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے گھر والوں سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم استغفار کیوں نہیں کرتے؟'' (۳)

---

(۱) ......الدعوات الکبیر للبیہقی، باب ما یقول إذا جری علی لسانه غیبة، الحدیث:۵۷۰، ج۲، ص۲۹۴۔

(۲) ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، الحدیث:۱۹۸۷، ص۱۸۵۱۔

(۳) ......سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب الاِسْتِغْفَار، الحدیث:۳۸۱۷، ص۲۷۰۴۔

پہلا اعتراض: صحیح احادیثِ مبارکہ قرآن وسنت سے ثابت مذکورہ امر کے خلاف ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾ ......جب اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کسی عورت کے متعلق کچھ کہا تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تم نے اس کی غیبت کی ہے، جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔'' (۱)

﴿2﴾ ......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے پاس اپنے بھائی کا حق ہو تو اسے چاہئے کہ آج (دُنیا میں) ہی اس سے معاف کرالے۔'' (۲)

دوسرا اعتراض: اگر یہاں غیبت کی صورت میں صرف استغفار ہی کافی ہے تو مال لینے کے معاملے میں بھی یہی کافی ہونا چاہئے۔

جواب: احادیثِ مبارکہ میں واقع اس تعارُض کو اس طرح دُور کیا جاسکتا ہے کہ (اعتراض میں ذکر کردہ احادیثِ مبارکہ) کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ یہ افضلیت کا معاملہ ہے یا پھر ایسا معاملہ ہے کہ جس سے فوراً مکمل طور پر گناہ کا اثر مٹ جاتا ہے بخلاف (غیبت کے کفارہ کے متعلق) پچھلی حدیثِ پاک کے کیونکہ وہ اس طرح نہیں اور غیبت اور مال لینے کے درمیان فرق واضح ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے غیبت کے متعلق سخت وعیدیں آنے کے باوجود اسے گناہِ صغیرہ قرار دینے کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے کہ لوگوں کا عام طور پر اس میں مبتلا ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان پر نرمی کرتے ہوئے اسے صغیرہ گناہ قرار دیا جائے تاکہ سوائے شاذ ونادر صورت کے تمام لوگوں کا فاسق ہونا لازم نہ آئے جو کہ بہت بڑا حرج ہے۔ اسی وجہ سے اس میں تخفیف کی گئی ہے، لہٰذا یہ مال کی طرح نہیں یہاں تک کہ اسے معترض کے ذکر کردہ کلام پر قیاس کیا جائے اور صاحبِ حق مکلَّف کو بتانا تو واجب ہے ہی مگر اس کے دیگر حقوق بھی واجب الادا رہیں گے اگرچہ وہ نرمی کے ساتھ پیش آئے۔

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث:۲۵۱۰۳، ج۹، ص۴۶۳۔
شعب الایمان للبیہقی، باب فی تحریم أعراض الناس، الحدیث:۶۷۶۷، ج۵، ص۳۱۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة......الخ، الحدیث:۲۴۴۹، ص۱۹۲۔
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ......الخ، الحدیث:۷۳۱۷، ج۹، ص۲۲۷۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کیا ہے کہ اگر اپنی زبان سے عذر پیش کیا یہاں تک کہ اس کے مخالف کا دِل خوش ہو گیا تو اسے یہی کافی ہے۔ حضرت سیِّدُ نا امام ہاشم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے صرف زبان سے عذر پیش کیا اور دل سے توبہ نہ کی تو یہ اسے کافی نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اگر وہ اس میں مخلص نہیں تو یہ گناہ اس کے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مابین ہوگا اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آخرت میں اس کے مخالف کا مطالبہ باقی رہے گا کیونکہ اگر وہ اس کی عذر خواہی میں اس کے مخلص نہ ہونے کو جان لیتا تو اسے ایذا ہوتی۔

معذرت میں اخلاص کا پایا جانا:

حضرت سیِّدُ نا امام الحرمین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس پر عذر خواہی میں مخلص ہونا ضروری ہے کیونکہ ہمارے شافعی ائمۂ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک اس کا یہ قول دِل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے الفاظ محض دِل کی ترجمانی کرتے ہیں۔ پس اگر اُس نے خلوص سے عذر پیش نہ کیا تو یہ گناہ اس کے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہوگا اور یہ احتمال بھی ہے کہ آخرت میں اس کا مخالف اس سے مطالبہ کرے کیونکہ اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنا عذر پیش کرنے میں مخلص نہیں تھا تو اس سے راضی نہ ہوتا۔''

حسد سے توبہ:

یہ تمام بحث زبان سے غیبت کرنے کے متعلق ہے، البتہ! حسد کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تصحیح پر قیاس کرتے ہوئے دِل کی غیبت کے متعلق بتانا واجب نہیں جبکہ اس میں حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) کو اعتراض ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بعض قدریہ کے حوالے سے نقل کیا کہ جس پر تہمت لگائی گئی اس سے معذرت کرنا واجب ہے، اگر گمان ہو کہ اسے معلوم ہونے سے اس کا غم دور ہو جائے گا تو معذرت کرے ورنہ نہ کرے کیونکہ معذرت سے مقصود غم کو دور کرنا ہے جبکہ اس سے تو اس کا غم تازہ ہو جائے گا۔

(قدریہ کے مذکورہ قول کو نقل کرنے کے بعد) حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''یہ قول

باطل ہے کیونکہ گناہ سے معذرت کے وجوب کی علّت اس کا برا ہونا ہے نہ کہ اس کے غم کا موجب ہونا، کیونکہ اگر اس نے سلطان کے مال سے ایک دِرہم چرالیا تو اُسے کوئی غم نہ ہوگا لیکن اِسے گناہ کی وجہ سے معافی مانگنا واجب ہے جیسا کہ فقیر سے ایک درہم چھیننے کی وجہ سے معافی مانگنا لازم ہے جس کے مفقود ہونے سے فقیر کو بہت افسوس ہوگا۔ ہاں! یہ واضح بات ہے کہ بادشاہ کی نسبت فقیر سے معذرت کرنا بدرجۂ اولیٰ واجب ہے، اسی طرح اگر مال چوری کر کے واپس رکھ دیا اور اس کے مالک کو معلوم نہ ہوا تب بھی برائی اور ظلم کی وجہ سے اس سے معذرت کرنا واجب ہے اور اگر اسی طرح ہو جس طرح اس قائل (یعنی قدری) نے دعویٰ کیا تو اس کے نزدیک اہل و مال میں کسی بہت بڑی برائی پر بھی معذرت کا وجوب ساقط ہو جائے گا جبکہ یہ معلوم ہو کہ جس سے برائی کی گئی، معذرت کرنے پر وہ غم میں مبتلا ہو جائے گا (حالانکہ ایسا نہیں ہوتا)۔''

انہوں نے جو کچھ چوری کے متعلق ذکر کیا اس میں چند علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے ان سے اختلاف کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے مال چوری کر کے واپس رکھ دِیا تو اس پر مالک کو بتانا واجب نہیں بلکہ اس کا چھپانا بہتر ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام حناطی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ ورثاء کے معاف کرنے کا کوئی اعتبار نہیں اور حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے ان کی موافقت کرتے ہوئے اپنی تَعْلِیْق (یعنی اپنے حاشیہ) میں ہر اس گناہ کو اس کے ساتھ ملحق کیا جس میں حد نہ ہو لیکن اگر اس میں حد ہو مثلاً حدِّ قذف تو اس میں معافی مانگنے کا اعتبار کیا جائے گا۔ ''اَلرَّوْضَة'' میں مجہول غیبت سے معافی کافی ہونے کے متعلق دو وجوہات مذکور ہیں: ''اَلْاَذْکَار'' میں جس وجہ کو ترجیح دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ غیبت کی (مختلف اقسام کی علیحدہ علیحدہ) پہچان ضروری ہے کیونکہ انسان کبھی کسی غیبت سے درگزر کر دیتا ہے اور کسی سے نہیں کرتا اور حضرت سیِّدُنا امام حلیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی وغیرہ کا کلام اس کے یقینی طور پر صحیح ہونے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ جس نے غیبت کے ظاہر ہوئے بغیر درگزر کر دیا تو جب بھی غیبت ہوگی وہ اپنے نفس کو اس پر آمادہ کرلے گا اور ''اَلرَّوْضَة'' میں حضرت سیِّدُنا امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا کلام بھی اسی کے موافق ہے۔

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ ابو ضمضم کی طرح ہو جائے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں: ''میں نے اپنی

عزت لوگوں پر صدقہ کر دی۔'' (1)

شرحِ حدیث:

اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا ابو ضمضم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں دنیا وآخرت میں اپنے حق کا مطالبہ نہیں کروں گا اور یہ روایت اس حق کے ساقط کرنے کا فائدہ دیتی ہے جو بری کرنے سے پہلے موجود تھا اور جو بعد میں پیدا ہو اس کے لئے نئی براءَت ضروری ہے۔ اس عبارت میں پہلے سے واقع نامعلوم حقوق کے ساقط ہونے کی تصریح ہے جو کلامِ امام حلیمی کے تقاضے کے مطابق ہے۔

حضرت سیِّدُ نا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) ''اِحْیَاءُ الْعُلُوْم'' میں فرماتے ہیں: ''جس نے زبان سے کسی کی عزت خراب کی یا اپنے کسی عمل سے اس کو قلبی اذیّت پہنچائی تو اس سے معافی مانگے اور اگر وہ وہاں موجود نہ ہو یا جہانِ فانی سے کُوچ کر گیا ہو تو اس کا معاملہ فوت ہو گیا اور اب وہ اسے نیکیوں کی کثرت سے ہی پا سکتا ہے تا کہ قیامت میں بطورِ عوض انہیں لیا جا سکے اور اسے تفصیلی طور پر بتانا واجب ہے اور اگر تفصیل نقصان دِہ ہو مثلاً پوشیدہ خامیوں کا ذکر کرنا تو اس سے مبہم طور پر معافی مانگے، پھر بھی اس پر حق باقی رہا تو اسے نیکیوں کے بدلے پورا کرے جیسے میت یا غائب کا حق پورا کیا جاتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْکَافِی نے حسد میں غیبت کی طرح خبر دینا واجب قرار دیا لیکن حضرت سیِّدُ نا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْکَافِی نے اسے بعید از قیاس جانا اور حضرت سیِّدُ نا امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے ان کے قول کو صحیح قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''واجب تو دور کی بات ہے یہ مستحب بھی نہیں۔'' مزید فرمایا: ''اسے مکروہ بھی کہا جا سکتا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے فرمایا: ''بات وہی ہے جو حضرت سیِّدُ نا امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے ارشاد فرمائی اور حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْکَافِی نے اس بات پر جو نص قائم فرمائی وہ اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے اور حق کے زیادہ قریب اس کا حرام ہونا ہے بشرطیکہ جب اس کا غالب گمان ہو کہ وہ معاف نہیں کرے گا بلکہ اس سے دشمنی اور بغض وکینہ پیدا ہو گا اور خبر دینے والے کو تکلیف پہنچے گی اور اگر اس بات کا شک ہو تو پھر بھی یہی

(1) سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرجل یحل......الخ، الحدیث:۴۸۸۶، ص۱۵۸۱، مفہوماً۔

حکم ہے کیونکہ پاک نفوس بہت کم پائے جاتے ہیں اور اگر اسے غالب گمان ہو کہ اگر اسے بتایا تو وہ بغیر نقصان پہنچائے معاف کردے گا تو بتانا واجب ہے تاکہ اس کے حق سے یقینی طور پر بری ہو جائے۔'' حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام نقل کرکے اس پر جو اعتراض ذکر کیا پھر اس کا جو جواب دیا، وہ یہ ہے:

اعتراض: احادیثِ مبارکہ حسد کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں حالانکہ یہ بھی دل کے اعمال میں سے ہے، لہٰذا اس سے توبہ واجب ہے اور معافی مانگنے کے علاوہ توبہ کا کوئی طریقہ نہیں تو اس سے حضرت سیِّدُنا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے قول کو تقویت ملتی ہے؟

جواب: سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری اُمَّت کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کو معاف فرما دیا ہے جب تک وہ زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔''(1)

مذکورہ حدیثِ پاک کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ یہ مرفوع ہے اور حضرت سیِّدُنا امام محبّ طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اسے اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم وسعتِ رحمتِ الٰہی کی بدولت احادیثِ صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں کہ دِل کے خیال پر ہر حال میں مؤاخذہ نہیں ہوگا خواہ اس میں ارادہ ہو یا نہ ہو بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہیں یا اس پر عمل نہ کریں اور مؤاخذہ پر دلالت کرنے والی احادیثِ مبارکہ کو عمل کرنے پر محمول کیا جائے گا اور کفر کے علاوہ دل کے کسی خیال سے وہ گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ کفر کے دل کا عمل ہونے پر اجماع ہے۔

مؤاخذہ کا حکم:

حسد کے متعلق صحیح احادیثِ مبارکہ وارد ہیں اور ہر برا عمل مذموم ہے خواہ اس کا تعلق باطن سے ہو یا ظاہر سے۔ حسد پر مؤاخذہ کے متعلق ہمیں کوئی صحیح حدیثِ پاک نہیں ملی اور اگر اس کے متعلق کوئی صحیح حدیثِ پاک مل جائے تو ان میں تطبیق کرتے ہوئے ہم اسے زبان سے اظہار کرنے یا عمل کرنے پر محمول کریں گے۔ حضرت سیِّدُنا امام عبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے حوالے سے ذکر کردہ قول بعید از قیاس ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام رافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۶۲۳ھ)

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخَطَأِ والنِسیان......الخ، الحدیث: ۲۵۲۸، ص ۱۹۹۔
سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب من طلق فی نفسہ، الحدیث: ۳۴۶۴، ص ۲۳۱۳۔

نے فرمایا اور حاسد کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گناہ کا پختہ ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا خصوصاً جب اس کا نفس اپنی فطرت کی وجہ سے اس پر غالب ہو جبکہ وہ اپنے نفس کی خواہشات کو ناپسند کرتا ہو اور اس سے راضی نہ ہو اور قدرت کے باوجود قولاً یا فعلاً اس پر عمل کرنے سے رُک جائے۔ بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس (یعنی گناہ کا ارادہ کرنے والے) کی جزا یہ ہے کہ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی کیونکہ اس نے رضائے الٰہی کے لئے گناہ چھوڑا اور اپنے نفس سے جہاد کیا پس وہ اس قابل ہے کہ اس کی صفت احسان کے ساتھ بیان کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے متعلق تین احادیثِ مبارکہ ذکر کیں اور پھر ارشاد فرمایا: جو نافرمانی دل کے عمل سے ہو اور اس کا بیرونی عمل سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں اور حسد کی جس صورت کو نفس سے دُور کرنا ممکن ہو لیکن وہ دور نہ کرے تو اس میں احتمال ہے کہ اس کا حکم مذکورہ حسد جیسا ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں میں فرق ہو بلکہ قولِ مختار کے مطابق دونوں میں فرق ہی ہے کیونکہ یہ دوسرے سے اس کی نعمت کے زائل ہونے کی امید وخواہش کرتا ہے اور کبھی کبھار تو اس کے زائل کرنے کا سبب بھی بن جاتا ہے۔ پس مؤاخذہ اس کے ممکن مُسَبَّب پر موقوف ہے بخلاف بدگمانی کے، کیونکہ اس کا کسی ایسے بیرونی فعل سے تعلق نہیں کہ جس کے اس کے ساتھ پائے جانے کا تصور کیا جائے، اس لئے کہ جس وصف کے ساتھ صفات مظنونہ متعلق ہوتی ہیں یہ اس کا غیر نہیں اور اسے ان میں کوئی دخل بھی نہیں ہے۔ مزید فرمایا کہ شرک اور اس سے ملحقہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہوں میں برابری کا قول گناہوں کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کے اعتبار سے بہت ہی خوب ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا کلام ختم ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس مضمون کو نقل کرنے اور اس کے ضعیف اور خلافِ تحقیق ہونے کے باوجود اس پر اعتماد کرنے پر تعجب ہے حالانکہ محققین نے دل میں کھٹکنے والی بات، وسوسے، دل کے خیال، ارادے اور پختہ عزم میں فرق کیا ہے اور میں نے یہ سارا کلام اور اس سے متعلق لوگوں کا کلام ''اَرْبَعِیْنِ نَوَوِی'' کی شرح کے آخر میں بیان کر دیا ہے اس کی طرف رجوع کیجئے کیونکہ یہ بہت اہم بحث ہے۔

اس کا خلاصہ کچھ زیادتی کے ساتھ یہ ہے کہ دِل کے افعال پر مؤاخذہ اور عدمِ مؤاخذہ کے متعلق احادیثِ مبارکہ وارد ہوئی ہیں اور حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے تحریر فرمایا ہے کہ ''دِل میں جو خیال آتا ہے وہ یا تو کھٹکا ہوتا ہے اور وہ دل کا خیال ہے۔ پھر اس کھٹکے کے بعد میلان پیدا ہوتا ہے، ان دونوں پر

کوئی مؤاخذہ نہیں، پھر اس کے بعد اس پر اعتقاد پیدا ہوتا ہے جس پر اختیاری ہونے کی صورت میں مؤاخذہ ہے اور اضطراری ہونے کی صورت میں نہیں اور اس کے بعد اس پر پختہ عزم کر لیا جاتا ہے جس پر قطعی طور پر مؤاخذہ ہے۔''

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''مذکورہ چاروں کا مجموعہ وسوسہ کہلاتا ہے جو دل میں گناہ کا خیال پیدا کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ کا نہ ہونا اجماع سے ثابت ہے کیونکہ یہ بندے کا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو خود بخود پیدا ہوتا ہے جسے دور نہیں کیا جاسکتا۔'' دیگر بعض نے ''اَلْخَاطِر'' کی تفسیر دل میں گزرنے والے خیال کے ساتھ کی اور حدیثِ نفس (یعنی دِل کے خیال) سے مراد تردُّد لیا یعنی کیا وہ کام کرے یا نہ کرے اور اس حدیثِ پاک کی بنا پر محققین سے پختہ ارادے پر قطعی طور پر مؤاخذہ مروی ہے کہ رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مقابلے میں آمنے سامنے آتے ہیں تو قاتل ومقتول دونوں جہنمی ہیں۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! یہ تو قاتل ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کا حریص تھا۔'' (1)

ایک قول کے مطابق پختہ عزم پر بھی مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا اور ''جَمْعُ الْجَوَامِع'' میں ہے کہ دل کا خیال جب تک کہ اسے زبان پر نہ لایا جائے یا اس پر عمل نہ کیا جائے اور ارادہ، دونوں قابلِ معافی ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں پر مؤاخذے کا نہ ہونا مطلق نہیں بلکہ گفتگو نہ کرنے اور عمل نہ کرنے کے ساتھ مشروط ہے یہاں تک کہ جب عمل کرے گا تو ارادہ اور عمل دونوں چیزوں پر مؤاخذہ کیا جائے گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی معاف نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے یہ حدیثِ پاک کا ظاہر ہے اور ''اَلْهَمّ'' سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کلام نہ کرے یا اس پر عمل نہ کرے اور اس میں قید لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس کے ساتھ حَدِیْثِ نَفْس کو مقید کیا تو ارادہ بدرجۂ اَولیٰ مقید ہوگا۔

سوال: کسی نے معصیت کا ارادہ کیا یا دل میں اس کا خیال آیا لیکن عمل اس کے برعکس کیا مثلاً کسی عورت سے زنا کا ارادہ کیا اور اس کی طرف گیا لیکن پھر راستے سے پلٹ آیا تو کیا اس ارادے اور خیال پر مؤاخذہ ہوگا؟

جواب: حضرت سیِّدُنا امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضور نبی مُکَرَّم،

(1)......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب(وان طآئفتان من المؤمنین......الخ)، الحدیث:۳۱، ص۴۔

نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مطلق عمل کہنے سے مؤاخذہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ نہ تو زبان سے کہے اور نہ ہی عمل کرے۔ مزید فرماتے ہیں کہ پس اس سے گناہ کی طرف چلنے کی حرمت کی وجہ سے مؤاخذہ کیا جائے گا اگرچہ چلنا بذاتِ خود مباح ہے لیکن حرام کے ارادے کے ملنے سے یہ بھی حرام ہو گیا۔ گناہ کی طرف جانے اور ارادے میں سے ہر ایک انفرادی طور پر حرام نہیں لیکن جب دونوں اکٹھے ہو جائیں تو حرام ہو جائیں گے کیونکہ ارادے کے ساتھ عمل مل گیا جو قصد وارادہ کے اسباب میں سے ہے۔ ”اَوْ یَعْمَلْ“ کا مطلق قول اس کے مؤاخذہ کا تقاضا کرتا ہے۔ لہٰذا اس بات کو سختی سے تھام لیجئے اور اسے اصل بنا لیجئے یقیناً اس سے آپ کو بار بار فائدہ ہوگا۔

حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا حدیثِ نفس (یعنی دِل کے خیال) کے ملنے کی وجہ سے مؤاخذہ کا مذکورہ قول ”اَوْ یَعْمَلْ“ کے اطلاق کی وجہ سے مستحسن ہے جبکہ کسی دوسری حدیثِ پاک پر اعتبار نہ کیا جائے لیکن بخاری و مسلم کی روایت میں ”اَوْ یَعْمَلْ بِہٖ“ کے الفاظ ہیں اور اس میں احتمال ہے کہ اگر وہ گناہ کی طرف بڑھنے کے بعد اس کے ارتکاب سے پہلے محض رضائے الٰہی کی خاطر لوٹ آیا تو اس کے فعل پر مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ،

﴿1﴾......حدیثِ قدسی ہے: ”اگر اس نے وہ برائی ترک کر دی تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو، بے شک اس نے وہ میری رضا کے لئے چھوڑی۔“ (۱)

﴿2﴾......ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”اگر اس نے وہ برائی میرے لئے چھوڑی تو اسکے لئے ایک نیکی لکھ دو۔“ (۲)

حضرت سیِّدُنا امام سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”اَوْ یَعْمَلْ“ کے فرمان کا کوئی مفہوم نہیں یہاں تک کہ یہ کہا جائے کہ جب اس نے گفتگو کی یا اس پر عمل کیا تو اس پر حدیثِ نفس یعنی دِل کا خیال لکھا جائے گا کیونکہ جب ارادہ نہ ہو تو نہیں لکھا جاتا لہٰذا حدیثِ نفس بدرجۂ اَولیٰ نہیں لکھی جائے گی۔“

اس پر حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم اور ان کے بیٹے حضرت سیِّدُنا امام تاج الدین سبکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے قول کے خلاف ہے، بلکہ ان کے بیٹے نے ان سے اختلاف

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اذا ھَمَّ العبدُ بحسنةٍ ......الخ، الحدیث:۳۳۶، ص۷۰۰۔

(۲)......الاحسان بترتیب......، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، الحدیث:۳۸۱، ج۱، ص۳۰۰۔

کرتے ہوئے فرمایا: ''دِل میں جس فعل کا ارادہ کیا جائے اس کی طرف بڑھنے کے ساتھ عمل کے ملنے کے باوجود مؤاخذے کا نہ ہونا بطریقِ اَولیٰ لازم آتا ہے۔مزید فرمایا کہ والدِ محترم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ قول ممنوع ہے کہ جب ارادہ نہ ہوتو نہیں لکھا جاتا تو حدیثِ نفس بدرجۂ اَولیٰ نہیں لکھی جائے گی اور ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ارادہ مطلقاً نہیں لکھا جاتا بلکہ عمل کے اس کے ساتھ ملنے سے وہ بھی لکھا جاتا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تَعْلِیْق یعنی حاشیہ میں ہے: جس طرح فعلِ حرام کا ارتکاب حرام ہے اسی طرح اس میں غور وفکر کرنا بھی حرام ہے۔جس کی وجہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اوراس کی آرزو نہ کروجس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔ (پ۵، النساء: ۳۲)

پس ناجائز چیز کی تمنا کرنا بھی اسی طرح ممنوع ہے جس طرح اس فرمانِ باری تعالیٰ کی وجہ سے اسے دیکھنا ممنوع ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (پ۱۸، النور:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان مردوں کوحکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

اگر کسی نے نیت کی کہ وہ کل کافر ہوجائے گا تو اصلِ مذہب کے مطابق وہ فوراً کافر ہوجائے گا کیونکہ یہ خطرناک ارادہ ہے۔حضرت سیِّدُنا امام عزبن عبدُ السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایک چیز ظاہری طور پر نافرمانی ہوتی ہے لیکن کبھی اس کے ساتھ اچھی نیت مل کر اسے گناہ سے نکال دیتی ہے اور کبھی وہ عبادت بھی بن جاتی ہے جیسا کہ چنگی وٹیکس پر گواہی کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محبّ طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا قول نقل کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: چغلی کے متعلق بھی یہی تفصیل ہونی چاہئے اور شدید اور کم اذیت دینے والی چغلی میں فرق کا احتمال ہے، پس عام طور پر جس کی چغلی کھائی جائے، وہ کم تکلیف دِہ چغلی معاف کر دیتا ہے۔'' مذکورہ قول محلِ نظر ہے بلکہ اس فرق کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ بالاجماع غیبت کا گناہ چغلی کے گناہ سے بڑھ کر ہے اس کے باوجود جب علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس میں فرق نہیں کیا تو چغلی میں تو بدرجۂ اَولیٰ فرق نہیں کرنا چاہئے۔مزید فرماتے ہیں: پھر میں نے حضرت سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ''مِنْهَاجُ الْعَابِدِيْن'' میں دیکھا کہ ''لوگوں کے درمیان ہونے والے گناہ عموماً 5 قسم کے ہوتے ہیں:

﴿1﴾......وہ گناہ یا تو مال کے متعلق ہوتے ہیں، پس قدرت کے وقت اسے لوٹانا واجب ہے، اگر غربت کی وجہ سے عاجز ہو تو معاف کرائے، اگر اس کے کہیں چلے جانے یا جہانِ فانی سے کُوچ کر جانے کی وجہ سے معاف کرانے سے عاجز ہو اور اس کی طرف سے صدقہ کرنا ممکن ہو تو صدقہ کرے ورنہ بکثرت نیکیاں کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع کرے اور گریہ وزاری کرے تاکہ وہ شخص بروزِ قیامت اس سے راضی ہو جائے۔

﴿2﴾......یا جان کے متعلق ہوتے ہیں تو اسے چاہئے کہ اسے یا اس کے ولی کو قصاص کی قدرت دے، اگر ایسا نہیں کر سکتا تو بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے کہ وہ قیامت کے دن اس سے راضی ہو جائے۔

﴿3﴾......یا عزّت کے معاملے میں ہوتے ہیں، اگر اس نے کسی کی غیبت کی ہو یا کسی کو گالی دی ہو یا کسی پر بہتان لگایا ہو تو اس پر حق ہے کہ جس کے ساتھ ایسا کیا ہو ممکنہ حد تک اس کے سامنے اپنے آپ کو جھٹلائے جبکہ اظہار کرنے سے اسے اس کے غضب کی زیادتی یا فتنہ بھڑکنے کا خوف نہ ہو اور اگر اس کا خوف ہو تو اس کے بھی راضی ہونے کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے۔

﴿4﴾......یا کسی کے محارم (یعنی اہل وعیال) کے متعلق ہوتے ہیں، اگر اس نے کسی کے اہل وعیال وغیرہ کے ساتھ کوئی برائی کی تو معافی مانگنے اور اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس سے فتنہ وغضب کی آگ بھڑک اُٹھے گی بلکہ اس کے راضی ہونے کے متعلق بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کرے اور اس کے مقابلے میں اس کے لئے بھلائی کرے، اور اگر اسے فتنہ یا غضب کا خوف نہ ہو حالانکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے تو اس سے معافی مانگے۔

﴿5﴾......یا دِین کے متعلق ہوتے ہیں، اگر اسے کافر یا بدعتی یا گمراہ کہا تو یہ مشکل ترین امر ہے۔ پس اسے اس کے سامنے اپنے آپ کو جھٹلانا ضروری ہے اور ممکنہ حد تک اس سے معافی مانگے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت زیادہ گڑگڑائے اور اس پر نادم ہو تاکہ وہ راضی ہو جائے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کا مذکورہ کلام بہت زیادہ قابلِ تحسین اور تحقیق پر مبنی ہے۔

......منهاج العابدين للغزالي، الباب الثاني العقبة الثانية وهي عقبة التوبة، ص۲۳۔

زناولواطت سے توبہ:

حضرت سیِّدُ نا امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) نے محارم کے متعلق جوذکر کیا اس میں بیوی اور دیگر محارم بھی شامل ہیں جیسا کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تصریح کی ہے کہ بے شک زناولواطت دونوں میں بندے کا حق ہے، لہٰذا جن کے ساتھ یہ افعال کئے تو توبہ ان کے قریبی رشتہ داروں سے معافی مانگنے پر موقوف ہوگی اور جس عورت کے ساتھ زنا کیا تو توبہ اس کے شوہر سے معافی مانگنے پر موقوف ہوگی جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر فتنہ کا خوف ہو تو ان کے راضی ہونے کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرے اور اس کی توجیہ پیش کی جاتی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اور لواطت میں ایک تو اقارب حد درجہ عار محسوس کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ (اس سے کسی کی) بیوی نجس ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر کوئی عذر نہ ہو تو ان سے معافی مانگنا واجب ہے۔

سوال: جن گناہوں میں آدمی کے حق کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ان میں سے بعض کو کچھ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے صغیرہ گناہ قرار دیا مثلاً اجنبی عورت سے شرمگاہ کے علاوہ میں وطی کرنا اور بوسہ لینا جبکہ دیگر بعض کو کبیرہ گناہ قرار دیا مثلاً زنا کرنا اور شراب پینا اور آپ کی مذکورہ تقریر اس کے خلاف ہے؟

جواب: یہ کلام حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے کلام کے پائے کا نہیں خصوصاً جس کے متعلق حضرت سیِّدُ نا امام اذرعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۷۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی عمدہ اور تحقیق شدہ کلام ہے۔ پس جس مفہوم پر یہ کلام دلالت کرتا ہے اسی کا اعتبار ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کا۔ علاوہ ازیں ان میں تطبیق بھی ممکن ہے وہ یوں کہ پہلی صورت کو اس عورت کے ساتھ زنا کرنے پر محمول کیا جائے جس کا شوہر یا قریبی محرم نہ ہو، پس اس میں عذر کی وجہ سے معاف کروانا ساقط ہو جائے گا اور دوسری صورت کو اس عورت پر محمول کیا جائے جس کا شوہر یا کوئی قریبی عزیز ہو اور فتنہ کے خوف کے بغیر معاف کروایا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا واجب ہے اور اس کے بغیر توبہ صحیح نہ ہوگی اور مذکورہ دونوں صورتوں میں یوں بھی تطبیق دی جاسکتی ہے کہ زنا اس اعتبار سے کہ وہ زنا ہے، ایک جہت سے تو اس کا تعلق حُقُوقُ اللّٰہ سے ہے اس لئے کہ وہ کسی کے جائز کرنے سے بھی جائز نہیں ہوتا اور دوسری جہت سے اس کا تعلّق حُقُوقُ الْعِبَاد سے ہے۔ لہٰذا جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کو پیشِ نظر رکھا اس نے معاف کروانا واجب قرار نہ دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی۔ حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی (متوفی ۵۰۵ھ) کے علاوہ دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

السَّلَام کی عبارات اسی پر دلالت کرتی ہیں اور جس نے بندوں کے حق کو پیشِ نظر رکھا اس نے معاف کروانا واجب قرار دیا۔حضرت سیِّدُ نا امام ابن عبدالسلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جس نے ڈاکا ڈال کر مال حاصل کیا تو کیا اس پر اسے بتانا واجب ہے؟ پس اگر ہم اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق غالب قرار دیں تو اسے بتانا واجب نہیں اور اگر حد میں بندے کا حق غالب قرار دیں تو اسے آگاہ کرنا واجب ہے تاکہ وہ اس سے اپنا حق وصول کر لے یا اِسے چھوڑ دے تاکہ حاکم اس سے پورا کر لے۔''

حضرت سیِّدُ نا امام ابنِ رفعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شافعی علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے حوالے سے اجنبی عورت کو بوسہ دینا اس نافرمانی کی مثال ٹھہرایا جس میں بندوں کا کوئی حق نہیں اور ساتھ ہی اس سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ اس سے وطی کرنے میں بندوں کا حق متعلق ہے اور اس صورت میں یہ امامِ غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے کلام کے مطابق ہے اور اگر اس نے ایسی ضرب لگائی جس میں قصاص نہیں تو جسے مارا گیا اسے خوش کرنے کے لئے اس سے معافی مانگے اگر وہ معاف کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ اپنے نفس پر اسے قدرت دے دے تاکہ وہ اس کے ساتھ ایسا ہی کرے جیسا اس نے کیا کیونکہ اب یہ اس کے دائرۂ اختیار میں ہے اور اگر وہ معاف کرنے اور اس سے بدلہ لینے سے رُک جائے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہے۔ یہ بات حضرت سیِّدُ نا امام ماوردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ذکر فرمائی۔

حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اسی طرح ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر صاحبِ حق مر گیا تو اس کے وارث سے معاف کرانے کی کوئی حاجت نہیں بلکہ میت کے لئے استغفار کرے۔'' اس پر حضرت سیِّدُ نا امام بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا: ''وارث کو معافی کا حق منتقل ہوتا ہے لہٰذا اسے اس کی خبر دینا ضروری ہے۔'' مگر یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ یہ طے ہے کہ اس میں کوئی قصاص نہیں اور اس طرح کا حق وارث کو بالکل منتقل نہیں ہوتا مگر یہ کہ ایسا زخم جس میں قضاءً قصاص ہو تو اس اعتبار سے کہ وہ مال کو ضمن میں لئے ہوئے ہے، وارث کو منتقل ہوگا اور اس صورت میں معاف کروانا واجب ہے اور حضرت سیِّدُ نا امام قاضی حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی قطعاً یہ مراد نہیں بلکہ ان کی مراد ہاتھ وغیرہ سے مارنا ہے کہ جس میں کوئی قصاص یا مال لازم نہیں آتا اور یہ حق وارث کو منتقل نہیں ہوتا اور اگر مستحق موجود ہو مگر اس کے کسی دُور دَراز علاقے میں ہونے کی وجہ سے معاف کرانا مشکل ہو تو اس کا گناہ کو چھوڑنا اور نادِم ہونا ہی کافی ہے جبکہ یہ پختہ ارادہ ہو کہ جب بھی ہو سکا اپنے نفس پر اُسے قدرت دے

دوں گا (تا کہ وہ بدلہ لے لے)۔

حضرت سیِّدُ نا امام حلیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ''جس نے کسی مسلمان کو اس کی لاعلمی میں نقصان پہنچایا تو اس کا ازالہ کرے پھر اس سے معافی مانگے اور اس سے اپنے لئے استغفار کرائے، اس لئے کہ حضرت سیِّدُ نا یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بیٹے جب تائب ہو کر حاضر ہوئے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اپنے لئے استغفار کرنے کے لئے عرض کی، یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ مظلوم سے معافی بھی مانگی جائے اور اس سے دعائے مغفرت بھی کروائی جائے۔''

چھینے ہوئے مال اور حقوق کا حکم:

''اَلْخَادِم'' میں ہے کہ ظلماً لئے ہوئے مال اور دوسروں کے حقوق سے سُبکد وش ہونے کے متعلق تین آراء ہیں:

پہلا مذہب:

یہ حضرت سیِّدُ نا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) کا مؤقِّف ہے کہ معاف نہ کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ صاحبِ حق قیامت کے دن اس کی نیکیوں سے اپنا حق پورا کرلے گا اور اس کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے جیسا کہ حدیثِ پاک نے اس کی گواہی دی اور کیا معاف کرنے پر اس کا اجر ظلماً لئے ہوئے مال کے بدلے حاصل ہونے والی نیکیوں کے برابر یا زیادہ یا کم ہوگا جبکہ اسے اس وقت نیکیوں میں اضافے اور گناہوں میں کمی کی ضرورت ہوگی؟ (تو اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا)۔

دوسرا مذہب:

معاف کرنا افضل ہے کیونکہ یہ احسانِ عظیم ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس پر بدلے کا حق دار ہے اور وہ ذات اس سے بلند و برتر ہے کہ جس نے اس کی خاطر کسی پر احسان کیا وہ اسے اس سے بھی کم بدلہ دے حالانکہ خود فرماتا ہے:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ (پ۲۸، التغابن ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لیے اس کے دونے کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔

''اَلْخَادِم'' میں اس قول کو راجح قرار دیا گیا۔

تیسرا مذہب:

یہ حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کا مَوْقِف ہے کہ ظلماً لئے ہوئے مال اور حقوق میں فرق کیا جائے، پس حقوق کو معاف کر دے (مگر ظلماً لئے ہوئے مال کو معاف نہ کرے) کیونکہ ظلم کرنے والے کے لئے ظلم پر سزا ہے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عبرت نشان دلیل ہے:

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ ترجمۂ کنز الایمان: مؤاخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (پ۲۵، الشوریٰ: ۴۲)

اور دُنیا ہی میں ظالم کو معاف کر دینا اس سے قصاص لینے سے افضل ہے۔ ''اَلْخَادِم'' کا کلام ختم ہوا۔

حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۲۰۴ھ) اور حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے مذکورہ مَوْقِف پر اعتراض ہے اور حضرت سیِّدُنا ابو ضَمضَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق سابقہ حدیثِ پاک مطلق طور پر دلالت کرتی ہے کہ معاف کرنا افضل ہے اور اسی پر ''اَلرَّوْضَۃ'' کا گزشتہ قول بھی دلالت کرتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ میں اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے دنیا وآخرت میں بدلہ لینے کا مطالبہ نہیں کرتا اور رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ضَمضَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فعل پر اُبھارتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ ابو ضَمضَم کی طرح ہو جائے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں: میں نے اپنی عزّت لوگوں پر صدقہ کر دی۔''[1]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] ......سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرجل......الخ، الحدیث: ۴۸۸۶، ص ۱۵۸۱، مفہوماً۔

کبیرہ نمبر464: انصار سے بغض رکھنا

کبیرہ نمبر465: صحابۂ کِرام کو گالی دینا

ایمان ونفاق کی علامت:

﴿1﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے۔'' (۱)

﴿2﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''انصار سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے اور اِن سے بغض منافق ہی رکھتا ہے اور جو ان سے محبت کرے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرمائے گا اور جو ان سے بغض رکھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ناپسند فرمائے گا۔'' (۲)

﴿3﴾......حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھتا۔'' (۳)

انصار کون ہیں؟

بعض حنبلی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس کے دین کی مدد کی اور وہ لوگ قیامت کے دن تک باقی ہیں اور اُن کی دشمنی سب سے بڑا گناہ ہے۔

اُن علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس دعوے سے یہی مراد لینا اگر کسی خارجی دلیل کی وجہ سے ہو تو پھر واضح ہے اور اگر یہ عہد ذہنی کے لئے ہو تو اُن انصار کے علاوہ کسی پر اس وصف کا اطلاق نہیں ہوگا جن کا تعلق خزرج اور اوس قبیلے سے ہے۔

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامة الإیمان حب الأنصار، الحدیث:۱۷، ص۳، "علامة" بدله" آیة"۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن حب الأنصار......الخ، الحدیث:۲۳۷، ص۶۹۲۔

(۳)......المرجع السابق، الحدیث:۲۳۸۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کوسبّ وشتم کرنے کی ممانعت:

﴿4﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے صحابہ کوسبّ وشتم نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مثل سونا بھی (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے مُد (یعنی ماپنے کا آلہ) کو نہ پہنچے گا بلکہ اس کے نصف کو بھی نہ پہنچے گا۔''(۱)

﴿5﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے صحابہ کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا، میرے بعد انہیں طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنالینا۔ جس نے ان سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت دی اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت دی قریب ہے کہ وہ اس کی پکڑ فرمائے۔''(۲)

اس موضوع پر بہت سی احادیثِ طیبہ مروی ہیں اور میں نے اس سے متعلق تمام احادیثِ مبارکہ کو ایک جامع کتاب میں ذکر کر دیا ہے اور میرے خیال میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، اسی وجہ سے میں نے اس کا نام ''اَلصَّوَاعِقُ الْمُحَرَّقَة لِاِخْوَانِ الشَّیَاطِیْنِ اَھْلِ الْاِبْتِدَاعِ وَالضَّلَالِ وَالزَّنْدَقَة'' رکھا ہے۔

اگر آپ صحابۂ کرام واہلِ بیت اطہار کے اوصافِ حمیدہ، خصوصاً شیخین کریمین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خوبیاں جاننا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب میں اہلِ تشیُّع وروافض کے کذب، من گھڑت باتوں اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن پر بہتان طرازیوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جن سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان منزّہ ومبرّا (یعنی پاک وبری) ہیں۔

{برادرِ اعلٰی حضرت، حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے نعتیہ دیوان ''ذوقِ نعت'' میں فرماتے ہیں:

اہلِ بیتِ پاک سے بے باکیاں گستاخیاں لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دُشمنانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ! یوں بیاں کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلِ بیت}

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی النھی عن سَبّ أصحاب رسول اللہ، الحدیث: ۴۶۵۸، ص ۱۵۶۵۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی من سبّ أصحاب النبی، الحدیث: ۳۸۶۲، ص ۲۰۴۷۔

تنبیہ: صحابۂ کرام کوسبّ وشتم کرنا کبیرہ گناہ ہے:

مذکورہ دونوں گناہوں کوکبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی کئی علمائے کرام نے تصریح کی ہے اوراس کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے، نیز شیخین وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کوگالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت سیِّدُ نا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کوسبّ وشتم کرنا جماعت کو چھوڑنے کے تحت داخل ہے اور جماعت کو چھوڑنا بدعت ہے جس پر دلیل ترکِ سنّت ہے، پس جس نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کوگالی دی وہ بلاخلاف کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔''

یہ اور دیگر کئی دوسری احادیثِ مبارکہ حضرت سیِّدُ نا جلال بلقینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے بیان کردہ قول کی صراحتاً تائید کرتی ہیں:

﴿6﴾......حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ منتخب فرمائے اوران میں سے میرے لئے وزیر، انصار اور رشتہ دار بنائے، لہٰذا جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کے نہ تو نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض۔'' (۱)

﴿7﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ منتخب فرمائے اور بھائی، دوست اور رشتہ دار بنائے، عنقریب اِن کے بعد ایسی قوم آئے گی جو انہیں عیب لگائے گی اور اُن سے نفرت کرے گی، لہٰذا تم نہ ان کے ساتھ کھانا، نہ پینا، نہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم کرنا، نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا۔'' (۲)

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۴۹، ج۱۷، ص۱۴۰۔
جمع الجوامع للسیوطی، قسم الاقوال، حرف الھمزۃ، الحدیث: ۵۲۲۳، ج۲، ص۲۲۸۔

(۲)......جمع الجوامع للسیوطی، قسم الاقوال، حرف الھمزۃ، الحدیث: ۵۲۲۴ ج۲، ص۲۲۸۔
الجامع لاخلاق الراوی للخطیب، املاء فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۱۳۵۳، ج۲، ص۱۱۸۔

﴿8﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میرے صحابۂ کرام کا ذکر کیا جائے تو (برائی بیان کرنے سے) رُکو۔'' (۱)

شیخین کریمین کو گالی دینا کفر ہے:

اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے منقول ہے کہ جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہُمَا کو گالی دی اس نے کفر کیا اور ان علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کے متعلق سند کے ساتھ احادیث مبارکہ بیان کی ہیں کہ،

﴿9﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! جس نے تجھے گالی دی اُس نے کفر کیا۔''

﴿10﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کہا: ''اے کافر!'' تو ان دونوں میں سے ایک کفر میں مبتلا ہو گیا۔'' (۲)

لہٰذا جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ اور آپ کی اولاد کو کافر کہا تو وہ اسی وقت قطعی طور پر کافر ہو گیا۔ اسی طرح اس بات پر نص قائم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کئی آیاتِ مبارکہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے راضی ہے۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنگ:

جس نے تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان یا ان میں سے کسی ایک کو بھی گالی دی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنگ کا

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۲۷، ج ۲، ص ۹۶۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۹۲۱، ج ۲، ص ۴۴۸۔

اعلان کیا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اعلانِ جنگ کیا تو وہ اسے ہلاک اور ذلیل ورسوا کر دے گا۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کا برائی سے ذکر کیا جائے مثلاً ان کی طرف کسی عیب کی نسبت کی جائے تو اس میں مبتلا ہونے سے روکنا نہ صرف واجب ہے بلکہ تمام برائیوں کی طرح حسبِ استطاعت پہلے اپنے ہاتھ، پھر زبان اور پھر دل سے اس کا انکار کرنا واجب ہے، بلکہ یہ گناہ سب سے زیادہ برا اور قبیح گناہ ہے۔

اسی وجہ سے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان الفاظ کے ساتھ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی: ''اللّٰه اللّٰه یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور اس کی سزا سے ڈرو۔'' یونہی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی اِرشاد فرمایا:

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط (پ٣، آل عمران :٢٨) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

جیسا کہ تم کسی کو بہت زیادہ بھڑکتی ہوئی آگ پر گرنے کے قریب جھک کر جھانکتے ہوئے دیکھو تو کہتے ہو: ''آگ آگ''، یعنی آگ سے بچ اور دُور رہ۔

صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کے اُن فضائل ومناقب میں غور کرو جن کو سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بیان فرمایا اور ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے بغض کو اپنا بغض قرار دیا، تیرے لئے اُن کی یہی عظمت وبزرگی کافی ہے کہ ان کی محبت آپ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی محبت اور ان سے بغض آپ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے بغض کی علامت ہے، اسی وجہ سے انصار کی محبت ایمان اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے کیونکہ وہ سبقت والے اور اپنے جان و مال کو آپ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی محبت اور اعانت میں خرچ کرنے والے ہیں اور آپ صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن کی آپ کے ساتھ گزری ہوئی زندگی اور وصال شریف کے بعد اُن کے آثارِ حمیدہ میں غور وفکر کرنے سے اُن کے فضائل حقیقی معنوں میں معلوم ہو سکتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اچھی، کامل و افضل جزا عطا فرمائے۔ بے شک انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں کوشش کا حق ادا کیا یہاں تک کہ انہوں نے دین کو پھیلایا اور اسلامی اصولوں کو غالب کیا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم تک قرآن وسنت نہ پہنچتے، نہ کوئی اصل حکم پہنچتا اور نہ ہی کوئی فرع۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر ''لعن طعن'' کرنے کے سبب ہلاکت وبربادی:

جس نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر لعن طعن کیا قریب ہے کہ وہ ملّتِ اِسلامیہ سے الگ ہوجائے کیونکہ،

❁......اُن پر لعن طعن کرنا نورِ اسلام کو بجھانے کی طرف لے جاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (پ۱۰، التوبۃ:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: اوراللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔

❁......اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کی جو تعریف کی ہے، لعن طعن کرنا اس میں بے یقینی اورعقیدے کی کمزوری کی طرف لے جاتا ہے۔

❁......نیز اُن پر لعن طعن کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو برا بھلا کہنے کا سبب بنتا ہے کیونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہمارے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان وسیلہ ہیں اور وسیلے کو لعن طعن کرنا اصل کو برا بھلا کہنے کے مترادف ہے، نیز نقل کرنے والے کو عیب لگانا اسے عیب لگانے کی طرح ہے جس سے بات نقل کی گئی۔

لہٰذا جو شخص غوروفکر کرے گا اس پر یہ بات واضح ہوجائے گی جبکہ اس کا عقیدہ نفاق، دھوکا اور بدمذہبی سے محفوظ ہو۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھنے والے پر واجب ہے کہ ان لوگوں سے محبت کرے جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی بجا آوری کی اور انہیں واضح کیا اور آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ان کی تبلیغ کی اوراس کے تمام حقوق ادا کئے اور حضرات صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن ہی وہ مقدس نفوس ہیں جو ان تمام باتوں کو حقیقی معنوں میں سرانجام دینے والے ہیں۔

سیِّدُنا ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا فرمان:

اکابر اسلاف میں سے حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے دین کی نشانی قائم کی اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا

عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے دین کا راستہ واضح کیا اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی اس نے نورِ الٰہی سے روشنی پائی اور جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے محبت کی اس نے عُرْوَۂ وُثْقٰی یعنی مضبوط رسی کو تھام لیا اور جس نے کہا: ''حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں خیر ہی خیر ہے۔'' وہ نفاق سے بری ہو گیا اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

اہلسنّت وجماعت کا اجماع:

اہلسنّت وجماعت کا اجماع ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں افضل وہ 10 ہیں جنہیں رسولِ اَکرم، شفیعِ معظَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق سے ایک ہی سلسلۂ کلام میں جنت کی بشارت دی گئی اور ان میں سب سے افضل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ اکثر اہل سنت کے نزدیک اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہیں۔ منافق، خبیث اور بدعتی ہی ان میں سے کسی کو برا بھلا کہے گا۔

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمانِ ہدایت نشان سے ان چاروں کی ہدایت کو تھامے رکھنے کی تعلیم دی: ''تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، ان (کے طریقے) کو مضبوطی سے تھام لو۔''(1)

خلفائے راشدین سے مراد یہی چاروں صحابۂ کرام (ابوبکر وعمر وعثمان وعلی) رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں اور اس پر قابلِ اعتماد اور مستند علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اجماع ہے۔

گستاخانِ صحابہ کے چند عبرتناک واقعات

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سبّ وشتم کرنے والوں کو ایسی بری حالتوں میں مبتلا پایا گیا جو ان کی اندرونی خباثت

(1)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، الحدیث:۴۶۰۷، ص ۱۵۶۱۔
مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل......الخ، الحدیث: ۱۳۴۱، ج ۱، الجزء الثانی، ص ۴۹۔

اور سزا کی شدت پر دلالت کرتی ہیں۔

گستاخ ابنِ منیر کا حال:

حضرت سیِّدُنا کمال بن قدیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''تاریخِ حلب'' میں ایسے ہی ایک گستاخِ صحابہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب گستاخ اِبنِ منیر مرگیا تو حَلَب کے کچھ نوجوان اُس کا اَنجام دیکھنے کے لئے چل پڑے، وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالیاں بکنے والا جب مرتا ہے **تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے قبر میں خنزیر کی طرح کر دیتا ہے** اور مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِبنِ منیر بھی اُن مکرَّم و مقدّس ہستیوں کو سبّ وشتم کرتا تھا۔ لہٰذا اُس کے اَنجامِ بد کی خبر لینے چلتے ہیں، اِس ارادے کے ساتھ سب نے اُس کی قبر کی طرف جانے پر اِتّفاق کرلیا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے جا کر اُس گُستاخِ صحابہ کی قبر کو کھودا[1] تو وہ واقعی خنزیر کی شکل میں بدل چکا تھا اور اُس کا چہرہ قِبلہ سے جانبِ شِمال پھرا ہوا تھا، اُنہوں نے اُس بدمذہب کی لاش کو قبر سے باہر نکال کر رکھ دیا تاکہ دیگر لوگ بھی اُس کا اَنجامِ بد دیکھیں اور بے اَدَبوں و گُستاخوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ جب سب دیکھ چکے تو اُس کی لاش کو آگ لگا دی پھر قبر میں پھینک کر اُس پر مٹّی ڈال دی اور واپس پلٹ آئے۔

﴿محفوظ سدا رکھنا شہا بے اَدَبوں سے — اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے اَدَبی ہو﴾

صحابہ کا گستاخ بندر بن گیا:

حضرت سیِّدُنا کمال بن قدیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا ابوالعباس بن عبدالواحد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت شیخ صالح عمر زعینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں عاشورا کے دن مدینہ شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے قریب فقیر بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دن امامیہ (اہلِ تشیع کے ایک فرقہ کے لوگ) قبۂ عباس میں اکٹھے ہوتے تھے۔ جب وہ قبہ میں اکٹھے ہوئے تو میں نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا: مجھے

---

[1] ...... بلا اجازت شرعی قبر کھودنا جائز نہیں جیسا کہ **اعلیٰ حضرت**، مجدّدِ دین ومِلّت، اِمامِ اہلسنّت شاہ اِمام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ** (مخرّجہ) جلد 9، صفحہ 406 پر فرماتے ہیں: ''بعد از دفن کشودن حلال نیست یعنی دفن کے بعد (قبر) کھولنا جائز نہیں۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں کچھ دیجئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں، میری بات سن کر ایک بوڑھے شخص نے میرے پاس آ کر کہا: ''بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہو کر تجھے کچھ دیں۔'' میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے، پھر وہ شخص میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گیا۔ گھر میں داخل کرنے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا اور دو غلاموں کو مجھ پر مسلّط کر دیا، انہوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے پیچھے رسی کے ساتھ باندھ کر بری طرح مارا پیٹا۔ پھر اس بوڑھے شخص نے ان غلاموں کو میری زبان کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے کاٹ دیا، اس کے بعد اس نے انہیں میرے کندھے کھولنے کا حکم دے کر مجھ سے کہا: ''تو نے جس کی محبت میں مانگا تھا اب اس کے پاس جا کہ وہ تیری زبان لوٹا دے۔''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں وہاں سے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حجرۂ اقدس کی طرف آیا اس حال میں کہ تکلیف اور درد کی شدت سے میں رو رہا تھا اور دل میں عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ تو جانتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں یہ تکلیف پہنچی ہے، اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دوست حق پر ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میری زبان میری طرف لوٹ آئے۔'' میں نے حجرۂ اقدس میں درد کی شدت سے بے چینی کے عالم میں رات بسر کی، آخر مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میری زبان گزشتہ حالت پر لوٹ آئی ہے، میں بیدار ہوا تو واقعی اسے پہلے کی طرح صحیح وسالم پایا اور میں کلام بھی کر سکتا تھا، میں نے کہا: ''سب تعریف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہے جس نے مجھے میری زبان لوٹائی۔''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اور زیادہ محبت ہو گئی، جب دوسرے سال عاشورا کا دن آیا اور وہی لوگ اپنی عادت کے مطابق اکٹھے ہوئے تو میں نے قبہ کے دروازے پر آ کر پھر کہا: ''میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت میں کچھ دینار چاہتا ہوں۔'' تو حاضرین میں سے ایک نوجوان نے میرے پاس آ کر مجھ سے کہا: بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا، جب وہ فارغ ہوئے تو وہ نوجوان میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اسی گھر کی طرف لے گیا اور گھر میں داخل کر کے میرے سامنے کھانا پیش کیا، ہم نے کھانا کھایا اور جب ہم فارغ ہو گئے تو وہ نوجوان کھڑا ہو گیا اور گھر کے

ایک کمرے کا دروازہ کھول کر رونے لگ گیا، میں یہ دیکھنے کے لئے کھڑا ہوا کہ اس کے رونے کا کیا سبب ہے؟ تو میں نے کمرے میں **ایک بندر بندھا ہوا دیکھا**، میں نے اس سے اس کا ماجرا پوچھا تو وہ اورزیادہ رونے لگا۔ میں نے اسے خاموش کرایا یہاں تک کہ وہ پرسکون ہوگیا تو میں نے اس سے دوبارہ پوچھا: ''تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ مجھے اس کا حال بتاؤ؟'' اس نے بتایا کہ اگر مجھے قسم دیں کہ اہلِ مدینہ میں سے کسی کو نہیں بتائیں گے تو میں بتاتا ہوں۔''

میرے حلف دینے پر اس نے بتایا کہ پچھلے سال ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عاشورا کے دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی محبت میں کسی چیز کا سوال کیا تو میرے باپ نے اس کا ذمہ اٹھایا۔ وہ امامیہ اور اہل تشیع کا سرغنہ تھا اور اسے کہا: بیٹھ جا یہاں تک کہ ہم فارغ ہوجائیں۔ جب وہ فارغ ہوگئے تو اُسے اِس گھر میں لے آیا اور اس پر دو غلام مسلط کردیئے، جنہوں نے اسے خوب مارا اور پھر اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو اسے بھی کاٹ کر اس شخص کو باہر نکال دیا، وہ اپنے راستے پر چل دیا، ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ جب رات کا وقت ہوا اور ہم سوگئے تو میرے باپ نے ایک بہت سخت چیخ ماری جس کی شدت سے ہم بیدار ہوگئے اور ہم نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ مسخ ہوکر بندر بن چکا تھا۔ ہم اس سے گھبرا گئے اور اسے اس کمرے میں داخل کرکے باندھ دیا اور لوگوں پر اس کی موت ظاہر کی، اب میں اس پر صبح شام روتا رہتا ہوں۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ نے جس کی زبان کاٹی تھی کیا اسے دیکھ کر پہچان لوگے؟ اس نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہیں۔'' تو میں نے اسے بتایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہی وہ شخص ہوں جس کی زبان تیرے باپ نے کاٹ دی تھی۔'' اور پھر میں نے اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ پر عقیدت سے اوندھے منہ گر پڑا اور میرے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پھر مجھے کپڑے اور دینار دیئے اور مجھ سے پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی زبان کیسے لوٹائی تو میں نے اسے بتایا اور اپنی راہ لی۔

اس اُمّت کے یہودی:

اکابر تابعین میں سے حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ رافضی اس اُمّت کے یہودی ہیں کیونکہ یہ بھی اُنہی کی طرح اسلام سے بغض رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ دائرہ اسلام میں نہ تو محبت سے

داخل ہوئے اور نہ خوف سے بلکہ اہلِ اسلام سے نفرت اور ان کے خلاف بغاوت کی بنا پر اس میں داخل ہوئے، اگر وہ چوپائے ہوتے تو گدھے ہوتے اور اگر پرندے ہوتے تو گِدھ (مردار کھانے والا ایک پرندہ) ہوتے۔ (1)

رافضیوں اور یہودیوں میں مماثلت:

رافضیوں کی کوشش یہودیوں کی سی ہے، یہودی کہتے ہیں: ''بادشاہ صرف حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے ہی ہوگا اور جہاد نہیں ہوگا یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لے آئیں۔'' نیز وہ نمازِ مغرب کو ستارے گڈمڈ ہونے تک مؤخر کرتے ہیں، تین طلاق کو نہیں مانتے، قبلہ سے انحراف کرتے ہیں، اپنے علاوہ لوگوں کا مال واسباب اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں: ''جہالت کی بنا پر ہم سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔'' اور تورات میں تبدیلی کرتے ہیں اور حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: ''فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن ہے کہ اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف وحی لا کر غلطی کی۔'' اور وہ اُونٹ کا گوشت نہیں کھاتے۔

اسی طرح رافضی بھی اس طرح کی باتیں کہتے ہیں جیسے ان کا قول ہے کہ خلیفہ صرف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی اولاد سے ہوسکتا ہے اور جہاد نہیں ہے یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ظہور ہوجائے، یہ بھی نمازِ مغرب کو ستارے گڈمڈ ہونے تک مؤخر کرتے ہیں، تین طلاق کو نہیں مانتے، قبلہ سے انحراف کرتے ہیں، مسلمانوں کا مال واسباب حلال سمجھتے ہیں اور قرآن پاک میں تحریف کرتے ہیں، حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے بغض رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: اس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی لانے میں غلطی کی حالانکہ اسے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ (2)

روافض کی یہود ونصاریٰ سے زائد دو خرابیاں:

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ رافضیوں میں یہود ونصاریٰ سے دو خرابیاں زیادہ پائی جاتی ہیں:

(1) ......العِقْد الفَريد لابن عبد ربه الأندلسی، کتاب الیاقوتة فی العلم والادب، الرافضة والشعبی، ج۲، ص ۲۴۹۔

(2) ......العِقْد الفَريد لابن عبد ربه الأندلسی، کتاب الیاقوتة فی العلم والادب، الرافضة والشعبی، ج۲، ص ۲۴۹۔

پہلی خرابی:

پہلی خرابی یہ ہے کہ جب یہود سے پوچھا گیا کہ تمہاری قوم میں سب سے اچھے لوگ کون سے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت سیّدُ ناموسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اصحاب اوراسی طرح نصاریٰ نے بھی یہی جواب دیا کہ ہماری قوم میں سب سے بہتر حضرت سیّدُ ناعیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اصحاب ہیں لیکن جب رافضیوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری قوم میں سب سے برے لوگ کون سے ہیں؟ تو ان بدبختوں نے کہا: محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب۔

دوسری خرابی:

یہود ونصاریٰ اپنے اگلوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا تو رافضیوں نے اُنہیں سبّ وشتم کیا اور روزِ قیامت تک ان پر یہ تلوار لٹکی رہے گی، نہ تو وہ کبھی ثابت قدم ہوں گے، نہ ہی ان کے حق میں کوئی دلیل قائم ہوگی اور نہ ہی کسی بات پر متفق ہوں گے، اُن کی دعوت دُھتکاری ہوئی ہے، اُن کی دلیل باطل ہے، اُن کا کلام باطل ہے، اُن کی جمعیت بکھری ہوئی ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۶۴ (پ۶، المائدۃ:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللّٰہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللّٰہ فسادیوں کو نہیں چاہتا۔ [1]

یہودی غلام اور رافضی سردار کی توبہ:

صالحین اُمّت میں سے ایک بُزُرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک قافلے کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ ناعلی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی قبرِ اقدس کی زیارت کے لئے نکلا تو ہم نے معزز علوی سرداروں میں سے ایک سردار کے پاس قیام کیا، اس کا ایک یہودی خادم تھا جو اس کی داخلی وخارجی خدمت پر معمور تھا، ہمارے اور اس سردار

[1] ......العِقْد الفَرید لابن عبد ربه الأندلسی، کتاب الیاقوتة فی العلم والادب، الرافضة والشعبی، ج۲، ص۲۵۰۔

کے درمیان تعارف کرانے والا میرا ایک ہاشمی دوست تھا۔ اس سردار نے ہماری عزت وتکریم کی اورخوب حسنِ سلوک سے پیش آیا۔ میرے ہاشمی دوست نے اس سے کہا: ''اے سردار! بے شک آپ کے تمام معاملات بہت اچھے ہیں، آپ شرافت ومروّت اور کرم کی صفات کے جامع ہیں، مگر آپ کا اس یہودی سے خدمت لینا ہمیں اچھا نہیں لگا حالانکہ وہ آپ کے اور آپ کے دادا کے دین کا مخالف ہے۔'' تو سردار نے جواب دیا: ''میں نے کثیر غلام اور لونڈیاں خریدیں لیکن ان میں سے کسی کو اپنی طلب کے مطابق نہ پایا اور نہ ہی میں نے اُن میں سے کسی میں اِس یہودی کی مثل امانت اور خیر خواہی کی صفت پائی جو میرے تمام ظاہری وباطنی امور سرانجام دیتا ہے اور اُس میں امانت اور قناعت کی صفت بھی پائی جاتی ہے۔''

حاضرین میں سے کسی نے کہا: ''اے سردار! جب یہ اس صفت سے متصف ہے تو اسے اسلام کی دعوت پیش کریں، شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے ذریعے اسے ہدایت عطا فرما دے۔'' تو اُس نے کسی کو اُسے بلانے کے لئے بھیجا، اُس غلام نے آ کر عرض کی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے کس لئے بلایا ہے۔'' تو ایک شخص نے کہا: ''اے یہودی! بے شک یہ سردار جس کے تُم خدمت گزار ہو، اس کے فضل، سرداری اور بُزُرگی کو تُم جانتے ہو اور وہ تُم سے محبت کرتا ہے اور تیری امانت اور اچھی ذمہ داری ادا کرنے کی تعریف کرتا ہے۔'' تو یہودی نے جواب دیا: ''اور میں بھی اِن سے محبت کرتا ہوں۔'' ہم نے اُس سے کہا: ''تو پھر تم دین میں اُس کی پیروی کیوں نہیں کر لیتے اور اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتے؟''

وہ یہودی بولا: ''اے گروہِ صالحین! میرا عقیدہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا عُزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایک کریم نبی ہیں اور اسی طرح حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی ایک کریم نبی ہیں، اگر میں جانتا کہ یہودی اپنے نبی کی بیوی پر تہمت لگاتے ہیں اور اس کے باپ کو گالیاں دیتے ہیں تو اُن کے دین کی پیروی نہ کرتا، لہٰذا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کس کی پیروی کروں گا؟''

ہم نے اُسے کہا: ''اس سردار کی پیروی کرنا جس کی خدمت میں ہو۔'' یہ سن کر یہودی نے کہا: ''میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا۔'' ہم نے پوچھا: ''کیوں؟'' تو اس نے کہا: ''اس لئے کہ یہ سردار اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کی زوجہ محترمہ اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے متعلق برا بھلا کہتا ہے اور ان کے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالیاں دیتا ہے، پس میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کی پیروی بھی کروں اور ان کی زوجہ محترمہ پر تہمت بھی لگاؤں اور اُن کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی گالیاں دوں، لہٰذا میں نے اپنے دین کو اس سردار کے دین سے بہتر سمجھا۔''

سردار (یہ سُن کر) ایک لمحہ کے لئے غصہ سے خاموش ہوگیا، پھر یہودی کی سچی بات کو جان کر ایک گھڑی کے لئے اپنا سر زمین کی طرف جھکا لیا اور پھر بولا: ''تو نے سچ کہا، اپنا ہاتھ بڑھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیِّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں اور میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں جو میں کہتا تھا اور جو عقیدہ رکھتا تھا۔'' پھر یہودی نے بھی کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیِّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں اور دینِ اسلام کے علاوہ ہر دین باطل ہے۔

اُس یہودی نے اچھی طرح اسلام قبول کر لیا اور سردار نے بھی **بدمذہبیت** سے توبہ کر لی اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی توفیق اور ہدایت سے اس کی توبہ بڑی خوب تھی۔ [1]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰی، احمد مجتبٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک اور سنتِ مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ جواد و کریم اور رءُوف و رحیم ہے۔

مذکورہ سردار بھی مسلمان ہوگیا کیونکہ ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو گالیاں دینا بالاجماع کفر ہے، اس لئے کہ اس میں قرآنِ کریم کی ان آیاتِ مقدسہ کی تکذیب ہے جو منافقین کے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر تہمت لگانے کی وجہ سے ان کے رد میں نازل ہوئی تھیں۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد ماجد کے صحابی ہونے کا انکار بھی بالاجماع کفر ہے کیونکہ اس میں بھی قرآنِ پاک کی تکذیب ہے، چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ

......النهي عن سب الأصحاب وما فيه من الإثم والعقاب، الرقم ۵۷، ص ۴۰۔

عالیشان ہے:

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ (پ۱۰، التوبہ:۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اُمُّ المؤمنین کو سب وشتم کرنے والے کا حکم:

بہت سے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کو گالی دینے والے کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا۔

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُ ناعبداللہ ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن طبرستان میں حضرت سیِّدُ ناحسن بن یزید داعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کی خدمت میں حاضر تھا، وہ صوف کا لباس پہنتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع فرماتے تھے اور ہر سال بغداد میں 20 ہزار دینار بھیجا کرتے جو وہاں موجود مختلف صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کی اولاد پر تقسیم کرتے، ایک دفعہ ان کے پاس ایک شخص نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کا برائی کے ساتھ تذکرہ کیا تو حضرت سیِّدُ ناحسن بن یزید داعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی نے اپنے غلام سے کہا: ''اے غلام! اٹھ اور اس کی گردن ماردے۔'' تو علوی اس کی طرف دوڑ پڑے اور کہا کہ یہ شخص ہمارے شیعوں میں سے ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے ارشاد فرمایا: ''یہ شخص دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر طعن کرتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَؕ (پ۱۸، النور:۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں۔

اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰه عَزَّوَجَلَّ) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا خبیث ہوں تو ان کے شوہر بھی خبیث قرار پائیں گے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، بلکہ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نہ صرف پاک وصاف ہیں بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ پاکیزہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں اور اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا بھی طیبہ، طاہرہ اور لعن طعن سے بری ہیں۔'' (پھر آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے دوبارہ اپنے غلام

کوحکم دیا) اے غلام! اُٹھ اوراس کافر کی گردن اڑادے۔'' چنانچہ غلام نے اس شخص کی گردن اڑادی۔ [1]

ام المؤمنین سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے فضائل:

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حددرجہ خصائلِ حمیدہ کی وجہ سے ممتازحیثیت رکھتی ہیں:

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شادی سے پہلے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی صورت اپنی ہتھیلی میں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ [2]

آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے علاوہ کسی کنواری عورت سے شادی نہ کی۔ [3]

آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے علاوہ کسی ایسی عورت سے شادی نہ کی کہ جس کے ماں باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور نبی کریم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے محبوب زوجہ ہیں اورآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والدِگرامی بارگاہِ مصطفٰی میں صحابۂ کرام میں سب سے معزز ومکرم اورافضل ہیں۔ [4]

آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لحاف کے علاوہ کسی زوجۂ محترمہ کے پاس وحی نہیں آئی۔ [5]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر طعن کرنے والوں کے رد میں آسمان سے آپ کی براءَت نازل ہوئی۔ [6]

ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنی باری کا دن اوررات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ہبہ کر

---

[1] ......السیرۃ الحلبیۃ للنور الدین الحلبی، غزوۃ بنی المصطلق، ج۲،ص ۴۱۱۔

[2] ......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عائشۃ، الحدیث:۴۶۰۶،ج۴،ص ۱۵۸۔

[3] ......صحیح البخاری،کتاب النکاح، باب نکاح الأبکار، الحدیث:۵۰۷۷،ص ۴۳۹۔

[4] ......المعجم الکبیر،الحدیث:۴۷،ج۲۳،ص ۳۰۔

صحیح البخاری،کتاب المناقب،باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا،الحدیث:۳۶۶۲،ص ۲۹۸۔

[5] ......سنن النسائی،کتاب عشرۃ النساء، باب حب الرجل بعض نسائہ أکثر من بعض، الحدیث:۳۴۰۲،ص ۲۳۰۸۔

[6] ......صحیح البخاری،کتاب التفسیر، سورۃ النور، الحدیث:۴۷۵۰،ص ۴۰۰، ۴۰۱، مفہوماً۔

دیا اور باقی امہات المؤمنین کے سوا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے لئے باری کے دو دن اور دو راتیں ہوتی تھیں۔ [1]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ناراض ہوجاتیں تو حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو راضی فرماتے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے سینۂ اطہر کے ساتھ لگے ہونے کی حالت میں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہی کی باری کے دن سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی دیگر ازواجِ مطہرات سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر میں بیماری کے ایام گزارنے کی اجازت لے چکے تھے لیکن آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال اِن کی باری اور حق کے موافق دن ہی ہوا۔ [2]

آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے (دنیا سے پردہ فرمانے کے) آخری لمحات میں آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعابِ دہن ان کے لعاب کے ساتھ مل گیا تھا۔ [3]

آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ان ہی کے گھر میں دفن ہوئے۔ [4]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے زیادہ کسی زوجۂ محترمہ نے آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے احادیثِ مبارکہ روایت نہیں کیں۔

دیگر ازواجِ مطہرات کے علوم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے علم کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے حضور صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے 2200 احادیثِ مبارکہ روایت کیں۔ (ایک قول کے مطابق: 2210 احادیث)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا پاکیزہ حالت میں اور پاکوں کے ہاں پیدا ہوئیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مغفرت اور بہترین رزق کا وعدہ کیا گیا۔

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ہم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو کسی حدیثِ پاک میں اشکال ہوتا تو اس کے متعلق ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے دریافت

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الھبة، باب ھبة المرأة لغیر زوجھا......الخ، الحدیث: ۲۵۹۳، ص ۲۰۴۔
[2] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، الحدیث: ۴۴۴۲، ۴۴۵۰، ص ۳۶۵۔
[3] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، الحدیث: ۴۴۴۲، ۴۴۵۰، ص ۳۶۵۔
[4] ......المُوَطّأ للامام مالک، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی دفن المیت، الحدیث: ۵۵۷، ج ۱، ص ۲۱۶۔

کرتے تو اُن کے پاس اُس کا علم پاتے۔'' (۱)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کشادہ رُو اور بلا تکلف بہت زیادہ کرم کرنے والی تھیں۔

ایک دفعہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے محتاجوں میں 70 ہزار (دراہم یا دینار) تقسیم فرما دیئے حالانکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِن سے محبت کا شہرہ عام ہوا تو لوگ اِن کی باری کے دن اپنے تحائف دینے کا انتظار کیا کرتے یہاں تک کہ دیگر ازواجِ مطہرات میں سے چند ایک کو یہ بات شاق گزری اور انہوں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وغیرہ کی زبان سے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی کے حوالے سے برابری کا مطالبہ کیا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا کہ ''مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ دو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ پر اس کے علاوہ تم میں سے کسی کے بستر میں وحی نازل نہ ہوئی۔'' (۲)

اسی وجہ سے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔'' (۳)

امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی آنکھوں سے حجاب اٹھایا گیا تو انہوں نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا اور حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی کہ ''انہیں میرا سلام کہہ دیجئے۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔'' (۴)

کسی شاعر کا یہ قول کتنا اچھا ہے:

......جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب من فضل عائشة، الحدیث:۳۸۸۳،ص۲۰۴۹۔

......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشة، الحدیث:۳۷۷۵،ص۳۰۷۔

سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب الرجل......الخ، الحدیث:۳۳۹۸، ۳۴۰۲،ص۲۳۰۸۔

......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل عائشة، الحدیث:۳۷۷۰،ص۳۰۶۔

......المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، باب رؤیة عائشة جبریل، الحدیث:۶۷۸۲، ج۵،ص۹۔

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا　　لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَال

ترجمہ: اور اگر عورتیں اس شخصیت کی طرح ہوتیں جس کا ہم نے تذکرہ کیا تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت دی جاتی۔

فَمَا التَّانِيْثُ لِاِسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ　　وَلَا التَّذْكِيْرُ فَخْرٌ لِّلْهِلَال

ترجمہ: کہ سورج کے نام کا مؤنث ہونا اس کے لئے کوئی عیب کی بات نہیں اور نہ ہی مذکر ہونا چاند کے لئے کوئی قابلِ فخر بات ہے۔

کتاب الدعاوی

کبیرہ نمبر466: دوسرے کی چیز پر ناحق دعویٰ کرنا

حدیثِ پاک میں ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں تھی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (1)

یہ ایک انتہائی شدید وعید ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں پایا۔

کتاب العتق

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما کر اپنے پسندیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے بنا دے۔آمین)

کبیرہ نمبر467: بلاجوازِ شرعی آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا

کسی شرعی جواز کے بغیر آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا کبیرہ گناہ ہے اس طرح کہ انسان حقیقتاً اسے آزاد کر دے لیکن لگا تار اس سے خدمت لیتا رہے

اِسے کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور آزاد کو غلام بنانے کے متعلق گزشتہ شدید وعید اسے بھی شامل ہے۔

۞۞۞۞۞۞۞

(1)......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب بیان حال الایمان من......الخ، الحدیث:۱۱۲،ص۶۹۱۔

خاتمہ

کتاب کے آخر میں یہ خاتمہ چار اہم باتوں کے بیان میں ہے

﴿1﴾......توبہ کا بیان:

قرآنِ پاک میں توبہ کے فضائل:

جان لیجئے! توبہ کے متعلق بہت سی آیات وارد ہیں جیسا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَتُوبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ (پ۱۸، النور: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

دوسرے مقام پرارشادفرمایا:

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ لَا یَزۡنُوۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ﴿ۙ۶۸﴾ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ یَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ﴿٭ۖ۶۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۷۰﴾ وَ مَنۡ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوۡبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۶۸تا۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللّٰہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللّٰہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللّٰہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہئے تھی۔

احادیثِ مبارکہ میں توبہ کے فضائل:

توبہ کے فضائل میں کثیر تعداد میں احادیثِ مبارکہ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ،

﴿1﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کے وقت اپنا

دستِ قدرت پھیلائے رکھتا ہے تا کہ رات کوگناہ کرنے والا توبہ کرلے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (۱)

توبہ کا دروازہ:

﴿2﴾……سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی 40 یا 70 سال کی مسافت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس دن سے توبہ کے لئے کھول رکھا ہے جس دن سے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا۔ وہ اسے بند نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ اس طرف سے سورج طلوع ہو۔'' (۲)

﴿3﴾……سیِّدِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مغرب کی جانب توبہ کے لئے ایک دروازہ بنا رکھا ہے کہ جس کی چوڑائی 70 سال کی مسافت ہے، وہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج اس کی طرف سے طلوع نہ ہو اور اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا (پ۸، الانعام:۱۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا۔ (۳)

اعتراض: بعض نے کہا ہے کہ سابقہ دونوں روایات کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں، جیسا کہ امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اس کی تصریح بیان کی ہے؟

جواب: یہ ایک ایسی بات ہے جو اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی، لہٰذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

﴿4﴾……رحمتِ عالم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''جنت کے 8 دروازے ہیں، 7 بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے یہاں تک کہ سورج اس کی طرف سے طلوع ہو۔'' (۴)

﴿5﴾……حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان

---

(۱)……صحیح مسلم، کتاب التوبة، بَاب قَبُولِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوبُ وَالتَّوْبَةُ، الحدیث: ۶۹۸۹، ص۱۱۵۶۔

(۲)……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث صفوان بن عسال المرادی، الحدیث: ۱۸۱۱۸، ج۶، ص۳۱۷۔

(۳)……جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل التوبة……الخ، الحدیث: ۳۵۳۶، ص۲۰۱۵۔

(۴)……المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۴۷۹، ج۱۰، ص۲۰۶۔

تک پہنچ جائیں پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔''(۱)

﴿6﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے لئے سعادت ہے کہ اس کی عمر طویل ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔''(۲)

﴿7﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔''(۳)

﴿8﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک بندے نے گناہ کیا پھر عرض گزار ہوا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو معاف کرتا اور ان پر مؤاخذہ بھی فرماتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔'' پھر جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ گناہوں سے رکا رہا، دوبارہ گناہ کا ارتکاب کر کے عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں دوبارہ گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو بخشتا اور ان پر مؤاخذہ بھی فرماتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔'' اس کے بعد جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ بندہ گناہوں سے رکا رہا پھر اُس سے گناہ سرزد ہوا تو عرض کی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں پھر گناہ کر بیٹھا ہوں پس مجھے بخش دے۔'' تو اس کے رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے جو گناہوں کو معاف فرماتا اور ان پر پکڑ بھی فرماتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پس جو چاہے کرے۔''(۴)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حضرت سیِّدُنا امام زکی الدین عبد العظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''فَلْیَعْمَلْ مَا شَآءَ'' کا مفہوم

......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب ذكر التوبة، الحديث:۴۲۴۸، ص۲۷۳۵۔

......المستدرک، کتاب التوبة والإنابة، باب من سعادة المرء......الخ، الحديث:۷۶۷۶، ج۵، ص۳۴۱۔

......جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب فی استعظام المؤمن ذنوبه، الحديث:۲۴۹۹، ص۱۹۰۳۔

......صحيح البخاری، کتاب التوحيد، بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (يُرِيدُونَ اَنْ يُبَدِّلُوا......الخ)، الحديث:۷۵۰۷، ص۶۲۵۔

شعب الايمان للبيهقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحديث:۷۰۸۷، ج۵، ص۴۰۵۔

یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ جب بھی اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا تو وہ استغفار کرکے اس سے تائب ہوجائے گا اور اس گناہ کی طرف دوبارہ نہ پلٹے گا۔ اس کی دلیل یہ قول ہے کہ ”ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ“ یعنی پھر وہ کسی دوسرے گناہ میں مبتلا ہوگیا، پس جب اس کی عادت ہی یہ ہے تو جو چاہے کرے کیونکہ وہ جب بھی گناہ کا مرتکب ہوگا تو اس کی توبہ اور استغفار اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا، پس وہ گناہ اسے نقصان نہیں دے گا۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ کرکے اُسے چھوڑے بغیر صرف زبان سے توبہ و استغفار کرتا رہے اور پھر اسی گناہ کا دوبارہ ارتکاب بھی کرے کیونکہ یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے۔ (1)

حدیثِ پاک میں ہے کہ ”بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرلے اور گناہ چھوڑ دے اور مغفرت چاہے تو اس سیاہی کو مٹا دیا جاتا ہے اور اگر وہ گناہوں میں زیادتی کرے تو وہ سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل کو ڈھانپ لیتی ہے، یہی وہ رَان (یعنی زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں یوں فرمایا:

كَلَّا بَلْ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ (2)

(پ۳۰، المطففین:۱۴)

﴿9﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے، غرغرہ سے پہلے۔“ (3) (4)

---

(1)......الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، باب الترغیب فی التوبۃ......الخ، تحت الحدیث:۴۸۱۰، ج۴، ص۷۔

(2)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب ذکر الذنوب، الحدیث:۴۲۴۴، ص۲۷۳۴۔

شعب الایمان للبیھقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث:۷۲۰۳، ج۵، ص۴۴۰۔

(3)......جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ، الحدیث:۳۵۳۷، ص۲۰۱۶۔

(4)......مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مرآۃ المناجیح، جلد3، صفحہ 365 پر اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”نزع کی حالت کو جب کہ موت کے فرشتے نظر آجائیں غرغرہ کہتے ہیں، اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اب غیب مشاہدہ میں آگیا، اسی لیے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی، مگر گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے، اگر توبہ کا خیال آجائے اور الفاظ توبہ بن پڑیں۔ اسی لیے مرقات نے یہاں فرمایا کہ عبد......

حضرت سیِّدُنا معاذ کو وصیت:

﴿10﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور میل بھر پیدل چلتے رہے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے، سچی بات کہنے، عہد پورا کرنے، امانت ادا کرنے، خیانت چھوڑنے، یتیم پر رحم کرنے، پڑوسی کا خیال رکھنے، غصہ پینے، نرم گفتگو کرنے، سلام کو عام کرنے، امام کی اطاعت کرنے، قرآنِ کریم میں غور وفکر کرنے، آخرت سے محبت کرنے، حساب سے ڈرنے، امیدیں کم کرنے اور اچھا عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تو کسی مسلمان کو گالی دے یا جھوٹے شخص کی تصدیق کرے یا سچے شخص کو جھٹلائے یا عادل امام کی نافرمانی کرے اور یہ کہ زمین میں فساد برپا کرے اور اے معاذ! ہر شجر وحجر کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا کرو اور ہر گناہ سے توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔'' (۱)

گناہوں کی مغفرت:

﴿11﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے محافظ فرشتوں اور اس کے اعضاء کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے اور زمین پر سے اس کے گناہوں کے نشانات بھی مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس پر اس کے گناہوں کا کوئی گواہ نہ ہوگا۔'' (۲)

......سے مراد بندہ کافر ہے کہ غرغرہ کے وقت اس کی توبہ قبول نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ.. الـخ بعض علماء نے فرمایا کہ ملک الموت ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مومن ہو یا کافر، خیال رہے کہ قبض روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندہ کی اس حالت میں دل وزبان چلتے رہیں گنہگار توبہ کرلیں کہا سنا معاف کرالیں۔ کوئی وصیت کرنی ہو تو کرلیں یہ بھی خیال رہے کہ غرغرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنے ہیں گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہوجانا، اب آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد بے کار ہے کہ اب تو دنیا سے جارہا ہے، گناہ کا وقت ہی نہ پاسکے گا، مگر یہ توبہ اس وقت کی قبول ہے کہ رب تعالیٰ غفار ہے۔

......الزهد الكبير للبيهقي، باب الورع والتقوى، الحديث: ۹۵۶، ص۳۴۷۔

......تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر، الرقم ۱۴۹۲ الحسين بن احمد بن سلمة، الحديث: ۳۳۵۳، ج۱۴، ص۱۷۔

﴿12﴾......تاجدارِرِسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''گناہ پر نادم ہونے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت کا انتظار کرتا ہے اور گناہ پر اِترانے (یعنی نادم نہ ہونے) والا ناراضی کا انتظار کرتا ہے اور اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندو! یاد رکھو! عنقریب ہر (اچھا یا برا) عمل کرنے والا اپنے عمل کی بنا پر آگے بڑھے گا اور دنیا سے جانے سے پہلے اپنے اچھے اور برے عمل کا بدلہ دیکھ لے گا اور اعمال کا دارو مدار خاتموں پر ہے اور دن اور رات دو سواریاں ہیں لہٰذا ان کے ذریعے آخرت کی طرف اچھا سفر اختیار کرو اور توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو، کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے اور تم میں سے کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حلم (یعنی بردباری) سے ہرگز دھوکے میں نہ رہے، بے شک آگ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔'' پھر شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗؕ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۝ ع (پ ۳۰، الزلزال: ۷،۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ [1]

﴿13﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔'' [2]

﴿14﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''گناہ پر قائم رہتے ہوئے اس گناہ سے استغفار کرنے والا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مذاق کرنے والے کی طرح ہے۔'' [3]

گناہوں پر ندامت کا نام توبہ ہے:

﴿15﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ یعنی (گناہ پر) نادم ہونا ہی توبہ ہے۔'' [4]

---

[1] ......الترغیب والترھیب، کتاب التوبة والزھد، باب الترغیب فی التوبة، الحدیث: ۴۸۱۶، ج۴، ص ۹۔

[2] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب ذکر التوبة، الحدیث: ۴۲۵۰، ص ۲۷۳۵۔

[3] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث: ۷۱۷۸، ج۵، ص ۴۳۶۔

[4] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب ذکر التوبة، الحدیث: ۴۲۵۲، ص ۲۷۳۵۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

یعنی شرمندگی وندامت توبہ کے بڑے ارکان میں سے ہے جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ ''حج وقوفِ عرفہ کا نام ہے۔''(۱) اور ندامت میں ضروری ہے کہ وہ نافرمانی، اس کی قباحت اور آخرت کے خوف کی وجہ سے ہو اور محض بے عزتی یا گناہ میں مال ضائع ہونے کی وجہ سے نہ ہو۔

﴿16﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کے گناہ پر نادم ہونے کو ملاحظہ فرما کر اس کے توبہ کرنے سے پہلے ہی اسے معاف فرما دیتا ہے۔''(۲)

﴿17﴾......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہیں کرو گے اور معافی طلب نہ کرو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں لے جائے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کریں گے تو وہ انہیں معاف فرما دے گا۔''(۳)

﴿18﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں، اسی وجہ سے اس نے اپنی تعریف بیان فرمائی اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ کوئی غیرت والا ہے، اسی وجہ سے اس نے بے حیائیوں کو حرام فرما دیا اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بڑھ کر کوئی معذرت قبول کرنے والا ہے، اسی وجہ سے اس نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور رسولوں کو بھیجا۔''(۴)

زانی عورت کی توبہ:

﴿19﴾......جُہَیْنَہ قبیلے کی ایک عورت سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے ایسا جرم کیا ہے کہ جس پر حد ہے، لہٰذا مجھ پر حد قائم فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء فی من أدرک..الخ، الحدیث: ۸۸۹، ص ۱۷۳۵۔

(۲)......المستدرک، کتاب التوبة والإنابة، باب ما علم اللّٰه من عبد ندامة علی..الخ، الحدیث: ۷۷۲۱، ج۵، ص ۳۶۰۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب سقوط الذنوب..الخ، الحدیث: ۶۹۶۵، ص ۱۱۵۴، دون قوله: وتستغفروا، غیرکم۔

(۴)......المرجع السابق، باب غیرة اللّٰه تعالی وتحریم الفواحش، الحدیث: ۶۹۹۴، ص ۱۱۵۶۔

نے اُس کے ولی کو بلوا کر ارشاد فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب وضعِ حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' پس ایسا ہی کیا گیا۔ حکم فرمایا تو اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے رجم کیا گیا، اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہلِ مدینہ کے 70 لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے افضل کسی کو پایا ہے کہ جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنی جان قربان کردی۔'' (1)

فاجر کی توبہ:

﴿20﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک واقعہ بیان فرماتے سنا، اگر میں نے ایک دو دفعہ یہاں تک کہ 7 مرتبہ بھی سنا ہوتا (تو بیان نہ کرتا) لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا، اس کے پاس ایک (مجبور) عورت آئی تو اس نے اسے 60 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا، پس جب وہ اس سے بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی، اس نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا ہے؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟'' تو عورت نے جواب دیا: ''ایسی بات نہیں، لیکن میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا بلکہ مجھے صرف حاجت نے اس پر مجبور کیا ہے۔'' تو اس شخص نے کہا: ''تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا، چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں۔'' اور اس نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' پس وہ اسی رات مر گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے کفل کو بخش دیا ہے۔'' (2)

---

(1) ......صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنٰی، الحدیث: ۴۴۳۳، ص ۹۷۸۔

(2) ......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فیه أربعة أحادیث، الحدیث: ۲۴۹۶، ص ۱۹۰۳۔

فرشتے وشیطان کے مابین جھگڑا:

﴿21﴾......حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''دو بستیاں تھیں، ایک نیک لوگوں کی اور دوسری برے لوگوں کی، برے لوگوں کی بستی میں سے ایک شخص نیک لوگوں کی بستی میں جانے کے ارادے سے نکلا تو جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا اسے موت نے آلیا، تو اس کے متعلق فرشتہ اور شیطان جھگڑنے لگے، شیطان نے دعویٰ کیا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔'' فرشتے نے کہا: ''یہ توبہ کے ارادے سے نکلا تھا۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ دیکھا جائے کہ یہ دونوں میں سے کس بستی کے زیادہ قریب ہے، لہٰذا انہوں نے اس کو ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب پایا تو اس کی بخشش کردی گئی۔'' حضرت سیِّدُ نا معمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک لوگوں کی بستی اس کے قریب کردی۔'' [1]

100 قتل کرنے والے شخص کی توبہ:

﴿22﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے 99 قتل کئے، پھر اس نے زمین والوں میں سے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا، اسے ایک بڑے راہب کے متعلق بتایا گیا تو وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ ''میں نے 99 قتل کئے ہیں، کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟'' تو راہب نے کہا: ''نہیں۔'' اس نے اسے بھی قتل کردیا اور 100 پورے کر دیئے، اس کے بعد پھر اہلِ زمین کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تو اس کی رہنمائی ایک دوسرے عالم کی طرف کی گئی، جس کے پاس جا کر اس نے کہا کہ ''میں نے 100 قتل کئے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں، تیرے اور توبہ کے درمیان کیا رکاوٹ ہے؟ فلاں علاقے کی طرف چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کررہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف واپس نہ جانا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔'' وہ شخص روانہ ہوا اور جب آدھے راستے پر پہنچا تو اسے موت آگئی۔ اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوگیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص دل سے توبہ کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

---

[1] ......جامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الرخص والشدائد، الحدیث: ۲۰۷۱۷، ج۱۰، ص۲۵۸، بتغیرٍ۔

طرف متوجہ تھا۔'' اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس انسانی صورت میں ایک فرشتہ آیا اور انہوں نے اسے اپنے درمیان حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنا لیا، اس نے کہا: '' دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، یہ جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا اسی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔'' جب انہوں نے زمین کی پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں جانے کا اس نے ارادہ کیا تھا، پھر رحمت کے فرشتوں نے اُسے لے لیا۔ [1]

﴿23﴾......ایک روایت میں ہے کہ '' وہ نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب تھا تو اسے انہی میں سے کر دیا گیا۔'' [2]

﴿24﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ '' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس زمین سے (جہاں سے جا رہا تھا) ارشاد فرمایا کہ دور ہو جا اور اُس زمین سے (جس طرف جا رہا تھا) ارشاد فرمایا کہ قریب ہو جا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: '' دونوں کے درمیان پیمائش کرو، انہوں نے اسے نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب پایا تو اسے بخش دیا گیا۔'' [3]

﴿25﴾......حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے کہ '' ہمیں بتایا گیا کہ جب موت کا فرشتہ آیا تو اُس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف پھیر دیا۔'' [4]

﴿26﴾......حضور نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: '' ایک شخص نے بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کیا تھا پھر وہ ایک شخص سے ملا اور کہا کہ میں نے 99 لوگوں کو ظلماً قتل کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک دوسرے شخص کے پاس جا کر اسے کہا میں نے 100 آدمی ظلماً قتل کئے ہیں، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو اس نے کہا: '' اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو میں تم سے جھوٹ بولوں، فلاں جگہ کچھ ایسے بندے رہتے ہیں جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔ تم ان کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو۔''

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وإن کثر قتلہ، الحدیث: ۷۰۰۸، ص ۱۱۵۷۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۷۰۰۹۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷۰، ص ۲۸۳۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وإن کثر قتلہ، تحت الحدیث: ۷۰۰۸، ص ۱۱۵۷۔

وہ ان کی طرف روانہ ہوا تو اسی حالت پر اس کی موت واقعہ ہوگئی اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا دونوں طرف کی زمینوں کی پیمائش کرو، جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا یہ شخص انہی میں سے ہوگا، پس انہوں نے اسے انگلی کے ایک پورے کی مقدار توبہ کرنے والوں کی بستی کے قریب پایا۔ (۱)

﴿27﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ ''پھر وہ دوسرے راہب کے پاس آیا اور اسے کہا: ''میں نے 100 جانیں قتل کی ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟'' تو اس نے کہا: ''تو نے ایسا گناہ کیا ہے، جس کے متعلق میں نہیں جانتا مگر فلاں جگہ دو بستیاں ہیں، ایک کو نَصْرَہ اور دوسری کو کَفَرَہ کہا جاتا ہے، اَہْلِ نَصْرَہ جنتیوں کے عمل کرتے ہیں اور اس بستی میں ان کے سوا کوئی اور نہیں رہتا اور اہلِ کَفَرَہ جہنمیوں جیسے عمل کرتے ہیں اور اس بستی میں ان کے سوا کوئی اور نہیں رہتا، پس تو اَہْلِ نَصْرَہ کی طرف چلا جا، اگر تو ان میں ثابت قدم رہا اور ان کے اعمال کی طرح اعمال سرانجام دیئے تو تیری توبہ کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔'' پس وہ اس بستی کا ارادہ کرتے ہوئے چل دیا یہاں تک کہ جب دونوں بستیوں کے درمیان پہنچا تو اسے موت آ گئی، فرشتوں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو! دونوں بستیوں میں سے جس بستی کے زیادہ قریب ہے، اسے اس بستی والوں میں لکھ دو۔'' پس انہوں نے اسے انگلی کے ایک پورے کی مقدار نَصْرَہ بستی کے زیادہ قریب پایا تو اسے اسی بستی والوں میں لکھ دیا گیا۔'' (۲)

ربعَزَّوَجَلَّ کا بندے کے گمان کے مطابق ہونا:

﴿28﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور جہاں وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو جنگل میں گمشدہ چیز مل جائے اور (ارشاد فرماتا ہے:) جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں

---

(۱)......المعجم الکبیر، الحدیث:۸۶۷، ج۱۹، ص۳۶۹۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث:۷۶، ج۱۳، ۱۴، ص۲۴۔

اس کے ایک گز نزدیک ہوجاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع[1] قریب ہوجاتا ہواور جو میرے پاس چل کرآتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کرآتی ہے۔''[2]

﴿29﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! تو میری بارگاہ میں کھڑا ہو میری رحمت تیری طرف چل کرآئے گی اور تو میری طرف چل کرآ میری رحمت تیری طرف دوڑ کرآئے گی۔''[3]

﴿30﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یقیناً اللہ عزَّوَجَلَّ کو اپنے کسی بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جتنی خوشی تم میں سے کسی شخص کو اپنا گمشدہ اُونٹ مل جانے پر ہوتی ہے جسے اُس نے کسی بیابان زمین میں گم کردیا تھا۔''[4]

﴿31﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزَّوَجَلَّ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جس قدر تم میں سے اس شخص کو ہوتی ہے جو کسی بیابان زمین میں اپنی سواری پر جائے اور سواری اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اُس پر اس کے کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں تو وہ اسے نہ پاکر کسی درخت کے پاس چلا جائے اور اپنی سواری کی واپسی سے ناامید ہوکر اس کے سائے میں لیٹ جائے پھر اچانک وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہو وہ اس کی مہار پکڑ لے، پھر خوشی کی شدت سے کہے کہ اے اللہ عزَّوَجَلَّ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، یعنی شدّتِ مسرت کی وجہ سے الفاظ الٹ ہوجائیں۔''[5]

﴿32﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ عزَّوَجَلَّ کو اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کسی ایسے شخص کو ہوتی ہے کہ جو دورانِ سفر کسی ہلاکت خیز سنسان زمین میں

---

[1] ......مراۃ المناجیح، جلد3 صفحہ 307 پر مفتی صاحب باع کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب انسان دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پھیلائے تو داہنے ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی تک کو باع کہتے ہیں۔''

[2] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، الحدیث: ۲۹۵۲، ص ۱۱۵۳۔

[3] ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من أصحاب النبی، الحدیث: ۱۵۹۲۵، ج۵، ص ۳۹۴۔

[4] ......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث: ۶۳۰۹، ص ۵۳۱۔

[5] ......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، الحدیث: ۲۹۶۰، ص ۱۱۵۴۔

پڑاؤ ڈالے اوراس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو کہ جس پر اس کی کھانے پینے کی چیزیں ہوں اور وہ اپنا سر زمین پر رکھ کر سو جائے لیکن جب بیدار ہو تو سواری گم ہو چکی ہو، وہ اسے تلاش کرتا رہے یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس کی شدت یا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے حالت غالب آئے تو وہ کہنے لگے کہ واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پہلے تھا، وہاں سو جاؤں گا یہاں تک کہ مر جاؤں، پس وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر لیٹ جائے تا کہ مر جائے، لیکن جب بیدار ہو تو اچانک اس کی سواری اس کے پاس موجود ہو اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہو، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بندہ مومن کی توبہ کرنے پر اس شخص کی سواری اور زادِ راہ ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔'' (۱)

ماضی و مستقبل کی خطاؤں کا مؤاخذہ:

﴿33﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنی بقیہ زندگی میں نیک اعمال کئے تو اس کی ان خطاؤں کو بخش دیا جائے گا جو ماضی میں ہو چکیں اور جس نے اپنی بقیہ زندگی میں برے اعمال کئے تو اس کی گزشتہ خطاؤں اور آئندہ زندگی میں ہونے والی خطاؤں پر بھی مؤاخذہ ہوگا۔'' (۲)

﴿34﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو برے عمل کرتا ہے پھر اچھے عمل کرنے لگتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس کے جسم پر ایک تنگ زرہ موجود ہو جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو، پھر وہ کوئی اچھا عمل کرے تو اس کا ایک حلقہ (یعنی کڑا) کھل جائے، پھر دوسرا اچھا عمل کرے تو اس کا دوسرا حلقہ (یعنی کڑا) کھل جائے یہاں تک کہ وہ زرہ زمین پر گر جائے۔'' (۳)

﴿35﴾......حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے ایک سفر کا ارادہ فرمایا تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے وصیت فرمائیں۔'' تو حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مزید کچھ نصیحت فرمایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم سے کوئی برائی

......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا، الحدیث: ۲۹۵۵، ص ۱۱۵۴۔

صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث: ۶۳۰۸، ص ۵۳۱۔

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۰۶، ج۵، ص ۱۲۸۔

......المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۰۹، ج۶، ص ۱۲۱۔

سرزد ہو جائے تو اس کے بعد اچھائی کرو اور اپنے اخلاق کو اچھا کرلو۔'' (۱)

﴿36﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم جہاں بھی رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد بھلائی کرو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔'' (۲)

﴿37﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ سے دریافت فرمایا:''6 دن ہیں، اے ابو ذر! اس کے بعد جو تجھ سے کہا جائے گا اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلینا۔ چنانچہ جب ساتواں دن آیا تو ارشاد فرمایا:''میں تمہیں علانیہ اور پوشیدہ طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اچھائی کرلینا اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا اگرچہ تمہارا کوڑا ہی گر جائے اور امانت پر قبضہ نہ کرنا۔'' (۳)

بارگاہِ نبوی میں اقرارِ گناہ اور نزولِ قرآن:

﴿38﴾......ایک شخص نے مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہو کر عرض کی:''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے مدینہ شریف کے نواح میں ایک عورت کا علاج کیا اور سوائے زنا کے بقیہ گناہ (یعنی بوس وکنار) کر بیٹھا، اب آپ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوں، میرے متعلق جو چاہیں فیصلہ فرما دیں۔'' حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرا پردہ رکھا کاش! تو بھی اپنا پردہ رکھتا۔'' (راوی کہتے ہیں کہ) حضور صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو وہ شخص چلا گیا، پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک آدمی بھیج کر اُسے بلوایا اور اس کے سامنے قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

---

(۱) ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۸، ج ۲۰، ص ۴۰۔

(۲) ......جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، الحدیث: ۱۹۸۷، ص ۱۸۵۱۔

(۳) ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث: ۲۱۶۲۹، ج ۸، ص ۱۳۷، بتغیرٍ قلیلٍ۔

تو لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا یہ آیتِ مبارکہ صرف اسی شخص کے لئے خاص ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ تمام لوگوں کے لئے ہے۔'' [1]

﴿39﴾......ایک شخص شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے تمام گناہ کئے اور کوئی بھی گناہ نہ چھوڑا اور اس نے اس دوران نہ حاجہ [2] کو چھوڑا اور نہ ہی داجہ [3] کو تو کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکیاں کیا کرو اور برائیاں چھوڑ دو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان تمام برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے گا۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری دھوکا بازیاں اور فریب کاریاں (بھی نیکیوں میں بدل جائیں گی)؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' تو اس نے کہا: ''اَللّٰہُ اَکْبَر یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے۔'' اس کے بعد وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بڑائی بیان کرتا رہا (یعنی تکبیر کہتا رہا) یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگیا۔'' [4]

[1] ......صحیح مسلم، کتاب التوبة، بَاب قَوْلِه تَعَالٰی ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾، الحديث: ۷۰۰۴، ص ۱۱۵۷۔

[2] ......یعنی وہ شخص جو حاجیوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے جب وہ حج کے ارادے سے جارہے ہوں۔

[3] ......یعنی جو حاجیوں کو حج سے واپسی پر لوٹتا ہے۔

[4] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۳۵، ج۷، ص ۳۱۴۔

تتمہ

دُشوارگزار گھاٹی سے نجات پانے والے:

﴿40﴾......تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمہارے سامنے ایک سخت اور دُشوار گزار گھاٹی ہے اس سے وہی نجات پائے گا جو ہلکے بوجھ والا ہوگا۔'' (۱)

﴿41﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمہارے پیچھے ایک سخت اور دُشوار گزار گھاٹی ہے بھاری بوجھ والے اسے عبور نہ کر سکیں گے۔''

اس حدیث کے راوی حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس سخت اور دشوار گزار گھاٹی کے لئے بوجھ ہلکا کرلوں۔'' (۲)

﴿42﴾......ایک دن سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرتِ سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے سامنے ایک سخت اور دشوار گزار گھاٹی ہے، اس کو صرف ہلکے لوگ ہی عبور کرسکیں گے؟'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں ہلکے بوجھ والے لوگوں میں سے ہوں یا بھاری بوجھ والوں میں سے؟'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں، آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل کے بعد کا کھانا ہے؟'' اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تیرے پاس تین دن کا کھانا ہوتا تو تُو بھاری بوجھ والوں میں سے ہوتا۔'' (۳)

عقل منداور عاجز کون؟

﴿43﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عقل مند وہ ہے جو

......البحرالزخار المعروف بمسند البزار، مسند ابی الدرداء، الحدیث: ۴۱۱۸، ج۱۰، ص۵۵۔

......مجمع الزوائد، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء فی السوال، الحدیث: ۴۵ ۳۰، ج۳، ص۲۵۹۔

......المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۸۰۹، ج۳، ص۳۴۸۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرے پھر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ (کی رحمت) پر اُمید رکھے۔'' (۱)

قربِ جنت اور جہنم:

﴿44﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔'' (۲)

﴿45﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت قریب آ چکی ہے اور لوگوں میں دنیا پر حرص اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دوری میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔'' (۳)

﴿46﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لو، مصروفیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کر لو، ذکرِ الٰہی کی کثرت کر کے اپنے اور رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تعلق پیدا کرو اور ظاہری و پوشیدہ طور پر کثرت سے صدقہ کرو، تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور (تمہارے نقصان کی) تلافی کی جائے گی۔'' (۴)

پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو:

﴿47﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: (۱)......جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲)......تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳)......تونگری کو فقر سے پہلے (۴)......فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور (۵)......زندگی کو موت سے پہلے۔'' (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب حدیث الکیس ......الخ، الحدیث: ۲۴۵۹، ص ۱۸۹۹۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی......الخ، الحدیث: ۶۴۸۸، ص ۵۴۴۔

(۳)......المستدرک، کتاب الرقاق، باب من استحی من اللہ......الخ، الحدیث: ۷۹۸۷، ج۵، ص ۴۶۱۔

(۴)......سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات، بَاب فِی فَرْضِ الْجُمُعَةِ، الحدیث: ۱۰۸۱، ص ۲۵۴۰۔

(۵)......المستدرک، کتاب الرقاق، باب نعمتان مغبون فیهما کثیر......الخ، الحدیث: ۷۹۱۶، ج۵، ص ۴۳۵۔

ہر مرنے والا شرمسار ہوتا ہے:

﴾48﴿......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر مرنے والا شرمسار ہوگا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! کس چیز پر شرمسار ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر نیک ہوگا تو نادم ہوگا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں اور اگر گنہگار رہوگا تو اس بات پر نادم ہوگا کہ گناہ کیوں نہ چھوڑے۔'' (۱)

کسی کا شہد کی طرح میٹھا ہونا:

﴾49﴿......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے شہد کی طرح میٹھا بنا دیتا ہے۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! شہد کی طرح میٹھا بنانے سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کے پڑوسی (یا ارشاد فرمایا کہ) اس کے گرد و پیش والے لوگ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔'' (۲)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

''عَسَلُہ'' اَلْعَسْل سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے اچھی تعریف کرنا اور بعض کے نزدیک یہ ایک ضرب المثل ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کے گرد و پیش کے لوگ خوش ہو جاتے ہیں جس طرح کوئی شخص اپنے بھائی کو شہد کھلا کر خوش کرتا ہے۔

سب سے اچھا اور برا شخص:

﴾50﴿......ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟'' تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی عمر زیادہ اور عمل اچھا

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب یوم القیامۃ و نَدَامَۃ المُحْسِن و المُسِیء یومئذ، الحدیث: ۲۴۰۳، ص ۱۸۹۳۔

(۲)......المستدرک، کتاب الجنائز، باب خیارکم اطولکم اعمارا و احسنکم عملا، الحدیث: ۱۲۹۸، ج ۱، ص ۶۵۸۔

ہو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟'' ارشادفرمایا: ''جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔'' (۱)

﴿51﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ قتل (یعنی آفات وغیرہ) سے محفوظ فرماتا ہے بلکہ اچھے عمل میں اُن کی عمریں طویل فرماتا، انہیں اچھا رزق دیتا اور انہیں عافیت میں زندہ رکھتا ہے اور بستروں پر عافیت میں ان کی روحیں قبض کرتا ہے اور انہیں شہدا کے مراتب عطا فرماتا ہے۔'' (۲)

﴿52﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''موت کی خواہش نہ کیا کرو، اس لئے کہ موت کے بعد کا خوف شدید ہے اور یہ بندے کے لئے سعادت ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔'' (۳)

﴿53﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے یا تو وہ نیک ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوجائے یا گنہگار ہو تو ہوسکتا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلے۔'' (۴)

﴿54﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن (سایۂ عرشِ الٰہی) کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو شمار کیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''اور وہ شخص جسے حسن و جمال اور منصب والی عورت (بدکاری کی) دعوت دے تو وہ کہے: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔'' (۵)

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب منه اَیُّ الناس خَیرٌ وَاَیُّهُم شَرٌّ، الحدیث: ۲۳۳۰، ص ۱۸۸۶۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۷۱، ج ۱۰، ص ۱۷۶۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰه، الحدیث: ۱۴۵۷۰، ج ۵، ص ۸۷۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب التَّمَنِّی، بَاب مَا یُکْرَهُ مِنَ التَّمَنِّی، الحدیث: ۷۲۳۵، ص ۶۰۳، دون قوله "فی احسانه"۔

(۵)......صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اِخفاء الصدقة، الحدیث: ۲۳۸۰، ص ۸۴۰۔

خوفِ الٰہی کا انعام:

﴿55﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ایک شخص اپنے نفس پر زیادتی کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ آٹے کی طرح باریک کر کے ہوا میں بکھیر دینا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری پکڑ فرمائی تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہو گا۔'' جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو حکم دیا: ''جو تیرے اندر ہے اسے جمع کر۔'' لہٰذا زمین نے ایسا ہی کیا تو وہ صحیح وسالم کھڑا ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟'' اس نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! تیری خشیت نے یا کہا تیرے خوف نے۔'' پس اسے بخش دیا گیا۔ (۱)

﴿56﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اسے جہنم سے نکال دو جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا کسی مقام پر بھی مجھ سے ڈرا ہو۔'' (۲)

﴿57﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو اس کے (نامۂ اعمال میں) برائی نہ لکھو یہاں تک کہ وہ اس برائی کا ارتکاب کر لے اور اگر اس نے وہ عمل کیا تو اس کے لئے اس کی مثل گناہ لکھ دو اور اگر اس نے میری وجہ سے چھوڑ دیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو۔'' (۳)

﴿58﴾......حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہ فرماؤں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرا تو اسے بروزِ قیامت امن عطا فرماؤں گا اور اگر دنیا میں مجھ سے امن میں رہا تو بروزِ قیامت اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔'' (۴)

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۸۱، ص ۲۸۴۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ما جاء ان للنار نفسین......الخ، الحدیث: ۲۵۹۴، ص ۱۹۱۳۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿یُرِیدُونَ اَنْ یُبَدِّلُوا کَلَامَ اللّٰہِ﴾، الحدیث: ۷۵۰۱، ص ۶۲۵۔

(۴)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللّٰہ تعالٰی، الحدیث: ۶۳۹، ج ۲، ص ۱۷۔

﴿59﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کو جان لیتا تو کوئی بھی جنت کی تمنا نہ کرتا اور اگر کافر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کو جان لیتا تو کوئی کافر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔'' (۱)

﴿60﴾......حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸، التحریم:۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے اپنے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعالٰی علیہم اَجْمَعِیْن کے سامنے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان غشی کی وجہ سے گر گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے دل پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے نوجوان! لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔'' اس نے کہا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے جنت کی بشارت دی، صحابۂ کرام علیہم الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا وہ ہم میں سے نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔ (۲)

۞۞۞۞۞۞۞

......صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالی......الخ، الحدیث: ۲۹۷۹، ص۱۱۵۵۔

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۱۷۵، ج۳، ص۳۵۷۔

......المستدرک، کتاب التفسیر، باب وفاۃ فتی باستماع آیۃ: قوا انفسکم واھلیکم نارا، الحدیث: ۳۳۹۰، ج۳، ص۹۳۔

﴿2﴾......حشر، حساب، شفاعت، پل صراط اور اس کے متعلقات

یہ بحث کئی فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل: حشر وغیرہ کا بیان

میدانِ محشر میں لوگوں کی حالت:

﴿1﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بے ختنہ ملو گے۔''[1]

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی کہ تمام مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟'' تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ معاملہ اتنا سخت ہو گا کہ وہ اس جانب توجہ بھی نہ کر سکیں گے۔''[2]

﴿3﴾......ایک دوسری روایت میں ہے: حضرت سیِّدَتُنا امّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''ہائے افسوس! ہم ایک دوسرے کو اس حالت میں دیکھ رہے ہوں گے۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ مشغول ہوں گے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے دوبارہ عرض کی: ''کون سی چیز انہیں مشغول کر دے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نامۂ اعمال کا کھلنا انہیں مشغول کر دے گا کہ جس میں ان کے چیونٹی اور رائی کے برابر اعمال کا وزن بھی شامل ہو گا۔''[3]

﴿4﴾......اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''کیا ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ (اپنے آپ میں)

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر، الحدیث: ۶۵۲۵، ص۵۴۷۔

[2] ......المرجع السابق، الحدیث: ۶۵۲۷۔

[3] ......المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۳۳، ج۱، ص۲۴۳۔

مشغول ہوں گے:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ (پ ۳۰،عبس: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔ [۱]

﴿5﴾......ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک عورت نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے بعض بعض کو کیسے دیکھیں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(خوفِ الٰہی سے) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔'' اور اس کے ساتھ ہی آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نگاہیں آسمان کی طرف بلند فرما دیں تو اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرا پردہ رکھے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی: ''یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کا پردہ رکھنا۔'' [۲]

﴿6﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں کو سفید اور چٹیل زمین میں جمع کیا جائے گا جو سفید گول روٹی کی طرح ہوگی کہ جس میں کسی کی کوئی علامت (یعنی پہچان) نہ ہوگی۔'' [۳]

﴿7﴾......ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ (پ ۱۹، الفرقان: ۳۴)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل۔

تو کیا کافر کو اس کے چہرے کے بل ہانک کر لایا جائے گا؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا وہ ذات جس نے دنیا میں اسے پاؤں کے بل چلایا وہ اسے قیامت کے دن چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں۔'' جب یہ بات حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! (وہ ایسا کرنے پر قادر ہے)۔'' [۴]

---

[۱] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۹۱، ج۲۴، ص۳۴۔
[۲] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۷۵۵، ج۳، ص۹۰۔
[۳] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الحدیث: ۶۵۲۱، ص۵۴۷۔
[۴] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بَابِ سورۃ الفرقان، الحدیث: ۴۷۶۰، ص۴۰۳۔
جامع الاصول للجزری، کتاب القیامۃ، الباب الثانی: فی احوالھا، الحدیث: ۷۹۴۹، ج۱۰، ص۳۹۸۔

﴿8﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بے شک تم پیدل اور سوار اکٹھے کئے جاؤ گے اور اپنے چہروں کے بل چلائے جاؤ گے۔“ (۱)

﴿9﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے: رغبت رکھنے والے اور ڈرنے والے، ایک اونٹ پر دو دو، ایک اونٹ پر تین تین، ایک اونٹ پر چار چار اور ایک اونٹ پر دس دس (۲)، باقی سب لوگوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دوپہر کریں گے وہیں آگ بھی دوپہر کو موجود ہوگی جہاں وہ رات بسر کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہوگی، جہاں وہ صبح کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہ ان کے ساتھ ہی شام کرے گی۔“ (۳)

بروزِ قیامت پسینہ کی کیفیت:

﴿10﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین پر 70 ہاتھ تک پھیل جائے گا اور وہ اس میں ڈوب رہے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔“ (۴)

﴿11﴾......ایک روایت میں ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ﴿۶﴾ (پ ۳۰، المطففین: ٦)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اور پھر ارشاد فرمایا: ”ان میں سے ایک شخص اپنے نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔“ (۵)

﴿12﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”قیامت کے

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۱۴۳، ص ۱۹۷۰، بتغیرٍ۔

(۲)......یعنی جتنی نیکیاں کم اتنی اونٹوں پر شرکت زیادہ ہوگی۔

(۳)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحَشْر، الحدیث: ۶۵۲۲، ص ۵۴۷۔

(۴)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (اَلَا یَظُنُّ اُولٰئِکَ اَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْن......)، الحدیث: ۶۵۳۲، ص ۵۴۸۔

دن سورج مخلوق کے اس قدر قریب ہوگا کہ ایک میل کی مقدار رہ جائے گا۔'' حضرت سیِّدُنا سلیم بن عامر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: ''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مِیل سے زمین کی مسافت مراد ہے یا آنکھوں میں سرمہ ڈالنے والی سلائی۔'' اور پھر ارشاد فرمایا: ''لوگ اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، ان میں سے بعض کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک ہوگا اور کسی کے منہ میں پسینہ لگام دیئے ہوگا۔'' راوی فرماتے ہیں: یہ ارشاد فرماتے ہوئے دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اَقدس سے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔'' (۱)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''پسینہ بعض کی نصف پنڈلی تک پہنچے گا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی پیٹھ تک، بعض کے کولہوں تک، بعض کے کندھوں تک، بعض کی گردن تک اور بعض کے منہ تک پہنچے گا۔'' (راوی فرماتے ہیں:) آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ اقدس سے منہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے منہ میں لگام ڈالے ہوگا اور (پھر فرمایا:) ''کسی کو اس کا پسینہ ڈھانپ لے گا۔'' (۲)

﴿14﴾......حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''جب سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ابن آدم کو پیدا فرمایا اس نے اپنے اوپر موت سے زیادہ شدید چیز کوئی نہیں دیکھی، پھر یقیناً موت اپنے بعد (کی تکلیفوں) سے زیادہ آسان ہے، بے شک وہ قیامت کے دن کو اس قدر ہولناک پائیں گے کہ پسینہ انہیں لگام ڈالے ہوگا یہاں تک کہ اگر کشتیاں اس میں چلائی جائیں تو چل پڑیں۔'' (۳)

﴿15﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قیامت کے دن پسینہ انسان کے منہ کو لگام ڈالے ہوگا تو وہ عرض کرے گا: ''اے ربعَزَّوَجَلَّ! مجھے اگرچہ جہنم میں ڈال دے مگر اس سے راحت دے دے۔'' (۴)

......المرجع السابق، الحديث: ۵۶۳۱۔

......صحيح مسلم، كتاب الجنة، بَاب فِي صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَعَانَنَا اللّٰهُ عَلَى اَهْوَالِهَا، الحديث: ۷۲۰۶، ص ۱۱۷۴۔

......المستدرك، كتاب الاهوال، باب تَدْنُو الشَّمْسُ مِنَ الْاَرْضِ فَيَعْرَقُ النَّاسُ......الخ، الحديث: ۸۷۴۴، ج۵، ص ۷۸۹۔

بروزِ قیامت مؤمنین کی حالت:

﴿16﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ۶ (پ ۳۰،المطففین:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

50 ہزار سالہ دن کا نصف حصہ مومن پر یہ دن اس قدر آسان ہوگا جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہوجائے۔''(۱)

﴿17﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:'' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مومن پر اتنا آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس پر فرض نماز سے بھی کم ہوجائے گا۔''(۲)

﴿18﴾......سرکارِوالاتَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن تمہیں جمع کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس امت کے فقرا اور مساکین کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہوں گے اوران سے کہا جائے گا کہ'' تم نے کیا عمل کیا؟'' تو وہ کہیں گے:'' اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں مصیبتوں میں مبتلا کیا تو ہم نے صبر کیا اور مال واسباب اور بادشاہی ہمارے علاوہ دوسروں کو عطا فرمائی۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:'' تم نے سچ کہا۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:'' وہ دیگر لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے جبکہ امیروں اور حکمرانوں پر حساب کی شدت باقی رہے گی۔'' لوگوں نے عرض کی:'' اس دن ایمان والے کہاں ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:'' ان کے لئے نور کی کرسیاں بچھائی جائیں گی اوران پر بادل سایہ کرے گا اور وہ دن مؤمنین پر دن کی ایک گھڑی سے بھی ہلکا ہوگا۔''(۳)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۱۹۷۶، ج۱، ص۵۳۵۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۰۸۳، ج۱۰، ص۱۰۰۔

(۳)......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ہریرة، الحدیث:۵۹۹۹، ج۵، ص۳۰۸۔

{19}......سیِّد عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَـیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک فقرا اغنیا سے 500 سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔'' (۱)

بروزِ قیامت نور کا بمطابق اعمال ہونا:

﴿20﴾......رحمتِ عالم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگوں کو میدانِ حشر میں ان کے اعمال کی مثل نور عطا کیا جائے گا،کسی کو بہت بڑے پہاڑ کی مثل نور عطا کیا جائے گا جو ان کے آگے دوڑ رہا ہوگا،کسی کو اس سے کم نور عطا کیا جائے گا،کسی کو ہاتھ پر کھجور کے درخت کی مثل نور عطا ہوگا جو اس کے آگے دوڑتا ہوگا اور کسی کو اس سے کم دیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص کو پاؤں کے انگوٹھے پر نور عطا کیا جائے گا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھے گا،جب وہ روشن ہوگا تو وہ آگے بڑھے گا اور جب بجھے گا تو ٹھہر جائے گا۔'' (۲)

روزِ محشر ادنیٰ مومن کا مقام:

﴿21﴾......اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:لوگ پل صراط پر سے اپنے نور کے مطابق گزریں گے،ان میں سے بعض پلک جھپکنے کی دیر میں گزریں گے تو بعض بجلی کی طرح،بعض بادلوں کی طرح گزریں گے تو بعض ستارے ٹوٹنے کی طرح،بعض ہوا کی طرح گزریں گے تو بعض گھوڑے کے دوڑنے کی طرح،بعض کجاوہ باندھنے کی طرح گزریں گے یہاں تک کہ جسے اُس کے قدموں کے ظاہر پر نور عطا کیا جائے گا وہ چہرے،ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلے گا،ایک ہاتھ کھینچے گا تو دوسرا اٹک جائے گا،ایک پاؤں کھینچے گا تو دوسرا پھنس جائے گا،اس کے پہلوؤں کو آگ پہنچ رہی ہوگی،وہ چھٹکارا پانے تک اسی کیفیت میں رہے گا، پھر جب آزاد ہوجائے گا تو کھڑا ہوجائے گا اور کہے گا:''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو کسی کو عطا نہیں کیا کہ مجھے عذاب کے دیکھنے کے بعد اس سے نجات عطا فرمائی۔''

پھر وہ جنت کے دروازے پر ایک تالاب کی طرف جائے گا اور اس میں غسل کرے گا اور اسے اہلِ جنت اور ان

---

(۱)......الاحسان بترتیب......،کتاب اخبارہ،باب اخبارہ عن البعث......الخ، الحدیث:۷۲۹۰،ج۹،ص۲۱۶۔

(۲)......المرجع السابق، باب وصف الجنۃ واھلھا، الحدیث: ۷۳۷۶،ص۲۵۳۔

کے رنگوں کی خوشبو آئے گی تو وہ دروازے کے سوراخوں سے جنت کی نعمتیں ملاحظہ کر کے عرض کرے گا:''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:''کیا تو جنت کا سوال کرتا ہے حالانکہ میں نے تجھے دوزخ سے نجات عطا فرمائی ہے؟'' تو وہ کہے گا:''میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل کر دے یہاں تک کہ میں اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سن سکوں۔'' پس وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور اپنے سامنے ایک محل دیکھے گا یا اس کے سامنے کھڑا کیا جائے گا گویا وہ محل اس کی نسبت سے ایک خواب ہوگا تو وہ کہے گا:''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے یہ محل عطا فرما دے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:''اگر میں تجھے یہ عطا کر دوں تو ہو سکتا ہے تو کوئی دوسری چیز مانگ لے۔'' وہ عرض کرے گا:''نہیں! اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا اور اس سے بہتر بھی کوئی محل ہو سکتا ہے؟'' وہ اسے عطا کر دیا جائے گا تو وہ اس میں جائے گا اور اپنے سامنے ایک اور محل دیکھے گا اور اسی طرح کہے گا جیسے پہلے کہا تھا پھر وہ اس میں بھی داخل ہو جائے گا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا:''تجھے کیا ہوا کہ کچھ نہیں مانگ رہا؟'' تو وہ عرض کرے گا:''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے مانگتا رہا یہاں تک کہ مجھے اب تجھ سے شرم آتی ہے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تجھے ابتدائے دنیا سے فنائے دنیا تک کی مثل اور اس سے 10 گنا زیادہ عطا فرما دوں؟'' تو وہ عرض کرے گا:''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا تو مجھ سے استہزاء فرما رہا ہے حالانکہ تو رب العزَّت ہے؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:''نہیں، بلکہ میں اس پر قادر ہوں، لہٰذا مانگ۔'' تو وہ عرض کرے گا:''میری ملاقات لوگوں کے ساتھ کرا دے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:''جاؤ، لوگوں سے ملو۔'' لہٰذا وہ چل دے گا اور جنت میں لپک لپک کر چلے گا یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے قریب پہنچ جائے گا تو اس کے سامنے ایک موتیوں کا محل کھڑا کیا جائے گا تو وہ سجدہ میں گر جائے گا، اسے کہا جائے گا:''اپنا سر اٹھا، تجھے کیا ہوا ہے؟'' وہ عرض کرے گا:''میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کی یا مجھے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرایا گیا ہے۔'' تو اسے کہا جائے گا:''یہ تو تیرے ہی محلوں میں سے ایک محل ہے۔''

پھر وہ ایک شخص سے ملے گا تو (شکر کے) سجدوں کے لئے تیار ہو جائے گا اسے کہا جائے گا:''ٹھہر جا۔'' تو وہ عرض

کرے گا: ''میرے خیال میں تم یقیناً فرشتے ہو۔'' وہ کہے گا: ''میں تو آپ کے خزانچیوں میں سے ایک خزانچی اور خدّام میں سے ایک خادم ہوں، میرے ماتحت میرے جیسے ہی ایک ہزار خزانچی ہیں۔'' چنانچہ، وہ اس کے آگے آگے چلے گا یہاں تک کہ اس کے لئے محل کا دروازہ کھولا جائے گا جو ایک ہی موتی کا ہوگا اور اس کی چھتیں، دروازے، تالے اور چابیاں بھی موتیوں سے تراشیدہ ہوں گے، اس کے سامنے کا محل سبز ہوگا جو اندر سے سرخ ہوگا، اُس کے 70 دروازے ہوں گے، ہر دروازہ اندر سے سبز محل کی طرف کھلے گا، ہر محل دوسرے محل کی طرف کھلے گا کہ جس کا رنگ مختلف ہوگا، ہر محل میں تخت، بیویاں اور نوعمر خادمائیں ہوں گی جن میں سب سے کم حسین بڑی بڑی آنکھوں والی حور ہوگی، اُس پر 70 حُلّے ہوں گے، اس کے حلوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، اِس کا سینہ اُس کے لئے اور اُس کا سینہ اِس کے لئے آئینہ ہوگا، جب وہ اُس سے منہ پھیرے گا تو اُس کی آنکھوں کے حسن میں پہلے سے 70 گنا اضافہ ہوجائے گا، وہ اُس سے کہے گا: ''خدا کی قسم! تو میری آنکھوں میں 70 گنا زیادہ حسین نظر آرہی ہے۔'' تو وہ جواب دے گی: ''بے شک آپ بھی میری آنکھوں میں 70 گنا زیادہ حسین نظر آرہے ہیں۔'' پھر اسے کہا جائے گا: ''نیچے جھانک۔'' وہ نیچے دیکھے گا، تو اسے کہا جائے گا: ''تیری سلطنت 100 سال کی مسافت تک ہے جہاں تک تیری نگاہ پہنچتی ہے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ حدیثِ پاک حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنی تو حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیا آپ نہیں سن رہے کہ اُمّ عبد کے بیٹے (حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہمیں ادنیٰ جنتی کے متعلق کیا بتا رہے ہیں (جب ادنیٰ جنتی کا یہ مقام ہے) تو پھر اعلیٰ جنتی کا مقام کتنا بلند ہوگا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! اعلیٰ جنتی کا مقام وہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔'' اور اس کے بعد انہوں نے بھی ایک حدیثِ پاک ذکر کی۔ (1)

۞۞۞۞۞۞۞

......جامع الترمذی، ابواب الزھد، بَاب مَا جَاءَ اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ......الخ، الحدیث: ۲۳۵۳، ص۱۸۸۸۔

......المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۷۶۳، ج۹، ص۳۵۸، بتغیرٍ قلیلٍ۔

دوسری فصل: حساب وکتاب وغیرہ کا بیان

یومِ حساب کے 4 سوال:

﴿1﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بروزِ قیامت بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ اس سے 4 چیزوں کے متعلق سوال نہ کرلیا جائے گا: (۱)......عمر کے متعلق کہ کن کاموں میں گزاری؟ (۲)......علم کے متعلق کہ اس پر کتنا عمل کیا؟ (۳)......مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور (۴)......جسم کے متعلق کہ کس کام میں پرانا کیا۔''[1]

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اور جوانی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کن کاموں میں گنوائی۔''[2]

﴿3﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ ہلاک ہو گیا۔''[3]

بروزِ قیامت نیکیوں کے پہاڑ کی حیثیت:

﴿4﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر ایک شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں یومِ پیدائش سے بوڑھا ہو کر مرنے کے دن تک چہرے کے بل گرا رہے تو پھر بھی اسے قیامت کے دن حقیر ہی سمجھے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش! اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جاتا تاکہ وہ زیادہ اجر وثواب حاصل کرتا۔''[4]

ادنیٰ دُنیوی نعمت کی قیمت:

﴿5﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن ابن آدم کے 3 رجسٹر نکالے جائیں گے: ایک میں اس کے اچھے عمل لکھے ہوں گے اور دوسرے میں گناہ لکھے ہوں گے اور

---

[1]......جامع الترمذی، ابواب صِفَة القِیامَة، باب فی القِیامَة، الحدیث: ۲۴۱۷، ص۱۸۹۴۔

البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۶۴۶، ج۷، ص۸۸۔

[2]......جامع الترمذی، ابواب صِفَة القِیامَة، باب فی القِیامَة، الحدیث: ۲۴۱۶، ص۱۸۹۴۔

[3]......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب اِثْبَاتِ الْحِسَابِ، الحدیث: ۷۲۲۸، ص۱۱۷۶۔

[4]......المسند للامام احمد بن حنبل، حَدِیثُ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِیِّ اَبِی الْوَلِیْدِ، الحدیث: ۱۷۶۶۱۔۱۷۶۶۲، ج۶، ص۲۰۳۔

تیسرے میں اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں لکھی ہوں گی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نعمتوں کے رجسٹر میں موجود سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا: ''اس کے نیک اعمال سے اپنی قیمت وصول کرلے۔'' وہ اس کے سارے نیک اعمال کو گھیر لے گی، پھر ایک جانب ٹھہر کر عرض کرے گی: ''تیری عزت کی قسم! میں نے تو ابھی اپنی پوری قیمت بھی وصول نہیں کی۔'' لہٰذا باقی گناہ اور نعمتیں رہ جائیں گی لیکن نیک اعمال ختم ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے پر رحم کرنے کا ارادہ فرمائے گا، تو ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے تیری نیکیوں کو دوگنا کر دیا اور تیری خطاؤں کو معاف کر دیا۔'' راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تجھے اپنی نعمتیں عطا کر دیں۔'' [1]

حبشی کی قسمت:

﴿6﴾......مروی ہے کہ حبشہ کا ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رنگ اور نبوت کے اعتبار سے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہم پر فضیلت دی گئی ہے، کیا خیال ہے کہ اگر میں بھی اسی طرح ایمان لے آؤں جس طرح دیگر لوگ ایمان لائے اور اسی طرح عمل کروں جس طرح انہوں نے عمل کیا ہے تو کیا میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟'' تو حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا اس کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں جنت کا وعدہ ہے اور جس نے سبحان اللہ کہا اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔''

اُس شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کے بعد ہم کیونکر ہلاک ہوں گے؟'' تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک آدمی قیامت کے دن اتنے اعمال لے کر آئے گا کہ اگر اسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو اس پر بھاری ہو، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آئے گی کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت وفضل شامل حال نہ ہو تو

[1] ......الترغیب والترھیب، کتاب البعث واھوال یوم القیامۃ، فصل فی ذکر الحساب وغیرہ، الحدیث۵۵۱۸، ج۴، ص۲۲۳۔

قریب ہے کہ وہ اس کے تمام اعمال کو ختم کر دے۔'' پھر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ﳓ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ② اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ⑥ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ⑦ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ⑨ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ⑪ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا ⑫ مُّتَّكِـٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىٕكِ ۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ⑬ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ⑭ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ⑮ قَوَارِیْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ⑯ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ⑰ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ⑱ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ⑲ وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ⑳ (پ۲۹، الدھر ۱ تا ۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا، بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا، بے شک ہم نے اسے راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری کرتا، بے شک ہم نے کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ، بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے، وہ کافور کیا؟ ایک چشمہ ہے، جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے، اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو، ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے، بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے، تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے، جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر (سخت سردی) اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے، کیسے شیشے چاندی کے ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا اور

اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہوگی، وہ ادرک کیا ہے؟ جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔

اُس حبشی نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں بھی جنت میں وہی چیزیں دیکھوں گا جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) وہ حبشی رونے لگ گیا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی، حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''میں نے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُسے قبر میں اُتارتے دیکھا۔'' (1)

جنت میں داخلہ رحمتِ الٰہی سے ہوگا:

﴿7﴾ ...... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اچانک میرے پاس میرے خلیل جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور کہا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ایک بندے نے سمندر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر 500 سال تک اس کی عبادت کی، اس پہاڑ کی چوڑائی اور لمبائی 30، 30 ہاتھ تھی اور اسے سمندر نے ہر طرف سے 4 ہزار فرسخ (ایک فرسخ 3 میل کا ہوتا ہے) تک گھیرا ہوا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے انگلی جتنی چوڑی شیریں نہر نکالتا جس میں آہستہ آہستہ میٹھا پانی بہتا اور پہاڑ کے نیچے جمع ہو جاتا اور ہر رات انار کے درخت سے ایک انار نکلتا، وہ دن کے وقت عبادت کرتا اور جب شام ہوتی تو اترتا، وضو کرتا اور وہ انار لے کر کھا لیتا، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا، اس نے بوقت وصال اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ وہ سجدے کی حالت میں اس کی روح قبض فرمائے، زمین اور کسی دوسری چیز کو اسے ختم کرنے کی قدرت نہ دے یہاں تک کہ (بروزِ قیامت) وہ سجدے کی حالت میں ہی اُٹھایا جائے۔''

حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا، جب ہم نیچے اُترتے یا چڑھتے تو اس کے پاس سے گزرتے اور ہمارے علم میں ہے کہ اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا ہوگا تو

...... المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۵۸، ج۱، ص۱۴۳۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے متعلق ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میرے عمل سے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میرے عمل سے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کے عمل کا اسے دی گئی میری نعمتوں سے موازنہ کرو۔'' تو آنکھ کی نعمت اس کی 500 سالہ عبادت کو گھیر لے گی اور باقی جسم کی نعمتیں اس پر زائد ہوں گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کو جہنم میں داخل کردو۔'' تو اسے جہنم کی طرف کھینچا جائے گا، وہ پکارے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اسے واپس لے آؤ۔'' اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: ''اے میرے بندے! تجھے کس نے زندگی بخشی حالانکہ تو کچھ نہ تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کس نے تجھے 500 سال عبادت کرنے کی قوت دی؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کس نے تجھے عظیم سمندر کے درمیان پہاڑ پر ٹھہرایا، تیرے لئے نمکین پانی میں سے میٹھا پانی نکالا اور تیرے لئے ہر رات ایک انار پیدا کیا جبکہ وہ سال میں ایک مرتبہ نکلتا ہے؟ اور تو نے کس سے عرض کی کہ میری روح سجدے کی حالت میں قبض کرنا تو ایسا ہی کیا گیا؟'' تو وہ بندہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! یہ سب کچھ کرنے والا تو ہے۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''یہ سب میری رحمت سے ہی تو ہے اور میں اپنی رحمت سے ہی تجھے جنت میں بھی داخل کرتا ہوں، میرے بندے کو جنت میں داخل کردو، اے میرے بندے! تو کتنا اچھا تھا۔'' پس اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ داخلِ جنت فرمادے گا۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''اے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بے شک تمام اشیاء اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہی ہیں۔'' [1]

﴿8﴾...... سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سیدھی راہ پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور بشارتیں دو کیونکہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرے گا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض

[1] ......المستدرک، کتاب التوبۃ و الانابۃ، باب حکایۃ عابد عبد اللہ......الخ، الحدیث ۷۷۱۲، ج۵، ص۳۵۵۔

کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی نہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور نہ ہی مجھے، مگر یہ کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔''[1]

﴿9﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اور نہ ہی مجھے، مگر یہ کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔'' راوی فرماتے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس اپنے سرِ انور کے اوپر رکھ دیا۔''[2]

بروزِ قیامت حق دار کے حق کی وصولی:

﴿10﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن اہلِ حقوق کو ان کے حقوق دیئے جائیں گے حتی کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا۔''[3]

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مخلوق سے ایک دوسرے کا بدلہ لیا جائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا حتی کہ ایک چیونٹی سے دوسری چیونٹی کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔''[4]

﴿12﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن ہر چیز (اپنے حقوق کے لئے) جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ دو بکریاں جنہوں نے ایک دوسری کو سینگ مارے ہوں گے۔''[5]

﴿13﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ایک خدمت گزار کنیز یا حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آواز دی لیکن انہوں نے جواب نہ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہو گئے، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں مسواک تھی، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب صِفَاتِ الْمُنَافِقِیْنَ، باب لَنْ یَّدْخُلَ اَحَدٌ الْجَنَّۃَ بِعَمَلِہٖ......الخ، الحدیث:۷۱۲۲، ص۱۱۶۹۔

[2] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۴۸۶، ج۴، ص۱۰۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۸۰، ص۱۱۲۹۔

[4] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:۸۷۶۴، ج۳، ص۲۸۹۔

[5] ......المرجع السابق، الحدیث:۹۰۸۲، ص۳۴۳۔

فرمایا: ''اگر مجھے بدلہ لئے جانے کا خوف نہ ہوتا تو تجھے اس مسواک سے مارتا۔'' (۱)

﴿14﴾……سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن بندوں کو یا لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ اور بغیر کسی چیز کے۔'' راویٔ حدیث حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اُنَیس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی: ''بُھْمًا سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُن کے پاس کچھ نہ ہوگا، پھر اُنہیں آواز دی جائے گی جسے دور والا بھی اسی طرح سنے گا جس طرح قریب والا سنے گا: میں دیّان (یعنی فیصلہ فرمانے والا) ہوں، میں مالک ہوں، کوئی جہنمی جہنم میں داخل نہ ہو جب تک کہ اس پر کسی جنتی کا حق ہو یہاں تک کہ میں اُس سے اِس کا بدلہ لے لوں اور کسی جنتی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس پر کسی جہنمی کا حق ہو یہاں تک کہ میں اُس سے اِس کا بدلہ لے لوں حتّٰی کہ ایک طمانچے کا بھی۔'' راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: ''یہ کیسے ہوگا جبکہ لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ اور بغیر کسی چیز کے ہوں گے؟'' تو حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکیاں اور برائیاں (بدلہ بنیں گی)۔'' (۲)

مفلس اُمتی:

﴿15﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میری اُمَّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، پس اِسے بھی اُس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اُسے بھی اُس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر حقوق پورے ہونے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اُسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (۳)

۱……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند امّ سلمۃ، الحدیث:۶۹۰۸، ج۶، ص۹۴۔

۲……المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد اللہ بن انیس، الحدیث:۱۶۰۴۲، ج۵، ص۴۲۹۔

المستدرک، کتاب الأھوال، باب موت ابن وھب بسمع کتاب الأھوال، الحدیث:۸۷۵۵، ج۵، ص۷۹۳۔

۳……صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث:۶۵۷۹، ص۱۱۲۹۔

بروزِ قیامت والدین اور اولاد کا عالم:

﴿16﴾......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: والدین کا اپنی اولاد پر کچھ دین ہو تو جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ اس قرض کے ساتھ معلق ہو جائیں گے، بیٹا کہے گا: ''میں تو تمہارا بیٹا ہوں (معاف کردو)۔'' والدین چاہیں گے یا تمنا کریں گے کہ کاش یہ قرض اس سے بھی زیادہ ہوتا۔'' (1)

بروزِ قیامت کفار و اہلِ کتاب کی کیفیت:

﴿17﴾......مسلم شریف میں ہے، راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟'' حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں، کیا دوپہر کے وقت جبکہ دھوپ نکلی ہوئی ہو اور آسمان میں بادل بھی نہ ہوں تو تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ اور کیا چودہویں کی رات چاندنی رات میں جبکہ چاندنی چھائی ہوئی ہو اور آسمان میں بادل بھی نہ ہوں تو تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں، یارسول **اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسی طرح تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرنے میں کوئی رکاوٹ یا تکلیف نہیں ہو گی، قیامت کے روز ایک پکارنے والا پکارے گا: تم میں سے جو قوم جس بت یا پتھر کو پوجتی تھی آج اس کے پیچھے ہو جائے۔ چنانچہ، ایسے تمام لوگ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہی لوگ رہ جائیں گے جو خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، ان میں اہلِ کتاب کے کچھ لوگ بھی شامل ہوں گے۔

پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا: ''تم کس کی پوجا کیا کرتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عزیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عبادت کیا کرتے تھے۔'' ان سے کہا جائے گا: ''تم جھوٹے ہو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا دے۔'' پھر انہیں اشارے سے کہا جائے گا: ''تم پانی کی طرف کیوں نہیں جاتے، اس

---

(1) ......المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۵۲۶، ج۱۰، ص۲۱۹۔

کے بعد انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، وہ جہنم گویا کہ سراب ہوگی (یعنی دکھائی دے گا کہ وہ ریت اور پانی ہے لیکن ہوگی آگ) کہ اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا پھر وہ جہنم میں جا پڑیں گے۔

پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: ''تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا مسیح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پوجا کیا کرتے تھے۔'' تو ان سے کہا جائے گا: ''تم جھوٹے ہو، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' وہ بھی کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا دے۔'' پھر انہیں بھی اشارے سے کہا جائے گا: تم پانی کی طرف کیوں نہیں جاتے، اس کے بعد انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا گویا کہ وہ سراب ہے، اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا۔'' چُنانچہ، وہ سب دوزخ میں جا پڑیں گے یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتے تھے خواہ وہ نیک ہوں یا بد۔

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بہت قریب سے ایک ایسی صورت میں جلوہ فرمائے گا کہ جس صورت کو وہ دنیا میں دیکھ چکے ہوں گے، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا کہ ''تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ حالانکہ آج ہر ایک اس کے ساتھ ہے جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔'' تو وہ عرض کریں گے: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم نے تو اُن لوگوں کو دنیا ہی میں چھوڑ دیا تھا حالانکہ ان کی بڑی ضرورت تھی اور ہم نے ان لوگوں کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گی: ''میں ہی تمہارا رب ہوں۔'' وہ عرض کریں گے: ''ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔'' وہ 2 یا 3 مرتبہ کہیں گے کہ ''ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔''

وہ ایسا وقت ہوگا کہ بعض مسلمانوں کے دل ڈگمگانے لگیں گے، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے کہ جس سے تم اپنے رب کو پہچان سکو؟'' مسلمان کہیں گے: ''ہاں۔'' پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ (اپنی شان کے لائق) پنڈلی ظاہر فرمائے گا، (اس منظر کو دیکھ کر) جو شخص بھی دنیا میں محض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی رضا کے لئے سجدہ کرتا تھا اس کو سجدہ کی اجازت مل جائے گی اور جو شخص دنیوی خوف یا ریا کاری کے لئے سجدہ کرتا تھا اسے سجدہ کی اجازت نہیں ملے گی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی پیٹھ ایک تختہ کی طرح کر دے گا کہ جب بھی وہ سجدہ کرنا چاہے گا

گدِّی کے بل گر جائے گا، پھر مسلمان اپنا سر سجدہ سے اٹھائیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی صورت میں ہوگا (جس صورت کا تصوُّر نہیں کیا جاسکتا اور) جس میں انہوں نے اسے پہلے دیکھا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں تمہارا رب ہوں۔'' مسلمان کہیں گے: ''تو ہی ہمارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہے۔''

پھر جہنم کے اوپر پل صراط بچھا دیا جائے گا اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اس وقت سب کہیں گے: ''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ سلامت رکھ، سلامت رکھ۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ پل کیسا ہوگا؟'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک پھسلاہٹ والی چیز ہوگی یعنی جس پر قدم نہ ٹھہر سکیں گے اور اس میں دندانے دار کانٹے ہوں گے، وہ لوہے کے کانٹے سَعْدَان نامی جھاڑی کی طرح ہوں گے، بعض مسلمان اس پل سے پلک جھپکنے کی دیر میں گزر جائیں گے، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض پرندوں کی طرح، بعض تیز رفتار اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹوں کی طرح گزریں گے۔ یہ سب صحیح سلامت گزر جائیں گے جبکہ بعض مسلمان کانٹوں سے اُلجھتے ہوئے پار پہنچیں گے اور بعض کانٹوں سے زخمی ہوکر جہنم میں گر جائیں گے یہاں تک کہ سب مؤمنین جہنم سے نجات پا جائیں گے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو مومن نجات پا کر جنت میں چلے جائیں گے وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسے کوئی اپنا حق حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کرتا ہے۔'' (1)

شفاعت کا بیان:

﴿18﴾...... بخاری ومسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اس دن تم مؤمنین کو دیکھو گے کہ وہ (بطورِ ناز) اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے بھائیوں کو چھڑانے کے لئے اس سے بھی سخت جھگڑا کریں گے جیسا تم اپنا حق حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کرتے ہو اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! وہ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔'' تو ان سے کہا جائے گا: ''جسے تم جانتے ہو نکال لاؤ۔'' پس ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی اور کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے کہ جنہیں نصف

(1)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث: ۴۵۴، ص ۱۰۷۔

پنڈلیوں اور گھٹنوں تک آگ پہنچ چکی ہوگی، وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے جن کا ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال دو۔'' لہٰذا کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔''

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کی مثل نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ۔'' وہ کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے، پھر عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''لوٹ جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی نیکی پاؤ اسے بھی جہنم سے نکال لاؤ۔'' وہ کثیر مخلوق کو باہر نکالیں گے پھر عرض کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم نے جہنم میں کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس میں کچھ بھی بھلائی موجود تھی۔''

اس حدیثِ پاک کے راوی حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اگر تم میری (بیان کردہ) اس حدیثِ پاک کی تصدیق نہیں کرتے تو اگر چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا۝ (پ ۵، النساء: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دُونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''فرشتے، انبیا اور مؤمنین شفاعت کر چکے اب (گناہ گاروں کے لئے) سوائے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے کوئی باقی نہ بچا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنی شایانِ شان) مٹھی بھر کر لوگوں کو جہنم سے نکال لے گا کہ جنہوں نے اصلاً کوئی نیکی نہ کی ہوگی اور وہ لوگ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جنت کے دروازہ پر آبِ حیات کی نہر میں غوطہ دے گا اور وہ اس نہر سے تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں سے دانہ اُگ پڑتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو دانہ پتھر یا درخت کے پاس آفتاب کے رُخ پر ہوتا ہے زرد یا سبز رنگ کا پودا بن جاتا ہے اور جو دانہ سائے کی جانب ہوتا ہے اس کا پودا سفید رنگ کا ہوتا ہے؟ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! (آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو زرعی معاملات ایسے بیان فرما رہے ہیں) گویا کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگلوں میں جانور چراتے رہے ہوں۔''

پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ لوگ اُس نہر سے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے، ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے ہوں گے جن کی وجہ سے اہلِ جنت انہیں پہچان لیں گے اور ان کے متعلق کہیں گے: ''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بغیر کسی نیک عمل کے جنت میں داخل فرما دیا ہے۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ارشاد فرمائے گا: ''جنت میں داخل ہو جاؤ اور جس چیز کو تم دیکھو گے وہ تمہاری ہو جائے گی۔'' وہ لوگ کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو جہاں والوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل چیز ہے۔'' وہ کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کون سی چیز اس سے افضل ہو سکتی ہے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میری رضا اب میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔'' (1)

سرکار کے تبسُّم میں حکمت:

﴿19﴾......خادمِ دربارِ رسالت حضرتِ سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے مسکرایا ہوں؟'' ہم نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بندے کے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کلام کرنے کی وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ وہ کہے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیوں نہیں۔'' وہ عرض کرے گا: ''آج کے دن میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی اور کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''آج تو خود اور کِراماً کاتِبِین تیرے خلاف بطورِ گواہ کافی ہیں۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: ''بولو۔'' تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلق بولنے لگ جائیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اور اس کے کلام کے درمیان خلوت (یعنی تنہائی) پیدا کرے گا تو وہ اپنے اعضاء

......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة، الحدیث: ۴۵۴، ص ۱۱۷۔

صحیح الْبُخَارِی، کِتَاب التَّوحِید، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (وُجُوہٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ) الحدیث: ۷۴۳۹، ص ۶۲۰۔

سے کہے گا: ''دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔'' (۱)

زمین کی خبریں:

﴿20﴾......سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مقدسہ تلاوت فرمائی:

یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاۙ(۴) (پ۳۰، الزلزال:۴) ترجمۂ کنزالایمان: اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔

پھر استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر مرد و عورت کے اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کئے اور کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا۔'' (۲)

بروزِ قیامت انسانوں کی جسامت:

﴿21﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک آدمی کو بلایا جائے گا اور اسے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا، اُس کی جسامت 60 گز لمبی کر دی جائے گی، اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا اور اس کے سر پر چمکدار موتیوں والا تاج رکھا جائے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں کی طرف چل دے گا، وہ اسے دور سے دیکھیں گے اور عرض کریں گے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بھی یہ عطا فرما اور ہمارے لئے بھی اس میں برکت ڈال۔'' یہاں تک کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے کہے گا: ''تمہیں خوشخبری ہو! بے شک تم میں سے ہر ایک کے لئے اسی کی مثل ہے۔''

---

1 ......صحیح مسلم، کِتَاب الزُّھْدِ وَالرَّقَائِق، باب الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِر، الحدیث:۷۴۳۹، ص۱۱۹۳۔

2 ......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ، باب اخبارہ......الخ، الحدیث:۷۳۱۶، ج۹، ص۲۲۷۔

اور کافر کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور انسانی صورت میں ہی اس کا جسم بھی 60 گز لمبا کر دیا جائے گا لیکن اس کے سر پر آگ کا تاج رکھا جائے گا، اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے اور کہیں گے: ''ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہمارے پاس نہ لانا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں پھر وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے ذلیل ورسوا کر دے۔'' تو وہ کہے گا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے! تم میں سے ہر ایک کے لئے بھی اسی کی مثل (عذاب) ہے۔''[1]

❁❁❁❁❁❁❁

فصل3: حوضِ کوثر، میزان اور پل صراط کا بیان

حوضِ کوثر:

﴿1﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ''میرے حوض کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت ہے، اس کے سب کنارے برابر ہیں اور اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے۔''[2]

﴿2﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔''[3]

﴿3﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔''[4]

﴿4﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے آبخورے (یعنی پیالے) آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جس نے اس میں سے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''[5]

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، الحدیث: ۳۱۳۶، ص۱۹۶۹۔

[2] ......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا وَصِفَاتِہٖ، الحدیث: ۵۹۷۱، ص۱۰۸۴۔

[3] ......المرجع السابق، الحدیث: ۵۹۸۹، ص۱۰۸۵۔

[4] ......المرجع السابق، الحدیث: ۵۹۸۹، ص۱۰۸۵۔

[5] ......المرجع السابق، الحدیث: ۵۹۷۱، ص۱۰۸۴۔

﴿5﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اس کا چہرہ کبھی سیاہ نہ ہوگا۔'' (1)

حوضِ کوثر سے کون، کب پئے گا؟

حضرتِ سیِّدُنا قاضی عیاض مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اس کا ظاہری معنی یہی ہے کہ حوضِ کوثر سے پانی کا پینا حساب وکتاب اور پل صراط سے گزرنے کے بعد ہوگا کیونکہ اسے عبور کرنے والا ہی پیاسا ہونے سے محفوظ رہے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے وہی پئے گا جس کے مقدر میں جہنم سے نجات ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس اُمَّت میں سے جو اسے پئے گا اور جہنم میں داخلہ اس کے مقدر میں ہوا تو اسے جہنم میں بغیر پیاس کے عذاب ہوگا کیونکہ ایک دوسری حدیثِ پاک کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ سوائے مرتد کے تمام اُمَّت اسے پئے گی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لینے والے تمام امتوں کے مؤمنین اسے پئیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نافرمان بندوں میں سے جسے چاہے گا عذاب دے گا۔

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا حوضِ کوثر پل صراط کو عبور کرنے سے پہلے میدانِ محشر میں ہے یا جنت کی سرزمین میں ہے کہ جس تک پل صراط عبور کرنے کے بعد ہی پہنچا جاسکے گا؟

حوضِ کوثر کی وسعت:

﴿6﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے 70 ہزار لوگوں کو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' تو حضرت سیِّدُنا یزید بن اَخنس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ لوگ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں سے اس طرح ہیں جس طرح مکھیوں میں بھوری مکھیاں ہوتی ہیں (یعنی بہت کم)۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان 70 ہزار (جنت میں داخل ہونے والوں) میں سے ہر ہزار کے ساتھ 70 ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مزید 3 مٹھیاں (جن کی وسعت خدا و مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں) بھر کر بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔'' کسی نے

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامة الباهلی، الحدیث:۲۲۲۱۵، ج۸، ص۲۷۳۔

عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوض کی وسعت کتنی ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جتنا عدن سے عمان کے درمیان فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی وسیع۔'' اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرما رہے تھے کہ اس میں پانی بہنے کے دو راستے ہیں۔ (۱)

﴿7﴾......ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس حوض پر سب سے پہلے پراگندہ سر اور میلے کچیلے کپڑوں والے مہاجرین فقرا آئیں گے، جو امیر عورتوں سے نکاح نہ کر سکے اور نہ ہی ان کے لئے بادشاہوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' (۲)

{بکھرے بال آزُردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت
بدتر مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزَّت}

﴿8﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرے حوض کی وسعت عدن اور عمان کے درمیانی فاصلے جتنی ہے، جو برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں، جس نے اس سے ایک گھونٹ پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، اس پر سب سے پہلے مہاجرین فقرا آئیں گے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون لوگ ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جن کے سر پراگندہ، چہرے بھوک سے مرجھائے ہوئے اور کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں، جن کے لئے بادشاہوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی وہ حسن و دولت والی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں، ان سے تمام حقوق تو لئے جاتے ہیں لیکن ان کے تمام حقوق دیئے نہیں جاتے۔'' (۳)

﴿9﴾...... حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جنت سے حوض میں دو پرنالے بہتے ہیں ان میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔'' (۴)

---

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۱۵، ج۸، ص۲۷۲۔

(۲)......المرجع السابق، حدیث ثوبان، الحدیث: ۲۲۴۳۳، ص۳۲۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۶۷، ج۲، ص۴۹۱۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا وصفاتہ، الحدیث: ۵۹۹۹، ص۱۰۸۵، بتغیرٍ۔

﴿10﴾......ایک روایت میں ہے: ''میں اہلِ یمن کے پینے کی خاطر اپنے حوض کے کنارے سے لوگوں کو عصا کے ذریعے ہٹاؤں گا، یہاں تک کہ پانی ان کے اوپر سے بہنے لگے گا۔'' (۱)

حوضِ کوثر پر پیالوں کی تعداد:

﴿11﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''حوض پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے پیالے ہوں گے۔'' (۲)

﴿12﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''یا آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔'' (۳)

﴿13﴾......ایک صحیح روایت میں میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس میں سونے اور چاندی کے 2 میزاب (پرنالے) ہیں جو جنت سے بہتے ہیں۔'' (۴)

سرکار کی کرم نوازی:

﴿14﴾......حضرت سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) میں رو پڑی تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا؟'' میں نے عرض کی: ''جہنم کو یاد کیا تو رونے لگ گئی، کیا آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو یاد رکھیں گے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''3 جگہوں پر (میرے سوا) کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا: (۱)......میزان کے پاس یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا بھاری (۲)......اعمال ناموں کے کھلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اسے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں یا پیٹھ کے پیچھے سے اور (۳)...... پل صراط کے پاس جب وہ جہنم کی پشت پر بچھایا جائے گا یہاں

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا و صفاته، الحدیث:۵۹۹۱، ص۱۰۸۵۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا و صفاته، الحدیث:۶۰۰۲، ص۱۰۸۵۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اِثبات حوض نَبِیِّنَا و صفاته، الحدیث:۶۰۰۱، ص۱۰۸۵۔

(۴)......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی برزة الاسلمی، الحدیث:۱۹۸۲۵، ج۷، ص۱۸۸۔

تک کہ بندہ جان لے کہ وہ اسے عبور کرلے گا یا نہیں۔'' (۱)

﴿15﴾......حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بروزِ قیامت اپنی شفاعت کا سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شفاعت کروں گا۔'' میں نے عرض کی: ''میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کہاں تلاش کروں؟'' ارشاد فرمایا: ''پہلے مجھے پل صراط کے پاس تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کی: ''اگر پل صراط کے پاس نہ پاؤں تو (پھر کہاں تلاش کروں)؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کی: ''اگر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میزان کے پاس بھی نہ پاؤں تو (پھر کہاں تلاش کروں)؟'' ارشاد فرمایا: ''پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان 3 جگہوں میں سے ایک پر ضرور مل جاؤں گا۔'' (۲)

میزان کی کیفیت:

﴿16﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن (اتنا بڑا) میزان رکھا جائے گا کہ اگر اس میں آسمان وزمین کا وزن کیا جائے یا رکھے جائیں تو اس میں سما جائیں، فرشتے عرض کریں گے: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس کے ذریعے کس کا وزن کیا جائے گا؟'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اپنی مخلوق میں سے جس کا چاہوں گا۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''تیرے لئے پاکی ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔'' پھر اُسترے کی طرح تیز پل صراط کو رکھا جائے گا تو فرشتے عرض کریں گے: ''اسے کون عبور کر سکے گا؟'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میری مخلوق میں سے جسے میں چاہوں گا۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''تیرے لئے پاکی ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔'' (۳)

---

(۱)......سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی ذکر المیزان، الحدیث۴۷۵۵، ص۱۵۷۳۔
المستدرک، کتاب الأهوال، باب ذکر عرض الأنبیاء......الخ الحدیث:۸۷۶۲، ج۵، ص۷۹۸، ''أیجوز'' بدله ''أینجو''۔
(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب ما جاء فی شأن الصراط، الحدیث۲۴۳۳، ص۱۸۹۶۔
جامع الاصول للجزری، الکتاب التاسع، الفصل الرابع، الفرع الثالث، الحدیث:۸۰۰۲، ج۱۰، ص۴۳۹۔
(۳)......المستدرک، کتاب الأهوال، باب ذکر وسعة المیزان، الحدیث۸۷۷۸، ج۵، ص۸۰۷، بتغیرِقلیلٍ۔

پلِ صراط:

﴾17﴿......حضرت سیِّدُ نا عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جہنم کے اوپر تیز دھار تلوار کی مثل پل صراط بچھایا جائے گا جس پر پھسلن ہوگی، اس پر آگ کے اُچک لے جانے والے دندانے دار کانٹے ہوں گے، ان سے اُلجھنے والے بعض جہنم میں گر پڑیں گے اور بعض زخمی ہو جائیں گے اور کچھ بجلی کی تیزی سے گزر جائیں گے، نجات پانے والے ان میں نہ پھنسیں گے اور کچھ ہوا کی طرح گزر جائیں گے اور وہ بھی نہ اٹکیں گے، پھر کچھ گھوڑے کی رفتار میں گزریں گے، پھر کچھ آدمی کے دوڑنے کی طرح، کچھ تیز چلنے والے کی طرح اور کچھ عام رفتار سے پیدل چلنے والے کی طرح گزریں گے، پھر ان میں سے آخری انسان وہ ہوگا جسے آگ نے جلا دیا ہوگا اور وہ اس میں کافی عذاب پا چکا ہوگا، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے فضل وکرم اور رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے کہا جائے گا: ''اپنی خواہش کا اظہار کر اور مانگ۔'' تو وہ عرض کرے گا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کیا تو مجھ سے استہزا فرماتا ہے حالانکہ تو ربُّ العزّت ہے؟'' اسے کہا جائے گا: ''اپنی خواہش کا اظہار کر اور مانگ۔'' یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ بھی ہے جو تو نے مانگا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی ہے۔''[1]

﴾18﴿......حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ مبشّر انصاریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو امّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی موجودگی میں یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو اصحابِ شجرہ میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔'' اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں داخل نہ ہوں گے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں ڈانٹ دیا تو انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ (پ۱۶،مریم:۷۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بھی تو

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۸۹۹۲، ج۹، ص۲۰۳۔

ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ (پ۱۶، مریم: ۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔“ (1)

﴿19﴾......صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی ایک جماعت میں پل صراط پر سے گزرنے کے معاملے میں اختلاف پیدا ہوا تو بعض نے کہا کہ مومن اس میں داخل نہیں ہوں گے اور بعض نے کہا کہ پہلے اس میں تمام داخل ہوں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اہلِ تقویٰ کو بچالے گا، کسی نے حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: سب اس پر وارد ہوں گے، پھر اپنی انگلیاں اپنے کانوں کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے نہ سنا ہو کہ گزرنے سے مراد داخل ہونا ہے، یعنی ہر نیک و بد اس میں داخل ہوگا، پھر یہ آگ مؤمنین پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ہوئی یہاں تک کہ جہنم کی آگ اُن کی ٹھنڈک سے ٹھنڈی ہو جائے گی:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ (پ۱۶، مریم: ۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔ (2)

﴿20﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”لوگ جہنم پر آئیں گے، پھر اپنے اعمال کے مطابق اُسے پار کریں گے، ان میں سے بعض بجلی کے چمکنے کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض گھوڑے کی دوڑنے کی طرح، بعض اونٹ سوار کی طرح، بعض آدمی کے دوڑنے کی طرح اور بعض پیدل چلنے والے کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔“ (3)

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اصحاب الشجرة، الحدیث: ۶۴۰۴، ص۱۱۱۷۔

(2)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابربن عبد اللّٰہ، الحدیث: ۱۴۵۲۷، ج۵، ص۸۰۔

(3)......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة مریم، الحدیث: ۳۱۵۹، ص۱۹۷۲۔

باپ اور بیٹے کا واقعہ:

﴾21﴿......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن ایک شخص اپنے والد سے ملے گا اور کہے گا: ''اے میرے باپ! مَیں آپ کا کیسا بیٹا تھا؟'' وہ کہے گا: ''تو اچھا بیٹا تھا۔'' وہ کہے گا: ''کیا آج آپ میرے پیچھے چلیں گے؟'' اس کا والد جواب دے گا: ''ہاں!'' تو وہ کہے گا: ''آپ میرے کپڑے پکڑ لیں۔'' وہ اس کے کپڑے کو پکڑ لے گا، پھر وہ چل دے گا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب (اپنی شان کے مطابق) مخلوق کے سامنے جلوہ گر ہوگا اور ارشاد فرمائے گا: ''اے میرے بندے! جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے ربعَزَّوَجَلَّ! میرا باپ بھی میرے ساتھ ہے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھے غمزدہ نہ کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے باپ کی شکل مسخ کر کے اسے بِجُّو بنادے گا اور وہ جہنم کی آگ میں گر پڑے گا، اس کا بیٹا بِجُّو کی بو سے ناک پکڑ لے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندے! تیرا باپ تو گر گیا۔ وہ کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! (گرنے والا میرا باپ نہیں بلکہ بجو تھا)۔''[1]

﴾22﴿......بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے چچا آذر سے ملاقات کریں گے اور پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا۔[2]

فصل4: شفاعت کا اذنِ عام اور پل صراط کا بچھایا جانا

ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا:

﴾23﴿......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی نے ایک سوال کیا۔'' راوی فرماتے ہیں، یا یہ ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کے لئے ایک مقبول دُعا ہے جو اس نے اپنی اُمَّت کے لئے مانگ لی ہے لیکن میں نے اپنی دُعا کو بروزِ قیامت اپنی اُمَّت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔''[3]

[1] ......المستدرک، کتاب الأھوال، باب رجوع الناس للشفاعۃ إلی الأنبیاء علیھم السلام، الحدیث:۸۷۵۸، ج۵، ص۸۱۱۔

[2] ......صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیمَ خَلِیلًا)، الحدیث۳۳۵۰، ص۲۷۱۔

[3] ......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لکل نبی دعوۃ، الحدیث:۶۳۰۵، ص۵۳۱۔
صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اِخْتِبَاء النَّبِیِّ دَعْوَۃَ الشَّفَاعَۃِ لِأُمَّتِہٖ، الحدیث:۴۹۴، ص۷۱۵۔

﴿24﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے دیکھا کہ میری اُمَّت میرے بعد جس حال میں بھی ہوگی ایک دوسرے کا خون بہائے گی تو میں غمگین ہوگیا کہ یہ بات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے طے تھی جس طرح سابقہ امتوں میں تھی، لہٰذا میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ وہ مجھے قیامت کے روز مقامِ شفاعت عطا فرمائے؟ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ مقام عطا فرما دیا۔'' (۱)

﴿25﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے آج رات 5 خصوصیات عطا کی گئیں کہ جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔'' یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''پانچویں یہ کہ مجھ سے فرمایا گیا: ''سوال کر کیونکہ ہر نبی نے سوال کیا۔'' تو میں نے اپنا سوال قیامت کے دن کے لئے مؤخر کر دیا اور وہ تمہارے اور اس کے لئے ہے جس نے گواہی دی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (۲)

﴿26﴾......عرض کی گئی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت جیسی سلطنت کا سوال نہیں کیا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے اور پھر ارشاد فرمایا: ''شاید اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تمہارے دوست کے لئے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سلطنت سے افضل سلطنت ہو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جو بھی نبی بھیجا اسے ایک مقبول دعا عطا فرمائی، ان میں سے جس نے دنیا ہی میں وہ دعا مانگ لی اسے دنیا ہی میں عطا فرما دی گئی اور جس نے اپنی قوم کے خلاف دعا کی جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بھی دعا عطا فرمائی تو میں نے اسے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔'' (۳)

اختیاراتِ مصطفٰی:

﴿27﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ ابھی ابھی مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے کس چیز کی خبر دی؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللّٰہ صَلَّی

......المسند للامام احمد بن حنبل، ومن حديث ام حبيبة، الحديث۲۷۴۷۹، ج۱۰، ص۳۹۶۔

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص، الحديث۷۰۸۹، ج۲، ص۶۸۷،۶۸۸۔

......المُصَنَّف لابن أبی شيبة، كِتاب الْفَضَائِلِ، باب مَا اَعْطَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ، الحديث:۲، ۱۰، ج۷، ص۴۳۲۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''مجھے تین چوتھائی اُمَّت کوبغیرحساب وعذاب جنت میں داخل کرنے اورشفاعت کے درمیان اختیاردیاگیا۔''ہم نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسے اختیارکیا؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''شفاعت کو۔''ہم نے دریافت کیا:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیاتمام اُمَّت کی؟ پھرتوہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل فرمالیں۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''اِنَّ شَفَاعَتِیْ لِکُلِّ مُسْلِمٍ یعنی میری شفاعت ہرمسلمان کے لئے ہے۔''[1]

مصطفٰے کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت:

﴿28﴾......حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج کو10 سال کی گرمی عطاکی جائے گی، پھراسے لوگوں کی کھوپڑیوں کے قریب کردیاجائے گا۔راوی فرماتے ہیں،اس کے بعدآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حدیثِ پاک ذکرکی اورفرمایاکہ لوگ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن،رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضرہوکرعرض کریں گے:''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے اورآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سبب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے،آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری مصیبت دیکھ رہے ہیں،لہٰذااپنے پروردگارعَزَّوَجَلَّ سے ہماری شفاعت فرمایئے۔''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشادفرمائیں گے: ''میں تمہارادوست ہوں۔''پھرلوگوں کے درمیان چلتے ہوئے باہرتشریف لائیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے اورآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَـیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دروازے کے سونے کے حلقہ کوپکڑکردروازہ کھٹکھٹائیں گے،پوچھا جائے گا:''کون ہے؟''تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشادفرمائیں گے:''محمد(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)۔'' پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے دروازہ کھولاجائے گایہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اورسجدہ کریں گے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشادفرمائے گا:''اپناسرِانوراُٹھایئے اورسوال

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث۱۰۷،ج۱۸،ص۵۸۔

کیجئے آپ کوعطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' اور یہی مقامِ محمود ہے۔ (۱)

﴿29﴾……سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں کھڑا ہو کر اپنی اُمَّت کا انتظار کررہا ہوں گا جو پل صراط کو عبور کررہی ہوگی کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام تشریف لائیں گے اور کہیں گے: ''اے محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس گزارش کرنے یا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس اکٹھے ہونے کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام اُمّتوں میں جدائی کر دے کیونکہ لوگ بڑی مصیبت میں مبتلا اور پسینے میں مونہوں تک ڈوبے ہوئے ہیں۔'' مگر وہ پسینہ مؤمنین پر زکام کی طرح ہوگا اور کافر کو موت ڈھانپ لے گی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرمائیں گے: ''اے عیسیٰ! یہاں کھڑے رہئے حتی کہ میں آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔''

راوی فرماتے ہیں: ''سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے جائیں گے اور عرش کے نیچے سجدے میں گر جائیں گے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسا مقام ومرتبہ عطا کیا جائے گا جو نہ تو کسی مقرب فرشتے کو عطا ہوا اور نہ ہی کسی نبی مرسَل کو، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو ارشاد فرمائے گا: ''محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے پاس جاؤ اور کہو: اپنا سرانور اٹھالیجئے، مانگئے! آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے! آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنی امت کی ایک مرتبہ شفاعت کرکے ہر 99 میں سے ایک انسان کو باہر نکال دوں گا، مزید ارشاد فرمایا: میں بار بار اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہوں گا اور جب تک کھڑا رہوں گا شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ پر عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے گا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے تیری امت میں سے جس نے ایک دن بھی خلوصِ دل سے یہ گواہی دی اور اسی پر اس کی موت واقعہ ہوئی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اُسے (جنت میں) داخل فرما دیجئے۔'' (۲)

﴿30﴾……رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اہلِ قبلہ میں سے بے شمار لوگ جہنم

---

(۱)……المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۲۱۷، ج۶، ص۲۴۸۔

(۲)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۸۲۴، ج۴، ص۳۵۵، بتغیرٍ قلیلٍ۔

میں داخل کئے جائیں گے جن کی تعداد کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی اور پھر اپنی اس نافرمانی پر ڈٹے رہے اور اس کی اطاعت کی مخالفت کی، پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور میں سجدہ کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اسی طرح حمد وثنا کروں گا جیسے حالتِ قیام میں کرتا ہوں تو مجھے کہا جائے گا: ''اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''[1]

اذنِ شفاعت:

﴿31﴾......امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صبح کے وقت نمازِ فجر پڑھائی، پھر اسی جگہ تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ جب چاشت کا وقت ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا دیئے لیکن اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ظہر اور عصر ومغرب کی نماز پڑھی اور ان تمام اوقات میں کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ نمازِ عشا ادا فرما کر گھر تشریف لے جانے لگے تو لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت فرمائیں کہ کیا وجہ ہے کہ آج آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا کام کیا جو پہلے کبھی نہ کیا۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میرے پوچھنے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر دنیا وآخرت کے آئندہ ہونے والے اُمور پیش کئے گئے، ایک ہی میدان میں پہلوں اور پچھلوں کو اکٹھا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اس حال میں کہ پسینہ انہیں مکمل طور پر ڈھانپنے لگے گا تو وہ عرض کریں گے: ''اے آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو منتخب فرمایا، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے۔'' تو وہ ارشاد فرمائیں گے: آج تم جس آزمائش میں مبتلا ہو میں بھی اسی میں مبتلا ہوں، اپنے میرے بعد والے باپ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے

---

[1] ......المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث۱۰۲، ج۱، ص۴۰۔

پاس چلے جاؤ:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَۙ(۳۳) (پ۳، آل عمران: ۳۳) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے۔

اس کے بعد وہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو منتخب فرمایا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور زمین پر کافروں کو نہ چھوڑا۔'' تو وہ ارشاد فرمائیں گے: ''تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، تم حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنا خلیل بنایا۔''

وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ ارشاد فرمائیں گے: ''تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے کلام فرمایا۔'' وہ حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ بھی ارشاد فرمائیں گے: تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، حضرتِ عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ، وہ کوڑھی اور برص کے مریضوں کو شفا دیتے اور مردوں کو زندہ فرماتے تھے، لیکن وہ بھی ارشاد فرمائیں گے: تمہارے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں، تم اولادِ آدم کے سردار حضرتِ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس چلے جاؤ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی وہ ہستی ہیں جن کے لئے قیامت کے دن سب سے پہلے زمین (یعنی قبر) شق ہوگی، پس حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جاؤ وہ تمہاری تمہارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں گے۔

راوی فرماتے ہیں کہ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئیں گے تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اذنِ شفاعت اور بشارتِ جنت کے متعلق عرض کریں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ عالیشان میں یہ خوشخبری لے کر حاضر ہوں گے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہفتے (یعنی 7 دن) کی مقدار حالتِ سجدہ میں پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رہیں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنا سر اٹھایئے، کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سرانور اٹھائیں گے، پھر جب اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف دیکھیں گے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہفتے (یعنی 7 دن) کی مقدار سربسجود رہیں گے، پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:'' اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، کہئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات سنی جائے گی، شفاعت کیجئے آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پھر سجدہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے تو حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں سے تھام لیں گے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا اتنی قبول فرمائے گا جتنی کسی انسان کی قبول نہیں فرمائی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عرض کریں گے:'' اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنایا، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں اور قیامت کے دن زمین سب سے پہلے مجھ پر کھلی، مجھے اس پر بھی فخر نہیں یہاں تک کہ میرے حوض پر صنعاء و اَیلہ کے درمیان بسنے والے لوگوں سے زیادہ لوگ وارد ہوئے۔''

پھر کہا جائے گا: صدیقوں کو بلاؤ، پس وہ شفاعت کریں گے، پھر کہا جائے گا کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بلاؤ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: کوئی نبی ایک گروہ کو لے کر آئے گا اور کوئی نبی 5 یا 6 امتیوں کو لے کر آئے گا اور کسی کے ساتھ کوئی نہ ہوگا۔ پھر کہا جائے گا شہدا کو بلاؤ، وہ جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہدا شفاعت کرلیں گے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:'' میں اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن ہوں جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:'' جہنم میں دیکھو! کیا اس میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے کبھی کوئی نیکی کی ہو؟'' فرشتے جہنم میں ایک ایسے شخص کو پائیں گے تو اس سے پوچھا جائے گا:'' کیا تو نے کبھی کوئی اچھا کام کیا تھا؟'' وہ عرض کرے گا:'' نہیں، سوائے اس کے کہ میں خرید و فروخت میں لوگوں سے نرمی کرتا تھا۔''

تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:'' میرے بندے سے اسی طرح نرمی کرو جس طرح یہ میرے بندوں پر نرمی کیا کرتا تھا۔''

پھر جہنم سے ایک اور شخص کو نکالا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی نیک کام کیا تھا؟ وہ عرض

کرے گا: ''نہیں! سوائے اس کے کہ میں نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا، پھر میں راکھ بن کر سرمے کی مثل ہو جاؤں تو مجھے سمندر کی طرف لے جانا اور ہوا میں بکھیر دینا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم نے یہ کیوں کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''تیرے خوف سے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اس بڑی سے بڑی سلطنت کو دیکھو، بے شک تمہارے لئے اس کی مثل اور مزید 10 گنا ہے۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میرے ساتھ کیوں استہزا فرماتا ہے حالانکہ تُو تو مالک ہے۔'' اس شخص کی اس بات سے میں چاشت کے وقت مسکرا دیا تھا۔ (1)

﴿32﴾......حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: (بروزِ قیامت) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لوگوں کو جمع فرمائے گا تو مؤمنین کھڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی، وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے ہمارے باپ! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوائیے۔'' وہ جواب دیں گے: ''تمہارے والد کی ہی خطا (اجتہادی) نے تمہیں جنت سے نکالا ہے، میرا یہ مقام نہیں، پس میرے بیٹے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی یہی فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، میں تو دور کا دوست ہوں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کہ جن سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کلام فرمایا۔'' حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی یہی فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ کہ وہ کَلِمَۃُ اللّٰہ اور رُوحُ اللّٰہ ہیں۔'' لیکن حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی ارشاد فرمائیں گے: ''میرا یہ مقام نہیں، حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جاؤ۔''

چنانچہ، لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے، میں بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہوں گا تو مجھے (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی پھر امانت اور رشتہ داری لائی جائیں گی، وہ دونوں پل صراط کے دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی اور تم میں سے پہلا اُچکنے والی بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! کون سی چیز بجلی کی طرح ہوگی؟''

......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۱۵، ج۱، ص۲۰ تا ۲۲۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم بجلی کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پلک جھپکنے کی دیر میں آتی اور چلی جاتی ہے، پھر ایک گروہ تیز آندھی کی طرح پل صراط سے گزر جائے گا، پھر پرندوں کی طرح اور آدمیوں کے دوڑنے کی طرح۔ اُن کے اعمال اُنہیں پار کرا دیں گے اور تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پل صراط پر کھڑے ''رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' (یعنی اے میرے ربّ! ان کو سلامتی سے گزار دے) کی صدا لگا رہے ہوں گے، حتی کہ لوگوں کے اعمال عاجز ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک شخص رینگتے ہوئے آئے گا کہ جو چلنے کی استطاعت نہ رکھتا ہوگا، پل صراط کے دونوں طرف حکم کے پابند لٹکتے ہوئے آنکڑے (یعنی ٹیڑھے مُنہ والے کانٹے) ہوں گے جس کا انہیں حکم دیا جائے گا اسے پکڑ لیں گے اور بعض مسلمان کانٹوں سے اُلجھتے ہوئے پار پہنچیں گے اور بعض کانٹوں سے زخمی ہو کر جہنم میں گر جائیں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے! بے شک جہنم کا پیندہ 70 سال کی مسافت ہے۔'' (1)

دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کب شفاعت کریں گے:

﴿33﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبیٔ کریم، رَء ُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک دعوت میں حاضر تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بازو کا گوشت بڑھایا گیا جو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت مرغوب تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کو دانتوں سے تناوُل فرمانے لگے، پھر ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوگا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور انہیں دیکھنے والا دیکھے گا اور بلانے والا سنے گا اور سورج ان کے قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو نا قابلِ برداشت گھبراہٹ و پریشانی کا سامنا ہوگا اور وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: ''کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ کس مصیبت میں گرفتار ہو؟ کیا تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کسی کی شفاعت کا انتظار کر رہے ہو؟'' وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: ''چلو! حضرتِ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس چلیں۔''

لہٰذا وہ ان کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: ''آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمام انسانوں کے باپ ہیں،

1......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، الحدیث: ۴۸۲، ص۱۵۷۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی طرف کی روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدۂ (تعظیمی) کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں رکھا، کیا آپ بارگاہِ الٰہی میں ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت اور عذاب میں گرفتار ہیں؟ یا کہیں گے کہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں؟'' تو حضرتِ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر غضب وجلال میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس قدر اس کے بعد کبھی ہوگا، اس نے مجھے درخت سے منع فرمایا تھا لیکن مجھ سے لغزش ہوگئی، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی آج تو بس مجھے اپنی جان کی فکر ہے)، میرے علاوہ کسی اور کی طرف جاؤ، حضرتِ نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔''

پس وہ لوگ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: ''آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو شکر گزار بندہ ہونے کا خطاب عطا فرمایا، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس قدر عذاب میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرتِ نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر غضب وجلال میں ہے کہ جس قدر اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، مجھے ایک دعا کا ہی حق تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر دی تھی، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی آج تو بس مجھے اپنی جان کی فکر ہے)، میرے علاوہ کسی اور کی طرف جاؤ، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جاؤ۔''

پس وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! آپ زمین والوں میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی اور خلیل ہیں، آپ ہماری شفاعت کیجئے، کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس قسم کی مصیبت سے دوچار ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج اس قدر زیادہ غضب میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، میں نے 3 مرتبہ خلافِ واقعہ باتیں کہی تھیں اور پھر آپ انہیں ذکر کریں گے (اور کہیں گے) نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے) لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔''

پس وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے موسیٰ! آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور کلیم ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اپنی رسالت اور کلام کے ذریعے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی، ہمارے لئے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں، کیا آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہیں؟ اور کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟'' تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج زبردست غضب وجلال میں ہے کہ اس قدر نہ تو پہلے کبھی ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا، ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ، نَفْسِیْ (یعنی مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے) میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جاؤ۔''

پس وہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس جائیں گے اور عرض گزار ہوں گے: ''اے عیسیٰ! آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے حضرت سیِّدَتُنا مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف القا کیا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اللہ ہیں، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے تو ماں کی گود میں لوگوں سے کلام فرمایا، ہمارے لئے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شفاعت فرما دیجئے، کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کیسی تکالیف میں مبتلا ہیں؟'' تو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ارشاد فرمائیں گے: ''بے شک میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آج انتہائی غضب وجلال میں ہے کہ اس سے پہلے نہ تو کبھی ہوا اور نہ ہی اس قدر اس کے بعد کبھی ہوگا۔'' حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے تاہم فرمائیں گے: نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ (آج تو مجھے خود اپنی فکر ہے) کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں چلے جاؤ۔''

پس وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ''اے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت تو فرما دیجئے، کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ کیا آپ ہمارے عذاب میں مبتلا ہونے کو ملاحظہ نہیں فرما رہے؟'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

میں عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ میرا سینہ کھول دے گا اور میرے دل میں اپنی حمد وثناء کے ایسے کلمات القا فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کے دل میں داخل نہیں کیے گئے، پھر کہا جائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنا سر اُٹھایئے، مانگئے، آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری اُمَّت کو بخش دے، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری امت کو بخش دے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اپنی امت میں سے جن پر کوئی حساب نہیں، انہیں جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخلِ جنت کر دیجئے حالانکہ وہ دوسرے دروازوں سے داخل ہونے والوں کے ساتھ بھی شریک ہوں گے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جنتی دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور مقامِ ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔'' (۱)

شفاعت کے حق دار:

﴿34﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شفاعت میری اُمَّت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔'' (۲)

﴿35﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ''مجھے شفاعت یا اپنی نصف اُمَّت کو جنت میں داخل کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ شفاعت زیادہ عام اور کافی ہوگی اور میری شفاعت متقی مؤمنوں کے لئے نہیں بلکہ خطا کاروں اور گنہگاروں کے لئے ہوگی۔'' (۳)

(۱)......صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، بَاب قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِہٖ......)، الحدیث:۳۳۴۰، ص۲۶۹۔
صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، بَاب (ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ......)، الحدیث:۴۷۱۲، ص۳۹۳۔
صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، الحدیث:۴۸۰، ص۱۲۴، بتغیرٍ۔

(۲)......سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الشفاعۃ، الحدیث:۴۷۳۹، ص۱۵۷۱۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۵۴۵۲، ج۲، ص۳۶۶۔
مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب منہ فی الشفاعۃ، الحدیث:۱۸۵۲۰، ج۱۰، ص۲۸۶، بتغیرٍ۔

تیسرا باب: جہنم اور اس کے متعلقات

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس سے پناہ عطا فرمائے آمین)

﴿36﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے:

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (پ۲، البقرۃ:۲۰۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔[1]

﴿37﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''2 بڑی چیزوں کو نہ بھولو: جنت اور جہنم۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آبدیدہ ہوگئے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ریش مبارک کی دونوں جانب سَیلِ اَشک رواں ہوگیا یا وہ آنسوؤں سے تر ہوگئیں، پھر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آخرت کے متعلق جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ضرور پہاڑوں کی طرف چل پڑتے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے۔''[2]

﴿38﴾......مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا جبریل علیہ السَّلام خلافِ معمول آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہوگئے اور دریافت فرمایا: ''اے جبریل! کیا ہوا کہ میں آپ کا رنگ متغیر دیکھ رہا ہوں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنم کو بھڑکانے کا حکم ارشاد فرما دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! میرے سامنے آگ یا جہنم کا پورا پورا ذکر کرو۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبریل علیہ السَّلام نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے ہزار سال جہنم کی آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، پس اب وہ تاریکی ہی تاریکی ہے، اُس کی کوئی چنگاری روشن نہیں اور نہ ہی کوئی شعلہ بجھتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً) الحدیث۶۳۸۹، ص۵۳۷۔

[2] ......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، باب الترہیب من النار......الخ، الحدیث۵۶۰۶، ج۴، ص۲۶۷۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی حرارت سے تمام اہلِ زمین مرجائیں اوراس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوحق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم کے داروغوں میں سے ایک داروغہ اہلِ دنیا کی طرف جھانکے تو اس کے چہرے کی بدصورتی اور بدبو کی اذیت سے تمام اہلِ دنیا مرجائیں اوراس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوحق کے ساتھ بھیجا! جہنمیوں کی کڑیوں کی جو صفت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے، اگران میں سے ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ بہہ پڑیں اور (اپنی جگہ) برقرار نہ رہ سکیں یہاں تک کہ وہ زمین کی نچلی تہہ تک چلے جائیں۔''

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل! مجھے اتنا ہی کافی ہے (کہیں ایسا نہ ہوکہ) میرا دل پھٹ جائے اور میں فوت ہوجاؤں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کوروتے دیکھ کرارشاد فرمایا: ''اے جبرئیل! تم رورہے ہو؟ حالانکہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خاص مقام پر فائز ہو۔'' توانہوں نے عرض کی: ''میں کیوں نہ رووں بلکہ میں تو رونے کا زیادہ حق دار ہوں، شاید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم (یعنی خفیہ تدبیر) میں موجودہ حال کے علاوہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں جیسے ابلیس آزمایا گیا حالانکہ وہ فرشتوں میں (ہوتا) تھا اور کیا معلوم کہ میں بھی ایسے ہی آزمایا جاؤں جیسے ھارُوت ومارُوت کو آزمایا گیا۔''

راوی فرماتے ہیں کہ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی رونے لگ گئے اور حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام بھی رونے لگ گئے، دونوں روتے رہے یہاں تک کہ دونوں کو ندا دی گئی: ''اے جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور اے محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے امان عطا فرمائی ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں پر چلے گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں سے باہر تشریف لے گئے اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنس کھیل رہے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم ہنس رہے ہو حالانکہ تمہارے پیچھے جہنم ہے؟ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، نہ تو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور نہ ہی پانی پیتے بلکہ چٹیل میدانوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ

کی بارگاہ میں فریاد کرتے رہتے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ندا دی گئی: اے محمد! میرے بندوں کو مایوس نہ کریں، میں نے آپ کو بشارتیں دینے والا بنا کر بھیجا ہے تنگیوں کے لئے مبعوث نہیں فرمایا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرو۔'' (۱)

سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے نہ مسکرانے کا سبب:

﴿39﴾......ایک روایت میں ہے کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں نے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا؟'' تو حضرتِ سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے جواب دیا: ''جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اس وقت سے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام مسکرائے نہیں۔'' (۲)

جہنم کی شدَّتِ تپش:

﴿40﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''بے شک تمہاری یہ (دنیاوی) آگ جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے اور اگر اسے دو مرتبہ پانی سے نہ بجھایا جاتا تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے اور یہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ ڈالے۔'' (۳)

﴿41﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بروزِ قیامت جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی 70 ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو 70 ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔'' (۴)

﴿42﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تمہاری یہ آگ جسے بنی آدم جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہی کافی تھی۔'' ارشاد فرمایا: ''بے شک جہنم کی آگ اِس (دُنیا کی آگ) سے 69 درجے زیادہ ہے، ہر درجہ اس کی گرمی کی مثل ہے۔'' (۵)

---

(۱)......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۵۸۳، ج۲، ص۸۷، ''مبشرا'' بدلہ ''میسرا''۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:۱۳۳۴۴، ج۴، ص۴۴۷۔

(۳)......سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث:۴۳۱۸، ص۲۷۴۰۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب جھنم اعاذنا اللّٰہ منھا، الحدیث:۷۱۶۴، ص۱۱۷۱، ''یوم القیامۃ'' بدلہ ''یومئذ''۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب مَا جَآءَ اَنَّ نَارَکُمْ ھٰذِہٖ......الخ، الحدیث:۲۵۸۹، ص۱۹۱۲۔

﴿43﴾……شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِسے (یعنی دُنیوی آگ کو) دومرتبہ سمندر سے ٹھنڈا کیا گیا اور اگر یہ نہ ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں کسی کے لئے منفعت نہ بناتا۔'' (1)

﴿44﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن العُیوب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک یہ (یعنی دنیاوی) آگ جہنم کا 100 واں حصہ ہے۔'' (2)

﴿45﴾……حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگ ہوں اور ایک جہنمی شخص ہو اور وہ جہنمی سانس لے اور اس کا سانس ان سب تک پہنچے تو مسجد اور اس میں موجود سب کچھ جل جائے۔'' (3)

سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کا جنت وجہنم کو ملاحظہ کرنا:

﴿46﴾……خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو جنت میں بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''اس کا اور جنتیوں کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کا نظارہ کرو۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے، جنت اور جنتیوں کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کا ذکر سنے گا اس میں ضرور داخل ہو گا۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اسے مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا، اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور اب دیکھو کہ میں نے اہلِ جنت کے لئے کیا کیا تیار کر رکھا ہے؟'' وہ گئے اور دیکھا کہ اسے مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے تو واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔''

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''جہنم کی طرف جاؤ اور اس کا اور جہنمیوں کے لئے تیار کئے گئے عذاب کا مشاہدہ کرو۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے اور اسے اور جہنمیوں کے لئے تیار کئے گئے عذاب کو دیکھا کہ جہنم کے بعض حصے بعض پر چڑھ رہے ہیں تو واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزّت کی قسم! جو اس کے متعلق سنے گا وہ اس میں کبھی داخل نہ ہو گا۔''

(1)……المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۳۳۳، ج۳، ص۳۹۔

(2)……المرجع السابق، الحدیث ۸۹۳۲، ص۳۱۹۔

(3)……مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۶۶۲۴، ج۵، ص۵۱۳، دون قولہ"ألف"۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اسے خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اب دوبارہ جاؤ۔'' حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام گئے اور واپس آ کر عرض کی: ''تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی نہ بچ سکے گا۔'' (۱)

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس آیتِ مبارکہ،

اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ (پ۲۹، المرسلات:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے جیسے اونچے محل۔

کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: میں یہ نہیں کہتا کہ (دوزخ کا چنگاریاں اُڑانا) درخت کی طرح ہے بلکہ وہ تو قلعوں اور شہروں کی طرح ہے۔ (۲)

جہنم کی وادیاں اور گھاٹیاں:

﴿48﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم میں وَیْل نامی ایک وادی ہے جس میں کافر اس کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے 40 سال تک گرتا رہے گا۔'' (۳)

﴿49﴾......ایک روایت میں سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو پہاڑوں کے درمیان وَیْل نامی وادی ہے جس میں کافر اس کی تہہ میں پہنچنے تک 70 سال تک گرتا رہے گا۔'' (۴)

﴿50﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جُبُّ الْحُزْن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کیا کرو۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز 400 مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس میں کسے ڈالا جائے گا؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(وہ وادی) اعمال کے ذریعے ریاکاری کرنے والے قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے، اللّٰہ

......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَا جَآءَ حُفَّتُ الْجَنَّةُ......الخ، الحدیث:۲۵۶۰، ص۱۹۰۹۔
سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی خلق الجنة والنار، الحدیث:۴۷۴۴، ص۱۵۷۱۔
......المعجم الاوسط، الحدیث:۹۱۲، ج۱، ص۲۶۴، بتغیرٍ قلیلٍ۔
......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الانبیاء، الحدیث:۳۱۶۴، ص۱۹۷۳۔
......الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی أودیتھا وجبالھا، الحدیث:۵۶۲۴، ج۴، ص۲۷۲۔

عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو ظالم امرا سے ملاقات کرتے ہیں۔'' (۱)

﴿51﴾......حضور نبیِّ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز 400 مرتبہ پناہ طلب کرتا ہے، وہ اُمّتِ محمدیہ کے ریاکارقاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔'' (۲)

﴿52﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جہنم میں 70 ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں 70 ہزار پتھر ہیں، ہر پتھر میں ایک سانپ ہے جو جہنمیوں کے چہروں کو کھائے گا۔'' (۳)

﴿53﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جہنم میں 70 ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں 70 ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں 70 ہزار مکان ہیں، ہر مکان میں 70 ہزار کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں 70 ہزار اژدھے ہیں، ہر اژدھے کے منہ میں 70 ہزار بچھو ہیں، کافر یا منافق ابھی جہنم (کی گہرائی) تک بھی نہ پہنچے گا کہ وہ سب اُس پر ٹوٹ پڑیں گے۔'' (۴)

جہنم کی گہرائی:

﴿54﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایک بہت بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے اور وہ اس میں 70 سال تک گرتا رہے تب بھی اس کی تہ تک نہ پہنچے گا۔'' (۵)

﴿55﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرمایا کرتے:''جہنم کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس کی گرمی شدید، اس کی تہ بہت گہری اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔'' (۶)

(۱)......سنن ابن ماجه، کتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، الحدیث۲۵۵، ص۲۴۹۳۔

(۲)......المعجم الکبیر، الحدیث۱۲۸۰۳، ج۱۲، ص۱۳۶۔

(۳)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة النار، الحدیث۴۵، ج۶، ص۴۰۹۔

(۴)......التاریخ الکبیر للبخاری، الحدیث۱۱۷۵، ج۸، ص۲۱۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة قعر جهنم، الحدیث۲۵۷۵، ص۱۹۱۱، بتغیرٍ۔

(۶)......المرجع السابق۔

﴿56﴾......سرکارِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کافرمانِ عالیشان ہے:''اگرایک پتھرجہنم میں گرایا جائے تووہ اس کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے 70 سال تک گرتا رہے گا۔''(۱)

﴿57﴾......حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم میٹھے میٹھے آقا،مکی مدنی مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ ہم نے ایک گڑگڑاہٹ کی آوازسنی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے استفسار فرمایا:''کیاتم جانتے ہو یہ کیا تھا؟''ہم نے عرض کی:''اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کارسول صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم بہتر جانتے ہیں۔''آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشادفرمایا:''یہ پتھر ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنم میں 70 سال پہلے پھینکا تھا لیکن اس کی گہرائی تک اب پہنچا ہے۔''(۲)

﴿58﴾......حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ایک ہولناک آواز سنی،حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلام بارگاہِ رسالت میں حاضرہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے استفسار فرمایا:''اے جبریل!یہ آواز کیسی تھی؟''توانہوں نے جواب دیا:''یہ ایک پتھر ہے جوجہنم کے کنارے سے 70 سال پہلے گرا لیکن اب اس کی تہہ تک پہنچا،اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پسند فرمایا کہ آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کواس کی آواز سنائے۔''(اس کے بعد)آپ صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کوکبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی روح قبض فرمالی۔''(۳)

جہنم کی زنجیریں:

﴿59﴾......تاجدارِرسالت،شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''اگراس کی مثل سیسے کاگولہ آسمان سے زمین کی طرف گرایا جائے،جوکہ 500 سال کی مسافت ہے،تورات سے پہلے زمین پرپہنچ جائے،لیکن اگرجہنم کے سرے سے ایک زنجیرلٹکاکرگرائی جائے تو 40 دن رات میں بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے گا۔''(۴)

---

(۱)......مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث۷۲۰۷،ج۶،ص۲۰۵۔

(۲)......صحیح مسلم،کتاب الجنة، باب جهنم اعاذنا الله منها، الحدیث۷۱۶۷،ص۱۱۷۲،بتغیرٍقلیلٍ۔

(۳)......المعجم الاوسط، الحدیث۸۱۵،ج۱، ص۲۳۸۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب فی بعد قعر جهنم، الحدیث۲۵۸۸،ص۱۹۱۲۔

جہنمی گُرز اور ہتھوڑے:

﴿60﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر جہنمی لوہے کا گُرز (ایک ہتھیار جو اوپر گول، موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے) زمین پر رکھا جائے اور جن وانس بھی جمع ہو جائیں تو اُسے زمین سے نہ اُٹھا سکیں۔'' (۱)

﴿61﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اگر جہنمی لوہے کا ایک گرز پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر راکھ بن جائے۔'' (۲)

﴿62﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر جہنم کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ سب اس سے پگھل جائیں اور (جہنم کے) ہر انسان کے ساتھ ایسا ایک پتھر اور ایک شیطان ہوگا۔'' (۳)

7 زمینوں کے متعلّق دلچسپ معلومات:

﴿63﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 زمینوں میں سے ہر زمین کے درمیان اور جو اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے 500 سال کی مسافت ہے اور (۱)......ان میں سب سے اوپر والی زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے جس کی دونوں جانبیں آسمان سے ملی ہوئی ہیں، وہ مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ اور (۲)......دوسری زمین ہوا کا قید خانہ یا جیل ہے، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قومِ عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو ہوا کے داروغے کو حکم دیا: ''ان پر ایسی ہوا چلا دے جو انہیں ہلاک کر دے۔'' اس نے عرض کی: ''اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں ان پر بیل کی ناک جتنی ہوا بھیجتا ہوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ارشاد فرمایا: ''تب تو سب اہلِ زمین ہلاک ہو جائیں گے بلکہ ان پر انگوٹھی جتنی ہوا بھیج۔'' اسی کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتابِ عزیز، قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

۱......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۲۳۳، ج۴، ص۵۸، دون قولہ: جھنم۔

۲......المستدرک، کتاب الاھوال، باب السور الذی ذکرہ اللہ تعالی فی القرآن، الحدیث: ۸۸۱۴، ج۵، ص۸۲۵۔

۳......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی سلاسلھا وغیرذلک، الحدیث: ۵۶۱۴، ج۴، ص۲۷۹۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔

(۳)......تیسری زمین میں جہنم کے پتھر ہیں۔(۴)......چوتھی میں جہنم کی گندھک ہے۔''صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی:''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! کیا جہنم کی آگ کے لئے بھی گندھک ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جہنم میں گندھک کی وادیاں ہیں، اگر ان میں مضبوط پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی بہہ پڑیں۔(۵)......پانچویں میں جہنم کے سانپ ہیں، جن کے منہ وادیوں کی طرح ہیں جو کافر کو ایک مرتبہ ڈسیں گے تو اس کے جسم پر گوشت باقی نہ رہے گا۔(۶)......چھٹی زمین میں جہنم کے بچھو ہیں، ان میں سب سے چھوٹا پالان لگے ہوئے خچر کی طرح ہے جو کافر کو ایک ڈنک مارے گا تو اسے جہنم کی گرمی بھول جائے گی اور(۷)......ساتویں زمین میں ابلیس لوہے کے ساتھ جکڑا ہوا ہے، اس کا ایک ہاتھ آگے اور دوسرا پیچھے ہے، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو آزاد کر دیتا ہے۔''[1]

جہنمی سانپ اور بچھو:

﴿64﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک ڈسے گا تو وہ اس کی گرمی 70 سال تک محسوس کرے گا اور جہنم میں پالان لگے ہوئے خچروں کی مثل بچھو ہیں ان میں سے کوئی ایک جہنمی کو ڈنگ مارے گا تو وہ اس کی گرمی 40 سال تک محسوس کرے گا۔''[2]

جہنمی مشروب:

﴿65﴾......دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان:

---

[1] ......المستدرک، کتاب الاھوال، باب کل أرض إلی التی تلیھاالخ، الحدیث:۸۷۹۴، ج۵، ص۸۱۶، بتغیرٍقلیلٍ۔

[2] ......المسندللامام احمدبن حنبل، حدیث عبد اللّٰہبن الحرث، الحدیث:۱۷۷۲۹، ج۶، ص۲۱۶، "حرھاسبعین خریفا" بدلہ "حموتھااربعین خریفا"۔

کَالْمُهْلِ (پ ۱۵، الکھف: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: چرخ دیئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے۔

کے متعلق مروی ہے: ''وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، جب وہ جہنمی کے چہرے کے قریب ہوگا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔'' (۱)

﴿66﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے سروں پر ''حَمِیْم'' یعنی کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا اور وہ کھولتا ہوا گرم پانی اس کے جسم کے اندر داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے کاٹ کر قدموں سے نکل جائے گا یہی ''صَهْر'' (یعنی سب کچھ کٹ کر نکل جانا) ہے۔ اور پھر اس کا پیٹ پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔'' (۲)

حضرتِ سیِّدُنا ضحاک رَحْمَةُ اللہِ تعَالٰی علَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین وآسمان پیدا فرمائے، حَمِیْم اس وقت سے لے کر اس دن تک کھولتا رہے گا جب جہنمی اسے پئیں گے اور ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔''

ایک قول یہ ہے کہ حَمِیْم سے مراد وہ حوض ہے جس میں جہنمیوں کی آنکھوں کے آنسو جمع ہوں گے اور وہ انہیں پئیں گے۔

بعض کا قول اس کے برعکس ہے اور جس کا ذکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں بھی ہے:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (پ ۲۶، محمد: ۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

﴿67﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ یَّتَجَرَّعُهٗ (پ ۱۳، ابراھیم: ۱۶، ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا۔

کے متعلّق مروی ہے: ''وہ پیپ کا پانی اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا اور جب مزید

---

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة جھنم، باب ما جاء فی صفة شراب أھل النار، الحدیث: ۲۵۸۰، ص ۱۹۱۱۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث ۲۵۸۲۔

اس کے قریب ہوگا تو اس کا چہرہ جل جائے گا اور سر کی کھال اس میں گر جائے گی اور جب اسے پئے گا تو اس کی انتڑیاں کٹ کر اس کے پیچھے کے مقام سے نکل جائیں گی۔'' چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (پ۲۶، محمد:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

اور ایک دوسری جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ (پ۱۵، الکھف:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے (کھولتے ہوئے) دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے۔[۱]

﴿68﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر (جہنمیوں کے) پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔''[۲]

''غَسَّاق'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۙ﴿۵۷﴾ (پ۲۳، ص:۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ۔

اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ بھی فرمانِ عالیشان ہے:

اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا ۙ﴿۲۵﴾ (پ۳۰، النباء:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔

غَسَّاق میں اختلاف:

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے نزدیک اس سے مراد وہ شے ہے جو کافر کی جلد سے بہے گی۔[۳]

جبکہ دوسروں کے نزدیک اس سے مراد جہنمیوں کی پیپ ہے۔[۴]

حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ جہنم کا ایک چشمہ ہے جس کی طرف سانپ، بچھو وغیرہ

[۱] ……جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار، الحدیث۲۵۸۳، ص۱۹۱۱۔

[۲] ……المرجع السابق، الحدیث۲۵۸۴، ص۱۹۱۲۔

[۳] ……الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی شراب اهل النار، تحت الحدیث۵۶۵۴، ج۴، ص۲۸۳۔

[۴] ……المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام أبی رزین، الحدیث۶، ج۸، ص۲۱۸۔

ہر ڈنک والے جانور کا زہر بہے گا، وہ اس میں جمع ہو جائے گا، پھر آدمی کو لایا جائے گا اور وہ اس میں ایک غوطہ لگائے گا اوراس سے باہر اس حال میں نکلے گا کہ اس کی جلد اور گوشت ہڈیوں سے گر چکا ہو گا بلکہ اس کی جلد اور گوشت اس کی ایڑیوں اور ٹخنوں کے ساتھ لٹک جائے گا اور وہ اپنے گوشت کو اس طرح کھینچے گا جیسے آدمی اپنا کپڑا کھینچتا ہے۔'' (۱)

جہنمیوں کا کھانا:

﴿69﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(۱۰۲) (پ۴، آل عمران:۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔'' اور ارشاد فرمایا: ''اگر زَقُّوم (تھوہڑ یعنی جہنمیوں کی خوراک) کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام اہلِ دنیا کی زندگی کو بدمزہ کر دے، لہٰذا ان کا کیا حال ہو گا جن کا کھانا ہی یہ ہو گا۔'' (۲)

﴿70﴾......ایک روایت میں ہے: ''اور اس کا کیا حال ہو گا جس کا اس کے علاوہ کوئی کھانا نہ ہو گا؟'' (۳)

﴿71﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عبرت نشان ''وَ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ (پ۲۹، مزمل:۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور گلے میں پھنستا کھانا۔'' کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ کانٹا ہے جو گلے میں اٹک جائے گا نہ اندر داخل ہو گا اور نہ باہر نکلے گا۔'' (۴)

جہنمیوں کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ:

﴿72﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رفتار گھوڑے پر سوار کی 3 دن کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔'' (۵)

(۱)......تفسیر الطبری، صٓ، تحت الآیۃ ۵۷، الحدیث ۲۹۹۹۶، ج۱۰، ص۵۹۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ شراب أھل النار، الحدیث ۲۵۸۵، ص۱۹۱۲۔

(۳)......سنن ابن ماجه، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث ۴۳۲۵، ص۲۷۴۰۔

(۴)......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المُزَّمِّل، الحدیث ۳۹۲۲، ج۳، ص۳۳۷۔

(۵)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث ۶۵۵۱، ص۵۴۹۔

کافر کی داڑھ اور کھال کی موٹائی:

﴿73﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ جیسی ہوگی اور اس کی مقعد (یعنی پیچھے کا مقام) قُدَید اور مکہ کے درمیانی فاصلے یعنی 3 دن کی مسافت کی راہ جتنی ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی جبار کے گزوں کے حساب سے 42 گز ہوگی۔''[1]

جبار کی وضاحت:

جبار ایک یمنی بادشاہ کا نام ہے کہ جس کا گز معروف مقدار کا تھا۔ ابن حبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَنَّان کا قول اسی طرح ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ایک عجمی بادشاہ ہے۔[2]

﴿74﴾......سیِّد عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کافر کی داڑھ یا کہا کہ اس کا دانت اُحد پہاڑ جتنا ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی 3 دن کی مسافت ہوگی۔''[3]

کافر کی ران اور مقعد:

﴿75﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی، ران بیضاء پہاڑ جتنی اور پیچھے کا مقام رَبَذَہ سے 3 دن (یعنی مدینہ اور رَبَذَہ کے درمیان) کی مسافت جتنا ہوگا۔''[4]

﴿76﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ کی مثل ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی **70** گز ہوگی اور اس کے بازو بیضاء پہاڑ جتنے ہوں گے اور اس کی ران ورقان (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ) کی مانند ہوں گی اور جہنم میں اس کا بیٹھنے کا مقام میرے اور ربذہ کے درمیانی فاصلے جتنا ہوگا۔''[5]

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث:۸۳۵۳، ج۳، ص۲۴۰۔
[2] ......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی عظم أھل النار وقبحھم فیھا، تحت الحدیث:۵۶۴۳، ج۴، ص۲۸۷۔
[3] ......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب النار یدخلھا الجبارون، الحدیث:۷۱۸۵، ص۱۱۷۳۔
[4] ......جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی عظم اھل النار، الحدیث:۲۵۷۸، ص۱۹۱۱، بتغیرٍ۔
[5] ......المستدرک، کتاب الاھوال، باب ضرس الکافر یوم القیامۃ مثل احد، الحدیث:۸۷۹۷، ج۵، ص۸۱۸۔

﴿77﴾......ایک روایت میں ہے کہ'' جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ ربذہ کی طرح 3 دن کی مسافت ہوگی۔'' (1)

کافر کی زبان:

﴿78﴾......حضرتِ سیِّدُنا فضل بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' بے شک کافر اپنی زبان کو ایک دو فرسخ تک گھسیٹے گا اور لوگ اس کی زبان روندیں گے۔'' (2) (ایک فرسخ 3 میل کا ہوتا ہے)

﴿79﴾......حضرتِ سیِّدُنا اَبُو عَجْلَان مُحارِبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو فرماتے سنا کہ حضور نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: '' بروزِ قیامت کافر اپنی زبان کو دو فرسخ تک کھینچے گا اور لوگ اسے روندرہے ہوں گے۔'' (3)

کانوں کی لَو سے گردن کا درمیانی فاصلہ:

﴿80﴾......حضور نبیِّ کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' جہنمیوں کے جسم بڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کے کانوں کی لَو سے کندھے کا درمیانی فاصلہ 700 سال کی مسافت ہوگا اور ان کی کھال کی موٹائی 70 گز ہوگی اور ان کی داڑھ اُحد پہاڑ کی مثل ہوگی۔'' (4)

﴿81﴾......حضرتِ سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے مجھ سے دریافت فرمایا:'' کیا تمہیں معلوم ہے کہ جہنم کی وسعت کتنی ہے؟'' میں نے عرض کی:'' نہیں۔'' انہوں نے ارشاد فرمایا:'' ہاں، خدا کی قسم! تم نہیں جانتے کسی کے کانوں کی لو اور اس کے کندھے کا درمیانی فاصلہ 70 سال کی مسافت ہے، جس میں پیپ اور خون کی وادیاں بہتی ہیں۔'' میں نے دریافت کیا:'' کیا وہ نہریں ہیں؟'' ارشاد فرمایا: '' نہیں، بلکہ وادیاں ہیں۔'' (5)

---

(1)......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی عظم اهل النار، الحدیث:۲۵۸۷، ص۱۹۱۱۔

(2)......المرجع السابق، الحدیث:۲۵۸۰۔

(3)......شعب الایمان للبیهقی، باب فی أن دارالمؤمنین الجنة، الحدیث:۳۹۰، ج۱، ص۳۵۳۔

(4)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۴۸۰۰، ج۲، ص۲۵۶۔

(5)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة، الحدیث:۲۴۹۱۱، ج۹، ص۴۲۷۔

جہنمیوں کے ہیبت ناک ہونٹ:

﴿82﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''وَهُمْ فِيهَا كٰلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾ (پ۱۸، المؤمنون:۱۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آگ اسے بھون دے گی اور اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا لٹک کر اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔''[1]

﴿83﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس امت کے بعض لوگوں کے جسم بھی (جہنم کی) آگ میں اسی طرح بڑے ہو جائیں گے جیسے اس میں کافر کا جسم بڑا ہو جائے گا۔''[2]

﴿84﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے اور میرے بعض امتی (یعنی ان کے جسم) جہنم میں بڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے ایک کنارے جتنے ہو جائیں گے۔''[3]

اہلِ جہنم میں سب سے کم عذاب:

﴿85﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جسے آگ کے جوتے اور تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے ہنڈیا کھولتی ہے اور وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہوگا۔''[4]

﴿86﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنمیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب کو ہوگا، انہیں دو جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔''[5]

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة طعام اهل النار، الحدیث:٢٥٨٧، ص١٩١٢۔

[2] ......الترغیب والترهیب، کتاب صفة الجنة والنار، فصل فی عظم اهل النار وقبحهم فیها، تحت الحدیث:٥٦٧، ج٤، ص٢٨٨۔

[3] ......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحدیث:٤٣٢٣، ص٢٧٤٠۔
المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث الحارث بن اُقَیْش، الحدیث:١٧٨٦٧، ج٦، ص٢٥٩۔

[4] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب اَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، الحدیث:٥١٧، ص١٧٧، "الناس" بدله "اهل النار"۔

[5] ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَاب اَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، الحدیث:٥١٥، ص١٧٧۔

اہلِ جہنم کے عذاب میں طبقات:

﴿87﴾……سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بعض جہنمیوں کو ٹخنوں تک آگ پکڑ لے گی، بعض کو گھٹنوں تک پکڑ لے گی، بعض کو کمر تک پکڑ لے گی اور بعض کو ہنسلی کی ہڈی تک پکڑ لے گی۔'' (۱)

﴿88﴾……اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب جہنمیوں کو جہنم کی آگ کی طرف ہانکا جائے گا تو وہ انہیں یوں ملے گی کہ جلا دے گی اور ان کی ہڈیوں پر کوئی گوشت نہ چھوڑے گی بلکہ ان کے کُوچوں (یعنی ایڑی کے اوپر پاؤں کے پیچھے موٹے اور سخت پٹھے) تک پہنچ جائے گی۔'' (۲)

جہنمیوں کا جل کر بار بار پہلی حالت پر لوٹ آنا:

﴿89﴾……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ (پ۵، النساء:۵۶)

ترجمۂ کنز الایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

اور ارشاد فرمایا: ''اے کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! مجھے اس کی تفسیر بتائیے، اگر آپ نے سچ کہا تو میں تصدیق کروں گا اور اگر غلط بولے تو انکار کر دوں گا۔'' انہوں نے عرض کی: ''ابن آدم کی کھال جل جائے گی اور ایک ساعت میں دوبارہ بن جائے گی یا ایک دن میں 6 ہزار مرتبہ بنے گی۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''آپ نے سچ کہا۔'' (۳)

﴿90﴾……حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۱۱۰ھ) نے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''ہر روز انہیں 70 ہزار مرتبہ آگ کھائے گی، جب بھی وہ انہیں کھائے گی تو ان سے کہا جائے گا (پہلی حالت پر) لوٹ آؤ تو وہ پہلی حالت پر لوٹ آئیں گے۔'' (۴)

---

(۱)……صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب جہنم أعاذنا اللہ منہا، الحدیث: ۷۱۷۱، ص ۱۱۷۲۔

(۲)……المعجم الاوسط، الحدیث ۲۷۸، ج ۱، ص ۹۲۔

(۳)……الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی تفاوتہم فی العذاب……الخ، الحدیث ۵۶۸۱، ج ۴، ص ۲۹۱۔

(۴)……الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فی تفاوتہم فی العذاب……الخ، الحدیث ۵۶۸۲، ج ۴، ص ۲۹۱۔

جہنمی و جنتی سے ایک سوال:

﴿91﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی ہوں گی اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: ''اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا تو نے کبھی کوئی نعمت پائی تھی؟'' تو وہ کہے گا: ''نہیں! اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تیری قسم!'' پھر اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں رہا ہوگا اور اسے جنت کا ایک چکر لگوا کر پوچھا جائے گا: ''اے ابن آدم! کیا تجھے دنیا میں کوئی تکلیف پہنچی؟ کیا تو نے کبھی کوئی سختی پائی؟'' تو وہ کہے گا: ''نہیں، بخدا! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! نہ تو کبھی مجھے کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہی کبھی کوئی سختی۔'' [۱]

جہنمیوں کی گریہ وزاری:

﴿92﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنمیوں پر آہ و بکا طاری کی جائے گی اور وہ اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہرے پر گڑھے پڑ جائیں گے اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو چلنے لگیں۔'' [۲]

﴿93﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''اے لوگو! رویا کرو، اگر رو نہ سکو تو رونے جیسی صورت بنا لیا کرو، اس لئے کہ جہنمی جہنم میں روئیں گے یہاں تک کہ اُن کے آنسو رخساروں پر بہنے لگ جائیں گے گویا کہ وہ نہریں ہوں، آنسو ختم ہو جائیں گے تو (خون کے) آنسو بہنے لگیں گے اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔'' [۳]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[۱]......صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، بَاب صَبْغِ اَنْعَمِ اَھْلِ الدُّنْیَا فِی النَّارِ، الحدیث۷۰۸۸، ص۱۱۶۷۔

[۲]......سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب صفة النار، الحدیث۴۳۲۴، ص۲۷۴۰۔

[۳]......مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث۴۱۲۰، ج۳، ص۴۰۶، ''خُدُوْدِهِمْ'' بدله ''وَجُوْهِهِمْ''۔

چوتھا باب: جنت اور اس کی نعمتیں

﴿1﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اسے محسوس نہ کر سکے گا۔''(1)

جنتی کا استقبال اور اُس کی مہمان نوازی:

﴿2﴾......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق استفسار کیا:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (پ ۱۶، مریم: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وفد تو سواروں کے قافلہ کو کہتے ہیں؟'' تو شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب متقی لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انہیں ایسی سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے، ان کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمک رہے ہوں گے، ان کا ہر قدم تاحدِّ نگاہ ہوگا، وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے، وہاں سونے کی تختیوں پر سرخ یاقوت کا حلقہ ہوگا، وہاں جنت کے دروازے پر ایک درخت ہو گا جس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے، جب وہ ایک چشمہ سے پئیں گے تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی آجائے گی اور جب وہ دوسرے سے وضو کریں گے تو ان کے بال کبھی پراگندہ نہ ہوں گے۔

اس کے بعد وہ سونے کے تختے پر حلقہ کو ماریں گے۔ اے علی! کاش! تم اس حلقے کی آواز سنتے۔ وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا خاوند آ گیا ہے لہٰذا وہ جلدی کرے گی اور اپنے خادم کو بھیجے گی، وہ اس کے لئے دروازہ کھولے گا، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی پہچان نہ کرائی ہوتی تو وہ شخص نور اور رونق دیکھ کر اس خادم

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۶۴، ج۴، ص۱۸۷۔

کے لئے سجدہ میں گر جاتا۔

خادِم اس سے عرض کرے گا:'' میں آپ کا خادم ہوں، آپ کی خدمت میرے سپرد کی گئی ہے، وہ متقی اس کے پیچھے پیچھے چل دے گا اور اپنی زوجہ کے پاس جائے گا، وہ جلدی کرے گی اور خیمے سے باہر آ کر اس متقی سے معانقہ کرے گی، پھر عرض کرے گی:'' آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوبہ ہوں، میں آپ سے خوش ہوں اور کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں نرم ونازک ہوں، کبھی کسی پریشانی کا باعث نہ بنوں گی، میں ہمیشہ رہنے والی ہوں، مجھ پر کبھی موت نہ آئے گی۔''

پھر وہ متقی ایک ایسے مکان میں داخل ہو گا جس کے فرش سے چھت تک کی اونچائی ایک لاکھ گز ہوگی، وہ موتیوں اور یاقوت کے پتھروں سے بنایا گیا ہوگا، سرخ، سبز اور زرد راستے ہوں گے لیکن کوئی راستہ دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا، وہ مزین تخت پر آئے گا، جس پر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر 70 بستر ہوں گے، ہر بستر پر 70 بیویاں اور ہر بیوی پر 70 لباس ہوں گے، ان لباسوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، وہ ایک رات کی مقدار تک ان سے جماع کرے گا۔

ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بعض پانی کی ہوں گی جو صاف شفاف ہوں گی، ان میں کسی قسم کا گدلا پن نہ ہوگا، بعض دودھ کی ہوں گی کہ جن کا ذائقہ کبھی متغیر نہ ہوگا، نیز وہ دودھ جانوروں کی کھیریوں (یعنی تھنوں کے اوپر کے گوشت) سے نہیں نکالا گیا ہوگا، بعض نہریں خالص شہد کی ہوں گی جو شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکالا گیا ہوگا، بعض نہریں پینے والوں کی لذت کی خاطر شرابِ طہور کی ہوں گی کہ جنہیں لوگوں نے اپنے قدموں سے نچوڑ کر نہیں بنایا ہوگا۔

جب ان جنتیوں کو کھانے کی خواہش ہوگی تو ان کے پاس سفید رنگ کے پرندے آئیں گے، جو اپنے پر اوپر اٹھائیں گے تو وہ ان کے پہلوؤں سے جس قسم کا گوشت چاہیں گے کھائیں گے۔ پھر وہ پرندے اڑ کر چلے جائیں گے، جنت میں پھل لٹک رہے ہوں گے، جنتی جب انہیں کھانا چاہے گا تو وہ ٹہنیاں اس کی طرف جھک جائیں گی اور وہ جس قسم کا پھل کھانا چاہیں گے کھائیں گے، اگر چاہیں گے تو کھڑے ہو کر، اگر چاہیں گے تو بیٹھ کر اور اگر چاہیں گے تو ٹیک لگا کر اور یہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ (پ۲۷،الرحمن:۵۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔

نیز ان کے سامنے خادم ایسے ہوں گے جیسا کہ موتی ہوں۔'' [1]

دو دفعہ صور پھونکنے کی درمیانی مدّت:

﴿3﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:'' دو دفعہ صور پھونکنے کا درمیانی وقفہ 40 سال ہے، پھر آسمان سے بارش نازل ہوگی تو انسان اس طرح نکل آئیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے، حالانکہ ایک ہڈی کے علاوہ انسان کے تمام اعضاء گل چکے ہوں گے اور وہ **''عَجْبُ الذَّنَب''** [2] (یعنی ایک نرم ہڈی)'' ہے کہ قیامت کے دن اسی پر انسان کی تخلیق مکمل کی جائے گی۔'' [3]

﴿4﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:'' مردہ اُنہیں کپڑوں میں اُٹھایا جائے گا جن میں وہ مرے گا۔'' [4]

---

[1] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۷، ج۶، ص۳۱۵۔
جمع الجوامع، مسند علی، الحدیث:۶۰۵، ج۱۳، ص۱۱۹۔

[2] ......مفسرشہیر حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنَّان مراٰۃ المناجیح، جلد 7، صفحہ 355 پر فرماتے ہیں: ''عَجْبُ الذَّنَب کے لفظی معنی ہیں دم گچھ عجب بمعنی اصل ذنب۔ بمعنی دم جانور کی دم اس ہڈی کے کنارہ سے شروع ہوتی ہے اس کا نام ہے ریڑھ کی جو گردن سے شروع ہوتی ہے چوتڑ پر ختم ہوتی ہے اسی پر انسان بیٹھتا ہے یہ اس کے لیے ایسی ہے جیسے دیوار کے لیے بنیاد اگر یہاں یہ ہی ہڈی مراد ہے تو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ یہ ہڈی جلد فنا نہیں ہوتی اسے خاک سو برس کے بعد گلاتی ہے اور اگر اس سے مراد ہیں اجزاء اصلیہ جو انسان کی جسم کی اصل ہیں تو وہ واقعی کبھی نہیں فنا ہوتے یہ ایسے باریک اجزاء ہیں جو خوردبین سے بھی دیکھنے میں نہیں آتے انہیں انگریزی میں ایٹم کہتے ہیں۔ عربی میں اجزاء لا یتجزی انسان جل جاوے اسے شیر کھا جاوے اور پاخانہ بن کر اس کے پیٹ سے نکل جاوے وہ اجزاء ویسے ہی رہتے ہیں حتی کہ غذا خون نطفہ میں یہ اجزاء ہوتے ہیں انہیں اجزاء سے انسان پہلے بھی بنا تھا اور آئندہ بھی بنے گا اس لیے ہم بڈھے کو کہتے ہیں کہ یہ وہ ہی ہے جو پہلے بالشت بھر کا بچہ بلکہ نطفہ تھا وہ ہی کیسے کہا جاتا ہے انہیں اصلی اجزاء کو، یہ خوب یاد رہے زائد اجزا میں فرق ہوتا رہتا ہے کہ بیماری میں گل کر نکل جاتے ہیں آدمی دبلا ہو جاتا ہے۔ عیش میں اور اجزاء بڑھ جاتے ہیں مگر اصل اجزاء اسی طرح رہتے ہیں۔

[3] ......صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ما بین النفختین، الحدیث:۷۴۱، ص۱۱۹۰، ''لَا یَبْلَی'' بدلہ ''اِلَّا یَبْلَی''۔

[4] ......سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب مَا یُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِیْرِ ثِیَابِ الْمَیِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ، الحدیث:۳۱۱۴، ص۱۴۵۸۔

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حضرت سیِّدُ نا حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: اہلِ لغت میں سے معتبر علما کا قول ہے کہ اس فرمان میں کپڑوں سے مراد اس کے اعمال ہیں۔ علامہ ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے: ''بندہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر مرا۔''(1) اس کے متعلق علامہ ہروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ یہاں کفن مراد ہے تو ان کے قول کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے کہ کسی کے مرنے کے بعد ہی اسے کفن دیا جاتا ہے۔ حدیثِ پاک کے راوی حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فعل اس حدیثِ پاک کو ظاہری معنٰی پر رکھنے پر دلالت کرتا ہے کہ میت کو انہیں کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اس کی موت ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ ''لوگ بے لباس اُٹھائے جائیں گے۔''(2)

یہ اور ماقبل حدیثِ پاک کا یہاں پر تذکرہ خلافِ موضوع ہوگیا ہے بہر حال ان دو احادیث میں بہت سے فوائد ہیں۔

﴿5﴾...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے لوگوں کو جنت کی طرف ایک گروہ کی شکل میں لے جایا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت کے ایک دروازے کے پاس پہنچیں گے اور اس کے پاس ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے دو چشمے بہہ رہے ہوں گے، وہ ان میں سے ایک کی طرف جھک جائیں گے گویا انہیں اس کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہو اور وہ اس سے پئیں گے تو ان کے جسموں سے گندگی وغیرہ ختم ہو جائے گی، پھر وہ دوسرے چشمے کا قصد کریں گے اور اس سے وضو وغیرہ کریں گے تو ان پر نعمتوں کی تروتازگی آجائے گی، اس کے بعد ان کے بدن کبھی متغیر نہ ہوں گے اور نہ ہی کبھی ان کے بال پراگندہ ہوں گے گویا ان پر تیل لگایا گیا ہو۔ پھر وہ جنت کے دربان کے پاس پہنچیں گے تو جنت کا دربان کہے گا:

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ (پ۲۴، الزمر: ۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔

......(1) صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب الْاَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالٰی عِنْدَ الْمَوْتِ، الحدیث۷۲۳۲، ص۱۱۷۶۔

......(2) المعجم الکبیر، الحدیث۱۹، ج۲۴، ص۳۴۔

الترغیب والترھیب، کتاب البعث، فصل فی النفخ فی الصور، تحت الحدیث۵۴۸۶، ج۴، ص۲۱۲۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: اس کے بعدان کی ملاقات ایسے خدمت گزار لڑکوں سے ہوگی جوان کے پاس آئیں گے جیسا کہ دنیا میں لڑکے اپنے گہرے دوست کے قریب آتے ہیں یعنی ایسے قریب آتے ہیں جیسے وہ کہ جو دور سے آیا ہو۔ وہ عرض کریں گے: ''آپ کو اس عزت وکرامت کی خوشخبری ہو جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہے۔''

مزید ارشادفرمایا: اس کے بعدان لڑکوں میں سے ایک، حُورِعِیْن میں سے اس کی کسی زوجہ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا: ''فلاں صاحب جو دنیا میں فلاں نام سے پکارے جاتے تھے تشریف لا چکے ہیں۔'' وہ پوچھے گی: ''کیاتم نے انہیں دیکھا ہے؟'' وہ بتائے گا: ''ہاں میں نے انہیں دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔'' چنانچہ، ان میں سے ایک خوشی سے اٹھے گی یہاں تک کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی، جب وہ اپنے گھر کے دروازے تک پہنچے گا تو اس کی بناوٹ میں استعمال ہونے والی ہر چیز کو دیکھے گا، وہاں موتی ہوں گے، جن کے اوپر رنگ برنگے سبز، زرد اور سرخ محل ہوں گے، پھر اس کی چھت کی طرف سر اٹھائے گا تو وہ بجلی کی مثل ہوگا کہ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس (یعنی دیکھنے) کی قدرت نہ دیتا تو اس کی نگاہیں چلی جاتیں، پھر اپنا سر نیچے کرے گا اور اپنی بیویوں کو دیکھے گا:

وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور چنے ہوئے کوزے۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یہ کُــوب کی جمع ہے اور اس سے مراد ایسا آب خورہ ہے جس کے ساتھ اسے اٹھانے والا کنڈا نہیں ہوتا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ایسا کوزہ ہے جس کی ٹونٹی نہ ہو اور جس کی ٹونٹی ہو اسے ''اِبْرِیْق یعنی لوٹا'' کہتے ہیں۔

وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

نَمَارِق سے مراد بستر ہیں۔

وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ (پ۳۰، غاشیہ: ۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور پھیلی ہوئی چاندنیاں۔

آیتِ مبارکہ کی تفسیر:

یعنی بیش قیمت چٹائیاں اور وہ ان نعمتوں کو دیکھیں گے پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جائیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (پ۸،الاعراف:۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اورکہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

اس کے بعد ایک ندا دینے والا ندا دے گا: ''تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں، تم ہمیشہ رہو گے کبھی کوچ نہ کرو گے اور تم ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔'' (۱)

جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ:

﴿6﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمّت میں سے 70 ہزار یا 7 لاکھ افراد ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان میں سے پہلا اس وقت تک داخل نہ ہوگا جب تک کہ آخری بھی داخل نہ ہو جائے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔'' (۲)

﴿7﴾......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہوگا اس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی اور جو ان کے بعد جائے گا وہ آسمان میں بہت زیادہ چمک دار ستارے کی طرح ہوگا، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے اور نہ ہی تھوکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی اور پسینہ مشک کا ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا، ان کی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ان سب کے اخلاق ایک ہی جیسے ہوں گے، وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کی صورت پر ہوں گے اور ان کا قد آسمان میں 60 گز کے برابر ہوگا۔'' (۳)

﴿8﴾......ایک روایت میں ہے: ''ہر جنتی کی دو ایسی بیویاں ہوں گی کہ جن کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اندر سے نظر

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۸، ج۶، ص۳۱۶۔

(۲)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب الدَّلِیْلِ عَلَی دُخُولِ طَوَائِف......الخ، الحدیث:۵۲۶، ص۱۸۷۔

(۳)......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَی......الخ، الحدیث:۷۱۴۹، ص۱۱۷۰۔

آئے گا، ان کے درمیان نہ تو کبھی کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض پایا جائے گا، ان کے دل ایک جیسے ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح کریں گی۔'' (۱)

جنت میں داخل ہوتے وقت جنتیوں کی عمریں:

﴿9﴾......رحمتِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنتی جُرد مُرد (یعنی جسم پر بال نہ ہوں گے اور داڑھی بھی نہ ہوگی)، سفید رنگت والے، گھنگریالے بالوں والے اور سرمہ ڈالے ہوئے 33 سال کی عمر کے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ سب حضرت آدم علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کی خلقت پر ہوں گے، 9 گز چوڑے اور 60 گز لمبے۔'' (۲)

﴿10﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نامکمل (یعنی جسمانی خدوخال کے مکمل ہونے سے قبل پیدا ہونے والے) بچے اور بہت بوڑھے اور اس کی درمیانی عمر میں فوت ہونے والے سب لوگوں کو (بروزِ قیامت) 33 سال کا اٹھایا جائے گا اور اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کی نشانی، حضرت یوسف علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کی صورت اور حضرت ایوب علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کے قلب پر ہوں گے اور اگر جہنمی ہوں گے تو پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے اور پھیلے ہوئے ہوں گے۔'' (۳)

ادنیٰ واعلیٰ جنتی کا مقام:

﴿11﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: حضرت موسیٰ علیہ الصّلٰوۃ والسّلام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ''اہلِ جنت میں سب سے ادنیٰ مقام کس کا ہوگا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ شخص ہوگا جو دیگر تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں کیسے داخل ہو جاؤں حالانکہ لوگ تو پہلے ہی اس کے محلات اور مناصب ومراتب پر فائز ہو چکے ہیں۔'' اسے کہا جائے گا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرے لئے کسی دنیوی بادشاہ کی مملکت کی مثل سلطنت ہو؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔'' تو اللہ

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ الخ، الحدیث ۳۲۴۶/۳۲۴۵، ص۲۶۳۔

(۲)......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الجنۃ، ما ذُکِرَ فی صفۃ الجنۃ الخ، الحدیث:۵۳، ج۸، ص۷۵، بتغیرٍ۔

(۳)......المعجم الکبیر، الحدیث:۲۶۳، ج۲۰، ص۲۸۰۔

عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل مزید ہے اور پانچویں مرتبہ پر وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''یہ تیرے لئے ہے اور اس کی مثل 10 گنا ہے، نیز تیرے لئے ہر وہ شے ہے جو تیرے دل کو اچھی لگے اور جو تیری آنکھوں کو بھائے۔'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! میں راضی ہوں۔''

پھر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریافت فرمایا: ''اور جن لوگوں کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا وہ کون ہوں گے؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام واکرام کی نوازشیں میں نے اپنے دستِ قدرت سے کرنا چاہیں اور پھر ان پر مہر ثبت کر دی کہ ان انعامات ونوازشات کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔'' (۱)

﴿12﴾......ایک روایت میں ہے کہ ادنیٰ مرتبہ والے کے متعلق مروی ہے: ''جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ بھی ہے اور اس کی مثل مزید 10 گنا۔'' وہ عرض کرے گا: ''مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔'' (۲)

﴿13﴾......ایک روایت میں ہے: ''سوائے ایک شخص کے جو دنیا کے 3 دنوں کی مقدار تک خواہش کا اظہار کرتا رہے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ وہ چیزیں عطا کرے گا جس کا اسے علم بھی نہ ہوگا، پس وہ سوال اور تمنا کرتا رہے گا اور جب فارغ ہو جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تیرے لئے وہ ہے جس کا تو نے سوال کیا۔''

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔'' تو حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ اس کی مثل 10 گنا ہے۔'' پھر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ''آپ وہ حدیثِ پاک بیان کریں جو آپ نے سنی اور میں وہ بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی ہے۔'' (۳)

﴿14﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بابرکت نشان ہے: ''ادنیٰ جنتی کا مقام وہ

---

(۱)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اَدْنَی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً فِیھَا، الحدیث:۴۶۵، ص۱۱۲۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث:۴۶۲۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۷۰۵، ج۴، ص۱۴۹۔

ہوگا کہ اس کی سلطنت ہزار سال کی مسافت تک وسیع ہوگی اور اپنی سلطنت میں موجود کسی دور کی شے کو بھی ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب کی شے کو دیکھے گا جیسے وہ اپنی بیوی اور خادموں کو دیکھ رہا ہو۔''(۱)

﴿15﴾...... حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے افضل مقام والا جنتی ہر روز دو مرتبہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرے گا۔''(۲)

﴿16﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے ادنیٰ جنتی کا مقام یہ ہے کہ اس کے 80 ہزار خدّام ہوں گے اور 72 بیویاں ہوں گی اور اس کے لئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا اتنا طویل قبہ کھڑا کیا جائے گا جتنا جَابِیَہ اور صَنْعَاء کا درمیانی فاصلہ ہے۔''(۳)

﴿17﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تمام جنتیوں میں سب سے کم درجہ والے جنّتی کی خدمت 10 ہزار خدّام کریں گے اور ہر خادم کے ہاتھ میں دو پلیٹیں ہوں گی، ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی، ہر ایک میں دوسرے سے مختلف رنگ کا کھانا ہوگا، وہ دوسری سے بھی ایسے ہی کھائے گا جیسے پہلی پلیٹ سے کھائے گا اور دوسری سے بھی ویسی ہی خوشبو اور لذت پائے گا جیسی پہلی سے پائے گا، پھر یہ سب ایک ڈکار ہوگا جیسا کہ عمدہ کستوری کی خوشبو، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔''(۴)

خدّام کی تعداد میں اختلاف:

امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ان احادیثِ مبارکہ میں کوئی اختلاف نہیں: ایک روایت میں ہے کہ ''جنّتی کے 80 ہزار خدّام ہوں گے۔''(۵) اور دوسری میں ہے کہ ''10 ہزار خدّام اس

(۱)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۴۶۲۳، ج۲، ص۲۲۷۔

(۲)......المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الجنۃ، ما ذُکِرَ فِی صِفَۃِ الْجَنَّۃِ وَمَا......الخ، الحدیث:۴۰، ج۸، ص۷۴۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، بَاب مَاجَاءَ مَالِاَدْنَی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ الْکَرَامَۃِ، الحدیث:۲۵۶۲، ص۱۹۰۹۔

(۴)......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔

الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکراللّٰہ عزوجل، الحدیث:۱۵۳۵، ص۵۳۶۔

(۵)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، بَاب مَاجَاءَ مَالِاَدْنَی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ الْکَرَامَۃِ، الحدیث:۲۵۶۲، ص۱۹۰۹۔

کی خدمت کریں گے۔''[1] اور ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ ''ہر روز صبح شام اس کے پاس 15 ہزار خدّام حاضر ہوں گے۔''[2] ہوسکتا ہے جنّتی کے 80 ہزار خدّام ہی ہوں، ان میں سے 10 ہزار اس کے پاس ہر وقت حاضر رہیں اور 15 ہزار صبح کے وقت اس کے پاس حاضر ہوں۔[3]

میں (یعنی حضرتِ سیِّدُنا ابنِ حجر مکی ہیتمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) کہتا ہوں: ''اس میں کوئی مانع نہیں کہ ادنیٰ جنتیوں کے مراتب بھی ان کی مناسبت سے ہوں یعنی اس کا ادنیٰ درجہ پر فائز ہونا اس کی قوم یا امت کے اعتبار سے ہو کہ جو قوم یا امت کسی دوسری امت کے اوصاف سے مختلف اوصاف کی حامل ہوگی (اسی اعتبار سے ادنیٰ واعلیٰ ہونے میں مختلف ہوگی)۔ اور شاید یہی توجیہ زیادہ اولیٰ (یعنی بہتر) ہے اور احادیثِ مبارکہ میں وارد تعداد کے ظاہری اختلاف کو اسی توجیہ پر جمع کیا جائے جیسا کہ غور وفکر کرنے والا جانتا ہے۔

جنت کے بالا خانے:

﴿18﴾......حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ جنت اپنے اوپر بالا خانے والوں کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دور سے چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو کیونکہ بعض کے درجات بعض سے زائد ہوں گے۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہ انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام کے درجات ہوں گے کہ کوئی دوسرا جن کا مالک نہ ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔''[4]

﴿19﴾......ایک روایت میں ہے: ''(اہلِ جنت اپنے اوپر بالا خانے والوں کو یوں دیکھیں گے) جیسے تم غروب ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔''[5]

﴿20﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایسے بالا خانے

[1] ......المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔
[2] ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث:۲۰۷، ج۶، ص۳۶۲۔
[3] ......الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، فصل فیما لأدنی أھل الجنۃ فیھا، تحت الحدیث:۵۷۱۰، ج۴، ص۳۰۶۔
[4] ......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب تَرَائِی اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَھْلَ الْغُرَفِ، الحدیث:۷۱۴۴، ص۱۱۷۰، بتغیرٍ۔
[5] ......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث:۶۵۵۵، ص۵۴۹۔

ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر کا باہر سے نظر آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اُن لوگوں کے لئے تیار فرمایا ہے جو کھانا کھلائیں، سلام کو عام کریں اور رات کو نماز پڑھیں جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔'' (۱)

جنت کے دَرَجات میں فاصلہ:

﴿21﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں 100 درجے ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار فرمایا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔'' (۲)

﴿22﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں 100 درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان 100 سال کی مسافت جتنا ہے۔'' (۳)

جنت کی بناوٹ:

﴿23﴾......(صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن فرماتے ہیں:) ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں جنت کے بارے میں بتائیے کہ اس کی بناوٹ کیسی ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے، اس کا گارا مشک کا ہے اور کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں، اس کی مٹی زعفران کی ہے، جو اس میں داخل ہوگا نعمتیں پائے گا اور رنجیدہ نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا کبھی نہ مرے گا، اس کے کپڑے میلے نہ ہوں گے اور نہ ہی کبھی اس کی جوانی ختم ہوگی۔'' (۴)

﴿24﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور اس کے درجے یاقوت اور موتیوں کے ہیں۔''

مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''ہم بیان کرتے تھے کہ جنت کی نہروں کی کنکریاں موتیوں کی ہیں اور مٹی زعفران

---

(۱)......الاحسان بترتیب......، کتاب البر والإحسان، باب إفشاء السلام وإطعام الطعام، الحدیث: ۵۰۹، ج ۱، ص ۳۶۳۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ، الحدیث: ۲۷۹۰، ص ۲۲۵۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ درجات الجنۃ، الحدیث: ۲۵۲۹، ص ۱۹۰۶۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ ونعیمھا، الحدیث: ۲۵۲۶، ص ۱۹۰۵۔

کی ہے۔'' [1]

﴿25﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو جنت میں داخل ہوگا وہ اس میں زندہ رہے گا کبھی نہ مرے گا، اس میں نعمتیں پائے گا کبھی غمگین نہ ہوگا، اس کے کپڑے کبھی میلے نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی فنا ہوگی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی بناوٹ کیسی ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے، اس کا گارا کستوری کا اور مٹی زعفران کی ہے اور کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں۔'' [2]

جنتِ عدن:

﴿26﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا، اس میں پھل لگائے اور اس میں وسیع نہریں بنائیں، پھر اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''مجھ سے بات کر۔'' تو اس نے عرض کی: ''بے شک مؤمنین کامیاب ہوگئے۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! کوئی بخیل تیرے اندر میرا قرب حاصل نہ کر سکے گا۔'' [3]

﴿27﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنتِ عدن کی اینٹیں سفید موتی، سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کی ہیں، اس کا گارا کستوری کا، گھاس زعفران کی، کنکر موتیوں کے اور مٹی عنبر کی ہے۔'' [4]

جنت کی زمین اور صحن:

﴿28﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت کی زمین سفید ہے، اس کا صحن کافور کی چٹانوں سے بنا ہوا ہے اور کستوری نے ریت کے ٹیلوں کی طرح اسے گھیرا ہوا ہے، اس

[1] ......کتاب الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب الجنة وصفتها، الحدیث: ۲۱۰۲۹، ج۱۰، ص۳۴۷۔

[2] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۱۲، ج۶، ص۳۱۸۔

[3] ......المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۷۲۳، ج۱۲، ص۱۱۴۔

[4] ......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۲، ج۶، ص۳۱۹۔

میں نہریں رواں ہیں، وہاں تمام اعلیٰ وادنیٰ جنّتی اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کو تعارف کرائیں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ رحمت کی ہوا بھیجے گا تو ان پر کستوری سے معطر ہوا چلے گی، پھر ایک شخص اپنی بیوی کے پاس پلٹے گا تو اس کی خوبصورتی اور خوشبو میں اضافہ ہو چکا ہوگا، وہ عرض کرے گی: ''جب آپ میرے پاس سے گئے تھے میں تب بھی آپ سے محبت کرتی تھی اور اب تو میں آپ سے اور زیادہ محبت کرنے لگی ہوں۔'' (1)

جنت کی چراگاہیں:

﴿29﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں لوٹنے پوٹنے کی کستوری کی ایسی جگہیں ہیں جیسی دنیا میں تمہارے جانوروں کے لئے (مٹی کی ہوتی) ہیں۔'' (2)

جنتی خیمہ:

﴿30﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''مومن کے لئے جنت میں کھوکلے موتی سے بنا ہوا ایک خیمہ ہے کہ جس کی لمبائی آسمان میں 60 میل ہے، اس میں مومن کے گھر والے ہوں گے، جن کے پاس وہ چکر لگائے گا، لیکن ان میں سے بعض بعض کو نہ دیکھیں گے۔'' (3) (یعنی دیگر جنتی ان کے اہل خانہ کو نہ دیکھیں گے)

﴿31﴾......ایک روایت میں ہے کہ ''اس کی چوڑائی 60 میل ہے۔'' (4)

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''وہ خیمہ کھوکلے موتی کا ہوگا، جس کی لمبائی چوڑائی تین میل ہے اس کے 4 ہزار سونے کے (دروازے کے) پٹ ہیں۔'' (5)

﴿33﴾......ایک روایت میں ہے: ''اس کے اردگرد قناتیں ہوں گی جن کی گولائی 150 میل ہوگی، اس کے پاس ہر

---

(1)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث ۲۸، ج۶، ص۳۲۱۔

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث ۱۷۲۱، ج۱، ص۴۷۷۔

(3)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، بَاب فِی صِفَۃِ خِیَامِ الْجَنَّۃ، الحدیث ۷۱۵۸، ۷۱۶۰، ص۱۱۷۱۔

(4)......المرجع السابق، الحدیث ۷۱۵۹۔

(5)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث ۳۲، ج۶، ص۳۸۵۔

دروازے سے ایک فرشتہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے تحفہ لے کر آئے گا۔''[۱]

﴿34﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دیتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابو مالک اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کن کے لئے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''جو اچھی بات کہے، کھانا کھلائے اور رات عبادت میں گزارے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔''[۲]

جنتی سفید موتیوں کا محل:

﴿35﴾......سید عالم، نور مجسم صلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے متعلق دریافت کیا گیا:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ (پ۱۰، التوبۃ:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں۔

تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، منزہ عن الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں سفید موتیوں کا ایک محل ہے جس میں سرخ یاقوت کے 70 گھر ہیں، ہر گھر میں سبز زمرد کے 70 کمرے ہیں، ہر کمرے میں 70 پلنگ ہیں، ہر پلنگ پر ہر رنگ کے 70 بستر ہیں، ہر بستر پر ایک عورت ہے، نیز ہر کمرے میں 70 دستر خوان بھی ہیں، ہر دستر خوان پر 70 رنگ کے کھانے ہیں اور ہر کمرے میں 70 غلام اور خادمائیں ہیں، مومن کو اتنی قوت عطا کی جائے گی کہ وہ صبح کے ایک ہی وقت میں ان سب کے پاس آئے گا۔''[۳]

جنتی نہریں:

﴿36﴾......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''جنت میں کوثر نامی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور وہ موتیوں اور یاقوت پر بہتی ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''[۴]

[۱]......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث۳۲۵، ج۶، ص۳۸۵۔

[۲]......المستدرک، کتاب صلاۃ التطوع، باب صلاۃ الحاجۃ، الحدیث۱۲۴۲، ج۱، ص۶۳۱۔

[۳]......المعجم الکبیر، الحدیث۳۵۴، ج۱۸، ص۱۶۱، دون قولہ "بیضاء"۔

[۴]......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الکوثر، الحدیث:۳۳۷۲، ص۱۹۹۷۔

﴿37﴾......ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں جیسی ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''وہ تو بڑی نعمت میں ہیں۔'' تو حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کو کھانے والے ان سے زیادہ نعمت میں ہوں گے۔'' (۱)

﴿38﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کی نہریں ایک ٹیلے یا کستوری کے پہاڑ کے نیچے سے نکلتی ہیں۔'' (۲)

﴿39﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ''جنت کی زمین چاندی سے بنے ہوئے سفید سنگ مرمر کی ہے گویا کہ وہ آئینہ ہو اور اس کی روشنی ایسی ہے جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہوتی ہے اور اس کی نہریں ایک تسلسل سے بہتی ہیں، ان کے بہنے کی نالیاں مخصوص نہیں پھر بھی وہ اِدھر اُدھر نہیں بہتیں اور جنت کے حلے ایک ایسے پھلدار درخت پر ہوں گے گویا وہ انار ہوں، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست حلہ پہننے کا ارادہ کرے گا تو وہ پھل اپنی ٹہنی سے ٹوٹ کر اس کے پاس آ کر پھٹ جائے گا، اس میں 70 رنگ کے مختلف حُلّے ہوں گے، (جنتی اپنی مرضی کا حلہ پہن لے گا) پھر بند ہو کر واپس اپنی جگہ لوٹ جائے گا۔'' (۳)

﴿40﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ایک دریا پانی کا ہے، ایک شہد کا اور ایک شراب کا، پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔'' (۴)

﴿41﴾......حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جنتی نہریں زمین کھود کر بنائی گئی ہیں، نہیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ زمین کی سطح پر بہتی ہیں، ان کا ایک کنارہ موتی کا اور دوسرا یاقوت کا ہے اور ان کی مٹی مہکنے والی کستوری کی ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔'' (۵)

(۱)......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَاجَاءِ فِی صِفَةِ طَیْرِ الْجَنَّةِ، الحدیث۲۵۴۲، ص۱۹۰۷۔

(۲)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب اخباره، باب وصف الجنة واهلها، الحدیث۷۳۶۵، ج۹، ص۲۴۹۔

(۳)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۱۴۴، ج۶، ص۳۴۹، بتغیرٍ قلیلٍ۔

(۴)......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی صفة انهار الجنة، الحدیث۲۵۷۱، ص۱۹۱۰۔

(۵)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۶۸، ج۶، ص۳۳۴۔

جنتی درخت:

﴾42﴿......سیِّد عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار 100 سال بھی چلتا رہے تو سایہ طے نہ کر سکے گا، اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھو:

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ (پ۲۷، الواقعہ: ۳۰، ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں۔(۱)

وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی تفسیر:

﴾43﴿......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں تیز رفتار سدھائے ہوئے گھوڑے پر سوار 100 سال تک بھی چلتا رہے تو سایہ طے نہ کر سکے گا۔''(۲)

﴾44﴿......ایک روایت میں اتنا زائد ہے ''وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ'' سے یہی مراد ہے۔''(۳)

﴾45﴿......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: ''اَلظِّلُّ الْمَمْدُوْد'' جنت میں ایک ایسا تن آور درخت ہے جس کے سائے تلے ایک تیز رفتار سوار اس کے قرب و جوار میں 100 سال تک چلتا رہے۔ بالاخانوں والے اور دیگر اہل جنت اس کے سائے میں بیٹھ کر گفتگو کریں گے اور بعض خواہشات کا اظہار کریں گے، بعض دنیاوی لہو و لعب یاد کریں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا جو تمام دُنیوی کھیل کود کے ساتھ اس درخت کو حرکت دے گی (تا کہ وہ دنیوی کھیل کود کے نعم البدل سے لذّت پائیں)۔''(۴)

شجرِ طوبیٰ:

﴾46﴿......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''طوبیٰ درخت کی جڑیں اخروٹ کے درخت کی جڑ کی طرح ہیں، اس کا ایک ہی تنا اُگتا ہے، پھر اوپر سے پھیل جاتا ہے، اس کی جڑ کی موٹائی اتنی زیادہ

---

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الواقعۃ، الحدیث: ۴۸۸۱، ص۴۸۱۔

(۲)......صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث ۶۵۵۳، ص۵۴۹۔

(۳)......جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ شجر الجنۃ، الحدیث ۲۵۲۴، ص۱۹۰۵۔

(۴)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث ۴۵، ج۶، ص۳۲۸۔

ہے کہ اگر 5 سال کا اونٹ اس پر سفر شروع کر دے تو اسے طے نہ کر سکے حتی کہ بڑھاپے سے اس کی گردن ٹوٹ جائے اوراس کے انگوروں کا بڑا خوشہ سفید داغوں والے ایسے سیاہ (یعنی چتکبرے) کوّے کی ایک ماہ کی مسلسل مسافت جتنا ہے کہ جو نہ تو تھک کر گرے، نہ اِدھر اُدھر بھٹکے، نہ رفتار میں سستی کا مظاہرہ کرے اوراس کا دانہ بڑے ڈول جتنا ہے۔'' (۱)

جنتی پھل:

﴿47﴾......حضرت سیِّدُنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان عالیشان:

وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ⑭ (پ۲۹، الدھر:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اوراسکے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہونگے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ جنتی جنت کے پھل کھڑے ہوکر، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر ٹیک لگا کر کھائیں گے۔'' (۲)

جنتی کھجور:

﴿48﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جنتی کھجور کے درختوں کی ٹہنیاں سبز زمرد کی اور شاخوں کے جوڑ سرخ سونے کے ہیں، اس کی شاخیں جنتیوں کا لباس ہیں اوران کا پھل مٹکوں اورڈولوں کے برابر ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم وملائم ہیں، اُن میں کوئی گٹھلی نہیں۔'' (۳)

جنتی کھانے:

﴿49﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ جنت جنت میں کھائیں گے پئیں گے لیکن نہ ناک صاف کریں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے، ان کا کھانا کستوری کی طرح خوشبودار ڈکار کی صورت میں (زائل ہوجائے) گا، وہ اس طرح مسلسل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح وتکبیر کریں گے جیسے سانس لیتے ہیں۔'' (۴)

﴿50﴾......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک جنتی کوکھانے پینے

......المعجم الاوسط، الحدیث:۲۰۴، ج۱، ص۱۲۶ ۔ المعجم الکبیر، الحدیث:۱۴۰۰، ج۱۷، ص۲۶، ملخصاً۔

......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، فصل فی شجر الجنۃ وثمارھا، الحدیث:۵۷۴۵، ج۴، ص۳۱۹۔

......المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الرحمٰن، أوصاف نخیل الجنۃ، الحدیث:۳۸۲۵، ج۳، ص۲۸۶، بتغیرٍ قلیلٍ۔

......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب فِی صِفَاتِ الْجَنَّۃِ وَاَھْلِھَا......الخ، الحدیث:۷۱۵۲، ص۱۱۷۱، بتغیرٍ۔

اور جماع میں 100 آدمیوں کی قوت عطا کی جائے گی اور ان کی (قضائے) حاجت ان کے جسموں سے بہنے والا پسینہ ایسا ہوگا جیسے کستوری کا ہو، پس وہ اس کے پیٹ کو ہلکا کردے گا۔'' (1)

﴿51﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''تمام جنتیوں میں سب سے کم دَرَجے والا وہ ہوگا جس کی خدمت 10 ہزار خادم کریں گے اور ہر خادم کے پاس دو پلیٹیں ہوں گی، ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی، ہر ایک میں دوسرے سے مختلف رنگ کا کھانا ہوگا اور وہ دوسری پلیٹ سے بھی ایسے ہی کھائے گا جیسے پہلی پلیٹ سے کھائے گا اور دوسری سے بھی ویسی ہی خوشبو اور لذت پائے گا جو پہلی سے پائے گا، پھر یہ سب ایک ڈکار ہوگا جیسا کہ عمدہ کستوری کی خوشبو، وہ نہ تو پیشاب کریں گے، نہ قضائے حاجت کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔'' (2)

فضیلتِ صدّیقِ اکبر:

﴿52﴾......میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''جنتی پرندے بختی اونٹوں کی طرح ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے ہیں۔'' امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکرصدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بے شک وہ پرندے تو بڑی نعمت ہیں۔'' آپ صلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''ان کا کھانا اس سے بھی زیادہ نعمتوں والا ہوگا۔'' یہ بات 3 بار ارشادفرمائی (پھر ارشادفرمایا:) میں امید کرتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو جو انہیں کھائیں گے۔'' (3)

﴿53﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنتی شخص کسی جنتی پرندے (کے کھانے) کی خواہش کرے گا تو وہ پرندہ بھنا ہوا ٹکڑوں کی صورت میں اس کے سامنے آجائے گا۔'' (4)

﴿54﴾......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں انسان کسی

(1)......المسند للامام احمد بن حنبل، حديث زيد بن ارقم، الحديث: ۱۹۲۸۹، ج۷، ص۷۶، بتغيرقليلٍ۔

(2)......موسوعة الامام ابن ابی الدنيا، كتاب صفة الجنة، الحديث: ۱۰۷، ج۶، ص۳۴۳۔

المعجم الاوسط، الحديث: ۷۶۷۴، ج۵، ص۳۸۰۔

(3)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ۱۳۳۱۱، ج۴، ص۴۴۱۔

(4)......الترغيب والترهيب، كتاب صفة الجنة، فصل فی أكل أهل الجنة الخ، الحديث: ۵۷۶۱، ج۴، ص۳۲۲۔

جنتی پرندے کی خواہش کرے گا تو بختی اونٹ جیسا پرندہ اس کے پاس آجائے گا یہاں تک کہ اس کے دستر خوان پر گر جائے گا، جسے نہ تو دھواں پہنچا ہوگا اور نہ ہی آگ نے اسے چھوا ہوگا، وہ اسے کھائے گا یہاں تک کہ سیر ہو جائے گا، پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا۔'' (۱)

﴿55﴾......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے 70 ہزار پر ہیں، وہ جنتی کی پلیٹ پر گر کر پھڑ پھڑائے گا تو ہر پر سے ایسے رنگ کا کھانا نکلے گا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم و ملائم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، کسی پَر کا کھانا دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا، پھر وہ اڑ جائے گا۔'' (۲)

﴿56﴾......سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک اعرابی سے ارشاد فرمایا جس کا خیال تھا کہ سدر کا درخت کانٹے دار ہونے کی وجہ سے تکلیف دہ ہے: کیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں ہے؟

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ (پ۲۷، الواقعة: ۲۸) ترجمۂ کنز الایمان: بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے کانٹے ختم کر دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل اُگا دے گا اور وہ پھل بڑھے گا تو اس سے 72 رنگ کے کھانے نکلیں گے جن میں سے کوئی بھی دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔'' (۳)

جنتی حوریں:

﴿57﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اور جنتی حور کے سر کی اوڑھنی دُنیاوَمَافِیْھَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔'' (۴)

﴿58﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر جنتی کی بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی کے 70 حُلّے ہوں گے اور ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث۱۲۳، ج۶، ص۳۴۶۔

......المرجع السابق، الحدیث۱۰۶، ص۳۴۳۔ ......المرجع السابق، الحدیث۱۰۸۔

......صحیح البخاری، کتاب الجھاد، بَاب الْحُورِ الْعِینِ وَصِفَتِهِنَّ، الحدیث۲۷۹۶، ص۲۲۵۔

گوشت اور حلّوں سے اس طرح نظر آئے گا، جیسے سفید شیشے کے برتن سے سرخ شراب نظر آتی ہے۔'' (۱)

﴿59﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ادنیٰ جنّتی کے پاس دنیا کی بیویوں کے علاوہ 72 حوریں ہوں گی اور ان میں سے ایک کی زمین پر بیٹھنے کی جگہ ایک میل کی مقدار ہوگی۔'' (۲)

﴿60﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنّتی شخص 500 حوروں، 4 ہزار باکرہ (یعنی کنواریوں) اور 8 ہزار ثیبہ (یعنی شادی شدہ) عورتوں سے نکاح کرے گا، وہ ان میں سے ہر ایک سے دنیوی عمر کی مقدار معانقہ کرے گا۔'' (۳)

﴿61﴾......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر جنّتی کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے نظر آئے گا اور جنت میں بغیر بیوی کے کوئی نہ ہوگا۔'' (۴)

﴿62﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، رَحْمَۃُ الِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! تم دنیا میں اپنی بیویوں اور گھروں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے جتنا اہلِ جنت اپنی بیویوں اور گھروں کے متعلق جانتے ہوں گے، ایک جنّتی مرد اپنی 72 بیویوں کے پاس جائے گا جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پیدا فرمائے گا اور دو اولادِ آدم سے ہوں گی جو دنیا میں کی جانے والی عبادت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی ان حوروں پر فضیلت رکھتی ہوں گی، وہ دونوں میں سے پہلی کے پاس یاقوت کے بالا خانے میں جائے گا، وہاں موتیوں سے جڑے ہوئے سونے کے پلنگ پر 70 بیویاں ہوں گی جو سندس اور استبرق کے لباس میں ملبوس ہوں گی پھر وہ اس کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کے سینے کی طرف سے کپڑوں، جلد اور گوشت کے پیچھے سے اپنا ہاتھ دیکھ لے گا اور اس کی پنڈلی کا گودا اس طرح دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی یاقوت کے سوراخ میں دھاگا دیکھتا ہے، اِس کا سینہ اُس کے لئے اور اُس کا سینہ اِس کے لئے آئینہ ہوگا، وہ اس کے پاس ہی رہے

---

(۱)......صحیح البخاری، کِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب مَاجَاءَ فِی صِفَۃِ الْجَنَّۃِ، الحدیث: ۳۲۵۴، ص ۲۶۳۔

المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۲۱، ج ۱۰، ص ۱۶۱۔

(۲)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۱۰۹۳۲، ج ۳، ص ۶۴۰۔

(۳)......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث: ۲۷۲، ج ۶، ص ۳۷۶۔

(۴)......صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب اول زمرۃ تدخل الجنۃ علی......الخ، الحدیث: ۷۱۴۷، ص ۱۱۷۰۔

گا نہ یہ اُس سے اُکتائے گا اور نہ وہ اِس سے اُکتائے گی، جب بھی جماع کی خاطر اس کے پاس آئے گا تو اسے کنواری ہی پائے گا، اس میل ملاپ میں دونوں کو کوئی کمزوری بھی نہ آئے گی، وہ اسی حالت میں ہوگا کہ اسے آواز آئے گی: ''ہم جانتے تھے کہ نہ تو تم اکتاؤ گے نہ وہ اکتائے گی مگر یہ کہ یہاں مرد و عورت کی منی نہیں، ہاں! اس کے علاوہ بھی تمہاری بیویاں ہیں۔'' پھر وہ نکلے گا اور یکے بعد دیگرے ایک دوسری کے پاس جائے گا، جب بھی وہ کسی ایک کے پاس جائے گا تو وہ عرض کرے گی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ حسین و جمیل کوئی چیز نہیں یا مجھے جنت میں تم سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں۔'' (1)

﴿63﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں ہر شخص کا 4 ہزار باکرہ (یعنی کنواریوں) 8 ہزار ثیبہ (یعنی شادی شدہ) عورتوں اور 100 حوروں سے نکاح کیا جائے گا اور وہ سب ہر 7 دن میں جمع ہوا کریں گے اور وہ حوریں اتنی اچھی آواز میں نغمے گائیں گی کہ جس کی مثل مخلوق نے کوئی آواز نہ سنی ہوگی (وہ کہیں گی) ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم نعمت والیاں ہیں کبھی تکلیف نہیں اٹھائیں گی، ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی، ہم قیام کرنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی، ان کے لئے مبارک ہو جو ہمارے لئے اور جن کے لئے ہم ہیں۔'' (2)

دونوں احادیثِ مبارکہ میں تطبیق:

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ میں جو (ظاہری) تضاد ہے اس میں اس طرح مطابقت قائم کی جاسکتی ہے کہ یہ بات اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے کہ مذکورہ دو احادیثِ مبارکہ میں جو صفات ذکر کی گئیں باقیوں میں وہ صفات بیان نہیں کی گئیں یا ہوسکتا ہے کہ پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کم کے متعلق بتایا گیا ہو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی خبر دی ہو پھر کثیر کی خبر دی گئی ہو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے متعلق بھی آگاہ فرما دیا ہو۔

---

(1)......الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، فصل فی وصف نساء اھل الجنۃ، الحدیث ۵۷۸۴، ج۴، ص۳۲۹۔

(2)......کتاب العظمۃ لابی الشیخ، ذکر الجنات وصفتھا، الحدیث ۶۰۵، ص۲۱۴۔

الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، فصل فی غناء الحور العین، الحدیث ۵۷۹۴، ج۴، ص۳۳۳۔

اس کی مثال یہ حدیثِ پاک ہے کہ ''باجماعت نماز تنہا نماز سے 25 درجے افضل ہے۔'' (۱)

﴿64﴾......اور ایک روایت میں ہے کہ ''27 درجے افضل ہے۔'' (۲)

﴿65﴾......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اِس فرمانِ عالیشان: ''وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍؕ(۳۴) (پ ۲۷، الواقعۃ:۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور بلند بچھونوں میں۔'' کے متعلق حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی بلندی اتنی ہے جتنی کہ زمین وآسمان کے درمیان 500 سال کی مسافت ہے۔'' (۳)

دنیاوی عورتوں کی حوروں پر فضیلت:

﴿66﴾......حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کے متعلق بتایئے:

وَحُوْرٌ عِیْنٌۙ(۲۲) (پ ۲۷، الواقعہ:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔''

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی، ان کی پلکیں اتنی گھنی ہوں گی جیسے گدھ کے پر ہوتے ہیں۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُۚ(۵۸) (پ ۲۷، الرحمٰن:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں۔''

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس موتی کی طرح لطیف ہوں گی جو ایسے سیپ میں ہو جسے ہاتھوں نے نہ چھوا ہو۔'' میں نے پھر عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌۚ(۷۰) (پ ۲۷، الرحمٰن:۷۰) ترجمۂ کنزالایمان: ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک، صورت کی اچھی۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں اخلاقِ حمیدہ اور خوبصورت چہروں والی حوریں ہوں

۱......المعجم الاوسط، الحدیث ۳۵۶، ج ۱، ص ۱۱۴۔

۲......صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ......الخ، الحدیث ۱۴۷۷، ص ۷۷۹۔

۳......جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الواقعۃ، الحدیث ۳۲۹۴، ص ۱۹۸۸۔

گی۔‘‘میں نے پھر عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۴۹ (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۴۹) ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:’’ان کی نرمی اس جھلی کی طرح ہوگی جو انڈے کے اندر چھلکے سے ملی ہوتی ہے۔‘‘میں نے مزید عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے:

عُرُبًا اَتْرَابًا ۝۳۷ (پ۲۷،الواقعہ:۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔

تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:’’جو عورتیں دُنیا میں بوڑھی ہو کر فوت ہوئیں، ان کی آنکھیں رطوبت سے اٹی ہوئیں اور بال سفید ہو چکے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں بڑھاپے کے بعد دوبارہ دوشیزائیں بنا کر پیدا فرمائے گا۔‘‘اور’’عُرُبًا‘‘ سے مراد اپنے شوہروں سے بہت زیادہ عشق و محبت کرنے والی عورتیں ہیں اور’’اَتْرَابًا‘‘ سے مراد یہ ہے کہ سب ایک ہی عمر کی یعنی جواں سال ہوں گی۔ میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا بڑی آنکھوں والی جنتی حوریں؟‘‘تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:’’دنیا کی عورتیں بڑی آنکھوں والی جنتی حوروں سے افضل ہیں، جیسے ظاہر باطن سے افضل ہے۔‘‘میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کس وجہ سے؟‘‘تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ ان کے نماز، روزے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے چہروں کو نور عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ریشم کے لباس بھی پہنائے گا، ان کا رنگ سفید، کپڑے سبز اور زیور زرد رنگ کا ہوگا، انگیٹھیاں موتیوں کی اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی، وہ گنگنائیں گی:’’جان لو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ مریں گی، ہم نرم و نازک ہیں کبھی سخت نہ ہوں گی، ہم ہمیشہ زندہ رہنے والیاں ہیں ہمیں کبھی موت نہ آئے گی، ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی، اس کے لئے خوشخبری ہے جو ہمارے لئے ہے اور جس کے لئے ہم ہیں۔‘‘میں نے عرض کی:’’یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ہم میں سے ایک عورت دنیا میں ایک دو، تین یا چار شوہروں سے شادی کرے، پھر مر جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو کیا اس کے تمام شوہر بھی جنت میں اس کے ساتھ داخل ہوں گے؟‘‘ ارشاد فرمایا: اے اُمِّ سلمہ! اسے اختیار دیا جائے گا، پس وہ ان میں سے خوش اخلاق کو اختیار کرے گی اور کہے گی:

''اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے ساتھ دنیا میں حسنِ اخلاق سے پیش آتا تھا، لہٰذا اس کے ساتھ میرا نکاح فرما دے۔''
(پھر فرمایا:) اے اُمِّ سلمہ! اچھے اخلاق والے دنیا و آخرت کی بھلائی لے گئے۔'' [1]

حدیثِ پاک کی وضاحت:

حدیثِ پاک میں جو عورت کے اختیار کا تذکرہ ہوا ہے اس کی حقیقت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے، البتہ بعض علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا جو یہ قول منقول ہے کہ'' وہ عورت سب سے آخری مرد کی ہوگی'' تو ان کے اس قول اور حدیثِ پاک میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے کہ حدیثِ پاک میں جس اختیار کا تذکرہ ہوا ہے اس کا محل وہ عورت ہے جسے موت اس حال میں آئے کہ مرنے کے وقت وہ کسی کی عصمت میں نہ ہو (یعنی بوقتِ وصال وہ کسی کی بیوی نہ ہو) جبکہ علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے قول کا محل وہ عورت ہے جو کسی کی عصمت میں مرے تو وہ صرف اسی شخص کی بیوی ہوگی نہ کہ کسی دوسرے کی، بخلاف اس مرنے والی عورت کے جو مرتے وقت کسی کی عصمت میں تو نہ ہو لیکن زندگی میں اس کے کئی شوہر رہے ہوں تو اب ان میں سے زیادہ حق دار کوئی نہیں ہوگا، لہٰذا اسے اختیار دیا جائے گا۔

جنتی حوروں کے نغمے:

﴿67﴾...... خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ جنت کی بیویاں ایسی اچھی آواز میں گنگنائیں گی جو کسی نے کبھی نہ سنی ہوگی اور جو نغمے گائیں گی ان میں سے ایک یہ ہے: نَحْنُ الْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ ہم اچھے اخلاق اور خوبصورت چہرے والیاں ہیں، اَزْوَاجُ قَوْمٍ کِرَامٍ یَنْظُرُوْنَ بِقُرَّۃِ أَعْیَانٍ ہم معزز لوگوں کی بیویاں ہیں، وہ ہمیں دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی گائیں گی: نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُتْنَہْ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی مریں گی نہیں، وَنَحْنُ الْاٰمِنَاتُ فَلَا نَخَفْنَہْ ہم امن والیاں ہیں کبھی خوف زدہ نہ ہوں گی، وَنَحْنُ الْمُقِیْمَاتُ فَلَا نَظْعَنَّہْ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی۔'' [2]

---

[1] ......المعجم الکبیر، الحدیث ۱۹۸۲۲، ج۲۳، ص۳۶۷۔
المعجم الاوسط، الحدیث ۳۱۴۱، ج۲، ص۲۴۱۔
[2] ......المعجم الاوسط، الحدیث ۴۹۱۷، ج۳، ص۳۹۱۔

جنتی بازار:

﴿68﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو آئیں گے، پھر شمال کی ہوا چلے گی جوان کے چہروں اور کپڑوں سے گزرے گی جس سے ان کا حسن و جمال مزید بڑھ جائے گا، وہ اپنے گھر والوں کی اس حال میں طرف لوٹیں گے کہ حسن و جمال میں بڑھ چکے ہوں گے تو اُن کی بیویاں کہیں گی: ''بخدا عَزَّوَجَلَّ! ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہاری خوبصورتی میں اضافہ ہوگیا ہے۔'' تو وہ کہیں گے: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے بعد تمہارا حسن و جمال بھی زیادہ ہوگیا ہے۔'' [1]

﴿69﴾......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں اکٹھا فرمائے۔'' حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے استفسار فرمایا: ''کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''ہاں، مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خبر دی کہ جنتی جب بازاروں میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق اس میں اتریں گے، پھر ایّامِ دنیا کے مطابق جمعہ کے دن انہیں آواز دی جائے گی تو وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عرش لوگوں کے لئے ظاہر ہوگا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں تجلّی فرمائے گا، جنتیوں کے لئے منبر بچھائے جائیں گے جو نور، موتی، یاقوت، زبرجد، سونے اور چاندی کے ہوں گے، ان میں سے ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلے پر بیٹھیں گا اور وہاں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا اور وہ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے افضل نہیں سمجھیں گے۔

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا ہم ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح تم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھنے میں بھی شک وشبہ نہیں کروگے، اس مجلس میں کوئی شخص

[1]......صحیح مسلم، کتاب الجنة، بَاب فِی سُوقِ الْجَنَّةِ وَمَا......الخ، الحدیث:۲۸۳۳، ص۱۱۷۰۔

نہیں ہوگا مگر یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے پاس بلاحجاب جلوہ فرما ہوگا یہاں تک کہ ایک سے ارشاد فرمائے گا: ''اے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جس میں تو نے ایسے ایسے کیا تھا؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا میں کئے ہوئے بعض گناہ یاد دلائے گا تو بندہ عرض کرے گا: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے مجھے معاف نہیں فرما دیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ہاں، کیوں نہیں اور میری وسیع بخشش ہی کی وجہ سے تو اس مقام پر پہنچا۔'' لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان پر ایک بادل چھا جائے گا جوان پر ایسی خوشبو برسائے گا جیسی اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی نہ سونگھی ہوگی، پھر ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اس انعام واکرام کے لئے اٹھو جو ہم نے تمہارے لئے تیار کیا ہے، جس چیز کی تمہیں خواہش ہو لے لو۔''

پھر ہم بازار میں آئیں گے جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا ایسا بازار نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا، جس چیز کی ہمیں خواہش ہوگی مل جائے گی، اس میں خرید وفروخت نہ ہوگی اور اسی بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، بلند درجے والا آگے بڑھ کر ادنیٰ درجے والے سے ملے گا حالانکہ ان میں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا، وہ اس کا لباس دیکھ کر حیران ومتعجب ہوگا، ابھی ان کی گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ اس ادنی درجے والے جنتی پر اس سے بھی زیادہ خوبصورت لباس آجائے گا اور یہ اس لئے ہے تاکہ وہاں کسی کو کوئی رنج وغم نہ ہو، پھر ہم اپنے اپنے ٹھکانے میں آئیں گے، ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور خوش آمدید کہتے ہوئے کہیں گی: ''جس وقت آپ ہم سے رخصت ہوئے تھے اس کے مقابلے میں اب آپ کے حسن وجمال میں مزید نکھار آ گیا ہے۔'' تو وہ کہے گا: ''آج ہم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، لہٰذا ہمیں ایسے ہی پلٹنا چاہئے تھا۔'' (1)

﴾70﴿......سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں ایک بازار ہے جس میں کوئی خرید وفروخت نہ ہوگی، بلکہ وہاں سوائے تصویروں کے کچھ نہ ہوگا، پس (وہاں) جنتی مرد یا عورت جو تصویر پسند کرے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔'' (2)

جنتیوں کا سیر وسیاحت اور ایک دوسرے کی زیارت کرنا:

﴾71﴿......رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جنت کی نعمتوں میں سے ایک

---

(1) ......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، بَاب مَاجَاءَ فِی سُوقِ الْجَنَّةِ، الحدیث: ٢٥٤٩، ص١٩٠٨۔

(2) ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٥٦٦٢، ج٤، ص١٨٧۔

یہ ہے کہ جنتی عمدہ سواریوں اوراعلیٰ نسب کے جانوروں پرایک دوسرے کی زیارت کیا کریں گے، وہ جنت میں زین اور لگام لگے ہوئے ایسے تیز رفتار گھوڑے پر آئیں گے جو نہ ہی لید کریں گے اور نہ ہی پیشاب، وہ ان پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا جائیں گے اوران کے پاس بادل کی مثل ایسی چیز آئے گی جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، وہ اس سے کہیں گے: ''ہم پر بارش برسا۔'' تو بارش ہوتی رہے گی یہاں تک کہ ان کی تمناو خواہش پر ہی ختم ہوگی۔

پھراللہ عَزَّوَجَلَّ ایسی ہوا بھیجے گا جو تکلیف دہ نہ ہوگی وہ ان کے دائیں بائیں مشک کے ٹیلے اڑائے گی تو وہ اپنے گھوڑوں کی پیشانیوں، گردنوں کے بالوں اور اپنے سروں میں وہ کستوری لگالیں گے، ہر جنتی شخص کے سر پر اس کی چاہت کے مطابق زلفیں ہوں گی، پس وہ مشک ان کی زلفوں، کپڑوں اور گھوڑوں وغیرہ پر لگ جائے گی، پھر وہ آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا جائیں گے، پھرایک عورت ان میں سے کسی ایک کو یاعبداللہ کہہ کر پکارے گی کہ ''کیا تمہیں ہماری ضرورت ہے؟'' وہ پوچھے گا: ''تم کون ہو؟'' وہ جواب دے گی: ''میں آپ کی بیوی اور محبوبہ ہوں۔'' وہ کہے گا: ''مجھے تیرامقام معلوم نہیں۔'' وہ کہے گی: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے: ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۱،السجدۃ:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: توکسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔'' وہ کہے گا: ''کیوں نہیں، یہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کا ہی فرمان ہے۔'' پھراس جگہ کے بعد وہ اس سے 40 سال کی مسافت تک غافل رہے گا نہ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور نہ ہی واپس پلٹے گا، اسے اپنی بیوی سے غافل رکھنے والی اشیاء محض جنت کی نعمتیں اور کرامتیں ہوں گی۔'' (1)

﴿72﴾......حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے ایک دوسرے سے ملنے کی رغبت کریں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے تخت کی طرف اور دوسرے کا پہلے کے تخت کی طرف چلا جائے گا یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں گے پھر ایک دوسرے کے تخت پر ٹیک لگائے محوِ گفتگو ہوں گے۔ ایک اپنے صاحب سے کہے گا: ''تم جانتے ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کب تمہاری مغفرت فرمائی۔'' تو دوسرا کہے گا: ''جی ہاں! اس دن کہ ہم فلاں فلاں جگہ پر تھے ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی تو اس نے ہمیں معاف

(1) ......موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، الحدیث:۲۴، ج۶، ص۳٦۸، بتغیرٍ۔

فرما دیا تھا۔'' (۱)

﴿73﴾......رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے سے سونے کی زین اور موتی و یاقوت کی لگام والا گھوڑا نکلے گا، وہ نہ لید کرے گا نہ پیشاب، اس کے پر ہوں گے اور اس کا قدم حدِ نگاہ تک پڑتا ہوگا، جنتی اس پر سوار ہوں گے جہاں وہ چاہیں گے وہ ان کو لے کر اڑے گا، ان سے کم درجہ والے لوگ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! کس چیز کے سبب تیرے بندے ان تمام انعامات تک پہنچے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انہیں بتایا جائے گا کہ وہ رات کو نماز پڑھتے اور تم سوتے تھے، وہ روزے رکھتے اور تم کھاتے تھے، وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے اور تم بخل کرتے تھے، وہ جہاد کرتے اور تم اس سے پہلو تہی اختیار کرتے تھے۔'' (۲)

جنتیوں کا رؤیتِ باری تعالیٰ سے مشرّف ہونا:

﴿74﴾......امیر المؤمنین مولیٰ مشکل کُشا حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ جب جنتی جنت میں رہائش پذیر ہو جائیں گے تو ان کے پاس ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا: ''اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اس کی زیارت کرو۔'' تو لوگ جمع ہو جائیں گے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حکم ارشاد فرمائے گا تو وہ بلند آواز سے اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تَسْبِیْح و تَھْلِیْل کہیں گے، پھر جنتیوں کے لئے دستر خوان بچھایا جائے گا۔'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جنت کا دستر خوان کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کا ایک کونہ مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ وسیع ہے، جنتی کھائیں پئیں گے اور لباس پہنیں گے، پھر عرض کریں گے: ''اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے دیدار کے سوا ہماری کوئی خواہش باقی نہیں۔'' اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے لئے تجلّی فرمائے گا، وہ سجدہ میں گر پڑیں گے ان سے کہا جائے گا: ''تم دارِ عمل (یعنی دنیا) میں نہیں بلکہ دارِ جزاء میں ہو۔'' (۳)

---

(۱)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۲۳۹، ج۶، ص۳۶۸۔

(۲)......المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۴، ص۳۷۰۔

(۳)......الترغیب والترھیب، کتاب صفة الجنة، فصل فی زیارة اھل الجنة، الحدیث: ۵۸۰۵، ج۴، ص۳۳۹۔

﴿75﴾......حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا (جنت ملنے کے بعد) تمہاری کوئی اور خواہش ہے جس کو میں پورا کروں؟'' تو وہ عرض کریں گے: ''کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے؟ اور کیا ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کیا؟'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ (ان کے اور اپنی ذات کے درمیان سے) حجاب اُٹھا دے گا، (اور جنتی دیدارِ باری تعالیٰ کریں گے) پس انہیں جو نعمتیں عطا کی گئیں وہ ان کے نزدیک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیدار سے زیادہ محبوب نہ ہوں گی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ (پ۱۱، یونس: ۲۶) ترجمۂ کنز الایمان: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔ (1)

رؤیتِ باری تعالیٰ کا مخصوص دن:

﴿76﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرے پاس حضرت جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آئے، ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا جس میں ایک سیاہ نقطہ تھا، میں نے دریافت کیا: ''اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''یہ جمعہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا ہے تا کہ یہ آپ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے لئے عید قرار پائے۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر دریافت فرمایا: ''اس میں ہمارے لئے کیا اجر ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ اس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے برکت ہے، اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس نے اس ساعت میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے بھلائی کی دعا کی اگر اس کے نصیب میں ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عطا فرما دے گا اور اگر نصیب میں نہ ہو تو اس کے بدلے اس کے لئے بڑی بھلائی محفوظ کر لی جائے گی یا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کسی شر سے پناہ طلب کی جو اس کے لئے لکھا ہو تو وہ اسے اس سے بڑی مصیبت سے پناہ عطا فرما دے گا۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے پوچھا کہ اس میں یہ سیاہ نقطہ

---

(1)......صحیح مسلم، کتاب الإیمان، بَاب اِثْبَاتِ رُؤْیَۃِ الْمُؤْمِنِینَ......الخ، الحدیث: ۴۵۰، ۴۴۹، ص ۷۰۹۔

کیسا ہے؟'' بولے یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی اور یہ ہمارے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اورآ خرت میں ہم اسے یَوْمِ مَزِیْد کے نام سے یاد کریں گے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: ''اسے یَوْمِ مَزِیْد کی وجہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: بے شک آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے جنت میں ایک سفید کستوری کی وادی بنائی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جمعہ کے دن جنتیوں کے لئے اس میں تجلّی فرمائے گا اور انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نور کے منبروں پر جلوہ فرما ہوں گے، صدیقین اور شہدا کے لئے سونے کی کرسیاں بچھائی جائیں گی اور باقی جنتی ٹیلوں پر بیٹھیں گے، وہ سب دیدارِ باری تعالیٰ کر رہے ہوں گے تو ربِّ قدوس ان سے فرمائے گا: ''میں نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں، یہ میری نعمتوں کا محل ہے پس مجھ سے سوال کرو۔'' لہٰذا وہ اس کی رضا مانگیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میری رضا ہی نے تمہیں جنت میں داخل کیا اور تمہیں عزت دی، لہٰذا تم اور سوال کرو۔'' تو وہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ اس وقت ان کے لئے جمعہ کے دن کی مقدار تک ایک ایسی نعمت ظاہر کی جائے گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن انہیں اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ اس میں زیادہ لطف وکرم پائیں اور زیادہ سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جلووں کا دیدار کریں، اس لئے اسے یَوْمِ مَزِیْد کہا جاتا ہے۔'' (1)

﴿77﴾...... میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جنت میں دن رات نہ ہوں گے مگر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ان کی مقدار اور گھڑیاں جانتا ہے، جب جمعہ کے دن وہ وقت آئے گا جس میں جمعہ پڑھنے والے جمعہ کے لئے نکلا کرتے تھے تو ایک منادی ندا کرے گا: ''اے اہل جنت! دارِمَزِید کی طرف چلو۔'' اس کی وسعت، چوڑائی اور لمبائی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لہٰذا وہ مشک کے ٹیلوں کی طرف نکلیں گے۔

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''جنتی تمہارے اس (دُنیا کے) آٹے سے زیادہ سفید ہوں

......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث: ۹، ج۶، ص۳۳۹۔

المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۸۴، ج۱، ص۵۶۶۔

المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الجمعة، باب فی فضل الجمعة ویومها، الحدیث: ۱، ج۲، ص۵۸۔

گے، پہلے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خدّام اُن کے لئے نور کے منبر بچھائیں گے اور مومنین کے خدام یاقوت کی کرسیاں لگائیں گے، جب ان کی نشستیں لگ جائیں گی تو وہ اس پر بیٹھ جائیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر مثیرہ نامی ہوا بھیجے گا جو ان پر سفید مشک بکھیرے گی اور مشک کو ان کے کپڑوں کے اندر تک داخل کر دے گی جس کے اثرات ان کے چہروں اور ان کے بالوں سے ظاہر ہوں گے۔ یہ ہوا مشک کو استعمال کرنا تمہاری اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہوگی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے روئے زمین کی تمام خوشبوئیں دی گئی ہوں۔''

اس کے بعد شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ عرش اٹھانے پر معمور فرشتوں کو حکم ارشاد فرمائے گا کہ عرش کو جنت کے درمیان رکھ دو، (اسے اس طرح رکھا جائے گا کہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ اور جنتیوں کے درمیان ایک حجاب ہوگا اور سب سے پہلی آواز جو جنتی سنیں گے وہ یہ ہوگی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے بن دیکھے میری اطاعت کی، میرے رسولوں کی تصدیق کی اور میرا حکم بجالائے؟ مجھ سے مانگیں کہ یہ یَوْمِ مَزِیْد ہے۔'' لہٰذا وہ سب بیک زبان عرض گزار ہوں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم تجھ سے راضی ہیں، تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا، لہٰذا مجھ سے مانگو یہ یَوْمِ مَزِیْد ہے۔''

وہ پھر بیک زبان عرض گزار ہوں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنا جلوہ دکھا کہ ہم تیرا دیدار کریں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ حجاب اٹھا دے گا اور انہیں جلوہ دکھائے گا تو اس کا نور ہر شے کو ڈھانپ لے گا اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جلانے کا حکم دیا ہوتا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کی تاب نہ لانے کی وجہ سے یقیناً جل کر راکھ ہو جاتے، پھر ان سے کہا جائے گا: ''اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔'' تو وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ جائیں گے، اس حال میں کہ وہ خود پر چھائے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کی وجہ سے اپنی بیویوں سے پوشیدہ ہو چکے ہوں گے اور ان کی بیویاں ان سے پوشیدہ ہو چکی ہوں گی۔ جب وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے تو ان کا نور بھی لوٹ جائے گا پھر ٹھہر جائے گا، پھر لوٹے گا اور پھر ٹھہر جائے گا یہاں تک کہ وہ اپنی پہلی صورتوں پر لوٹ آئیں گے، ان کی بیویاں ان سے عرض کریں گی: ''تم ہمارے پاس سے ایک صورت پر گئے اور دوسری صورت پر واپس پلٹے۔'' تو وہ بتائیں گے کہ یہ اس وجہ سے

ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر تجلّی فرمائی اور ہمیں اپنے دیدار کی نعمت سے نوازا یہاں تک کہ ہم تم سے چھپ گئے۔ پھر ان کے لئے ہر 7 دن میں پہلے سے دوگنی نعمتیں ہوں گی اور اس کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۱،السجدہ:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (۱)

﴿78﴾...... تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ادنیٰ درجے کا جنتی اپنے باغات، بیویوں، خادموں اور تختوں کو ہزار برس کی مسافت تک دیکھتا رہے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ان میں سے زیادہ عزّت والا وہ ہوگا جو صبح شام دیدارِ الٰہی کے شرف سے مشرّف ہوگا۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌۙ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌۚ ﴿۲۳﴾ (پ۲۹،القیامۃ:۲۲،۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔'' (۲)

﴿79﴾...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مرتبہ کے اعتبار سے افضل جنتی کا مقام یہ ہوگا کہ وہ دن میں دو مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرے گا۔'' (۳)

﴿80﴾...... سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ جنتیوں سے ارشاد فرمائے گا: ''اے اہلِ جنت!'' تو وہ عرض کریں گے: ''لَبَّیْکَ! ہم اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور سب بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا تم راضی ہو؟'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں؟ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں تم کو اس سے افضل نعمت نہ عطا فرماؤں۔'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال

---

(۱)......البحرالزخارالمعروف بمسند البزار، مسند حذیفة بن الیمان، الحدیث:۲۸۸۱، ج۷، ص۲۸۹۔

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث:۳۳، ج۶، ص۳۸۶تا۳۸۸۔

(۲)......جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب منه تفسیر قوله: وُجُوهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، الحدیث:۲۵۵۳، ص۱۹۰۸۔

(۳)......موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، الحدیث:۹۶، ج۶، ص۳۴۱۔

کی، لہٰذا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔'' (۱)

﴿81﴾......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا، اگر تم چاہو تو یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ (پ ۲۱، السجدہ: ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (۲)

جنتی اور دنیوی اشیاء میں فرق:

﴿82﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک جنتی کے کوڑا (یعنی چابک، ڈنڈا) رکھنے کی مقدار کے برابر جگہ دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی ایک جنتی کی کمان بھر جگہ دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے اور جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور اس کی مثل سے بہتر ہے۔'' (۳)

﴿83﴾......حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ''جنت میں دنیا کی کوئی چیز نہ ہوگی صرف نام ہوں گے۔'' (۴)

﴿84﴾......سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا: ''تمہارے لئے یہ مقرر ہو گیا ہے کہ تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی تکلیف میں مبتلا نہ ہو گے۔ اس کی تائید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں ہے:

وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ

ترجمۂ کنز الایمان: اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ

(۱)......صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَاب کَلَامِ الرَّبِّ مَعَ اَھْلِ الْجَنَّةِ، الحدیث: ۷۵۱۸، ص ۶۲۷۔

(۲)......صحیح البخاری، کِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب مَا جَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَنَّھَا مَخْلُوقَةٌ، الحدیث: ۳۲۴۴، ص ۲۶۳۔

(۳)......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرة، الحدیث: ۱۰۲۷۴، ج ۳، ص ۵۳۲، "قَدْر" بدله "قَید"۔

(۴)......الزھد لھناد بن السری، الحدیث: ۳، ج ۱، ص ۴۹۔

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ (پ۸،الاعراف:۴۳) تمہارے اعمال کا۔ (۴)

موت کی موت:

﴿85﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: موت کو سُرمئی مینڈھے کی شکل میں لایا جائیگا تو ایک منادی ندا دے گا: ''اے اہلِ جنت!'' وہ گردنیں اٹھائیں گے (یعنی دیکھنے کے لئے اپنی گردنیں آگے بڑھائیں گے) اور دیکھیں گے، تو وہ کہے گا: ''کیاتم اس کو پہچانتے ہو؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں! یہ تو موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔'' پھر منادی ندا کرے گا: ''اے دوزخیوں!'' تو وہ بھی گردنیں بڑھائیں گے اور دیکھیں گے تو وہ کہے گا: ''کیاتم اسے پہچانتے ہو؟'' وہ بھی کہیں گے: ''ہاں! یہ موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔'' اس کے بعد اس مینڈھے کو جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر ندا دینے والا کہے گا: ''اے اہلِ جنت! تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور اے اہل جہنم! تم اس میں ہمیشہ رہو گے اب کسی کو موت نہیں آئے گی۔'' راوی فرماتے ہیں: پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اَنۡذِرۡہُمۡ یَوۡمَ الۡحَسۡرَۃِ اِذۡ قُضِیَ الۡاَمۡرُ ۘ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ وَّ ہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾ (پ۱۶،مریم:۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

اور اپنے دستِ اقدس سے دُنیا کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۲)

﴿86﴾......دوسری روایت میں ہے کہ ''پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا کھڑا ہو گا اور کہے گا: ''اے اہلِ جنت! اب موت نہیں اور اے اہلِ دوزخ! اب موت نہیں، جو شخص جہاں ہے وہیں ہمیشہ رہے گا۔'' (۳)

......صحیح مسلم، کتاب الجنة،باب فی دوام نعیم......الخ، الحدیث:۷۱۵۷،ص۱۱۷۱۔
الزهد لهناد،باب دخول الجنة، الحدیث۱۷۵،ج۱،ص۱۳۴۔

......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، بَاب قَوْلِهٖ:وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ،الحدیث:۴۷۳۰،ص۳۹۷۔
صحیح مسلم، کتاب الجنة ،باب النار یدخلها الجبارون، الحدیث:۷۱۸۱،ص۱۱۷۲۔
جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة،بَاب مَاجَاءَ فِی خُلُود اَهْلِ الْجَنَّةِ، الحدیث:۲۵۵۷،ص۱۹۰۹۔

......صحیح مسلم ،کتاب الجنة ،باب النار یدخلها الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء، الحدیث۷۱۸۳،ص۱۱۷۳۔

اختتام

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اہلِ جنت سے کرے کہ جن پر اس نے اپنی رضا اُتاری اور انہیں ہمیشہ کے لئے اپنا فضل وکرم اور احسان عطا فرمایا اور ہمیں دونوں جہاں میں تمام آزمائشوں اور مصیبتوں سے محفوظ و مامون فرمائے، بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور بہت جلد دعا قبول فرمانے والا ہے۔آمین! آمین! آمین! میں نے جس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا تھا آج وہ اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے اور سب خوبیاں اس ذاتِ بابرکات کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہدایت عطا نہ فرماتا تو ہم ہدایت پانے والے نہ تھے اور اول وآخر اور ظاہر وباطن میں اسی کی تعریف ہے۔**اے ہمیں پروان چڑھا کر درجۂ کمال تک پہنچانے والے!** جو تعریف تیری عظمت وجلالت کے شایانِ شان ہے تو اسی کا سزاوار ہے، ہم اس طرح تیری تعریف نہیں کرسکتے جیسے تو نے اپنی شان خود بیان فرمائی ہے۔تیرے لئے ہمیشہ ایسی تعریف ہے جو تیری نعمتوں، تیرے احسانات، تیری مخلوق، تیری رضا، تیرے عرش کے وزن اور تیرے کلمات کی تعداد کے برابر ہے۔**اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! اَشْرَفُ الْخَلْق** اور رسولِ برحق تیرے بندے، ہمارے آقا ومولیٰ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اُن کے آل واصحاب، ازواجِ مطہرات رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن اور تمام پاکیزہ وطاہر اولاد پر افضل اور پاکیزہ درود وسلام اور عظیم برکتیں نازل فرما کہ جن کے سچا ہونے کی تائید تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے کی گئی ہے، جیسا کہ تو نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم اور آلِ ابراہیم عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائیں۔بے شک تیری مخلوق کی تعداد، تیری رضا، تیرے عرش کے وزن اور تیرے کلمات کی تعداد کے برابر تیری حمد وثناء اور بزرگی ہے، جب بھی تیرا ذکر کیا جائے اور ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب بھی تیرے ذکر سے غفلت برتی جائے اور غافل تیرا ذکر کریں۔

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠ (پ۱۱، یونس:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ **اللہ** تجھے پاکی ہے، ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا **اللہ** جو ربّ ہے سارے جہان کا۔

۞۞۞۞۞۞۞

تفصیلی فہرست

۞۞۞۞۞۞۞

{......حدیث قدسی......}

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اے ابن آدم! تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو حساب وکتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی مال جمع کرنے میں مصروف ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو قبر پر یقین رکھنے کے باوجود ہنستا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جسے آخرت پر یقین ہے پھر بھی پُرسکون ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو دُنیا (کی حقیقت کو جانتا) اور اس کے زوال پر یقین رکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو گفتگو تو عالموں جیسی کرتا ہے لیکن اس کا دِل جاہلوں جیسا ہے۔

۞......تعجب ہے اس شخص پر جو پانی کے ذریعے پاکی تو حاصل کرتا ہے مگر اس کا دِل آلودہ ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے عیوب تلاش کرنے میں تو مصروف رہتا ہے لیکن اپنے عیوب سے غافل ہے۔

۞......تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے ہر عمل سے باخبر ہے پھر بھی اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

۞......تعجب ہے اس پر جو جانتا ہے کہ اسے اکیلے مرنا، اکیلے قبر میں داخل ہونا اور اکیلے ہی حساب دینا ہے پھر بھی لوگوں سے اُنسیت رکھتا ہے۔

(اے ابن آدم! سن!) میں ہی معبودِ حقیقی ہوں اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **میرے خاص بندے اور رسول ہیں۔**

(مجموعة رسائل الامام الغزالی، المواعظ فی الاحادیث القدسیة، ص۵۶۵)

ماٰخذومراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن پاک	کلام باری تعالی	ضیاء القرآن پبلشر
کنزالایمان فی ترجمة القرآن	اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلشر
تفسیرالطبری	امام ابوجعفر محمدبن جریرطبری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۲۰ھ
تفسیرالبغوی	امام ابومحمدحسین بن مسعودبغوی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۱۴ھ
تفسیرالد رالمنثور	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۰۳ھ
التفسیرالکبیر	امام فخر الدین محمدبن عمررازی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	داراحیاء التراث العربی ۱۴۲۰ھ
تفسیرالکشاف	جاراللہ محمودبن عمر زمخشری متوفّٰی ۵۲۸ھ	مکتبة الاعلام الاسلامی ۱۴۱۴ھ
الجامع لاحکام القران	ابوعبداللہ محمدبن احمدانصاری قرطبی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۱ھ	دارالفکربیروت ۱۴۲۰ھ
اللباب فی علوم الکتاب	ابوحفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۸۰ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۱۹ھ
روح المعانی	شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی
صحیح البخاری	امام محمدبن اسماعیل بخاری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
صحیح المسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن ابی داود	امام ابوداودسلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
جامع الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
سنن ابن ماجه	امام محمد بن یزید القزوینی الشہیربابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار السلام ریاض ۱۴۲۱ھ
الموطأ	امام دارالھجرہ امام مالک بن انس اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۷۹ھ	دارالمعرفة ۱۴۲۰ھ
الادب المفرد	امام محمدبن اسماعیل بخاری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	ملتان پاکستان
مراسیل ابی داود	امام ابوداودسلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	افغانستان
السنن الکبری	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۱۱ھ
السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۲۴ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیة ۱۴۲۱ھ

الزهدالكبير	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	موسوعۃ الکتب الثقافیہ ۱۴۱۷ھ
المعجم الكبير	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ
المعجم الصغير	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
المصنف	حافظ عبداللّٰہ محمد بن ابی شیبہ عبسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المسند	امام ابوعبداللّٰہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
الموسوعه	حافظ ابوبکر عبداللّٰہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریہ ۱۴۲۶ھ
مسند ابی یعلی	امام ابو یعلی احمد بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
سنن الدارمی	امام عبد اللّٰہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۵ھ	دارالکتب العربی ۱۴۰۷ھ
سنن الدارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	ملتان پاکستان
المستدرک	امام ابوعبداللّٰہ محمد بن عبداللّٰہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ ۱۴۱۸ھ
صحیح ابن حبان	امام حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۴۲ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
شرح السنه	امام أبو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۴ھ
البحرالزخار بمسندالبزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۲۴ھ
الفردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ
الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۵۶ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ
جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
مسند الحارث	حارث بن محمد بن ابی اسامہ تمیمی متوفّٰی ۲۸۲ھ	المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۳ھ
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
صحیح ابن خزیمه	امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی ۱۴۱۲ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
مشکل الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ

مسندالامام الشافعی	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
التوبیخ والتنبیہ	ابو الشیخ عبد اللّٰہ بن محمد بن جعفر اصبہانی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۶۹ھ	المکتبۃ الشاملہ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللّٰہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
کتاب الکبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۷۴۸ھ	پشاور پاکستان
الخصائص الکبری	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
تاریخ مدینۃ دمشق	امام ابن عساکر رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ
مکارم الاخلاق	حافظ ابوبکر عبداللّٰہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
مسند ابی داود الطیالسی	امام ابو داود طیالسی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	مکتبہ حسینیہ گواجرانوالہ
روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین	حافظ محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	المکتبۃ الشاملہ
المغنی	ابو محمد موفق الدین عبد اللّٰہ بن احمد مقدسی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۲۰ھ	ہجر القاہرہ
السنہ	محدث احمد بن محمد بن ہارون الخلال حنبلی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	دارالرایہ
کتاب الجامع فی آخر المصنف	امام حافظ معمر بن راشد ازدی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۱۵۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الزہد	امام ابوعبداللّٰہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالغدالجدید ۱۴۲۶ھ
تاریخ بغداد	امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
المجموع شرح المہذب	حافظ محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالفکر بیروت
المجالسۃ وجواہر العلم	امام ابو بکر احمد بن مروان الدینوری مالکی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۳۳۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الحاوی الکبیر	امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۵۰ھ	دارالفکر بیروت
الورع	امام ابوعبداللّٰہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الاستذکار	امام یوسف بن عبد اللّٰہ محمد بن عبد البر رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	داراحیاء التراث العربی
الدعوات الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	المکتبۃ الشاملہ
الزہد لہناد	ہناد بن السری کوفی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۴۳ھ	المکتبۃ الافیہ
شرح صحیح مسلم	حافظ محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ
فیض القدیر	امام محمد عبد الرءُوف مناوی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ
التمہید	امام یوسف بن عبد اللّٰہ محمد بن عبد البر رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ

المجروحین	امام حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دارالصمیعی ۱۴۲۰ھ
الأم	امام ابوعبدمحمدبن ادریس شافعی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دارالفکربیروت ۱۴۱۰ھ
الطبقات الکبری	محمدبن سعدبن منیع ھاشمی بصری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
الاذکارالمنتخبہ	حافظ محیی الدین ابوذکریایحیی بن شرف نووی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ
دلائل النبوہ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
الزھد	امام عبداللہ بن المبارک مرزوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
احیاء علوم الدین	ابو حامد امام محمدبن محمد غزالی رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارالصادر ۲۰۰۰ء
الرسالۃ القشیریہ	امام ابوالقاسم عبدالکریم ھوازن قشیری رحمۃاللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
جامع الاصول	امام مجد الدین ابوالسعادات مبارک بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ

{......نیکیوں کا ذخیرہ......}

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ”**دعوتِ اسلامی**“ کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے ”**مدنی انعامات**“ نامی رسالہ حاصل کرکے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے ”**نیکیوں کا ذخیرہ**“ اکٹھا کریں۔

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ”**مدنی انقلاب**“ برپا ہوتا دیکھیں گے۔

مجلس المدینۃ العلمیہ کی طرف سے پیش کردہ209 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی17 کُتُب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت}

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدامیں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم)(کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِيْدفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد)(کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)(کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چار حصے)(کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)(کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِ شیخ)(اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَه)(کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز(حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)(کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال)(کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات:31)

14...... ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہیدِ ایمان)(کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَه(کل صفحات:46)

عربی کُتُب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس)(کل صفحات:570، 672، 713، 650، 483)

21......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِيْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

22......اِقَامَةُ الْقِيَامَه(کل صفحات:60)

23......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم(کل صفحات:74)

24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَه(کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّه(کل صفحات:93)

26......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی(کل صفحات:46)

27......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان(کل صفحات:77)

28......اَجْلَی الْاِعْلَام(کل صفحات:70)

عنقریب آنے والی کُتُب

1، 2، 3......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (جلد ۵، ٦، ۷)

{شعبہ تراجمِ کُتُب}

عنقریب آنے والی کُتُب

01......کتاب العلم (از کنز العمال) 02......قوت القلوب (مترجم) جلد 1 03......احیاء العلوم (مترجم) جلد 1

{شعبہ درسی کُتُب}

01......مراح الارواح مع حاشیۃضیاء الاصباح (کل صفحات:241)
02......الاربعین النوویہ فی الأحادیث النبویہ (کل صفحات:155)
03......اتقان الفراسہ شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات:325)
04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات:299)
05......نورالایضاح مع حاشیۃالنورو الضیاء (کل صفحات:392)
06......شرح العقائدمع حاشیہ جمع الفرائد (کل صفحات:384)
07......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل (کل صفحات:158)
08 ......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (کل صفحات:280)
09......صرف بھائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات:55)
10......دروس البلاغہ مع شموس البراعہ (کل صفحات:241)
11......مقدمۃالشیخ مع التحفۃالمرضیہ (کل صفحات:119)
12......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات:175)
13......نحو میرمع حاشیہ نحو منیر (کل صفحات:203)
14......تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات:144)
15......نصاب النحو (کل صفحات: 288)
16......نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات:95)
17......نصاب التجوید (کل صفحات: 79)
18......المحادثۃ العربیہ (کل صفحات:101)
19......تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات: 45)
20......خاصیات ابواب (کل صفحات:141)
21......شرح مئۃ عامل (کل صفحات: 44)
22......نصاب الصرف (کل صفحات:343)
23......نصاب المنطق (کل صفحات:168)
24......انوار الحدیث (کل صفحات:466)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......انوارالحرمین حاشیہ جلالین (جلد ا)

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرضوان کا عشق رسول (کل صفحات:274)
02......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ 1 تا 6) (کل صفحات:1360)
03......بہارِ شریعت، جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات:1304)
04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ (کل صفحات:59)
05......عجائب القران مع غرائب القران (کل صفحات:422)
06...... گلدستۂ عقائدواعمال (کل صفحات:244)
07......بہارِ شریعت (سولہواں حصہ) (کل صفحات 312)
08......تحقیقات (کل صفحات:142)
09...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
10......جنتی زیور (کل صفحات:679)
11......علم القرآن (کل صفحات:244)
12......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
13......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
14......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
15......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
16......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
17......بہارِ شریعت (حصہ ۹) (کل صفحات:218)
18......بہارِ شریعت (حصہ ۱۰) (کل صفحات:169)

عنقریب آنے والی کُتُب

{ شعبہ اِصلاحی کُتُب }

عنقریب آنے والی کُتُب

{شعبہ امیر اہلسنّت}

عنقریب آنے والی کُتُب

{......"بسم اللہ" شریف کی برکات وفوائد......}

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ **1548** صفحات پر مشتمل کتاب، "**فیضانِ سنّت**" صَفْحَہ **134** تا **135** پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں:: {۱} جو کوئی سوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 21 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ لے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس رات شیطان، چوری، اچانک موت اور ہر طرح کی آفت وبلا سے محفوظ رہے۔ {۲} جو کسی ظالم کے سامنے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 50 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھے اس ظالم کے دل میں پڑھنے والے کی ہیبت پیدا ہو اور اُس کے شر سے بچا رہے۔ {۳} جو شخص طلوعِ آفتاب کے وقت سورج کی طرف رخ کر کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 300 بار اور (کوئی بھی) درود شریف 300 بار پڑھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اور (روزانہ پڑھنے سے) اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایک سال کے اندر اندر امیر و کبیر ہو جائے گا۔ {۴} کند ذہن اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم 786 بار (اول آخر ایک بار درود شریف) پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کا حافظہ مضبوط ہو جائے اور جو بات سنے یاد رہے۔ (شمس المعارف مترجم، ص۷۳)

قرآنِ کریم اور سنتِ رسول پر عمل، بدعاتِ سیئہ سے اِجتناب اور اَعمال میں میانہ روی اپنانے کا درس نیز اچھے
اور برے اَخلاق کی تعریفات، شرعی اَحکام، اَسباب اور علاج کا بیان

{ مجدد اعظم، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے حواشی کے ساتھ }

الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ

ترجمہ بنام

اِصلاحِ اَعمال

مُصنِّف

عارف باللہ، ناصح الامہ، علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی دِمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے فضائل، اَقوال اور زُہد وتقویٰ کا بیان

(جلد ۱)

ترجمہ بنام

اللہ والوں کی باتیں

مُؤَلِّف

امام ابونُعَیْم اَحمد بن عبداللہ اَصْفَہانی شافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

اَلْمُتَوَفّٰی ۴۳۰ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل منفرد اور معرکۃ الآراء تالیف

اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

(جلد اوّل)

مُؤلف

شیخ الاسلام شہاب الدین

امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "**فکرِ مدینہ**" کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے "**مَدَنی اِنعامات**" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "**مَدَنی قافلوں**" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ